تفسیرِ انجیل یوحنّا

ملقب بہ

مُنتَہَی الاَفکار

اِس کتاب کو عام فایدہ کے لئے پادری رابرٹ کلارک ایم اے سکرٹری چرچ مشن سوسایٹی
پنجاب وسندہ نے۔ اور پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی نے امرتسر میں ملکے تصنیف کیا

اور کرسچن نالج سوسایٹی کے لئے

امریکن مشن پریس لودیانہ میں پادری سی۔ بی نیوٹن صاحب کے اہتمام سے چھپی

سنہ ۱۸۸۸ء

دفعہ اوّل

دیباچہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ہو کہ اُسکے فضل و کرم سے چوتھی انجیل کی تفسیر بھی ہم اُسکے عاجز بندوں کے وسیلہ سے تیار ہوگئی ہے اور ہم دونوں جو اُسکے مصنف ہیں یعنے پادری رابرٹ کلارک صاحب اور میں عماد الدین لاہز اِس کتاب کے بارہ میں خدا سے اُس خاص فضل کے امیدوار ہیں جس سے آدمیوں کی روحانی آنکھیں کھل جاتی اور روحوں میں زندگی آجاتی ہے وہ اپنے فضل سے ہماری اِس محنت پر جو کمزوری کے ساتھ ہے رحم کی نگاہ کرے اور اُسکو بہتوں کی زندگی کا اور اپنے جلال عظیم کا وسیلہ بنائے ہمارے خداوند یسوع مسیح ابن اللہ کے وسیلہ سے آمین

مقدّس یوحنّا رسول اور اُسکی اِنجیل کا تذکرہ

یوحنّا اور یعقوب دونوں حقیقی بھائی تھے اور مسیح خداوند کے بارہ رسولوں میں چیدہ اور ممتاز رسول تھے۔ اِنکے باپ کا نام زبدی اور ماں کا نام سلومی تھا۔ پیشہ اِنکا مچھوے کا اور گنیسرت کی جھیل کے کنارہ پر جو بیت صیدا نام ایک بستی تھی وہاں کے باشندے تھے لیکن ایسے عام اور غریب مچھوے نہ تھے جیسے ہمارے ملک ہندوستان میں ہوتے ہیں بلکہ یہہ لوگ مقدور والے اور آسودہ حال سے تھے دیکھو (متی ۲۷-۵۶ مرقس ۱-۲۰) گھر کی کشتی تھی اور مزدور کام کرتے تھے اور روپیہ پیسہ بھی تھا جس سے سلومی نے خداوند کی خدمت بھی کی تھی اور سردار کاہن کے ساتھ اُس کی ایسی واقفی تھی کہ وہ بلا خوف اُسکے محل میں چلا گیا بلکہ پطرس اجنبی کو بھی ہمراہ لیگیا (۱۸-۱۵)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنّا شروع سے دیندار آدمی تھا غالباً وہ پہلے یوحنّا بپتسمہ دینیوالے کا شاگرد ہوا اور اُسکی تعلیم

سے مسیح کے لئے اُسکا دل طیار ہوا اور اُسی کے اشارہ سے وہ مسیح خداوند کی طرف آیا اور دونوں بھائیوں نے خداوند سے (فرزندان رعد) کا لقب پایا اور اِس یوحنا کا ایک خاص لقب ہوا یعنے خداوند کا پیارا

بارہ رسولوں میں تین رسول زیادہ ممتاز نظر آتے ہیں یعنے پطرس اور یوحنا اور یعقوب مسیح نے اُنکو بہت کچھ دکھلایا اور بہت کچھ سکھلایا تاکہ یہہ لوگ اُسکے خاص چیدہ گواہ ہوں

اگرچہ یہہ یوحنا بھی سب شاگردوں کے ساتھ مسیح کو باغ میں اکیلا چھوڑ کے بھاگ گیا تھا تاکہ انسانیت کی کمزوری ظاہر ہوجائے تو بھی وہ فوراً پھر خداوند کے پاس آگیا اور محل کے اندر گیا اور سارا مقدمہ سُنا اور صلیب کے وقت پاس کھڑا رہا اور جب مریم مقبولہ کو خداوند نے اُسکے سپرد کیا تو اُسے لیکے اپنے یہاں چھوڑنے آیا اور فوراً اپنے یہاں چھوڑ کے پھر صلیب کے پاس جا کھڑا ہوا اور خداوند کی چھدی پسلی سے آب و خون کو بہتے دیکھا پھر سب رسولوں سے پہلے قبر پر حاضر تھا اور سب سے پہلے مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان لایا

مریم مقبولہ کا انتقال کہتے ہیں کہ ۴۸ سنہ عیسوی میں ہوا ہے غالباً یوحنا اُسوقت تک اکثر یروشلم میں رہا ہے اور دوسری دفعہ جب پولوس رسول یروشلم میں آیا ہے تو اُسوقت اُس کی ملاقات یوحنا سے شہر یروشلم میں ہوئی تھی (گلاتی ۲-۹) اُسکے بعد وہ شہر اِفسس میں جا رہا اور اُسکے اطراف میں اُسنے کلام سُنا کے چند مسیحی جماعتیں قایم کیں۔ اور جب دومیشیان قیصر نے اپنی سلطنت کے آخر ایام میں مسیحی لوگوں کو ستایا تو کہتے ہیں کہ یہہ رسول کھولتے تیل کے کڑاہے میں ڈالا گیا تھا مگر وہ خدا کی قدرت سے نہ جلا تب وہ جلا وطن کیا گیا اور اِجیا کے سمندر میں ایک ٹاپو ہے جو صرف ۲۰ میل کے گھیرے میں ہوگا اُسکو جزیرہ پتمس کہتے ہیں وہاں آبادی اور پیداوار بہت ہی کم ہے غالباً یہہ رسول وہاں قید کیا گیا اور خداوند مسیح نے وہاں اُس سے پھر ملاقات کی اور بہت کچھ دکھلایا اور کتاب مکاشفات اُس سے لکھوائی

جب نروا قیصر تخت نشین ہوا تب اُسکی اُس جزیرہ سے رہائی ہوئی اور وہ پھر شہر افسس میں درمیان کلیسیا کے آیا اور دیر تک رہا اور اُسی جگہ پہلی صدی کے اواخر میں تخمیناً ایک سو برس کا ہوکے اپنی موت سے مرا ہے اور اُسی جگہ اُس کی قبر ہے

جب خداوند مسیح نے اُسے بلایا تھا اُسوقت اُس کی عمر تخمیناً ۲۵ یا ۳۰ برس کی ہوگی اِس حساب سے اِس رسول نے خدا کے کلام کی خدمت تخمیناً ۷۰ برس تک کی ہے

شروع میں درمیان اُسکی طبیعت اور مزاج کے بہت تیزی اور سختی سی معلوم ہوتی ہے چنانچہ اُسنے مخالفوں پر آگ برسانے کی ایک دفعہ آرزو کی تھی (لوقا ۹-۵۴) لیکن خداوند کی تعلیم سے اور روح القدس کی تاثیر سے پھر وہ ایسا فروتن

اورعلیم اور پرمحبت اور جفاکش ہوگیا تھا کہ قیامت تک سب ایمانداروں کے لئے نمونہ ٹھہرا ہے۔ وہ نامدار خادم ہے اور اُسکے فکر عالی اور گہرے ہیں اُسنے الٰہی اسرار کے اظہار کی بڑی قوت اللہ تعالیٰ سے بطور بخشش کے پائی تھی

اختلاف ہے کہ اُسنے کسوقت اپنی اس انجیل شریف کو لکھا کوئی کہتا ہے کہ سنہ ۹۸ء میں اور غالباً یہی خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پتمس سے واپس آکے شہر افسس میں انجیل کو اُسنے لکھا ہے

تمام کلیسیا کا اتفاق ہے کہ اُس کی یہہ انجیل اور تینوں خطوط اور مکاشفات سب کے سب الہام سے ہیں اُسنے خدا سے قوت پاکے ان چیزوں کو لکھا ہے یہہ سب کلام اللہ ہے اور سب قدیم عیسائی مصنف اِس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ یہہ انجیل ضرور یوحنا کی لکھی ہوئی ہے کسی غیر کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ بعضے معتبر دشمن بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ جولین بادشاہ اور سلس وغیرہ بھی

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تینوں انجیلوں کی تحریر کے بعد اُسنے اپنی انجیل لکھی ہے اور اُن بہت سی باتوں کو جو اُن میں مذکور ہیں اس رسول نے تسلیم کرکے اُنکا دوبارہ ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا ہے بلکہ ان خاص باتوں کو لکھا ہے جو اُنسے باقی رہگئیں تھیں اور اگر کہیں کہیں اُن انجیلوں کی باتوں کا ذکر بھی آگیا ہے تو کلام کے سیاق کے مناسب آگیا ہے پس گویا اُسنے اناجیل ثلثہ کے بیانات کا تکملہ لکھدیا ہے تاکہ سب ضروری باتیں مومنین کو معلوم ہوجائیں ان سب باتوں پر خداتعالیٰ کا شکر ہو فقط

تفسیر انجیل یوحنّا ملقب بہ مُنتہیٰ الافکار

پہلا باب

LIBRARY

(۱) ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھہ تھا اور کلمہ خدا تھا

(۱سے ۱۰ تک) کلمہ کے مجسم ہونے کا بیان ہے۔ اِس آیت کا مضمون بہت ہی گہرا ہے اُگسطین صاحب کہتے ہیں کہ یوحنا جسکا لقب رعد کا فرزند ہے (مرقس ۳-۱۷) اپنی انجیل گرج کے ساتھہ شروع کرتا ہے۔ اِس آیت میں تین جملے ہیں پہلا جملہ (ابتدا میں کلمہ تھا) لفظ تھا تھا تینوں جملوں میں ہے اور اُسپر زور ہے اور یہہ زور آیت ۳ کے لفظ ہوئیں کے مقابلہ میں ہے یعنے کلمہ موجود تھا ازل سے اور سب چیزیں معدوم تھیں لیکن کلمہ نے اُنکو معدوم سے موجود کر دیا (۸-۵۸) کلمہ کہتا ہے کہ بیشتر اسکے کہ ابراہیم ہوئیں ہوں (ابتدا) یہہ موجودات کے ابتدا کا ذکر ہے کیونکہ وجود ازلی کے لئے ابتدا اور انتہا نہیں ہے رسول کا مطلب یہہ ہے کہ ابتدا خلقت کے پرلی طرف یعنے موجودگی زمانہ سے پرے کلمہ تھا جو خالق کل کائنات کا ہے (ف) خدا کے لئے نہ ابتدا ہے نہ انتہا اور ہر چیز کے لئے جو اللہ کے سوا ہے ابتدا ہے جن لوگوں نے وہ زندگی پائی ہے جو اللہ میں ہے وہ ابد تک اُسکے ساتھہ زندہ رہینگے اور یہی حیات ابدی ہے جو مسیح یسوع آدمیوں کو بخشتا ہے (ف) یوحنا رسول اس مقام پر ہمارے خیالوں کو ابتدا کے پرلی طرف کھینچتا ہے اور یہہ دکھلاتا ہے کہ مسیح یسوع وہاں سے ہے اسی شخص کا ذکر (امثال ۸-۲۲ سے ۳۰) تک لکھا ہے اور یہہ شخص خود فرماتا ہے کہ میں حکمت ہوں (لوقا ۷-۳۵) یہی شخص جو ازلی کلمہ ہے مجسم ہو کے ظاہر ہوا اور جب جسمانی طور سے رخصت ہونے پر تھا تو اُسنے آپ اپنی اُس بزرگی کو یاد کیا جو زمانہ کی حد میں آنے سے پہلے اُسکی تھی (۱۷-۵) یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدا خلقت کے پرلی طرف الوہیت کے جلال میں یہہ شخص پہلے تھا اور وہاں سے نزول فرما کے یہاں آیا تھا اب پھر اُسی مقام میں اجلال عروج فرما گیا ہے (۱۷-۲۴) یہہ شخص وہاں کا تھا جہاں کوئی مخلوق

نہیں پہونچ سکتا بلکہ مخلوقات کے وجود سے پہلے الوہیت کے مقام میں خدا کا محبوب تھا یہ ضرور وہ اللہ تعالیٰ ہے دیکھو پولوس رسول کیا کہتا ہے (کلسی ۱-۱۷) وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں (ف) متی و لوقا نے خداوند مسیح کا نسب نامہ جسمانی لکھا ہے متی نے ابراہیم تک اور لوقا نے آدم تک جسم کا نسب نامہ دکھلایا ہے یوحنا رسول مسیح کی دوسری ماہیت یعنے الوہیت کا نسب نامہ دکھلاتا ہے کہ وہ ازلی ہے اور اللہ تعالیٰ (میکہ ۵-۲) اُسکا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے (ف) موسیٰ نے بھی اپنی پہلی کتاب کا شروع لفظ ابتدا سے کیا ہے اور موجودات کی پیدایش کا ذکر وقت کے شروع سے کرتا ہے یوحنا رسول وقت سے آگے بڑھکر موجودات کے خالق کا ذکر کرتا ہے کہ وہ کلمہ تھا (ابتدا میں کلمہ تھا) اُسکا مطلب یہہ ہے کہ کائنات کی ابتدا سے پرے ازل میں کلمہ قایم بالذات موجود تھا دوسرا جملہ (اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا) یہہ دو شخص تھے ایک خدا اور ایک کلمہ اور یہہ دونو جہان کی پیدایش سے پہلے قایم بالذات موجود تھے اگرچہ دونو میں معیت تھی تو بھی تشخص تھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ تھا

تیسرا ایک اور شخص بھی قایم بالذات موجود تھا جو باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے یعنے روح القدس کہ اللہ ہے جسکا ذکر صراحتاً یہاں نہیں ہے دوسرے مقاموں میں اُسکا بیان آتا ہے یوحنا نے اِن دو شخصوں کا ذکر یہاں کیا ہے اور تیسرے اقنوم کا ذکر اسوقت چھوڑ دیا ہے اِسلئے کہ وہ ان دونوں سے نکلتا ہے یا اِسلئے کہ یہودی اُس سے زیادہ واقف ہیں کہ وہ بار بار نبیوں میں اُنکے درمیان بولا ہے اور کلمہ کا ذکر اگرچہ کتب انبیا میں ہے مگر یہودی اُسے بخوبی نہ سمجھے تھے اِسی لئے رسول کلمہ کا بہت بیان کرتا ہے کہ اُسے ظاہر کر دے کیونکہ یہہ وہی ہے جس کا ذکر (ذکریا ۱۳-۷) میں ہے کہ وہ خدا کا ہمتا ہے۔ اِسی یوحنا نے (۱ یوحنا ۱-۱ و ۲) میں پھر اِسی بات کا ذکر کیا ہے اور وہاں خدا کو باپ اور کلمہ کو زندگی کا کلمہ کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح اللہ ہے (خدا کے ساتھ تھا) لفظ ساتھ کے معنے برابر کے ہیں یعنے خدا کے برابر یا یکساں یا ہمتا تھا۔ لفظ ساتھ میں مکان اور فاصلہ کا کچھ خیال نہیں ہے بلکہ لفظ ساتھ کا خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ چمٹا ہوا تھا چنانچہ (۱ یوحنا ۱-۲) میں یہی مضمون بلفظ گود ظاہر کیا گیا ہے پس چمٹا ہوا ہونا اور گود میں ہونا مع نتایج بعض آیات دیگر کے یہہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کے برابر تھا کامل یگانگی اور موافقت مع تشخص کے اُن میں تھی (ف) ہاں ایک نازک فرق یہاں ہے اور وہ یہہ ہے کہ کلمہ خدا کے ساتھ یہیں لکھا کہ خدا کلمہ کے ساتھ تھا اور فرق ازلی ابنیت کا ہے جو بیان سے باہر ہے کیونکہ اُس کی ابنیت تقدم و تاخر سے پاک ہے اور عرفی ابنیت نہیں ہے تو بھی ابنیت ہے

تیسرا جملہ (اور کلمہ خدا تھا) یعنے یہی کلمہ جو شروع جہان کے پرلے سرے پر تھا اور جو اُس ہستی کے ساتھ تھا جو از خود موجود ہے یہہ کلمہ خود خدا ہے نہ خدا کی کوئی صفت اور نہ کوئی ایسی ہستی جو خدا سے پیدا کی گئی بلکہ وہ آپ خود خدا ہے

اِس جملہ کا اور کوئی ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ نہایت صاف ہے جس کے لفظی معنے یہی ہیں جو مذکور ہوئے اور چونکہ یہی کلمہ مجسم ہو کے یسوع مسیح کہلایا ہے تب ضرور یسوع مسیح خدا بھی ہے (ف۶) اگرچہ الوہیت میں تین جوہر یا شخص مذکور ہیں تو بھی ایک ہی خدا ہے کیونکہ ماہیت تینوں کی واحد ہے پس ماہیت کے اعتبار سے خدا واحد ہے اور اقنوم کے اعتبار سے جن میں شخصی فرق ہے وحدت میں تثلیث ہے اور تثلیث میں وحدت ہے۔ اگر انجیل یہہ کہتی کہ یہہ تین شخص جنمیں تشخص کا فرق ہے اُنکی ماہتیں بھی جدا جدا ہیں تو ہم ہرگز تثلیث کے عقیدے کو قبول نہ کرتے کیونکہ ذات الٰہی میں شرک لازم آجاتا پر جبکہ انجیل اُنکی ماہیت واحد دکھلاتی ہے تو کچھہ شرک نہیں ہے کیونکہ اِن میں کوئی غیر نہیں ہے مغایرت شخصی ہے اور مغایرت ماہیتی میں ناظرین کو فکر چاہیئے (ف۷) اِن تین جملوں میں خداوند یسوع مسیح کی بابت تین باتیں مذکور ہیں اول اُسکی ازلیت دوم اُسکا علاقہ یا نسبت خدا باپ سے سوم اُسکے ذات کی یگانگی اللہ تعالیٰ سے پس پہلے جملہ کا دوسرا اور دوسرے کا تیسرا جملہ متمم و مکمل ہے اور باپ اور بیٹے کی ذات کا بیان یہاں ہوتا ہے (ف۸) جسنے مسیح یسوع کو پایا اُسنے خدا کو پایا جس کے ساتھہ مسیح ہے اُس کے ساتھہ وہ ہے جو باپ کے ساتھہ ازل سے تھا یہی مطلب ہے لفظ عمانوئیل کا پولوس رسول کہتا ہے کہ یہہ بڑا بھید ہے (۱ تمطاوس ۳-۱۶) کہ خدا جسم میں ظاہر ہوا (ف۹) جبکہ خداوند یسوع مسیح اتنا بڑا بزرگ شخص ہے اور ہمیں گناہ سے اور گناہ کے وبال سے بچانے کے لئے آیا تو گناہ کیسی سخت بلا ہے جس سے بچانے اور ایسا دُکھہ اُٹھانے کو اُسے آنا پڑا جو ازل سے باپ کے ساتھہ تھا (ف۱۰) اِس تجسم سے پہلے بھی دنیا نے کچھہ کچھہ خدا کو پہچانا تھا لیکن جس شناخت تک آدمیوں کا حق تھا نہ پہونچے تھے مسیح کے مجسم ہونے سے اللہ کی ذات پاک تمام تر ظاہر ہوئی۔ اور جب تک کوئی آدمی مسیح کی ازلیت اور الوہیت کا اقرار نہ کرے وہ باپ کو نہیں پہچان سکتا اور بیٹے کو بھی بعد اقرار ہی کے پہچان سکتا ہے نہ اقرار سے پہلے کیونکہ سورج اپنی ہی روشنی سے نظر آتا ہے (ف۱۱) تین دفعہ یہاں کلمہ کلمہ لکھا ہے کلمہ سے مُراد نہ کوئی لفظ ہے نہ کسی عبارت کا فقرہ ہے مگر وہ ایک شخص ہے جسکو یہہ لقب دیا گیا ہے کہ وہ کلمہ ہے اِسلئے کہ اُس شخص نے خدا کو اور اُسکی مرضی کو اور اُسکی شان کو اور قدرت کو ظاہر کیا ہے جیسے کہ کوئی لفظ کسی مطلب کو دکھلاتا ہے ویسے ہی اُس شخص نے یہہ مطالب خدا کی نسبت اپنی ذات و صفات اور اپنی تقریر سے بھی ظاہر کئے ہیں (آیت ۱۸) سب چیزیں اُسی سے پیدا ہوئیں جن کے دیکھنے سے خالق کا سُراغ لگتا ہے پھر اُس شخص نے خود مجسم ہو کے الوہیت کی ساری شان اپنی ذات پاک میں ظاہر کر دکھلائی اِسلئے وہ کلمہ کہلاتا ہے

(۲) یہی ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا ۲

(یہی) یعنے کلمہ یا یسوع مسیح (آیت ۱۸) کیونکہ کلمہ جو ازلی ہے وہ مجسم ہو کے یسوع مسیح کہلایا ہے۔ خدا باپ میں اور کلمہ میں تشخص ہے لیکن دونوں کی ماہیت ایک ہے تب کلمہ صفت نہیں ہے مگر شخص ہے

(۳) سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُسکے ہوئی

(سب چیزیں) ماسوا اللہ کے سب چیزیں جو جہان میں شامل ہیں (موجود ہوئیں) پہلے موجود نہ تھیں صرف یہہ تین شخص موجود تھے ازخود یعنے خدا باپ اور وہ شخص جسکو لقب کلمہ دیا گیا ہے اور روح اللہ جسکا ذکر دوسرے مقامات میں ہے اور وہ اب و ابن سے مستخرج ہوتا ہے (اُس سے) یعنے کلمہ سے یعنے اُس کی صفت و قدرت سے (ف) سب چیزوں میں دہر یا زمانہ اور وقت بھی شامل ہے ہیولا اور صورت بھی اُس میں ہے یہہ سب چیزیں نہ تھیں پھر ہوگئیں اس کلمہ سے تب کل موجودات کی علت اور غایت کلمہ ہے (ف) دیکھو جو بات تمام دنیا کے لوگ اللہ تعالیٰ کے حق میں بولتے ہیں کہ سب کچھ اُسنے پیدا کیا ہے وہی بات یہاں یسوع مسیح کے حق میں لکھی ہے۔ اگرچہ یہہ تین شخص ہیں تو بھی ماہیت کی یگانگی میں ایسی وحدت ہے کہ اُنکے ارادوں اور افعال میں ہرگز مغایرت نہیں ہے کیونکہ اقانیم ثلثہ ایک خدا ہے (اُس سے) اور اُسکے لئے بھی دیکھو (کلسی ۱-۱۶ سے ۱۹) سب کچھ مسیح سے ہوا

(۴) زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی

(زندگی) جس سے سب چیزیں نیست سے ہست ہوگئیں اور جس سے سب آدمی اور جاندار زندہ ہیں اور سب موجودات موجود ہیں (اُس میں تھی) یعنے کلمہ میں۔ پس کلمہ مثل سب بے جان اوزار کے نہ تھا مگر سب کی زندگی اپنے اندر رکھتا تھا نہ اِسطرح کہ ہم ایک مستعار زندگی اپنے اندر رکھتے ہیں مگر وہ زندگی کا مالک اور مختار ہو کے اپنے اندر زندگی رکھتا ہے (ف) زندگی اور نور جسکا ذکر آیت بالا میں ہے فضل اور سچائی جسکا ذکر (آیت ۱۴ و ۱۶ و ۱۷) میں ہے یہہ چار ایسی چیزیں ہیں کہ زمین آسمان میں انسے بہتر چیز کوئی نہیں ہے جس کے ہم طالب ہوں اور یہہ چاروں چیزیں کلمہ میں ہیں جو یسوع مسیح ہے اور فی الحقیقت اُس میں نظر آتی ہیں اور کسی جگہہ یہہ چیزیں دکھلائی نہیں دیتیں زندگی اور روشنی فضل و سچائی اِسلئے اُس میں ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے اور یہی سبب ہے کہ اُس کی تعلیم اور چال میں یہہ چیزیں چمکتی ہیں کیونکہ یہہ چیزیں اُس کی ذات میں قایم ہیں (ف) کلمہ میں زندگی ہے تب کلمہ ہماری زندگی کی زندگی ہے (ف) سب کی زندگی اُس میں تھی نہ وہ اپنی زندگی سب چیزوں میں رکھتا ہے اسلئے ہمہ اوست کا اعتقاد باطل ہے اور ہمہ از وست درست ہے خدا تعالیٰ جہان سے جدا ہے جیسے ہر صانع اپنے مصنوع سے جدا ہوتا ہے اگرچہ

صنعت صانع پر دال ہوتی ہی تو بھی جدی چیز ہی (ف۵) سارے جہان کی حفاظت و سلامتی اسی کلمہ پر موقوف ہی کیونکہ وہی مدار سب کی زندگی کا ہی (۵-۲۶ و ۲۷) جیسے خدا باپ اپنے اندر زندگی رکھتا ہی ویسے ہی ابن آدم بھی اپنے اندر زندگی رکھتا ہی اور وہ اپنی قدرت سے سب کچھہ سنبھالتا ہی (عبرانی ۱-۳) (ف) کلمہ میں زندگی ہی نہ کہ کلمہ بعینہٖ زندگی ہی تب وہ ایک شخص ہی اور زندگی ایک چیز ہی جو اُس میں ہی- اور یہہ جو زندگی کا کلمہ ہی اسی سے شریروں پر موت بھی آویگی جیسے زندگی اُسکے ہاتھہ میں ہی ویسے موت کی چابی بھی اُسکے پاس ہی (مکاشفات ۱-۱۳ و ۱۵)

(اور وہ زندگی انسان کا نور تھی) اسلئے کہ زندگی ہمیشہ روشنی کو متضمن ہی جیسے موت ہمیشہ تاریکی کو شامل ہی (۸-۱۲) وہ جہان کا نور ہی اُسکا پیرو اندھیرے میں نہیں رہتا (زبور ۲۳-۴ وایوب ۱۰-۲۱ و ۲۲) (ف۶) زندگی کیا چیز ہی زیست یا حیات ہی اور روشنی کیا ہی وہی اوجالا ہی جسے سب لوگ جانتے ہیں لیکن زندگی دو قسم کی ہی جسمانی اور روحانی اسی طرح روشنی بھی جو زندگی کا خاصہ ہی دو طرح پر ہی روحانی روشنی اور جسمانی روشنی اور یہاں آیت میں مطلق زندگی و روشنی کا ذکر ہی تاکہ معلوم ہو کہ سب کچھہ اُس سے ہی- یہہ فانی زندگی اور روشنی جو اسوقت ہم میں ہی اگرچہ اُسی سے ہی تو بھی ایک اور زندگی و روشنی اُسمیں ہی جو فنا کے تحت نہیں ہی (انطاکیس ۶-۲۶) اُس میں سے مسیح ہمیں حصہ دیتا ہی اور یہہ ظاہری زندگی و روشنی جو آدمیوں میں نظر آتی ہی وہ بھی بغیر اُسکے اندھیرا ہی (متی ۶-۲۲) شروع میں اِس کلمہ نے سب کچھہ پیدا کر دیا اور ایک قسم کی زندگی و روشنی موجود ہوگی جسکا نام جہان ہی جسمیں ہم پیدا ہوکے کچھہ دیکھہ رہے ہیں خواہ آنکھوں سے خواہ خیالات سے اور ظاہری و باطنی حواس سے تو بھی آدمی اندھیرے اور موت کے سایہ میں ہیں جب تک کہ اُن میں وہ زندگی اور روشنی نہ آجائے جو اللہ میں ہی کیونکہ حقیقی زندگی و روشنی اُس میں ہی اب مسیح یسوع اسلئے ظاہر ہوا ہی کہ اپنے مومنین کو وہ زندگی اور روشنی بخشدے (ف) جسطرح اِس جہان کی کچھہ کیفیت اسی جہان کی روشنی و زندگی پانے کے بعد آدمیوں پر کھلتی ہی ویسے ہی عالم بالا کی کیفیت اُس جہان کی زندگی و روشنی پانیکے بعد کھلتی ہی (۱ یوحنا ۱-۲) کہ وہ زندگی جو خدا کے پاس تھی جب رسولوں میں آئی تب اُنہوں نے اُسپر گواہی دی- اور لکھا تھا کہ ہم اُسی کی روشنی سے روشنی دیکھینگے (زبور ۳۶-۹) سب نعمتیں یعنے حقیقی معرفت اور پاکیزگی اور محبت اور خوشی وغیرہ اُسی زندگی و روشنی کو لازم ہیں جب تک وہ نہ ہو یہہ چیزیں حاصل نہیں ہوتیں (ف) خداوند یسوع مسیح زندگی و روشنی کا سرچشمہ ہی اور سب پاک نوشتے بھی جہان کا نور ہیں جو اُسی سرچشمہ سے نکلے ہیں اور سب پیغمبر اور مومنین جن میں کچھہ خوبیاں چمکتی ہیں اُسی سرچشمے سے ہیں (ف۹) مسیح سے زندگی پاکے سب مومنین روشنی دیکھتے ہیں اور اِس روشنی میں کیا نظر آتا ہی خدا کی ذات پاک ظاہر ہوتی ہی اُس کی مرضیات معلوم ہوتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی پہچانتے ہیں کہ ہم کیسے کمزور اور محتاج ہیں اور اِس

جہان کی چیزوں کو بھی اُنکے مدارج میں پہچانتے ہیں اور نادیدنی چیزیں بھی ہم پر ظاہر ہوتی ہیں ہمارے دلوں اور عقلوں پر سے اندھیرا اور سروں پر سے موت کا سایہ ہٹ جاتا ہی

(۵) اور نور تاریکی میں چمکتا ہی اور تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا

(نور) وہی روشنی جسکا اوپر ذکر ہوا (تاریکی میں) یعنے اِس اندھیری دنیا میں (ف ۱) اِس اندھیری دنیا میں ہم بھی اندھیرے اور موت کے سایہ میں بیٹھے تھے اور لاکھوں آدمی اب تک اندھیری اور موت کے سایہ میں ہیں۔ اس دنیا کے درمیان آدمیوں میں ایسی طاقت اور لیاقت نہیں ہی کہ بغیر آسمانی روشنی کے سچائی اور پاکیزگی کی راہ پائیں دنیا کے تمام حکما اور علماء نے بڑی کوشش سے سچائی کی راہ کو ٹٹولا پر سوا حیرانی اور اختلافی الکانی خیالوں کے کچھہ حاصل نہ ہوا بلکہ یہی ثابت ہوا کہ تمام اخلاق اور عقول بنی آدم پر ایک کالی گھٹا چھائی ہوئی ہی اور موت کی رعد سر پر کڑکتی ہی اسلئے یہہ کہنا کہ یہہ دنیا اندھیری دنیا ہی بہت درست بات ہی (چمکتا ہی) وہی نور جو اُس ازلی کلمہ کا ہی اندھیرے میں چمکتا ہی پہلے بیدائشی تعلیم میں اُس کی کچھہ کچھہ کرنیں چمکتی تھیں پھر الہامی تعلیم میں زیادہ چمکنے لگیں پھر جب وہ کلمہ مجسم ہو کے ظاہر ہوا تو یہہ نور نہایت اچھی طرح دنیا میں چمکنے لگا ایسا کہ اب ہر طرف سے لوگ بولتے ہیں کہ وہ روشنی ہی جو تمہارے سامنے چمکتی ہی اُس کی طرف چلے جاؤ وہاں سب کچھہ خوب دیکھوگے (ف ۲) یہہ روشنی جو چمکتی ہی شروع میں ٹمٹماتی ہوئی تھی آہستہ آہستہ بڑھتی گئی اور اگرچہ اندھیرا بہت تھا اور اب بھی ہی تو بھی اندھیرے میں اتنی طاقت نہ ہوئی کہ اس روشنی کو جو ازلی کلمہ سے نکل کے چمکتی ہی بجھا دے باطل روشنیاں جو فطری عقلوں سے ہیں ہمیشہ بجھتی اور پیدا ہوتی رہتی ہیں مگر ازلی کلمہ کی روشنی قایم دایم لازوال ہی یہہ اللہ تعالی کا چراغ ہی جو اندھیری دنیا میں روشن ہی اور کوئی ہوا یا جھکڑ اُسے بجھا نہیں سکتا (اور تاریکی نے) یہاں تاریکی سے مراد اہل تاریکی ہیں یعنے وہ جو تاریکی کو پسند کرتے ہیں اور اُس میں خوش رہتے ہیں (اُسے دریافت نہ کیا) نہ پہچانا کہ وہ الہی روشنی ہی اور اُس نور کو اپنے دلوں میں نہ آنے دیا (رومی ۱-۲۸) نہ اُس کے پاس جاکے روشن ہوئے۔ ہاں جنہوں نے اُسے قبول کیا وہ منور ہوگئے اور اُن میں الہی زندگی آگئی

(۶) ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جسکا نام یوحنا تھا

آیت ۵ تک رسول نے کلمہ ازلی کی ماہیت کا ذکر کیا کہ وہ کیا ہی یعنے کہ وہ اللہ تعالی ہی سب کا خالق اور زندگی و روشنی کا وہی سرچشمہ ہی اور اب رسول اُسکے مجسم ہونے کا ذکر کرنے پر تھا کہ اُسنے جو اللہ ہی ماہیت انسانی کو لے لیا مگر اِس

ذکر کو ابھی چھوڑ دیتا ہے اور یوحنا اصطباغی کا بیان مسیح کی دونو ماہیتوں کے بیان کے درمیان فاصلہ کے طور پر لا ڈالتا ہے تاکہ دونو ماہیتوں کو صاف صاف دکھلائے (ایک شخص) یعنے ایک آدمی (خدا کی طرف سے بھیجا گیا) بھیجا گیا کا درست ترجمہ ہوگیا ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حسب دستور پیدا ہوگیا (ف) کلمہ ازلی نے جس سے سب کچھ پیدا ہوا جب ارادہ کیا کہ مجسم ہوکے ظاہر ہو تب ایک آدمی کو پیدا کرکے اپنے آگے دنیا میں بھیجدیا کہ نقیب ہو (جسکا نام یوحنا تھا) یہہ لفظ اصل میں یوحنن ہے اسکا ترجمہ ہے یہوداہ کا فضل یہہ نام الہیٰ ارادہ سے اس شخص کو دیا گیا تھا کیونکہ فضل الہیٰ انجیل کا نام ہے اور یہہ شخص مسیح کی آمد شریف کے وقت پہلا اسناد انجیل کا تھا اسلئے یوحنا کہلایا اور خدا کی طرف سے یہہ لقب پایا (لوقا ۱-۱۳) یہہ شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جیسے کہ وعدہ تھا کہ میں بھیجونگا (ملاکی ۳-۱) اُسکی نسبت آواز لکھا ہے کیونکہ وہ آواز تھا ساری دنیا کے لئے اُسنے ایسی گواہی دی جیسے کرن گواہی دیتی ہے کہ سورج آتا ہے

(۷) یہہ گواہی کے لئے آیا کہ نور پر گواہی دے تاکہ سب اُسکے باعث سے ایمان لاویں

(گواہی کے لئے آیا) اُس کی پیدایش اور رسالت کا یہی مطلب تھا کہ مسیح پر گواہی دے یہہ اُسکا کام تھا۔ یوحنا کو خدا نے بتلایا کہ اُسکے بعد مسیح موعود آتا ہے چنانچہ اُسنے گواہی دی کہ وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھسے مقدم ہے (آیت ۱۵) اور کہ وہ روح القدس کا بپتسمہ دیتا ہے۔ اُسنے صاف صاف تبلایا کہ موعود مسیح دنیا میں آگیا ہے۔ اور کہ خاص یہی شخص یسوع بن مریم موعود مسیح ہے یہی خدا کا برہ اور جہان کا منجی اور کلیسیا کا دُلہا ہے اور اس یوحنا کی گواہی ایسی مشہور ہوئی تھی کہ غیر قوموں نے بھی سُنی تھی (اعمال ۱۰-۳۷)

(کہ نور پر گواہی دے) مسیح جہان کا نور ہے مسیح کے نزدیک جانے سے آدمی روشن ہوجاتے ہیں لیکن وہ انسانیت کے برقعہ میں ظاہر ہوا ضرور ہوا کہ آدمیوں کو بتلایا جائے کہ وہ نور ہے (تاکہ سب اُسکے باعث ایمان لائیں) ایمان لائیں یسوع مسیح پر اور ساری دنیا کے لوگ ایمان لائیں یا سب برگزیدہ لوگ اور اس ایمان کا باعث یوحنا ہووے یہہ منشا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگرچہ یوحنا کی گواہی یہود کے لئے زیادہ تر مفید تھی مگر وہ پہلا گواہ تھا اور شروع میں حواری بھی اُس کی گواہی سے مسیح کی طرف گئے اسلئے یوحنا کی گواہی سب دنیا کے ایمانداروں کے ایمان کا باعث ہے (ف) جو کوئی دنیا میں انجیل شریف یعنے نئے عہدنامہ کی جلد اُٹھا کر پڑھتا ہے تو سب گواہیوں سے پہلے مسیح کے حق میں اس یوحنا کی گواہی کو سُنتا ہے پھر حواریوں کی اور پھر کلیسیا کی گواہی کی آواز آتی ہے پھر سارے گذشتہ پیغمبروں کی گواہیاں کھل جاتی ہیں اور جب ہم ان گواہیوں کے انبوہ میں گھر کر ایمان لاتے ہیں تب مسیح سے زندگی اور نور حاصل کرتے ہیں تب ہم آپ بھی گواہ ہوجاتے ہیں کہ ضرور مسیح

نور ہی اور اُسی کے پاس حیات ابدی ہی (ف)، خدا کا یہہ انتظام ہی کہ اس آدمی کے وسیلہ سے دوسرے آدمی ایمان لائیں اور جیہ منصب و لیاقت خدا ہی بخشتا ہی تو بھی مسیحیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے ایمان کے بعد دوسروں کے ایمان کا وسیلہ ہوں

۸ (۸) وہ نور نہ تھا پر نور پر گواہی دینے کو آیا تھا

(وہ نور نہ تھا) یعنے حقیقی نور نہ تھا جس کی روشنی مستقل اپنی ذات میں ہو بلکہ اُس کی روشنی مسیح سے تھی- وہ جلتا اور چمکتا چراغ تھا کہ اُسنے اپنی تعلیم اور گواہی اور نیک چلن سے بڑی روشنی دنیا میں پہونچائی (۵-۳۵) تو بھی بذات خود سرچشمہ نور نہ تھا جیسے سب پیغمبر بھی تھے (نور پر گواہی دینے کو آیا تھا) حقیقی نور پر جو مسیح ہی وہ گواہی دینے کو آیا تھا (۳-۲۷ سے ۳۴ و لوقا ۳-۱۵ و ۱۶) حقیقی نور اللہ تعالیٰ ہی اور مسیح خداوند اسلئے حقیقی نور ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی اور یہی سبب ہی کہ اُس کی روشنی تمام جہان کی عقلی و اخلاقی روشنی پر غالب ہی اور تمام پیغمبروں کی روشنی پر بھی غالب ہی

۹ (۹) حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

(حقیقی نور) یہہ لفظ کئی قسم کی روشنیوں کے مقابلہ میں ہی (۱) مسیح کی روشنی حقیقی ہی بہ نسبت تمام بطلان اور بناوٹی معبودوں کی روشنی کے (افسی ۴-۲۰) (۲) پھر مسیح کی روشنی حقیقی ہی بہ نسبت اُن تمام سچے نمونوں کی روشنی کے جو اللہ تعالیٰ سے ظاہر کئے گئے تھے اُنمیں اور اس میں سایہ اور عین کی نسبت ہی چنانچہ رسومات شریعت کی روشنی (۳) پھر مسیح کی روشنی حقیقی ہی بہ نسبت اُس سچی روشنی کے جو عارضی تھی نہ ذاتی جیسے یوحنا اور سب پیغمبروں کی روشنی تھی (۴) پھر مسیح کی روشنی حقیقی ہی بہ نسبت کل دینی و دنیاوی روشنیوں کے کیونکہ یہہ خالق کی روشنی ہی (۵) پھر مسیح کی روشنی حقیقی ہی بہ نسبت سب نیروں کی روشنی کے کیونکہ نیروں کے خالق کی روشنی ہی- اِس جسمانی سورج کو جو نسبت اس دنیا کے ساتھہ ہی روشنی کے بارہ میں وہی نسبت تمام موجودات کو مسیح کے ساتھہ ہی کیونکہ وہ مرکز ہی تمام سرگرمی اور زندگی تندرستی اور نمو اور خوبصورتی اور زرخیزی و سرسبزی اور آزادگی اور عام فواید و خاص فواید ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے کہ سے مہ تک بلکہ ذرہ سے نہ صرف آفتاب تک پر ملاء اعلیٰ تک یا عرش سے فرش تک اسی یسوع مسیح سے جو کلمہ ہی سب کچھہ موجود اور منور اور بحال ہی (ف) ایک وقت دنیا میں ایسا بھی تھا کہ یہہ خزانہ مخفی تھا تو بھی اُس کی کرنیں نمودار تھیں جنہوں نے اُن کرنوں کی پیروی کی وہ سب بچ گئے لیکن اب وہ نور مجسم ہو کے جہان میں ظاہر ہوا اور ایسے موقع پر چمکتا ہی کہ جو کوئی چاہے اُسکی طرف دیکھہ سکتا ہی اور اگر مرضی ہو تو ابدی زندگی کی روشنی سے منور ہو سکتا ہی (ف) اِس نور کے حقیقی ہونے کے ثبوت میں اسوقت

یہی کہنا کافی ہو کہ جو کوئی مسیح کے پاس آیا ہو وہ روشن ہوگیا ہو اور جو آتا ہو وہ روشن ہوجاتا ہو اور دیکھو کہ اُس سے جہان میں کیسی روشنی آگئی ہو (جو دنیا میں آکے) وہ دنیا میں آیا جو دنیا کی حد کے پرلی طرف تھا اور دنیا سے پہلے تھا (۳-۱۹) اور اب دنیا میں آیا تو روشنی دنیا میں آگئی (۱۲-۴۶) ابن اللہ دنیا میں آگیا زہے نصیب دنیا کے (متی ۲۱-۲۷ یوحنا ۳-۱۶ و ۱۱-۲۷) وہ صرف دنیا میں آکے ابن اللہ نہیں بن گیا بلکہ مریم سے پیدا ہونے سے پیشتر بھی وہ بیٹا تھا (گلاتی ۴-۴) (ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہو) نہ صرف یہودیوں کو بلکہ ہر قوم میں سے ہر درجہ کے آدمی کو جو اُس پر ایمان لاتا ہو روشن کرتا ہو (لوقا ۲-۳۲) مسیح کی روشنی ازلی روشنی ہو جو جہان کو روشن کرتی ہو (ملاکی ۴-۲) ضرور تھا کہ یہہ روشنی دنیا میں آوے اور یہہ ضرورت دنیا کیطرف سے اُٹھی تھی کیونکہ گناہ سے دنیا تاریک ہوگئی تھی پس دنیا کے خالق کے فضل نے جوش مارا تب مسیح دنیا میں آیا اب سب لوگ اُس سے روشن ہو سکتے ہیں اگر چاہیں لیکن اگر کوئی اب بھی اندھیرے میں رہے تو یہہ اُسکا اپنا قصور ہوگا

۱۰ (۱۰) وہ جہان میں تھا اور جہان اُسی سے موجود ہوا اور جہان نے اُسے نہ جانا

(وہ جہان میں تھا) یعنے مجسم ہوکے جہان میں آیا تھا اور اب آسمان پر چلا گیا ہو۔ اور دوسرے معنے اس فقرہ کے یہہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ سب کا خالق اور موجد اور منتظم و متسلط ہوکے اپنی پاک علامتوں سے جہان میں تھا اگرچہ اپنی ذات سے جدا تھا پر اپنی صفات کے اظہار سے جہان میں گویا موجود رہا (اور جہان اُسی سے موجود ہوا ہو) آیت ۹ میں لفظ نور بصیغہ مونث غیر حقیقی کے ہو پر یہاں لفظ اُسی سے بصیغہ مذکر ہو۔ اور معنے اس فقرہ کے آیت ۳ کے ذیل میں دیکھو (اور جہان نے اُسے نہ جانا) یعنے دنیا کے اُن لوگوں نے جن کے دلوں پر دنیا غالب ہو اُسے نہ جانا یعنے اُسکی اطاعت نہ کی نہ اُس پر یقین کیا۔ دنیا کے لوگوں نے اپنے خالق کی نسبت مخلوقات کی زیادہ عزت کی خالق ان بعض آدمیوں سے پہچانا نہیں گیا جن کے دل اس دنیا کی محبت میں دھس گئے تھے تو بھی بہتوں نے اُسے پہچانا اور سجدہ کیا ابراہیم نے اور داؤد نے اُسے پہچانا تھا (۸-۵۶ متی ۲۲-۴۳) ہاں وہ وقت بھی آتا ہو کہ سب اُسے پہچانینگے

۱۱ (۱۱) وہ اپنوں پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا

(اپنوں) یعنے اپنی پیداوار کے پاس آیا خالق اپنی مخلوقات کے پاس آیا اور اپنی مخلوقات میں سے بھی خاص اپنی قوم کے پاس آیا جنہیں اُسنے مصر سے نکالا تھا اور دوسری قوموں سے ممتاز کیا تھا اور آپ کو اور اپنی تشریف آوری بوسیلہ انبیا کے

اُسپر ظاہر کر کے اپنی اِنتظاری کا بیج اُن میں بویا تھا۔ اور جب آیا تو اپنے گھر یعنے ہیکل اور اپنے شہر یعنے یروشلم میں آیا یونان اور روم اور ہندوستان میں نہیں آگیا اور کچھ اجنبی بھیس بدل کے بھی نہیں آیا بلکہ اُسی بھیس میں آیا جسکا ذکر پاک نوشتوں میں ہو چکا تھا اور پہلے یوحنا کو بھیجا کہ مطلع کر دے پھر آپ ساری قوت اور قدرت اور قدوسی کے ساتھ آپہونچا (ف) اِس آیت میں لفظ اپنوں دو دفعہ آیا ہے پہلا ایسا لفظ ہے جو ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کو شامل ہے دوسرا لفظ خاص ذوی العقول کے لئے ہے تب مطلب یہہ ہوا کہ خالق آدمیوں کے اور سب دنیاوی موجودات کے پاس آگیا لیکن آدمیوں میں سے بعض نے اُسے قبول نہ کیا ہوا اور دریا اور مچھلیوں وغیرہ نے اُسکا حکم مانا پر بعض آدمی سخت رہے (اُسے قبول نہ کیا) تب انبیا کی گواہی کو بھی نہ ماننیوالے ٹھہرے کہ اپنی حدیثوں کی رعایت سے اُنکے معنے اُلٹ دئے یوحنا کی گواہی کو نہ مانا خدا باپ کی گواہی کو بھی نہ مانا جو اُسنے معجزوں اور قدرتوں اور تاثیروں کے وسیلہ سے دی تھی (۵-۳۴) پس نہ ماننیوالوں کا گناہ کتنا بڑا ہوا ہوگا اور اب جو نہیں مانتے ہیں کتنا بڑا گناہ کرتے ہیں تب کتنی بڑی سزا ہوگی

۱۱ (۱۲) لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُسنے اُنہیں اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہوں یعنے اُنہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں

(جنہوں نے) اپنوں میں سے خواہ وہ اپنے تھے یہودی ہوکے یا اپنے تھے اُس کی مخلوقات میں ہوکے (ف) لفظ جتنوں بطور کلیت کے ہے جس میں سب عیسائی ہر قوم ہر درجہ ہر جنس کے شامل ہیں (اُسے قبول کیا) پس وہ دنیا سے بالکل رد نہیں کیا گیا بلکہ بہتوں نے اپنے دل کا تخت اُسکے لئے خالی کر دیا کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں آ اور ہم پر حکمرانی کر کیونکہ تو ہمارا رب ہے۔ قبول کرنا یا نہ کرنا اُن کی مرضی پر موقوف تھا کچھ جبر نہ تھا پس اِنہوں نے اور اُنہوں نے جو کچھ کیا اپنی اپنی مرضی سے کیا لیکن اِس آزاد مرضی کا استعمال سوچ سمجھ کے کرنا چاہئے (اُسنے اُنہیں اقتدار بخشا) یعنے ایک عالی منصب کی لیاقت بھی بخشدی اور ایک عالیشان درجہ کا نام بھی دیا۔ الٰہی فرزندی کی لیاقت بخشدینا یہہ پیغمبروں کا کام نہیں ہے وہ تو صرف ہادی ہوتے ہیں مگر یہہ منعم ہے وہ جو آپ حقیقی نور ہے اُس نے اوروں کو بھی نور کا فرزند بنا لیا (۱۲-۳۶) یہہ لوگ آپ سے ایسے نہیں ہو سکتے تھے پر اُس نے تبدیل کر کے اور صاف کر کے ایسا بنا لیا (کہ خدا کے فرزند ہوں) یعنے یہہ رشتہ داری اللہ کے ساتھ حاصل کرنے کی لیاقت بخشدی (گلاتی ۳-۲۶) پرانے عہدنامے میں اِس اقتدار کا تخم موجود تھا لیکن اِس رتبہ کا حصول صرف مسیح سے لوگوں کو ہوا (گلاتی ۴-۱سے ۷) مسیح خداوند اپنی ذات سے اللہ کا ازلی واکلوتا بیٹا ہے اور سب لوگ صرف آدمی ہیں مگر بوسیلہ مسیحی ایمان کے

مسیح سے ایک نئی پیدایش روحوں میں حاصل کر کے خدا کے لیپالک فرزند ہو جاتے ہیں (۳-۳ و ا یوحنا ۳-۹ گلاتی ۳-۲۶ و ا پطرس ۱-۲۳)

(یعنے اُنہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں) یہہ منصب صرف اُنکا ہے جو ایمان لاتے ہیں کہ ایمان کی راستبازی کا جوہر اُنکے دلوں کے نقطہ میں جمع ہو جاتا ہے اور وہ بمنزلہ ایک تخم کے ہوتا ہے جس سے دل کی نئی پیدایش ہو جاتی ہے (اُسکے نام پر) تب خصوصیت نئی پیدایش کی نہ صرف اُس فعل میں ہے جو اُس شخص سے ایمان لانے میں ہوتا ہے مگر خصوصیت اس برکت کی اُس نام میں ہے جو مسیح کا نام ہے ایمان آلہ ہے اور گویا دل کی طیاری ہے پر برکت تبدیل نام میں ہے جو بطور بخشش کے وہ دیتا ہے نہ بطور اجرت ایمان کے ۔ نام سے مراد ذات ہے یعنے مسیح پر دل قایم ہو اور آدمی آپ کو اُس کے سپرد کرے کہ وہ ازلی کلمہ ہے اور خدا و انسان ہے

۱۳ (۱۳) وہ نہ لہو سے نہ جسم کی خواہش سے نہ مرد کی خواہش سے مگر خدا سے پیدا ہوئے ہیں

(نہ لہو سے) یعنے لہو کا علاقہ جو یہودیوں کو ابراہیم سے حاصل ہے اُس سے آدمی خدا کا فرزند نہیں ہو سکتا ہے اُس سے ابراہیم کا جسمانی بیٹا ہو جاتا ہے (نہ جسم کی خواہش سے یعنے نہ جسمانی تولد سے جو جسم کی خواہش سے ہوتا ہے کہ عورت مرد ایک جسم ہوتے ہیں اور اُس میل سے فرزند جسمانی پیدا ہوتے ہیں (۳-۶ رومی ۹-۸) (نہ مرد کی خواہش سے) جیسے کہ لوگ غیر کا بچہ اپنا بنا لیتے ہیں یا غیر قوم یہودی مرید ہو جاتے ہیں یا لوگ ایک مذہب چھوڑ کے دوسرے مذہب میں آجاتے ہیں (مگر خدا سے پیدا ہوئے ہیں) یعنے خدا کی مرضی اور ارادہ سے اور اُس کے اُس کام سے جو وہ اُنکے دلوں کے اندر آپ کرتا ہے کہ وہ اُنکے دلوں میں سے برائی اور موت کو نکالتا ہے اور زندگی و روشنی اُنکے دلوں میں اور عقلوں میں ڈالتا ہے اور یہہ کام وہ اپنی روح سے کرتا ہے (ف ۱) وہ اپنا تخم اُنکے دلوں میں ڈالتا ہے (ا یوحنا ۳-۹) اور یہہ تخم کیا ہے خدا کا کلام قدیم ہے (ا پطرس ۱-۲۳ و یوحنا ۳-۶ و افسی ۱-۵) یہہ نئی پیدایش دین عیسائی میں سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا سر ہے اور ساری خوبیوں سے بالاتر برکت ہے اور اسی جہان میں ایماندار وں کے لئے نقد دولت موجود ہے (ف ۲) جب کوئی مسیحی خدا سے یہہ تولد پاتا ہے تو اُسکی روح کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مجھہ میں الٰہی زندگی آگئی ہے کیونکہ نئی طاقت اور نئی حس اور نئی روشنی اپنے اندر دیکھتا ہے اور الٰہی مزاج میں ترقی شروع ہوتی ہے (ف ۳) یہہ عالی رتبہ حاصل کرنے کے لئے ہماری طرف سے صرف اتنا چاہئے کہ انجیل کی ہدایت کے موافق توبہ اور ایمان کے ساتھہ مسیح کی طرف رجوع ہوں اور آپ کو اُسکے سامنے ڈالدیں اور فرمانبرداری پر دل سے مستعد ہوں تب وہ آپ ہی اپنا کام ہمارے دلوں میں کر دیتا ہے

۱۴ (۱۴) اور کلمہ مجسم ہوا اور وہ فضل وراستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا اور
ہمنے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال

(کلمہ مجسم ہوا) وہی ازلی کلمہ جو خدا ہے اُسنے جسم لیا یعنے وہ جو پہلے خدا باپ کے ساتھ تھا اب آدمیوں کے ساتھ بھی ہوگیا کہ اب سب آدمی فخراً کہہ سکتے ہیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اپنی ذات سے نہ جیسے نہ وہ کل وجودات کے ساتھ ہے اپنی صفات وقدرت سے نہیں بلکہ وہ ہماری نوع انسانی میں آگیا ہے تاکہ تمام انسانیت کا دایرہ برکت پائے (لفظ مجسم میں تمام امور اخلاقی وجسمانی اور روحانی وعقلی شامل ہیں جو انسان کے بدن اور نفس ناطقہ کو لازم ہیں یعنے انسانیت کا پورا جامہ پہنا (ف) خدا کی نسبت مجسم ہونے کا بیان تعجب کی بات ہے کیونکہ تنزل کی بات ہے اور خدا ترقی وتنزل ہر دو سے پاک ہے لیکن یہہ بات ہمارے لئے فضل کی ہے کہ وہ ہم میں آیا **شعر** زقدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم ۔ کلاہ گوشہ دہقاں بآفتاب رسید۔ خدانے آدم کو اپنی صورت پر بنایا تھا یہہ بھید اب کھلا کہ مسیح کو ابد تک انسان کی صورت میں رہنا تھا اسلئے آدم خدا کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ مجسم ہوا نہ آنکہ انسان بن گیا بہ تبدیل ماہیت نہ آنکہ انسانیت میں الوہیت نے حلول کرلیا نہ آنکہ کوئی شعاع یا کرن الوہیت کی یسوع انسان میں جلوہ گر ہوگئی نہیں بلکہ انسانیت کو الوہیت میں لیا (ا یوحنا ۴-۲ و تمطاؤس ۳-۱۶ رومی ۱-۳ و ۸-۳ فلپی ۲-۷ عبرانی ۲-۱۴) اور پوری الوہیت ظاہر ہوئی (کلسی ۱-۱۹ و ۲-۹ و یوحنا ۱۰-۴۰) (ف) مسیح نے تمام انسانیت کے حصّوں کو لے لیا تھا لیکن گناہ اُس میں نہ تھا کیونکہ گناہ انسانیت کا حصّہ نہیں ہے ہاں بگڑی ہوئی انسانیت کا حصّہ بن گیا ہے تو بھی وہ جسم جو اُسنے لیا گنہگار جسم کی صورت تھی وہ ویسا انسان نہ تھا جسکا ذکر (رومی ۷-۱۴ و افسی ۲-۱۴) میں ہے اور جیسے کہ ہم سب ہیں بلکہ اُس کی انسانیت کا ذکر (رومی ۸-۳) میں ہے

کلمہ مجسم ہوا یعنے الوہیت اور انسانیت ان دو ماہیتوں کا ابدی میل ہوگیا اور نادیدنی خدا انسان کی دیدنی صورت میں ظاہر ہوگیا (اتمطاؤس ۳-۶) انسانیت اپنے کمال کو پہونچ گئی اللہ تعالیٰ آدمیوں میں آگیا

(اور وہ فضل وراستی سے بھرپور ہوکے) فضل وراستی یہہ دو صفتیں خدا تعالیٰ کی ہیں (خروج ۳۴-۶ و زبور ۲۵-۱۰ و ۳۵-۲) اور خدا کے خاص بندوں میں بھی یہہ صفتیں کسیقدر پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ کلمہ کہ مجسم ہوا وہ ان صفات سے بھرپور تھا یعنے کامل طور پر یہہ صفات اُس میں تھیں کچھہ کمی نہ تھی۔ فضل سے مراد محبت خیر خواہی رحم اور عطا ہے راستی سے مراد صداقت سچائی ہے یعنے بطلان اور کذب کی ضد اور امور مجازی کی حقیقت ۔ نجات فضل سے نکلی تعلیم راستی سے ہوئی جب مسیح کا فضل ہماری روحوں پر ہوتا ہے اور اُس کی راستی ہمارے خیالوں میں بستی ہے تو ہم بھی ان الٰہی صفتوں کے مظہر ہو جاتے ہیں (۱۴-۱۷ و رومی ۵-۱۸

و ۲ قرنتی ۱-۲۰) یسوع مسیح نہ صرف فضل کا سرچشمہ تھا مگر راستی کا بھی سرچشمہ تھا عیسائیوں کو چاہئے کہ نہ صرف نجات ہی کے درپے ہوں مگر راستی سے بھی بھر جائیں۔ یہہ صفتیں مسیح میں اس شدت سے تھیں کہ وہ خود سچائی تھا (۱۴-۶ مکاشفات ۳-۷ و ۱۹-۱۱) فضل و سچائی یہہ دونو صفات ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتی ہیں اُن میں جدائی نہیں ہوتی ہے (کلسی ۱-۶ و ۲ یوحنا ۳ و ۴ و ا پطرس ۵-۱۲ از بور ۸۹-۱ و ۲)

(ہمارے درمیان رہا) لفظ رہا کا مطلب اصل زبان میں یہہ ہے کہ ہمارے درمیان ڈیرہ یا خیمہ رکھا وہی لفظ شکینہ ہے جس میں الٰہی جلال بنی اسرائیل میں رہا تھا (مکاشفات ۷-۱۵ و ۱۳-۶ و ۲۱-۳) اِن تینوں جگہہ میں دائمی سکونت کا بیان ہے مطلب یہہ ہے کہ خدا نے اب ہمارے درمیان ابد تک رہنے کو خیمہ لگایا ہے جیسے پیشینگوئی تھی (زبور ۶۸-۱۸ و ۱۳۲-۱۳ و ۱۴ و حزقیل ۳۷-۲۷) ہمارے درمیان رہا یعنے خاص طور پر شاگردوں کے درمیان رہا (ف) پہلا آدم انسانیت کی فرد نہ تھا جیسے بنی آدم انسانیت کے افراد ہیں بلکہ پہلا آدم کل انسانیت کا غنچہ یا مظہر تھا اُس میں خدا نے زندگی کا دم پھونکا اور اُس کی سب فردوں نے اُس زندگی کے دم میں سے حصہ پایا یا مسیح یسوع دوسرا آدم ہے کل کامل انسانیت کا مظہر اور اُس میں خدا نے سکونت فرمائی ہے پس سب نو پیدا آدمی نیا جنم پا کے اُس کامل انسانیت کے فرد ہوتے ہیں اور خدا کی سکونت گاہ بنتے جاتے ہیں لفظ عمانوایل کا یہی مطلب ہے کہ نوع انسانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو گیا ہے

(اور ہمنے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال) یہہ فضل اور سچائی کی بھرپوری جو اس میں نظر آئی اس سے اُس کی بزرگی ہم پر ظاہر ہوئی اور تبدیل صورت کے وقت اور تمام معجزات و تاثیرات کیوقت بلکہ اُس کی ساری حالت مجموعی پر غور کرنے سے اُسکا جلال ظاہر ہوا۔ وہ نہیں کہتا کہ ہمنے اُس میں کچھہ جلال کی علامتیں دیکھیں تھیں مگر آنکہ بعینہ جلال کو دیکھا (جیسا) یہہ لفظ تشبیہہ کے لئے نہیں ہے کیونکہ یہی مصنف (۱-۱) میں مسیح کو خدا کہتا ہے تب جلال ایک ہی ہے یہواہ کا جلال اکلوتے بیٹے میں دکھلائی دیتا ہے (۱-۱۸ و ۳-۱۶ و ا یوحنا ۴-۹)

(اکلوتے کا جلال) لفظ اکلوتا رسول نے مسیح کی نسبت خداوندی سے سُنکے بولا ہے (۳-۱۶ و ۱۸) کیونکہ وہ خدا کا ایک ہی بیٹا ہے اور کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہے جو ذات میں سے ذات اور نور میں سے نور ہو پہلوٹھا ایک اور لفظ ہے (کلسی ۱-۱۵ و عبرانی ۱-۶) لفظ اکلوتے میں مسیح خدا کی نسبت منسوب ہوتا ہے اور پہلوٹھے میں جہان کی طرف نسبت دکھلائی جاتی ہے۔ خدا کے اور بھی بیٹے ہیں (آیت ۱۲) پر وہ ماہیت میں یگانگی نہیں۔ فقط اُنہوں نے یہہ منصب مسیح سے پایا ہے (ف) مسیح کی انسانیت مخلوق ہے اور الوہیت غیر مخلوق ہے الوہیت کی نسبت وہ فرماتا ہے کہ میں اس جہان کا نہیں ہوں۔ خدا کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ہے صرف ایک بیٹا ہے ذات سے ذات کا اخراج ہوا ہے اور ایسا اخراج کہ جدائی نہیں ہوئی اور نہ اُسمیں

تقدم وتاخر ہی جو دنیاوی ابنیت کا لازمہ ہی یہہ سر عظیم ہی خدا کی روح کے سمجھانے سے مومنین سمجھتے ہیں۔ رسول کہتا ہی کہ اسکی ایسی بزرگی ہم نے دیکھی جیسے اکلوتے کی ہونی چاہئے یعنے الہٰی شان اُس کی ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور پہچانی

۱۵ (۱۵) یوحنا نے اُسکی بابت گواہی دی اور پکار کے کہا یہہ وہی ہی جسکا ذکر میں کرتا تھا کہ وہ جو میرے پیچھے آنیوالا ہی مجھہ سے مقدم ہی کیونکہ مجھہ سے پہلے تھا

(گواہی دی) یہہ لفظ اصل میں بصیغہ استمرار ہی یعنے دیتا رہا۔ اور فی الحقیقت وہ اب تک گویا گواہی دیتا ہی اور دنیا کے لوگ اب تک اُس کی گواہی سُنکے ایمان لاتے ہیں (پکار کے کہا) نہ نرم آواز سے نہ خفیۃً کسی خاص آدمی سے کہا لیکن علانیہ بلند آواز سے جوش کے ساتھہ اشتہار دیا۔ خدا نے اُسے یہہ لقب دیا تھا کہ وہ پکارنیوالے کی آواز ہی (یشعیا ۴۰-۳) کیونکہ اُسنے ایمان اور یقین کے ساتھہ پکار کے گواہی دی تھی اور اُس کی گواہی کی بلند آواز دنیا کی حدوں تک پہونچی ہی (کہ یہہ) یعنے یسوع بن مریم (وہی ہی) دیکھو (۳-۱۱) جسکا ذکر میں کرتا تھا یعنے اسوقت سے پہلے میں نے اُسکا بیان کیا تھا (کہ وہ جو میرے پیچھے آنیوالا ہی) جیسے بادشاہ نقیب کے پیچھے آتا ہی (مجھہ سے مقدم ہی) ہر طرح سے مقدم ہی یوحنا خلقت میں سے ہی اور وہ ذات خالق میں سے ہی میں گھٹنیوالا ہوں وہ بڑھنیوالا ہی (لوقا ۳-۱۶) میں ہی کہ مجھہ سے قوی تر ہی اور میں اُسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لایق نہیں ہوں) وہ روح القدس کا بپتسمہ دیتا ہی پس جسکا اختیار روح القدس سے بپتسمہ دینے کا ہی وہ یقیناً اللہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دل میں نازل کرنا اللہ کا کام ہی پس معلوم ہوگیا کہ یوحنا نے اُسے درجہ الوہیت سے مقدم کہا تھا۔ مسیح نے خود بھی فرمایا کہ میں ابراہیم سے مقدم ہوں (۸-۵۸) اِسلئے کہ وہ الوہیت کی راہ سے تمام موجودات سے مقدم ہی کیونکہ کوئی چیز نہ تھی جب وہ تھا

۱۶ (۱۶) اور اُس کی بھرپوری سے ہم سب نے پایا بلکہ فضل پر فضل

(بھرپوری) یہہ لفظ آیت ۹ و ۱۴ میں بھی آیا ہی اور بھرپوری تین قسم کی ہی اولاً چشمہ یا منبع کی بھرپوری جو کبھی خالی نہیں ہوتی دویم نہر کی بھرپوری جو چشمہ سے ہی سویم ظروف اور قطعات زمین کی بھرپوری جو چشمہ سے بذریعہ نہر کے حسب گنجایش ظرف کے ہوتی ہی اور زرخیزی کا باعث ہی۔ پہلی بھرپوری مسیح کی ہی دوسری بھرپوری تمام پیغمبروں اور رسولوں اور پادریوں وغیرہ خادموں کی ہی تیسری بھرپوری جماعت مومنین کی ہی جسکا ذکر اب ہوتا ہی (ہم سب نے پایا) کیا پایا ساری خوبیوں میں سے ایک حصہ پایا کہاں سے پایا مسیح کی بھرپوری میں سے۔ ہم سب پیدایش ہی کے دن سے خالی تھے اور جو کچھہ ہمنے پایا ہی تھا

وہ بھی کھو بیٹھے تھے ہم میں کچھ خوبی نہ تھی ہاں گناہ اور نادانی اور موت اور الٰہی غضب سے بھرے ہوئے تھے اُسنے یہہ سب ناپاکی ہم سے نکالی اور اپنی پاک خوبیوں سے بھر دیا۔ ہارون کے سر پر اتنا تیل ڈھالا گیا تھا کہ جبہ کے دامن تک بہکر آیا تھا مسیح کی انسانیت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسقدر روح القدس سے بھر دیا کہ اُس سے جو ہمارا سر ہی روح کا تیل بہکر ہم تک پہونچا کہ ہم مثل جبہ دامن کے ہیں۔ کہیں لکھا ہی کہ روح القدس سے تمام برکات پہونچیں اور کہیں لکھا ہی کہ یسوع مسیح سے پہونچیں بات ایک ہی ہی کیونکہ باپ بیٹا اور روح القدس ایک واحد خدا ہی (ہم سب نے پایا) خواہ یہودی ہوں یا غیر قوم یا رسول ہوں یا امت میں سے ایک غریب عیسائی سب وہاں سے پاتے ہیں۔ پورانے عہد نامہ میں یہہ بات صاف ظاہر نہ ہوئی تھی کہ یہہ برکات کہاں سے آتی ہیں ہاں مقدسین سلف نے مسیح کو دھندلا سا دیکھا تھا تو بھی اُسی سے سب کچھ اُنہوں نے پایا ہی۔ ہابیل سے دنیا کے آخر تک جسقدر انسان بچ گئے اور جس نے جسقدر پایا یسوع مسیح سے پایا ہی اور آخر کو سب اولین و آخرین جو بچ گئے ہیں یہی اقرار کرینگے کہ ہم ساری نعمتوں کے لئے یسوع مسیح کے شکر گذار قرضدار ہیں۔ خاص انعام جو مسیح سے پاتے ہیں وہ ابدی زندگی کی روح ہی (بلکہ فضل پر فضل یعنے نہ صرف قطرہ قطرہ مگر دریا دریا یعنے کثرت سے پایا اور نہ صرف اُن نعمات کا علم پایا کہ یہہ یہہ نعمتیں اللہ کے پاس ہیں مگر اُن نعمتوں کو حاصل کرلیا۔ ایک فضل مسیح سے پاتے ہیں اُسکے بعد دوسرا فضل آتا ہی ایسا کہ پہلا فضل دوسرے فضل سے دب جاتا ہی اور جاتا نہیں رہتا مگر فضل پر فضل جمع ہوتا ہی دیکھو (۲ قرنتی ۳-۱۸) اور (رومی ۱-۱۷) میں ایمان سے ایمان کا ذکر ہی اور (یرمیاہ ۴-۲۰) میں شکست پر شکست لکھا ہی یعنے ایک موج کے بعد دوسری موج آتی ہی لیکن مومنین کو چاہئے کہ یہہ فضل عبث نہ پاویں بلکہ اُس میں قایم اور مضبوط ہوں (۲ قرنتی ۶-۱)

۱۷ (۱۷) کیونکہ شریعت موسیٰ کی معرفت سے دیگئی مگر فضل و سچائی یسوع مسیح سے پہونچی

(شریعت) ایک ہی شریعت خدا سے موسیٰ کی معرفت دیگئی تھی ہر نبی جدا شریعت نہیں لایا سب شریعت موسوی کے پیرو تھے۔ شریعت کے دو حصے ہیں اخلاقی اور رسمی لیکن شریعت سے کوئی آدمی راستباز نہیں ہوسکتا (رومی ۳-۲۸) کیونکہ انسان میں اُسکے ادا کرنے کی طاقت نہیں رہی ہی گناہ آدم کے بعد بنی آدم کی طبیعت بگڑ گئی ہی اُسکے دل میں اور خیال میں اور قویٰ میں نقصان عظیم آگیا ہی اسلئے اب شریعت اُسکے حق میں غضب کا سایہ ہی (رومی ۴-۱۵ اکلسی ۲-۱۷) اب شریعت سے یہی فایدہ نکلتا ہی کہ آدمی آپ کو فضل الٰہی کا محتاج پہچانے۔ شریعت ایک طرح سے فضل و سچائی کی ضد بھی ہی کیونکہ فضل غضب کے خلاف ہی اور سچائی اپنے سایہ کی غیر ہی اور شریعت کا حاصل موت ہی کیونکہ یا اُسکو پورا کریں یا مریں اور لوپہا

کر نہیں سکتے تب حاصل اُسکا موت رہجاتا ہے فضل کا مطلب یہہ ہے کہ خدا کے سامنے ایمان سے مسیح یسوع میں ہو کے تم مفت راستباز ٹھہرو اور بچ جاؤ کیونکہ تمام شریعت کما حقہا مکمل شدہ مسیحی فضل میں ہے اور ایمان کے وسیلہ سے ہمارے حق میں محسوب ہوتی ہے

اور لفظ سچائی بلحاظ بعض دیگر مضامین کلام اللہ کے دو معنے کو شامل ہے اول کذب اور جھوٹھ کے خلاف کا نام سچائی ہے اور اس معنے سے شریعت بھی سچائی ہے کیونکہ اللہ سے بوسیلہ موسیٰ کے دی گئی ہے۔ دوسرا مطلب یہہ ہے کہ عین وسایہ میں یقیناً جدائی ہوتی ہے اگرچہ اُن میں ایک عمدہ نسبت ہے پس شریعت سایہ ہے اُس حقیقی سچائی کا جو مسیح یسوع سے پہونچی ہے تب معنے یہہ ہیں کہ تمام نمونجات اور سایونکا عین مسیح سے پہونچا ہے توضیح یوں ہے کہ تصویر میں اور اُس میں جس کی تصویر ہے یقیناً فرق ہے پہلے تصویر ہاتھہ میں تھی جب وہ آیا جس کی تصویر تھی تب عین شخص آگیا ہاں تصویر بھی سچائی تھی لیکن عین شخص عین سچائی ہے (موسیٰ کی معرفت) نہ موسیٰ کی طرف سے مگر خدا کی طرف سے تھی جو بوسیلہ موسیٰ کے دی گئی۔ موسیٰ پر یہودیوں کا بڑا بھروسہ تھا (۵-۴۵) ہاں خدا نے موسیٰ کو بھیجا تھا کہ خدا کی مرضی عقاید اور عبادات اور معاملات کے بارہ میں اور اُن نمونوں کو بھی ظاہر کرے جو یسوع مسیح میں تکمیل پانیوالے تھے پس موسیٰ خادم اور مسیح مخدوم ہے اور موسیٰ نے خدا سے لیکے شریعت دی مسیح نے اپنی دولت یعنے فضل وسچائی آپ بانٹ دی موسیٰ دیانتدار نوکر تھا مسیح ابن اللہ گھر کا مالک تھا (فضل وسچائی یسوع مسیح سے پہونچی) یہہ اُس کی ذاتی صفات تھیں اُسنے آپ اپنی طرف سے عنایت کیں جب مسیح اپنی روح آدمی میں ڈالدیتا ہے تب یہہ برکات اُسمیں آجاتی ہیں شریعت نے فضل وسچائی کے لئے جگہ طیار کی تھی اب یسوع مسیح سے فضل وسچائی اپنی جگہ میں آگئی۔ اگرچہ فضل وسچائی کے الفاظ شروع سے اہل دنیا نے سُنے تھے لیکن اُنکا درست مطلب نہ پہچانا تھا جب مسیح آیا اور اُسنے اِس خزانہ الٰہی کا دروازہ کھولدیا تو اب ہر کوئی ان چیزوں کو لے سکتا اور معلوم کر سکتا ہے کہ کیا ہے اگر وہ ایمان کا ہاتھہ پھیلائے۔ شریعت نوکرنے دی فضل مالک نے دیا تصویریں نوکروں نے دکھلائیں اور خبریں سنائیں پر مالک نے آکے برکتیں دلوں میں اُنڈیلدیں

۱۸ (۱۸) خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے بتلا دیا

(نہیں دیکھا) کیونکہ خدا روح ہے (۴-۲۴) اور روح جسمانی آنکھہ سے نظر نہیں آسکتی آنکھوں سے خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا پر کانوں سے اُس کی نسبت بہت کچھہ سُنا ہے اور عقل نے اُس کی موجودگی پر گواہی بھی دی ہے پر خیال کی آنکھہ نے بھی اُسے جیسا کہ وہ ہے نہیں دیکھا اور عقل نے اُس کی مرضی اور ارادوں کو بھی از خود دریافت نہیں کیا (رومی ۱۱-۳۴) موسیٰ نے عرض

کیا تھا کہ اے خدا اپنا جلال مجھے دکھلا فرمایا کہ تو میرا چہرہ دیکھہ نہیں سکتا (خروج ۳۳-۱۸ و ۲۳) ہاں موسیٰ اُس سے ہمکلام ہوا (خروج ۳۳-۱۱) اور موسیٰ نے اُس کی تشبیہہ کو بھی دیکھا ہے (گنتی ۱۲-۷ و ۸) لیکن اصلی شکل دیکھنے کی طاقت کسی مخلوق میں نہیں ہے (خروج ۳۳-۲۰) بعض پیغمبروں نے خدا کی آواز سُنی اور جلال کے نشان دیکھے لیکن خدا کو نہیں دیکھا صرف خدا کے بیٹے یسوع مسیح نے اُسے دیکھا اور دکھلایا بھی ہے پیغمبر لوگ نوکر ہیں ڈیوڑھی پر رہتے ہیں گھر کے اندر کی حالت سب کی سب نہیں جانتے (۱۵-۱۵) لیکن بیٹا باپ کے برابر ہے گھر کا مالک ہے سب کچھہ جانتا ہے خدا کا او مسیح کا علم ایک ہی علم ہے جیسے ساری قدرت بھی برابر ہے کیونکہ ماہیت ایک ہے

(اکلوتا بیٹا) دیکھو (۳-۱۶ و ۱۸ و ا یوحنا ۴-۹ و ۱۴) مسیح حقیقی رشتہ سے خدا کا بیٹا ہے (۵-۶ و ۲۸) یہودی درست سمجھے تھے کہ وہ آپ کو خدا کا حقیقی بیٹا بتلاتا ہے اگر مسیح ایسا بیٹا ہوتا جیسے سب مقدس ہیں تو اُسکا منصب بھی اُن سب کے برابر ہوتا پر اِسلئے کہ وہ ازلی اور غیر مخلوق اور خدا باپ کے برابر ہے سب سے بڑھکے ہے (جو باپ کی گود میں ہے) گود میں ہونا ایک اصطلاح ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ رتبہ الوہیت میں ہے خدا میں رہتا ہے ازل سے ابد تک گود میں ہے جب دنیا میں تھا تب بھی گود میں تھا ہاں وہ دنیا میں آیا اور یہاں آکے اُسنے انسانیت کو اپنی گود میں لیا وہ خدا کے سارے بھیدوں کو ایسا جانتا ہے جیسے خدا اپنے بھیدوں سے آپ واقف ہے وہ ساری رغبتوں اور محبتوں میں باپ کا مرغوب ہے اور اُسکی ماہیت و سرشت اور افعال و اقوال اور قدرت و حکمت میں پوری یکانگی رکھتا ہے۔ جو باپ کی گود میں ہے درست ترجمہ یوں ہے (جو ہے باپ کی گود میں) لفظ جو ہے عام محاورہ نہیں ہے بلکہ خاص اصطلاح ہے (مکاشفات ۱-۴ و خروج ۳-۱۴) اور یہی لفظ اسم ذات ہے پس مطلب یہہ ہے کہ مسیح جو اللہ تعالیٰ ہے اور حقیقی یگانگی باپ کے ساتھہ رکھتا ہے اُسی نے اللہ کو ظاہر کیا ہے (اُسی نے بتلا دیا) نہ اسطرح سے جسطرح پر نبیوں نے اللہ کی مرضی الہام کے مترجم ہوکے ظاہر کی اور نہ اسطرح جسطرح آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتے ہیں (زبور ۱۹-۱) بلکہ اُسنے باپ کے جلال کی رونق اور اُس کی ماہیت کا نقش ہوکے خدا کو بتلایا (عبرانی ۱-۳) باپ کی مرضی اور اُسکی ماوجب شناخت کا الہام بھی بیٹا ہی بخشتا ہے اور اُس نے انسان کی صورت میں ظاہر ہوکے باپ کی ذات کو اور اُس کی صفات اور مزاج و ارادے سب کچھہ اپنے اندر ظاہر کردے اور یہہ سب کچھہ اُسکے مجسم ہوکے ظاہر ہونے سے ہوا۔ خدا کی ذات و صفات اور مرضی کی بابت لوگ کچھہ کچھہ کتابوں میں پڑھتے ہیں لیکن اگر کوئی آدمی صحیح اور تسلی بخش معرفت الٰہی حاصل کرنا چاہے تو مسیح یسوع کے پاس آوے اور انجیل میں اُسکی ذات پاک کی طرف دیکھے اور اُسکے اقوال و افعال اور سب حرکات و سکنات پر فکر کرے تو وہ خدا کی کامل دانائی اور بے نہایت قدرت اور بے حد محبت اور پاکیزگی کو جانیگا دل میں گناہ سے نفرت پیدا ہوگی اور بدخواہشوں پر مردگی چھا جائیگی اور عمدہ خواہشیں

جو پہلے مُردہ سی تھیں زندہ و سرسبز ہونگی تب وہ کہیگا کہ اب میں نے خدا کو جانا کہ مسیح نادیدہ خدا کی صورت ہی (ف) جبکہ مسیح خدا کی صورت ہی تو الٰہی جلال اُس میں ہی اور خدا اپنا جلال کسی غیر کو نہیں دیتا اور نہ کوئی آپ سے اُسے حاصل کر سکتا ہی تب مسیح اور اُسکا دین حق ہی (ف) مسیح کے مخالف خدا کے مخالف مسیح کے دوست خدا کے دوست ہیں (ف) سب کچھ مسیح سے پیدا ہوا سب پیغمبر مسیح نے بھیجے سارا الہام اُسنے بخشا اور اب تک غفلت کا پردہ دلوں پر سے مسیح اُٹھاتا ہی اور پاک اسرار کا انکشاف بخشتا ہی اور وہ جو سب پیغمبروں پر ظاہر ہوا یہی یسوع مسیح تھا اِسی نے خدا کو ظاہر کیا اگرچہ اقانیم ثلثہ کے کاموں میں مشارکت ہی تو بھی ساری الوہیت اور افعال الٰہی کے اظہار کا چہرہ خداوند مسیح ہی جو ابتک اُس سے الگ ہیں وہ خدا سے ناواقف ہیں

۱۹ (۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہہ تھی جبکہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اُس سے پوچھیں کہ تو کون ہی

یہاں سے تواریخی حصہ اِس انجیل کا شروع ہوتا ہی مسیح کی ماہیت اور تجسم اور قدرت و منزلت کا بیان ہوچکا اب اُس کی کارگذاری اور افعال و اقوال کا بیان سادہ طور سے ہوتا ہی نہ فصاحت بلاغت و عبارت آرائی کی آمیزش سے اور اِس بیان کا شروع یوحنا کی گواہی سے کیا جاتا ہی - پہلے بھی اُس کی گواہی کا کچھہ ذکر آیا ہی (آیت ۱۵) مگر وہ گواہی خاص لوگوں کے سامنے تھی اور یہہ گواہی سانیڈرم کے ایلچیوں کے سامنے ہی اور علانیہ طور پر دی گئی تھی جسکو عوام نے بھی سُنا تھا (یہودیوں نے) یعنے سانیڈرم نے جو بڑی عدالت کہلاتی تھی (آیت ۲۴) (یروشلم سے) جو صدر مقام اِس عدالت کا تھا (کاہنوں اور لاویوں نے) یہہ دو قسم کے لوگ دینی مقدمات میں خوب تحقیقات کر سکتے تھے اِسلئے سانیڈرم نے انہیں بھیجا (ف) یہہ عدالت یہودیوں کی بموجب (گنتی ۱۱- ۱۶ و ۱۷) کے مقرر تھی جسمیں ۷۰ ممبر ہوتے تھے اور موسیٰ و ہارون سمیت ۷۲ ہوئے تھے وہی ۷۲ کی مجلس اب تک ہوتی تھی اور اُنکا اختیار بہت بڑا تھا کیونکہ یہہ مجلس حامی دین تھی - جب اِس مجلس نے سُنا کہ کوئی شخص یوحنا نامے ظاہر ہوا ہی اور بپتسما دیتا ہی اور بہت لوگ اُس کے پاس جاتے ہیں تو اُنکو گمان گذرا کہ شاید مسیح موعود آگیا ہی اِسلئے چیدہ اشخاص بھیجے تاکہ دریافت کریں کہ وہ کون ہی یوحنا نے اُنسے کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں مگر اُسکا نقیب ہوں (آیت ۱۹ سے ۲۸ تک) دوسرے روز یسوع کو سامنے دکھلا کے کہا کہ یہہ خدا کا برّہ ہی (۲۹ سے ۳۴) اور تیسرے روز پھر اپنے شاگردوں کو کہا کہ یہہ وہی ہی جس کی بابت میں نے گواہی دی ہی (۳۵ سے ۳۹) مسیح کے بپتسما کے بعد ایک ہی ہفتہ میں یہہ سب گواہیاں ہوگئی تھیں

(۲۰) اور اُسنے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں ۲۰

بعض کا یہہ گمان تھا کہ یہی شخص مسیح ہے (لوقا ۳-۱۵) کیونکہ پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت تھا اور مسیح کی انتظاری بہت ہو رہی تھی (لوقا ۲-۶ و ۳۸ یوحنا ۴-۲۵) یوحنا نے صاف کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں میری نسبت ایسا خیال نہ کرو

(۲۱) تب اُنہوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے اُس نے کہا کہ میں نہیں ۲۱
ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے اُسنے جواب دیا نہیں

(الیاس ہے) یہودی الیاس کے بھی منتظر تھے بموجب (ملاکی ۴-۵) کے لیکن وہاں لکھا ہے کہ ہولناک دن سے پہلے یہہ ہوگا یعنے قیامت سے پہلے تب الیاس کا آنا مسیح کی آمد دویم سے متعلق تھا نہ آمد اول سے جو ہولناک دن کی آمد نہیں ہے بلکہ رحم کا دروازہ کھولنے کی آمد تھی تاکہ ہولناک دن کی آمد میں بہت جانیں بچ جائیں۔ ایک دفعہ شاگردوں نے مسیح سے عرض کیا تھا کہ فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ہوگا خداوند نے فرمایا کہ الیاس البتہ پہلے آویگا اور سب کچھ بحال کریگا (متی ۱۷-۱۰ مرقس ۹-۱۱ سے ۱۳) یعنے حقیقتاً الیاس قیامت سے پہلے آئیگا اِس آمد میں یوحنا اصطباغی الیاس کی روح میں ہو کے نمونہ سا ہے (متی ۱۷-۱۲) کی تفسیر کو دیکھو (نہیں) یعنے بعینہ الیاس نہیں ہوں۔ اور مسیح خداوند نے جو اُسے الیاس بتلایا ہے اِسلئے ہے کہ خدا کی روح جو الیاس میں تھی وہی یوحنا میں اسوقت موثر تھی دیکھو کیا لکھا ہے (لوقا ۱-۱۷) یعنے یہہ لڑکا الیاس کی طبیعت اور قوت میں ہوگا (وہ نبی ہے) یعنے وہ جسکا ذکر (استثنا ۱۸-۱۵) میں ہے یہودی سمجھتے تھے کہ مسیح اور شخص ہے اور ایک نبی اور ہے جو آنیکا یہہ اُنکا اپنا خیال تھا اور باطل خیال تھا اور اسی خیال کے موافق بعضوں نے کہا کہ یہہ شخص یعنے یسوع فی الحقیقت وہ نبی ہے اور بعض نے کہا کہ یہہ مسیح ہے تب اُنکا گمان تھا کہ دو شخص آنیوالے ہیں وہ الہامی شخص نہ تھے کہ اُنکا گمان معتبر ہو اُنہوں نے بہت باتوں کے سمجھنے میں غلطی کی تھی یہہ بھی اُنکی غلطی تھی اور ثبوت اِس غلطی کا یوں ہوا کہ مسیح نے خود کہا کہ موسیٰ نے میرے حق میں لکھا ہے حالانکہ سوا اِس تحریر کے (جو استثنا ۱۸-۱۵) میں ہے اور کوئی تحریر یا خبر موسیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور پطرس رسول نے جو الہامی شخص ہے صاف کہا کہ وہ نبی اِسی یسوع مسیح کی نسبت موسیٰ نے بولا ہے (اعمال ۳-۲۲) پس اِس خبر کا فیصلہ محمد صاحب کی پیدایش سے پہلے الہامی کلام میں ہو چکا ہے اور یہودیوں کا گمان باطل ہو چکا ہے۔ اب محمدی لوگ اِس خبر کو نہیں لے سکتے (جواب دیا نہیں) وہ نبی اور مسیح تو ایک ہی شخص ہے اور میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب وہ نبی بھی میں نہ ہوا۔ ہاں ایک نبی تو میں ہوں

مگر مسیح نہیں ہوں (لوقا ۱-۷) یوحنا کی نسبت لکھا ہے اللہ تعالیٰ کا نبی مسیح اللہ تعالیٰ ہے اور یوحنا اُسکا نبی تھا یعنے خاص حضوری کا نبی اور وہ انبیاء سلف میں سب سے بڑا تھا حضوری کا خادم ہوکے اُسی پر نبوت ختم ہوئی

۲۲ (۲۲) تب اُنہوں نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم اُنہیں جنہوں نے ہمکو بھیجا ہے کوئی جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے

نہ مسیح ہے نہ الیاس ہے نہ وہ وہی نبی ہے پھر تو کون ہے اپنے حق میں صاف بتلا تاکہ ہم سانیڈرم کے سامنے جاکے بیان کریں تحقیقات کرنا چاہتے ہیں لیکن ہر امر کی تحقیقات کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں صرف نام کی تحقیقات سے کیا فایدہ ہے اگر سچے محقق تھے تو خوب کھوج لگاتے کہ وہ کیا کہتا ہے

۲۳ (۲۳) اُسنے کہا کہ میں جیسے یشعیاہ نبی نے کہا بیابان میں ایک پکارنیوالی کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو

(میں آواز ہوں) میری نسبت (یشعیا ۴۰-۳) میں خبر ہے میرا نام آواز ہے اور میرے کام کا ذکر بھی تم نے کتاب یشعیا میں پڑھا ہے خداوند کی راہ درست کرنے کے لئے ایک منادی ہوں اللہ سے بھیجا ہوا ہوں جب اُس پیشین گوئی کے میں حاضر آیا ہوں (ف ۱) آواز ہوں بے معنے کھڑکا نہیں ہوں مگر با معنے آواز ہوں جسکے معنے یہہ ہیں تم خداوند کی راہ کو درست کرو کہ وہ ہمارے دلوں میں آجائے توبہ کرکے اپنے دل اُسکے لئے درست کرو (ف ۲) مسیح کلمہ تھا جسنے خدا کو ظاہر کیا یوحنا ایک آواز تھا جسنے کلمہ کی عزت واطاعت کے لئے پکارا دیکھو آواز میں اور کلمہ میں کیا علاقہ ہے وہی علاقہ مسیح میں اور خادمان دین میں ہونا چاہئے (ف ۳) دیکھو یوحنا نے اپنی نبوت ورسالت کا اقرار کیسے عمدہ طور پر کیا اور کیسا عالی مضمون سُنایا اور بڑی فروتنی بھی ظاہر کی کہ میں آلہ ہوں خدمت کا (ف ۴) اُسوقت سانیڈرم کو اور ان ایلچیوں کو ہوشیار رہنا چاہئے تھا کہ اب خداوند مسیح اپنی ہیکل میں ناگہاں آنیوالا ہے (ملاکی ۳-۱ وحجی ۲-۹) کیونکہ اُسکا نقیب اور رسول آگیا ہے

۲۴ (۲۴) مگر یہہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے

سانیڈرم میں ہر قسم کے یہودی شامل تھے لیکن یہہ ایلچی صرف فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے یعنے فریسی فرقے کے ممبروں نے اِس بات پر زور دیا تھا کہ یوحنا کے پاس ایلچی بھیجے جائیں یہہ فرقہ دین کے لئے زیادہ غیرتمند تھا (اعمال ۲۶-۵)

۲۵ (۲۵) اور اُنہوں نے اُس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہی نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیوں باپتسما دیتا ہی

(کیوں) وہ جانتے تھے کہ عبادات کے معاملہ میں کسی کا اختیار نہیں ہی کہ کوئی نئی ترتیب یا دستور جاری کرے تو نے باپتسما دینا شروع کیا ہی ایسا اختیار تیرا نہیں ہی ہاں مسیح کا اختیار ہی اور اُس نبی کا بھی اختیار ہی کہ مسیح اور وہ نبی ایک ہی شخص ہی اور اُس کی نسبت لکھا ہی کہ جو کچھ وہ کہے اُسکی سنو اور الیاس کا بھی اختیار ہی کہ جب آوے تو کچھ ایسے کام کرے تو کہتا ہی کہ میں وہ نہیں ہوں تب باپتسما کیوں دیتا ہی اسکا جواب دے

۲۶ (۲۶) یوحنا نے جواب میں اُنہیں کہا میں پانی کا باپتسما دیتا ہوں پر تمہارے درمیان ایک کھڑا ہی جسے تم نہیں جانتے

سوال یہہ تھا کہ کیوں باپتسما دیتا ہی جواب یہہ ہوا کہ پانی سے دیتا ہوں عبارت میں سادگی ہی سوال کے مناسب جواب نہیں ہی تو بھی جواب کامل ہی (متی ۳-۱۱) میں ہی کہ توبہ کے لئے دیتا ہوں۔کس اختیار سے دیتا ہی اس اختیار سے کہ راہ درست کرانیوالا نبی ہوں -اور جو لوگ توبہ کا اقرار کرتے ہیں میں اُنپر پانی سے مہر لگاتا ہوں جس سے روح کا غسل نہیں ہو سکتا ہی (لیکن تمہارے درمیان ایک کھڑا ہی جسے تم نہیں جانتے) وہ یسوع مسیح ہی جسے تم پہچانتے نہیں ہو وہ کھڑا ہی یعنے تمہارے ملک کے درمیان موجود ہی اور شاید اُسوقت خداوند بھی چپ چاپ وہاں کھڑا ہوا یہہ باتیں سنتا ہو

۲۷ (۲۷) یہہ وہی ہی جو میرے پیچھے آنیوالا تھا اور مجھہ سے مقدم تھا جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کی لائق نہیں ہوں

(مجھہ سے مقدم) آیت ۱۵ کی تفسیر دیکھو (جوتی کا تسمہ) تسمہ کھولنا غلام کا کام ہی یا سب سے چھوٹے درجہ کے نوکر کا وہ کہتا ہی کہ میں اُسکے لئے ایسی خدمت کے لائق بھی نہیں ہوں دیکھو سب سے بڑے نبی میں اور مسیح میں کتنا فرق ہی

۲۸ (۲۸) یہہ باتیں بیت عبرا میں یردن کے پار جہاں یوحنا باپتسما دیتا تھا واقع ہوئیں

(بیت عبرا) بعض معتبر قدیم نسخوں میں ہی بیت عنیا نہ وہ بیت عنیا جو یروشلم کے پاس ہی مگر یہہ جگہ یردن ندی کے اُس

طرف یعنے پورب میں یریحو سے چھہ کوس تھی اور اس گانوں کے قریب یردن بہتی تھی وہاں یوحنا بپتسما دیتا تھا اُسی جگہ یہہ ایلچی آئے اور یہہ باتیں ہوئیں

۲۹ **(۲۹) دوسرے دن یوحنا نے یسوع کو اپنے پاس آتے دیکھا اور کہا دیکھو خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہی**

مسیح کا بپتسما اور چالیس دن کا امتحان اُسوقت سے پہلے ہوچکا تھا (اپنے پاس) یہاں تین دفعہ مسیح کی ملاقات کا ذکر ہی (۲۹ و ۳۵ و ۴۳) اور تینوں ملاقاتیں تین یوم میں ہیں نہ ایک دن میں (دیکھو خدا کا برہ) یعنے حقیقی فسح کا برہ جو خدا کی طرف سے ہمارے لئے آیا (۱ قرنتی ۵-۷) برہ جو ذبح ہوا اسکا ذکر (مکاشفات ۵-۶ و ۸-۱۷ و ۱۴-۱ و یشعیا ۵۳-۷) میں ہوا ہی۔ اِسی برہ کا نمونہ وہ مینڈھا تھا جسکے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے (پیدایش ۲۲-۱۳) سب بروں کا عین جو عید فسح میں ذبح ہوتے تھے (خروج ۱۲-۵ یوحنا ۱۹-۳۶) سب طرح کی قربانیاں اسی برہ کا نمونہ تھیں (خروج ۲۹-۳۸) غور سے دیکھو (عبرانی ۱۰-۴ سے ۷) مسیح خدا کا برہ ہی اسی بات پر تمام کلام اللہ کی عمارت قایم ہی (جو جہان کا گناہ) نہ صرف یہودیوں کا بلکہ سارے جہان کا اور سب طرح کے گنہگاروں کا گناہ (اُٹھا لیجاتا ہی) نہ آنکہ اُٹھا لیجائیگا یا اُٹھا لیگیا نہیں بلکہ روزمرہ گنہگاروں کو پاک کرتا ہی۔ یہہ خدا کا برہ ایکدفعہ ہوا تھا تاکہ قربانی کی تکمیل کرے تو بھی وہ جیتا ہی اور اُسکی قربانی کی تاثیر قایم دایم ہی اُس کا لہو سوکھہ نہیں جاتا وہ ہمیشہ گناہوں کی تازہ قربانی ہی۔ وہ مصلوبی سے پہلے بھی گناہ اُٹھا لیجاتا تھا اپنی آیندہ قربانی کے نمونجات کے وسایل سے پس اِس برہ کی قربانی کی تاثیر دفع عصیاں میں ہر دو طرف برابر اثر رکھتی ہی۔ مسیح خداوند دنیاوی بادشاہی یا اظہار خیالات فیلسوفی کے لئے نہیں آیا مگر قربانی دینے آیا ہی کہ اپنی موت سے آدمیوں کو بچا وے (ف۱) مسیح گناہوں کو اُٹھا لیجاتا ہی اپنے بدن پر (۱ پطرس ۲-۲۴) کہ اُنکا وبال اپنے اوپر اُٹھا لیتا ہی کہ آدمی سزا سے بچ جائیں اور بیہودگی کی ضد سے خلاصی پائیں (۱ پطرس ۱-۱۸) خدا کے برہ کی جان ایسی قیمتی ہی کہ سب گنہگاروں کی جان کا معاوضہ ہو سکتا ہی بکری کے برہ کی جان ایسی نہ تھی تو بھی وہ منظور ہوئی تھی اسی کا نمونہ ہو کے (ف۲) مسیح کے ظاہر ہونے سے پہلے یوحنا نبی مسیح کی قربانی کا ذکر کرتا ہی تب یہہ عقیدہ عیسائیوں نے اپنے اجتہاد سے نہیں نکالا ہی بلکہ یہہ خدا کا بندوبست ہی محمد صاحب اسکا انکار کرتے ہیں تب وہ نجات کی راہ جو اللہ سے نکالی گئی ہی حضرت اُسے مٹاتے ہیں (ف۳) گذشتہ انتظام میں ہارون سردار کاہن لوگوں کی بدی کو اُٹھا کے قربانیوں پر ڈالدیتا تھا (خروج ۲۸-۳۸) اب مسیح جو ہارون کا عین ہی ہمارے گناہ اٹھا کے اپنی ہی قربانی پر ڈالتا ہی اور اُنہیں خدا کے غضب کی آگ میں جلا دیتا ہی اور یوں ہم پاک ہو جاتے ہیں

(ف) خادم نصیحت سناتے ہیں کاہن قربانی گذرانتے ہیں نبی الہام ظاہر کرتے ہیں لیکن گناہوں کا دفع کرنیوالا صرف یسوع مسیح ہی
اور یہہ برکت اُس سے صرف ایماندار حاصل کرتے ہیں

(۳۰) یہہ وہی ہی جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک مرد میرے پیچھے آتا ہی جو مجھہ سے مقدم ۳۰
تھا کیونکہ وہ مجھہ سے پہلے تھا

اسوقت (آیت ۱۵) اور اُس کی تفسیر کو بھی دیکھو

(۳۱) اور میں تو اُسے نہ جانتا تھا پر اِس لئے میں پانی سے بپتسما دیتا آیا کہ وہ ۳۱
اِسرائیل پر ظاہر ہو

(نہ جانتا تھا) یعنے میری اور اُس کی کچھہ معرفت سابقہ نہ تھی اور میں نے اُسے پہلے پہچانا بھی نہ تھا کہ وہ خدا کا برہ ہی
(ف) مسیح نے اور یوحنا نے پہلے سےملکے اتفاق نہ کر لیا تھا کہ یوں ہم ایک دوسرے کی عزت کرکے اِس دین کو برپا کرینگے
مسیح نے اپنی گذشتہ عمر ناصرہ میں کاٹی تھی (لوقا ۲۔ ۵۱) اور یوحنا اپنے ظہور کے دن تک بیابان میں رہا تھا (لوقا
۱۔ ۸۰) اور وہ آیت ۳۳ میں بھی کہتا ہی کہ میں اُسے نہ جانتا تھا مگر مجھے خدا نے بتلایا کہ وہ مسیح ہی (اسلئے میں پانی سے الخ)
یعنے یہہ انتظام خدا نے کیا کہ میں پانی سے بپتسما دوں تاکہ مسیح کے حقیقی بپتسما کا جو روح سے ہی یہہ پانی کا بپتسما ایک نشان سا
ہو اور اُس کے وسیلہ سے مسیح اسرائیل پر ظاہر ہو جائے اِس سے مسیح دو طرح پر ظاہر کیا گیا اول آنکہ جب وہ بپتسما دیتا تھا
تو مسیح کی منادی بھی ساتھہ ہی کرتا تھا اور روح القدس کے بپتسما کا مسیح سے امیدوار بناتا تھا دوم جب سب لوگ آتے تھے
اور مسیح بھی بپتسما پانے کو آیا تو خدا نے اُسوقت یوحنا پر ظاہر کیا کہ یہہ شخص خاص مسیح ہی اور اب وہ اُسکا ایسا گواہ ہو گیا کہ
اب وہ اُسکی طرف اشارہ کرکے یا اُسکا دامن پکڑکے بتلاتا ہی کہ یہہ شخص خدا کا مسیح ہی

(۳۲) اور یوحنا نے یہہ کہکے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے ۳۲
دیکھا اور وہ اُسپر ٹھہری

(کبوتر کی طرح) خدا کی روح جسم سے پاک ہی لیکن وہ دیکھنے میں شکل کبوتر اس لئے ظاہر ہوئی کہ کبوتر کی پاک خصایل کا
اظہار مسیح میں کرے (غزل ۶۔ ۹) اُس میں پاکیزگی ہی (متی ۱۰۔ ۱۶) وہ بے بدی ہی (عبرانی ۷۔ ۲۶) وہ حلیم غریب اور خوبصورت ہی

(زبور ۶۸-۱۳ و ۴۵-۲) اورجب طوفان جاتار ہاتھا تو یہی جانور کشتی میں خوشخبری لایا تھا (پیدایش ۸-۱۱ و ۱ پطرس ۳-۲۰ و ۲۱) اسوقت مسیح کی راستبازی سے جو بپتسما پانے میں ظاہر ہوئی قہرالہیٰ کا طوفان آدمیوں پرسے ہٹ گیا تھا اِس لئے روح بشکل کبوتر نازل ہوئی کہ نشان ہووے دفع قہر کا اور سلامتی ابدی کا (دیکھا) دیدنی طور پر روح آیا اور مسیح کی انسانیت پر نازل ہوا تاکہ یوحنا دیکھے اور مسیح کو پہچانے اور گواہ ہووے (اور وہ اُس پر ٹھہری) یعنے اُسکی انسانیت پر کہ وہ بھی مثل سب آدمیوں کے روح القدس کی محتاج تھی (ٹھہری) ہمیشہ رہنے کے لئے ابد تک

۳۳ (۳۳) اور میں اُسے نہ جانتا تھا پر جس نے مجھے بھیجا کہ پانی سے بپتسما دوں اُس نے مجھے کہا کہ جسپر تو روح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی ہے جو روح القدس سے بپتسما دیتا ہے

یوحنا بنی اگرچہ اپنی والدہ کے شکم میں مسیح کے لئے خوشی سے اچھلا تھا (لوقا ۱-۴۱) لیکن دنیا میں بالغ انسان ہوکے مسیح کو نہ پہچانتا تھا یہہ تو جانتا تھا کہ مسیح دنیا میں آگیا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا کہ وہ کون ہے خدانے یوحنا کو تبلایا روح القدس نے مسیح کو ظاہر کیا آج تک مسیح بغیر اشارہ روح القدس کے پہچانا نہیں جاتا ہے پطرس پر اور سب شاگردوں پر بھی خدا نے مسیح کو ظاہر کیا تھا کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا ہے (روح القدس سے بپتسما دیتا ہے) روح القدس سے بپتسما دینے کا مطلب یہہ ہے کہ خدا کی روح کو آدمی کی روح پر نازل کرے اور اُس کی باطنی انسانیت پر فضل کرے یہہ بپتسما ایک چور نے صلیب پر مسیح سے پایا تھا حنانیا اور صفیرا نے اگرچہ پانی کا بپتسما پایا تھا لیکن روح کا بپتسما مسیح سے نہیں پایا تھا۔ پانی کا بپتسما ضرور ہے کیونکہ مسیح کا حکم ہے تو بھی نجات روح کے بپتسما سے ہے اور پانی کا بپتسما نشان ظاہری ہے

۳۴ (۳۴) سو میں نے دیکھا اور گواہی دی کہ یہی خدا کا بیٹا ہے

(دیکھا) یعنے روح کو اُسپر اُترتے اور ٹھہرتے دیکھا بموجب ارشاد الہٰی کے اور میرا ایمان اُسپر قایم ہوا (اور گواہی دی) تاکہ سب کو تبلا دوں کہ زندگی کا مالک یہی ہے (یہی خدا کا بیٹا ہے) یعنے یہہ وہی کلمہ ازلی ہے جو باپ کے ساتھ تھا باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا۔ خدا کی روح اُس کی اپنی روح ہے اِس لئے وہ اپنی روح کو جسے چاہے بخشتا ہے اور آدمیوں کے دلوں کو باطنی آلایش سے دھو ڈالتا ہے (ف) دیکھو یوحنا نبی بھی گواہی دیتا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اُسکا الہٰی جتا رہا ہے کیونکہ اُس کی اور اللہ کی ایک ہی سرشت ہے

(۳۵) پھر دوسرے دن یوحنا اور دو اُسکے شاگردوں میں سے کھڑے تھے ۳۵

یہہ دو شاگرد معلوم ہو کہ یوحنا انجیلی اور اندریاس تھے

(۳۶) تب یوحنا نے یسوع کو چلتے دیکھکر کہا دیکھو خدا کا برّہ ۳۶

یہہ لوگ کھڑے تھے مسیح چلا جاتا تھا یوحنا کی آنکھہ اُسپر ٹھہری اور دل بھی اُسپر قایم تھا تب اُسنے کہا (دیکھو خدا کا برّہ) جو دل میں تھا مُنہہ پر آگیا خدا نے مسیح کو یوحنا پر ظاہر کیا یوحنا ان شاگردوں پر ظاہر کرتا ہی اور یہہ شاگرد اب تمام دنیا پر ظاہر کرینگے پر بڑے کام کا شروع چھوٹا سا ہوتا ہی یوحنا کہتا ہی کہ تم لوگ اپنے دل کو اُسپر قایم کرو اُسکے سبب سے گناہوں کی معافی اور سب برکات ملتی ہیں (ف) دیکھو خدا کا برّہ یہہ فقرہ یوحنا نے دو دفعہ سُنایا ہی یہہ زندگی کا بیج ہی اگر آدمی کے دل میں بویا جائے تو بڑے بڑے عمدہ پھل لاتا ہی تمام وعظوں کا نقد اسی پر ہونا چاہئے دنیاوی اور آسمانی حکمتیں اور فصیحتیں اور عقدہ کشائیاں اور عجیب غریب باتیں اور معرفت کے بھید سُنانے کو تو بہت ہیں پر کوئی بات اس فقرہ سے زیادہ محبوب اور مفید اور بنیادی نہیں ہی (۱ قرنتی ۲-۲)

(۳۷) اور اُن دو شاگردوں نے اُسکو کلام کرتے سُنا اور یسوع کے پیچھے ہو لئے ۳۷

اِسوقت یوحنا نے یہہ بات سُنا کے ان اپنے شاگردوں کے دلوں کو مسیح کے لئے خوب طیار کر دیا اور وہ اُسکے پیچھے ہو لئے گویا یوحنا نے کہ دولہا کا دوست تھا دولہن کو دولہا کے پاس بھیجدیا یہہ کام سب وفادار خادموں کا ہی کہ لوگوں کو مسیح کے پاس بھیجدیں (۲ قرنتی ۱۱-۲) اس یوحنا نے اپنی موت کے قریب بھی دو شاگردوں کو مسیح کے پاس بھیجا تھا (متی ۱۱-۲) (ف) یوحنا اپنے شاگردوں کو مسیح کے پاس بھیجتا ہی شاگرد ساری دنیا کو مسیح کے پاس بُلاتے ہیں کلام اللہ اور شریعت اور سارے پیغمبر مسیح کی طرف بلاتے ہیں اور خدا باپ اپنی قدرتوں کے وسیلہ سے لوگوں کو مسیح کی طرف کھینچتا ہی اور ہماری حالت موجودہ ہمیں مسیح کا محتاج دکھلاکے اُسکی طرف ہمیں ہانکتی ہی اور مسیح کی خوبیاں اور اُس کی محبت ہمیں اُس کیطرف کھینچتی ہی پھر یہہ کیا ہی کہ بعض معلم مسیح کی طرف سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے یا بعض لوگ دستورات کی طرف بُلاتے ہیں خدا کو کیا جواب دینگے اور کیونکر بچ نکلینگے (پیچھے ہو لئے) یہہ دو شاگرد یوحنا سے وہ بات سُنکے مسیح کے پیچھے ہو لئے نہ معجزے مانگے نہ سوال کر کے جواب طلب کئے اِسلئے پیچھے ہو لئے کہ اُس کے نزدیک جا کے سب کیفیت خود بخود کھل جائیگی بھلے آدمیوں کا یہی کام ہی کہ جس چیز کی طرف

وہ بلائے جاتے ہیں نیک نیتی سے اُس کی طرف غور کرتے ہیں کہ وہ کیسی چیز ہے پھر اُنکا دلی انصاف آپ ہی کہدیتا ہے کہ ہم نے کیا پایا۔ لیکن شریر آدمی اور وہ جو متعصب اور حق ناپسند ہیں بڑی حجتیں نکالتے ہیں اور اپنے گناہوں میں مرتے جاتے ہیں بلاحجت انصاف سے اور تحقیقات کے لئے کلیسیا کے اور کلام اللہ کے نزدیک کیوں نہیں آتے اگر آویں اور نیک نیتی سے خداترسی کے ساتھہ دیکھیں تو یقین ہے کہ فضل پر فضل حاصل کرینگے

۳۸ (۳۸) تب یسوع نے منہہ پھیر کے اور اُنہیں پیچھے آتے دیکھکر اُنکو کہا تم کیا ڈھونڈتے ہو اُنہوں نے اُس سے کہا اے ربی جسکا ترجمہ یہہ ہے اے اُستاد تو کہاں رہتا ہے

۳۰ سے ۴۲ تک پہلے شاگردوں کا بیان ہے (تم کیا) یعنے تمہارا کیا مطلب کیوں میرے پیچھے آتے ہو۔ یہہ کیا خوب سوال ہے جو سب طالبان دین سے اولاً واجب ہے کہ تم جو پادریوں کے پاس آتے ہو اور وعظ سُنتے ہو کتابیں پڑھتے ہو کس چیز کی تلاش تمہارے دل میں ہے (تو کہاں رہتا ہے) یعنے تجھے چاہتے ہیں کسی غیر چیز کے طالب نہیں صرف تیرے طالب ہیں جواب بھی عمدہ ہے (منہہ پھیر کے) اور لوگ بہت چلتے پھرتے تھے لیکن مسیح نے اُنکا ارادہ اپنی ہمہ دانی سے معلوم کرکے اُنکی طرف توجہ کی اور جانا کہ مجھے یوحنا سے خدا کا برہ سمجھ کے اور روح القدس کے بامبتما کی خواہش کرکے میرے پیچھے آتے ہیں اسلئے وہ محبت اور قبولیت کی نظر سے اُنپر متوجہ ہوا اور اب اُنکے منہہ سے سُنا چاہتا ہے کہ وہ کس چیز کے طالب ہیں اس توجہ خاص سے جو سب طالبان حق کے لئے وہ کیا کرتا ہے اُنکے لئے ایک کشش اور تاثیر بھی نکلی تھی جس سے عمدہ جواب اُنکے زبان سے نکلا اور اُسنے اُنہیں قبول بھی کیا صاف دل کے طالبان حق پر خدا کا بہت فضل ہوتا ہے

۳۹ (۳۹) اُسنے اُنہیں کہا چلو دیکھو۔ پس وہ آئے اور جہاں وہ رہتا تھا دیکھا اور اُس روز اُسکے ساتھہ رہے اور یہہ دسویں ساعت کے قریب تھا

مسیح کا کوئی گھر دنیا میں نہ تھا تب وہ کسی کے گھر میں مقیم ہوگا اور ان دو کو وہاں لیگیا (چلو دیکھو) یہہ تدبیر سب اہل تلاش کے لئے عمدہ ہے جیسے فلپس نے نتھانیل کو بھی کہا تھا کہ آ اور دیکھہ (مکاشفات ۶- ا و ۵ و ۷) میں بھی ہے کہ آ اور دیکھہ۔ آدمی کا دلی تجربہ دین کی سچائی پر سب سے اچھی دلیل ہے کیونکہ سورج اپنی روشنی سے نظر آتا ہے۔ دنیا کی چیزیں پہلے پہچانی جاتی ہیں تب وہ مقبول ہوتی ہیں آسمانی چیزیں پہلے مقبول ہوتی ہیں پھر پہچانی جاتی ہیں۔ ان دونوں نے یوحنا کی گواہی سے پہلے مسیح کو ایک درجہ تک قبول کرلیا تھا نہ اچھی طرح لیکن پھر بتدریج معرفت میں ترقی ہوئی (وہ آئے) ہدایت کو مانا اور مناسب کام کیا (دسویں

ساعت تھی) یعنے شام کے چار بجے کا وقت تھا دو گھنٹے دن باقی تھا یوحنا انجیلی اُسوقت کو بھی محبت سے یاد رکھتا ہی جس وقت خداوند سے پہلی ملاقات ہوئی تھی ۔ معلوم ہوتا ہی کہ اُس رات میں خداوند کے ساتھ رہے تھے اور معلوم نہیں ہی کہ کیا کیا باتیں ہوئیں قیاس چاہتا ہی کہ اُسی قسم کی باتیں ہوئی ہونگی جن کے اصول مسیحی تعلیم میں مذکور ہیں

۴۰ (۴۰) ایک اُن دونوں میں سے جنہوں نے یوحنا کی سُنی اور اُسکے پیچھے ہو لئے شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا

یوحنا رسول اپنا نام نہیں بتلاتا اپنے ساتھی کا نام بتلاتا ہی ۔ آپ نہ ہوتا تو یہہ موقع تھا کہ اُس دوسرے کا نام بھی بتلاتا جیسا اندریاس کا نام بتلایا ۔ یہہ وہی اندریاس ہی جو اُسکے بعد خدا کا رسول ہو گیا تھا (متی ۴ — ۱۸) پس معلوم ہو گیا کہ اندریاس اپنے بھائی پطرس سے پہلے عیسائی ہوا تھا

۴۱ (۴۱) اُس نے پہلے اپنے بھائی شمعون کو پایا اور اُس سے کہا کہ ہم نے مسیح کو جس کا ترجمہ کرسٹس ہی پایا ہی

(ہمنے) یعنے مجھ اندریاس نے اور یوحنا انجیلی نے (مسیح کو پایا ہی) پس معلوم ہو گیا کہ رات میں کیا باتیں ہوئیں تھیں وہ باتیں ہوئیں تھی جن سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ یہہ شخص مسیح موعود ہی مسیح نے اپنی مسیحیت کے ثبوت دئے ہونگے جسکا نتیجہ یقین کے ساتھ اُنکے دلوں میں قایم ہو گیا تھا (ف) یہہ بلاہٹ عیسائی ہونے کے لئے تھی سو وہ عیسائی ہو کے اپنے گھر چلے گئے اور اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہو گئے تھے دوسری بلاہٹ جو (متی ۴ — ۱۷ سے ۲۲) تک مذکور ہی وہ خدمت میں رکھنے کے لئے تھی کہ مسیح کے پاس رہکر خدمت کرنا سیکھیں اور اُس کی تعلیم اور مرضی سے خبردار ہو جائیں پہلی بلاہٹ میں ایمان آ گیا تھا اِس لئے دوسری بلاہٹ میں اپنا سب چھوڑ کے اُسکے پیچھے ہو لئے تھے تیسری بلاہٹ (لوقا ۵ — ۱ سے ۱۱) میں ہی وہ عہدۂ رسالت کے لئے تھی یہی حال اب تک عیسائیوں کا ہی کہ پہلے آتے اور ایمان لاکے اپنے کاموں کی طرف چلے جاتے ہیں اُن میں سے بعض کو خدا تعالیٰ بلاتا ہی کہ خادمان دین کے نزدیک رہکر کچھہ سیکھیں پھر اُن میں سے جسکو خدا پسند کرتا ہی دین کا خادم بھی مقرر کر دیتا ہی (شمعون کو پایا) شاید تلاش کر کے پایا کہ اپنے پیارے بھائی کو بُلاوے کہ وہ بھی زندگی پائے اِسیطرح یوحنا نے بھی اپنے بھائی یعقوب سے جاکے کہا تھا اور فیلبوس نے بھی نتھانئیل کو خبر دی تھی یہہ زندگی ایک دل سے دوسرے دل تک پہونچتی ہی اور ایک گھر سے دوسرے گھروں تک برکات جاتی ہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک ایک ملک سے دوسرے ملک تک خدا کا دین پھیلتا ہی (ف ۲) اُسدن سے آج تک دنیا کی چار سمت سے یہہ شہرہ سُننے میں آتا ہی کہ ہمنے

مسیح کو پایا ہی جو کوئی اُسے پاتا ہی نہال ہو جاتا اور بڑی خوشی سے بھر جاتا ہی تب وہ جوش میں آکے دوسروں کو کہتا ہی کہ ہم نے مسیح کو پایا۔ مقبول کلیسیا صرف اُنہیں لوگوں کے مجموعہ کا نام ہی جو کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو پایا ہی ایسے ہی لوگ منادی کے لائق ہیں مسیح کا پانا ایک انکشاف ہی اللہ سے انسان کے دل پر نہ دنیاوی عقلی ونقلی دلیلوں کا ذہن میں جمع ہونا مسیح کے حق ہونے پر (کرسٹس) یونانی لفظ ہی لفظ مسیح کا ترجمہ ہی اس مسیح کا ذکر (دانیال ۹-۲۴) میں ہی اس شخص کی انتظاری مدت سے یہودیوں میں تھی سب بادشاہ اور کاہن اور نبی اُسی کا نمونہ ہو کے مسیح کہلاتے تھے دانیال کہتا ہی کہ وہ سب سے زیادہ قدوس ہی (زبور ۴۵-۷) میں ہی کہ اپنے مصاحبوں سے زیادہ خوشی کے تیل سے مسح کیا گیا ہی اُسکا پانا سب کچھ پانا اور خدا کا پانا ہی

۴۲ (۴۲) تب وہ اُسے یسوع پاس لایا اور یسوع نے اُسپر نگاہ کرکے کہا کہ تو یونس کا بیٹا شمعون ہی تو کیفاس کہلائیگا جسکا ترجمہ پطرس ہی

(لایا) بھائی کو لایا نجات کے لئے سرگرم ایماندار تھا اگر ایمان لاکے چپ چاپ رہتا تو مچھلی مارہی رہتا لیکن سرگرم آدمی تھا رسول اللہ ہو گیا (نگاہ) مسیح نے اُس کی طرف دیکھ کے اُس کے دل کے بھید وں کو بھی پہچان لیا اور اول سے آخر تک اُس کی ساری حالت پر غور کرکے یوں کہا (تو یونس کا بیٹا شمعون ہی) یعنے تو پیدا ہوا ہی یونس سے اور نام تیرا شمعون ہی (کیفاس) کہلائیگا یعنے آیندہ زمانہ میں تجھے یہہ لقب دیا جائیگا تیری پچھلی حالت تبدیل ہو کے ایک اعلیٰ درجہ کو پہونچیگی (پطرس) لفظ کیفاس کا ترجمہ ہی اسکا ماخذ لفظ پطرا ہی جسکے معنے ہیں چٹان یا پتھر لفظ پطرس یونانی ہی اور لفظ کیفاس سریانی ہی اور معنے ایک ہیں اور اس لقب میں ایمان کی مضبوطی کا ذکر ہی (ف۱) ہر ایک ایماندار ایک پتھر ہی جسپر دوزخ کے دروازے فتح نہیں پاسکتے حقیقی چٹان مسیح ہی (۱ قرنتی ۱۰-۴) اُس پر ایمان قایم کرنے سے ہر ایماندار ایک پتھر ہو جاتا ہی میرے گمان میں اور صاف وصریح آیتوں سے بھی نکلتا ہی کہ یہہ لقب پطرس کو خاص طور پر دیا گیا تھا دیکھو (متی ۱۶-۱۸ و ۷-۲۴ سے ۲۶) کو بھی دیکھو (ف۲) تین پوپ صاحب ایسے گذرے ہیں جنہوں نے کہا کہ لفظ کیفاس اُس لفظ سریانی سے مشتق نہیں ہی جسکے معنے پتھر کے ہیں مگر وہ لفظ (کیفلی) سے نکلا ہی جسکے معنے سر کے ہیں اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہی کہ پطرس کلیسیا کا سر ہی یہہ بڑی غلطی ہی کلیسیا کا سر صرف مسیح ہی ان تین شخصوں نے مسیح کی عزت پطرس کو دی ہی تاکہ اُسکے سجادہ نشین ہو کر آپ عزت پائیں لیکن اور اور پاپا لوگ جو بہت سے دنیا میں ہو گذرے ہیں اُنمیں سے کسی نے ان معنوں کو قبول نہیں کیا اور لفظ پطرس کو پتھر ہی کے معنوں میں سمجھا ہی اور یہی درست ہی

(۴۳) دوسرے دن یسوع نے چاہا کہ جلیل میں جائے پر فیلبوس کو پا کے کہا کہ میرے پیچھے چل ۴۳

۴۳ سے ۵۱ تک فیلبوس و نتھانیل کا بیان ہے کہ وہ کیونکر عیسائی ہوگئے تھے (چاہا) کیونکہ اب دورہ کرنے کا وقت آگیا تھا (جلیل میں جائے) پہلے یہودیہ میں تھا اب جلیل کو جاتا ہے جہاں اُس کی جسمانی پرورش ناصرہ میں ہوئی تھی چاہتا ہے کہ اُسی جگہ سے کام کا شروع کرے (میرے پیچھے چل) نہ صرف جلیل تک لیکن ہمارا شاگرد ہو کے میرے نقش قدم پر ہمیشہ چل (متی ۹-۹ و ۱۶-۲۴ یوحنا ۸-۱۲ و ۱۲- ۱۶ و ۲۱- ۱۹ مکاشفات ۱۴-۴) مسیح کی آواز قادر مطلق منجی کی آواز ہے اور دلکش ہے تو بھی جبری آواز نہیں ہے لیکن محبت اور ہدایت کی آواز ہے طالبان حق کے لئے

(۴۴) اور فیلبوس بیت صیدا کا جو اندریاس اور پطرس کا شہر ہے باشندہ تھا ۴۴

(بیت صیدا) اُن بڑے شہروں میں سے تھا جہاں مسیح نے بہت معجزے کئے تھے اُسوقت کے بعد (متی ۱۱-۲۰) اب یہہ شہر زمین پر سے مٹ گیا ہے تعجب کی بات ہے کہ کوئی رسول یروشلم کا باشندہ نہوا سب اِدھر اُدھر سے بُلائے گئے تھے پر خود مسیح بھی اگرچہ بیت لحم میں تولد ہوا پر ناصرہ سے ظاہر ہوا

(۴۵) فیلبوس نے نتھانیل کو پایا اور اُسے کہا کہ جسکا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہمنے اُسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے ۴۵

(نتھانیل) گمان غالب ہے کہ یہہ شخص بارہ حواریوں میں سے ہے اسکا نام برتلمو ہے (متی ۱۰-۳) نتھانیل اُسکا اصلی نام ہے اور برتلمو نام نہیں ہے مگر باپ کی طرف منسوب کر کے پکارا گیا ہے کہ تلمو کا بیٹا جیسے برجونا و بن طیمی جونا کا اور طیمی کا بیٹا۔ لفظ نتھانیل کے معنے ہیں خدا بخش۔ یوحنا اسوقت اُسے برتلمو نہیں کہتا نہ اور انجیل نویس اُسے نتھانیل کہتے ہیں تو بھی برتلمو فیلبوس کے ساتھ جگہ جگہ مذکور ہے (متی ۱۰-۳ مرقس ۳-۱۸ لوقا ۶-۱۴) یہہ شخص قانائے جلیل کا تھا اور مسیح بھی اُس کی اس ملاقات کے بعد فوراً جلیل کو گیا تھا (ہمنے اُسے پایا) دیکھو آیت ۴۱ کی تفسیر (جسکا ذکر موسیٰ نے) توریت میں شیلا کا ذکر ہے پر وہ ذکر یعقوب سے ہوا ہے نہ موسیٰ سے (پیدائش ۴۹-۱۰) ہاں ایک خاص نبی کا ذکر ہے جو خدا اور آدمیوں کا درمیانی ہوگا اور یہہ ذکر موسیٰ سے ہوا ہے (استثنا ۱۸-۱۵ و ۱۶) (اور نبیوں نے کیا ہے) نبیوں کی کتابوں میں مسیح کا ذکر بہت ہے مثلاً (یسعیاہ ۴-۲ دانیال ۹-۲۵ و ۲۶) وغیرہ بہت مقام ہیں مطلب یہہ ہے کہ جس کی بابت بہت وعدے تھے آدم و حنوک نوح و ابراہیم

اضحاق ویعقوب وغیرہ ملاکی نبی تک سب کے سب جسکے منتظر تھے۔ اور جس کی طرف ہر ایک قربانی اشارہ کرتی تھی اور تمام شرعی رسومات جسکے سائے تھے جسکا نمونہ ہر سردار کاہن وکاہن تھا اور تمام قاضی اور سب بنی اسرائیل کے حمایتی حاکم جسکے قایم مقام تھے جو داؤد کے خاندان سے ابدی سلطنت کا ایک بادشاہ نکلنیوالا تھا اور جو کنواری سے پیدا ہونیوالا تھا جسنے اُسے پایا ہی (اپطرس ۱-۱۰ و ۱۱) (وہ یوسف کا بیٹا ہی) ایسا مشہور تھا لوقا کہتا ہی (۳-۲۳) کہ لوگوں کا ایسا خیال تھا کیونکہ طفلی سے یوسف نے پالا اور وہ اُس کی بی بی سے کنواری حالت میں تولد ہوا خدا کی روح سے مگر عوام الناس کو یہہ بھید کب معلوم تھا اُنہوں نے دستور کے موافق یوسف کا بیٹا سمجھا (یسوع ناصری) اسلئے کہ ناصرے میں پلا اور اُسی جگہ شکم ما میں آیا تھا اگرچہ وہ بیت اللحم میں ہوا (ف) مسیح ۳۰ برس کا ہوا جب اُسنے آپ کو ظاہر کیا (لوقا ۳-۲۳) اور تخمیناً دو یا اڑھائی برس کی عمر تک مصر میں رہا تھا باقی سب وقت ناصرے میں رہا اسلئے وہ ناصری کہلایا

۴۶ (۴۶) نتھانیل نے اُس سے کہا کیا ناصرہ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہی فیلبوس نے اُسے کہا آ اور دیکھہ

(ناصرہ) یہہ ایک حقیر گاؤں ہی پورانے عہد نامے میں اُسکا ذکر نہیں نہ تواریخ یوسیفس میں نتھانیل تعجب کرتا ہی کہ ایسی ذلیل جگہ سے ایسا جلیل شخص کیونکر نکل آیا۔ یہہ انسانی نادانی کا خیال ہی دیکھو بعض بڑے ذی رتبہ عالم اور بعض بڑے بڑے خدا کے دوست اور بعض بڑے بادشاہ اور قسم قسم کے بعض بڑے نامور لوگ بعض حقیر گاؤں میں سے اور ذلیل خاندانوں میں سے خدا نے دنیا میں نکالے ہیں اور مسیح کی نسبت تو (یسعیا ۱-۲) میں لکھا بھی تھا کہ وہ خشک زمین سے ایک پودے کی مانند نکلیگا خدا کے بادشاہی آدمیوں کی تجویز کے موافق نمود کے ساتھہ نہیں آتی ہی ذرا غور سے پڑھو (افرنتی ۱-۲۵ سے ۲۸) معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تعجب نتھانیل کو اور یہودیوں کو بھی اسلئے ہوا تھا کہ مسیح کا خروج بیت اللحم سے موعود تھا (میکہ ۵-۲) (آ اور دیکھہ) یعنے آپ آکے اُسے پرکھہ لے کہ وہ مسیح ہی یا نہیں نقد میں کیا دھوکھا ہی بحثوں سے کیا نکلتا ہی سختی اور حیرانی اور مزاج دماغ کی پریشانی

۴۷ (۴۷) یسوع نے نتھانیل کو اپنی طرف آتے دیکھکے اُس کے حق میں کہا دیکھو ایک سچا اسرائیلی جس میں مکر نہیں ہی

اُسے سامنے سے آتے دیکھہ کے وہ اُس کی بابت غیب کی باتیں سُنانے لگا تاکہ اُسپر اپنی الوہیت کا اظہار کرے (سچا اسرائیلی)

مسیح کے منہہ سے لوگوں کی تعریف کی باتیں بہت ہی کم نکلتی ہیں اور جو تعریف اُس سے ہوتی ہے ایمان کے بارہ میں ہوتی ہے نہ دنیاوی شان وشوکت کے بیان وہ اُس شخص کی تعریف کرتا ہے جسنے پہلے اُس کی تحقیر کی تھی یہہ کہکے کہ کیا ناصرہ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے کیونکہ جو کچھہ اُسنے کہا تھا ناواقفی سے اور بے ریا دل سے اور نیک نیتی سے کہا تھا۔ سچا اِسرائیلی جس میں مکر نہیں۔ ایک شخص ہے جسکے دو نام ہیں یعقوب اور اسرائیل یعقوب سے مراد تعاقب کرنے والا یا دغاباز یا اڑنگا مارنیوالا (پیدایش ۲۷-۳۶) اور اسرائیل لفظ میں اسری ہے عربی میں معنے راتوں رات چلنے کے ہیں مراد اُس سے ہے خدا کے ساتھہ کشتی کرنا اور اُس سے قوت پانا۔ پہلے اُس شخص نے بڑی چالاکیاں دکھلائیں اُسوقت وہ یعقوب تھا پھر صاف دل ہوگیا اور خدا سے اِسرائیل نام پایا (پیدایش ۳۲-۲۸) مسیح خداوند نتھانیل کی نسبت کہتا ہے کہ یہہ شخص یعقوبی نہیں ہے اِسرائیلی ہے معلوم ہوتا ہے کہ درخت انجیر کے نیچے اُسنے خدا سے بہت دعا کی تھی اور برکت پائی تھی اور دل میں سے مکر و دغا نکل گئی تھی صاف ہوگیا تھا اب مسیح کے سامنے چلا آتا ہے (ف) صرف بے مکر لوگ اِسرائیلی ہیں (رومی ۹-۶ و ۲-۲۸ و ۲۹) اسی لئے غیر قوم بھی اِسرائیلی ہوسکتے ہیں یعقوبی نہیں ہوسکتے تمام سچے عیسائی نو پیدا بچوں کی مانند بے مکر اور بے دغا کے ہوتے ہیں (۱ پطرس ۲-۱) (ف) یہہ شخص بھی سب آدمیوں کی مانند گنہگار آدمی تھا اور اُس میں بھی سانپ کا زہر تھا لیکن اُسنے خدا سے بہت دل لگایا اور توریت کی تلاوت و تعمیل کی تھی اور بہت دعا کی تھی اِسلئے صاف دل ہوگیا تھا مکاری کی روح نکل گئی تھی نئے جنم سے پہلے ہی لوگ صاف دل ہوسکتے ہیں اور بعض لوگ غیر اقوام میں بھی بے مکر سیدھے دل کے نظر آتے ہیں لیکن یہہ صفت نجات کے لئے کافی نہیں جب تک نیا جنم نہ پائیں ہاں یہہ صفت دل کی طیاری ہے جیسے توبہ ہے بلکہ حقیقی صورت توبہ کی یہی ہے کہ بدی دل میں سے نکلے (ف) مسیح نے اسکی حالت موجودہ اندرونی کو ملاحظہ فرمالیا چنانچہ (مرقس ۲-۸) میں بھی کچھہ ہے اور اُس نے گذشتہ حالت کو بھی دیکھہ لیا تھا (یوحنا ۴-۱۸) اور آیندہ حالتوں کی بابت اُس کی بہت سی پیشین گوئیاں انجیلوں میں ہیں تب ہر سہ زمانہ کا علم اُسکو تھا اِسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے

۴۸ (۴۸) نتھانیل نے اُسے کہا تو مجھے کہاں سے جانتا ہے یسوع نے جواب دیا اور اُسے کہا
اُس سے پہلے کہ فیلبوس نے تجھے بُلایا جب تو انجیر کے درخت تلے تھا میں نے تجھے دیکھا

(مجھے کہاں سے جانتا ہے) میں تجھ سے واقف نہیں ہوں تو میرا واقف کہاں سے ہے کہ میری دلی حالت کا درست بیان کیا ہے (اُس سے پہلے کہ فیلبوس نے تجھے بُلایا) یعنے یہہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تجھے فیلبوس بلا کے لایا ہے اور میں اس بلاہٹ سے

پہلے تیرا واقف ہوں (جب تو انجیر کے درخت تلے تھا) انجیر و انگور کے درختوں کے نیچے بیٹھنے کا دستور یہودیوں میں تھا اور یہہ موقع اُن میں خوشی کا باعث تھا (۱ سلاطین ۴-۲۵ میکہ ۴-۴ ذکریا ۳-۱۰) معلوم نہیں کہ یہہ شخص کسی انجیر کے درخت کے نیچے کیا کرتا تھا شاید دعا کرتا تھا مسیح نے اُسکا کچھ خفیہ کام اشارۃً اُسپر ظاہر کیا اور کہا میں نے تجھے وہاں دیکھا تھا مسیح کی آنکھہ سب کچھ دیکھتی ہی اُس سے کوئی مخلوق چھپا نہیں (عبرانی ۴-۱۳) وہ ہماری نیتوں سے واقف ہی ہر دو دلے کو اور ٹیڑھے و سیدھے کو بھی پہچانتا ہی (امثال ۱۵-۲) (ف) مسیح خداوند اسوقت نتھانیل کو گویا انجیر کے نیچے سے نکالتا ہی جیسے ذکی کو گولر پر سے اُتارا تھا

۴۹ (۴۹) نتھانیل نے جواب میں اُس سے کہا اَی ربی تو خدا کا بیٹا تو اسرائیل کا بادشاہ ہی

درخت کا ذکر سنتے ہی نتھانیل نے ایمان کا پورا اقرار کیا اس سے ثابت ہی کہ اُس درخت تلے کوئی عجیب بات نتھانیل کے ساتھہ گذری تھی جس کے یاد کرتے ہی اُسنے اُسکو خدا کا بیٹا کہا۔ فوراً آپ کو مسیح کے قدموں میں ڈال دیا وہ جو پھرتی کرتے ہیں برکت پاتے ہیں (متی ۱۶-۶ او ۱۷) جیسے سست لوگ ملامت اُٹھاتے ہیں (لوقا ۲۴-۲۵) (ربی) جیسے (۲۰-۱۶) میں ہی ربونی شناخت سے بھر کے قدموں میں پیار سے گرتا ہی (تو خدا کا بیٹا ہی) اُس درخت تلے کوئی بھید ابن اللہ کی شناخت کا اِسپر کھل چکا ہی جس سے اب اقرار کرتا ہی کہ تو ابن اللہ ہی (ف) یوحنا ہی نے سب سے پہلے کہا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہی (آیت ۳۴) اور شاگردوں میں سب سے پہلے یہہ شخص اُسے ابن اللہ کہتا ہی اور سب کے اقرار اسکے پیچھے ہوئے ہیں مارتھا نے اقرار کیا (۱۱-۲۷) اہل کشتی نے اقرار کیا (متی ۱۴-۳۳) پطرس نے اقرار کیا (متی ۱۶-۱۶) صوبہ دار وغیرہ نے اقرار کیا (متی ۲۷-۵۴) اور مسیح نے خود کہا کہ میں ابن اللہ ہوں (متی ۲۶-۶۳) اور دشمنی کا ایک سبب یہی ہوا تھا کہ اُسنے آپ کو خدا کے برابر بیان کیا تھا (۵-۱۸ و ۱۰-۳۰ سے ۳۹) (تو اسرائیل کا بادشاہ ہی) جو کلام اللہ میں موعود ہی کہ ظاہر ہوگا (زبور ۲)

۵۰ (۵۰) یسوع نے جواب دیا کیا تو اِسلئے ایمان لاتا ہی کہ میں نے تجھہ سے کہا کہ میں نے تجھے انجیر کے درخت کے تلے دیکھا۔ تو اِن سے بڑے ماجرے دیکھیگا

یعنے جو کچھہ تو نے اب دیکھا ہی اگرچہ وہ بھی عجیب بات ہی پر اس سے زیادہ عجائبات دیکھیگا جبکہ حضوری میں

رہیگا کیونکہ سورج جو طلوع ہوا ہی کامل دن تک بڑھتا جائیگا اور تجھہ میں بھی ایمان کا شروع ہوا ہی جس سے بڑی برکتیں حاصل ہونگی

(۵۱) پھر اُس سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اب سے تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اُترتے دیکھو گے

یہہ ہیں وہ بڑے ماجرے یا انہیں سے بعض یہہ ماجرے ہیں (سچ سچ) آمین آمین کا ترجمہ ہی یہہ محاورہ دنیا میں اور کسی سے استعمال میں نہیں آیا صرف مسیح کا محاورہ ہی اور ہر ایک بھاری بات کے شروع میں آتا ہی اس انجیل میں (۲۵) دفعہ یہہ محاورہ آیا ہی اور وہ سب مقام نہایت گہرے ہیں اور دوسری انجیلوں میں لفظ سچ ایکبار آتا ہی اور (۵۰) دفعہ آیا ہی (ف ل) آمین مسیح خداوند کا ایک نام ہی جسکے معنے میں سچائی یا امانت (مکاشفات ۳-۱۴) نبیوں کا ہمیشہ یہہ محاورہ تھا کہ خداوند یوں فرماتا ہی مسیح کا محاورہ ہی کہ میں جو خود سچائی ہوں تم سے سچائی کی بات یوں کہتا ہوں یعنے آمین آمین مسیح آپ سچائی ہی (۱۴-۶) اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہی (یسعیاہ ۶۵-۱۶) (تم) یہہ خطاب اُنسے ہی جو سچے اسرائیلی بے مکر لوگ ہیں یعنے تم تمام سچے عیسائی (آسمان کو کھلا دیکھوگے) اُسوقت (متی ۳-۱۶) کی تفسیر پڑھو - آدم کے گناہ کے سبب آسمان بنی آدم پر بند ہوگیا تھا مسیح کے سبب سے کھل گیا ہی اور زمین سے آسمان تک کھلا راہ نظر آتا ہی اُن آنکھوں کو جو کھلی ہوئی ہیں - یہاں اُس لوڑی کی طرف اشارہ ہی جسکا ذکر (پیدایش ۲۸-۱۲ و ۱۳) میں ہی کہ اُس ماجرے کا عین اب ظاہر ہوا ہی تم سب ایماندار اپنے باطنی وجدان کی آنکھہ سے یہہ دیکھوگے (اور خدا کے فرشتوں کو الخ) یعنے آدمیوں کو فرشتے نظر آئینگے (ف ت) جب مسیح نے دنیا میں آنے کا ارادہ کیا تھا اُسیوقت سے فرشتوں کی آمد ورفت شروع ہوئی تھی پہلے ذکریا کے پاس فرشتہ آیا (لوقا ۱-۱۹) پھر مریم کے پاس آیا (لوقا ۱-۲۶) پھر یوسف کے پاس دو دفعہ آیا (متی ۱-۲۰ و ۲-۱۹) اور تولد کے وقت گڈریوں کو فرشتے نظر آئے (لوقا ۲-۱۳) اور امتحان کے بعد فرشتوں نے اُس کی خدمت کی (متی ۴-۱۰) جانکنی کے وقت ایک فرشتہ حاضر تھا (لوقا ۲۲-۴۳) اور قبر پر (متی ۲۸-۲ ولوقا ۲۴-۴) عروج کے وقت (اعمال ۱-۱۰) پھر قیدخانہ میں (اعمال ۵-۱۹) اور پطرس کے لئے (اعمال ۱۲-۷) اور کرنیلیس کے پاس (اعمال ۱۰-۳) (اوپر جاتے اور ابن آدم پر اُترتے دیکھوگے) فرشتوں کی آمد ورفت ابن آدم یعنے مسیح کی خدمت کے لئے ہوگی سو جب تک مسیح دنیا میں رہا فرشتوں کی آمد ورفت رہی تھی اور شروع میں وہ خدمت کے لئے آئے تھے اور مسیح جب پھر آئیگا تو اُس کے ساتھہ پھر فرشتوں کی فوج ہوگی (ف ۳) ہم لوگ جو اس زمانہ میں عیسائی ہیں فرشتوں کو تو نہیں دیکھتے لیکن آسمان کو کھلا دیکھتے ہیں اور اپنی دعاؤں کا آسمان تک عروج اور برکات کا اوپر سے نزول دیکھتے ہیں (ابن آدم) یہہ لفظ مسیح کے مُنہہ سے پہلے پہل یہاں سُنتے ہیں اور یہہ وہی ہی جسکا

ذکر (دانیال ۷-۱۳) میں ہے (۸۰) دفعہ اناجیل میں یہہ لفظ مذکور ہے یہہ لفظ مسیح کی ہر دو سرشت کو دکھلاتا ہے اصطلاحاً مسیح نے لفظ ابن اللہ کی نسبت ابن آدم کا لفظ بہت بولا ہے کیونکہ وہ اپنے اُس نام کو زیادہ پیار کرتا تھا جس سے بنی آدم کے ساتھ شراکت ظاہر تھی تو بھی اصل زبان میں یہہ لفظ ہمیشہ حرف تعریف کے ساتھ آیا ہے کہ الابن آدم یعنے وہ خاص ابنا آدم جو بشریت والوہیت کے میل کا مرکز یا سری عورت کی نسل ہے اور وہ دوسرا آدم ہے (ف) لوتھر صاحب کہتے ہیں کہ مسیح سے آسمان اور زمین ایک ملک ہوگیا ہے فرشتے آتے جاتے ہیں آدمی آسمان میں داخل ہوتے ہیں اور ہم مسیح کے سبب سے اسی زمین پر ایسی حالت میں ہیں گویا آسمان میں ہیں اور وہاں چڑھ گئے ہیں فاصلہ کا خیال نہیں رہا کیونکہ ابن اللہ زمین آسمان کا سہلی بند ہے

ضمیمہ باب اوّل

تفسیر انجیل یوحنّا

از طرف جناب فضیلت مآب کبیر الاولیا طامس والپی فرنچ صاحب ڈی ڈی لارڈ بشپ اول ملک پنجاب

بشپ ہلری صاحب جو بڑے نامی گرامی اور چیدہ بزرگوں میں سے ہیں اُنہوں نے انجیل یوحنا کی ابتدائی باتوں سے بہت تسلّی پائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فطری قوانین سے مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ میرا خالق ازلی و ابدی اور غیر محدود ہے پر میں نے اِن آیات سے دریافت کیا کہ وہی صفتیں خدا کے ابن وحید سے منسوب ہیں یہہ شرک کی بات نہیں ہے بلکہ یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا سے خدا ہے اور اسمیں فضل و حقیت کی معموری ہے اسلئے اب اور ابن کی ذات میں فرق نہیں ہو سکتا اور یہہ بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھہ عرصہ کے بعد خدا سے خدا ہوگیا ہو کیونکہ ابتدا میں کلمہ تھا۔ آیت ۱۲ میں جو لکھا ہے کہ جتنوں نے اُسے قبول کیا اُسنے اُنہیں اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہوں یہہ ایسی نعمت ہے کہ کسی اور طرح سے انسان اسکو حاصل نہیں کرسکتا پس کلمہ مجسم ہوا کہ اِس تجسم کے وسیلے سے انسان کو کلمتہ اللہ کی رفاقت میسر ہو وہ جو مجسم ہوا خدا تھا اور جو جسم اُسنے لیا وہ انسانی جسم تھا اور اسی لئے لکھا ہے کہ وہ ہمارے درمیان رہا۔ لفظ وہ سے کلمتہ اللہ پر اور ہمارے درمیان سے ہمارے جسم پر اشارہ ہے۔ ہلری صاحب فرماتے ہیں کہ اس گہرے بھید کو میرے باطنی ضمیر نے خوشی کے ساتھہ تھام لیا اسلئے کہ میری تمیز نے اسی راہ کو جو خدا سے نکلی ہے انسان کیواسطے آسمان پر چڑھہ جانے کا ذریعہ یا وسیلہ پایا یعنے یہی تجسم کلمتہ اللہ کا۔ اور میں سمجھا کہ میں ولادت جدید میں شامل ہونے کو بذریعہ ایمان کے بلایا گیا ہوں اور میرے قابو اور تصرف میں بطور آزادی آگیا ہے کہ اُس آسمانی نو ولادت کو منظور کروں۔ اور مجھپر یہہ بھی کھل گیا کہ وہ تمام پُر جلال فضیلتیں جو الٰہی قدرت سے صادر ہوتی ہیں ادراک بشری سے پکڑی نہیں جاسکتیں صرف ایمان کے بے پایان عرض طول سے سمجھہ میں آتی ہیں وہ بھید کہ ابتدا میں خدا کے ساتھہ اور کہ وہ کلمہ مجسم ہو کے ہم میں ساکن ہوگیا ایسی باتیں اگرچہ انسانی ادراک سے باہر ہیں

لیکن ایمان کے میدان سے باہر نہیں ہیں بلکہ ایمانی حقایق میں مندرج ہیں مگر خوب یاد رکھنا چاہئے کہ بندۂ خدا کا دل صرف ایمان کی راہ سے ایسے بھیدوں کے ادراک کو پہونچتا ہے

(ابتدا میں کلمہ تھا) اِسمیں ہم وقتوں اور حدود زمانوں سے پرے گذر جاتے ہیں اور اِن سب کو پیچھے چھوڑتے ہیں اور وہانتک خیالاً پہونچ جاتے ہیں کہ جہاں وہ سب موجود نہ تھے لفظ ابتدا کے معنے کیسے ہی کیوں نہوں تم اُسکو اِس مقام پر وقت کے اندر مقید نہیں کرسکتے ہو لفظ تھا سے تم متردد ہو (پیدایش ۱-۱) میں جو چیزیں ابتدا ً پیدایش کے حدود میں بند ہوئی ہیں تم انکو وقت میں مقید کرسکتے ہو کیونکہ پیدایش کے خیال میں وقت کے قید کا خیال ہے لیکن یوحنا رسول ہمارا بھولا ماہی گیر وقت کی قید کو رخصت کرتا ہے اور زمانوں کے سلسلوں سے یہاں باندھا نہیں جاتا وہ ہر طرح کی ابتدا کے اُس پار قرار پکڑتا ہے کہتا ہے کہ تھا یعنے وہ کلمہ موجود تھا ابتدا کے اُس طرف نہ آنکہ ابتدا میں بنایا گیا بلکہ وہ تھا خدا کے پاس - وہی ایک شخص ہے خدا کے پاس سب ابتدا کہ وہ ہر ابتدا سے پہلے تھا۔ شاید تو کہے کہ وہ کلمہ محض خیالات کا ظہور ہے کہ خدا کے علم میں تھا اِسکا جواب دوسرے فقرہ میں ہے کہ (کلمہ خدا کے پاس تھا) اگر لکھا ہوتا کہ خدا میں تھا تو وہ علمی مخفی خیال کا ظہور ہو سکتا تھا لیکن یہاں تو لفظ پاس یا ساتھ لکھا ہے شاید یوحنا تیری نگاہ میں ایسا نا سمجھ ہے کہ لفظ پاس اور میں کے درمیان فرق نہیں جانتا تب تو تیسرے فقرے کو دیکھ لے کہ کیا لکھا ہے (کلمہ خدا تھا) نہ خیال نہ آواز بلکہ ذات پاک اللہ کی ہے یعنے وہ کلمہ خدا ہے اور کہ خدا کے ساتھ تھا۔

البتہ یہہ خیال آسکتا ہے کہ اس عبارت سے دو شخص ثابت ہوتے ہیں حال آنکہ سب نبیوں نے خدا ے واحد پیش کیا ہے لیکن رسول کے بیان سے وحدت الٰہی میں کچھہ نقصان نہیں آتا ہے کیونکہ کلمہ کوئی شئ غیر خدا نہیں ہے اسکا بیان رسول نے یوں کیا ہے کہ ابتدا کے ذکر سے قید زمانے کو اُٹھایا ہے اور اُسکو خدا کہکے آواز یا خیال علمی کا گمان دفع کیا ہے اور اِس عبارت سے کہ خدا کے پاس تھا یہہ دکھلایا ہے کہ ایک دوسرے میں غرق نہیں ہے بلکہ دو شخص ہیں ایک خدا ہے غیر مولود دوسرا اُسکا بیٹا ہے اکلوتا جو ازلی ہے اور مولود ہے اور خدا ہے اور ازل سے خدا کے ساتھ ہے (یہاں لفظ ولادت معنی متعارف میں نہیں ہے بلکہ ذات سے ذات کے اخراج کے معنے میں ہے جو فہم انسانی سے بلند و بالا ہیں)

اگر کوئی کہے کہ وہ ابتدا میں تو تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ ابتدا سے پہلے نہ ہو کسی خاص وقت میں ہو گیا ہو جواب یہہ ہے کہ سب کچھہ اُسی کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہے ایک چیز بھی نہیں ہے جو بغیر اُس کے موجود ہوئی ہو پس وقت بھی اُسی سے موجود ہوا ہے اور وہ وقت سے پہلے ہے اور وہ جو وقت سے پہلے ہے ازلی ہے (ف) وہ جو لکھا ہے کہ بغیر اُسکے کوئی چیز جو موجود ہے موجود نہیں تھی اِسکا بھید آیندہ الفاظ میں رسول نے یہہ بیان کیا ہے کہ اُس میں زندگی تھی یعنے اپنے تولد ازلی سے وہ خالق اشیا ہے پس بعد تولد اُسمیں حیات

نہ آگئی تھی بلکہ ذوالحیات سے ذوالحیات برحق سے برحق کامل سے کامل خدا سے خدا ہی چنانچہ وہ آپ بھی یوں فرماتا ہی میں اور باپ ایک ہیں ۔ بیٹا باپ میں اور باپ بیٹے میں ہی ۔ اور یہہ کہ جس نے مجھے دیکھا باپ کو دیکھا ہی اور سب جو باپ کا ہی بیٹے کا ہی

وہ حیات انسان کا نور تھا اور تاریکی کو روشن کرتا ہی ۔ آرجن صاحب فرماتے ہیں کہ نور بغیر تنویر کے ہمارے خیال میں نہیں آسکتا اسیطرح ابویت بغیر ابنیت کے خیال میں نہیں آتی عین جوہر ذات کے خیال میں ابویت و ابنیت شامل نہیں اور جدائی ناممکن بھی ۔ اگر جہان پیدا نہ ہوتے تو خدا سلطان السلاطین اور قادر مطلق نہوتا ابن اللہ نہوتا تو نور بلا تنویر رہتا (ف) چشمہ نجات تین شخص ہیں اب ابن اور روح القدس جو کوئی ان تینوں کا بھوکھا پیاسا نہیں ہی وہ خدا سے غافل ہی یہودی صرف اب تعالیٰ کے پیاسے ہیں ابن کی تحقیر کرتے ہیں اسلئے باپ بھی اُنکا نہیں ہی بعض اہل بدعت صرف ابن کے مشتاق ہیں نہ اب کے جو شارع ہی نہ روح القدس کے جو نبیوں میں بولا اور جسنے انبیاء کو حرکت دی اِسلئے وہ نہ اب کے ہیں نہ ابن کے تمام جلال اب اور ابن اور روح القدس سے ہی جو خدا میں ہی وہ مسیح میں ہی خدا کے جلال کا عکس ابن ہی میں منقش ہوتا ہی

اوگسطین صاحب فرماتے ہیں کہ اُس کلمہ میں حیات تھی قایم بالذات اور حیات اُسی میں ہی سب موجودات جو حیات میں آگئی اُس سے حیات مستعار پائی ہی کیونکہ اُسکو سب حقایق معلوم تھیں لیکن بالخصوص انسان کا نور ہی کہ وہ ذوی العقول حیوان ہیں اور غلطیوں کے جالوں اور بادلوں میں سے نکلکے اُس حقیقت کے دیدار تک پہونچتے ہیں جس سے کوئی چیز برتر اور مبارک نہیں ہی ۔ تمام موجودات کی حقیقتیں علماً نہ وجوداً اُس خالق کی مشیت میں موجود تھیں یعنے اُسکے علم میں اُن اشیا کا علم تھا پس حقایق موجودات کے علم میں اور اللہ تعالیٰ کے جوہر ذات میں فرق ہی ذات پاک کا ذکر موسیٰ نے یوں کیا ہی (کہ میں وہ ہوں جو ہوں) یعنے ذات قدیم خود موجود

جاننا چاہیئے کہ اکثر موجودات کی نسبت وہ ہم آدمیوں کے قریب تر ہی ایسا کہ ہم اُس میں جیتے چلتے پھرتے ہیں اُسکی بخشی ہوئی مستعار حیات میں ۔ اور بہ نسبت کمال علم حالات موجودات کے ذات پاک کی کیفیت سے ایک ذرہ آگاہی حاصل کرکے ہمارے دلوں میں بڑی خوشی ہوتی ہی اور یہہ خوشی لاثانی چیز ہی اور اُسی میں ہماری سعادت ہی

تمام اشیا پیدایش سے پہلے موجود نہ تھیں ہاں علم الٰہی میں بالقوہ علماً موجود تھیں پس تھیں بھی اور نہیں بھی یعنے موجود نہ تھیں علم میں تھیں علمی وجود خارجی وجود نہیں ہی نہ محض لا وجود ہی کیونکہ علم میں ہی (عبرانی ۴۔۳ و ۴) خدا کی پوشیدہ قدرت سب موجودات میں متحرک ہی اُسکے حکم بغیر ایک چڑیا بھی گر نہیں سکتی جو اُسکے منکر ہیں کاشکے وہ انسانی بدن کے اندرونی انتظام کی تحقیق کرتے نہ جس طرح طبیب کرتے ہیں جنکا پیشہ ہی لیکن معرفت کی آنکھ سے غور کرتے تو جلد پکارتے کہ ایک پل بھی حساب اور شمار الٰہی سے غفلت میں نہیں ہی اور وہ دست بردار نہیں ہوتا ہی اور جب نہایت چھوٹی چیزوں کی

ایسی بڑی باریک بینی سے وہ خبر لیتا ہے تو کسقدر زیادہ تمام موجودات کی کلیتہً بھرپوری سے وہ خبردار ہوگا خصوصاً انسانی روح کی کیفیت سے

کتاب پیدایش کے اول ہیں اور ان ایات یوحنا میں جو تذکرہ پیدایش کا ہے اُن میں کیا تعلق ہے (خدا نے کہا کہ روشنی ہو) یہہ قول مثل انسانی اقوال کے نہیں ہے کیونکہ ہمارے انسانی اقوال ازمنہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اُن میں ایسی قدرت بھی نہیں ہے۔ پھر یہہ کہ قول زمانوں کے اندر کہا گیا یا ازل میں اپنے کلمہ کے اندر خدا نے کہا تھا اگر زمانوں میں کہا تھا تو تصرف اور تغیر کی قدرت اور قابلیت اِس قول میں تھی اور اِس صورت میں وہ قول کسی مخلوق کے ذریعہ سے نکلا ہوگا اور یہہ بھی ظاہر ہے جو تاثیر اِس قول سے ہوئی وہ زمانوں کے اندر ہے ازلی نہیں ہے۔ یہہ قول ذات کلمہ کی طرف منسوب ہے جسکے وسیلہ سے اور جس کے ذاتی فعل سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور جب سب چیزیں اُس سے ہوئیں تو نور بھی اُس سے موجود ہوا اور کلمہ ازلی ہے خدا ہے خدا کے ساتھہ ہے اور ابن وحید باپ کے ساتھہ ازلیت وغیرہ میں مساوی ہے کیونکہ ذات واحد ہے اس صورت میں وہ قول کہ نور ہو ازلی قول ہوگا اور یہی سبب ہے کہ اُسکا نتیجہ ضرور ہوگیا کیونکہ ازلی قول کا نتیجہ ضرور ہے کہ ہو جائے کیونکہ وہ ذات جس کے اندر وہ قول تھا اللہ کی ذات ہے (از کتاب شرح حتی الحروف تصنیف اگسطین صاحب) ملک اڈنبرے کے بشپ کاترل صاحب کہتے ہیں کہ یہہ قول اگسطین صاحب کا اخذ کے لایق ہے

موجودات کے خیال میں تین باتیں مندرج ہیں اول حقایق غیر متبدلہ یا ازلیہ جو خدا کے کلمہ میں موجود ہیں جن سے سب کچھہ ہوا ہے دویم وہ افعال جن سے ساتویں دن خدا نے فراغت کی تھی سیوم وہ افعال جو بطور نتایج اُنسے نکلے اور اب تک نکلتے چلے جاتے ہیں جن کی بابت مسیح نے فرمایا کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی کرتا ہوں پس ان تین باتوں میں سے پچھلی بات روزمرہ کے کاروبار اور فطری معاملات سے ہمیں معلوم ہے مگر دو پہلی باتیں ہمارے ملاحظہ اور عمری تجربہ کاری سے بعید ہیں بلکہ ہماری انسانی ادراک کے فہم سے بالا ہیں صرف کلام اللہ کے بیان سے قبول ہوتی ہیں تو بھی یہہ قاعدہ ہے کہ معلومات سے مجہولات کا کچھہ علم و فہم بموجب لیاقت ہر شخص کے نکلا کرتا ہے اور خدا تعالی بھی ہماری مدد کرتا ہے کہ ہر کسی ایماندار کے مقدور اور ظرف کے بموجب روشنی بخشتا ہے

اِنہیں حقایق غیر متبدلہ کا بیان یوحنا رسول کی آیات اول میں ہے جبکہ خدا نے اپنی حکمت ازلی سے ان سب باتوں کو پہلے سے معلوم کر لیا تھا تب وہ اپنی قدرت ازلی سے یہہ سب کچھہ ظہور میں لایا۔ اگر فرضاً کہا جائے کہ یہہ سب کچھہ اُس کی حکمت ازلی میں نہ تھا بلکہ اُسے باہر سے معلوم ہوا ہے تو اُسکا سکھلانیوالا کون تھا کون اُسکا مشیر ہوا۔ رسول فرماتا ہے کہ اُسی سے اور اُسی کے لئے اور اِس میں سب کچھہ ہے اور اِسیطرح یوحنا کہتا ہے کہ حیات اُسی میں ہے اور وہ حیات انسان کا نور ہے

(زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی) اِس عبارت کی دوسری قرات یوں ہے (جو کچھ اِس میں موجود تھا وہ حیات تھی وہ انسان کا نور تھی) پس وہ ویرانی اور سنسانی کی حالت جسکو عبرانی میں توہو بوہو کہا گیا ہے نہ سمجھنا چاہئے کہ کلمہ کے اندر سے نکلی کیونکہ کلمہ میں حیات تھی اور یہی کچھ اُس میں موجود تھا اور اِس میں کچھ نقص کی صورت ہو نہیں سکتی۔ یہہ جو باطنی عالم عقلیہ ہے اِس میں بھی بہت ویرانی اور سنسانی ہوتی ہے جب تک اُس حیات سے جو کلمہ کے اندر ہے عالم عقلیہ میں روشنی نہ آوے تو ہو بو ہو رہتا ہے۔ کیونکہ وہ حیات جو اُس کے اندر ہے صرف وجود حیات ہی نہیں ہے مگر اُس میں حکمت اور سعادت بھی ہے جو رونق ہے۔ خدا کی خلقت میں ایک خاص صورت ہے جسکو حکیم لوگ روحانی صورت کہتے ہیں اُسی کو عالم عقل یا عالم علم کہا جاتا ہے کلمتہ اللہ کی ایک ذرہ سی قربت اِس عالم روحانی میں دکھلائی دیتی ہے تو بھی اِس میں ویرانی اور سنسانی نظر آتی ہے پس وہ حیات جو عالم عقل میں ہے اُسکا کچھہ وجود تو ہے ہاں ایسا وجود نہیں ہے جو الٰہی حکمت اور سعادتمندی سے پُر رونق ہو جیسا کہ کلمتہ اللہ میں ہے۔ حکیم لوگ حکمت غیر متبدلہ سے مُنہہ موڑکے بیہودگی اور تباہ حالی میں عمر بسر کرتے ہیں اور یہی عین ویرانی ہے۔ حقیقی خلقت وہی ہے جو کلمتہ اللہ کے غیر متبدلہ نور کی طرف متوجہ ہوکے اُس کی حیات سے جیتے ہیں وہ روشن ہیں۔ چاہئے کہ جس خالق سے ہم نے یہہ نعمت پائی ہے کہ وجود میں آگئے ہیں اُسی سے وہ افضل نعمت بھی پائیں کہ الٰہی حکمت اور سعادتمندی میں بارونق جئیں

عقلی خلقت کی ابتدا وہ حکمت ازلی ہے جو اپنے میں بے تبدیل ہے اور قایم دایم رہتی ہے یعنے وہ کلمتہ اللہ جس سے سب کچھہ پیدا ہوا اور خلقت عقلیہ کی بھی جو ابتدا ہے کبھی ایسے دعوے اور تعلیم سے باز نہیں آتا ہے کہ جب تم مجھہ سے موجود ہو تو میری طرف پھرو کیونکہ ویرانی اور سنسانی سے خوش ترتیبی میں آنا اِسطرح سے ہو سکتا ہے اور یہی کمال ہے۔ مسیح سے کسی نے سوال کیا تھا کہ تو کون ہے جواب یہہ دیا کہ میں وہی ہوں جو ابتدا سے تم سے بولتا ہوں (یوحنا ۸ - ۲۵)

کلمتہ اللہ خالق ہے جس کے وسیلہ سے سب جہان بن گئے (عبرانی ۱-۲) جبکہ ہم اسبات کے قایل ہیں کہ سب کچھہ بوسیلہ کلمتہ اللہ کے بنا ہے تو اِس اعتقاد صحیح سے وحدانیت ایزدی میں کچھہ خلل نہیں آتا ہے کیونکہ رسول فرماتا ہے کہ خدا باپ ایک ہے جس سے سب کچھہ ہے اور ایک خداوند یسوع مسیح ہے جسکے وسیلہ سے سب کچھہ ہے آفرینش کے بیان میں موسیٰ کہتا ہے کہ خدا نے کہا کہ ہو جا اور ہو گیا اب بتلائے کہ وہ جو ہو گیا کسکے وسیلہ سے ہو گیا کوئی قدیمی ذات کسی مخلوق کی نہ تھی جو کسی دوسری صورت میں تبدیل یا منقلب ہو جاتی بلکہ نبی

فرماتا ہی کہ سب کچھہ نیستی سے ہست ہوا ہی چنانچہ لفظ خلق کے معنے یہی ہیں یعنے نیست سے ہست ہونا پس یہہ جو ہوگیا کس کے وسیلہ سے ہوگیا کلمہ کے وسیلہ سے ہوگیا کہ وہ ازل سے خدا کے ساتھہ تھا اُس سے مولود ہو کے

ارمینی لوگ ولادت کے قایل نہیں ہیں بلکہ کلمتہ اللہ کو مخلوق بتلاتے ہیں اور بجوش کہتے ہیں کہ اُس کا جوہر ذات ازل ہی سے اصالتاً قایم نہیں ہی مگر آنکہ خدا کی ذات سے غیر ہو کے نیستی سے ہست ہوا ہی۔ یہہ اعتقاد باطل ہی اور کلام اللہ کے خلاف ہی۔ مسیح نے فرمایا کہ میرا باپ مجھہ سے بڑا ہی اسی فقرہ سے وہ لوگ ایسا خیال نکالتے ہیں لیکن یہہ اُنکا فہم تسلی بخش نہیں ہی اِس کے دو جواب ہیں اول آنکہ الوہیت کی راہ سے باپ کے برابر ہی اور انسانیت کی راہ سے باپ سے کمتر ہی دویم آنکہ اگر انسانیت کو چھوڑیں اور یہی سمجھیں کہ کلمتہ اللہ کہتا ہی کہ میرا باپ مجھہ سے بڑا ہی تو اِس سے حقیقی تولد کا ثبوت ہوگا جو ازل میں ہوا ہی کہ بیٹا باپ کی عزت کرتا ہی اگرچہ اب اور ابن میں یہہ تولد کا علاقہ ذات کی برابری کو لازم ہی تو بھی دستور عالم میں اب سے ابن ہوتا ہی مسیح نے ہمیشہ اپنے کلام میں خدا باپ کے ساتھہ برابری کا اور درجہ دویم میں قایم رہنے کا اظہار کیا ہی دیکھو یہودی لوگ مسیح سے اِس لئے خفا تھے کہ اُسنے نہ صرف سبت کو نہ مانا مگر خدا کو اپنا باپ بتلاکے آپ کو خدا کے برابر کیا پھر یہہ بھی لکھا ہی کہ بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کر سکتا مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھتا ہی اور یہہ بھی کہا کہ میرا باپ اب تک کام کیا کرتا ہی اور میں بھی کام کرتا ہوں اُس بیمار کے چنگا کرنے میں باپ کے فعل میں مسیح کا فعل بھی شامل تھا

جب یہودی لوگ مسیح سے برابری ذات پاک کا دعوی سُنکے ناراض تھے تو مسیح نے اِس لحاظ سے کہ شاید تمام اور ذات کی برابری کے ذکر سے اور کہیں اِنکے خیالات نہ چلے جائیں اور تولد کا مفہوم پوشیدہ ہو جائے یہہ الفاظ بھی سُنائے ہیں بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ میں اُس نے اُس پاک تولد ازلی کی حقیقت بتلائی ہی کہ وہ تولد انسانی اولاد کے طریقہ پر نہیں ہی جس میں سن و قوت تک اولاد کی ترقی قوتوں میں مثل والد کے ہوتی ہی اور کوئی بیٹا اپنے باپ کا پیشہ دیکھہ کے اور اُس کے عادات پر لحاظ کرکے اُس کی تقلید کرتا ہی اور بعد موت اپنے باپ کے اُس کی چیزوں کا وارث ہوتا ہی۔ لیکن مسیح بالذات خدا کی ذات کے اندر ہو کے باپ سے مولود ہی اور سبکچھہ جو باپ کا ہی یعنے علم و قدرت و حکمت و قدوسی وغیرہ ازل ہی سے بالذات اپنی میراث میں لاتا ہی اور خدا باپ کا اور اپنے آپ کو پہچان کے واجباً اِس بات پر گواہی دیتا ہی کہ بیٹا کچھہ نہیں کر سکتا مگر جیسے باپ کو کرتے دیکھتا ہی۔ وہ اپنے فعل کا مخرج اور قانون دکھلاتا ہی کہ جسقدر چیزیں اور امورات اور افعال و اقوال وغیرہ باپ سے ہوتے ہیں وہی سب

میری ذات میں شامل ہیں لفظ (جو کچھ یا جیسے) میں اشارہ ہے تولد ازلی پر اور اس موافقت فعلیت میں وحدت فاعل کا بھی اندفاع ہے بلکہ جو کچھ باپ کرتا ہے وہی ابن کرتا ہے فعل ایک دو فاعلوں سے جو اب وابن ہیں ہوتا ہے تو بھی ایک ہی خدا کا کام ہے کیونکہ بیٹا باپ سے ہے

پھر فرمایا کہ جو کچھ باپ کرتا ہے بیٹے کو دکھلاتا ہے باپ کا کام بیٹے سے الگ نہیں ہوتا ہے ابویت کے مقام میں ابنیت کا قیام ہے۔ یہہ بات نہیں ہے کہ کم علمی اور جہالت یا ناواقفی کے سبب سے ابن وحید اس دکھلانے کا محتاج ہو تاکہ فہم میں ترقی کرے (جیسے کہ مسیح کی انسانیت نے فہم میں ترقی کی ہے) نہیں بلکہ بات یہہ ہے کہ جو کچھ ابویت میں ہے وہی ابنیت میں ظاہر ہوتا ہے ذات کی یکتائی کے سبب اور قدرت کی برابری کے باعث اور یہہ دکھلایا جانا تولد کے اصولوں میں سے ہے۔ اور چونکہ یہہ ذکر اُن تعلیمات اور امورات کا ہے جو ہمارے ایمان کے متعلق ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک کی بھی نافہمی ابن کو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے زیادہ بھی دکھلائیگا کہ تم تعجب کروگے کیونکہ ابن اللہ کو سب کچھ بالذات معلوم ہے کہ کیا کیا کچھ ظاہر ہوگا

اِسی تعلیمات میں یکتائی ذات اور تولد پر اشارہ ہوتا ہے باپ جن کو چاہتا ہے زندہ کرتا ہے میں بھی کرتا ہوں۔ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا بلکہ ساری عدالت بیٹے کو سپرد کی ہے۔ یہاں بھی ذات اور تولد پر اشارہ ہے کل عدالت کرنا ذات کی یکتائی کے سبب سے ہے اور عدالت کی سپردگی تولد کے سبب سے ہے پس حق عدالت باپ سے اُٹھا لیا نہیں گیا کیونکہ جب ابن عدالت کرتا ہے تو یہہ عدالت باپ ہی سے ہے پھر اس عدالت کے دئے جانے کا سبب بتلاتا ہے کہ (سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نور سے نور ہے اللہ سے اللہ ہے چاہئے باپ اور بیٹے کی عزت میں فرق نہ ہو جو کوئی بیٹے کی عزت گھٹاتا ہے وہ باپ کی عزت کو گھٹاتا ہے پس جبکہ فعلیت اور قدرت اور عزت برابر ہے اور عزت کے گھٹانے میں باپ کی عزت جاتی ہے تو پھر ذات میں تفریق کا خیال کہاں اور کیونکر باقی رہ سکتا ہے اور بے دینوں معترضوں کے لئے شک وشبہہ کی جگہ کہاں باقی رہتی ہے تولد کے راز کو خداوند نے خوب منکشف کر دیا ہے اب تعالیٰ سے ابن کی تفریق نہ ممکن ہے نہ برحق ہے اور ایمان صحیح یہی ہے کہ وہ خداوند مولود ہے نہ مخلوق اور ذات میں یگانہ ہے نہ جدا

پھر اسی مضمون پر دوسری شہادت پیش آتی ہے خداوند فرماتا ہے کہ جو میری بھیڑوں میں سے ہیں میری آواز سنتے ہیں (یوحنا ۱۰-۱-۷ سے ۳۰) کون ہے جو ایسی باتیں سُنکے معزور اور فریب خوردہ رہیگا اگر ان آیات میں وہ مسیح کی الوہیت صاف صریح ثبوت نہیں پاتا تو پھر کونسی دلیل اس سے زیادہ صریح لا سکتے ہیں ابن وحید نے بدرجہ کمال اپنے تولد ازلی کے بے پایان راز کو ہمارے ایمانی اقرار کے لئے نہایت صفائی سے انہیں آیات میں ظاہر کیا ہے کہ اُس کی

ولادت ازلی اور یکتائی کا ایمان ہم میں قایم ہو۔کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا۔ وہ اپنی قدرت کو پہچانتا اور ظاہر کرتا ہی کہ میری بھیڑوں کی حفاظت میں میری کمال آزادگی اور خود اختیاری کی قدرت ہی کیونکہ وہ خدا سے خدا ہی۔اور چونکہ تولد کا خیال اُس کی ذات میں قایم رہتا ہی اِس لئے کہتا ہی کہ باپ جس نے مجھے وہ بھیڑیں دی ہیں سب سے بڑا ہی وہ اِسبات کو ہرگز نہیں چھپاتا کہ وہ باپ سے مولود ہی کہتا ہی کہ میں نے بھیڑوں کو باپ سے پایا ہی۔ یہہ لینا دینا ذات الٰہی کے اندر ہی اندر ہوگیا ہی نہ جیسے دنیا میں لیا دیا جاتا ہی ہاں اقنومیت کا فرق رہتا ہی اقنوم اول نے دیا اقنوم ثانی نے لیا اور یہہ اقنومیت کا فرق ابویت و ابنیت کا فرق ہی جنکے درمیان میں رشتہ تولد ازلی ہی جو ذات کے اندر ہی اندر ہوگیا ہی تو بھی ذات کی یگانگی ہی اسلئے وہ یوں فرماتا ہی کہ کوئی (اُنہیں میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔نہ باپ کے ہاتھ سے کوئی چھین سکتا نہ بیٹے کے ہاتھ سے کیونکہ ذات واحدہ کی ایک ہی قوت ہی باپ کا ہاتھ ہی جسنے دیا بیٹے کا ہاتھ ہی جس نے لیا اگر تو پوچھے کہ کیوں ایسا ہی جواب یہہ ہی کہ میں اور باپ ایک ہیں۔تولد سے ذات میں نقص نہیں آتا کہ فرق ہو اور وحدت کے خیال سے تولد کے خیال میں نقص نہیں آتا کیونکہ تولد اپنے اندر کوئی غیر چیز آنے نہیں دیتا وہی ذات واحد رہتی ہی

(۱-۱۷ و ۲) آخر کو اُسنے ذات کے کل اسراروں کا ایمان صاف ظاہر کرنے کے لئے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھا کے کہا ای باپ ساعت آپہونچی ہی اپنے ابن کو جلال دے تاکہ تیرا ابن بھی تجھے جلال دیوے تونے اُسے سب جسموں پر اختیار دیا ہی تاکہ سب کو جنہیں تونے اُسے بخشا حیات ابدی دے ۔مسیح جلال مانگتا ہی نہ اسلئے کہ بے جلال ہی مگر اسلئے کہ وہ باپ کو جلال دینیوالا ہی وہ حیات بخشنے پر قادر ہی ہاں باپ سے اُسنے اختیار اور اقتدار پایا کہ حیات ابدی لوگوں کو بخشے سوا اِس سے اُسکی کچھہ کم قوتی ظاہر نہیں ہوتی ہی کیونکہ دینے لینے کا امر کم قوتی کا نشان نہیں ہی مگر ولادت ازلی کی سند ہی اور غیر مولود باپ کی ابوت کا مطالعہ ہی دینیوالے کی ابویت اور لینے والے کی ابنیت اِس دینے لینے میں ظاہر ہوتی ہی کیونکہ حیات ابدی کا صاحب اختیار و اقتدار ہونا اُس کی ماہیت میں شامل ہی اور یہہ باپ کی ماہیت ہی جو بیٹے میں ہی لیکن بیٹا باپ سے ہی اِسلئے بیٹے میں جو کچھہ ہی وہ سب باپ سے ہی کیونکہ وہ اُس سے نکلا اور یہی اُس کی تولید تھی اور اِس وضع سے تھی کہ باپ کی تمام عظمت اُس میں آگئی تو بھی عظمت کا سرچشمہ باپ ہی رہتا ہی اور ابن اللہ تولد برحق سے اب تعالیٰ کا عکس برحق یا اُس کی ماہیت کا نقش ٹھہرتا ہی پس آیت بالا میں اگر معترض غیریت کا خیال کرے تو بغور دیکھنے سے بجائے غیریت کے عینیت کا ثبوت زیادہ ہی

اُن تقریروں اور دعوؤں کے بعد کہ میں باپ میں سے نکلا ہوں۔ اور کہ باپ ہر وقت میرے ساتھہ ہی۔اور کہ میں نے

ساری دنیا کو جیت لیا ہی اور کہ باپ مجھے جلال دیتا اور میں باپ کو جلال دیتا ہوں آخر الامر اُس نے اختتام کی راہ سے یہہ بھی فرمایا (۱۷-۳) کہ حیات ابدی یہہ ہی کہ تجھے اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہی جانیں - یہہ کلام سُنکے ای معترض اگر تجھ سے ہو سکے تو خدا سے مسیح کو الگ کر اب تعالیٰ کو اُس کے ابن وحید سے منفرد کرکے دکھلا بشرطیکہ تو حیات ابدی کو نہ کھو سکے ابن اللہ کو باپ سے الگ کرکے اور تنہا خدا کا اقرار کرکے تو حیات ابدی پر قابو نہیں رکھہ سکتا پس جس نام کے الگ کرنے سے ہماری نجات میں نقص آتا ہی وہ نام ہمارے ایمان اور اقرار میں سے کیوں الگ کیا جائے

اسکے بعد اُس فرمانبرداری اور جانفشانی اور جانکشی کا تذکرہ ہوتا ہی جسکو خداوند نے ہماری بشریت میں مجسم ہوکے اپنے ذمہ لیا تھا اور تکمیل کو پہونچا دیا جسکے ذریعہ سے بیشمار نعمتیں اور بخششیں اُس کے دست مبارک سے ہم ناچار گنہگاروں کو پہونچیں اور اُسنے کہا (آیت ۴) (میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہی) اِسکے بعد وہ فرماتا ہی کہ اب مجھے جلال دے اپنے پاس - جو شخص جانتا ہی کہ مسیح خدا کی ذات سے الگ ہی تو وہ بتلاوے کہ اسکا کیا مطلب اور مقصد ہی وہ کیسا جلال مانگتا ہی اُس کے حقیقی جلال میں کون سی کمی اور کوتاہی آگئی تھی وہ تو خود فرماتا ہی کہ آفرینش جہان سے پہلے میں تیرے ساتھہ جلال رکھتا تھا جلال میں تھا میرا وہی جلال ہی کیا یہہ بات ذات واحدہ کے مخفی اسراروں میں سے نہیں ہی پس لفظ (اپنے پاس) میں کسی خاص مراد پر اشارہ ہی - اور وہ یہی ہی کہ وہ خدا سے نکلا اور دنیا میں آیا اور مجسم ہوا اور سب کاموں کو جنکے کرنے کے لئے آیا تھا انجام کو پہونچائے اور نوکر کی صورت پکڑی اور صلیبی موت تک فرمانبرداری کی اور آپ کو پست کیا اب اپنے اُسی قدیم جلال میں جانا چاہتا ہی - اور یہہ سب باتیں ہمارا ایمان درست کرنے کے لئے دنیا میں فرماتا ہی اگر وہ یہہ باتیں مخفی رکھتا تو ہم کیونکر ایمان لاتے

یہی مضمون خداوند نے (۱۳-۳۱ و ۳۲) میں پہلے بھی فرمایا تھا جبکہ یہودا اسکریوتی مجلس سے باہر نکلا تھا یہہ کیسی نامناسب بات ہی کہ ہم بنی آدم جنکے دل اور روحیں اِس گارے کے بدن کے بوجھہ بھارے سے دبی ہیں اور جنکی تمیزیں دنیاوی کیچڑ کے دلدل میں دھسی اور آلودہ ہیں خداوند کے اُن اقوال کا فیصلہ کرنے کا دعویٰ کریں جو اُسنے اپنی ماہیت کے بارہ میں فرمائے ہیں اور اپنے فتنہ انگیز اور فسادی مباحثوں سے اپنے کو اسکے جوہر ذات کے مسایل اور مقدمات کا منصف سمجھیں - دیکھو کیسی خلوص آمیز اور سلیس عبارت میں خداوند نے ہمارے ایمان کے اصول کا بیان کیا ہی جو اُسکی ماہیت کی شان کے مناسب اور ہماری فہم کے مطابق ہی (جلال سے) مراد وہی عزت اور حرمت ہی جو اُسکی بشریت کو حاصل ہوئی ہی اور (اُس جلال سے) مراد کلمۃ اللہ کا ازلی جلال ہی اور کہ (خدا اُس میں متجلی ہوا) یعنے ابن آدم میں خدا متجلی ہوا

ای بدعتی آدمی تجھ سے میرا سوال یہہ ہی کہ کیا ابن آدم اور ابن اللہ دونو ایک ہیں یا کچھ فرق ہی تو ناچاری سے کہیگا کہ ایک ہی شخص ہی کیونکہ لکھا ہی کہ کلمہ مجسم ہوا۔پس میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کون ہی جو اس ابن آدم اور ابن اللہ میں متجلّی ہوا ہی اِس بھید کی اصل حقیقت کیا ہی دیکھہ جب ابن آدم خدا سے متجلی ہوتا ہی تو خدا کی ذات اُس میں تصدیق پاتی ہی کیونکہ بغیر خدا کے خدا سے متجلی ہونا کسی کا حق نہیں ہی اور ابن آدم جو خدا میں متجلی ہی اُسے خدا آپ میں متجلّی کرتا ہی یعنے ابن آدم میں الٰہی جلال بھی ہی اور اللہ کا جلال ابن آدم کے جلال کے ساتھہ اسقدر تعلق رکھتا ہی کہ ذات کی تفریق ہر صورت سے منع ہی اللہ تعالیٰ اُس متجلّی ذات کو اپنی ذات میں شامل کرتا ہی۔اور اِس بات میں خاص اشارہ ہی اُس غلامی اور پستی کی جسمانی حالت سے جس میں خدا کی شفقت سارے جہان کے روبرو کھل گئی ہی اور برملا اشتہار ہوگیا ہی کہ مسیح مصلوب کو خدا تعالیٰ اپنا خاص محبوب جانتا اور آپ میں رکھتا ہی فقط

ازبندہ راقسم الحروف عماد الدین لاہز آنکہ جناب بشپ صاحب موصوف نے یہہ باتیں جو اِس ضمیمہ میں ہیں بعض کتب سے خصوصاً بشپ ہلری صاحب کے بیان سے نکال کے مجھے سنائیں اور جیسا میں سمجھا میں نے حتی المقدور صحت سے اُنکو عبارت میں لکھا ہی چونکہ مضمون نہایت عمیق ہیں اگر کچھہ نشیب فراز کسی مضمون میں ہوا ہو تو یہہ میرے فہم کی خطا ہوگی نہ جناب بشپ صاحب کے بیان کی فقط

دوسرا باب

(۱) اور تیسرے دن قانائے جلیل میں کسیکا بیاہ ہوا-اور یسوع کی ماں وہاں تھی

(تیسرے دن) نتھانیل کی ملاقات کے بعد تیسرے دن یا قانا میں داخل ہونے کے بعد تیسرے دن (قانائے جلیل) اِس مقام کا بیان (یشوعہ ۱۹-۲۸) میں ہے اور یہہ جگہ ناصرہ سے سات میل شمال میں طبیریاس و ناصرہ کے درمیان ہے (کسیکا بیاہ) یہاں ایک شادی کا ذکر ہے چنانچہ عہد عتیق میں بھی ایک پہلی شادی کا ذکر ہے (پیدایش ۱-۲۶ سے ۲۸) یہہ ایک مجازی نمونہ تھا مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان حقیقی یگانگی کا-عہد جدید کے شروع میں بھی ایک شادی کا ذکر ہے (متی ۱-۱۸) اور تمام کلام اللہ کے خاتمہ میں بھی ایک شادی کا ذکر ہے (مکاشفات ۹-۷ سے ۹ و ۲۱-۹) (یسوع کی ماں) یوحنا رسول مریم کو یسوع کی ماں کہتا ہے مریم نہیں کہتا اُس کی عزت کرتا ہے-شاید یوسف اسوقت دنیا میں نہ تھا مگر یسوع کی ماں اور بھائی وہاں تھے (آیت ۱۲) غالب ہے کہ کسی رشتہ دار کے گھر میں شادی تھی کہ والدہ اور بھائی اور خداوند اور اُس کے شاگرد بھی بُلائے گئے تھے اور کہ والدہ نے اُنکے لئے مے کا فکر بھی کیا تھا

۲ (۲) اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی بھی اُس بیاہ میں دعوت تھی

چند روز تک مہمانداری کرنے کا دستور تھا چنانچہ اِس دستور پر کچھہ اشارہ ہے (متی ۲۲-۲ لوقا ۱۲-۳۶) (ف) مسیح اور اُسکے شاگرد وہاں بُلائے گئے تھے اور وہ سب وہاں گئے تھے ایسی مجلسوں میں بزرگوں کا جانا منع نہیں ہے بلکہ مفید ہے (ف) چاہئے کہ ہر خوشی کی ضیافت میں خداوند مسیح کو اپنی دعا کرکے بُلایا کریں جس شادی میں مسیح خداوند آتا ہے وہاں بہت برکت ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ شادی کے وقت مسیح کو نہیں بلاتے بلکہ اُسے نکالدیتے ہیں جبکہ شیطانی کام شروع کرتے ہیں مسیح وہاں نہیں رہتا یہہ تو سب جانتے اور مانتے ہیں کہ غم اور مصیبت کے وقت اگر مسیح حاضر ہو تو بڑی تسلی آتی ہے لیکن یہہ بھی جاننا چاہئے کہ خوشی کیوقت اگر مسیح خداوند حاضر ہو تو گناہ سے بچتے اور پاکیزگی میں خدا کا شکر کرکے روحانی خوشی کا ذائقہ چکھتے ہیں (ف) اِس شادی میں جسمانی رشتہ اُس عورت مرد کا بندھا تھا جنکا بیاہ ہوا تھا لیکن اُس معجزہ سے جو اُسوقت ظاہر ہوا روحانی رشتہ خداوند یسوع مسیح کے ساتھہ ایمان کے وسیلہ سے کیسا قایم ہو گیا تھا

۳ (۳) اور جب مے گھٹ گئی یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُنکے پاس مے نہ رہی

(گھٹ گئی) شاید تھوڑی منگوائی تھی یا غریبی کے سبب زیادہ منگوانے کی وسعت نہو گی یا کئی روز کی مہمانی کے سبب سے تمام ہو گئی ہو گی مسیح کی حضوری میں تمام تنگ دستی اُس فراوانی سے بہتر ہی جو اُس کی عدم حضوری میں ہوتی ہی کیونکہ وہ قاضی الحاجات ہی (ماں نے اُس سے کہا) ماں کے دل میں امید تھی کہ وہ کسی طرح اُنکی رفع حاجت کریگا معلوم نہیں ہی کہ ۳۰ برس کے عرصہ میں والدہ نے اُس سے کیا کیا برکات کے ظہور دیکھے تھے طفلی کے معجزات جو حدیثوں میں مذکور ہیں اُنکی نسبت ہمیں سکوت ہی (مے نہ رہی) یونانی میں وہی عام لفظ ہی جسکو شراب کہتے ہیں لیکن بعض معتبر مفسر یہہ بھی کہتے ہیں کہ اُس ملک میں انگور کا رس پیا جاتا تھا اور پیغمبروں نے بھی پیا ہی اِس شادی میں وہی دستور عمل میں آیا تھا۔ یہہ ہم خوب جانتے ہیں کہ مثل شرابیوں کے وہاں مے نوشی نہ تھی ورنہ مسیح خداوند وہاں ہرگز نہ ٹھہرتا کیونکہ وہ طور عقلاً و نقلاً گناہ ہی اور مسیح قدوس ہی اُسے گناہ سے بشدت نفرت ہی پس مناسب طور سے وہاں استعمال ہوا تھا جو شرعاً و عقلاً جایز ہی۔ اِسوقت کے بعض متعصب پارسا جو چاہیں بولیں لیکن یہاں سے اُن کی غلطی ظاہر ہی کہ وہ ہر مجلس میں پرہیزگاری کے ساتھ بھی شراب پینے کو منع کرتے ہیں۔ ہاں شراب خواری اور بدمستی و متوالا پن ضرور منع ہی اور بڑا گناہ بھی ہی لیکن جایز طور پر پینا منع نہیں ہی اور جایز طور سے شروع کر کے ناجایز حد تک پہونچنا بھی شرارت میں داخل ہی (ف) یہہ بھی یاد رہے کہ ہر ملک کے دستورات جدا جدا ہوتے ہیں پس ملکوں کے دستوروں پر اور آب و ہوا پر اور سردی گرمی پر اور بیماری اور تندرستی پر بھی لحاظ واجب ہی اور یہہ بھی یاد رہے کہ کلام اللہ میں دو قسم کے آیات ہیں بعض میں شراب کا استعمال جایز ہی اور بعض آیات میں شرابیوں پر افسوس ہی اور لکھا ہی کہ متوالے خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہونگے جسکا نتیجہ یہہ ہی کہ حد اعتدال میں شراب کا استعمال جایز ہی اور حد سے بڑھکر کبیرہ گناہ ہی

۴ (۴) یسوع نے اُس سے کہا ای عورت مجھے تجھ سے کیا کام میرا وقت ہنوز نہیں آیا

(ای عورت) یہہ لفظ کچھ بے ادبی اور سختی کا نہیں ہی ایک عام محاورہ اُس ملک کا ہی (متی ۱۵-۲۸ لوقا ۱۳-۱۲ و ۲۲-۵۷ یوحنا ۱۹-۲۶ و ۲۰-۱۵) مسیح خداوند جیسے سب جہان کا خالق تھا ویسے مریم کا بھی خالق تھا اُسنے مقابلہ اپنی الوہیت اور مریم کی انسانیت کے اُسکو ای عورت بولا ہی (مجھے تجھ سے کیا کام) یعنے اُن امور میں جو الوہیت کے کام ہیں تیری اطاعت مجھپر واجب نہیں الوہیت کے معاملات میں مجھے تجھسے کچھ کام نہیں اِسلئے کہ میں اللہ ہوں اور تو انسان ہی (ف) رومی لوگ کہتے ہیں کہ مریم مقبولہ اپنے بیٹے سے ہماری سفارش کر کے رفع حاجات کراتی ہی لیکن یہاں فرماتا ہی کہ ای عورت تجھے الٰہی کاموں میں کیا دخل ہی۔ دنیا میں کسی نے اپنے والدین کی ایسی اطاعت نہیں کی جیسے انسان ہو کے انسانی حد میں مسیح نے اپنے والدین کی اطاعت اور حرمت کی ہی (لوقا ۲-۵۱) تو بھی اپنی

الوہیت کو انکی اطاعت میں نہیں سونپ دیا بلکہ اپنی والدہ کو بھی اپنی الوہیت کے تابع کیا تھا اور وہ اُس سے دعا مانگتی تھی (اعمال ۱-۱۴) (میرا وقت ہنوز نہیں آیا) والدہ چاہتی تھی کہ مسیح اُنکی شراب میں کچھ برکت بخشدے مسیح نے فرمایا کہ تیرا کام الوہیت کے معاملات میں دخل دینے کا نہیں ہے میرا وقت اب تک نہیں آیا کہ اپنا جلال ظاہر کروں اور اپنی الوہیت کے نشان دکھلاؤں کیونکہ ہر کام کے لئے الہیٰ انتظام میں ایک وقت مقرر ہے وہ کام اُسیوقت میں ہوتا ہے شاید مسیح کا یہہ مطلب ہو کہ ابھی معجزہ کرنے کا وقت نہیں آیا کچھہ ادر ٹھہر کر وقت آئیگا - یا اُسنے اپنی صلیبی موت کے وقت کو یاد کیا ہوگا کیونکہ وہ اکثر بار بار اُسوقت کو یاد کیا کرتا تھا (۷-۶و۸)

۵ (۵) اُسکی ماں نے خادموں کو کہا جو کچھہ وہ تمہیں کہے سو کرو

مریم کا کیسا اعتقاد اُسپر تھا جس نے خادموں کو اِسیطرح سے ارشاد کیا کہ بلاحجت اُس کی اطاعت کرو - اگر ہم بھی اُسیطرح کریں جس طرح اُسنے ہمیں انجیل میں حکم دیا ہے تو ہمارے لئے کیا کچھہ نہوگا

۶ (۶) اور وہاں پتھر کے چھہ مٹکے طہارت کے لئے یہودیوں کے دستور کے موافق دھرے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من کی سمائی تھی

(پتھر کے) یعنے پتھر میں تراشے ہوئے (طہارت کے لئے) تاکہ مُنہہ ہاتھہ دھوئیں اور برتن بھی صاف کریں (دستور کے موافق) اِس دستور کا ذکر (متی ۱۵-۲ مرقس ۷-۳و۴) میں لکھا ہے - اِن مٹکوں میں سے کچھہ پانی خرچ ہوچکا تھا اِسی لئے تو اُن کو پھر بھروایا تھا (دو یا تین من) ۸۰ بوتل سے زیادہ ہر ایک میں سمائی تھی پس (۶ × ۸۰) = ۴۸۰ بوتل کے تو شراب اِس مقدار سے کچھہ زیادہ بنی گی شاید کوئی کہے اسقدر زیادہ شراب کی کیا حاجت تھی جواب یہہ ہے کہ اُسنے اپنی فیاضی سے زیادہ بخشا تاکہ دلہن کے لئے کچھہ جہیز اور مال بھی ہو لوتھر صاحب کہتے ہیں کہ مسیح کے پاس سونا اور جواہرات نہ تھے اُسنے اپنی قدرت سے اس بہانہ سے اچھی شراب بہت سی بخشدی یا اِسلئے کہ وہ لوگ بہت دنوں تک گھر میں رکھکر پئیں اور دیر تک معجزہ کا چرچا وہاں رہے اور وہ شراب لوگوں کو ایمان بخشے جب مسیح نے پانچ اور سات روٹیوں میں برکت بخشی تھی تو بارہ ٹوکریاں یا سات ٹوکرے برابر ۱۲ ٹوکریوں کے بارہ شاگردوں کے لئے باقی رہے تھے کیونکہ روٹی دیر تک نہیں رہتی ہے تب اُسنے فراوانی کے ساتھہ حسب حاجت روٹی کو بڑھایا تھا شراب برسوں تک رہ سکتی ہے اسلئے اُسے بہت بڑھایا کہ چھہ مٹکے بھر دیئے وہاں چھہ مٹکے تھے وہی بھر دیئے اور زیادہ مٹکے ہوتے وہ بھی بھر دیتا

۷ (۷) یسوع نے اُنہیں کہا مشکوں میں پانی بھرو سو اُنہوں نے اُنکو لبالب بھرا

وہ جو فرمایا تھا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ اگر صلیبی موت کا وقت یاد فرمایا تھا تو وہ ذکر بڑے جلال کی طرف اشارہ کرکے اُسی جگہ ختم ہوگیا تھا۔ اور اگر معجزہ کرنے کا وقت نہیں آیا تھا تو اب آگیا ہے کیونکہ والدہ سے بات کرنے میں اور نوکروں کے پانی بھرنے میں اور معلوم نہیں کہ کتنی دیر بعد کلامِ والدہ کے پانی بھرا تھا اب وقت آگیا تھا (پانی بھرو) خادم پانی بھر سکتے تھے آدمی اپنا کام کریں خدا اپنا کام کریگا جو کوئی اپنا کام نہیں کرتا خدا سے برکت نہیں پاتا (لبالب بھرا) حکم کو مان لیا نہیں پوچھا کہ کیوں بھریں کیا فائدہ ہوگا جیسے بے اعتقاد لوگ کیا کرتے ہیں کہ یہہ حکم ہم کیوں مانیں اُنہوں نے مشکوں کو لبالب بھر دیا اور پانی کی گنجایش نہ رہی مسیح نے کوئی چیز پانی میں نہیں ڈالی بلکہ مشکوں کے نزدیک بھی نہیں آیا

۸ (۸) پھر اُسنے اُنہیں کہا اب نکالو اور مجلس کے سردار پاس لیجاؤ اور وہ لیگئے

(اب نکالو) لفظ اب اُس خاص گھڑی کے لئے ہے جو آگئی تھی۔ معجزہ حکم سے یا صرف دلی ارادہ سے ہوگیا تاکہ ظاہر کرے کہ مجھ میں الہی قدرت ہے (مجلس کے سردار) خداوند آدمیوں کے مراتب پر بھی لحاظ رکھتا ہے وہ ہر ایک کا حق دیتا ہے (وہ لیگئے) نہیں کہا کہ ہم نے پانی بھرا ہے اور کیا ہم پانی کو بجائے شراب کے میر مجلس کے سامہنے لیجائیں کیا وہ ہم پر خفا نہو گا اُنہوں نے ایمان سے اطاعت کی (ف) شادی کی ضیافت صرف خوشی کی ضیافت ہوتی ہے مسیح خداوند نہ صرف ہماری تنگی میں ہماری ضروریات بخشتا ہے لیکن وہ ہماری خوشی خرمی کے لئے بھی بہتایت سے ہمیں دیا کرتا ہے

۹ (۹) جب میر مجلس نے وہ پانی جو مے بنگیا تھا چکھا اور نہیں جانا کہ یہہ کہاں سے تھا مگر چاکر کہ جنہوں نے وہ پانی نکالا تھا جانتے تھے تو میر مجلس نے دُلہا کو بُلایا اور اُسے کہا

(پانی مے بن گیا تھا) مسیح کے ارادہ کی جنبش سے پانی کی کیفیت تبدیل ہو کے شراب کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی اسلئے کہ مسیح قادرِ مطلق خدا ہے جو چاہے سو کرے۔ مے بنگیا یا ہیئت اور صورت بدل گئی شراب کا رنگ اور مزہ اور تاثیر اُسمیں آگئی کہ میر مجلس اُسے چکھہ کے عمدہ شراب بتلاتا ہے (ف) موسیٰ کا پہلا معجزہ یہہ ہوا تھا کہ پانی سے لہو بنگیا تھا (خروج ۷-۱۴ سے ۲۴) مصریوں کی سزا و تکلیف کے لئے مسیح کا پہلا معجزہ یہہ ہے کہ پانی سے شراب بنگئی نہ کسی کی سزا کے لئے مگر غریبوں کے فایدہ کے لئے قدرت وہی ایک ہے جس سے دونو معجزے ہوئے لیکن یہہ فرق شریعت کا اور انجیل کا فرق ہے (ف ۲) جسنے پانی کو شراب بنایا کیا وہ پتھر کی روٹی نہ بنا سکتا تھا

لیکن شیطان کی بدنیتی کی درخواست کو منظور نہیں کرتا ایماندار والدہ کی درخواست جو بھائیوں کے فائدہ کے لئے ہو منظور ہوتی ہو
(ف) رومی لوگ کہتے ہیں کہ وہ جیسے پانی کو شراب بنا دیا گیا عشا میں روٹی و دین کو اپنا گوشت ولہو نہیں بنا سکتا ہم کہتے ہیں کہ سکتا یہہ کچھہ اور بات ہو لیکن کبھی نہیں بدلا پانی شراب بنگیا رنگ مزہ اور کیفیت تبدیل ہوگئی عشا میں روٹی دین کی کیفیت وغیرہ کچھہ نہیں بدلتی وہی کیفیت رہتی ہو ہاں تخصیص کے بعد ایمان سے شی حقیقی کے نشان وہ سمجھے جاتے ہیں

۱۰ (۱۰) ہر شخص پہلے اچھی مے خرچ کرتا ہو اور ناقص اُسوقت کہ جب پیکے چھک گئے پر تونے اچھی مے اب تک رکھہ چھوڑی ہو

یہہ مقولہ میر مجلس کا ہو اُسنے مجلسوں کا دستور سنایا ہو کہ دنیا میں یوں ہوتا ہو یہاں سے یہہ نہیں نکلتا کہ یہہ لوگ بھی پی کے پہلے چھک گئے تھے تب اچھی شراب آئی تھی (آیت ۳) کو دیکھو کہ اُن کے پاس اسقدر شراب ہی نہ تھی کہ وہ چھک جاتے اُنکے خرچ مناسب میں بھی بہت کمی تھی مسیح نے چھکے ہوئے لوگوں کو شراب نہیں دی کہ زیادہ مست ہوں لیکن مناسب حاجت میں کوتاہی دیکھکے اُنہیں شراب دی تھی۔ اور میر مجلس نے رواجی بات اِس لئے سُنائی ہو کہ اِس قدرتی شراب کی عمدیت اُس رواجی شراب کی نسبت ظاہر کرے کہ یہہ پہلے سے نہایت عمدہ ہو (تونے اچھی مے اب تک رکھہ چھوڑی) یوحنا نے بھی اپنی انجیل سب اناجیل کے بعد لکھی ہو اور خدا کے پاس بہت اچھی اچھی اور بھی نعمتیں ہیں کہ ہم آخر کو پائینگے (زبور ۱۶-۱۱)

۱۱ (۱۱) یہہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے جلیل میں دکھایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اُسکے شاگرد اُسپر ایمان لائے

(پہلا) ہو نہ پچھلا نہ بچپلا احادیث میں طفلی کے معجزات بہت مذکور ہیں لیکن یہاں کلام اللہ میں لکھا ہو کہ یہہ پہلا معجزہ ہو (اپنا جلال ظاہر کیا) مسیح کا جلال اور خدا باپ کا جلال ایک ہی بات ہو (۱-۱۴) (شاگرد ایمان لائے) یعنے ایمان میں ترقی ہوئی اور زیادہ مضبوطی اعتقاد میں آگئی

۱۲ (۱۲) بعد اِسکے وہ اور اُس کی ما اور اُسکے بھائی اور شاگرد کفرناحوم میں گئے پر اُنہوں نے وہاں بہت دنوں تک مقام نہ کیا

(کفرناحوم) قانا سے یہہ جگہہ چھہ سو فٹ نیچے تھی جیسے یریحو سمندر سے بارہ سو فٹ نیچے ہو یہہ وہی کفرناحوم ہو جو آسمان تک بلند ہوکے جہنم میں ڈالا گیا ہو (متی ۱۱-۲۳) اب کفرناحوم کا نشان بھی معلوم نہیں ہو کہ وہ کہاں بستا تھا خدا کے

غضب نے اُسے نیست نابود کر ڈالا کیونکہ وہاں خدا کی قدرتوں اور ہدایتوں کی تحقیر ہوئی تھی تیسری صدی تک جیروم صاحب کے عہد میں صرف سات جھونپڑیاں مچھوروں کی وہاں باقی تھیں اب نشان بھی نہیں ہے (وہ اور والدہ اور بھائی و شاگرد) یہہ سب لوگ اکٹھے یہاں آئے اور بہت دنوں تک یہاں نہیں رہے بلکہ جلد چلے گئے اور الگ الگ ہو گئے اور خداوند اپنے خاندان سے ایسے وقت ایسی جگہ سے الگ ہو گیا۔ ۳۰ برس کی رفاقت خاندانی اب تمام ہو گئی تھی اور وہ کلیسیا کی خدمت کی طرف چلا گیا تھا (آیت ۱۷) میں صرف شاگرد ساتھ رہ گئے ہیں اور یہاں اسوقت تھوڑے دنوں رہنے کا یہہ سبب ہوا تھا کہ عید فسح نزدیک تھی

۱۳ (۱۳) تب یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی اور یسوع یروشلم کو گیا

(عید فسح) سب انجیلوں میں ایک عید فسح کا ذکر ہے جس میں مسیح مصلوب ہوا ہے لیکن اس انجیل میں کئی عید فسح مذکور ہیں پہلی یہہ ہے دوسری (۶-۴) میں مذکور ہے تیسری (۱۸-۳۹) میں ہے جسمیں وہ مصلوب ہوا تھا اور اسی ایک کا ذکر سب انجیلوں میں ہے اور چوتھی (۵-۱) میں بتلاتے ہیں مگر وہ عید خیمہ ہے نہ عید فسح۔ یوسیبیوس وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ چار عید فسح میں حاضر تھا جو اُسکے ایام خدمت میں آئی تھیں۔ اُس کے والدین سال بسال ہر عید فسح میں جایا کرتے تھے اور وہ بھی اُنکے ساتھ ہوتا تھا (لوقا ۲-۴۱ و ۴۲) مسیح نے طفلی سے آخر تک خدا کے سارے حکموں کو جیسا چاہئے پورا کیا تاکہ ہمیں شرع کی لعنت سے چھڑائے (گلاتی ۴-۵) اِس عید کا دستور بھی خدا نے بتلایا تھا (خروج ۱۲) اور یہہ عید صرف یروشلم میں ہو سکتی تھی (استثنا ۱۶-۲) (اور یسوع یروشلم کو گیا) اُسوقت کام کے شروع میں وہاں جانے کا ایک خاص مطلب تھا کہ ہیکل کو پاک کرے چنانچہ آخر میں بھی اسی مطلب سے وہاں گیا تھا (ف ۱) تین باتیں ہیں جو دو دو دفعہ ظہور میں آئیں ہیں ہیکل کو دوبار پاک کیا جماعتوں کو دوبار کھلایا مچھلیاں دوبار پکڑوائیں اِس میں کچھہ بھید تھا ناظرین خود سوچ لیں (ف ۲) مسیح نے آمد اول در خدمت کے شروع میں خاص دو کام کئے ہیں اول شادی کے موقع پر پہونچا اور براتیوں کو خوشی کی فرحت بخش مے پلائی دوم ہیکل میں گیا اور اُسے پاک کیا یہہ سب آمد ثانی کا عکس سا ہے کیونکہ جب وہ پھر آئیگا تو برہ کی شادی کی ضیافت ہوگی اور تمام کلیسیا کو جو خدا کی ہیکل ہے پاکیزگی بخشیگا (ف ۳) ملاکی نبی نے کہا تھا کہ وہ اپنی ہیکل میں آئیگا اور اُسے صاف کریگا (ملاکی ۳-۱) تعجب کی بات ہے کہ مسیح نے سارے کام فروتنی سے کئے مگر یہہ کام حاکمانہ طور سے ہیکل میں کیا اسپر بھی سوچو

۱۴ (۱۴) اور ہیکل میں بیل اور بھیڑ اور کبوتر فروشوں کو اور صرافوں کو بیٹھے ہوئے پایا

(ہیکل میں) ہیکل کے لئے یونانی میں دو لفظ ہیں (ہیران) یہہ لفظ تمام ہیکل کی نسبت بولا جاتا ہے اور احاطہ بھی اس میں

شامل ہے یہی لفظ یہاں ہے دوسرا لفظ (نیاس) ہے اور وہ صرف خاص ہیکل یعنی قدس الاقداس کی نسبت بولا جاتا ہے جب مسیح نے اپنے بدن کی نسبت فرمایا تھا کہ اس ہیکل کو ڈھادو میں اُسے تیسرے دن کھڑا کرونگا تو یہی لفظ نیاس بولا تھا۔ خدا کی تمام کلیسیا آدم سے قیامت تک معہ خداوند مسیح کے (ہیران) ہے اور مسیح اکیلا نیاس ہے (بیل وغیرہ) یہہ سب دوکاندار احاطہ میں تھے اور جانور قربانی کے لئے فروخت کرتے تھے اور صراف لوگ غیر ممالک کی نقدی کو یہودی مثقال سے بدلتے تھے تاکہ لوگ نیم مثقال دیں (خروج ۳۰-۱۳) اِن لوگوں کی وہاں حاضری کا مطلب جایز اور مناسب تھا اور مسیح نے بھی اِس مطلب کے لئے اُنکی ملامت نہیں کی ملامت کا سبب یہہ ہوا کہ ہیکل کے احاطہ میں سوداگری کرتے تھے وہ صرف عابدوں کا مقام تھا جہاں ادب و فروتنی سے آنا چاہئے تھا لیکن وہاں سوداگر جمع ہوگئے دلال بھی تھے اور دکانداری کے چھل بل ہوتے تھے تب الٰہی حضوری کے مقام میں دنیاوی بازار لگا تھا۔ خداوند مسیح کو کبھی ایسا غصہ نہیں آیا جیسا کہ اُسوقت آیا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی بےادبی اُسنے وہاں دیکھی اور بیقدری بھی۔ عیسائیوں کو چاہئے کہ جب گرجوں میں آتے ہیں تو اپنے دلوں میں دنیاوی تفکرات بھر کر نہ بیٹھا کریں کہ بدن گرجا میں ہو اور دل دنیا کی حدّوں تک سیر کرے یہہ اُس کی گستاخی ہے جس کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور مسیح کے غصہ کا سبب ہے۔ وہ جو حلیم اور دل سے فروتن ہے اُسکے غصہ پر بھی غور کرو کہ اُسکا غصہ باپ کی بےعزتی کے سبب سے ہے اور آمد ثانی میں یہہ غصہ برّہ کا ایسا تیز ہوگا جس سے امن اور پناہ کہیں نہ ملیگی (مکاشفات ۶-۱۶)

15 (۱۵) تب اُس نے رسّی کا کوڑا بناکے اُن سب کو بھیڑوں اور بیلوں سمیت ہیکل سے نکالدیا اور صرافوں کے ٹکے بکھرا دئے اور تختے اُلٹ دئے

(رسّی کا کوڑا) وہیں سے کوئی رسّی اُٹھالی ہوگی جس سے جانور بندھے تھے (کوڑا سزا کا نشان تھا کہ آیندہ عدالت میں پوری سزا خدا سے ہوگی رسّی کا کوڑا ہلکا کوڑا تھا جیسے واعظ کی زبان کا کوڑا بھی ہلکا کوڑا ہے اگر باز نہ آئے تو سخت کوڑا مارا جائیگا اِس رسّی کے کوڑے سے مسیح نے کسی کو مارا نہیں تھا صرف ڈرایا اور دھمکایا تھا (نکالدیا) تعجب کی بات ہے کہ ایک غریب پردیسی آدمی کے دھمکانے سے اتنی بڑی بھیڑ باہر نکل گئی جو سالہا سال سے وہاں دوکانداری کرتے تھے اور صرّافوں کی نقدی بھی گرائی گئی اور تختے جنپر روپیہ پیسا رکھا تھا اُلٹائے گئے اُس شخص سے جسکا اختیار ظاہری ہیکل میں کچھ بھی نہ تھا یہہ الوہیت کا دبدبہ اور رعب تھا جو مسیح سے نکلا اور اُنپر گرا تب اُنہیں باہر نکلنا پڑا کیونکہ خداوند اپنی ہیکل میں ناگہاں آگیا تھا (ملاکی ۳-۱) پہلے بار وہ فروتنی اور خاکساری کی حالت میں آیا تھا تو بھی کبھی کبھی اُس کے پوشیدہ جلال کے آثار نمایاں ہوئے ہیں دیکھو (۱۸-۶)

۱۶ (۱۶) اور کبوتر فروشوں کو کہا اِن چیزوں کو یہانسے لیجاؤ۔ میرے باپ کے گھر کو بیوپار کا گھر مت بناؤ

(آیت ۱۵) میں زیادہ خفگی ہی لیکن یہاں کبوتر فروشوں سے کچھ ملایم کلام ہی کیونکہ یہہ لوگ صرف غریبوں کی قربانیوں کے لئے تھے کہ جن لوگوں میں بیل اور بھیڑ چڑھانے کی وسعت نہ تھی وہ کبوتروں کی قربانی دیا کرتے تھے غریبوں کا خداوند کو کہاں تک لحاظ ہی (ان چیزوں کو لیجاو) وہ لوگ ٹوکریوں میں کبوتر لیکر بیٹھے تھے فرمایا انکو یہاں سے لیجاؤ اُس نے خفا ہو کے کبوتر نہیں اُڑائے جیسے بیل بھیڑ نکالدیئے تھے غیرت کے ساتھ حکمت اور خفگی کے ساتھ رحم و دانائی ہی (میرے باپ کا گھر کیونکہ وہ اللہ کا حقیقی اور اکلوتا بیٹا تھا (لوقا ۲-۴۹) اُس نے بارہ سالہ عمر میں اپنے دنیاوی والدین سے بھی کہا تھا کہ یہہ ہیکل (میرے باپ کا گھر) لیکن تین برس بعد صلیب کے وقت کہا (میرا گھر) کیونکہ وہ خدا تھا اور گھر کا مالک تھا (متی ۲۱-۱۳ و عبرانی ۳-۶) لیکن جب یہود کی شرارت حد تک پہنچی تب فرمایا تمہارا گھر (متی ۲۳-۳۸) (ف) اِس مقام کے بھروسے پر کسی عیسائی کو جائز نہیں ہی کہ مسجدوں یا مندروں یا رومی گرجوں میں یا ہمارے گرجوں میں اگر نامناسب چیزوں کو زبردستی سے نکالے کیونکہ یہہ کام صرف مسیح کا ہی اور وہ خاص معاملہ اُسی سے متعلق تھا۔ حکام پر فرض ہی کہ سب لوگوں کے عبادت خانوں کی طرف بھی دیکھیں خصوصاً اِس لحاظ سے کہ وہ چوروں کی کھوہ نہ بن جائیں وہاں بدمعاش جمع ہو کر بدمعاشی نہ کریں لیکن تصویروں اور بتوں کا گرانا اور نکالنا یا کسی قوم کے دستورات میں دست اندازی کرنا حاکموں کو بھی جائز نہیں ہی

۱۷ (۱۷) اور اُس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ یوں لکھا ہی کہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی

(شاگردوں کو) یہہ لوگ ساتھ تھے اور کھڑے دیکھتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہی (یاد آیا) کلام اللہ کا ایک مضمون جو (زبور ۶۹-۹) میں ہی یاد آیا۔ بھید کی باتوں کا یاد دلانا اور سمجھانا روح القدس کا کام ہی۔ اکثر باتیں لوگوں کو مدت بعد یاد آتی ہیں اور اُنھیں کچھ ایسے مطلب اُنہیں نظر آتے ہیں کہ وہ پہلے نہ سمجھے تھے ہاں ایسی باتیں بعض وقت خدا کی طرف سے انسان کے لئے اندرونی ہدایتیں ہوتی ہیں (تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی) یہہ گھر خدا کا گھر تھا لیکن یہاں پر لوگوں نے نامناسب کام کئے اِسلئے مجھے غیرت آئی اور ایسی غیرت آئی کہ گویا مجھے غیرت نے کھا لیا۔ خدا غیور ہی خدا کا بیٹا بھی غیور ہی ایمانداروں کو بھی خدا کے لئے اور اُسکے حکموں کے لئے اور اُس کی کلیسیا کے لئے اور اُسکے گھر یعنے عبادت خانوں کے لئے مناسب غیرتمند ہونا نشان محبت ہی اور اگسطین صاحب کہتے ہیں کہ جو کوئی ہمیشہ بے چینی کے ساتھ نادرست باتونکے درست کرنے میں ساعی ہی اُسی کو غیرت نے کھایا ہی۔ افسوس ہی کہ اپنی غیرت اور اپنے خاندان کی غیرت بہتوں میں ہی لیکن خدا کے گھر کی غیرت باوجود دعوی دینداری کے بہتوں میں نہیں ہی کیونکہ اُس کی روح جسے غیرت نے کھا لیا تھا اُن میں نہیں ہی

۱۸ (۱۸) تب یہودیوں نے جواب میں اُسے کہا کیا نشان تو ہمیں دکھلاتا ہی جو یہہ کام کرتا ہی

اب یہودیوں کی طرف سے مخالفت شروع ہوتی ہی اُنہوں نے مسیح کے اِس کام کو اپنے دین اور انتظام کے لئے ملامت سمجھا تب یوں کہتے ہیں کہ یہہ کام جو تو کرتا ہی اُسپر تو ہمارا کچھہ اعتراض نہیں ہی کیونکہ ملک یہود میں اکثر دینی انتظام خدا نے نبیونکے وسیلہ سے کئے ہیں دیکھو فنیحاس کاہن کو جو ہارون کا پوتا تھا اُسنے دینی انتظام کے لئے دو آدمیوں کو برچھی سے چھیدا تھا اور یہہ کام الٰہی خوشنودی کا باعث تھا (گنتی ۲۵-۷) اور الیاس نے وادی قیصون میں بعل کے نبیوں کو قتل کیا تھا (۱ سلاطین ۱۸-۴۰) اور اکثر نبیوں سے کچھہ کچھہ کام ہوتے ہیں لیکن چارسو برس سے کوئی نبی نہیں آیا اب جو تو یہاں آکے ایسے کام کرتا ہی تو (کیا نشان تو ہمیں دکھلاتا) جس سے تیرا خدا کیطرف سے ہونا ہم پر ثابت ہو۔ یہہ سوال تو اُنکا مناسب تھا تو بھی اُنہیں (ملاکی ۳-۱) پر غور کرنا واجب تھا کہ مسیح کا آنا وہاں ناگہاں طور پر لکھا ہی دوم یہہ کہ ہیکل کی عزت کے لئے اِن چیزوں کو احاطہ کے باہر رکھنا یہہ کوئی ایسی بڑی تبدیلی دین میں نہ تھی جس کے لئے وہ معجزہ مانگتے ہیں پر اُن کی عادت ہی کہ معجزے بہت مانگتے تھے (۱ قرنتی ۱-۲۲ متی ۱۲-۳۸ و ۱۶-۱)

۱۹ (۱۹) یسوع نے جواب دیکے اُنہیں کہا کہ اِس ہیکل کو ڈھا دو اور میں اُسے تین دن میں کھڑا کرونگا

مسیح نے اُنہیں یہہ نشان دیا کہ مجھے مار ڈالو میں تین دن کے بعد جی اُٹھونگا دیکھو (متی ۱۲-۳۸ لوقا ۱۱-۲۹) یہہ بہت اچھا اور شاندار نشان تھا کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا یہودیوں کو چاہئے تھا کہ جب مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا تو اُسپر ایمان لاتے مگر بہت لوگ بے ایمان رہے۔ یہاں لکھا ہی کہ میں کھڑا کرونگا یعنے اپنے بدن کو میں آپ اُٹھاؤنگا اِسلئے کہ وہ آپ خدا تھا۔ کہیں کہیں لکھا ہی کہ اُسے خدا نے اُٹھایا پس باپ کا فعل اور بیٹے کا فعل ایک ہی الوہیت کا کام ہی (ف) اُسوقت مسیح نے ایک پیشین گوئی بھی کی کہ یہودی اُسے مارینگے اور وہ خود تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا ڈھا دو یعنے ڈھا دوگے ایسے محاورے کلام میں بہت ہیں (ف) مسیح نے ہیکل کے بیرونی احاطہ سے وہ چیزیں نکالی تھیں یہہ دکھلا کے کہ کلیسیا کے احاطہ میں بھی دنیاوی چیزیں نہ آئیں اب فرماتا ہی کہ قدس الاقداس کی عمارت کو بھی ڈھا دو کہ ساری کلیسیا کے سامہنے سے پردہ ہٹ جائے اور کلیسیا میں داخل ہوکے لوگ خدا کو صاف دیکھیں۔ قدس الاقداس مسیح کے بدن کا خاص نمونہ تھا جس میں خدا سکونت کرتا ہی۔ پس اُسکا یہہ بیان نہایت گہرا تھا۔ اُسنے نہ صرف یہہ کہا کہ میں اپنے بدن کو اُٹھاؤنگا مگر یہہ فرماتا تھا کہ میں اپنے جی اُٹھنے کے وسیلہ سے کلیسیا کا نیا انتظام کرونگا۔ جب وہ مر کے جی اُٹھا تھا تو بڑی ضرورت پڑی تھی کہ ظاہری ہیکل برباد ہو جائے اور سب رسمی شریعتیں اُٹھہ جائیں کیونکہ سب رسوم کا عین ظاہر ہو گیا تھا اور روحانی ہیکل قایم ہو گئی تھی مسیح کا جی اُٹھنا ابدی روحانی ہیکل کی بنیاد کا پڑنا تھا اور

اب تک مسیح اِس ہیکل کو بنا رہا ہے نہ اینٹوں و پتھروں سے مگر آدمیوں کی روحوں سے اور یہہ وہی عالیشان ہیکل بن رہی ہے جسے آدمیوں کے گناہ نے ڈھا دیا تھا مسیح نے اُسے پھر کھڑا کیا ہے۔ تین برس بعد جب مسیح کا مقدمہ اُن کی سانیڈرم کے سامھنے آیا تھا تو یہودیوں نے یہی تہمت اُسپر لگائی تھی کہ اُسنے ایسا کہا ہے (متی ۲۶-۶۱) اُنہوں نے اُس کے الفاظ بھی بدل ڈالے تھے جس سے اُسکی مرادبھی بدل گئی تھی اُسنے کہا تھا کہ تم ڈھادو۔ اُنہوں نے بات بنائی کہ وہ کہتا ہے کہ میں ڈھاؤنگا

۲۰ (۲۰) یہودیوں نے کہا چالیس برس سے یہہ ہیکل بن رہی ہے اور تو اُسے تین دن میں کھڑا کریگا

(بن رہی ہے) اُسوقت بھی بن رہی تھی اور مرمت کا کام جاری تھا اور سنہ ۶۴ء تک بنتی رہی تھی بربادی سن ستر میں ہوئی ہے تب بربادی سے سات برس پہلے عمارت ختم ہوئی تھی (چالیس برس سے) یوسیفس لکھتا ہے کہ ہیرودیس بادشاہ نے سنہ جلوسی میں عمارت کا بنانا شروع کیا تھا اور ۱۸ ہزار آدمی کام کرتے تھے۔ اور ہیرودس نے ۳۷ برس سلطنت کی ہے اور خداوند مسیح کی پیدایش کے ایک سال بعد ہیرودس مرا ہے اور اُسوقت عمر مسیح کی ۳۰ برس کی تھی اِس حساب سے ۴۶ برس کے قریب ہوتے ہیں اُنہوں نے عام محاورہ پر چالیس برس بولدیا ہے (تو تین دن میں) تعجب کرتے ہیں کہ تو تین دن میں کھڑا کر سکتا ہے

۲۱ (۲۱) پر اُس نے اپنے بدن کی ہیکل کی بابت کہا تھا

(بدن کی ہیکل) اُسکا بدن خدا کی ہیکل تھا کیونکہ وہاں کلام ازلی جو خدا ہے سکونت پذیر تھا جسمیں ساری الوہیت کی بھرپوری تھی (کلسی ۲-۹) خدا کی ساری مرضی وجلال وہاں ظاہر تھا (متی ۱۱-۲۷) سلیمان کیوقت میں اُس جسمانی ہیکل میں رہا اور سب کو حکم دیا کہ وہاں عبادت کریں اب خدا مسیح میں ظاہر ہوا اور سب کو حکم ہے کہ اُسمیں ہوکے الٰہی عبادت کریں۔ ہم سب جو مسیحی ہیں ہم بھی خدا کی ہیکل ہیں (۱ قرنتی ۳-۱۶ و ۶-۱۹ و ۲ قرنتی ۶-۱۶) اور یہہ اِسلئے ہے کہ خدا کی روح ہم میں رہتی ہے اور ہم مسیح میں ہیں جو حقیقی ہیکل اللہ کی ہے۔ یہودیوں نے یہہ روحانی مطلب نہیں سمجھا بلکہ اُس کے دشمن ہوگئے گویا اُس نے اُنکی ہیکل کی تحقیر کی ہے

۲۲ (۲۲) اِسلئے جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تو اُسکے شاگردوں کو یاد آیا کہ اُس نے یہہ کہا تھا
اور وہ کتاب اور یسوع کے کلام پر ایمان لائے

اُسوقت شاگرد بھی اچھی طرح وہ مطلب نہ سمجھے تھے آخر کو یہہ بھید سمجھ میں آیا جب اُس نے اُن کے ذہن کھولے تھے (لوقا ۲۴-۴۵) اور جب روح القدس نازل ہوا تب نہایت صاف طور پر وہ سب بھیدوں کو سمجھے تھے خدا کا کلام اور اُس کے

کام اور جو جو اسرار اُن میں ہیں روح القدس سے سمجھ میں آتے ہیں۔ جو بیج بویا جاتا ہے کچھ عرصہ تک دبا پڑا رہتا ہے جب اُگتا ہے تب نظر آتا ہے وعظ جو سُنائے جاتے ہیں بے فائدہ نہیں ہیں (کتاب) یعنے پورانا عہدنامہ۔ ایمان لانے سے آدمی کے ہاتھ میں ایک چابی آجاتی ہے جس سے توریت اور نبیوں کی باتیں کھل جاتی ہیں (لوقا ۲۴-۲۶ زبور ۱۶-۱۰ یوحنا ۲۰-۹ واعمال ۱۵-۴) (ایمان لائے) یعنے ایمان میں ترقی ہوئی عہد عتیق کی باتیں جب مسیح میں پوری ہوئی نظر آتی ہیں تو اس سے ایمان مضبوط ہو جاتا ہے

۲۳ (۲۳) اور جب کہ وہ یروشلم کے بیچ عید فسح میں تھا تو بہتیرے اُن معجزوں کو جو اُسنے دکھائے دیکھ کے اُس کے نام پر ایمان لائے

(معجزے) جب یہودیوں نے اُس سے معجزہ مانگا تھا تو اُسنے اپنے جی اُٹھنے کے معجزے پر اشارہ کر دیا تھا لیکن یہاں فوراً لکھا ہے کہ اور کچھ معجزے بھی دکھلائے اُنکا ذکر نہیں ہے کہ کیا کیا تھے چنانچہ یہی یوحنا کہتا ہے کہ اور بھی بہت معجزے تھے (۲۰-۳۰ و ۲۱-۲۵) اور نیقودیمس بھی کہتا ہے کہ مسیح سے معجزے ہوئے (۳-۲) (بہتیرے ایمان لائے) یعنے سب یہودی اُس کی نسبت شک میں نہیں رہے اُن میں سے بہت یہودی اُسکے منجانب اللہ ہونے کے قایل ہو گئے (اُس کے نام پر) یعنے اُسپر خدا کو پکارنا یا خدا کے نام کو پکارنا ایک ہی بات ہے۔ الہٰی ایمان اور انسانی ایمان میں فرق ہے الہٰی ایمان خدا کی بخشش ہے اور خدا کی گواہی سے قبول کیا جاتا ہے اور یہی حقیقی ایمان ہے انسانی ایمان آدمی کی گواہی سے اور عقلی قبولیت سے ہوتا ہے شیطان بھی ایمان لاتا اور کانپتا ہے سیمون کا بھی ایک ایمان تھا (اعمال ۸-۱۳) پس ہر ایمان سے راستبازی اور معافی نہیں ہے یہہ لوگ معجزے دیکھکر قایل ہوئے کہ وہ خدا سے ہے مگر اُس کی اطاعت کی کچھ پرواہ نہیں کی

۲۴ (۲۴) لیکن یسوع نے اپنے تئیں اُنپر نہ چھوڑا اِس لئے کہ وہ سب کو جانتا تھا

(جانتا تھا) یعنے سب کے دلوں کی کیفیت سے واقف تھا۔ ہم سب آپ کو اسقدر نہیں پہچانتے جسقدر مسیح ہمیں پہچانتا ہے مسیح ہمارے شروع سے انجام تک ساری حالت کو دیکھتا ہے ہم درختوں کو میوے سے پہچانتے ہیں مسیح درختوں کو جڑوں سے پہچانتا ہے (اُنپر نہ چھوڑا) مسیح نے اِن ظاہری ایمانداروں کو اپنی گود میں نہیں لیا

۲۵ (۲۵) اور محتاج نہ تھا کہ کوئی انسان کے حق میں گواہی دے کیونکہ وہ آپ جو کچھ کہ انسان میں تھا جانتا تھا

نہ صرف اُنکے اعمال و مزاج سے آدمیوں کو پہچانتا تھا جیسے ہم پہچانتے ہیں مگر وہ دلوں کو پہچانتا تھا اور یہہ خدا کی صفت ہے

اسلاطین ۸-۳۹ زبور ۳۳-۱۵) وہ انسان ہوکے آخری گھڑی سے ناواقف تھا لیکن خدا ہوکے سب کچھہ جانتا تھا (جو کچھہ انسان میں تھا) یعنے تمام بنی آدم میں جو کچھہ ہو اُسے معلوم تھا جیسے کہ سب مخلوقات کو وہ پہچانتا ہو - اگرچہ ہم آدمیوں کو بالکل نہیں پہچانتے تو بھی ہمیں لازم ہو کہ غیروں کے ساتھہ ذرا ہوشیاری سے رہیں اور احتیاط سے سلوک کریں اگرچہ بعض ظاہراً مہربان ہوں لیکن ظاہر پر بھروسا کرنا مناسب نہیں ہو جب تک پوری تسلی نہو کہ وہ کیسے ہیں پس اپنا دل ہر کسی کے سامھنے نہ کھولو دوستی سب سے کرو مگر بھروسہ جلدی نہ چاہئے ہم لوگ اکثر لوگوں سے دھوکے کھاتے ہیں مسیح نے کبھی کسی سے دھوکھا نہیں کھایا جب یہوداہ اسکریوطی کو بُلایا اُسوقت بھی اُسکی ساری کیفیت سے واقف تھا جیسے پطرس سے بھی واقف تھا (ف) آدمی میں کیا ہو دو چیزیں پیدایش کے وقت سے اُس میں موجود ہیں گناہ اور انسانیت لیکن مسیح میں انسانیت اور الوہیت تھی

تیسرا باب

(۱) فریسیوں میں سے ایک شخص نقودیمس نام یہودیوں کا ایک سردار تھا

اب نقودیمس آتا ہو اور مسیح اُسکے سامھنے نئی پیدایش کا ذکر کرتا ہو (ف) مسیح کا پہلا معجزہ پانی کی تبدیل ماہیت کا تھا اور پہلا کام ہیکل کی پاکیزگی کا تھا اب پہلی تعلیم نئی پیدایش کے بارہ میں ہو تب ناظرین معلوم کرسکتے ہیں کہ اُسکی تشریف آوری کا منشا کیا ہو (فریسیوں میں سے) یونانی میں اِس جگہ ایک چھوٹا سا اور لفظ ہو جسکا ذکر ترجموں میں نہیں ہوتا ہو اُسکے معنی ہیں اب یعنے اب فریسیوں میں سے الخ یہہ لفظ آیت سابق سے اِس آیت کو پیوند کرتا ہو کہ اُن باتوں کے بعد اب یوں ہوا اور (۲-۵۰) سے ظاہر ہو کہ اُسیوقت یروسلم میں یہہ ملاقات نقودیمس سے ہوئی تھی (فریسیوں میں سے) یہہ آدمی معزز فرقہ کا اور نیک چلن کا تھا (یہودیوں کا سردار (یعنے شریعت کا معلم اور سانیڈرم کا ایک ممبر تھا مسیح نے اُسے اِسرائیل کا اُستاد بتلایا ہو (آیت ۱۰) ایسے شخص کا دل بھی اپنی حالت اندرونی میں مطمئن نہ تھا جیسے کہ اور لوگ بھی ایسے ہیں عقلمند کا دل ہمیشہ بے چین رہتا ہو جب تک گناہونکی معافی اور خدا کے ساتھہ رفاقت حاصل نہو جائے اور یہہ بات عبادات اور نیک معاملات اور تمام ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوسکتی ہو اِسلئے دلی تقاضا جاتا نہیں رہتا مسیح سے یہہ ہوتا ہو - یہہ شخص سب کے سامھنے باقدر اور باشان تھا لیکن اسکا دل سچائی کا اور ترقی کا طالب تھا وہ رات کو آیا لوگوں سے پوشیدہ ہوکے اِسلئے کہ وہ سب مسیح کے مخالف ہوگئے تھے

(۲) اُس نے رات کو یسوع پاس آکر کہا ای ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا ہی کیونکہ کوئی یہہ معجزے جو تو دکھاتا ہی جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہ ہو دکھا نہیں سکتا

یوحنا خود اُسوقت حاضر تھا سب باتیں سُنکے لکھی ہیں (رات کو آیا) شاید فرصت کا وقت پا کے مگر اغلب ہی کہ خوف یہود سے رات کو آیا تھا مسیح نے اُسے نرمی سے قبول کیا اور دوستی سے سکھلایا آخر کو وہ بڑا بہادر سپاہی نکلا (۷-۵۰ و ۱۹-۳۹) یہاں سے سیکھنا چاہئے کہ اہل تلاش کے ساتھہ محبت اور حلم ہر حال میں درکار ہی (ف ۱) وہ جو مطلق نہیں آتے ہیں اُنسے بہتر وہ ہیں جو بزدلی کے ساتھہ رات کو آتے ہیں چھوٹی باتوں کے دن کی تحقیر نہ کرنا چاہئے (زکریا ۴-۱۰) نہ جاننا چاہئے کہ وہ جو بزدل ہی اُسکے دل میں مطلق فضل نہیں ہی (متی ۱۲-۲۰) (ف ۲) یہہ بات نہیں ہی کہ جو لوگ سب سے اچھی طرح دلیری سے اِس کام کا شروع کرتے ہیں وہی آخر تک قایم رہتے ہیں دیکھو یہوداہ اسکریوطی کو جس نے دلیری سے اِسکام کا شروع کیا اور رسول ہوا آخر مسیح کو پکڑوایا اور جہنمی ہوکے مرا اور اِس نیقودیمس کو بھی دیکھو جو بزدلی کے ساتھہ اِس کام کا شروع کرتا ہی اور آخر کو عین دشمنی کی آگ بھڑکتے وقت سب کے سامھنے باہر نکلا کہ مسیح کو دفن کرے اور ظاہر کرے کہ جسے سانہڈرم نے فتویٰ دیکر مارا میں اُسکا دوست ہوں اور شاگرد بھی اور اُسے بڑی عزت سے دفن کرتا ہوں

(ای ربی) یہہ لفظ بڑے ادب کا ہی دین کے معلموں اور پرہیزگار اُستادوں کی نسبت بولا جاتا ہی جیسے ہمارے ملک میں مولوی صاحب اور پنڈت جی صاحب کہا جاتا ہی (ف ۱) بہت یہودیوں نے یہہ عام لفظ بھی مسیح کی نسبت بولنا نہ چاہا بلکہ اُسے سامری یا دغاباز یا دیوانہ کہا تو بھی ہمارا یہہ لفظ ایک معزز عام یہودی کے مُنہہ سے مسیح کی نسبت سُنتے ہیں بعضوں نے اچھی طرح سمجھکے یہہ لقب اُسے دیا ہی پر مخالفوں نے عمداً اُسکی تحقیر بلا وجہہ کی ہی

(ہم جانتے ہیں) یعنے نہ صرف میں مگر اور لوگ بھی فریسیوں میں میری مانند ہیں جن کے یقین تیری نسبت ایسے ہیں

(کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا ہی) یعنے تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا تو ہی مگر ایک آدمی ہی جسے خدا نے معلم بنا کے بھیجا ہی۔ اِسیطرح ایک جوان حاکم نے بھی کہا تھا (متی ۱۹-۱۶) (ف ۱) اِس آدمی میں کچھہ ایمان تو تھا مگر پورا ایمان یہہ نہ تھا اُسنے مسیح کو ابھی اچھی طرح نہیں پہچانا تھا پر جسقدر پہچانا تھا اُسقدر اُسکا ایمان سچا اور حقیقی تھا اب تک نئی پیدایش نہیں پائی تھی الہٰی بادشاہی کا ایک عضو بھی نہیں بنگیا تھا (ف ۲) اکثر لوگ جب مسیح کو دور دور سے دیکھتے ہیں اُنہیں کچھہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہی پر جب نور کے اندر آجاتے ہیں اور روشنی پاتے ہیں تب اُسے پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ ہی سب ایماندار پہلے تاریکی تھے اب نور ہو گئے ہیں (افسی ۵-۸)

(کیونکہ یہہ معجزے الخ) اب وہ دلیل سُناتا ہی جس سے مسیح کے منجانب اللہ ہونے کا یقین اُنہیں پیدا ہوا ہی اور وہ معجزے ہیں جو مسیح سے ہوئے ہیں (ف ۱) معجزہ نبی کا سچا نشان ہی مگر معجزے کے ساتھہ یہہ شرط ہی کہ تعلیم بھی درست ہو تا کہ ہم غیر معبودوں کی طرف

نہ کھینچے جاویں (استثنا ۱۳-۱) پس مطلق معجزہ بدون اچھی تعلیم کے نشان نبوت نہیں ہی بلکہ نبی کاذب کا نشان ہی لیکن یہہ فریسی عالم کہتا ہی کہ میں اور اور بہت لوگ تجھے نبی صادق جانتے ہیں تیرے معجزوں کے سبب سے پس معلوم ہوا کہ اُسکے معجزوں کے ساتھہ اُس کی تعلیم کو بھی آزما لیا تھا اور غیر معبودوں کی طرف بُلانیوالا اُسے نہیں پایا تھا اُس کی تعلیم کے بھی قایل ہوئے تھے کہ اچھی ہی تب ہی تو اُسکے معجزوں کو نشان نبوت قرار دیتے ہیں (ف) بُرے لوگوں کو خدا تعالی معجزوں کی طاقت نہیں دیتا ہی ورنہ اہل تلاش جھوٹھہ پر اُبھارے جاینگے ہاں اگر بُرے لوگوں سے کچھہ طاقت ظاہر بھی ہوتی ہی تو اُسکا بطلان بھی خدا تعالی کھولدیتا ہی کیونکہ نیکی کی طاقت بدی کی طاقت سے زور آور ہی جس سے مصری جادوگر موسیٰ سے مغلوب ہو گئے تھے لکھا ہی کہ دجال بھی جھوٹھے معجزے دکھلاویگا (۲ تسلونیقی ۲-۹) لیکن خدا کے کلام کی مخالفت سے ظاہر ہوگا کہ وہ دجال کاذب ہی (ف) مسیح کے معجزے اُس کی عمدہ تعلیم کے ساتھہ ہیں جو قدرت الٰہی سے ہیں ایسے معجزے مسیح کی نبوت کی دلیلیں ہیں اور اُنہیں قبول نہ کرنا گناہ ہی (۳-۱۸ و ۱۹ و ۵-۳۶ و ۱۰-۲۵ و ۱۵-۲۴) پر غور کرو (ف) محمد صاحب کا کوئی معجزہ قرآن میں مذکور نہیں ہی بلکہ قرآن میں لکھا ہی کہ محمد صاحب بغیر معجزہ کے نبی ہیں لیکن حدیثوں میں ہزاروں معجزے لکھے ہیں جو اعتبار کے لایق نہیں ہیں اور بالفرض اگر وہ حدیثوں کے معجزے کچھہ درست بھی ہوں تو اُنکے ساتھہ حضرت کی تعلیم اچھی نہیں ہی جسکے بغیر معجزہ معجزہ ہی نہیں ہی چنانچہ تعلیم محمدی میں حضرت کی تعلیم کی کیفیت ظاہر کی پس اِن باتوں پر بھی ناظرین کو فکر چاہئے

۳ (۳) یسوع نے جواب دیکر اُس سے کہا میں تجھہ سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی سرِ نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھہ نہیں سکتا

(اُس سے کہا) یعنے اُسے تعلیم دینا شروع کیا اگرچہ آج کے دن میں مسیح نے وہاں بہت معجزے دکھلائے تھے اور تعلیم بھی بہت سی دی تھی اور اب رات کا وقت آرام کا آ گیا تھا تو بھی مسیح نے پھر تعلیم دینا شروع کیا اور فوراً اُس سے بولنے لگا اُسنے موقع کو برباد نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسی ملاقات اور ایسی باتوں سے بڑا نیک نتیجہ نکلتا ہی

یہاں مسیح نے شریعت کی رہنمائی اور شناخت کا کچھہ ذکر نہیں کیا نہ اُس شخص کے درجہ پر توجہ کی اور نہ اُسکے ناکامل اقرار کی نسبت کچھہ کہا مگر جلدی سے اُس بڑے اصول کی طرف متوجہ ہوا جس کی نہایت ضرورت ہی کہ لوگ خدا کی روح سے نئی پیدایش حاصل کریں (ف) لوتھر صاحب کہتے ہیں کہ میری نصیحت نہ کچھہ کام کرنے کی نصیحت ہی نہ کچھہ کام چھوڑنے کی مگر مطلق انسان کی تبدیلی کی نصیحت ہی یہاں نہ نئے کاموں کا بیان ہی مگر نئے انسان کا بیان ہی نہ نئی رفتار کا ذکر ہی مگر نئی پیدایش مطلوب ہی ہر رفتار و گفتار کا شروع ہوتا ہی پیدایش سے اور نئی رفتار و گفتار کا شروع ہوتا ہی نئی پیدایش سے جس سے لوگ مسیح کی بادشاہی میں دخل پاتے ہیں

نیقودیمس نے کہا تھا کہ ہم جانتے ہیں تو خدا کی طرف سے ہے یعنے اوپر سے ہے مسیح فرماتا ہے کہ تم سب کو اوپر سے ہونا چاہئے نیا تولد پاکے (سچ سچ) اس لفظ کے بعد ہمیشہ کوئی بڑا بھید مسیح بیان کیا کرتا ہے عیسائیوں کو چاہئے کہ جو مضمون اس لفظ کے بعد آیا کرتے ہیں اُنپر بہت فکر کیا کریں اور اُنکو چُن چُن کے دل میں پی جایا کریں تاکہ نور سے بھر جاویں

(سرِ نو) جس لفظ کا یہہ ترجمہ ہے اُسکے دو معنی ہیں ایک سرِ نو دوسرا اوپر سے آیت ۳۱ میں یہی لفظ ہے جسکا ترجمہ اوپر سے ہوا ہے دیکھو یعقوب ۱-۱۷ و ۳-۱۵ و ۱۷ و گلاتی ۴-۹) سچ کا یہہ مطلب ہے کہ وہ جو نیا ہے اوپر سے ہے (ف) نیقودیمس نے مسیح کو صرف ایک معلم بتلایا تھا جو صرف تعلیم دینے کی قدرت رکھتے ہیں مسیح فرماتا ہے کہ لوگ نئی پیدایش کی حاجت رکھتے ہیں نہ صرف تعلیم کی معلموں سے تو اُنہوں نے بہت کچھہ سُنا ہے مگر دل نہیں بدلے ہیں اب میں صرف معلم ہی ہوکے نہیں آیا ہوں مگر مقلب القلوب ہوں نئی زندگی دینے کو آیا ہوں (ف) سچی دینداری آدمی کے اندر اس سے شروع ہوتی ہے کہ پُرانی چیزیں مرجاویں اور نئی پیدا ہوں اور وہ پُرانا دل ہی نہ رہے پر یہہ صرف مسیح یسوع سے ہوتا ہے (۱-۱۲ و ۱۳) (ف) نیقودیمس نے معجزوں کا ذکر کیا کہ تو معجزے کرتا ہے اور اس سے خدا کا ہاتھہ تیرے ساتھہ معلوم ہوتا ہے پس مسیح اشارۃً کہتا ہے کہ سب سے بڑا معجزہ ابھی باقی ہے جو ہر ایماندار میں کرونگا کہ اُسکا نیا جنم خدا کے گھر میں ہوجائیگا معجزے جو دیکھتے ہو یہہ خدا کی بادشاہی کے سچے نشان ہیں پر آدمیوں کو سرِ نو پیدا ہونا چاہئے تاکہ الٰہی بادشاہی میں داخل ہوجاویں یہہ قدرت جس سے معجزے ہوتے ہیں اب کچھہ عرصہ کے بعد تمہارے دلوں میں اثر کریگی اور بڑا تصرف ظاہر ہوگا

(سرِ نو پیدا ہو) نئی پیدایش سے مراد نئی سرشت جس سے زندگی کے طور نئے ہوجاتے ہیں نیا مزہ آتا ہے نئی خواہشیں دل میں پیدا ہوتی ہیں نئی بھوکھہ نئی پیاس نئی راے نئی امتیاز نئی آزادی نئی خوف نئی امیدیں روح میں آجاتی ہیں (ف) جب چھوٹا بچہ پیدا ہوتا ہے تو بالغ کے سارے حصے اُسمیں موجود ہوتے ہیں کمزوری کی حالت میں چاہئے کہ اُنکی غذا میں خبرداری ہو کہ وقت پر مناسب غذا پہنچے اور آفات سے بھی بچانا چاہئے تاکہ وہ بڑھیں اور انسانیت کے سارے حصے کامل طور پر اپنا اپنا خاص کام کرنے لگیں پر جب تک وہ بچے حالت طفولیت میں ہیں رفتہ رفتہ بڑھتے ہیں تاکہ بلوغت تک پہنچیں۔ وہ لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں جب بچوں میں بالغوں کے کام تلاش کرتے ہیں اور جب نہیں پاتے تو کہتے ہیں افسوس عیسائی کہاں ہیں کلیسا میں بالغ عیسائی بھی بہت ہیں پر بچے کثرت سے ہیں اور بچوں میں سے بالغ ہوتے ہیں مسیحیوں کو چاہئے کہ ایسے افسوس کے عوض بچوں کی پرورش کا بہت فکر کریں۔ بچوں کے پیدا ہونے سے پہلے خداتعالیٰ اُنکے لئے شیر موجود کر رکھتا ہے کہ وے پیدا ہوکے شیر نوش کریں اور طاقت پاویں اسی طرح کلام خدا کا سب نو پیدا بچوں کے لئے موجود ہے (ف) جب گنہگار آدمی نئی پیدایش پاتا ہے تو ساری خوبیوں کی جڑ اُس میں قایم ہوجاتی ہے اگرچہ وہ خوبیاں بتدریج ظاہر ہونگی پر اُسنے جو پیدا ہوا ہے بڑی نعمت پائی ہے

اگر کسی نے سرے سے نئی پیدایش ہی نہیں پائی تو اُسکے حق میں لکھا ہر کہ (وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا) دیکھنے سے مراد ہی اُسمیں داخل ہونا اور اُسے اپنے تصرف میں لانا ورسے تو کچھ دیکھ سکتا ہی چنانچہ نیقودیمس نے بھی کچھ دیکھا ہر کہ مسیح کے ساتھ خدا ہی مگر اب تک اُسمیں داخل نہیں ہوا (ف) یہودی سمجھتے تھے کہ ہم آسمان کی بادشاہی کے وارث ہیں کیونکہ ابراہیم کی نسل ہیں پر مسیح فرماتا ہی کہ وارث اِس بادشاہی کے صرف وہ ہیں جو نئی پیدایش سے الہٰی نسل ہیں نہ ابراہیم کی جسمانی نسل (۱-۱۲ و ۱۳) (ف) یہہ کافی نہیں ہی کہ آدمی صرف شریعت کی باتوں کو حفظ کرے اور نہ یہہ بس ہی کہ اُسکے اعمال میں تبدیل ہو جائے مگر اندرونی تبدیل ساری باتوں میں ضرور ہی (ف) یہہ لوگ جو بزرگوں کی اولاد ہیں تولدی استحقاق پر بہت بھروسہ رکھتے ہیں اور اُن میں وہ جو ذرا عقلمند ہیں اعمال پر تکیہ کرتے ہیں اور اُنسے بھی زیادہ بڑھے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ خدا اپنے فضل سے موت کے بعد ہمیں بہشت میں داخل کریگا مسیح فرماتا ہی کہ نہ ظاہری تولد کا استحقاق نہ اعمال کا استحقاق اور نہ موت کے بعد فضل کی امید مگر اسی زندگی میں چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں نیا جنم بخشے تاکہ جیسے جسمانی استحقاق سے والدین کی جسمانی چیزوں کے لوگ وارث ہوتے ہیں ویسے ہی روحانی چیزوں کے استحقاق سے روحانی نعمتوں کی وراثت اللہ سے پاویں (ف) دیکھو لوگ کیا کہتے ہیں کہ پہلے روحانی بینائی چاہئے تاکہ خدا کے دین کو قبول کریں مگر مسیح فرماتا ہی کہ پہلی پیدایش نئی چاہئے تاکہ بینائی آوے یہی سبب ہی کہ بہتوں میں ایمان نہیں آتا ہی کیونکہ دیکھ نہیں سکتے اِسلئے کہ آنکھیں نہیں ہیں اور سن نہیں سکتے اِسلئے کہ کان نہیں ہیں چکھ نہیں سکتے اِس لئے کہ زبان نہیں ہی پہلے خدا زندگی دے کہ سب کچھ کر سکیں (ف) نیقودیمس تو بڑا بزرگ معلّم دین کا تھا تو بھی اُسنے ابتک خدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھا تھا اور نہ آسمان کے بادشاہ کو پہچانا تھا اُسے ایک نبی اور ربّی بتلاتا تھا پر نتھانیل جس نے فوراً نئی پیدایش پائی تھی (۱-۴۹) اُس نے بادشاہی کو پہچان لیا اور مسیح کو اسرائیل کا بادشاہ اور خدا کا بیٹا بتلایا

(۴) نیقودیمس نے اُس سے کہا کہ آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہی کیا اُس میں یہہ طاقت ہی کہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں درآئے اور پیدا ہو

(بوڑھا ہوا) گمان غالب ہی کہ نیقودیمس خود اُسوقت بوڑھا تھا اُسنے اپنی حالت کی طرف دیکھکر یہہ کہا ہی ورنہ بوڑھے کے ذکر سے کیا فائدہ ہی بچے و جوان بھی یہہ نہیں کر سکتے کہ والدہ کے شکم میں جا کے پھر پیدا ہوں یہہ تو انہونت بات ہی کیونکر پیدا ہو سکتا ہی، دیکھو جسمانی آدمی خدا کی باتوں کو صرف اپنی عقل سے نہیں سمجھ سکتا (۱ قرنتی ۲-۱۴) دنیاوی عالم جب انجیل کی باتیں نہیں سمجھ سکتے تو یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہی اِسلئے کہ انجیل کی باتیں جن اصولوں پر مبنی ہیں وہ اصول اُنہوں نے ابتک نہیں سمجھے ہیں اور وے اصول خدا ہی ظاہر کرتا ہی تب معلوم ہوتے ہیں نا کھوؔدیموں پر خدا ہی نے ظاہر کئے ہیں پر یہہ دنیاوی اُسطقسات کے لوگ آسمانی اصول

کی باتوں کو اپنی دنیاوی باتوں میں ملا کے حیران ہوتے ہیں اور جھگڑا بھی کرتے ہیں اور غرور سے کہتے ہیں کہ کیا ہم غبی ہیں ضرور وے دنیاوی باتوں میں غبی نہیں ہیں بلکہ ذہین ہیں لیکن جیسے خالق مخلوقات سے بلند و بالا ہے ویسے ہی اُسکے خیال دنیاوی خیالات سے بلند و بالا ہیں (کیونکر پیدا ہو سکتا ہے) یہہ سوال اس شخص کا بطور جھگڑے کے نہ تھا مگر وہ حقیقت حال دریافت کرنا چاہتا تھا کہ اس بات کو جو مسیح نے کہی تھی سمجھ لے (ف) فریسی جو دین کی بڑی باتوں سے ناواقف تھے اور یہہ مولوی اور پنڈت لوگ جو اکثر حقیقی اسرار سے ناواقف رہتے ہیں اسکا ایک سبب یہہ بھی ہے کہ وے اپنا وقت اور اپنا خیال اکثر اُن باریک باتوں میں خرچ کرتے ہیں جنکا حاصل حیرانی ہے اور جنکا معلوم کرنا قدرت انسانی کے احاطہ سے باہر ہے اگر کوئی پوچھے کہ آدم کسطرح مٹی سے اور خدا کی سانس سے پیدا ہو گیا تو اسکا کیا جواب ہے (ف) نیقودیمس صرف پہلی پیدایش سے واقف تھا جو شکم مادری سے ہوتی ہے اور انتقال تک رہتی ہے مگر دوسری پیدایش کو جانتا بھی نہیں تھا جس میں آدمی ابد تک رہتا ہے

۵ (۵) یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر آدمی پانی اور روح سے پیدا نہو تو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل ہو نہیں سکتا

(سچ سچ) اب ایک سرِ عظیم بیان ہوتا ہے (پانی اور روح سے) وہ بتلاتا ہے کہ والدہ کے شکم میں دوبارہ درآ کے پیدا ہونے کا میرا مطلب نہیں ہے میں روحانی پیدایش کا ذکر کرتا ہوں جس سے نئی زندگی آتی ہے (ف) آیت ۳ میں مسیح نے روحانی پیدایش اور جسمانی پیدایش کا مقابلہ کر کے کہا تھا کہ پہلی پیدایش جسمانی کافی نہیں ہے روحانی پیدایش مطلوب ہے یہاں فرماتا ہے کہ روحانی پیدایش کس چیز سے ہوتی ہے یعنے پانی و روح سے (ف) انسان کی جسمانی پیدایش کے ظاہری اسباب کچھہ تو ظاہر ہیں یعنی والدین کا اجتماع اور استقرار نطفہ اور تولد مگر بڑا سبب اور بڑا تصرف جو محض الٰہی قدرت اور حکمت ہے پوشیدہ ہے اسیطرح روحانی تولد کے کچھہ اسباب تو ظاہر ہیں یعنے یہہ کہ خدا کے کلام کا تخم آدمی کے دل میں ڈالا جاوے اور دل میں استعداد بھی ہو جہاں وہ بیج ٹھہرے اور جڑ پکڑے تو بھی بڑا سبب جو قدرت الٰہی کا تصرف ہے پوشیدہ ہے جس سے آدمی کی روح میں زندگی آجاتی ہے اور اُس میں نیا آدمی جی اُٹھتا ہے تو بھی مسیح نے بہت کچھہ بتلایا کہ یہہ معاملہ پانی اور روح سے ہوتا ہے اور جیسے جسمانی بچے والدین کی زندگی میں سے حصہ پاتے ہیں ایسے ہی یہہ روحانی بچے اپنے آسمانی باپ خدا کی زندگی میں سے حصہ پاتے ہیں (ف) نئی پیدایش خدا کا فعل ہے جو انسان کی روح میں ہوتا ہے جس سے اوپر والی زندگی جو اللہ میں ہے اِس آدمی میں آجاتی ہے اور اسکا ایک خاص رشتہ اللہ سے ہو جاتا ہے۔ پر یہہ ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہہ کام کس طرح پر ہوتا ہے پر جب اس کام کے نتایج ظاہر ہو جاتے ہیں تو یقین ہوتا ہے کہ اس کی نئی پیدایش ہوگی جسطرح جسمانی بچوں کی حرکات اور سکنات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جیتے ہیں پر یہہ ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ اُن میں زندگی کس طرح سے آئی ہے

(ف ۲) مسیح فرماتا ہی کہ یہہ معاملہ پانی اور روح سے ہوتا ہی یہہ بیان ہو اسبات کا کہ نئی پیدایش انسان کی کامل باپتسمہ سے ہوجاتی ہو اور چونکہ باپتسمہ کے دو جز ہیں ایک تو پانی جو ظاہری نشان ہو دوسرا باطنی فضل جسکو روح اور آگ کا باپتسما کہتے ہیں جو مسیح خود دیتا ہو۔ یوحنا نے کہا تھا کہ میں تو پانی سے توبہ کا باپتسما دیتا ہوں پر مسیح روح اور آگ کا باپتسمہ دیتا ہو (۱-۲۶ و ۳۳) اس کے سوا (۳-۲۲ و ۴-۱ و ۲) میں مسیح اور اُسکے شاگردوں سے پانی کے باپتسما کا بھی ذکر ہو حاصل کلام آنکہ چاہیے کہ لوگ مسیح کے نام پر باپتسما پاویں خادم دین تو پانی کا باپتسما دے اور مسیح اپنے روح میں سے اُسے روح القدس دے تب اُس آدمی کا نیا جنم ہوجاتا ہی اور نئی زندگی آجاتی ہو

پانی باپتسما کا ایک ظاہری نشان ہو اور ظاہری حصہ بھی ہو جس سے نئی پیدایش پر ظاہری مُہر ہوتی ہو اور یہہ پانی روح القدس کے فضل کی طرف اشارہ کرتا ہو جس سے دل پاک ہوتا ہو (یسعیا ۴۴-۳) میں پیاسی زمین پر پانی اُنڈیلونگا اور خشک زمین پر نالے بہاؤنگا میں اپنی روح تیری نسل پر اور اپنی برکت تیری اولاد پر نازل کرونگا اور تم پاک صاف ہوگے اور میں تمکو تمہاری ساری گندگی سے اور تمہارے بتوں سے پاک کرونگا اور میں تمکو ایک نیا دل بخشونگا اور ایک نئی روح تمہارے اندرون میں ڈالونگا اور تمہارے گوشت میں سے سنگین دل کو نکال ڈالونگا اور گوشتین دل تمہیں عنایت کرونگا اور میں اپنی روح تم میں ڈالونگا

دیکھو ایسی پیشگوئیاں اسی نئی پیدایش کی بابت اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں ملتی ہیں کہ خدا ایک وقت میں ایسا ایسا کریگا اب مسیح آیا اور ایسا ہی کرتا ہو اور انجیل کا یہی مطلب ہو کہ لوگ روح القدس اور آگ کا باپتسمہ معہ پانی کے باپتسمہ کے پاویں اور اُنمیں تبدیلی و بحالی ہوجاوے (ف) شریعت ناپاک اور گنہگار آدمیوں کو آسمان سے اور آسمانی جماعت سے جو کلیسیا ہو صاف حکم دیکے خارج کرتی ہو مگر انجیل تمام ناپاک اور گنہگار لوگوں کو روح القدس اور پانی سے پاک کرکے آسمان میں داخل کرتی ہو (ف) اکیلا پانی اس باطنی صفائی کے لئے نہ شریعت میں کافی تھا اور نہ انجیل میں کافی ہو یہہ روح القدس سے ہوتا ہو پر اُسکا ظاہری نشان پانی ہو (مرقس ۱۶-۱۶) جو کوئی ایمان لاتا اور باپتسما پاتا ہو نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا۔ یہہ نہیں لکھا کہ جو کوئی پانی کا باپتسما نہیں پاتا ہلاک ہوجائیگا پر جو کوئی ایمان نہیں لاتا خدا کے حکم کی حقارت کرتا ہو اور قصداً نافرمانی کرتا ہو اُسپر فتویٰ ہو (ف) پانی کا باپتسما اکثر ضرور ہو لیکن روح کا باپتسما مطلقاً ضرور ہو پانی کا باپتسما ایسا ہو جیسا ایمان کا زبانی اقرار اور روح کا باپتسما ایسا ہو جیسا تصدیق قلب (ف) پانی کے باپتسمہ کو نیقودیمس خوب سمجھتا تھا لیکن روح کے باپتسمہ کو اور نئی پیدایش کو نہ جانتا تھا حالانکہ یشعیا و حزقیل وغیرہ نبیوں کی کتابوں میں اسکی بابت پیشگوئی موجود تھی۔ پس خدا کے کلام کو علما ظاہر جیسا چاہیے نہیں سمجھ سکتے ہیں کیونکہ خدا کا کلام خدا کی روح سے سمجھا جاتا ہو (ف ۵) مسیح فرماتا ہو کہ نئی پیدایش ضروری ہو جو خدا کی روح سے ہوتی ہو اور سچائی سے باپتسما پانیوالے حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہہ پیدایش آسمان سے آتی ہو تو بھی زمین پر واقع ہوتی ہو یہہ نئی پیدایش بعد موت کے آسمان پر جا کے کوئی نہیں پاتا ہو (داخل نہیں ہوسکتا) جب تک کہ اسی دنیا میں یہہ پیدایش پاکے انتقال نہ کرے۔ دیکھو کیسے

دھوکے میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے نئی پیدایش نہیں پائی اور اس امید میں ہیں کہ موت کے بعد ہم تبدیل ہو کے فرشتوں کی مانند خدا کی بادشاہی میں ہونگے یہاں لکھا ہی کہ جب تک اسی زندگی میں اور اسی دنیا میں نیا جنم نہو جاوے تب تک ہرگز وہاں کسی کو دخل نہیں ہی پس جسکا نیا جنم نہیں ہوا وہ ضرور ہلاک ہوگا (ف۸) دو باتیں یاد رکھنا چاہئے اول آنکہ سارے آدمیوں کو نئی پیدایش کی اسی جہان میں ضرورت ہی جس نے نہ پائی یقیناً وہ ہلاک ہوا دویم آنکہ خدا کا شکر ہو کہ مسیح یسوع یہہ نئی پیدایش آدمیوں کو دیتا ہی جو اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس سے مانگتے ہیں اُس نے لاکھوں کروڑوں کو یہہ پیدایش دی ہی اور ہم نے اُس سے یہہ نعمت پائی ہی اور ہم نہال ہیں (ف۹) حکیم سقراط کہتا ہی کہ میری والدہ دائی جنائی کا پیشہ کیا کرتی تھی اُس نے بچوں کی پیدایش کے کام میں اپنا وقت صرف کیا ہی مجھے بھی ضرور ہی کہ عقلی باتوں کی پیدایش کا ذکر کروں کہ لوگوں کے ذہنوں میں خیالات عقلی پیدا ہوں مسیحی لوگ اُس روحانی پیدایش کا ذکر کرتے ہیں جو عقلی اور جسمانی پیدایش سے بہت ہی بلند و بالا ہی اور خدا سے ہوتی ہی جو ہم نے مسیح سے پائی ہی

۶ (۶) جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہی اور جو روح سے پیدا ہوا ہی روح ہی

(جسم سے) مراد جسم سے یہاں انسان ہی یعنے جو انسان سے پیدا ہوا وہ انسان ہی پیدایش ۶-۱۲) میں جس لفظ کا ترجمہ بشر ہی وہی لفظ یہاں جسم ہی۔ ناکارہ سرشت سے ناکارہ آدمی پیدا ہوتے ہیں (رومی ۸-۴ سے ۹)
ماں کے پیٹ میں کوئی دوبارہ جا نہیں سکتا یہہ سچ ہی پر اگر جا بھی سکے اور دوبارہ پیدا ہو تو کیا ہوتا ہی جسم سے جسم پیدا ہوتا ہی دنیاوی پیدایش سے روحانی پیدایش نہیں ہوتی ہی جنس سے جنس نکلتی ہی آدمی سے آدمی پیدا ہوتے ہیں والدین کی سب تاثیرات خصایص بلکہ وہی صفتیں اور وہی خواہشیں ہوتی ہیں اور ناکارہ پھل بھی لگتے ہیں (گلاتی ۵-۱۹)
آدم اگرچہ پہلے پاک تھا پر جب وہ بگڑ گیا اور سابقہ حالت سے گر پڑا اُسوقت اُس سے اولاد شروع ہوئی پس بگڑی ہوئی جڑ سے بگڑے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں اور بگڑے ہوئے مزاج اور بُرے دل کے سبب جو والدین سے وراثت میں پایا ہی لڑکے کو بدی میں ترقی کرتے ہیں اور زیادہ خرابی میں پڑتے ہیں پھر والدہ کے شکم میں جا کے دوبارہ تولد سے کیا ہوگا میں تو پہلے ہی بتلا چکا کہ یہہ جسمانی تولد کچھ کام کا نہیں کیونکہ کوڑھی سے کوڑھی پیدا ہوتا ہی
(جو روح سے الخ) روح ایک چیز ہی جو باہر سے ہی نہ اندر سے یعنے روح سے روحانی لوگ پیدا ہوتے ہیں اور روح کے طور پر چلتے ہیں (رومی ۸-۵) اور خدا کی روح کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں دیکھو کیا لکھا ہی (اقرنتی ۶-۱۰) کہ خدا کی طبیعت میں شریک ہو جاتے ہیں (۲ پطرس ۱-۴)

ہر ایک چیز اپنی ہی تاثیر کرتی ہی اور اپنی ہی طاقت کے موافق اُسکی تاثیر ہوتی ہی نہ زیادہ نہ کم پس جسمانی لوگ روحانی نہیں ہو سکتے اپنی جسمانی کوشش سے اِسی لئے ضرورت ہی کہ انسان پھر پیدا ہو نہ اس جسم سے مگر روح سے تاکہ روح اپنی تاثیرات سے ہمیں روحانی بناوے تب ہم خدا کی بادشاہی میں داخل ہو سکتے ہیں (ف) یہہ نہایت گہرا اور بھاری اور ضروری مضمون یوحنا کی انجیل میں ہی اور مسیح کی ساری کوشش اور جانبازی اور شریعت کی تکمیل اور مرنا و جینا اور روح القدس کا نزول اِسی مطلب پر ہی کہ نئی زندگی آدمیوں میں آجاوے (ف) یہہ مضمون دنیا میں اسوقت سے آگے کبھی کسی بشر کے خیال میں بھی نہیں گذرا تھا ہاں خدا تعالی نے اپنے کلام سابق میں اسکا ذکر تو کیا تھا پر جب تک اس کی راہ نہ کھلی تھی اسکا سمجھنا بھی مشکل تھا یہہ انکشاف مسیح کے آنے پر موقوف تھا جب وہ آیا اور نجات کی راہ اُسنے یہہ کھولی تب اسکا لطف معلوم ہوا اور کامل یقین ہوا کہ صرف یہی نجات کی راہ ہی اور سب باتیں ہیں جو لوگ برتتے ہیں

(۷) تعجب نہ کر کہ میں نے تجھے کہا کہ تمہیں سر نو پیدا ہونا ضرور ہی

یعنے یہہ انہونی بات نہیں ہی بلکہ ہونہار ہی ناممکن نہیں ہی ممکن ہی پس چاہئے کہ تو تعجب نہ کرے بلکہ یقین لاوے اور اس سے خوش ہو اور اسکا شوق رکھے کیونکہ یہہ نئی پیدایش تجھے بھی ملنیوالی ہی اور بہتوں کو ملیگی بلکہ عیسائی صرف وہی ہونگے جو یہہ نئی پیدایش پاوینگے

(میں نے تجھے کہا) آیت ۵ میں عام ذکر تھا ہر انسان کے لئے مگر یہاں خاص خطاب ہی نیقودیمس کے لئے تاکہ نیقودیمس نہ سمجھے کہ نئی پیدایش کی ضرورت صرف عوام الناس کو ہی نہ ہمکو جو فریسی ہیں اور بھلے لوگ ہیں مسیح فرماتا ہی کہ تجھے اور تمہیں سب کو اسکی ضرورت ہی معہ عوام کے کیونکہ تم بھی آلودہ ہو اور جسمانی مزاج رکھتے ہو پس تجھے اور تمہیں اور سب عوام کو ضرورت اسکی ہی کہ تولد جدید سے آسمان میں رشتہ پیدا کرو (ف) اِس تعلیم کی بنیاد مسیح خداوند کی اصلیت ہی یعنے وہ ازلی الہی پیدایش جو فہم سے باہر ہی اور مسیح کو حاصل تھی اور مسیح کی دنیاوی پیدایش بھی جو خلاف عادت محض قدرت سے ہوئی تھی اس ہماری نئی پیدایش کی بنیاد میں دخل رکھتی ہی (ف) دروازہ اِس نئی پیدایش کا اُسوقت کھلا تھا کہ جب مسیح مصلوب ہوا تھا جب اُسنے اپنی انسانی موت سے موت پر فتح پائی تھی (آیت ۱۴ و ۱۵) (ف) مسیح آسمان سے اُتر آیا اور ہمارے واسطے زندگی ابدی ساتھ لایا اور ہماری روحوں میں اُسنے وہ زندگی ڈالدی اب ہم مسیح کی زندگی سے زندہ ہیں اور سب کو بُلاتے ہیں کہ آؤ تم بھی یہہ زندگی پاؤ

(۸) ہوا جدھر چاہتی ہی چلتی ہی اور تو اُس کی آواز سُنتا ہی پر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہی ہر ایک جو روح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہی

(ہوا) یہہ وہی لفظ ہی جسکا ترجمہ ہر کہیں روح کیا جاتا ہی یہہ لفظ انجیل میں (۳۷۶) دفعہ آیا ہی اور ہر جگہہ اسکا ترجمہ روح ہوا ہی مگر فقط اسی جگہہ اسکا ترجمہ ہوا کیا گیا ہی۔ ہوا کے لئے دوسرا لفظ ہی اور وہ لفظ (پنوما) ہی اور پنتکوست والا لفظ (پنوئی ہی)

(جدھر چاہتی ہی چلتی ہی) ہوا تو بے جان چیز ہی جیسے سب عنصر بے جان ہیں اُنہیں چلنے یا ٹھہرنے کا ارادہ نہیں ہی مگر روح پاک جاندار چیز ہی جو زندہ خدا ہی اور اُس میں ارادہ و خواہش حرکت کی ہی (۱ قرنتی ۱۲-۱۱) وہی ایک روح یہہ سب کچھ کرتی ہی جیسا چاہتی ہر ایک کو بانٹتی ہی (تو اُس کی آواز سُنتا ہی یہاں آواز کا ذکر ہی نہ صوت کا بامعنے کھڑکے کو آواز کہتے ہیں اور بے معنی کھڑکے کو صوت کہتے ہیں ۵-۲ ہوا جو ایک عنصر ہی اور بے جان چیز ہی اُس میں آنے جانے کی اپنی خواہش نہیں ہی کوئی دوسرا اُسے حرکت دیتا ہی تب وہ چلتی ہی اور اُس سے جو کھڑکا ہوتا ہی وہ کھڑکا ہی نہ آواز اسلئے اچھے اچھے مفسر کہتے ہیں کہ یہاں ہوا سے مراد روح القدس ہی اور بعض کہتے ہیں کہ یہی ہوا مراد ہی جو دنیا میں چلتی ہی۔

بالفرض اگر یہی دنیاوی ہوا مراد ہی تو ہوا کی حرکت روح القدس کی حرکت کا یہاں ایک نمونہ ہی اور اُس میں حرکت دہندہ خدا تعالیٰ ہی (زبور ۱۴۸-۸) آگ اور اولے برف اور بخار اور زور کی آندھی جو اُسکے حکم کو بجا لاتے ہیں (پر نہیں جانتا کہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہی (یعنے اُسکے آمد و رفت کی جگہہ آدمی معلوم نہیں کر سکتا صرف اُسکے حرکت کی صوت سُننے میں آتی ہی جو سمجھہ میں نہیں آتی (ف) نئی پیدایش جو مسیح دینے کو آیا ہی اُسکے دو اصول مسیح نے سُنائے ہیں پانی اور روح اور یہاں روح کی حرکت کا بھی ذکر ہی اب پرانی پیدایش کے اصول بھی دیکھو (پیدایش ۱-۱) خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی یہہ ایمان کا ایک بڑا بھید ہی عقلمند کا کام نہیں ہی کہ یہاں ٹھوکر کھاوے کیونکہ ایسے معاملات بہت سے ہیں جو آدمی کی سمجھہ سے باہر ہیں۔

(ہر ایک جو روح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہی) یعنے ہر ایک آدمی جسنے نئی پیدایش پائی ہی ایسا ہی ہی کہ روح کی حرکتوں کو معلوم کرتا ہی اور کچھہ آواز سُنتا ہی اور کچھہ معلوم نہیں کر سکتا۔ یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہر ایک نو پیدا شدہ کے ساتھہ اسیطرح سے ہوتا ہی کہ مگر وہ خود اسطرح کا شخص ہوتا ہی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسطرح روح کی تاثیرات ہمارے درمیان نئی پیدایش کے لئے ہوتے ہیں جیسے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شکم مادری میں بچہ کسطرح سے پیدا ہوتا ہی نہ یہہ معلوم ہی کہ گنہگار کا دل کسطرح سے نیا ہو جاتا ہی

البتہ اللہ تعالیٰ اکثر کام وسیلوں سے کرتا ہی اور بعض وقت وسایل تو ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کا کام بھی معلوم ہوتا ہی پر نہیں معلوم ہو سکتا کہ کسطرح سے اِن وسایل میں یہہ کام ہو گیا

جب روح کسی کو جلاتی ہی تو وہ آدمی روح سے سانس لیتا ہی اور روح کی آواز سے بولتا ہی اُس کی مرضی روح کی مرضی کے موافق ہو جاتی ہی جسطرح روح آزاد ہی ہر ایک جو روح سے پیدا ہوا آزادگی پاتا ہی گناہ کے بند ٹوٹ جاتے ہیں جیسے چھوٹا بچہ اندھیرے سے نکل آتا ہی اور ماں کے پیٹ کی قید سے نکلتا ہی اور جسمانی زندگی کی روشنی میں آجاتا ہی اسیطرح نیا مخلوق گناہ کی غلامی سے رہائی پا کے آزادگی اور زندگی و روشنی

روحانی میں آجاتا ہے اور اُس بادشاہی کی آزادگی سے خوش ہوتا ہے جس میں کوئی غلام نہیں ہے

جسمانی زندگی اور روحانی کسطح سے آجاتی ہے کوئی نہیں جانتا مگر سر دو زندگیوں کے آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندگی آگئی ہے مثلاً جسنے روحانی زندگی پائی وہ نیکی کرتا ہے برادرانہ محبت اُس میں ظاہر ہوتی ہے دنیا پر غالب آتا ہے شریر سے اپنی حفاظت کرتا ہے پر جنمیں یہ علامتیں نہیں ہیں وہ اب تک مُردہ ہے (۱ یوحنا ۲-۲۹ و ۳-۹ و ۱۴ و ۵-۱ و ۴ و ۱۸)

9 (۹) نیقودیمس نے جواب میں اُس سے کہا یہہ باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں

آیت ۴ میں نیقودیمس نے کہا تھا کہ سر نو پیدا ہونا ناممکن ہے پر جب سمجھ گیا کہ مسیح روحانی پیدایش کا ذکر کرتا ہے تو اس عقیدہ سے گھبرا گیا اور بولا (یہہ باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں) یعنے یہہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ جس کی بابت میں کچھ نہیں جانتا اور اب بھی میں نہیں سمجھا (ف ۱) مسیحی معلمان کو تعجب نہ کرنا چاہئے کہ جب وہ نئی پیدایش کا ذکر کرتے ہیں اور لوگ نہیں سمجھتے ہیں بلکہ دنیاوی عالم بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں دیکھو یہاں خود مسیح نے بیان کیا اور ایک عالم آدمی ہے جو نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اُن کے دلوں میں اندھیرا ہے زندگی نہیں ہے مُردہ کسطح دیکھیگا کیا سُنیگا کیا سمجھیگا پر جب یہہ زندگی اُس میں آویگی تو وہ جانیگا کہ نئی زندگی کچھ چیز ہے اور آدمیوں میں آجاتی ہے اور کہیگا کہ اب میں جیتا ہوں پہلے مُردہ تھا مسیح نے مجھے جلایا ہے اور اب وہ اُن تمام زندوں کے شمول میں جنہوں نے مسیح سے زندگی پائی ہے شامل ہو کر اِن دنیا کے مُردوں سے باتیں کریگا جو نہیں مانتے اور نہیں سمجھتے ہیں تاکہ خدا کے کلام کی تاثیر سے اُن مُردوں کو بھی زندگی ملی (ف ۲) نئی پیدایش اُس نئے نام کی مانند ہے جسے اُس کے پانیوالے کے سوا کوئی نہیں جانتا (مکاشفات ۲-۱۷) تو بھی یہہ تعلیم پرانے عہدنامہ کی اصولی بات ہے

10 (۱۰) یسوع نے جواب دیا اور اُسے کہا کیا تو بنی اسرائیل کا اُستاد ہے اور یہہ باتیں نہیں جانتا

اب مسیح اُسے ملامت کرتا ہے نرم زبان سے اِس سبب سے کہ وہ یہودیوں کا معلم ہے اور نجات کی پہلی و ضروری بات سے ایسا ناواقف ہے (ف ۱) یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ بعض وقت بڑے عالم بھی نجات کی اصولی بات سے ناواقف ہوتے ہیں جب وہ ظاہری شرع کی طرف یا عقلی خیالوں کی طرف یا رسوم و دستورات کی طرف بہت متوجہ ہوتے ہیں تب اصلی بات کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں افسوس تو ہے کہ جب اُستادوں کا ایسا حال ہو تو شاگردوں کا کیا حال ہوگا۔ یہودی لوگ تو کلام کے باطنی معنی سے بہت ہی ناواقف تھے اور اب بھی ہیں (ف ۲) اب تک یہودی لوگ پوچھتے ہیں کہ پرانے عہدنامہ میں نئی پیدایش کا ذکر کہاں ہے گویا اُنکے گمان میں پرانا عہدنامہ اس عمدہ تعلیم سے معرا ہے وہ نہیں سمجھتے کہ پرانے عہدنامہ کی جان یہی نئی پیدایش ہے جو مسیح سے ظاہر ہوئی البتہ پرانے عہدنامہ میں

نئی پیدایش کا ذکر کہیں کہیں تو اشارتاً لکھا ہے اور کہیں کہیں صراحتاً بھی ہے دیکھو (استثنا ۳۰-۶ و ۱۰-۱۶) کو جہاں وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ دل کا ختنہ کریگا اُسوقت تم خدا کو دل سے پیار کروگے پھر غور سے پڑھو (حزقیل ۳۶-۲۵ سے ۲۷ تک) جہاں نیا دل و نئی روح دینے کا وعدہ ہے اور (زبور ۵۱-۱۰) میں داؤد خدا سے نیا دل اور مستقیم روح مانگتا ہے اور اور مقام بھی ہیں جہاں سے یہہ تعلیم نکلتی ہے

البتہ یہہ تعلیم گہری ہے علماء ظاہر جلدی اسے نہیں سمجھہ سکتے یہودی مدت مدید سے رسومات واحادیث و اعمال ظاہری میں ایسے مشغول تھے کہ ان روحانی باتوں کو چھوڑ بیٹھے تھے وہ معلم جب شاگردوں کو دینی تعلیم دیتے تھے تو برسوں تک انہیں نسب نامے اور لفظی بحثیں اور حلال وحرام کے مسئلے اور بزرگوں کی روایتیں اور جسمانی طہارتیں سکھلاتے تھے اور انہیں باتوں میں وہ کامل ہوکے ربی بن جاتے تھے چنانچہ یہی حال اسوقت محمدیوں کا ہے جب کوئی طالب علم ان مولویوں کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے تو اُسکے تعلیم کا سارا وقت ان لاحاصل باتوں میں خرچ کرڈالتے ہیں پر یہہ لوگ تو کچھہ معذور بھی ہیں کیونکہ انکے پاس خدا کا کلام نہیں ہے یہی باتیں ہیں مگر یہودیوں کے پاس تو کلام الٰہی تھا تو بھی اُنہوں نے فضول باتوں میں وقت خراب کیا تب وے زیادہ ملامت کے لائق ہوئے عیسائیوں کو ہوشیار ہونا چاہئے کہ فضول باتوں میں وقت خرچ نہ کریں بلکہ روحانی باتوں میں مستغرق رہیں

11 (۱۱) میں تجھے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو ہم جانتے ہیں سو کہتے ہیں اور جسے ہم نے دیکھا ہے اُس پر گواہی دیتے ہیں اور تم ہماری گواہی قبول نہیں کرتے

(سچ سچ) یہہ لفظ پھر تیسری بار پیدایش جدید کے بارہ میں یہاں آئے ہیں اور اس بیان کی بڑی عظمت ظاہر کرتے ہیں
(ہم جانتے ہیں) جمع کا صیغہ ہے لیکن آیت ۱۲ میں لفظ میں واحد متکلم کا صیغہ ہے - اور یہاں لفظ جمع اسلئے ہے کہ وہ ظاہر کرتا ہے کہ میری گواہی اور میرے ساتھہ اور مقدسوں کی گواہی جو ہر زمانے میں نئی پیدایش کے بارہ میں بولتے ہیں ایک ہی گواہی ہے (ہم جانتے ہیں) یعنے ہم واقف ہیں اس نئی پیدایش سے (جسے ہم نے دیکھا ہے) یعنے اس پیدایش جدید کو ہم نے اپنے دلوں میں دیکھا ہے اور اور لوگوں کے دلوں میں بھی ہم نے اُسے دیکھا ہے (اُسپر گواہی دیتے ہیں) کہ ضرور نئی پیدایش آدمیوں میں ہوجاتی ہے اللہ کی طرف سے پر تو کہتا ہے کہ یہہ کیونکر ہوتا ہے اسلئے کہ تو نے اپنے دل میں اُسے نہیں دیکھا خیر تو نے نہیں دیکھا تو نہ دیکھا آئندہ کو دیکھیگا مگر گواہی کو قبول کرنا تو چاہئے جو ایمان کا خاصہ ہے (ف نئی پیدایش کی تعلیم کے وہی معلم اچھے معلم ہیں جنہوں نے اس پیدایش کو اپنے دلوں میں دیکھا ہے تب وہ درستی سے اُسپر گواہی دیسکتے ہیں (اور تم ہماری گواہی قبول نہیں کرتے) اور اُسکی طرف سے ناامید ہوتے ہو چاہئے کہ اس عالم میں ہماری گواہی قبول کرو اور اُسکے شائق ہوجاؤ تب خدا تمہیں بھی دیگا اور جانوگے کہ وہ ہے

(۱۲) جب میں نے تمہیں زمین کی باتیں کہیں اور تم یقین نہیں کرتے پھر اگر میں تمہیں آسمان کی ۱۲
باتیں کہوں تو تم کیونکر یقین کروگے

(زمین کی باتیں) یعنے اُن امور کا ذکر کیا جو دنیا میں زمین پر واقع ہوتے ہیں اور روز بروز دنیا میں دیکھہ سکتے ہو جو بڑے بھیدوں کا نمونہ ہیں (آسمان کی باتیں) یعنے بلند اور اونچی باتیں جو آسمانی ہیں جنکا سمجھنا ذرا مشکل ہے (ف) نئی پیدایش میں خدا تعالیٰ انسانوں میں اُتر آتا ہے کیونکہ اُس کی روح اُن میں آجاتی ہے اور اُن میں بستی ہے اور اسی جہان میں یہہ ہوتا ہے اور مسیح اپنے کفارہ میں آپ انسانی سرشت کو آسمان تک لیجاتا ہے تب خدا کا آدمیوں میں آنا اور آدمیوں کا خدا میں جانا ہوتا ہے

(۱۳) اور کوئی آسمان پر نہیں گیا سوا اُس شخص کے جو آسمان پر سے اُترا یعنے ابن آدم جو آسمان پر ہے ۱۳

اب مسیح آپ کو اُسپر ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھے خدا کی طرف سے ایک معلم جانتا ہے (آیت ۲) اور تو مجھے ابن اللہ نہیں پہچانتا (کوئی آسمان پر نہیں گیا) یعنے عرش مجید پر کوئی آدمی کبھی نہیں گیا کہ خدا کی مصلحت اور اُسکے بھیدونکا معائنہ کرے (ف) الیاس البتہ آسمان پر چڑھگیا ہے مگر نہ عرش مجید پر جو آسمانوں کا آسمان ہے سب نبی اور معلم اور ربی لوگ اسی دنیا کے اشخاص ہیں خدا کا کلام اور اُس کی کچھہ مرضی اُنپر بطور پیغام کے ظاہر ہوئی ہے سو وہ وہی باتیں بولتے ہیں لیکن اُنہوں نے ساری خدائی کو وہاں جاکے دریافت نہیں کیا صرف میں ایک شخص ہوں (جو آسمان پر سے اُترا) کیونکہ ازل سے خدا کے ساتھہ تھا خدا ہوکے (۱-۱) تمام خدائی کے کارخانہ سے واقف ہوں اور اُس میں متصرف بھی ہوں پس میں پیغمبروں سے اور ربیوں سے بہت ہی زیادہ واقف اسرار ہوکے بولتا ہوں اور آسمان کے بھید تمثیلوں میں اور نمونوں میں ظاہر کرتا ہوں پر تم دنیاوی باتوں کو بھی یقین نہیں کرتے حالآنکہ نبی اسرائیل کے معلم ہو اور یہہ باتیں جو میں کہتا ہوں دنیا میں واقع ہو رہی ہیں پھر آسمانی باتیں کیونکر قبول کروگے (ف ۲) اسوقت (امثال ۳۰-۴) پر غور کرو وہاں لکھا ہے کہ کون آسمان پر چڑھتا ہے اور اسپر سے اُترتا ہے کس نے ہوا کو اپنی مٹھی میں جمع کر لیا کس نے پانیوں کو چادر میں باندھا کس نے زمین کی ساری حدیں ٹھہرائیں اگر تو کہہ سکتا ہے تو بتلا کہ اُسکا نام کیا ہے اور اُسکے بیٹے کا نام کیا ہے - یہہ سلیمان کا سوال ہے اب عیسائی لوگ اسکا جواب سلیمان کو دیسکتے ہیں کہ اُسکا نام خدا ہے اور اُس کے بیٹے کا نام یسوع مسیح ہے (ف ۳) آسمان پر حنوک و الیاس چڑھگئے تھے اور تمام ایمانداروں کی روحیں بھی چڑھہ جاتی ہیں جو اُس سے کھینچی جاتی ہیں جو خود چڑھنے اور اُترنے والا ہے (یعنے ابن آدم جو آسمان پر ہے) یہہ قول بھی مسیح خداوند کا ہے نہ انجیل نویس کا اور یہہ قول اُسی یکتائی اور یگانگی کا بیان کرتا ہے جو مسیح کو اللہ تعالیٰ سے ہے اگرچہ اُس کی ہر ایک سرشت کی جدی جدی خاصیتیں ہیں تو بھی اُن میں میل ہے وہ فرماتا ہے کہ میں اب بھی آسمان

میں ہوں اگرچہ دنیا میں تجھ سے باتیں کرتا ہوں انسان ہوکے تیرے ساتھ بولتا ہوں پر خدا ہوکے سب چیزوں کو معمور کرتا ہوں اور ہر وقت باپ کی گود میں ہوں (۱-۱۸) کے ذیل کو بھی دیکھو وہ فرماتا ہے کہ میں آسمان میں بھی ہوں اور زمین پر بھی ہوں انسانیت کا بدن زمین پر ہے اور الوہیت سے ہر جگہ ہوں اور خودشناسی سے بولتا ہوں (ف۴) اُسوقت مسیح کا بدن زمین پر تھا اور اُس کی الوہیت ہر جگہ تھی ایسے ہی اسوقت اُسکا بدن بھی آسمان پر ہے اور الوہیت ہر جگہ ہے (ف۵) عشاء ربانی کی روٹی وین میں اُسکا بدن جسمانی طور پر نہیں ہے جیسے اُسوقت آسمان میں نہیں تھا

۱۴ (۱۴) اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں بلندی پر رکھا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اُٹھایا جاوے

اب مسیح یہہ بتلاتا ہے کہ یہہ نئی پیدایش جو آدمیوں میں ہوگی یہہ میری موت سے نکلیگی کہ پرانا اِنسان مرجائیگا اور نیا انسان اُن میں جی اُٹھیگا پس میرا مرنا ضرور ہے کہ اُن میں زندگی آوے (اور جسطرح) لیعنے موسیٰ کے وقت کا سانپ والا واقعہ میرے آیندہ واقعہ کا نمونہ تھا (موسیٰ نے سانپ کو) دیکھو اِس واقعہ کا ذکر (گنتی ۲۱-۸ و ۹) میں ہے (ف۱) اب معلوم ہوگیا کہ انجیل شریعت سے کوئی جدی بات نہیں ہے مگر اُسکا عین مغز اور تتمہ ہے (ف۲) یہاں ذکر ہے اُس شخص کی موت کا جو سب کی زندگی ہے پس زندگی نے موت کو نیست کیا اور موت کو نگل لیا مسیح کی موت سے موت بھی مرگئی تب اے موت تیرا ڈنک کہاں ہے (ف۳) مسیح ہماری صورت میں پیدا ہوا تھا اور ہم سانپ کے بچے ہیں وہ ہمارے گناہوں کے عوض موا اور اُسنے گناہ کی سزا اُٹھائی پر اُسمیں کچھ اپنا گناہ نہ تھا سانپ کا زہر انسان کے خون میں ملگیا ہے اور خون تو تمام جسم کی زندگی ہے لیکن یہہ زہر اِس میں آکے زندگی کو بجھاتا ہے جس طرح پرانے سانپ نے انسانوں کی زندگی کو نیست کیا اور موت اُن میں بھر دی ویسے ہی مسیح نے ہمارے زہر کو اپنی موت سے مارا اور زندگی ہم میں بھر دیتا ہے (ف۴) یہہ زہر جس گنہگار میں ہے وہ سانپ کی اولاد ہے (پیدایش ۳-۱۵ اور یوحنا ۸-۴۴ کو دیکھو) اور گناہ کا نتیجہ موت ہے پر الٰہی محبت صحت بخشتی ہے تاکہ نئی زندگی آوے اِسی سبب سے مسیح نے گنہگار جسم کی صورت کو لیا (رومی ۸-۳) توبھی وہ خود بیگناہ تھا مثل پیتل کے سانپ کے جو ڈس نہیں سکتا (ف۵) ایمان جس سے روح بچ جاتی ہے یہی ہے کہ مسیح کی طرف اعتقاد سے نظر کریں جیسے بنی اِسرائیل نے پیتل کے سانپ کی طرف دیکھا اور اُن کی جسمانی زندگی بحال ہوئی اسیطرح ہم مسیح کی طرف تاکنے سے روحانی ابدی زندگی میں بحال ہوجاتے ہیں اور سانپ کا زہر نکلجاتا ہے اور جیسے صرف وہی لوگ بچے تھے جنہوں نے پیتل کے سانپ کو دیکھا تھا ویسے ہی صرف مسیحی ایماندار بچینگے نہ ہر کوئی جو اُس کی طرف نظر نہیں کرتا

(بلندی پر رکھا) مسیح خداوند ہماری زندگی کا باعث ہے صرف اُٹھائے جانے سے تب صرف مسیح مصلوب نجات کا باعث ہے

غیر مصلوب سے نجات نہیں ہو اُسکا صلیب پر اُٹھایا جانا نجات کا رکن اعظم ہو پر محمدی لوگ اِسکا انکار کرتے ہیں لیکن دیکھو یہاں کیا لکھا ہو (۸-۲۸ و ۱۲-۳۲ و ۳۴) (ف) دشمنوں نے چاہا کہ وہ شرم کے ساتھ اُٹھایا جاوے پر یہہ جلال کا اُٹھایا جانا ہو صلیب مسیح کا جلال ہو اور ہمارے لئے آسمان میں داخل ہونے کی پوڑی ہو (ضرور ہو) یعنے مسیح کی ایسی صلیبی موت کی ضرورت ہو (ف) لفظ ضرور پر خیال کرو جو خداوند ہی کے مُنہہ کا لفظ ہو اور وہ لوگ جو اُس کی ضرورت نہیں سمجھتے وہ خدا کے انتظام و حکمت کے خلاف بولتے ہیں یہہ ضرورت نافرمانبرداری کے اندر تھی جہاں موت ہو نہ خدا میں پس ضرورت ہماری طرف سے تھی کیونکہ عدالت کا فتویٰ ہمپر تھا ہم محتاج تھے کہ بچائے جاویں (ابن آدم) یہاں مسیح نے پھر آپ کو ابن آدم کہا ہو لیکن آیت ۱۶ میں اپنا دوسرا لقب آپ بیان کیا ہو کہ ابن اللہ ہوں پس وہ ابن آدم بھی ہو اور ابن اللہ بھی ہو دو رشتوں کے لحاظ سے (ف) ہمیشہ کی زندگی نہ ہلاک کنندہ کی موت سے نکلتی ہو مگر ابن آدم کی موت سے نکلتی ہو پس مسیح نے ہمیں اپنی موت سے بچایا ہو نہ شیطان کی موت سے اُسے مار کے

(۱۵) تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے 14

نیقودیمس نے ہمیشہ فتحیاب مسیح کی انتظاری کی تھی جیسے ابتک یہودی فتحیاب مسیح کے منتظر ہیں اور یہہ نتیجہ اُنکے غلط قیاس کا تھا پر حقیقی مسیح بتلاتا ہو کہ فتح پانا اور بادشاہی کرنا اِس میں ہو کہ مسیح مرجاوے اور اپنی موت سے زندگی اور فتح اور صحت کا باعث ہو (لوقا ۲۴-۲۶)

(اُس پر ایمان لاوے) یعنے مسیح مصلوب پر اِس بات پر یقین کرے کہ مسیح ابن اللہ میرا کفارہ ہو (ہلاک نہ ہووے) پس یہہ ایمان سانپ کے زہر کا تریاق ہو زندگی کا قایم رکھنیوالا ہو اسی سے روح میں زندگی آجاتی ہو اور موت دفع ہوتی ہو پس یسوع مسیح مصلوب جو مُردوں میں سے جی اُٹھا ہماری زندگی کی زندگی اور ہماری موت کی موت ہو (ف) نجات اِس سے نہیں ہو کہ جسمانی آنکھوں سے کچھ دیکھیں پر نجات خدا تعالیٰ کی مہربانی ہو ایمانداروں پر ہمارا ایمان ہماری نیکی کا نشان ہو اور نیک ہونے کا وسیلہ ہو یعنے ایمان بطور اجرت کے یہہ نجات نہیں دلاتا ہو لیکن ایمان گویا ایک ہاتھ ہو جس سے ہم خدا کی بخشش کو لیتے ہیں (ف) یہہ پیتل کا سانپ مسیح کا نمونہ تھا خاص مسیح کی موت کی تاثیر کا اظہار ایک خاص وقت پر خدا نے اِس نمونہ میں کیا تھا اور وہ تاثیر بھی اُسیوقت اُسمیں نمایاں ہوئی تھی پھر نہیں رہی اگرچہ اپنی نادانی سے بعض اسرائیلی حزقیا بادشاہ کے عہد تک اُسکے سامہنے خوشبو جلاتے تھے لیکن جب حزقیا نے دیکھا کہ اسرائیل میں یہہ ایک بت پرستی کی شکل بنگئی ہو تب اُس نے اُس سانپ کو چکنا چور کر ڈالا (۲ سلاطین ۱۸-۴) اور یہہ اُسنے مناسب کام کیا ایسے کاموں پر خدا کے کلام میں اُس کی تعریف ہو پس اب ہم ہندؤں کی مانند سانپ کی پوجا نہیں کرتے ہیں اور نہ رومن کتھولک کی مانند لکڑی کی صلیب کو پوجتے ہیں لیکن مسیح کی صلیب کی منشا پر ایمان رکھتے ہیں اور یہہ ایک روحانی بات ہو

(۱۶) کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا ہے کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے

یہاں چار باتوں کا ذکر ہے اول (جہان کو) یعنے تمام آدمیوں کو جو آسمان کے نیچے رہتے ہیں یعنے آدم کو اور کل بنی آدم کو سلف بھی مسیح سے بچے ہیں اور خلف بھی یہاں دیکھو کہ خدا نے غیر قوموں کو بھی ایسا پیار کیا ہے جیسا یہودیوں کو پیار کیا ہے دویم (اپنا اکلوتا بیٹا) دیکھو یہہ لقب مسیح خداوند آپ اپنے حق میں سناتا ہے کیونکہ وہ خدا کا حقیقی اور اکلوتا بیٹا ہے نیقودیمس نے اُسے ایک معلم جانا تھا پر وہ فرماتا ہے کہ میں خدا کا ایک خاص بیٹا ہوں (ف ۱) آیت ۱۵ میں اُسنے اپنی موت کا ذکر کیا تھا اب فرماتا ہے کہ یہہ مرنیوالا خدا کا اکلوتا بیٹا ہے وہ اپنی موت سے زندگی کی راہ کھولیگا (ف ۲) یہاں اشارہ ہے ابراہیم کی طرف جسنے اپنا بیٹا دریغ نہ کیا تھا (پیدایش ۲۲-۲) اور وہ واقعہ ایک نمونہ تھا اسی واقعہ کا سیوم (بخشا) یعنے بخشش کے طور پر دیدیا سارے جہان کو تاکہ اُن کی عوض مرجاوے چہارم (جو کوئی اُسپر ایمان لاوے) اگرچہ وہ سارے جہان کے لئے آیا ہے پر فائدہ اُس سے صرف اُن لوگوں کو ہے جو اُسپر ایمان لاتے ہیں دیکھو جو ایمان نہیں لاتے وہ خدا کی اُس بخشش عظیم کو جو اُنپر ہوتی ہے حقیر جان کے پامال کرتے ہیں حق ہے کہ وہ ابد تک موت کے پنجے میں پھنسے رہیں (ہمیشہ کی زندگی) ایسی بات نہیں ہے کہ جیسے میراث آدمیوں کی ہوتی ہے جو اُن میں منقسم ہو جاتی ہے اور ہر ایک اُس میں سے ایک حصہ لیتا ہے پر یہہ ایسی چیز ہے کہ ہر کوئی اُس میں سے سب کچھ پا سکتا ہے (ف ۳) یہہ بخشش خدا کی پوری محبت کے سبب سے ہوتی ہے لفظ ایسا اس محبت کی عظمت دکھاتا ہے اور عظمت کا بیان یہہ ہے کہ اپنے خاص پیارے بیٹے ہی کو دیدیا اور موت کے لئے دیدیا اور دشمنوں کو دیدیا اُنہیں دیدیا جو سزا کے لایق تھے پس خدا کی بخشش کی بلندی اُس کی محبت کی بلندی کو ظاہر کرتی ہے اب کونسی چیز زمین و آسمان میں ہے جو خدا ہمیں دینے میں دریغ کریگا اُسنے تو اپنا بیٹا ہی بخشدیا (ف ۴) اس بخشش کے لئے ایک ملاہٹ بھی ہوتی ہے کہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے یہہ ملاہٹ پوری عدالت اور آزادگی کے ساتھ ہے نہ جبر ہے کہ آدمی زبردستی سے بہشت میں بھیجے جاویں نہ اِسقدر بھاری بوجھہ شریعت کا ہے کہ اُنسے اُٹھایا نہ جاوے مگر یہہ کہ ایمان کے ہاتھ سے جو کوئی اس بخشش کو قبول کرے ابد تک جیوے (ف ۵) یہہ آیت تمام الہامی کتابوں کا عطر ہے (ف ۶) ایماندار کے لئے بڑی خوشی ہے کیونکہ ایمان نجات کی شرط ہے نہ اعمال اور بے ایمان کے لئے صاف ہلاکت کا فتویٰ ہے خواہ وہ کیسی ہی پارسائی اور نیکی اپنی تجویز سے کرے سارے وسایل اور تمام شفعا جو لوگوں نے تجویز کئے ہیں باطل ہیں صرف مسیح سے نجات ہے (ف ۷) نجات کے معنی بھی معلوم ہوگئے کہ ہمیشہ کی زندگی نجات ہے

۱۷ (۱۷) کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہان میں اِسلئے نہیں بھیجا کہ جہان پر سزا کا حکم کرے بلکہ اِس لئے کہ
جہان اُسکے سبب نجات پاوے

(اِس لئے نہیں بھیجا) یعنے اُسکی آمد اوّل کا سبب یہہ نہیں ہو کہ سزا کا حکم دے (ف ۱) یہودی سمجھتے تھے کہ جب مسیح آویگا تو ہمارے دشمنوں کو ہلاک کریگا یہہ اُنکا جسمانی گمان تھا پر وہ محبت الٰہی کی بخشش عظیم ہوکے آیا ہو وہ ابھی عدالت کرنے کو نہیں آیا (۱۲-۴۷) اور وہ جو (۹-۳۹) میں لکھا ہو کہ میں عدالت کے لئے آیا ہوں اُس کے معنی ہیں کہ امتیاز کے لئے آیا ہوں تاکہ وہ لوگ جو دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی کرتے ہیں سچائی کے اور فضل کے طالبوں سے ممتاز نظر آویں - ہاں دوسری دفعہ وہ عدالت کرنے کو بھی آویگا باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا ساری عدالت بیٹے کے سپرد ہو (ف ۲) یہہ خدا کی کیسی مہربانی ہو کہ مسیح کی آمد اول نہ سزا کے لئے بلکہ فضل بخشنے کے لئے ہو تاکہ دوسری آمد جب سزا دینے کے لئے ہووے تو فضل کے ماننیوالے بلاحساب مفت بچ جاویں اور فضل کو رد کرنیوالے واجبی سزا حاصل کریں (ف ۳) خدا محبت ہو اُسکی مرضی نجات دینے کی ہو نہ ہلاک کرنے کی پس اُس نے کوئی ایسی تقدیر مقرر نہیں کی ہو کہ آدمی مردود ہوکے جہنم میں جاویں اُس کی طرف سے زندگی کے لئے بُلاہٹ عام ہو پر لوگ بے ایمانی سے آپ ہلاک ہوتے ہیں اور خودکش ہیں - یہہ ایسی بات ہو کہ حکیم حاذق موجود ہو اور دوا بھی مفت بخشتا ہو پر بعضے بیمار دوا نہیں کھاتے اور مرتے ہیں

۱۸ (۱۸) جو اُسپر ایمان لاتا ہو اُس کے لئے سزا کا حکم نہیں ہو لیکن جو اُسپر ایمان نہیں لاتا ہو اُسکے واسطے سزا
کا حکم ہو چکا کیونکہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا

(سزا کا حکم نہیں) پہلے سزا کا حکم تھا جب ایمان لایا سزا کا حکم اُٹھ گیا اگرچہ کتنے ہی گناہ کئے سب کے سب معاف ہوگئے اِس ایمان کے سبب سے کیونکہ اس شخص نے بوسیلہ ایمان کے آپ کو مسیح کے سپرد کر دیا نہ اعمال پر بھروسا رکھا نہ کسی غیر شخص پر جو بچا نہیں سکتا اور نہ خدا کے اُس فضل پر بھروسہ کیا جس کی بنیاد کفارہ پر نہیں ہو بلکہ آدمیوں نے ایک وہمی خیال باندھ رکھا ہو پر اُسنے تو اپنی جان مسیح کو سونپ دی جسنے اس کی جان کے بدلے میں اپنی جان دی ہو اِس لئے اِسپر سے سزا کا حکم اُٹھ گیا اب یہہ شخص دنیا کے دُکھ کی موجوں سے پار اُتر کر ابدی زندگی میں بے روک ٹوک چلا جاویگا

(سزا کا حکم ہو چکا) بے ایمان پر اور یہہ فتویٰ اُسنے اپنے اوپر آپ دیا اِسلئے کہ زندگی کو قبول نہ کیا ایمان نہ لایا اسکا خون اُسکی گردن پر ہو اِسنے ابدی دُکھ اپنی مرضی سے لیا (ف ۱) حکم تو ہو چکا کہ موت میں رہے مگر تکمیل فتویٰ اب تک نہیں ہوئی وقت آویگا کہ فتویٰ کی تکمیل ہوگی اس شخص کا احوال خونی آدمی کی مانند ہو جسنے جب خون کیا اُسیوقت اپنے فعل کے سبب سے اپنے اوپر آپ فتویٰ دے چکا کہ

معاوضہ میں مارا جاوے اِس سے پہلے کہ حاکم فتویٰ سُنا وے یہہ آپ اپنے اوپر فتویٰ دیچکا ہی جیسے آدم اُس درخت سے کھاتے ہی اپنے اوپر آپ فتویٰ دیچکا تھا دیکھو جو کوئی مسیح کا نام سُنتا ہی اور ایمان نہیں لاتا اُسکا یہہ حال ہی وہ حقیقی امید کو چھوڑ دیتا ہی اور جیتے جی موت کے فتوے کے نیچے رہتا ہی (ف) جس نے مسیح کا نام نہیں سُنا وہ ایمان نہیں لاسکتا (رومی ۱۰-۱۴) پر میرا گمان غالب یہہ ہی کہ ایسا شخص اگر اپنی تمیز کی روشنی کی ہدایت سے خدا کے اجمالی فضل پر بھروسہ کرکے مرگیا یا دنیا کی پُرانی رسم یعنے برہن وغیرہ کی قربانی پر تکیہ کرکے مرگیا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ مسیح میں بچ جائیگا کیونکہ فضل جسکا نام ہی وہ تو مسیح ہی اور وہ قربانیاں جو خدا کے سامنے گذرانی جاتی ہیں مسیح کا نمونہ تھیں پر اب کہ مسیح ظاہر ہوا اور گناہوں کے لئے قربان ہوا تو فضل ظاہر ہوگیا اب اِس اصلی فضل کے رد کرنیوالے کے لئے کوئی اور فضل اور قربانی نہیں ہی اسلئے یا تو ایمان لاوے ورنہ مرجاوے (ف) بچے ایمان نہیں لا سکتے نہ فضل کو پہچانتے ہیں وہ بھی مسیح کے خون کی برکت سے بچ جاتے ہیں اور اُن کے موروثی گناہ اِسی چشمہ میں دھوئے جاتے ہیں کیونکہ وہ ایمان لانیکی عقل نہیں رکھتے اِسلئے معذور ہیں جب کہ ہم بالغوں کی کمزوری میں خدا کا فضل ہمارا مددگار ہی تو اِن کمزوروں کا زیادہ حق ہی کہ خدا کا زور اِنہیں بچاوے

(خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہ لایا) بڑا ظلم اُسنے کیا تمام جہان کے گناہ کرکے بھی اس ایمان سے بچ سکتا تھا پر اُسنے تو سارے گناہوں کے تدارک کو اپنے حق میں برباد کردیا۔ دیکھو گنہگار لوگ نہ صرف اپنے گناہوں کے سبب سے برباد ہوتے ہیں پر مسیح کو قبول نہ کرنے کے سبب سے مرتے ہیں (ف) یہاں پر مسیح خداوند پھر آپ کو خدا کا اکلوتا بیٹا فرماتا ہی اور اُس کی تعلیم میں بہت زور ہی اس بات پر کہ وہ خدا کا اکلوتا بیٹا قبول کیا جاوے

۱۹ **(۱۹) اور سزا کے حکم کا سبب یہہ ہی کہ نور جہان میں آیا اور انسان نے تاریکی کو نور سے زیادہ پیار کیا کیونکہ اُنکے کام بُرے تھے**

(نور جہان میں آیا) یونانی میں حرف تعریف کے ساتھہ وہ نور لکھا ہی اور وہ مسیح ہی (یسعیاہ ۹-۲ و ۴۲-۶ و ۴۹-۶ و یوحنا ۱-۴) کو دیکھو یہہ وہ نور ہی جو دلوں کو روشن کرتا ہی اور محبت الٰہی میں گرمی دیتا ہی اور غمزدوں کو تسلی بخشتا ہی اور کلام کا بیج اُگاتا ہی اور پھلدار کرتا ہی آدمیوں کی روحوں میں

یہہ نور جہان میں آگیا اسلئے کہ لوگ اِس کی پیروی کریں اور اُس کی ہدایت مانکر روشن ہوجاویں (تاریکی کو نور سے زیادہ پیار کیا) بعضے آدمیوں نے نور کو پسند نہ کیا اندھیرے سے راضی رہے نادانی اور گناہ میں رہنا پسند کیا (کیونکہ اُنکے کام بُرے تھے) بُرے کام والے لوگ اندھیرے کو پسند کرتے ہیں تاکہ کوئی اُنکے کاموں کو نہ دیکھے پر روشنی جب آتی ہی تو سب کچھہ ظاہر ہوجاتا ہی جس سے اُنہیں

تکلیف ہوتی ہی اُنکا مرغوب جو بُرے کام ہیں مکروہ ہو جاتا ہی یہہ سبب ہی سزا کے حکم کا کیونکہ وہ بدی سے نکلنا نہیں چاہتے گناہ میں رہنا اُنہیں خدا میں رہنے سے زیادہ پسند ہی (ف) گناہ کا نتیجہ موت ہی پر گنہگاروں کے لئے خدا سے ایک تدارک پیش ہوا ہی جو سانپ کے زہر کی دوا ہی اور وہ مسیح یسوع ہی اُسکے قبول کرنے سے گناہوں کے تمام وبال دفع ہو جاتے ہیں اور دلوں میں روشنی و زندگی آتی ہی جنہوں نے اُسے قبول کیا یہہ برکات اُس سے پائے ہیں۔ پر بہت لوگ ہیں جو گناہ کو پسند کرتے ہیں اِسلئے اُسے قبول نہیں کرتے کہ وہ اُنکے دل کی پیاری چیز کو اُنسے الگ کرتا ہی پس اب یہہ خدا سے اُنپر سزا کا جبر نہیں ہی مگر اُن کی خوشی ہی کہ بدی میں رہیں اور جب وہ دنیا میں بدی میں رہتے ہیں تو چاہئے کہ اُس جہان میں اُسکے نتیجہ میں بھی رہیں (ف) اکثر لوگوں کی عقل تو مسیح کو قبول کر لیتی ہی مگر اُنکے دل مسیح کو قبول نہیں کرتے ہیں اِسلئے کہ دل اُنکے تاریکی کو پسند کرتے ہیں عقل اُنکی گواہی دیتی ہی کہ مسیح کا دین سچا ہی اور خوب ہی اور سارے جہان کے مذاہب سے بہتر ہی مگر دل جو زناکار ہی اور لالچی ہی اور دنیاوی عیش اور عزت کا طالب ہی وہ عیسائی ہونے سے مانع ہی یہی سبب ہی کہ ہزارہا آدمی مسیح کی خوبی کا اقرار کر کے بھی عیسائی نہیں ہوتے ہیں

۲۰ (۲۰) کیونکہ جو کوئی بُرائی کرتا ہی وہ نور سے دشمنی رکھتا ہی اور نور کے پاس نہیں آتا تا ایسا نہو کہ اُس کے کام فاش ہو جاویں

سچ بات اِسی لئے اُنہیں ناپسند ہی جو اپنے کذب پر قایم رہنا چاہتے ہیں سچے وعظ اور عمدہ نصایح عیاشوں کو پسند نہیں ہیں اِسلئے کہ گناہ دل میں لذیذ ہی۔ چور دِن کی نسبت رات کو زیادہ پسند کرتے ہیں تمام نشہ باز اور زانی لوگ اندھیرے کو پسند کرتے ہیں گناہ کے کام کرنے کے لئے اِدھر اُدھر چھپ چھپ کر بیٹھتے ہیں کہ بدی ظاہر نہو (افسی ۵۔ ۱۳)

۲۱ (۲۱) پر وہ جو حق کرتا ہی نور کے پاس آتا ہی تاکہ اُسکے کام ظاہر ہوویں کہ وہ خدا کی مرضی سے ہیں

(وہ جو حق کرتا ہی) یعنے مناسب کام کرتا ہی (نور کے پاس آتا ہی) اپنی ہر چیز کو روشنی میں لاتا ہی تاکہ الٰہی قانون سے آزمائی جاوے کہ اس میں درستی ہی یا نہیں ہی (ف) اسوقت مسیح خداوند شاید نیقودیمس کو نرمی کے ساتھ کچھہ ملامت بھی کرتا ہی اِسلئے کہ وہ رات کو چھپکر آیا تھا یہودیوں کے خوف سے پس مسیح فرماتا ہی کہ گناہ کے کام لوگ اندھیرے میں کرتے ہیں کہ فاش نہ ہو جائیں میرے پاس آنا تو گناہ نہیں ہی بلکہ فرض عین ہی کہ ساری دنیا کے لوگ میرے پاس آویں تاکہ روشن ہو جاویں کیونکہ میں وہ نور ہوں پس تو نے یہہ حق کام کیا ہی کہ میرے پاس آیا اور حق کام کرنے والے کو ضرور ہی کہ روشنی کے پاس جاوے (تاکہ اُس کے کام ظاہر ہوویں) اُسپر بھی اور دنیا پر بھی پس یہودیوں سے اپنے آنے کو پوشیدہ رکھنا کیا فایدہ ہی (کہ وہ خدا کی مرضی سے ہیں) وہ یعنے وہ کام۔

خدا کی مرضی سے یونانی میں ہی خدا میں یعنے وہ افعال خدا کی طاقت سے ہیں اور اُس کی عزت وجلال کے لئے ہیں نیقودیمس کا مسیح کے
پاس آنا خدا کی تحریک اور اُس کے فضل سے تھا خدا نے مخالفوں میں سے ایک عالم عزت دار آدمی کے دلکو کھینچا کہ اُسکے بیٹے کی خدمت میں
حاضر ہوا اور برکتیں پاوے۔ ہم سب کو بھی خدا مسیح کے پاس لاتا ہی کہ پاک ہو جاویں اور یہہ اُسکا فضل ہمپر ہی (ف) نیقودیمس آیا اور مسیح کو
خدا کی طرف سے بتلایا اور مخالفوں کے خوف سے پوشیدہ آیا اور مسیح نے اُسے اپنی آیندہ موت سے نئی زندگی پانے کی تعلیم دی اور
یہہ بھی کہا کہ میں نہ صرف ایک معلم آدمی ہوں مگر خدا کا حقیقی واکلوتا بیٹا ہوں اور آسمان سے ہوں نجات صرف مجھپر ایمان لانے سے ہی
اور موت ابدی بے ایمانوں کے لئے اُن کی بے ایمانی وحماقت سے ہی تم سب کو چاہئے کہ مجھپر ایمان لاؤ اور میرے پاس علانیہ آؤ اور
صاف اقرار کرو کہ یہہ سب کام تمہارے خدا میں ہیں یہہ خلاصہ ہی اِس سارے گذشتہ بیان کا (ف) یہاں پر مسیح خداوند نے ایک اہم
بڑی بھاری تعلیم دی ہی وہ یہہ ہی کہ تمام حق پسند لوگوں کو چاہئے کہ اپنے کاموں کی طرف بھی دیکھیں کہ وہ خدا میں ہیں یا نہیں تمام وہ کام
جو خدا میں نہیں ہیں ضرور شیطان میں ہیں اور آدمی کی ہلاکت کا باعث ہیں جب تک ہم خدا کی مانند نہوں ہرگز خدا کے ساتھہ نہیں رہ سکتے اگر
اس دنیا میں ہمارے سارے کام خدا میں نہ ہوں تو آسمان میں خدا کے ساتھہ کبھی خوشی نہیں پا سکتے۔ جو کوئی اپنے کاموں کو آزمانا چاہتا ہی
کہ خدا میں ہیں یا نہیں چاہئے کہ روشنی میں آوے جو مسیح یسوع کا کلام ہی اِس کلام کے سامھنے اپنی ساری حالت کو رکھدے اور اُس سے
مقابلہ کرکے اپنے کاموں کو اور اپنے خیالوں کو اور اپنے ایمان کو اور اپنی توبہ کو اور اپنی عبادت کو اور عقاید کو دیکھے اگر کچھہ نقص ہی تو درست
کرے کیونکہ یہہ روشنی سب کچھہ ظاہر کرتی ہی اور یہہ بھی ضرور ہی کہ یہہ کام جو خداوند میں ہیں سارے لوگوں پر ظاہر ہوں نہ اِسلئے کہ ہماری
تعریف ہو مگر اس لئے کہ یہہ خدا میں کئے گئے ہیں یعنے اُس کے سبب سے اُس کے فضل سے اُس کی مدد سے اُسکے عزت وجلال کے
لئے ہیں پس تعریف اُس کی ہو وے

(۲۲) بعد اِن باتوں کے یسوع اور اُسکے شاگرد یہودیہ کی سرزمین میں آئے اور وہ وہاں اُنکے ۲۲
ساتھہ رہا کرتا اور بپتسما دیتا تھا

(یہودیہ کی سرزمین میں آئے) پہلے یہودیہ کے پایہ تخت یعنے شہر یروشلم میں تھے جہاں ہیکل کو پاک کیا اور بہت سے معجزے کئے اور
نیقودیمس سے باتیں ہوئیں اب یروشلم سے رخصت ہوئے اور دیہات وقصبات میں چلے گئے (بپتسما دیتا تھا) آپ اپنے ہاتھہ سے نہیں
دیتا تھا مگر بوسیلہ شاگردوں کے دیتا تھا (۴-۲) جو لوگ دوسروں کے وسیلے سے کام کرتے ہیں وہ اُنہیں کا کام ہی بادشاہ جو ملازموں
کے ہاتھہ سے کام کراتا ہی وہ آپ کرتا ہی (ف) مسیح کے شاگردوں کے بپتسما دینے کا ذکر یہاں ہی اور (۴-۲) میں بھی ہی مگر یہہ بپتسما

مثل یوحنا کے بپتسما کے تھا جو توبہ و طیاری کا بپتسما تھا یہہ عیسوی بپتسما نہ تھا عیسائی بپتسما صرف مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد مقرر ہوا ہے (متی ۲۸ - ۱۹)

مسیح کی موت اور جی اُٹھنے سے پہلے جو بپتسما شاگردوں نے دیا ہے اُسپر روح القدس کا انعام نہیں تھا کیونکہ مسیح اب تک نہ ہوا تھا (۷ - ۳۹) اور یہہ بپتسما مسیح کے نام پر بھی نہ تھا کیونکہ اُسنے شاگردوں کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ مجھے مشہور نہ کریں جب تک وہ مُردوں میں سے نہ جی اُٹھے (متی ۱۶ - ۲۰ و ۱۷ - ۹) ہاں یہہ بپتسما آیندہ بپتسما کی طرف تاکتا تھا (ف) یہہ بپتسما بھی پانی سے دیا گیا تھا توبہ کا بپتسما تھا یوحنا کے دستور کے موافق - دیکھو دین کی ظاہری رسمیں بھی کچھہ چیز ہیں اور مسیح کی حضوری بھی ان ظاہری رسوم کی ضرورت کو رفع نہیں کرتی ہے مناسب ہے کہ وہ بھی عمل میں آویں

۲۳ (۲۳) اور یوحنا بھی سالیم کے قریب عینون میں بپتسما دیتا تھا کیونکہ وہاں پانی بہت تھا اور لوگ آئے اور بپتسما پایا

(۲۳ سے ۳۶) تک یوحنا کی ایک اور گواہی کا ذکر ہے (عینون) ایک شہر ہے یردن ندی کے مشرق میں عینون کے معنی ہیں کنوئیں سامریہ شہر سے اُتر کی طرف وہاں ایک ندی آتی ہے جسمیں پانی بہت تھا (ف) کبھی اردن ندی میں یوحنا نے بپتسما دیا اور کبھی عینون کی ندی میں پس معلوم ہوا کہ پانی سب برابر ہیں ایک پانی سے دوسرے پانی سے بابرکت نہیں ہے ہاں پانی پاک ہوتا ہے خدا کے نام سے (ف) عینون میں یوحنا نے ضرور لوگوں کو غوطہ کا بپتسما دیا تھا کیونکہ پانی کی بہتایت کا ذکر یہہ ظاہر کرتا ہے مگر اعمال ۹ - ۱۷ و ۱۸ و ۱۰ - ۴۷ و ۴۸) میں چھینٹے کے بپتسما کا ذکر ہے اور دونوں صورتیں درست ہیں اور ہمیشہ کلیسیا نے دونوں صورتوں پر عمل کیا ہے پس ایک صورت کو جائز اور دوسری صورت کو ناجائز بتلانا نامناسب جھگڑا ہے

۲۴ (۲۴) کہ یوحنا ہنوز قید خانہ میں ڈالا نہ گیا تھا

جب سورج نکل آتا ہے تب بھی صبح کا ستارہ کچھہ عرصہ تک دکھلائی دیتا ہے پر جب سورج خوب بلند ہوتا ہے اور اُس کی روشنی خوب گرتی ہے تب ستارہ چھپ جاتا ہے اُسکی روشنی میں

یہہ وقت آفتاب صداقت کے طلوع کا زمانہ تھا اِسلئے یوحنا بھی ابھی موجود ہے اور کام کرتا ہے

اسکے کچھہ عرصہ کے بعد یوحنا کی موت خدا کی مرضی کے موافق ہوئی تاکہ لوگوں کے دلوں میں مسیح کی نسبت اور یوحنا کی نسبت کچھہ التباس نہ رہے کہ کون ہمیں گناہ سے نجات دہندہ ہے

۲۵ **(۲۵) تب یوحنا کے شاگردوں اور یہودیوں کے درمیان طہارت کی بابت بحث ہوئی**

(طہارت) طہارت ظاہری بھی الٰہی شریعت کے موافق فرض تھی کیونکہ خدا سے دی گئی تھی دین میں قانون اور رسوم ضرور موجود ہیں اور مفید بھی ہیں پاک صاف رہنا مناسب ہے عیسائیوں کو ظاہری پاکیزگی بھی ضرور ہے تاکہ دفع کراہت اور صحت بدنی کا باعث ہو۔ مگر روحانی طہارت فرض عین ہے بغیر اسکے کوئی خدا کو نہ دیکھیگا۔ اسوقت جو یوحنا کے شاگردوں اور یہودیوں کے درمیان بحث ہوئی اُس کا احوال معلوم نہیں ہے کہ کیا بحث تھی ہاں مسیح خداوند کے سامنے بھی یہہ مسئلہ پیش ہوا تھا (متی ۱۵-۱ و ۱۱) جسکا جواب خداوند نے یہہ دیا تھا کہ بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا ہے

یہاں لکھا ہے کہ یوحنا کے شاگردوں سے بحث ہوئی تھی پس معلوم ہوا کہ اسوقت تک یوحنا کے شاگردوں کا جتھہ تھا اور لوگ اُسکے پاس آتے تھے (آیت ۲۳) لیکن اسوقت لوگ مسیح کے پاس بکثرت آنے لگے تھے (۴-۱)

۲۶ **(۲۶) اور وہ یوحنا پاس آئے اور اُس سے کہا کہ اے ربی وہ جو یردن کے پار تیرے ساتھ تھا جس پر تو نے گواہی دی دیکھہ کہ وہ بپتسما دیتا ہے اور سب اُس کے پاس آتے ہیں**

(وہ یوحنا پاس آئے) یعنے یوحنا کے شاگرد یوحنا کے پاس آئے اور یہہ کہا (تیرے ساتھ تھا) مسیح کا نام نہیں لیتے یسوع نہیں کہتے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ جو تیرے ساتھ تھا اور جسپر تو نے گواہی دی

اُسوقت مسیح نے گویا تمام عزت یوحنا کی گواہی سے پائی تھی (۱-۷ و ۳۴) کیونکہ مسیح پہلے یوحنا کے پاس آیا تھا یوحنا مسیح کے پاس نہیں گیا مسیح نے یوحنا سے بپتسما پایا تھا یوحنا نے ظاہری بپتسما مسیح سے نہیں پایا تھا پہلے یوحنا نے مسیح پر گواہی دی تھی مسیح نے پہلے یوحنا پر گواہی نہیں دی تھی

(سب اُسکے پاس آتے ہیں) اب سب لوگ اُس کی طرف جاتے ہیں اور وہ بڑھا جاتا ہے (ف ۱) اِن شاگردوں کو یوحنا کی بابت محبت کے باعث غیرت آئی تھی محبت میں غیرت بھی ہے یہہ لوگ یوحنا کی عزت سے ڈرے تھے کہ ہمارے اُستاد کی عزت کم ہوجائیگی کیونکہ دوسرے شخص کو بڑھتا دیکھتے ہیں

(وہ بپتسما دیتا ہے) یعنے اُس کے شاگرد جو بپتسما دیتے ہیں یہہ بپتسما گویا وہی آپ دیتا ہے (ف ۲) الداد و میداد جب نبوت کرنے لگے تھے تو یشوعہ موسیٰ کے خادم نے بھی غیرت مندی سے کہا تھا کہ اے میرے مخدوم موسیٰ اُنہیں منع کر موسیٰ نے جواب دیا کہ کیا تجھے میرے لئے رشک آیا۔ کاش کہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے اور خداوند اپنی روح اُن سب میں ڈالتا (گنتی ۱۱-۲۷ سے ۲۹)

اِسی طرح ایک دفعہ یوحنا حواری نے مسیح سے کہا تھا اے خداوند ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو ہماری پیروی نہیں کرتا اور تیرے نام سے دیو نکالتا ہے اور ہمنے اُسے منع کیا خداوند نے فرمایا منع نہ کرو

یہہ سب اِن لوگوں کی غلطی تھی اُنہوں نے ایک کو دوسرے کا حریف سمجھا تھا مسیح میں اور اُسکے خدمتگذاروں میں فرق کیا تھا حقیقت میں کوئی اِن لوگوں میں اپنا فایدہ تلاش کرنیوالا نہ تھا سب خدا کے خدمتگذار تھے خود یوحنا مسیح کا خدمت گذار تھا شیطان ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح آپس میں پھوٹ پڑے تاکہ کام کا ہرج ہو (گلاتی ۵-۲۰) (ف۳) دنیا میں بعضے ایسے نفسانی عیسائی بھی ہیں جو دین کے پھیلانے سے خوش نہیں ہیں جب سُنتے ہیں کہ کسی دوسری کلیسیا کے سبب سے وہاں دین الٰہی جاری ہوا ہے تو جلتے ہیں پر حقیقی ایماندار ہمیشہ خوش ہوتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں وہ تیرا میرا نہیں بولتے صرف اُسکا دین جانتے ہیں (ف۴) اِسوقت یوحنا کے شاگردوں نے اگرچہ کچھہ رشک کی باتیں کیں لیکن پنتکوست کے بعد اکثروں نے مسیح کے نام پر بپتسما لیا تھا (اعمال ۱۹-۵)

۲۷ (۲۷) یوحنا نے جواب دیا اور کہا کہ کوئی انسان کسی چیز کو مگر جس حال کہ وہ اُسے آسمان سے دیجاوے پا نہیں سکتا

(کوئی انسان) یعنے میں بھی جو فانی آدمی ہوں (۱-۶) جو مجھے اللہ سے دیا نہیں گیا آپ سے نہیں لے سکتا ہوں ہر خادم کی خدمت اور اُس پر جو برکت ہوا اللہ سے ہے

پس اگر مسیح بپتسما دیتا ہے تو یہہ نشان ہے کہ وہ اللہ سے بھیجا گیا ہے اگر سب لوگ اُسکے پاس آتے ہیں تو یہہ بھی خدا سے ہے پولس رسول کہتا ہے کہ تیرے پاس کیا ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پایا (۱ قرنتی ۴-۷) ہر ایک اچھی بخشش اور ہر ایک کامل انعام اوپر ہی سے ہے اور نوروں کے باپ کی طرف سے اُترتا ہے (یعقوب ۱-۱۷) پس جو کچھہ دیا جاتا ہے آدمی وہی لے سکتا ہے برکت کے ساتھہ پر جو کچھہ اُسے دیا نہیں جاتا اور وہ زور سے اپنے تصرف میں لاتا ہے تو وہ غضب کے ساتھہ اُس چیز کو لیتا ہے اور وہ نہ اُسکے فایدہ کے لئے ہے مگر نقصان اور سزا کے لئے ہے پر جو خدا سے اُسے دیا گیا وہ اُسکا اپنا حصہ ہے - چاہیئے کہ کوئی آدمی کسی کام میں بغیر الٰہی مرضی کے اپنے منصوبے سے ہرگز نہ گھسے - یہاں یوحنا کہتا ہے کہ مسیح کو یہہ منصب اللہ سے دیا گیا ہے وہ جو بپتسما دیتا ہے خدا کی مرضی سے یہہ کام کرتا ہے

۲۸ (۲۸) تم خود میرے گواہ ہو کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں مگر اُس سے آگے بھیجا گیا ہوں

(تم خود میرے گواہ ہو) یعنے تم مجھ سے خوب سُن چکے ہو (کہ میں نے کہا) میں نے آپ تم سے کہا ہے (کہ میں مسیح نہیں ہوں) مسیح وہی ہے جس کی بابت تم نے کہا کہ وہ بپتسما دیتا ہے اور لوگ اُسکے پاس آتے ہیں (میں اُس سے آگے بھیجا گیا ہوں) اُس کی راہ طیار کرنے کو آیا ہوں (۱-۲۰ و ۲۳) میں بھیجا گیا ہوں اُس سے اُسی کا کام ہے بھیجا ہوا انکو جن سے وہ خدمت لینا چاہتا ہے

۲۹ (۲۹) جس کی دولہن ہے وہ دولہا ہے پر دولہا کا دوست جو کھڑا ہے اور اُس کی سُنتا ہے دولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے۔پس میری یہہ خوشی پوری ہوئی

(جس کی دولہن ہے وہ دولہا ہے) یعنے مقدسوں کی جماعت دولہن ہے اور جس کی یہہ جماعت ہے وہی دولہا ہے۔کلیسیا جو ہر قوم میں سے چنی گئی ہے مسیح کا حق ہے کہ اُسپر قابض ہو کیونکہ اُسنے اُسے اپنے پاک خون سے خریدا ہے (اقرنتی ۶-۲۰ و ۷-۲۳) اور اسی لئے کلیسیا اُسکی ہے اِس سبب سے بھی کہ کلیسیا نے اپنی خوشی سے آپ کو اُسکے سپرد کیا ہے تب وہ کلیسیا کا مالک ہے (۲ قرنتی ۸-۵) (ف) مسیح یسوع کلیسیا کا دولہا ہے (متی ۲۲-۲ و ۲ قرنتی ۱۱-۲ و افسی ۵-۲۳ و ۲۵ و ۲۶ و مکاشفات ۲۱-۲ و ۹)

پرانے عہدنامہ میں یہوواہ اور اُسکی قوم کے درمیان عقد نکاح کا ذکر ہے (یسعیاہ ۵۴-۵) تیرا خالق تیرا شوہر ہے (ہوشیع ۲-۱۹) میں تجھے ابدی منگیتر کرونگا۔لیکن یہاں انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح یسوع دولہا ہے تب مسیح یسوع ضرور یہوواہ ہے لشکروں کا خداوند خدا (یسعیاہ ۵۵-۵) دستور ہے کہ دولہا دولہن کی تلاش میں آتا ہے دولہن دولہا کی تلاش میں نہیں جاتی ہے سو مسیح یسوع ہماری تلاش میں آسمان سے آیا اور جب دولہن کو پایا اور اُسے لے لیا تو اب آسمان میں دولہن کو وہ اپنے گھر لیجاتا ہے

(دولہا کا دوست) یعنے براتیوں میں سے ایک شخص (متی ۹-۱۵) یوحنا کہتا ہے کہ میں شادی کی خدمت میں مددگار ہوں میرا کام ہے کہ روحوں کو مسیح کی خدمت میں پہونچاؤں اور یہودیوں کو منادی کر کے طیار کروں (جو کھڑا ہے) یعنے میں کھڑا ہوں خدمت کے لئے وہ چلتا ہے آگے کو بڑھتا ہے پھولتا پھلتا ہے پس اب تک جسقدر ترقی میں نے کی سو کی آگے میں نہیں چل سکتا اُسکا حق ہے کہ وہ بڑھے میں گھٹوں (اور اُس کی سُنتا ہے) یعنے اُس کی ترقی کی آواز اور یہہ کہ لوگ اُسکے پاس جاتے ہیں اور جلال کے کام اُس سے ظاہر ہوتے ہیں (بہت خوش ہوتا ہے) یعنے میں خوشی کرتا ہوں یہہ سُنکے کہ وہ بڑھتا ہے پس جن باتوں سے تمہیں رشک آیا میری عزت کے لئے وہ باتیں میری خوشی کا باعث ہیں (پس میری یہہ خوشی پوری ہوئی) یعنے اِس سے بڑی اور کوئی خوشی میرے لئے نہیں ہے کہ مسیح بڑھتا ہے اور لوگ اُسکے پاس جاتے ہیں میں اِسی مطلب پر خدا سے بھیجا گیا تھا کہ لوگوں کو مسیح کے لئے طیار کروں سو اب سُنتا ہوں کہ بہت لوگ اُسکے پاس جاتے ہیں اور اپنی رسالت کا منشا پورا ہوا دیکھتا ہوں تب بہت خوش ہوں (ف) جو کوئی اپنے اندر سے خوشی کا طالب ہے وہ خوار و تباہ ہوگا پر وہ جو خدا کے ترے میں خوشی کا طالب ہے ابد تک زیادہ زیادہ خوشی کریگا

۳۰ (۳۰) ضرور ہی کہ وہ بڑھے پر میں گھٹوں

(وہ بڑھے) عزت میں اور قدر و منزلت میں اور اقبال میں کیونکہ وہ چڑھتا ہوا سورج ہی (میں گھٹوں) کیونکہ میں ڈوبنیوالا ستارہ ہوں جو سورج کے عروج کے وقت چھپ جاتا ہی خدا نے مجھے نبی بنایا ہی جیسے اور نبی تھے اور مسیح کے حق میں باتیں کرنیوالے تھے البتہ میں ہی سے بڑا ہوں کیونکہ میں نہ صرف مسیح کے حق میں پیشگوئی کرنیوالا ہوں سب نبیوں کی مانند بلکہ میں مسیح کو صاف تبلانیوالا ہوں سامنے دکھلا کے کہ یہہ شخص ہی جس کی بابت سب منتظر تھے۔ پر میری خدمت کا وقت تمامی پر آگیا ہی اور میرا دورہ پورا ہونے پر ہی پس مجھے روز روز گھٹنا ہوگا اور وہ بڑھیگا اور یہہ ضروری بات ہی کیونکہ میرا کمال اسی درجہ کا تھا جو ظاہر ہو چکا اُسکا کمال بے نہایت ہی اُسکے کمال کا ظہور روز بروز بڑھتا ہی یہانتک کہ ساری دنیا کو گھیرے اور سب لوگ اپنے معبود کو پہچانیں (یشعیا ۹-۷) اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھہ انتہا نہ ہوگی (لوقا ۱-۳۳) اُس کی بادشاہی آخر نہ ہوگی (ف ۱) اوگسطین صاحب کہتے ہیں کہ خدا کا جلال ہم میں بڑھے اور ہمارا جلال گھٹے۔ جسقدر تم خدا کو زیادہ پہچانوگے اُسیقدر خدا تم میں بڑھیگا یعنے ہمارا باطنی انسان خدا میں ترقی کریگا اور ہم گھٹینگے اپنے نفسانی و جسمانی مزاج اور خواہشوں میں اور یہہ ہمارا کمال ہی جب ہم آپ میں گھٹتے ہیں تب خدا میں بڑھتے ہیں (ف ۲) دیکھو اگلے زمانے میں کیسے سنجیدہ اشخاص اللہ کے نبی تھی مثلاً ابراہیم و موسیٰ و ایوب داؤد و پولوس اور یوحنا اور سب پیغمبر اور مقدس بھی اُن کی یہہ بڑی صفت تھی کہ فروتن تھے اپنی طرف دیکھہ کر اُنہوں نے سوا کمزوری اور گناہ کے اور کچھہ نہیں پایا اور جسقدر اپنے درمیان اُنہوں نے خوبی بھی پائی تو اُسپر فخر نہیں کیا بلکہ اُس کے لئے خدا کی عزت کی اور اِس سے بڑی سرفرازی پائی تھی (امثال ۱۵-۳۳) سرفرازی سے آگے فروتنی ہی (ف ۳) اگرچہ یوحنا کا نور چھپنے پر تھا اور چھپ بھی گیا پر چونکہ وہ مسیح میں تھا اِسلئے ابدتک چمکتا ہی (ف ۴) اگر کوئی آدمی مسیح کی خدمت کی طرف اور اُس کی قدرت و تعلیم اور برکتوں کی طرف دیکھے اور تمام انبیا، پر بھی غور کرے تو اُسے معلوم ہوسکتا ہی کہ اِس آفتاب صداقت کی روشنی میں سب کی روشنی مثل ستاروں کے چھپ گئی ہی اور وہ بڑھتا جاتا ہی جہان کو دبائے جاتا ہی اور یہہ ساری حالت صاف ظاہر کرتی ہی کہ ہر ایک گھٹنا اُسکے سامنے جھکیگا اور ضرور یہہ ہوگا

۳۱ (۳۱) وہ جو اوپر سے آتا ہی سب کے اوپر ہی وہ جو زمین سے ہی زمینی ہی اور زمین کی کہتا ہی وہ جو آسمان سے آتا ہی سب کے اوپر ہی

(وہ جو اوپر سے آتا ہی) یسوع مسیح اوپر سے ہی یعنے اُس کی الٰہی سرشت جو خدا ہی اور اُسکی قدرت و اختیار اور جلال جو اُس کی الٰہی سرشت کے صفات ہیں اوپر سے ہیں (سب کے اوپر ہی) میں بھی اور سب پیغمبر و مقدس اُسکے نیچے اور پیچھے ہیں وہی سب پر بلند و بالا ہی

(وہ جو زمین سے ہی) جیسے میں اور سب پیغمبر مثل سب آدمیوں کے زمین سے ہیں (زمینی ہی) یعنے مخلوق ہی اسی جہان کا اُسپر جو اوپر سے آیا ہی کسیطرح فوقیت نہیں لیجا سکتا (زمین کی کہتا ہی) یعنے اُس کی باتیں اُسی درجہ کی ہیں جو انسان کو لایق ہیں (ف) اگرچہ پیغمبر سب زمینی ہیں اور اُن کی باتیں بھی زمین کی ہیں پر چونکہ وہ الہیٰ انوار سے منور ہو کے بولتے ہیں اسلیئے وہ مثل بتی کے ہیں جو اندھیرے میں روشنی دیتی ہی اور اپنے موقع پر مفید ہی پر سورج کے سامہنے بتی کی کیا اصل ہی اگر دوپہر کی دھوپ کے وقت بتی پیش کروگے تو کچھ دھندلی سی روشنی تو دیگی پر سورج کے سامہنے کیا قدر اُس کی ہی یہی حال یوحنا کا اور سب پیغمبروں کا مسیح یسوع کے سامہنے ہوا (ف۲) دنیا کے لوگ بلکہ بہت سے عیسائی بھی بعض کلیسیاؤں کی کمزوری کی نسبت اور بعض خادم دینوں کی کمزوری کی نسبت اور ساکرمینٹوں کی بابت بہت باتیں کرتے ہیں مگر مسیح کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ پُرجلال ہی پر ہم سب حقیر ہیں اور اُس کی روشنی کے سامہنے کچھ بھی نہیں ہیں تو بھی ہم اُس سے منور ہیں

جسقدر کلیسیا زیادہ کمزور ہی اُسی قدر وہ مسیح کے حق میں کم خیال رکھتی ہی اور خدام کے حق میں زیادہ خیال کرتی ہی پر جب وہ اُبھاری جائیں اور روحانی زندگی پاویں تو خدام کے حق میں کم خیال کرینگی پر مسیح کے حق میں زیادہ سوچینگی۔ اِسکا سبب یہہ ہی کہ کمزور لوگوں کی روح کی آنکھوں کے سامہنے سورج ڈوبا ہوا ہی پر ستارے نظر آتے ہیں جب کہ وہ مضبوط ہو جاوینگے تو سورج نظر آویگا اور ستارے چھپ جائینگے اُس کی روشنی میں اسبات پر عیسائیوں کو فکر کرنا چاہیئے

۳۲ (۳۲) اور جو کچھ اُس نے دیکھا اور سُنا ہی اُس کی گواہی دیتا ہی اور کوئی شخص اُسکی گواہی قبول نہیں کرتا

(اُسنے دیکھا اور سُنا) یعنے اللہ تعالیٰ کے پاس ازل سے خدا ہو کے موجود تھا (۱-۱) وہاں جو کچھ اُسنے بچشم خود دیکھا اور جو کچھ باپ کے مہنہ سے بلاواسطے دو بدو سُنا اُنہیں باتوں کی گواہی دیتا ہی (اور کوئی شخص قبول نہیں کرتا) یعنے ہر کوئی تو قبول نہیں کرتا ہی بعضے ہیں جو دیا تے ہیں پر چھوتے تھوڑے ہیں مطلب یہہ ہی کہ تم جو کہتے ہو کہ لوگ اُس کے پاس آتے ہیں کاشکہ ایسا ہووے کہ لوگ آویں اور قبول کریں لیکن ہر کوئی تو قبول نہیں کرتا ہی صرف چند اشخاص ہیں جو مانتے ہیں

۳۳ (۳۳) جس نے اُس کی گواہی قبول کی ہی مُہر کی ہی کہ خدا سچا ہی

یہاں سے ظاہر ہی کہ آیت ۳۲ میں لفظ کوئی استغراق کے لئے نہیں بلکہ مخصوص ہی منکروں کی نسبت کیونکہ آیت ہذا میں قبول کرنیوالے بھی مذکور ہیں کہ دنیا میں ہیں (مُہر کی ہی) اُس کی باتوں کے قبول کرنیوالے شخص نے مہر لگائی ہی خدا کی صداقت پر

لیکن بے ایمان آدمی نے خدا کو جھٹلایا ہی اور اُس کی بے عزتی کی ہی (۱ یوحنا ۵-۱۰) جب اُسنے اقرار کیا تو اُسنے مُہر کر دی اور سند پر دستخط کر دیئے اور کبھی کبھی اُسکے نام پر شہید ہو کے اپنے خون سے بھی مُہر کی ہی

اور یہہ مُہر ہوتی ہی پورانے عہدنامہ پر کہ جو کچھ اُس میں لکھا تھا حق تھا اور خدا کی پاک مرضی پر جو یسوع مسیح میں ظاہر ہوئی اور یہی ایمان ہی اسی کا نام تصدیق ہی اسی سے آدمی الٰہی برکات کا مستحق ہو جاتا ہی

(۳۴) کیونکہ جسے خدا نے بھیجا ہی وہ خدا کی باتیں کہتا ہی کیونکہ خدا پیمایش کر کے روح نہیں دیتا ۳۴

(خدا نے بھیجا ہی) یعنے آسمان سے زمین پر بھیجا ہی اپنی گود میں سے دنیا میں بھیجا ہی پس وہ شخص آسمانی ہی اور الوہیت کے درجہ میں ہی (ف) سب نبی اور رسول اور یوحنا بھی خدا سے بھیجے گئے تھے مگر مسیح کے بھیجے جانے میں اور اِن سب کے بھیجے جانے میں بہت فرق ہی یہہ سب لوگ اِسی دنیا کے آدمی ہیں جنہیں خدا نے اپنی روح سے بلایا اور اپنا خاص پیغام دیکر اِس دنیا میں سنانے کو بھیجا یعنے خدا کا کلام جو اُس کی مرضی کا بیان ہی آسمان سے اُن کے پاس آیا اور یہہ لوگ اُسکے سُنانے کو اہل دنیا کے پاس بھیجے گئے۔ مگر مسیح خداوند کے پاس کلام نہیں آیا بلکہ وہ خود کلام تھا اور وہ خدا کے ساتھ ازل سے تھا اُسے خدا نے اپنے پاس سے دنیا میں بھیجدیا تاکہ وہ جا کے ساری خدائی کے اسرار دنیا پر ظاہر کر دے جو دنیا کی بہبودی سے علاقہ رکھتے ہیں۔ ناظرین کو چاہیئے کہ یہہ فرق یاد رکھیں کہ مسیح کا بھیجا جانا کچھہ اور معنی رکھتا ہی اور سب نبیوں کا بھیجا جانا اور معنی رکھتا ہی اور جب مسیح کی نسبت یہہ لفظ آتا ہی تو جاننا چاہیئے کہ اللہ نے جو اقنوم اول ہی اقنوم ثانی کو آسمان سے زمین پر بھیجدیا ہی (وہ خدا کی باتیں کہتا ہی) اگرچہ اور سب پیغمبر بھی خدا کی باتیں کہتے ہیں مگر اِسکا یہہ کام نہایت کامل طور پر ہی کیونکہ اوروں نے جسقدر الہام سے معلوم کیا سُنایا پر یہہ شخص ساری خدائی سے خدا ہو کے پورا واقف ہی کوئی بات اُس سے زمین آسمان میں پوشیدہ نہیں ہی وہ خدا کی ساری مرضی اور اُس کی محبت اور اُسکی پاکیزگی کو کما حقہ ظاہر کرتا ہی اور خدا کے کلام سابق کی تفسیر بھی بہت درست بتلاتا ہی اور تمام رسومات شرعی کی پوشیدہ حکمتیں کھولتا ہی (کیونکہ خدا پیمایش کر کے روح نہیں دیتا) یعنے خدا نے خاص اِس شخص کو پیمایش کر کے اندازہ خاص کے موافق روح نہیں دی ہی جیسے سب نبیوں کو اُنکے ظرف کے موافق ملتی ہی اُن سبھوں نے ایک خاص حصہ پایا ہی تاکہ خدمت مقررہ کے لائق ہو جاویں پر اِس شخص نے جو اللہ و انسان ہی بے پیمایش یعنے بے حد روح القدس پائی ہی (ف ۲) دیکھو یہہ وہی شخص ہی جسکے حق میں داؤد پیغمبر نے یوں کہا تھا (زبور ۴۵-۷) خدا تیرے خدا نے تجھے خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ اور دانیال نے اُسے سب سے زیادہ قدوس کہا ہی (دانیال ۹-۲۴) اور لکھا ہی کہ باپ کو یہہ پسند آیا کہ سارا کمال اُسمیں بسے (کلسی ۱-۱۹) اور لکھا ہی کہ وہ فضل و راستی سے بھرپور تھا (۱-۱۴) (ف ۳) مسیح کی انسانیت کو بھی خدا نے بے انتہا

روح القدس سے بھر دیا تھا اور یہہ اِسلئے تھا کہ اوروں کو بھی روح القدس دیوے (۱-۱۶) اُسکی بھرپوری سے ہم سب نے فضل پر فضل پایا وہ نہ مثل ایک برتن کے روح سے بھرا تھا جیسے مقدس لوگ ہوتے ہیں نہ ایک ندی کے موافق بھرا تھا جس میں چشمہ سے پانی چلا آتا ہی اور زمین سیراب ہوتی ہی جیسے رسول اور پادری لوگ ہوتے ہیں بلکہ وہ خود سرچشمہ تھا بے انتہا پانی سے بھرا ہوا جہاں سے ندیاں جاری ہوتی ہیں مسیح کی بھرپوری اور اللہ کی بھرپوری ایک بات ہی۔ اور یہہ بات کہ اللہ نے اُسے بھر دیا اُس کی انسانیت کے متعلق بات ہی کہ اُس کی انسانیت کو بھی بھرپور کر دیا اور وہ الٰہی بھرپوری سے بھر گئی (ف۴) دیکھو مسیح کے ظرف کو اور اُسکے حوصلہ کو اور اُس کی طاقت کو کہ بے انتہا روح القدس کی گنجایش اُس میں ہوئی جو کبھی کسی بشر میں نہ ہوئی تھی اور یہہ اِسلئے ہی کہ وہ نہ صرف اِنسان ہی مگر اللہ و انسان ایک مسیح ہی سارے جہان کے گناہوں کے وبال کی برداشت بھی اُس میں اسی لئے تھی اور ساری خوبیوں کے کمال بھی اُس میں اِسی لئے تھے کہ وہ اللہ و انسان ہو کے بے حد روح القدس سے بھرا تھا

(۳۵) باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی اور سب چیزیں اُس کے ہاتھہ میں دی ہیں ۳۵

(بیٹے کو پیار کرتا ہی) یہہ پیار بھی اور پیاروں سے فرق رکھتا ہی جیسے بیٹے کا بھیجا جانا اور بیٹے کا خدا کی باتیں سُنانا اور بیٹے کا روح القدس پانا اور ہی بات ہی اور سب نبیوں کا ارسال و تبلیغ اور روح پانا اور بات ہی خدا نے خود کہا کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہی (متی ۳-۱۷) اور مسیح نے خود کہا کہ سب موجودات کی ہستی سے پہلے خدا باپ نے مجھے پیار کیا ہی (یوحنا ۱۷-۲۴) (ف۱) خدا نے جہان کو بھی پیار کیا ہی اور خدا نے سب مقدسوں کو بھی پیار کیا ہی اور سب رسولوں کو بھی پیار کیا ہی اپنی محبت کے اندازہ سے اپنے حقیقی اور اکلوتے بیٹے کو پیار کیا ہی یعنے اُس کی خدائی کی شان کے موافق اور یہہ ایسا پیار ہی جو بیان سے باہر ہی پر سب لوگوں کو اُنکے درجے کے موافق پیار کیا گیا ہی (ف۲) یہہ دو شخص صاف الگ الگ معلوم ہوتے ہیں محبوب اور محب دو شخص ہیں جو ازلی ہیں (سب چیزیں اُس کے ہاتھہ میں دی ہیں) ساری خدائی اور سارا انتظام الٰہی باپ نے بیٹے کے سپرد کر دیا ہی (متی ۱۱-۲۷ و ۲۸-۱۸) ساری قدرت اور طاقت آسمان اور زمین پر انتظام کرنے کی اور ابدی زندگی دینے کی (۱۷-۲) موت اور عالم غیب کی چابی بھی (مکاشفات ۱-۱۸) اور وہ کلیسیا کا سر ہی (افسی ۱-۲۲) اور غیر قوموں پر بھی اُسے تصرف کی طاقت دی گئی ہی (زبور ۲-۷ سے ۹) (ف۳) اب وہی حال ہی جو مصر میں یوسف کا ہوا تھا کہ فرعون نے تمام رعیت کو حکم دیا کہ یوسف کے پاس جاؤ سب اختیارات اُسے سپرد ہیں سب کی زندگی کا انتظام وہی کرتا ہی اِسیطرح خدا باپ جو سارے جہان کا بادشاہ ہی سب کو حکم دیتا ہی کہ میرے بیٹے کے پاس جاؤ سب کچھہ اُسکے ہاتھہ میں ہی اُس سے زندگی پاؤ اور جیو (ف۴) اگر یسوع مسیح صرف اِنسان ہی اور نبیوں میں سے ایک بڑا نبی ہی جیسے کہ بعضے ناواقف بولتے ہیں تو محال ہی کہ ساری خدائی کا انتظام وہ سنبھال سکے ساری خدائی کا انتظام سنبھالنا اُسی کا کام ہی

جسمیں ساری طاقت الٰہی ہو کسی مخلوق کی طاقت نہیں ہی پس مسیح یسوع ضرور اللہ تعالیٰ بھی ہو اور انسان بھی ہو (ف۵) قرآن میں لکھا ہی کہ خدا تعالیٰ
نے اپنی کچھ امانت (جو معلوم نہیں کہ کیا تھی شاید خلافت الٰہی تھی) تمام آسمانوں اور زمین کے سامہنے پیش کی (اِس مراد سے کہ کوئی
اُسے اُٹھا وے مگر سب نے اُسکے اُٹھانے سے اِنکار کیا کیونکہ برداشت کی طاقت کسی میں نہ تھی) لیکن آدم نے اُسے اُٹھا لیا اِسلئے
کہ وہ بڑا ظالم و جاہل تھا۔ لیکن یہاں لکھا ہی کہ خدا نے اپنے بیٹے کے ہاتھ میں سب چیزیں دی ہیں اور ثابت ہی کہ سارا انتظام
بیٹے سے ہو رہا ہی اور باپ خوش ہی کہ بیٹا سب کچھ درستی سے کرتا ہی اِسلئے کہ وہ اللہ انسان ہی اور اُس کی طاقت پوری الٰہی طاقت
ہی (ف۶) انسان پیدایش سے ایسا کمزور ہی کہ اگر خدا تعالیٰ اُس کی نجات کی چیزیں بھی اُس کے ہاتھ میں دیوے تو وہ فوراً
کھوتا ہی آدم کے ہاتھ میں کچھ دیا گیا تھا اُسنے فوراً کھو دیا اور موت میں جا پڑا موسیٰ کے ہاتھ میں شریعت کی تختیاں دی تھیں اُسنے پہاڑ
سے اُترتے ہی آپ ہی توڑ ڈالیں اور تمام صالحین و مقدسین کی طرف دیکھو کہ خدا سے کیا کیا پایا اور کیا کیا تب خدا نے یہہ
اچھا بندوبست کیا کہ سب جہان کے فائدہ کی چیزیں اور سب کی زندگی اپنے بیٹے کے ہاتھ میں سونپ دی کیونکہ وہ کچھ نہیں کھو سکتا
حفاظت سے رکھتا ہی کہ ہم وقت پر اُس سے پا دیں (ف۷) خدا نے جب مسیح کا اتنا اعتبار کیا کہ سب کچھ اُسکے سپرد کیا یہہ یقین
کر کے کہ وہ سب کچھ اچھی طرح کریگا تو پھر ہم کیوں اپنی روحوں کو اور اپنے بندوبستوں کو اُس کے سپرد نہ کرینگے جو کوئی اپنا سب کچھ
اُسکے سپرد کریگا اُس کے لئے خیر ہوگی اور جو کوئی اپنا سب کچھ اپنے ہاتھ میں رکھیگا یا غیر معبودوں کے سپرد کریگا یا اُسے چھوڑ کے
خدا باپ کے ہی سپرد کرنا چاہیگا وہ اپنا سب کچھ کھو دیگا اور آخر کو رو ویگا اِسلئے کہ وہ آپ اور غیر معبود تو سنبھال نہیں سکتے
اور خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہی جو اُسکے بیٹے کو دیانتدار نہیں سمجھتا (ف۸) جب لوگ اپنی چیزوں کو اپنی خوشی سے مسیح کے
سپرد کرتے ہیں تو اُنکے لئے خیر ہی اگر وہ خوشی سے سپرد نہ کریں تو قہر الٰہی سے سب کچھ جبراً مسیح کے پیروں کے نیچے آتا ہی (اعمال
۲-۳۴) اور یہہ ہلاکت کی صورت ہی پس چاہیئے کہ اب خوشی سے اُس کی اطاعت کرو ورنہ جبراً ماتحت ہو کے نہ بچوگے (ف۹)
مسیح کا حق ہی کہ سب چیزیں اُس کے سپرد ہوں کیونکہ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں (۱-۳) پر بعضے لوگ اُس کی چیزوں کو
اور آپ کو بھی جو اُسی کی چیز ہیں اُس سے الگ کھینچتے ہیں اور باغی ہو کے الگ رہا چاہتے ہیں تب خدا ایسوں کو اُس کے پاؤں
کی چوکی کریگا (ف۱۰) پولوس رسول نے اور سب مقدسوں نے بھی اِسی مطلب کو خوب سمجھ لیا تھا (۲ تمطاؤس ۱-۱۲) وہ میری
امانت کی اُس دن تک حفاظت کر سکتا ہی۔ اور ستیفان نے اپنی روح مسیح کے سپرد کی تھی (اعمال ۷-۵۹)

۳۶ (۳۶) جو کہ بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو
نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہی

(ایمان لاتا ہی) یعنے مسیح کو ابن اللہ انسان جانکر قبول کرتا ہی اور اپنا نجات دہندہ جانکر اُسپر بھروسہ رکھتا ہی اور اُسکی اطاعت کرتا ہی (ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی) اِسلئے کہ اِس ایمان سے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں اور موت ابدی سے نجات ہو جاتی ہی (اعمال ۱۳-۳۹) یہہ زندگی جب کوئی ایمان لاتا ہی اُسی وقت سے اُس کی ہی اُسکے حصول اور اُس کا تخم اُسیوقت سے اِس میں آجاتا ہی کیونکہ خدا کے ساتھ اِس ایمان کے وسیلے سے میل ملاپ ہو جاتا ہی اور سزا کا حکم اُٹھ جاتا ہی اور مزاج روحانی ہو جاتا ہی (رومی ۸-۱) اب یہہ آدمی روحانی طور پر زندگی بسر کرتا ہی (گلاتی ۲-۲۰) اُسی زندگی کی تاثیر سے جو بوسیلہ ایمان کے اِسمیں موثر ہو جاتی ہی اور جب یہہ حال اِسی دنیا میں ہو جاتا ہی تو ثابت ہوتا ہی کہ اِس نے زندگی پائی ہی پر بڑے جلال کے ساتھ یہہ زندگی آنیوالے جہان میں نمودار ہوگی - یہاں اعمال کا کچھہ ذکر نہیں ہی اور نہ اِس زندگی کے لئے کچھہ دام دینے کا ذکر ہی اور نہ اِسکا ذکر ہی کہ فلاں فلاں امور میں امتحان پاس کرے اور نہ کچھہ میعاد ہی کہ اِس عرصہ تک خدمت کرے بلکہ جب ایمان لایا فوراً زندگی اُسکی ہوگئی اور نشان اُس کی نمودار ہو گئی (ف ۱) دیکھو نجات سب سے بڑے گنہگاروں کی بھی کیسی نزدیک ہی ذرا دلکو حرکت دیں اور ایمان لا کے زندگی پاویں اور یہی نجات ہی (جو ایمان نہیں لاتا) یعنے مسیح کو ابن اللہ و نجات دہندہ قبول نہیں کرتا اور عیسائی دین کی اطاعت کرنا نہیں چاہتا گو یا اُسے پرے ڈھکیلتا ہی (حیات کو نہ دیکھیگا) یعنے حیات کو نہ پاویگا

موت کو نہ دیکھنا یہہ ہی کہ نہ مرنا حیات کو نہ دیکھنا یہہ ہی کہ مرجانا پس جیسے آسمان ایمانداروں کے بہت نزدیک ہی ایسے ہی دوزخ بھی بے ایمان لوگوں کے بہت ہی نزدیک ہی (ف ۲) یوحنّا اصطباغی کی یہہ آخری بات ہی جو وہ اپنے شاگردوں سے کہتا ہی کہ یہہ یسوع جو یردن پار میرے ساتھہ تھا جسپر تمہارے سامہنے میں نے گواہی دی ہی کہ وہ خدا کا پیارا بیٹا ہی اور آسمان سے آیا ہی اور سب کے اوپر ہی اور سارا اختیار آسمان زمین میں اُسکا ہی اگر کوئی اُسے نجات دہندہ اللہ کا بیٹا جانکر قبول کرے تو بچیگا اور جو کوئی اُسے ابن اللہ جانکر ایمان نہ لاوے وہ ہرگز نہ بچیگا (ف ۳) یوحنّا شریعت کا آخری نبی تھا اُسی کے مُنہہ سے یہہ شریعت کی گرج سُنتے ہیں دیکھو شریعت کا آخری پیغمبر مسیح پر کیسی صفائی سے گواہی دیتا ہی (خدا کا قہر اُسپر رہتا ہی) نہ یہہ کہ قہر آجاویگا مگر یہہ کہ قہر الٰہی جو اُسپر ہی وہ ہمیشہ رہتا ہی کیونکہ آدمی طبیعت سے غضب کا فرزند ہی (افسی ۲-۳) آدمی کی دلی حالت ظاہر کرتی ہی کہ وہ غضب کے نیچے ہی البتہ ایک وقت آویگا کہ یہہ غضب بھی اپنی شوکت کے ساتھہ ظاہر ہوگا اُسی کا نام آنیوالا غضب ہی (متی ۳-۷) (ف ۴) خدا کا قہر کیا ہی خدا کی غیرت کا جوش ہی جو سرکش لوگوں پر ہوتا ہی اور سزا کو اُن کے سر پر ڈالتا ہی اور اِسکا سبب آدمی میں آپ موجود ہی کہ وہ ایمان نہیں لاتا خدا کی بخشش کو پھینکتا ہی اور پامال کرتا ہی (ف ۵) اِسوقت یوحنّا نے اپنے شاگردوں کو ایک اچھا وعظ سُنایا ہی اور اُسکے آخر میں خدا کے غضب کا بیان ہی - پس چاہئے کہ ہم اپنے وعظوں میں جب تمام سچائی کا ذکر کرتے ہیں تو غضب کا بیان بھی کریں بہت لوگ دوزخ میں اِسلئے بھی جائینگے کہ اُنکے پادریوں نے دوزخ کی بابت خبر نہیں سنائی تھی اور وہ نہ ڈرے تھے - یہہ کچھہ سختی کی

بات نہیں ہو بلکہ محبت ہو کہ آیندہ خطرات سے مطلع کئے جائیں (ف) چار باتیں یوحنا کے بیان میں زور کے ساتھہ ہیں (۱) بیٹا کیا ہو (۲) بیٹا کیا رکھتا ہو (۳) بیٹا کیا دیتا ہو (۴) بیٹا کیسا قیمتی ہو

چوتھا باب

(۱) اور جب خداوند نے جانا کہ فریسیوں نے سُنا کہ یسوع یوحنا سے زیادہ شاگرد کرتا ہو اور بپتسما دیتا ہو

(۱سے ۴۲) تک خداوند کا شہر سخار میں جانا اور ایک گنہگار عورت سے باتیں کرنا مرقوم ہو (ف) تیسرے باب کے شروع میں یہہ بیان تھا کہ مسیح نے ایک نامور معزز یہودی کو جو معلم تھا سکھلایا یہاں ذکر ہو کہ ایک گنہگار فاحشہ عورت کو بھی سکھلایا پس اُسکی تعلیم سب کے لئے ہو اور وہ ہر قسم کے آدمیوں کے فائدے کے لئے آیا ہو۔ وہاں نئی پیدایش کا ذکر تھا یہاں سچی عبادت کا ذکر ہو اور یہہ دونوں تعلیمیں بہت بلند و بالا ہیں اپنی ذات میں

اب تک یہودیوں اور سامریوں میں جدائی کی دیوار تھی پر مسیح اس دیوار کو گراتا ہو اور سب کی نجات کا باعث ہو وہ سرگرموں کو فروتنی بخشتا ہو اور مسکینوں کو سربلندی عنایت کرتا ہو

اہل یورپ کی نسبت اہل ایشیا میں عورتوں کی نسبت اِسوقت بہت تعصب ہو اہل ایشیا عورتوں کو زیادہ حقیر جانتے ہیں اور یہودی زیادہ متعصب ہیں پر مسیح یسوع جو اُنہیں میں سے تھا بالکل تعصب سے خالی تھا اور اُسی کی تعلیم کی تاثیر سے اہل یورپ میں سے تعصب نکلا ہو

(خداوند) یوحنا انجیلی مسیح کو خداوند کہتا ہو اور یہہ پہلا مقام ہو کہ یہہ لفظ اُس کی انجیل میں آیا ہو (جانا) یا تو اُسنے اپنے علم لا انتہا اور ہمہ دانی سے جانا اللہ تعالیٰ ہوکے۔ یا انسان ہوکے لوگوں سے سُنا اور معلوم کیا (کہ فریسیوں نے سُنا) یعنے سانہڈرم کے لوگوں نے معلوم کیا ہو اور اُن میں سے فریسیوں نے جو حکومت کا حصہ زیادہ رکھتے تھے یہہ خبر پائی ہو کہ (یسوع زیادہ شاگرد کرتا ہو) تعلیم دیکے اور اپنی تعلیم کو معجزات سے ثابت کرکے اور وہ بہت بڑھا جاتا ہو

(۲) حالانکہ یسوع آپ نہیں بلکہ اُس کے شاگرد بپتسما دیتے تھے

(شاگرد دیتے تھے) مسیح کا خاص کام انجیل کی منادی کرنا تھا اور راہ نجات کا کھولنا تھا اور بڑی بڑی باتوں کا اظہار اور اُنکا ثبوت دینا تھا جس سے آدمی بپتسما کے لائق ہوں (ف) مسیح خداوند کلام کی خدمت کو زیادہ عزت دیتا ہے پولوس کہتا ہے کہ مجھے مسیح نے بپتسما دینے کو نہیں مگر کلام سُنانے کو بھیجا ہے اگرچہ کبھی کبھی بپتسما بھی دیسکتا ہے پر زور اُسکے کام کا کلام سُنانے پر ہے (۱ قرنتی ۱-۱۷) اِسکا سبب یہہ ہے کہ بپتسما ہر خادم دین دیسکتا ہے پر وعظ کی اچھی طاقت ہر کسی میں نہیں ہے۔ تو بھی پانی کے بپتسما کی باطنی برکت صرف مسیح کے ہاتھ میں ہے اور وہی ساری کلیسیا کو بپتسما دینیوالا ہے شاگرد ظاہری ہتھیار ہیں جن سے اُس کی الوہیت نے بپتسما کا کام کیا ہے (ف ۲) یوحنا کا بپتسما یوحنا کا کہلایا پر وہ بپتسما جو مسیح کے شاگردوں نے دیا شاگردوں کے نام سے نہیں کہلایا وہ مسیح کا بپتسما کہلاتا ہے آج تک بپتسما حواریوں کا یا بشپوں کا یا پادریوں کا نہیں کہلاتا ہے بپتسما صرف مسیح کا ہے وہ نہیں چاہتا کہ میرا بپتسما کسی آدمی کا کہلا دے کیونکہ وہ خود بپتسما دیتا ہے شاگردوں کے وسیلہ سے یہاں تک کہ یہودا اسکریوطی نے بھی جن کو بپتسما دیا تھا اُنکا بپتسما بھی دوبارہ نہیں ہوا وہی جایز رہا کیونکہ جنہوں نے مسیح کے نام پر بپتسما پایا خواہ نالایق خادم کے ہاتھ سے کیوں نہ پایا ہو وہ بپتسما بھی مسیح سے ہے کیونکہ باطنی بپتسما وہی دیتا ہے اگرچہ ظاہری نشان کسی خادم کے ہاتھ سے ہو

(۳) تب وہ یہودیہ کو چھوڑ کے جلیل کو پھر گیا

اِسوقت یہودیہ میں رومیوں کی حکومت تھی اور یہودی لوگ اپنے سانیڈرم کے وسیلہ سے اپنی قوم کے لوگوں پر زیادہ طاقت رکھتے تھے۔ مسیح اِسوقت ذرا خطرہ سے الگ ہوا تاکہ اُسکے کام میں ہرج نہ ہو اور وہ تھوڑا سا وقت صلیب تک جو اُس نے اپنے خاص کاموں کے لئے چُن لیا تھا اِن حاسدوں کے ہنگامہ میں برباد نہو جائے اِسلئے (جلیل کو پھر گیا) ہیرودیس کے ملک میں آگیا۔ اور یہہ کچھ بزدلی اور ڈر سے بھاگنے کی بات نہ تھی کیونکہ بڑے بہادر لوگ بھی مناسب وقت پر طرح دیجایا کرتے ہیں اور یہہ حکمت و دانائی ہوتی ہے۔ اِسی اصول پر اُس نے ہمیں بھی یہہ تعلیم دی ہے کہ بعض وقت طرح دیجائیں (متی ۱۰-۲۳) ہاں اگر وہ تعلیم دینا چھوڑ دیتا یا پہلی چال کو چھوڑ کر دوسری چال چلنے لگتا جیسے محمد صاحب نے کیا تو وہ ہمیشہ حقیر گنا جاتا۔ یہہ تو ایسی بات ہوئی کہ جیسے جب وحشی بیل آدمی کے مارنے کو سینگ ہلاتے ہیں تو ہوشیار آدمی ذرا ہٹ جاتے ہیں اِس لئے مسیح بھی وہاں سے ہٹ گیا اور جلیل میں ہیرودیس کے عمل میں چلا گیا (لوقا ۳-۱) (ف) لکھا ہے کہ پھر گیا یعنے دوسری دفعہ وہاں چلا گیا

پہلی دفعہ وہاں جانے کا ذکر (۱-۴۳) میں ہے اور یہاں دوسری دفعہ کا ذکر ہے (ف) مرقس اور لوقا وہاں جانے کا دوسرا سبب بھی بتلاتے ہیں یعنے یہہ کہ اُسنے سُنا تھا کہ یوحنا قید خانے میں ڈالا گیا ہے (مرقس ۱-۱۴ لوقا ۴-۱۴) اِس سے معلوم ہوا کہ اب یوحنا کا کام بند ہوگیا تھا اور اُس کے شاگرد بھی مسیح کے پاس آگئے تھے تب مسیح خوف خطرہ سے امن میں رہنے کو جلیل کی طرف چلا گیا

۴ (۴) اور ضرور تھا کہ وہ سامریہ سے ہو کے جاوے

(سامریہ) یہہ علاقہ یہودیہ اور جلیل کے درمیان واقع ہے اسوری لوگوں نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا اور یہودیوں کے ساتھ مل گئے تھے (ضرور تھا) اِسلئے کہ وہ راستے میں تھا اور اِس لئے بھی ضرور تھا کہ اس عورت کی جان بچاوے

۵ (۵) تب وہ سامریہ کے ایک شہر میں جو سوکار کہلاتا ہے اُس ملکیت کے نزدیک جو یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کو دی تھی آیا

(سوکار) یا سوخار اُسکا نام ہے اور اُسی کو سکم بھی کہتے ہیں پھر اِس کا نام نیاپلس ہوگیا تھا اور اب اُسے نیلوس کہتے ہیں (ملکیت) یہاں یعقوب نے حمور سے کھیت مول لئے تھے اور سب سے پہلے یہاں ابراہیم نے قربانگاہ بنائی تھی اور اِسی جگہہ ابراہیم کو خداتعالیٰ نظر آیا تھا (پیدائش ۱۲-۶) اور جب یعقوب یہاں آیا تھا تو اُس نے حمور سے یہاں کی زمین مول لی تھی ۔ اور یہاں کے بادشاہ کے بیٹے نے مسماۃ دینا بنت یعقوب کو ناپاک کیا تھا (پیدائش ۳۳-۱۹) اور یہہ ملکیت یعقوب نے یوسف کو بخشی تھی (پیدائش ۴۸-۲۲) بنی اسرائیل نے یوسف کی ہڈیاں مصر سے لا کے یہاں دفن کی تھیں (یشوعہ ۲۴-۳۲) اور یوسف کے بھائی بھی وہاں مدفون ہیں (اعمال ۷-۱۶) اور کسی وقت میں یہہ شہر ابیملک کا پایہ تخت تھا یہہ قصبہ مضبوط اور باحصار تھا اُسکے چوگرد شہر پناہ تھی ۔ اِسی جگہہ میں برکتیں اور لعنتیں بنی اسرائیل کو سُنائی گئی تھیں ۔ اور ایک وقت میں یربعام نے اسے آباد کیا تھا (۱ سلاطین ۱۲-۲۵) (ف) کفرناحوم جو بڑا شاندار شہر آسمان تک سربلند ہوا تھا دوزخ میں گرایا گیا ہے اُس کا نشان بھی اب نہیں ہے ۔ پر سوکار کے لوگوں نے مسیح کی باتیں سُنیں اور اُسے قبول کیا اب تک وہ جگہہ قایم ہے اور تخمیناً آٹھ ہزار باشندوں سے وہ اِسوقت آباد ہے (ف) کوئی کہتا ہے کہ سوکار ایک چھوٹے سے گانوں کا نام ہے جو یعقوب کے کنوئیں کے پاس ہے اور سکم دوسرا قصبہ ہے اور یہہ دونوں پاس پاس صرف ۲ میل کے فاصلہ پر ہیں

(۶) اور یعقوب کا کنواں وہیں تھا چنانچہ یسوع سفر سے ماندہ ہوکے اُس کنوئیں پر یوں ہی بیٹھا یہہ چھٹی گھڑی کے قریب تھا

(یعقوب کا کنواں) شاید یعقوب نے کھودا ہوگا جیسے ابراہیم نے کھودا تھا (پیدایش ۲۱- ۳۰) یا اس سبب سے کہ یعقوب اور اُسکے بیٹوں اور چارپایوں نے وہاں سے پانی پیا ہی اسلئے اسکا کنواں کہلایا (آیت ۱۲) (ف ۱) یہہ کنواں اسوقت تک موجود ہی نبلوس شہر سے وادی کے مُنہہ پر پچھم کی طرف صرف گھنٹہ کی مسافت ہی پہلے وہ (۱۰۵) فٹ گہرا تھا اب (۷۵) فٹ گہرا ہی اور اُسکا حلقہ (۹) فٹ ہی (ف ۲) اسوقت لوگ اُس کنوئیں سے پانی نہیں نکالتے ہیں مگر زندہ پانی کا سوتا جو مسیح نے وہاں کھولا تھا سب توبہ کرنیوالوں گنہگاروں کی روح کی پیاس کو بجھاتا ہی اب تک جاری ہی اور آخر تک رہیگا اور ہر ملک کے لوگ اُس سے روحانی پانی پیتے ہیں یعنے اِس تعلیم سے زندگی حاصل کرتے ہیں

(یسوع ماندہ ہوکے) اِسلئے کہ وہ حقیقی انسان بھی تھا اور ساری خاصیت انسان کی سوا گناہ کے اُس میں تھی وہ ساری باتوں میں ہماری مانند تھا (ف ۳) یسوع ہمیشہ پیدل سفر کرتا تھا لیکن نہیں لکھا کہ کبھی سواری میں آسنے سفر کیا ہو جب مرنے کو گیا تو ایک خاص سبب سے ذراسی دیر گدھی کے بچے پر سوار رہا تھا اور کبھی کبھی کشتی میں بھی سوار ہوا ہی اور سب سفر اُسنے پیادہ پا کئے ہیں اسوقت ہم لوگ اکثر نازک طبیعت ہیں انگریزی دستور پر نظر کرکے بغیر سواری کے باہر نہیں جاتے ہیں تو بھی یہہ گناہ نہیں ہی لیکن ہمیں چاہئے کہ کسی وقت غریبی کے سبب اگر پیادہ پا سفر کریں تو شرماویں نہیں اور وہ جو سواری پر چلتے ہیں پیادہ پا چلنیوالوں کو حقیر نہ جانیں دیکھو خداوند پیادہ پا چلتا تھا (ماندہ ہوگیا) یعنے تھک گیا کیونکہ اُسنے ۶ گھنٹہ تک برابر سفر کیا تھا صبح سے چلا تھا اور بارہ بجے دوپہر کے وقت اس کنوئیں پر پہونچا تھا - موسم تو سردی کی تھی شاید دسمبر یا جنوری مہینے کی بات ہی کیونکہ فصل کے کاٹنے میں چار مہینے باقی تھے (ایت ۳۵) پس دوپہر کے وقت بہت گرمی تو نہ ہوگی (چھٹی گھڑی) یعنے سورج کو نکلے ہوئے چھہ گھنٹے گذر گئے تھے آدھا دن آگیا تھا (یوں ہی بیٹھا) یعنے جیسے کہ وہ چلا جاتا تھا چلتا چلتا ذرا ستانے کو بیٹھ گیا تھا اور اُسوقت اکیلا ہی تھا اگرچہ پہلے راہ میں شاگرد ساتھہ ساتھہ آئے تھے پر جب اِس بستی کے نزدیک پہونچے تو شاگرد بستی میں کھانا لینے کو چلے گئے اور وہ اُنہیں شاید اپنا پتہ بتلاکے کنوئیں کی طرف کو چلا گیا (آیت ۸)

اکثر مسافر ایسے موقع پر نئی جگہہ اور نئے آدمی دیکھنے کو بستی میں جایا کرتے ہیں مگر مسیح خداوند اکیلا رہنا بہت پسند فرماتا تھا ہمیں بھی مناسب ہی کہ بعض وقت اکیلے ہوکے خدا سے باتیں کریں پر نہیں مناسب ہی کہ راہبوں کی مانند گوشہ نشین یا صحرا پسند ہوجائیں

مسیح نے ایسی باتیں نہیں کی ہیں اُسکا پہلی آمد میں ایک خاص کام تھا اور اُس نے اُسے اچھی طرح سے کیا ہے اور ہمارا بھی دنیا میں ایک خاص کام ہے جسکے لئے ہمیں ضرور ہے کہ لوگوں میں جائیں اور مسیح کو ظاہر کریں

(۷) تب سامریہ کی ایک عورت پانی بھرنے آئی یسوع نے اُس سے کہا مجھے پینے کو دے

(سامریہ کی) یعنے ملک سامریہ کی یا شہر سامریہ کی جو یہاں سے ۶ میل ہے (ف) شاید کوئی کہے کہ یہہ عورت اِس یعقوب کے کنوئیں پر پانی بھرنے کو کیوں گئی تھی سکم میں بہت پانی ہے اور وہاں بہت اچھا چشمہ جاری ہے وہاں سے پانی کیوں نہیں لیا۔ جواب یہہ ہے کہ کنواں جو وہاں ابتک موجود ہے ضرور پانی کی حاجت کے لئے کھودا گیا ہے اور سب کنوئیں اسی لئے کھودے جاتے ہیں کہ وہاں پانی کی حاجت ہوتی ہے ضرور اسوقت وہاں پانی کے لئے اُس کنوئیں کی حاجت تھی اور سکم کے چشمہ کا پانی جو اِسوقت اچھا ہے شاید اُسوقت اچھا نہ ہوگا اِسلئے وہ عورت نزدیک کے چشمہ کو چھوڑ کر ذرا دور اُس کنوئیں پر پانی بھرنے آئی تھی۔ اور یہہ بات صاف ظاہر نہیں ہے کہ کہاں سے چلکر یہاں آئی تھی صرف اتنا لکھا ہے کہ عورت سامری تھی شاید کسی کھیت میں سے یہاں آئی یا سکم میں سے (ایک عورت) یہہ عورت بدکار تھی مثل کسبی کے (آیت ۱۸) (پانی بھرنے آئی) خدا کی تلاش میں نہیں آئی تھی اِس کا خیال بھی نہ تھا کہ وہاں جاکے الٰہی رحم کو پاویگی (یسعیاہ ۶۵-۱) میں نے اُن کی طرف توجہ کی جنہوں نے مجھ سے نہ مانگا اُنہوں نے مجھے پایا جنہوں نے مجھے نہ ڈھونڈھا (ف۲) پس معلوم کرنا چاہئے کہ ہمارے سارے کام اور سب حرکات و سکنات الٰہی ہدایت پر موقوف ہیں (ف۳) راحیل نے اپنے شوہر یعقوب کو کنوئیں پر پایا تھا (پیدایش ۲۹-۱۹) اور ربقہ نے اضحاق کو کنوئیں پر پایا تھا (پیدایش ۲۴-۱۵) اور موسیٰ نے بھی اپنی بی بی کو کنوئیں پر پایا تھا (خروج ۲-۱۶ و ۱۷) یہاں مسیح خداوند غیر قوموں کی کلیسیا کے نمونہ کو جو تمام کلیسیا میں ملکے اُس کی دلہن ہے کنوئیں پر پاتا ہے (ف۴) یہہ بات یاد کرنے کے لائق ہے کہ خداوند مسیح نے کبھی شادی نہیں کی ہے اِسکا سبب یہہ تھا کہ وہ نہ صرف ابن آدم ہی تھا مگر ابن اللہ بھی تھا اور ساری بیگناہ انسانیت کا سر تھا اِس سبب سے کوئی گنہگار عورت جو حوّا کی بیٹی ہے اُسکے لایق نہ تھی مگر تمام مقدّس کلیسیا اِس لایق ہے کہ اُسکی دلہن ہووے جسمانی طور سے نہیں مگر روحانی طور سے

(یسوع نے اُس سے کہا) یعنے وہ اُس سے بولا اور جب وہ بڑے معلمان سے الگ ہوا تو اُس نے اِس عورت کو انجیل سُنائی اور اِس عورت نے اُسے قبول بھی کیا (ف) مسیح خداوند نے عورتوں سے اور بچّوں سے بھی باتیں کی ہیں عورتیں اُس کی محبت کے معجزوں سے اور اُس کی نصیحتوں سے اور اُس کی نرم آواز سے اور اُس کی حلیم و پاکیزہ روح سے اُس کی طرف کھینچی گئی تھیں اور نہایت ادب و عزت اور تعجب کے ساتھ اُس سے بولیں دیکھو وہ کنعانی عورت اور یہہ سامری عورت اور

مریم ومارتھا اور مریم مجدلینی اور ایک اور بدکار عورت (۸ باب) اُسکے ساتھ کس طرح سے باتیں کرتی ہیں تمام واقعات جو عورتوں کے ساتھ گذرے اُنمیں ذرا بھی کہیں کوئی نشان بُرائی کا نہیں ہے پر یہہ بات ہر کہیں ظاہر ہے کہ جب اُسنے عورتوں سے باتیں کی ہیں تو اپنی الوہیت کو زیادہ ظاہر کرکے نہایت پاکیزگی اور دلکش طور سے بولا ہے (ف ۲) یہہ بات مسیح کے پیش نظر تھی کہ آدمی کی نیک حالت اُس کی شادی پر موقوف ہے اور اسی لئے عیسائی دین کا بنیادی قانون شادی ہے اور اُسنے طلاق سے منع کیا پاکیزگی سکھلانے کے لئے اور وہ زناکاری کی جڑ کو آدمیوں کے دلوں کی پوشیدہ جگہہ میں سے بھی نکالتا ہے یعنے انسانی خیالات اور مرضی میں سے بھی اور کثرت زوجات سے بھی وہ مانع ہے (مجھے پینے کو دے) مسیح نے کبھی کوئی چیز کسی آدمی سے نہیں مانگی ہاں جب وہ صلیب پر تھا تب ہی پانی مانگا تھا پر دنیا نے اُسے ایک پیالہ ٹھنڈھے پانی کا بھی نہ دیا اور یہاں پر بھی اُسنے پانی مانگا ہے اور اسلئے مانگا ہے کہ اُسے کچھہ دیوے۔ دیکھو وہ جس نے ہزار چشمے پانی کے اپنی قدرت سے بھر رکھے ہیں پیاسا ہوکے آدمیوں سے پانی مانگتا ہے اور یعقوب کے کنوئیں پر جاکے مانگتا ہے ظاہر میں پانی کا پیاسا ہے پر حقیقت میں اس غریب گنہگار عورت کی جان بچانے کا پیاسا ہے (ف) کبھی کبھی خدا ہم سے کچھہ خدمت مانگتا ہے نہ اپنے فائدہ کے لئے مگر ہمارے فائدہ کے لئے جب کوئی عیسائی ہوتا ہے تو فوراً خدا اُس سے خدمت مانگتا ہے اُسی شخص کے فائدہ کے لئے یہہ ہے (ف) مسیح ایک سامری عورت سے پانی مانگتا ہے اور وہ اُس تعصب کو دور کرتا ہے جو یہودیوں کو غیر قوموں کی طرف ہے اور وہ سب تعصب جو عورتوں کے ساتھ لوگوں کو ہیں اور گرے ہوؤں کے ساتھہ نیک لوگوں کو ہیں اور سب ملکی اور مذہبی تعصبوں کو ہٹاتا ہے (ف ۹) اگسطین صاحب کہتے ہیں کہ یہہ سامری عورت کلیسیا یا غیر قوم کا نمونہ تھی

(۸) کیونکہ اُس کے شاگرد شہر میں گئے تھے کہ کچھہ کھانے کو مول لیں ۸

یعنے بظاہر یہہ وجہہ پانی مانگنے کی ہوئی کہ شاگرد سب کے سب شہر میں گئے تھے اگر وہ حاضر ہوتے تو وہی اُس کے لئے پانی حاضر کرتے اِسوقت وہ حاضر نہ تھے تب خداوند نے اُس عورت سے پانی مانگا کیونکہ خداوند کے دل میں تعصب نہ تھا لیکن حقیقی وجہہ اِس سوال کی وہی ہے کہ خداوند اُس عورت پر اور اُس شہر پر آپ کو ظاہر کیا چاہتا تھا کہ میں مسیح جہان کا نجات دہندہ ہوں اور بہت ہی اچھی طرح مسیح اُس عورت کے خیالات کو اپنے منشا کی طرف لیگیا

(۹) سامریہ کی عورت نے اُسے کہا کہ کیونکر تو جو یہودی ہے مجھہ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے ۱
کو مانگتا ہے کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے ہیں

عورت کو تعجب آیا کہ یہہ شخص جو یہودی ہی مجھہ سے پانی مانگتا ہی حالانکہ میں اُسکے قوم کے سامہنے ایک نفرتی اور ناپاک عورت ہوں

جیسے ہمارے ملک میں چوڑھے چماروں سے برہمن نفرت کرتے ہیں ویسے ہی یہودی سامریوں سے نفرت کرتے تھے پر یہہ شخص جو لباس سے اور رنگ و روپ و شکل سے یہودی نظر آتا ہی مجھہ سے پانی مانگتا ہی اور یہہ اُسکا تعجب درست بھی تھا اُنکے رواج کے موافق

یہودیوں کو سامریوں سے نفرت تھی اُنہیں اجنبی لوگ جانتے تھے (لوقا ۱۷-۱۸) اگرچہ اِن لوگوں نے کچھہ کچھہ یہودی مذہب کو قبول تو کر لیا تھا مگر یہودی ہیکل کی مخالفت میں ایک جُدی ہیکل کوہ گرزیم پر بنا رکھی تھی (۲ سلاطین ۱۷-۲۴ لوقا ۹-۵۲ و ۵۳ و اعمال ۸-۲۵) اور پہلے مسیح نے بھی فرمایا تھا کہ اُن کی طرف نہ جانا (متی ۱۰-۵) اور یہہ اسلئے تھا کہ یہودیوں کو پہلے بشارت دینا واجب تھا اور بعد اسکے غیر قوموں کو لیکن مسیح نے یہہ ہرگز نہیں کہا کہ سامریوں کو ہمیشہ بالکل حقیر سمجھنا

دیکھو وہ خود یہاں سامری عورت سے باتیں کرتا ہی اور اُسے برکات سے بھر دیتا ہی اور یہودیوں کے غرور کو توڑ ڈالتا ہی دیکھو جہاں دس کوڑھیوں کا ذکر ہی کہ وہ صاف ہو گئے تھے وہاں شکر گذار آدمی ایک سامری تھا ـ اور ایک اچھے سامری کی تمثیل بھی مسیح نے سُنائی ہی (لوقا ۱۰-۳۰) عورت اِن باتوں کو نہیں جانتی تھی اِس لئے اُسنے تعجب سے یہہ سوال کیا

۱۰ (۱۰) یسوع نے جواب میں اُس سے کہا اگر تو خدا کی بخشش کو اور اُسکو جو تجھہ سے کہتا ہی کہ مجھے پینے کو دے پہچانتی کہ وہ کون ہی تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے جیتا پانی دیتا

(خدا کی بخشش کو) اگر تو جانتی یعنے مجھے جانتی کیونکہ میں خدا کی بخشش ہوں (۳-۱۶) خدا کی بڑی بخشش جو جہان کو عطا ہوئی ہی مسیح ہی اور سب بخششیں اُس میں مندرج ہیں مثلاً روح القدس کی بخشش اور زندگی و نجات کی بخشش وغیرہ سب کچھہ مسیح میں ہی (اور اُسکو) یہہ بیان ہی اُس بخشش کا کہ وہ بخشش کون ہی وہی شخص ہی جو تجھہ سے پانی مانگتا ہی جس کو تو نے مثل سب یہودیوں کے ایک یہودی آدمی سمجھا ہی اور نہیں جانا کہ وہ کون ہی وہ تو خدا کا اکلوتا بیٹا ہی جو جہان کو بخشا گیا ہی (تو تو اُس سے مانگتی) دیکھو وہ سب لوگ جو مسیح سے کچھہ نہیں مانگتے ہیں اِسکا سبب یہی ہی کہ مسیح کو نہیں جانتے (ف) یہاں مسیح پسند کرتا ہی کہ اُس سے دعا مانگی جاوے وہ اجازت دیتا ہی کہ اُس سے سب لوگ مانگیں اور سب سے اچھی نعمتیں مانگیں (۷-۷)

(وہ تجھے دیتا) یعنے میں آپ دیتا کوئی پیغمبر ایسا نہیں کہہ سکتا کہ میں آپ دیتا کسی کو اختیار دینے کا نہیں ہی سوائے خدا کے پر مسیح خدا ہی اسلئے خود دیتا ہی کیا دیتا (جیتا پانی) یعنے روح القدس یا اندرونی زندگی جو مسیح سے نکلتی ہی مسیح آپ آبحیات

کاسوتاہی اور آبحیات سے حیات ابدی مراد ہی (زبور ۶۸-۲۶) میں جو لکھا ہی اسرائیل کا چشمہ اُس سے مراد مسیح ہی اور (یشعیا ۱۲-۳) میں اسکا کچھہ مفصل ذکر ہی۔ جب مسیح آیا تو اُس نے کہا کہ میں زندگی کے پانی کا سرچشمہ ہوں مجھہ پر ایمان لانیوالوں کے بدن سے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی جیسے کہ نبیوں کی کتابوں میں خبر دی گئی ہی (۷-۳۸) (ف) مسیح یہہ پانی سب ایمانداروں کو عنایت کرتاہی اور وہ اِس سے سیراب ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی سیراب کرتے ہیں اور یہہ پانی برابر جاری رہتاہی آخر کو یہہ سب لوگ ابدی زندگی کے سمندر میں پہونچینگے

11 (۱۱) عورت نے اُس سے کہا اے خداوند تیرے پاس کھینچنے کو کچھہ نہیں اور کنواں گہرا ہی پھر تونے وہ جیتا پانی کہاں سے پایا

یہہ اعتراض اُسی قسم کا ہی جیسے نیقودیمس نے کیا تھا (۳-۴) مسیح روحانی باتیں بولتاہی اور وہ جسمانی باتیں بولتے ہیں دیکھو لوگ خواہ بے علم ہوں خواہ عالم ہوں روحانی باتوں کے سمجھنے میں برابر ناداں ہیں روحانی باتوں کے سمجھنے کے لئے ایک اور ہی قسم کی عقل درکار ہی جو خدا بخشتاہی اُنکو جو چاہتے ہیں عیسائیوں کو بھی روحانی باتوں کی سمجھہ آہستہ آہستہ آتی ہی اور وہ لوگ جو اِن باتوں کو نہیں سمجھتے عیسائیوں کو ناداں بتلاتے ہیں کیونکہ یہہ لوگ روحانی باتیں بولتے ہیں پر وہ جسمانی تقریر کرتے ہیں اور وہ جو ذرا سنجیدگی سے سُنتے ہیں اور فکر سے سمجھتے ہیں وہ عیسائی بھی ہو جاتے ہیں اور اپنی گذشتہ نادانی سے ہمیشہ افسوس کرتے ہیں (کنواں گہرا ہی) اُسوقت ۳۵ گز رسی جاتی تھی اور پانچ گز گہرا پانی تھا اور مسیح کے پاس رسّی ڈول کچھہ نہیں تھا اور عورت سمجھی تھی کہ اُسنے اسی کنوئیں سے جیتا پانی نکالاہی

12 (۱۲) کیا تو ہمارے باپ یعقوب سے جس نے ہمکو یہہ کنواں دیا اور خود اُس نے اور اُس کے بیٹوں نے اور اُس کے چارپایوں نے اُس سے پیا بڑا ہی

(باپ یعقوب) سامری عورت یعقوب کو اپنا باپ بتلاتی ہی اِس لئے کہ کچھہ کچھہ یہودی دین کو قبول کرلیا تھا اور سامری لوگ یہودیوں کے ساتھہ رشتہ داری کے مدعی تھے مگر اقبالمندی کی حالت میں رشتہ داری کا دعویٰ کرتے تھے اور دُکھہ مصیبت کیوقت الگ ہو جاتے تھے (پیا) یعقوب اور اُسکے فرزندوں و چارپایوں نے (ہمکو دیا) یعنے ہمارے فایدہ کے لئے چھوڑا ہی (بڑا ہی) کیا تو اُس سے بھی بڑا ہی یعقوب کی بزرگی اِس عورت کے خیال میں بہت تھی اِسی لئے تو کہتی ہی کہ کیا تو یعقوب سے بڑا ہی جس نے معہ اپنی اولاد اور مویشی کے اِس کنوئیں سے پانی پیا اور اُسکے پانی سے خوش تھا مگر تو اِس سے بہتر کوئی اور پانی بتلاتاہی جسے جیتا

پانی کہتا ہی پس معلوم ہوا کہ تو اُس سے بھی بڑا ہونے کا مدعی ہی (ف) اگر کوئی غور کرے تو معلوم کریگا کہ مسیح خداوند پہلے باب میں یوحنا اصطباغی سے بڑا ہی اور دوسرے باب میں وہ ہیکل سے بڑا ہی تیسرے باب میں سب معلمان دین سے بڑا ہی اور نیقودیمس کو سکھلاتا ہی چوتھے باب میں یعنے یہاں یعقوب سے بڑا ہی پانچویں باب میں فرشتوں سے بڑا ہی چھٹے باب میں من سے زیادہ وہ حقیقی روٹی ہی آٹھویں باب میں ابراہیم سے بڑا ہی

۱۳ (۱۳) یسوع نے جواب دیا اور اُس سے کہا جو کوئی یہہ پانی پیئے پھر پیاسا ہوگا

ندیوں اور دریاؤں اور کنوؤں سے کبھی آدمی کی مطلق پیاس نہیں بجھتی تھوڑی دیر کے لئے جسمانی پیاس بُجھ جاتی ہی اور پھر پیاس لگتی ہی اور روحانی پیاس تو مطلق نہیں بُجھتی ہی اِسی طرح نفسانی خواہشوں کی ندیوں سے اور دولت و عزت و علم کی ندیوں سے روحانی پیاس نہیں بُجھتی ہی آخر کو یہہ سب بطلان ثابت ہوتا ہی (واعظ ۲ باب ۱ سے ۱۱) تک پڑھو۔ اگرچہ یہہ حال صاف ظاہر ہی تو بھی لوگ دنیاوی ندیوں سے پانی نکالنا چاہتے ہیں روحانی پیاس کے لئے تیرتھوں اور مزاروں اور آب زمزم وغیرہ کے پاس جاتے ہیں اور تکلیف اُٹھاتے ہیں لیکن اُس چشمہ کے پاس کم آتے ہیں جس سے ہر ہستی موجود ہی جو سب ہستیوں کا مدار ہی اور وہ یسوع مسیح خداوند ہی (ف) یہاں مسیح نے اِس کنوئیں کے پانی کا مقابلہ اُس روحانی زندگی کے پانی کے ساتھ کیا ہی جسے وہ دینا چاہتا تھا تاکہ اچھی طرح اِس بھید کو سمجھا دے

۱۴ (۱۴) پر جو کوئی وہ پانی جو میں اُسے دونگا پیئے وہ ابد تک پیاسا نہوگا بلکہ جو پانی میں اُسے دیتا ہوں اُسمیں پانی کا سوتا ہو جائیگا جو ہمیشہ کی زندگی تک جاری رہیگا

(ابد تک پیاسا نہوگا) اگرچہ ہمیشہ زیادہ زیادہ مانگتا رہیگا مگر اُسے کبھی اچھی چیز کی جو اُسے ضروری حاجت نہ رہیگی وہ اپنی روح میں حقیقی آسودگی دیکھیگا (۶-۳۵ مکاشفات ۷-۱۶ و ۲۱-۶) وہ پانی جو مسیح سے لیکے اُس نے پیا ہی اُس کی ہر حاجت کو دور دفع کریگا

مطلب یہہ ہی کہ اُس کے دل میں کوئی ایسا تقاضا نہوگا جو انجیل سے آسودہ نہ ہوا اور فراوانی سے روح میں آسایش نہ پاوے (پانی کا سوتا ہو جائیگا) یعنے میرا دیا ہوا پانی اِس دنیاوی پانی کی مانند فانی تاثیر نہ کریگا وہ چونکہ جیتا پانی ہی جو مرتا نہیں اُس آدمی کے اندر قایم دایم رہیگا سوتا ہوکے تب وہ آدمی خود چشمہ اور نہر ہوگا جو کبھی پیاسا نہیں ہوتا ہی (جو ہمیشہ کی زندگی تک جاری رہیگا) اُس سے زندہ پانی کی ندیاں جاری ہو جاوینگی (۷-۳۸ و ۳۹) یہہ بیان روح القدس کا ہی کہ میں اُسے روح القدس دونگا جو زندہ

خدا ہے اور وہ اُس کی روح میں ابد تک رہیگا (ف ۱) خدا کی روح آدمی کی روح کے ساتھ ایسا کرتی ہے کہ اُسکے فہم کو درست کرکے اور اُسکی مرضی میں حرکت دیکے اور تمیز کو پاک کرکے اور اُس کی محبت کو اُسکا کے آدمی کو مثل نہر کے فیض بخش کر دیتی ہے اور وہ الٰہی زندگی میں جو غیر فانی ہے داخل ہوکے دوسروں کی زندگی کا باعث ہو جاتا ہے (ف ۲) دیکھو خدا کی روح مثل کسی تالاب کے کھڑا ہوا پانی نہیں ہے مگر اُچھلتا ہوا چشمہ ہے ہمیشہ نیک کاموں کے لئے ہماری ارواح میں حرکت کرتا ہے اور سب طاقتوں اور خواہشوں میں زندگی ڈالتا ہے اور آدمی کو بہتا ہوا چشمہ بناتا ہے جیسے نہر سمندر تک بہتی ہے ویسی ہی اس پانی کی زندگی و تازگی اُس بڑے سمندر تک جاری ہے جو سب ہستیوں کا سرچشمہ ہے (ف ۳) یہاں چار باتوں کا ذکر ہے اول آنکہ اُسے پی کے پھر کوئی پیاسا نہیں ہوتا دوم جب پیا جائے تو سوتا ہو جاتا ہے سوم یہہ سوتا خوشی سے اور فراوانی سے بہتا ہے چہارم ابدی زندگی تک اُچھلتا ہے (ف ۴) روح القدس کی رفاقت سے آدمی الٰہی زندگی کے کام کرنیوالا ہو جاتا ہے اور آنیوالے جہان میں خدا کے ساتھ ابدی رفاقت حاصل کرتا ہے پس فکر کرو کہ انجیل کی تعلیموں میں سب سے زیادہ بھاری بات یہہ ہے (ف ۵) مسیح نے جب نیقودیمس سے باتیں کیں تو اُسے آزاد روح کی بات سُنائی تھی جس سے نیا جنم ہوتا ہے اور یہہ اِسلئے کہا تھا کہ وہ رسوم کی قید میں تھا پر اِس بے آرام عورت کے سامھنے ابدی زندگی کے سمندر کو پیش کیا جو اُسی روح القدس سے ہے

15 (۱۵) عورت نے اُس سے کہا اے خداوند یہہ پانی مجھہ کو دے کہ میں پیاسی نہوں اور نہ پھر بھرنے کو یہاں آؤں

(یہہ پانی مجھہ کو دے) اِس پانی کے لئے اُس کی روح نے آہ ماری جیسے ہزارہا عورت مرد آج بھی ہیں جو اِس پانی کے لئے آہ مارتے ہیں کیونکہ اُن کی روح کی پیاس کبھی کبھی بھڑکتی ہے اور کبھی کچھہ نہیں پاتے ہیں۔ اِنسان کا گنہگار دل تمنا کرتا ہے اور آسودہ نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس پانی کو نہ پیوے (اور پھر بھرنے کو یہاں نہ آؤں) اب تک روحانی پیاس کو نہیں سمجھی اُسی جسمانی پیاس کا خیال ہے تو بھی اُس روحانی پانی کی صفت سُنکے اُس کے لئے شوق ظاہر کیا ہے۔ وہ عورت گناہ کے نشہ میں پست حال ہو گئی تھی جب اُسے مسیح سے کچھہ کچھہ سیدھی راہ معلوم ہوئی تب کچھہ ہوش آیا اور پاکیزگی مانگتی ہے اور یقین ہے کہ اُسنے زندگی اور فضل کی برکت مسیح سے پاکے دل میں آسودگی پائی تھی

16 (۱۶) یسوع نے اُس سے کہا جاکے اپنے شوہر کو بُلا اور یہاں آ

عورت نے دعا کی تھی کہ اے خداوند یہہ پانی مجھہ کو دے اب مسیح اُسے وہ جیتا پانی دیتا ہے مگر چاہتا ہے کہ پہلے اُس میں اُسکے

گناہ کا الزام اور مسیح پر ایمان اُسکا قایم ہوتا کہ یہہ پانی پاوے اِسلئے فرماتا ہو کہ اپنے شوہر کو بُلا وہ جانتا ہو کہ اُس کا کوئی شوہر نہیں ہو اور کہ وہ بدکار عورت ہو اُس کی ساری زندگی سے وہ اُسکا خالق واقف تو ہو اور اُس کے سب کام اور سب خیال بھی اُسکے پیش نظر ہیں مگر اپنی عالم الغیبی اُسپر ظاہر کر کے چاہتا ہو کہ وہ مجھے پہچانے کہ میں کون ہوں اور وہ آپ کو بھی پہچانے کہ میں کیسی گنہگار ہوں (ف) یہہ حکم کہ جا اور اپنے شوہر کو بُلا اور یہاں آ ایک سلائی تھی جو عورت کے گہرے ناسور کی تھاہ تک پہونچی یا ایک نشتر تھا جس سے اُس کے مواد کا اخراج ہوا تمیز جاگ اُٹھی دلی حالت کا پردہ ہٹ گیا اور عیب برہنہ ہوگئے

17 (۱۷) عورت نے جواب دیا اور کہا کہ میں بے شوہر ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ تو نے درست کہا کہ میں بے شوہر ہوں

(بے شوہر ہوں) یعنے نکاح کا شوہر کوئی نہیں ہو (تو نے درست کہا) مسیح اُس کا سارا حال جانتا تھا اور یہہ بھی اُسے معلوم تھا کہ غیر نکاح کا شوہر رکھتی ہو مسیح چاہتا تھا کہ چھری کی دھار دوسری طرف کاٹ کرے اور یہہ چھری اُس کے ہاتھ میں تھی جو بے نہایت محبت اور بے انتہا دانائی ہو اگر اور کوئی نادان حکیم ہوتا یعنے ظاہری شرع کا مُلّا تو اُسوقت اِس عورت کو بڑی ملامت کرتا کافرہ فاسقہ بتلاتا اور کہتا کہ ایسے گناہ کیوں کئے ہیں لیکن مسیح نے فرمایا کہ تو نے درست کہا یعنے گناہ کا اقرار کرنا اچھی بات ہو گنہگاروں کو صاف بولنا چاہئے کہ ہم ایسے گنہگار ہیں (ف) لوگ عبث چاہتے ہیں کہ اپنی گذشتہ حالت کو مسیح سے چھپاویں وہ جو عالم الغیب ہو سب کچھ جانتا ہو اگر ہم اُسکے سامھنے اپنے گناہوں کا پورا اقرار کریں اور توبہ کر کے معافی مانگیں تب ہم بچ جائینگے

18 (۱۸) کیونکہ تو پانچ خصم کر چکی ہو اور وہ جو تو اب رکھتی ہو تیرا خصم نہیں تو نے یہہ سچ کہا

یہہ پانچ خصم یا تو مر گئے ہونگے یا اُن سے طلاق پائی ہوگی اور معلوم نہیں کہ وہ نکاح کے خصم تھے یا ایسے ہی تھے جیسے یہہ چھٹا اب رکھتی ہو کچھہ مفصل ذکر نہیں ہو پر مسیح مفصل حال جانتا تھا کیونکہ وہ خدا ہو اور عورت بھی اپنی حالت سے واقف تھی مسیح نے اُسوقت اُسکی تمیز کو جگا دیا اور اُسکا باطنی حال ظاہر کر دیا (ف) انجیل شریف کی یہہ خاصیت ہو کہ ہر آدمی کی باطنی حالت کو اُس پر ظاہر کرتی ہو ایک دنیاوی عالم کی حکایت ہو کہ وہ بیبل کو بہت پڑھتا تھا پر قایل نہ تھا کہ یہہ خدا کا کلام ہو ایک روز ناگاہ چلّا اُٹھا کہ یہہ ضرور اُسکا کلام ہو جس نے مجھے پیدا کیا کیونکہ وہ میری اندرونی حالت سے ایسا واقف ہو جیسا میرے خالق کو میری حالت سے واقف ہونا چاہئے۔ لاکھوں آدمیوں کا یہی خیال انجیل کی طرف ہو (ف) اگلے بزرگ کہتے ہیں کہ یہہ سامری عورت غیر قوموں کی روحانی

حالت کا نمونہ تھی کیونکہ اُنہوں نے اپنے حقیقی معبود کو چھوڑ دیا ہے اور غیر معبودوں کی پرستش کی ہے دیکھو کیا لکھا ہے (یرمیاہ ۲-۱ حزقیل ۱۶-۳۶ ہوشیع ۲-۱۰ سے ۱۲)

۱۹ (۱۹) عورت نے اُس سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں

عورت نے اپنے گناہ کو مان لیا غصہ نہیں کیا نہ چھپایا نہ عذر کیا نہ کچھ اور حجت اور حیلہ کر کے اپنے عیب پر پردہ ڈالا یہہ عورت ریاکار نہ تھی جیسے حجازی و حنا و صفیرا تھی اور اب تک بہت لوگ ایسے ہیں کہ اپنا گناہ سُن کے غصہ کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں مگر اِس عورت نے جب یہہ سُنا تو کہا (معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں) جسکا کام ہے غیب کی خبر دینے کا اور آپ نے میرا پوشیدہ حال بتلا دیا پس یہہ نشان آپ کی نبوّت کا ہے (گنتی ۱۲-۶) دیکھو عورت نے بجائے اِسکے کہ غصہ کرے یا شرما کے عذر کرے ایک اور ہی بات حاصل کی کہ خداوند کو جسے پہلے ایک یہودی آدمی سمجھا تھا اب نبی پہچانا یہ بڑائی بھی ایک عجیب نعمت ہے اُس نے مسیح کیطرف اعتقاد بڑھایا تاکہ اُس سے اپنے گناہ کا تدارک معلوم کرے اور بچنے کی راہ سیکھے

۲۰ (۲۰) ہمارے باپ دادوں نے اِس پہاڑ پر پرستش کی اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہیئے یروشلم میں ہے

اب وہ مسیح کو ایک نبی جانکر اُس سے ایک سوال کرتی ہے اور اچھا سوال ہے کہ عبادت الٰہی اِس پہاڑ پر کرنا چاہیئے یا یروشلم میں یہہ سوال اُسیوقت اُسکے خیال میں آگیا معلوم ہوتا ہے کہ دیر سے یہہ سوال اُس کے دل میں خلجان ڈالے ہوئے تھا اُس کا دل اپنے گناہوں کے سبب سے شرمندہ تھا اور وہ چاہتی تھی کہ عبادت کرے اور صحیح طور پر کرے تاکہ معافی پاوے پر دل میں سوچتی تھی کہ ہمارے باپ دادے اِس پہاڑ پر عبادت کرتے تھے اور یہودی لوگ حقیقی عبادت گاہ یروشلم میں بتلاتے ہیں پس میں کیونکر معلوم کروں کہ کون سچا ہے پر اسوقت اُسے ایک نبی نظر آگیا اِسلئے فوراً اپنا بھاری سوال اُس سے حل کرنا چاہا اور کہا (ہمارے باپ دادوں نے اِس پہاڑ پر پرستش کی) یعنے کوہ گریزم پر جو سِکم کے نزدیک ہے (پیدائش ۱۲-۶ و ۷ و ۳۳-۲۰) اور اِسی مقام پر موسیٰ نے برکات سُنانے کا حکم بھی دیا تھا (استثنا ۲۷-۲ سے ۱۲) (ف) اِس مقام پر سامریوں نے یہودیوں کی مخالفت میں ایک ہیکل بنائی تھی اور اسکا سبب یہہ ہوا تھا کہ دارا بادشاہ کے وقت میں سامریوں کا حاکم مسمّیٰ حوردنی سنبلت ایک شخص تھا جو قوم سے سامری تھا اور الیاسب سردار کاہن کے بیٹے نے نفسانی غرض سے حکم الٰہی کے خلاف اُس کی بیٹی سے شادی کی تھی اور اِسی سبب سے نحمیاہ نبی نے اُسے نکال دیا تھا (نحمیاہ ۱۳-۲۸) اِس سردار کاہن

کے لڑکے کا نام جو خارج ہوا تھا منسی تھا اور یہہ اُسوقت خارج ہوا تھا جب یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جنہوں نے غیر قوم کی عورتیں لی ہیں خارج کئے جائیں (عزرا ۱۰-۲) پر بعض لوگوں نے اجنبی عورتوں کو چھوڑ دیا تھا اور وہ خدا کی کلیسیا سے خارج نہوئے تھے اور جنہوں نے نہیں چھوڑا وہ خارج کئے گئے تھے۔ حوردنی سنبلت نے منسی اپنے داماد سے کہا کہ تو میری لڑکی کو مت چھوڑ اُسے طلاق ندے اگر تو میری بیٹی کو رکھیگا تو اگرچہ تجھے یروشلم کی کلیسیا خارج بھی کرے پر میں تجھے سردار کاہن بناؤنگا اور تیرے واسطے ایک جُدی ہیکل کوہ گریزم پر بناؤنگا جیسی یروشلم کی ہیکل یہودیوں کے پاس ہی پس یہہ لڑکا منسی اُس کی طرف چلا گیا اور وہاں اُس کے لئے اُس حاکم نے جو اُسکا خسر تھا ایک ہیکل طیار کی اِس دلیل سے کہ یہاں یعقوب پیغمبر نے عبادت کی ہی اور بہت لوگ بھی اُنکے ساتھ ملگئے تھے اور سکندر بادشاہ کی مدد سے اُنہوں نے وہ ہیکل بنائی تھی اور منسی مذکور وہاں کا سردار کاہن ہوا تھا اور اِسی منسی کا بھائی مسمی جدوس یروشلم کا سردار کاہن تھا اور یہہ نئی ہیکل دوسو برس تک قایم رہی تھی آخر کو مسمی یوحنا ہرکانوس سردار کاہن نے مسیح سے (۱۲۹) برس پہلے اِس ہیکل کو برباد کر دیا تھا

اِسوقت یہہ سامری عورت جو مسیح سے باتیں کرتی ہی اُسوقت تک (۳۲۹) برس کا عرصہ ہو جاتا ہی کہ آج تک سامری لوگ اُس کی عزت کرتے ہیں اور اُس جگہ کو اب تک اپنا قبلہ جانتے ہیں اور اُس کی طرف منہہ کرکے عبادت کرتے ہیں جیسے یہودی بھی جب یروشلم میں ہوتے ہیں تو ہیکل کی طرف منہہ کرکے عبادت کرتے ہیں (استثنا ۱۲-۱۴ و ۲۶) اور محمد صاحب نے بھی سوا برس تک یروشلم کی ہیکل کو اپنا قبلہ بنایا تھا اور مسلمان اُسکی طرف منہہ کرکے عبادت کرتے تھے پھر حضرت نے کعبہ کو اپنا قبلہ بنایا ہی

اور (تم کہتے ہو) یعنے تم جو یہودی قوم کے لوگ ہو یوں کہتے ہو (کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنا چاہئیے یروشلم میں ہی) بیشک یہودی اِسطرح کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں پر اُسوقت میں بمقابلہ سامری ہیکل کے ۳۲۹ برس تک زور دیکر یہودی کہتے تھے کہ سچی عبادت گاہ یروشلم میں ہی نہ یہہ سامریوں کی ہیکل جو سکم میں ہی اور یہہ دعوی یہودیوں کا سچ اور درست بھی تھا کیونکہ خدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم اُس موعودہ سرزمین میں پہونچوگے تو میں تمہیں وہاں ایک جگہ بتلاؤنگا جہاں تم عبادت کروگے اور وہاں خدا کا ایک گھر ہوگا (استثنا ۱۲-۱۴ و ۲۶ وغیرہ) سو خدا نے اپنے وعدہ کے موافق داؤد پیغمبر پر اور سلیمان پر وہ جگہ ظاہر کی اور اُنہوں نے وہاں خدا کی ہیکل بنائی اور سارے پیغمبر جو آئے اِسپر متفق تھے۔ اور یہہ وہی جگہ تھی جہاں پر ابراہیم نے اپنے بیٹے اضحاق کی قربانی خدا کو چڑھائی تھی اور حقیقی قربانی خدا کو وہاں چڑھائی گئی جب وہاں مسیح خداوند مصلوب ہوا اور اب خوب معلوم ہوگیا کہ یہی خصوصیت اُس سرزمین کی تھی جو بڑی قیمتی خصوصیت تھی

اب عورت کہتی ہی کہ ہمارے باپ دادے ۳۲۹ برس سے اِس کوہ گریزم پر عبادت الٰہی کرتے تھے اور تم یہودی حقیقی عبادتگاہ یروشلم میں بتلاتے ہو آپ مجھے نبی معلوم ہوتے ہیں پس اِس سوال کا جواب دیجئے کہ سچی عبادت گاہ ان دونوں مقاموں میں سے

کون سی جگہہ ہی تا کہ میں جو گنہگار عورت ہوں وہاں جاکے خدا کی عبادت کروں اور اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی پاؤں

۲۱ (۲۱) یسوع نے اُسسے کہا کہ ای عورت میری بات کو یقین رکھہ کہ وہ گھڑی آتی ہی کہ جس میں تم نہ تو اِس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے

یہاں مسیح خداوند عہد جدید کا ایک جلوہ دکھلاتا ہی اور اُسکا جلال ظاہر کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ نہ کوہ گرزیم میں اور نہ ہیکل میں یروشلم کی اور نہ کسی اور جگہہ میں بلکہ اپنے اپنے دل میں خدا کی عبادت اب ہوگی کچھہ خصوصیت کسی مقام کی اب نرہیگی کہ وہاں خدا کی حضوری زیادہ ہو اب ہیکل کا پردہ پیشنیوالا ہی جدائی کی دیوار گر جائیگی کیونکہ ابن اللہ آگیا ہی اور وہ اپنی روح سے سچے عابدوں کے دلوں میں سکونت کریگا اور ہر عابد اُسکی حضوری اپنے دل میں پاویگا اور وہاں اپنی روح سے اُس کی عبادت کریگا۔

اب سامریوں کو ضرورت نہ ہوگی کہ یروشلم میں جاویں بلکہ اپنے ہی مقام میں بیٹھے ہوئے اللہ کو اپنے دلوں میں سکونت پذیر پاوینگے (اعمال ۸-۱۴) (ف) دیکھو گیارہویں بارہویں تیرہویں صدی میں جو لڑائی عیسائیوں نے پاک جگہہ کے لئے کی تھی اُس کی کیا ضرورت تھی اور اب کیا ضرورت ہی کہ شہنشاہ روس مقدس زمین کے لئے لڑائی کریں عیسائیونکی کوئی عبادت گاہ زمین پر نہیں ہی ساری زمین اُنکے سامنے یکساں ہی خدا کی عبادت گاہ اُنکا دل ہی (ف) اوگسطین صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تو پاک جگہہ میں خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہی تو اپنے دل کو ساری بدی سے پاک کرکے وہاں عبادت کر (ف) محمد صاحب کی پیدایش سے ۶سو برس پہلے مسیح نے یہہ عمدہ تعلیم دی ہی اور ہر جگہ کی خصوصیت اُٹھادی ہی پھر محمد صاحب نے جو مکہ اور مدینہ کی خصوصیت نکالی ہی یہہ ترقی سے تنزل ہی یا کچھہ ترقی کی بات ہی اِس پر بھی سوچو کیا ضرور ہی کہ کوئی حج کرے یا یروشلم میں زیادہ قربت کا متلاشی ہوکے جاوے پولس رسول کہتا ہی (۱ تمطاؤس ۲-۸) میں چاہتا ہوں کہ مرد ہر مکان میں بے غصہ اور بے حجت پاک ہاتھوں کو اُٹھاکے دعا مانگیں یعنے ہر جگہ میں دلی صفائی سے عبادت ہووے (ف) دیکھو یہہ عیسائی لوگ جو پاک مقاموں کی محرابوں میں زیادہ قربت کے طالب ہیں اور طرح طرح کے مقدس لباس اور سامان دجبوں میں کچھہ خصوصیت تلاش کرتے ہیں غلطی پر ہیں اُن کی نظر سے مسیح کی یہہ عمدہ تعلیم پوشیدہ ہی جو عیسایت کی جڑ ہی ایسے لوگ اُن چیزوں کو کھودتے اور زمین میں سے نکالتے ہیں جنہیں مسیح نے زمین میں دفن کر دیا ہی یہہ لوگ ایسے ہیں جیسے کوئی دوپہر کی دھوپ کے وقت چراغ سے روشنی کا طالب ہی یا ایسے ہیں جیسے بت پرست جو حقیقی معبود کو چھوڑکے بتوں پر مایل ہیں (میری بات کو یقین رکھہ) یعنے تو نے مجھے نہیں جانا ہی جسکا کام ہی خدا کی مرضی کو ظاہر کرنا اور اسی لئے مجھہ سے سوال کیا ہی کہ تجھے خدا کی سچی عبادت گاہ بتلاؤں پس اب میں تجھہ پر ظاہر کرتا ہوں تو میری بات پر یقین کر ضرور یوں نہیں ہی (کہ وہ گھڑی آتی ہی) یعنے میری صلیبی موت کا وقت آتا ہی جب ہیکل کا پردہ پھٹ جائیگا اور سب کے لئے حضوری کی راہ کھل جائیگی

اور شریعت کے رسوم پورے ہو جائینگے اور پھر اُنکی ضرورت نہ رہیگی صرف اخلاقی شریعت روحوں میں رہیگی اور دل عبادت گاہ ہونگے (نہ تو اِس پہاڑ پر) جہاں تمہارے باپ دادوں نے بغیر الٰہی مرضی اور ہدایت کے یہودیوں کی مخالفت میں ہیکل بنائی تھی (اور نہ یروشلیم میں) جہاں خود خدا نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دیا تھا اور آسمانی ہیکل کے نمونہ پر ایک ہیکل بنوائی تھی وہاں پر بھی عبادت کی خصوصیت نہ رہیگی کیونکہ مسیح یسوع جو شریعت کی غایت ہے آگیا ہے صرف دیری اتنی ہے کہ وہ مرجائے اور پھر جی اُٹھے اور عروج فرماوے اور روح القدس نازل کرے (باپ کی پرستش کروگے) عورت نے کہا تھا کہ ہمارے باپ یعقوب کا کنواں ہے (آیت ۱۲) اور کہا تھا کہ ہمارے باپ دادوں نے اِس پہاڑ پر عبادت کی ہے (آیت ۲۰) اب مسیح بھی اپنے باپ کا ذکر کرتا ہے کہ عبادت میرے باپ کی ہوگی (ف) اسوقت یاد کرو اُس پیشگوئی کو جو ملاکی نبی نے کی تھی (ملاکی ۱-۱۱) آفتاب کے طلوع سے اُسکے غروب تک میرا نام قوموں کے درمیان بزرگ ہوگا اور ہر مکان میں میرے نام پر لبان اور پاک ہدیئے گذرانے جائینگے کیونکہ میرا نام قوموں کے درمیان بزرگ ہوگا رب الافواج فرماتا ہے۔ اور لبان اور ہدیئے سے مراد دعائیں و خیرات ہے (ف) اور اب مسیح کی پیشگوئی پر بھی سوچو اُسنے کہا تھا کہ یہہ ہوگا سو ہوگیا اور ہیکل برباد ہوگئی یہودیوں کے لئے بھی نہ رہی اور اب ساری کلیسیا روح میں عبادت کرتی ہے اور اُس نے ضمناً یہہ بھی کہا تھا کہ تم لوگ باپ کی عبادت کروگے یعنے سامری لوگ عیسائی ہوجائینگے سو ہوگئے (اعمال ۸-۵ و ۶)

۲۲ (۲۲) تم اُس کی جسے نہیں جانتے ہو پرستش کرتے ہو ہم اُس کی جسے جانتے ہیں پرستش کرتے ہیں کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے

(تم اُس کی جسے نہیں جانتے) یعنے تم خدا کو نہیں جانتے الٰہی مرضی کا الہام تمہارے پاس نہیں ہے (۲ سلاطین ۱۷-۲۹ و ۳۴) پس تم خدا سے ناواقف ہو (پرستش کرتے ہو) اپنی مرضی کے موافق جو خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہے کیونکہ الہامی اطاعت و ہدایت کے خلاف جو کچھ ہے وہ کالعدم ہے اگرچہ کچھ یہودی دستورات اور کچھ اپنے بت پرستی کے دستورات ملا کے تم نے عبادت کی شکل بنائی ہے پر یہہ پرستش قبولیت کے لایق نہیں ہے (ف) مسیح کی تقریر اور سامریوں کی حالت کا ایک اور نتیجہ بھی ہے جو فکر کے لایق ہے وہ یہہ ہے کہ دنیا میں جو قومیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے کچھ کچھ باتیں خدا کے کلام میں سے لی ہیں اور کچھ کچھ اپنے ملکی و مذہبی اور عقلی خیال ملا کر ایک شکل مذہب کی بنائی ہے اور آپ کو عیسائی سمجھتے ہیں یا دوسرے نام لے لیا کرتے ہیں اُن کی نسبت یہہ کہنا جایز ہے کہ تم خدا کو نہیں جانتے اور جو کچھ اُس کی پرستش بھی کرتے ہو وہ قبولیت کے لایق نہیں ہے اور یہی حال اہل اسلام کا ہے کہ اُنہوں نے بیبل سے اور عرب کی رسوم سے ملا کر ایک مذہب اسلام بنایا ہے اور یہی حال رومن کیتھولک کا ہے

(ہم اُس کی جسے جانتے ہیں پرستش کرتے ہیں) یعنے ہم جو یہودی ہیں پس اس مقام پر مسیح نے آپ کو کلیسیائے یہودمیں

شامل کرکے کہا ہے اور اسکا سبب یہہ ہے کہ آیندہ فقرہ میں کچھہ دکھلانا چاہتا ہے اور اُن میں سے آپکو بڑی شان کے ساتھہ پھر الگ کرتا ہے (ف) وہ صاف بتلاتا ہے کہ اللہ نے قوم یہود کو الہام دیا ہے اور وہ خدا کو پہچانتے ہیں اور اُس کی عبادت الہامی اطاعت سے یروشلم میں بجا ہوئی ہے اور سامریوں کی ہیکل کوہ گرزیم پر اُن کی اپنی مرضی سے تھی

(کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے) خدا نے جہان کی نجات کا انتظام یوں کیا ہے کہ یہودیوں میں سے نجات نکلی اور سب لوگ وہاں سے برکت پاویں خدا نے اُس قوم کو چن لیا اور اپنی مرضی ومحبت اور قدرت اور بزرگی اُن میں ظاہر کی ہے اور اُنکو نجات کا مخرج بنایا ہے (ف) سامری لوگ خدا کے کلام میں سے صرف موسیٰ کی پانچ کتابیں مانتے تھے لیکن موسیٰ کی کتابوں سے بھی یہی ظاہر ہے کہ نجات صرف یہودیوں میں سے نکلیگی (پیدائش ۴۹- ۸ و ۱۰ و ۱۸) کو پڑھو اور پھر دیکھو (گنتی ۲۴-۱۷) کو اور سب پیغمبروں نے تو ایک بڑی فہرست پیشگوئیوں کی اس نجات کی بابت الہام سے لکھی ہے جو جدی کتابوں میں مذکور ہے تو بھی اِسوقت (یشعیا ۲-۳ و ۵۹-۲۰) کو مطالعہ کرو (ف) یونانی میں ہے کہ وہ نجات یہودیوں میں سے ہے یعنے نجات موعود یہودیوں میں سے ہے جس سے ہر کوئی بچ سکتا ہے اور جس بغیر کوئی نہ بچیگا یہہ وہی نجات ہے جس کی انتظاری سارے بزرگوں نے آدم سے اب تک کی تھی اور وہ مسیح خداوند ہے یہی ایک نام ہے جس سے نجات ہے (اعمال ۴-۱۲) سب قربانیاں اُسکا سایہ تھیں اور اِسی کی بابت شمعون نے کہا تھا کہ میری آنکھوں نے تیری نجات کو دیکھا اور اَنّا نام ایک بی بی نے جو نبیہ تھی اسی کی بابت گواہی دی تھی (لوقا ۲-۳۰ و ۳۸) اب دیکھو کہ یہہ شخص یسوع مسیح جو سارے جہان کی نجات ہے انہیں یہودیوں میں سے ایک یہودی شخص ہے جسمانی طور پر مگر اپنی الوہیت کے طور پر آسمانی ہے اور اللہ سے نکلا پس وہ جو نجات ہے خدا سے نکلا اور یہودیوں میں سے ظاہر ہوا (ف) نجات یہودیوں میں سے ہے مسیح خداوند یہود کے دین کی تصدیق پر مُہر لگاتا ہے کہ صرف وہی دین خدا کا ہے اور پورانا عہدنامہ الہام سے ہے وہ ساری قوموں کو اور سب مذہبوں کو الگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ سب اندھیرے میں ہیں نامعلوم خدا کو ٹٹولتے ہیں پھر یہہ عرب میں سے کیسے نجات نکلی جس کے مدعی اہل اسلام ہیں (ف) حقیقی عبادت کے ساتھہ نجات وابستہ ہے اور باطل عبادت کے ساتھہ محرومی ہے اُس کے ساتھہ نجات کا کچھہ علاقہ نہیں ہے پس دین عیسائی سے الگ نجات کی امید بفایدہ ہے - یروشلم وہ شہر تھا جہاں خدا کا مسکن تھا (یشعیا ۲-۳) اور سچی عبادت اللہ کی وہاں ہوتی تھی سب عیدیں اور قربانیاں اور رسوم شریعت اور سب دینی و دنیاوی انتظام جو خدا سے مقرر تھے اِسی نجات کے ساتھہ جو یسوع مسیح ہے پورا علاقہ رکھتے تھے ساری یہودیت کی جان یسوع مسیح تھا جب تک وہ مجسم ہوکے ظاہر نہوا وہ سارا انتظام بجالانا فرض تھا اور خدا کی معرفت کا انحصار بھی صرف پورانے عہدنامہ پر تھا پر جب مسیح آیا تو ساری شریعت کا مغز پوست کندہ ظاہر ہوگیا اور سب کچھہ صاف صاف کھل گیا

۲۳ (۲۳) پر وہ گھڑی آتی ہے بلکہ ابھی ہے کہ جس میں سچے پرستار روح اور راستی سے باپ کی پرستش کرینگے کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے کہ ایسے ہوویں

(وہ گھڑی آتی ہے جس میں مسیح مصلوب ہوکے انتظام سابق کی تکمیل کریگا اور نیا عہدنامہ کھل جائیگا اور یہہ سب جو سائے ہیں انکا عین مطلب ظاہر ہو جائیگا (بلکہ ابھی ہے) یعنے وہ گھڑی جلال کے ساتھ تو ذرا ٹھہر کر ظاہر ہوگی مگر اُسکا شروع ابھی ہوگیا ہے کہ میں آگیا ہوں (جس میں سچے پرستار الخ) رسوم کی پابندی نہ رہیگی نہ مکانوں کی خصوصیت رہیگی (زبور ۵۰ - ۸ و ۹ یشعیا ۱-۱۱ و ۶۶ - ۳ میکہ ۶ - ۷) (ف) دیکھو مسیح خداوند آپ فرماتا ہے کہ یہہ سب رسومات آیندہ حقیقی باتوں کا نمونہ ہیں (عبرانی ۹ - ۱۰) پہلے سچی باتیں رسوم میں لپٹی ہوئی تھیں اب صرف (روح و راستی سے) عبادت ہوگی مسیح آدمیوں کو خدا کی روح دیگا تب وے روح سے عبادت کرینگے اور راستی سے بھی یعنے ہدایت الٰہی کے موافق۔ یعنے صرف جسمانی صورت ہی عبادت کی نہ رہیگی پر دل سے اور ہدایت الٰہی سے بغیر پابندی جسمانی باتوں کے ہر کہیں لوگ خدا کی عبادت کرینگے اگرچہ جسم بھی اِس عبادت میں حرکت کریگا پر مدار اِس عبادت کا روح و راستی ہوگی

(باپ ایسے پرستاروں کو چاہتا ہے) یعنے خدا باپ ایسے پرستاروں سے خوش ہے جو ہدایت الٰہی کے موافق دل سے عبادت کرتے ہیں نہ اُن سے جو محض ظاہری صورت و رسوم کے پابند ہیں اور اُن کے دل خدا سے دور ہیں اور اُنسے بھی خوش نہیں ہے جو دل سے اور ظاہری رسوم سے چلتے ہیں کیونکہ رسوم میرے نمونے تھے میں تو آگیا پھر لوگ نمونوں کی طرف کیوں جاویں وہ سب چیزیں گذر گئیں اب سب کچھ نئی شکل میں ظاہر ہوتا ہے (ف) عورت کا ارادہ تھا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور صحیح عبادت کی ترتیب پر توجہ ہو اگر صحیح عبادت یروشلم میں ہوتی ہے تو وہاں جاوے اور یہود کی رسوم کی پابندی سے خدا کو راضی کرے اور جو کوہ گرزیم پر عبادت ہوسکتی ہے تو یہاں رہے مسیح نے اُسے سمجھا دیا کہ رسوم شریعت کا ماننا اور یروشلم میں عبادت کرنا ضرور خدا کے سامنے صحیح عبادت تھی جبتک میں نہ آیا تھا اب رسوم پر اور جگہ پر عبادت موقوف نہیں رہی دل اور راستی پر عبادت صحیح موقوف ہے

لفظ راستی کی تفسیر (۱ - ۱۴) کے ذیل میں دیکھو کہ راستی کا لفظ کس کس مطلب کو شامل ہے کذب کے خلاف کو اور نمونوں کی عین کو راستی کہتے ہیں (ف) عبادت کی جگہ اور دستور بھی تبدیل ہوگئے نہ اِس طرح پر کہ جو چیز پہلے تھی وہ نہ رہی اب کچھ اور ہوگیا مگر اِسطور پر کہ جو کچھ پہلے تھا اُسکا مغز اور حقیقی مطلب ظاہر ہوگیا تب شخص وہی ہے دوسرے لباس میں (ف ۲) اِس تبدیل کے شروع کا وقت تو وہی تھا کہ جب مسیح نے بپتسما پاکے اپنے کام کا شروع کیا تھا مگر اس تبدیلی کی صورت درجہ بدرجہ مثل سورج کے بڑھتی گئی تھی اور آہستہ آہستہ اُس نے ساری تاریکی کو دبا لیا یہاں تک کہ رات سی ہٹ گئی اور ستارے بھی اِس روشنی میں چھپ گئے

۲۴ (۲۴) خدا روح ہی اور اُسکے پرستاروں کو فرض ہی کہ روح و راستی سے پرستش کریں

(خدا روح ہی) نہ بدن جو خون وگوشت اور ہڈی سے مرکب ہوتا ہی خدا جسم نہیں ہی مگر روح ہی اور اُس کے صفات روحانی ہیں چاہئیے کہ ہماری عبادت خدا کی ماہیت کے ساتھ نسبت پیدا کرے اور ہماری عبادت میں سے جسمانیت نکلے تاکہ خدا کو ہماری عبادت پسند آوے (ف) خدا تعالیٰ سارے جسموں کی جانوں کا خدا ہی (گنتی ۱۶-۲۲) اور وہ روحوں کا باپ ہی سب روحیں اُسی کی روح سے موجود ہوئی ہیں اور تمام اجسام تمام روحوں کے خادم ہیں ہر انسان میں اصل شَے روح ہی پس زور عبادت کا روح انسانی سے ہونا چاہیے (ف) خدا کی صحیح عبادت صرف یسوع مسیح میں ہو کے ہوتی ہی (آیت ۱۰) اور اُسی کے روح کی طاقت سے ہوتی ہی (آیت ۱۴) (ف) باپ بیٹے اور روح کا یہاں بھی ذکر ہی اور ہر جگہ تثلیث پر اشارہ ہوتا ہی (ف) خدا روح ہی اور روحانی پرستاروں کو چاہتا ہی یعنے وہ اپنی ہستی کی مناسب عبادت کو پسند کرتا ہی جبکہ اُس کی ہدایت کے موافق ہوتی ہی نہ بدعت کے طور پر جیسے سامری تھے اور فقیر لوگ اب بھی ہیں جو شرع الٰہی سے منحرف ہو کر عبادت روحانی کرنا چاہتے ہیں مگر روحانی عبادت جو خدا کو پسند ہی وہی ہی جو کلام الٰہی کے موافق ہی جیسے فرشتے اُس کی مرضی کے موافق اُس کی عبادت کرتے ہیں (ف) خدا روح ہی اور آدمیوں کی روحوں میں آ جاتا ہی اور انسان کی روح خدا کی روح کے نزدیک آسکتی ہی انسان اپنے روح سے خدا کی روح کو چھو سکتا ہی پس بھائیو اپنی روحوں کو خدا کے سامنے جھکاؤ اور تم اپنی روحوں میں کچھ پاؤگے (ف) مسیح خداوند اُس عورت کو فرماتا ہی کہ تو کچھ تکلیف نہ اُٹھا نا جسمانی باتوں پر زور نہ دینا کہ کس جگہ اور کس طور سے عبادت کرے تو صرف اپنی روح میں اللہ کی طرف متوجہ ہونا تب اللہ جو روح ہی تیری روح کے سامنے ظاہر ہوگا اور تیری روح خدا کی روح سے ملجائیگی اور تو پاک ہوگی اور معافی گناہوں کی تو اپنی روح میں پاویگی خدا بکرے اور بیلوں کی قربانی سے خوش نہیں ہی البتہ پہلے خوش تھا جب تک کہ سب قربانیوں کا مغز جو مسیح کی قربانی تھی ظاہر نہ ہوئی تھی اب خدا چاہتا ہی کہ ہم سب اُسکے لئے روحانی زندہ قربانی مسیح میں ہوں (ف) خدا مجسم ہوا اُس نے ہماری مانند جسم لیا تاکہ ہم اُسکی روح کو اختیار کریں وہ ہم میں آگیا تاکہ ہم اُس میں جاویں

۲۵ (۲۵) عورت نے اُس سے کہا میں جانتی ہوں کہ مسیح جسکا ترجمہ کرسٹس ہی آتا ہی جب وہ آویگا تو ہمیں سب باتوں کی خبر دیگا

(مسیح آتا ہی) یہہ اعتقاد میرا ہی کہ مسیح آنیوالا ہی دیکھو سامری بھی مسیح کے منتظر تھے (جسکا ترجمہ کرسٹس ہی) یعنے مسح کیا گیا (دانیال ۹-۲۵ و ۲۶ و زبور ۲-۲) (ف) سامری جو صرف موسیٰ کی پانچ کتابیں مانتے تھے وہ اُن پانچ کتابوں سے بھی مسیح کے

منتظر تھے موسیٰ کی پانچ کتابوں میں بھی مسیح کی آمد کی بابت خبر ہے (پیدائش ۳-۱۵ و ۱۲-۳ و ۴۹-۱۰ و استثنا ۱۸-۱۵) اِسواسطے خود مسیح خداوند نے بھی فرمایا ہے کہ اگر وہ موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھے بھی مانتے (یوحنا ۵-۴۶) پس مسیح کے حق میں گواہی دینے کے لئے صرف توریت ہی کافی تھی کتب انبیا میں تو زیادہ اُسکا مفصل ذکر ہوگیا ہے گویا تشریح ہوگئی ہے موسیٰ کی پیشگوئیوں کی

(جب وہ آویگا تو ہمیں سب باتوں کی خبر دیگا) یعنے مسیح جب آویگا تو وہ خدا کی ساری مرضی جو آدمیوں کی نجات کی بابت ہے ظاہر کریگا اور خدا کی ذات پاک کی بابت بھی خبر دیگا غرض سب باتوں کی خبر دیگا جنکا جاننا اور ماننا ہر آدمی پر فرض ہوگا (ف) عورت جانتی تھی کہ جب مسیح آویگا تو سب کچھ بتلا دیگا جو پُرانے عہد نامہ میں مفصل ظاہر نہیں ہے علم الٰہی میں لوگوں کی بہت ترقی ہوگی جو کچھ اگلے بزرگوں نے بھی نہیں جانا وہ بتلاویگا اور مسیحی لوگ جانینگے پھر یہہ کیا بات ہے جو بعضے بے اعتقاد کہتے ہیں کہ انجیل کے بعض مسایل پرانے عہد نامہ میں مذکور نہیں ہیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ وہاں اشارتاً یہہ مسایل مذکور ہیں تو وہ ہنستے ہیں گویا وہ بڑے دانا ہیں کہ سب کچھ پرانے عہد نامہ میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن پرانے عہد نامہ کے لوگ کہتے ہیں کہ مسیح جب آویگا تو ہمیں سب کچھ بتلاویگا۔ اور نہ صرف یہہ غریب سامری عورت ہی ایسا کہتی ہے مگر خود پُرانا عہد نامہ یہہ کہتا ہے کہ جب وہ آویگا تو کچھ زیادہ معرفت بخشیگا اور اُس کی باتیں ماننا ضرور ہوگا استثنا ۱۸-۱۰ اشعیا ۲-۳) پورانا عہد نامہ آپ کہتا ہے کہ بہت کچھ باقی ہے جو مجھہ میں کہا نہیں گیا آیندہ زمانہ میں مسیح بتلاویگا

۲۶ (۲۶) یسوع نے اُس سے کہا میں جو تجھہ سے بولتا ہوں وہی ہوں

جب یہودیوں نے مسیح سے کہا تھا کہ اگر تو مسیح ہے تو ہمیں صاف بتلا دے (۱۰-۲۴) تب اُسنے آپ کو اُنپر صاف ظاہر نہ کیا تھا اور یوں جواب دیا تھا کہ میں نے تو تم سے کہا اور تم نے یقین نہ کیا لیکن اِس عورت سے خداوند صاف کہتا ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں اِسکا سبب یہہ ہے کہ یہودیوں نے دغا سے اور شرارت سے سوال کیا تھا پر اِس عورت نے سیدھے دل سے بات کی ہے اور ملک سامریہ میں صدوقی و فریسی دشمنی کرنے کو نہ تھے بلکہ سارے سامری مسیح کے قبول کرنے کو طیار تھے پس صاف دل اور نیک نیت لوگ بہت کچھ پاتے ہیں جیسے کہ بدنیت تکراری لوگ بہت نعمتوں سے محروم رہتے ہیں

اب تک خادمان دین نیک نیت طالبان کے سامنے بہت سی خدا کی نعمتیں رکھدیتے ہیں پر کتّے اور سوروں کے سامنے موتی نہیں پھینکتے ہیں

(میں وہی ہوں) یعنے وہی مسیح جس کی تو انتظاری کرتی ہے جو تجھے سب باتوں کی خبر دیگا جو آدمی کی نجات سے علاقہ رکھتی ہیں (ف) اکثر مسیح خداوند نے آپ کو چھپایا ہے جب تک کہ وہ قدرت کے ساتھہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا

(رومی ۱-۴) اور اِس میں بھی بھید تھا کہ غوغائی لوگوں سے اُس کے کام میں ہرج نہو اور وقت سے پہلے ستایا نہ جاوے اُسکے سارے کام بڑی دانائی کے ساتھہ ہیں الہٰی دانائی الہٰی قدرت الہٰی پاکیزگی اُس میں ہے (ف) خدا کا فضل غور کے لائق ہے کہ ایسی گنہگار عورت پر ایسا رحم ہوا اور مسیح کا صبر بھی غور کے لائق ہے کہ کہاں تک اِس عورت کی نادانی کی برداشت اُس نے کی اور کیسی حکمت اور محنت سے بہ ترتیب خدا کی معرفت اُسے بخشی (ف۲) مسیح کی طاقت کیسی کامل ہے کہ ہر کہیں کامل طور پر فتحیاب ہوتی ہے مسیح خداوند دانا حکیم کی مانند اُن لوگوں کے چنگا کرنے کی تدبیر کرتا ہے جنکی صحت کی امید آدمیوں کو نہیں ہے اور وہ صحت بھی بخشتا ہے یہہ اُسکا جلال ہے پس کوئی آدمی ایسا ناکارہ بیمار نہیں ہے جیسے وہ صحت نہ دیسکے (ف۳) یہہ سامری عورت اور توبہ کرنیوالا چور اور فلپی کے جیلخانہ کا داروغہ اور زکی محصول گیر وغیرہ یہہ سب نمونے ہیں اِس خیال کے کہ مسیح خداوند ہمیشہ رحم کرنے کو طیار ہے اور ایک دم میں پوری معافی بھی بخشتا ہے

۲۷ (۲۷) اِتنے میں اُس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے یا اُس سے کس لئے باتیں کرتا ہے

(تعجب کیا) تعجب کا سبب یہہ تھا کہ خداوند عورت سے بولتا ہے اور بر سر راہ باتیں کرتا ہے یہودی ربی ایسا کبھی نہ کرتے تھے اِنکی حدیثوں میں اُنہیں عورتوں سے بات کرنا منع تھا وہ عورتوں کو حقیر جانتے تھے۔ دوسرا سبب تعجب کا یہہ بھی تھا کہ وہ عورت سامری تھی جو اُن کی نظروں میں حقیر تھی مثل چوڑھی کے کہاں خداوند کی شان اور کہاں یہہ حقیر عورت پر یہہ تعجب جسمانی مزاج کے سبب سے تھا اُسی مزاج کے سبب جس مزاج سے فقیہہ و فریسی کڑکڑائے تھے کہ وہ گنہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُنکے ساتھہ کھاتا ہے (لوقا ۱۵-۲) (ف۱) ان شاگردوں کو اُسیقدر تعجب ہوا تھا جسقدر اِس عورت کو پہلے تعجب ہوا تھا کہ ایک یہودی آدمی مجھہ سے پانی پینے کو مانگتا ہے (آیت ۹)

(پر کسی نے کچھہ نہ کہا) یعنے باتیں کرنے کا سبب پوچھنے کی کچھہ جرات کسی کو نہ ہوئی اِسلئے کہ مسیح کے چہرہ پر اعلیٰ محبت کے نشان اور تبلیغ انجیل کا جوش نمایاں تھا اور عورت کے چہرہ پر ہیبت کے نشان خوشی کے ساتھہ ظاہر تھے جو نئی زندگی کے آثار ہیں (ف) مسیح خداوند ہمیشہ اپنی خاص وضع پر قایم رہا ہے کہ کبھی کچھہ کوشش نہیں کی کہ غیر قوموں سے پرہیز کرنا چاہئے یا نہیں وہ خلوت میں اور جلوت میں برابر تھا اُسنے کبھی اپنی وضع نہیں بدلی اور کبھی موقع ہدایت کو ہاتھہ سے نہیں دیا

۲۸ (۲۸) تب عورت نے اپنا گھڑا چھوڑا اور شہر میں جا کے لوگوں سے کہا

(گھڑا چھوڑا) جب جیتے پانی کا مزہ چکھا تب دنیاوی پانی کو چھوڑا اُسکا گھڑا اُسکے لئے کم قدر اور تکلیف کا باعث ہو گیا

اُسکا دل الٰہی محبّت میں جل اُٹھا کہ جلدی اوروں کو بھی خبر دے جو کچھ دیکھا اور سُنا ہے اوروں کو بھی کہے کیونکہ اُسے ابدی زندگی کا خزانہ مل گیا (ف) برطمی اندھے نے بھی اپنا کپڑہ چھوڑا تھا (مرقس ۱۰-۵۰) شاگردوں نے بھی اپنا سب کچھ چھوڑا تھا اور اُسکے پیچھے ہولے تھے (متی ۱۹-۲۷) جب خدا کو پاتے ہیں تو ہمارا سب کچھ ہماری نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے (ف۲) مسیح نے جس کے لئے آسمانی شان شوکت کو چھوڑا اور فروتنی وخاکساری کے لباس میں ظاہر ہوا اُسنے اُس کے لئے اپنا گھڑا چھوڑا
(اور شہر میں جاکے لوگوں سے کہا) شہر میں بھاگی ہوئی گئی لینے سنہار میں تاکہ لوگوں کو اُس کے پاس لادے (ف۳) وہ جو نیا مخلوق ہو جاتا ہے اُس کے دل کے تخت پر نیا حاکم آبیٹھتا ہے تب اُسے تمام دنیا دوسرے طور پر دکھلائی دیتی ہے

۲۹ **(۲۹) آؤ ایک مرد کو دیکھو جس نے سب کام جو میں نے کئے مجھے کہے کیا یہہ مسیح نہیں**

(آؤ) سب کو بصیغہ جمع بلاتی ہے نہ صرف اپنے اُسی خصم کو جو بے نکاح اُسکا تھا پر سارے شہر کو بلاتی ہے اس جوش کو خیال کرنا اُسکا ارادہ نہیں تھا کہ صرف اُسکے کہنے سے اہل شہر اُسے مسیح قبول کریں بلکہ وہ چاہتی تھی کہ لوگ اپنے واسطے آپ اُسے معلوم کریں اور اپنی اپنی عقل سے دریافت کریں کہ وہ مسیح ہے یا نہیں (ف) یہہ گنہگار کمینہ عورت جسے مسیح نے خاکساری سے سربلندی بخشی کہ اُسکو اُسپر ظاہر کیا دیکھو تمام شہر کے لئے واعظ اور رسول ہو گئی خدا کے بیٹے کے پاس سارے شہر کو بُلاتی ہے وہ جو پاتے ہیں دوسرے لوگوں کو بھی بُلاتے ہیں کہ وہ بھی پاویں پر وہ جو چپ چاپ ہیں اُن کے دل کیوں سرد ہیں (ف۲) بلاتی ہے اور اپنا تجربہ بھی سُناتی ہے کہ جو کچھ میں نے کیا تھا اِس شخص نے غیب دانی سے معلوم کرکے سب کچھ مجھے کہا ہے پس کوئی آدمی اچھا واعظ ہو نہیں سکتا جب تک کہ مسیح کی محبت وطاقت کا خود تجربہ حاصل نہ کرے (ف۳) نیقودیمس عالم تو تھا پر مسیح کے پاس کسی کو نہ لایا اور ابھی تک ظاہراً اقرار بھی نہیں کیا پر گنہگار حقیر عورت نے تمام شہر کو مسیح کی طرف کھینچا پس ظاہری لیاقت سے نہیں مگر باطنی فضل سے کام ہوتا ہے (ف) کوئی نہ کہے کہ عورتیں کچھ کام نہیں کر سکتیں وہ تو کسی جماعت کی بانی ہو سکتی ہیں پہلا عیسائی یورپ میں کوئی مرد نہیں تھا بلکہ لودیا نامی ایک عورت تھی جس سے وہ تمام ملک عیسائی ہو گیا اگرچہ اُس کی تعلیم سے نہیں تو بھی اُس کلیسیا کی بنیاد میں وہ ہے (اعمال ۱۶-۱۴) (ف) شاید کوئی آدمی اِس سامری عورت کی تحقیر کرکے کہے کہ وہ تو اب تک نادان تھی مسیح کی تعلیم کچھ نہیں سیکھی تھی پھر وہ کیونکر اوروں کو سکھانا چاہتی تھی سو جاننا چاہئے کہ وہ پولوس کی مانند واعظ ضرور نہ تھی مگر ایک تریہی کی آواز تھی یا ایک گھنٹہ سا تھا جو بلاتا ہے کہ لوگ فلاں جگہ میں آویں تو بھی جہاں تک اُسنے جانا تھا لوگوں کو بُلایا اور بتلایا کہ وہ شخص غیب دان ہے اور مسیح ہونے کا مدعی ہے تم باہر نکل کے اُسے معلوم کرو

۳۰ (۳۰) وہ شہر سے نکلے اور اُس پاس آئے

اُنہوں نے عورت کی باتوں کو ناچیز نہیں جانا بلکہ پرکھنے کے لئے باہر آئے یہہ لوگ جنکی عادت تحقیقات کی ہے اور وہ خوبی کے طالب ہیں مبارک لوگ ہیں وہ جو کچھ سُنتے ہیں اُسے آزماتے ہیں پر وہ لوگ جو تحقیقات کی عادت نہیں رکھتے سُست ہیں اپنی نادانی میں مرنا چاہتے ہیں۔ بہت ہیں جنہوں نے بار بار سُنا کہ خدا کے کلام میں بہت سی خوبیاں ہیں پر کبھی خدا کے کلام کو پرکھکر معلوم نہ کیا کہ ہیں یا نہیں سُستی یا تعصب کے احاطہ سے باہر نہ نکلے اور اپنے گناہوں میں مرتے ہیں

۳۱ (۳۱) اِس عرصہ میں اُسکے شاگردوں نے اُس سے درخواست کرکے کہا کہ اے ربی کچھ کھائیے

جب عورت شہر کی طرف چلی گئی تو شاگردوں نے فرصت و موقع پایا کہ خداوند کچھ کھاوے پر خداوند جو عالم الغیب تھا جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو بُلانے کو گئی ہے اور اب بہت جلد ایک بھیڑ آتی ہے جن کو نصیحت دینا ضرور ہے پس اُس کا دھیان اُن کی ہدایت پر تھا پر شاگردوں نے فرصت سمجھی اور کھانے کے لئے عرض کی کیونکہ وہ اور وے سب تھکے ماندے تھے اور صبح سے اب تک کہ بارہ بج گئے تھے بھوکے تھے

۳۲ (۳۲) لیکن اُس نے اُنہیں کہا میرے پاس کھانے کے لئے خوراک ہے جسے تم نہیں جانتے

(خوراک ہے) سامریوں کو اُسوقت نصیحت دینا خوراک تھی یعنے اُسکا دل اُس کام پر ایسا متوجہ تھا کہ گویا وہ اُس کی خوراک تھی کیونکہ مسیح کا جسم اُس کی روح کا مغلوب تھا اور وہ بھی روحانی خوشی کی خوراک کھاتا تھا (ف) دیکھو جو لکھا ہے (ایوب ۲۳-۱۲) میں کہ میں نے اُسکے مُنہہ کی باتوں کو اپنی زندگی کی ضروریات سے عزیز تر جانا ہے۔ یہہ بات مسیح میں کامل طور پر دیکھی گئی اور (زبور ۴۰-۸) میں جو لکھا ہے کہ اے خدا میں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں تیری شریعت تو میرے دل کے بیچ ہے یہہ بھی مسیح کی نسبت لکھا ہے پھر دیکھو کیا لکھا ہے (لوقا ۲-۴۹ یوحنا ۱۵-۱۰) میں مسیح کی یہہ خوراک تھی کہ اپنے باپ کی مرضی بجالاوے اور خدمت کرے وہ اور آدمیوں کی مانند نہ تھا کہ ایک وقت پر خدا کی خدمت کرے اور دوسرے وقت پر جسم پروری میں رہے جیسے ہم سب ہیں اُسکا مقدم کام خدا کی خدمت کرنا تھا اور وہ کام اب درپیش تھا شہر سامنے تھا جہاں سے لوگ جلد آنیوالے تھے وہ خدا ہوکے سب کچھ جانتا تھا پر شاگرد نہ جانتے تھے اِس لئے اُس نے کہا (میرے پاس وہ خوراک ہے جسے تم نہیں جانتے) نہ تو یہہ بات جانتے ہو کہ تبلیغ انجیل میری غذا ہے اور نہ یہہ جانتے ہو کہ ابھی کام کا وقت ہے کہ سامری خدا کا کلام سُننے کو باہر آیا چاہتے ہیں حاصل آنکہ

نہایت بڑے کام کا وقت ہے اِسلئے میں ابھی اِس جسمانی خوراک پر متوجہ نہیں ہوسکتا ہوں اگرچہ تھکا ماندہ سفر سے ہوں

۳۳ (۳۳) اُس کے شاگردوں نے آپس میں کہا کیا کوئی اُس کے لئے کھانا لایا ہے

دیکھو روحانی باتوں کو جسمانی عقل نہیں سمجھتی ہے اسیطرح متی ۱۶-۷، یوحنا ۱۱-۱۳) میں نہ سمجھے تھے جب اُسنے لعازر کی موت کا ذکر کیا تو وہ نیند کے آرام کی بات سمجھے تھے آج تک یہہ دنیاوی سمجھ کے لوگ انجیل کی باتوں کو کچھہ سے کچھہ سمجھ لیتے ہیں اور اسپر کچھہ عمارت بھی بنا لیتے ہیں پس ہوشیاری سے کلام الہٰی پر فکر چاہئے دعا کے ساتھہ

۳۴ (۳۴) یسوع نے اُنہیں کہا میرا کھانا یہہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجا لاؤں اور اُسکا کام پورا کروں

مسیح نے اُن کی غلط فہمید پر اُنہیں کچھہ ملامت نہیں کی مگر نرمی کے ساتھہ اپنا مطلب اُنہیں سمجھایا (کہ میرا کھانا یہہ ہے) یعنے وہ چیز جس سے میری روح کی بھوکھہ دفع ہوتی ہے اور میرا جسم بھی فرحت حاصل کرتا ہے یہہ ہے کہ (اپنے بھیجنیوالے کی مرضی بجالاؤں) بیٹا جو باپ سے بھیجا گیا ہے یعنے خدا کی ذات میں سے نکلا ہے اور دنیا میں آیا ہے اِسی مطلب سے آیا ہے کہ باپ کی مرضی کو پورا کرے (۶-۳۸) میں آسمان پر سے اِسلئے نہیں اُترا کہ اپنی مرضی پر بلکہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہے

مسیح نے زندگی بھر خدا باپ کی مرضی کا بجا لانا اپنی غذا جانا اور چونکہ وہ خدا تعالیٰ کی ساری مرضی سے ایسا واقف تھا جیسے خود خدا اپنی مرضی سے واقف ہے اور اُس میں پوری طاقت بھی اُسکے بجا لانے کی تھی اِسلئے اُس نے اِس کام کو انجام تک بخوبی پہونچایا (۱۷-۴)

لازم ہے کہ سب خادم دین اور سب عیسائی بھی روحانی چیزوں کو اور باپ کی مرضی کو نسبت جسمانی چیزوں کے اور بہ نسبت اپنی مرضی اور دنیا کی مرضی کے زیادہ تر عزیز جانیں۔ کیونکہ جو مزاج خدا کے حقیقی بیٹے کا تھا اُسی کی مانند خدا کے لےپالک بیٹے بھی رکھتے ہیں وہ اپنی ساری طاقت سے چاہتے ہیں کہ باپ کی مرضی کو پورا کریں کیونکہ باپ کی مرضی کا پورا کرنا اُن کی ابدی زندگی کا باعث ہے (۱ یوحنا ۲-۱۷) آدمی صرف روٹی سے نہیں جیتا مگر ہر بات سے جو خدا کے منہہ سے نکلتی ہے جیتا ہے (متی ۴-۴)

(ف) باپ کی مرضی جو ہماری نجات سے علاقہ رکھتی ہے بیبل میں مذکور ہے اگر کوئی چاہے کہ میں باپ کی مرضی کو بجالاؤں تو چاہئے کہ وہ اپنے عقاید اور معاملات اور عبادات اور تمام افعال و خیالات بیبل کے موافق رکھے

لیکن جو لوگ اپنی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں نہ خدا کی مرضی پر بلکہ خدا کو بھی اپنی مرضی پر چلانا چاہتے ہیں اُن میں مسیح کی روح نہیں ہے (ف) یہہ بھی یہاں سے معلوم ہوگیا کہ سب سے بہتر کام انجیل کی خدمت ہے اور یہہ خدا کی مرضی بجا لانا ہے

۳۵ (۳۵) کیا تم نہیں کہتے کہ ابھی چار مہینے باقی ہیں تب فصل آویگی دیکھو میں تم سے کہتا ہوں اپنی آنکھیں اُٹھاؤ اور کھیتوں کو دیکھو کہ وہ کاٹنے کے لئے پک چکے ہیں

(چار مہینے باقی ہیں) بیج بونے کے وقت سے کاٹنے کے وقت تک چار مہینے ہوتے ہیں اور یہہ چار مہینے فصل کی انتظاری کے تھے کیونکہ بونے کے بعد انتظاری ہوتی ہے کہ جب فصل پک جاوے تو پھل ہاتھ آویگا

مسیح فرماتا ہے کہ میری فصل روحانی ہے خدا کے کلام کا تخم آدمیوں کے دلوں میں بویا جاتا ہے میں نے ابھی ایک سامری عورت کے دل میں کلام کا بیج بویا ہے اور وہ ابھی پک گیا ہے اور ابھی میوہ لاتا ہے اور آیندہ کو بھی بہت سا پھل لاویگا تم کہتے ہو چار مہینے میں فصل پکتی ہے دیکھو یہاں ادھر بویا ادھر پک گیا اور پھل لایا (اپنی آنکھیں اُٹھاؤ) اور میری اِس روحانی فصل کیطرف دیکھو کہ ابھی بویا اور ابھی پھل لاتا ہے (کھیتوں کو دیکھو) یعنے شہر سخار کی طرف دیکھو کہ کتنا بڑا جھنڈ آدمیوں کا چلا آتا ہے اور یہہ اُسی بیج کا پھل ہے جو عورت کے دل میں بویا گیا اللہ کے بیٹے سے (کہ وہ کاٹنے کے لئے پک چکے ہیں) یعنے طیار ہیں خدا کا دین قبول کرنیکو سامریوں کی فصل کا یہی پہلا وقت تھا کچھہ عرصہ کے بعد تمام سامری لوگ انجیل شریف کی طرف رجوع لائے تھے (اعمال ۸-۵) جسٹن شہید جو مشہور عیسائی ہے اسی سخار شہر کا باشندہ تھا

جب فصل پک جاتی ہے تب زمیندار بہت سی سختی برداشت کرتا ہے گرمی اور دھوپ کی طرف نہیں دیکھتا بھوکھہ پیاس اور ماندگی کی برداشت کر کے چاہتا ہے کہ جلد کھیت کاٹے اسیطرح جب گنہگار لوگ انجیل سُننے کو آتے ہیں تو چاہئے کہ واعظ لوگ اپنا آرام چھوڑ کر اُنہیں کلام سُنادیں اور فصل کاٹیں

۳۶ (۳۶) اور کاٹنیوالا مزدوری پاتا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے میوہ جمع کرتا ہے تاکہ وہ جو بوتا ہے اور وہ جو کاٹتا ہے دونو باہم خوش ہوویں

کھیت کاٹنے کے لئے پک چکے ہیں اسکا مطلب یہی ہے کہ سامریوں کے جھنڈ کے جھنڈ ایمان لانے کے لئے طیار ہیں (متی ۹-۳۷) میں فرمایا ہے کہ پکے کھیت تو بہت ہیں پر مزدور تھوڑے ہیں یعنے بہت لوگ انجیل کے لئے طیار ہیں پر اُنہیں انجیل کی تعلیم سُنا کے عیسائی کرنیوالے لوگ تھوڑے ہیں ایسے ہی وہ یہاں فرماتا ہے کہ سامریوں کے جھنڈ ایمان لانے کو طیار ہیں (اور کاٹنیوالا مزدوری پاتا ہے) یعنے تم اُنہیں کاٹو خدا سے مزدوری پاؤ گے اور مزدوری کیا ہے (ہمیشہ کی زندگی کے لئے میوہ جمع کرتا ہے) اور یہہ فضل کی مزدوری ہے نہ اُجرت کی (رومی ۴-۴)

(بونیوالا اور کاٹنیوالا دونو باہم خوشی کرتے ہیں) جو تینیوالا اور بونیوالا اسینچنیوالا اور کاٹنیوالا اور کھلنے والا وغیرہ اگرچہ یہہ سب لوگ آگے پیچھے اپنے اپنے وقت پر کام کرتے ہیں پر اُن سب کی خوشی باہم ہوتی ہی کسی کو کسی پر رشک نہیں آتا اور ایک دوسرے کو نہیں کہہ سکتا کہ مجھے تیری حاجت نہیں ہی ربّ کے سب آسمان میں اللہ سے اجر پاتے ہیں اور وہ لوگ جو انکی محنت کے سبب دوزخ سے بچ جاتے ہیں خوشی میں داخل ہو کے اِن محنت کنندوں کی خوشی کا باعث ہوتے ہیں

۳۷ (۳۷) اور اُسپر یہہ مثل ٹھیک آتی ہی کہ ایک بوتا ہی اور دوسرا کاٹتا ہی

یہہ ایک کہاوت ہی اور اِسکا ٹھیک مطلب مبشران انجیل میں اکثر پورا ہوتا ہی خدا کے بندے بیج بو جاتے ہیں اور وہ بیج دیر تک آدمیوں کے خیالات میں پڑا رہتا ہی پھر جب وقت آتا ہی تو اُسکا پھل حاصل ہوتا ہی

پہلے سامریوں کے درمیان کچھہ بیج بویا ہوا تو تھا کہ وہ مسیح کے منتظر تھے اور جانتے تھے کہ راہ رہت کا بتلانیوالا وہی ہی اب کہ مسیح آیا تو وہ اُسے پہچان کے جلد ایمان بھی لائے یہہ اُسی پہلے بیج کا پھل تھا

عیسائی لوگ دوسروں کی محنت کے پھل خوشی سے حاصل کرتے ہیں خدا اُنہیں دیتا ہی جیسے خدا نے بنی اسرائیل کو وہ طیار زمین بخشی تھی جس میں اُنہوں نے کچھہ محنت نہیں کی تھی (یشوع ۲۴-۱۳)

مگر پورا مطلب اِس کہاوت کا اُسوقت ظاہر ہوگا کہ جب دنیا کی فصل بالکل پک جاویگی اور آخر آویگا اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی چوپان ہوگا

بونے کا وقت پہلے آتا ہی پھر کاٹنے کا وقت آتا ہی اِسلئے مبشران انجیل کو چاہیئے کہ بونے میں کوتاہی نہ کریں اگرچہ کچھہ پھل ابھی نظر نہ آوے کیونکہ خدا کی نعمتوں کے لئے توقف ہوتے ہیں ہندوستان میں دیر سے محنت ہوتی ہی منادیاں اور سبا جیسے اور اخبار و اجراے کتب پر بہت زور ہی اور خدا کی ساری کلیسیا سو سائٹیوں کے وسیلے سے خدا کے کلام کا بیج بوتی ہی اور اِس سارے کام کا پھل فی الحال بہت ہی تھوڑا نظر آتا ہی تو بھی ایک وقت یقیناً آویگا اگرچہ ہم اُسوقت دنیا میں نہونگے ہمارے اور بھائی اِس محنت کا پھل کاٹینگے ہمارا آنسوؤں کے ساتھہ اِس بیج کا بونا ہرگز بے پھل نہوگا (زبور ۱۲۶-۵ و ۶) کیونکہ ایک بوتا اور دوسرا کاٹتا ہی اور دونو باہم خوشی کرتے ہیں یہہ بڑے تسلی کا مقام ہی جو ہماری سرگرمی کو سرد نہیں ہونے دیتا ہی

۳۸ (۳۸) میں نے تمہیں بھیجا ہی تاکہ اُسے جس میں تم نے محنت نہیں کی کاٹو غیر لوگوں نے محنت کی اور تم اُن کی محنت میں شامل ہوئے

(میں نے تمہیں بھیجا ہی) لفظ میں پرزور ہی یعنے میں بھیجنیوالا ہوں میں نے پہلے اور پیغمبروں کو بھیجا تھا کہ بیج بو دیں اب میں نے تمہیں بھیجا ہی کہ اُنکے بوئے ہوئے کھیت جواب پک گئے ہیں کاٹو (غیر لوگوں نے محنت کی) یعنے تم میں اور اُن میں مغایرت جسمی اور شخصی ہی وہ اور لوگ تھے تم اور لوگ ہو اگرچہ اتحاد روحانی ہی اور کام بھی ایک ہی (ف) غیر لوگوں سے مراد انبیا سلف اور بزرگان دین ہیں یوحنا اصطباغی تک اب مسیح خداوند اُنکی محنت پر گواہی دیتا ہی کہ اُن سب نے محنت کی ہی مسیح خداوند اُن کی محنت کو نہیں بھولا اگرچہ مدت گذری کہ وہ دنیا سے چلے گئے پس خداوند ہماری محنت کو بھی نہ بھولیگا پس بھائیو تمہاری ہماری محنت جو خداوند میں ہی عبث نہیں ہی ہاں وہ محنت جو خداوند میں نہیں ہی بیشک عبث ہی

(تم اُن کی محنت میں شامل ہوئے) تم شامل ہوئے نہ میں کیونکہ میں تو تمہاری اور اُن کی محنتوں کا مقصود ہوں وہ میرے لئے کرتے تھے تم بھی میرے لئے کرتے ہو (ف) اگلے لوگوں کا اور ہمارا کام ایک ہی ہی محنت میں شراکت ہی مقصود میں شراکت ہی پس اُن میں اور ہم میں اگرچہ جسمانی جدائی ہی پر روحانی میل ہی (ف۲) دیکھو پُرانے عہدنامہ کی تعلیم انجیل سے الگ نہیں ہی بلکہ انجیل اُسی محنت سے نکلی ہی پس بیج اور پھل کی نسبت اُن دونوں میں ہی (ف۳) نبیوں کی محنت سے اگرچہ فائدہ کم نظر آتا ہی تو بھی خداوند کی نظر میں اُن کی محنت پھلدار ہی اُن کی محنت کا حاصل اُسیقدر ہوا ہی جسقدر حواریوں کی محنت کا حاصل ہی (ف۴) سب عیسائی جو اِسوقت خدا کے کلام کی خدمت کرتے ہیں وہ پیغمبروں کی محنت میں شریک ہیں وہ اور یہہ سب برابر حصّہ پاوینگے اب دیکھو بھائیو انجیل کی خدمت کتنا بڑا کام ہی جس کی دنیا تحقیر کرتی ہی

۳۹ (۳۹) اور اُس شہر کے بہت سے سامری اُس عورت کے کہنے سے جس نے گواہی دی کہ اُسنے سب کچھ جو میں نے کیا ہی مجھے کہا اُسپر ایمان لائے

(ایمان لائے) نبی جاننکے ایمان لائے تھے یعنے یہہ کہ یہہ شخص خدا کی طرف سے ہی اُنہوں نے مسیح کو اُس کے منصب کے موافق ابھی تک نہیں پہچانا تھا تو بھی اُسے قبول کیا کہ وہ ایک پیغمبر ہی۔ پر مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد سامریوں نے اُسے زیادہ پہچانا تھا (اُس عورت کے کہنے سے) جو گنہگار عورت تھی اور جسکا چلن بھی اچھا نہ تھا (ف۱) عورتیں بھی تعلیم دیسکتی ہیں اور خدا اُن کی باتوں پر برکت بھی دیتا ہی کہ تاثیر ہوتی ہی جب خدا کا وقت کام کرنے میں آتا ہی تو حقیر وسیلوں سے بڑے اثر پیدا ہوتے ہیں پس حقیر وسیلوں کو ناچیز نہ جاننا

(جسنے گواہی دی الخ) کہ اِس شخص نے میرے تمام احوال گذشتہ کی مجھے خبر دی ہی اُسنے کچھ دلیلوں کے ساتھ مباحثہ نہیں کیا اور نہ فصاحت کے فقرے سُنائے صرف اتنا کہا کہ غیب کی خبر اِس نے مجھے دی ہی۔ ہمیں لازم ہی کہ جو کچھ مسیح نے ہماری جانوں

کے ساتھ کیا ہی ہم لوگوں سے بیان کریں جیسے پولوس نے اپنے رجوع لانے کا بیان مکرر سُنایا ہی پر ایسی باتیں صاف دل لوگوں میں
موثر ہوتی ہیں نہ تکراریوں میں (ف ۲) عیسائی دین صرف باتیں ہی نہیں ہیں ہم عقائد مسیحیہ بولتے ہوئے ایک خاص چال پر چلے
جاتے ہیں اور ہمارے ساتھ کچھ عجیب واقعات بھی گذرتے ہیں جن سے ہمارے دل مسیح کی بڑی بزرگی اور قدرت معلوم کر کے
اُس کے ساتھ وابستہ ہوتے جاتے ہیں اور تقویت پاتے ہیں کیونکہ وہ ہماری دعاؤں کے جواب دیتا ہی اور مدد کے لئے حاضر
ناظر پایا جاتا ہی اور وہ ہم میں موثر ہی اور آپ کو ہم پر ظاہر کرتا ہی

۴۰ (۴۰) اور اُن سامریوں نے اُس پاس آکے اُسکی منت کی کہ ہمارے ساتھ رہ چنانچہ وہ دو روز وہاں رہا

اُن کی منت کو اُس نے قبول کیا کیونکہ وہ صاف دلی سے چاہتے تھے کہ وہ اُن کے ساتھ رہے پر اُسے اور ضروری کام بھی
درپیش تھے اسلئے زیادہ نہیں رہا صرف دو روز رہا اور باتیں کیں اور نصیحت دی (آیت ۴۱) (ف) وہ جو پہلے اُس نے
کہا تھا کہ سامریوں کی کسی بستی میں نہ جانا (متی ۱۰۔ ۵ و ۶) یہہ ایک خاص بات تھی کچھ عرصہ کے لئے آخر کو اُسکا حکم ہر کہیں
جانے کا ہوا ہی (اعمال ۱۔ ۸) اور اب آپ دو روز وہاں رہا یہہ بیجا نہ تھا اُن کی بُلاہٹ کا

۴۱ (۴۱) اور اُن کے سوا اور بہتیرے اُسی کے کلام کے سبب ایمان لائے

(آیت ۳۹) سے اب کچھ زیادہ پہچانا اور اُس کی مسیحیت کے کچھ قایل ہوئے اُسکا کلام سُنا اور معرفت میں ترقی کی ہمیشہ
ایمان آتا ہی سُننے سے اور جسقدر مسیح کی باتیں زیادہ معلوم ہوتی ہیں اُسیقدر ایمان میں ترقی ہوتی ہی جب کسی کو تھوڑا سا فضل عنایت
ہو جائے تو یہہ بیجا نہیں زیادہ فضل پانے کا (ف ۱) مسیح خداوند صرف اُن لوگوں کے ساتھ رہتا ہی جو چاہتے ہیں کہ وہ اُن کے
ساتھ رہے عماوس کی راہ پر اگر وہ دو شاگرد درخواست نہ کرتے کہ ہمارے ساتھ رہ جا تو بڑی برکت کو کھو دیتے (لوقا ۲۴۔ ۲۹)
گرگسیوں نے کہا ہمارے پاس سے چلا جا (متی ۸۔ ۳۴) لیکن سامریوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ رہ جا (ف ۲) یہاں کچھ ذکر معجزوں
کا نہیں ہی پس سامری نہ معجزوں کے سبب سے ایمان لائے اگرچہ اُس کی غیب گوئی کا ذکر عورت سے سُنا تھا تو بھی ایمان اُنکا صرف
مسیح کی باتیں سُننے سے بڑھ گیا تھا اور اِس طرح سے یہہ لوگ غیر قوموں کا پہلا پھل ہوئے تھے کیونکہ اکثر غیر قوم نے انجیل کی
تابعداری اُسوقت کی ہی جبکہ معجزات بند ہو گئے تھے پر اکثر یہودی معجزے دیکھ کے بھی ایمان نہ لائے تھے (ف ۳) نہیں معلوم
کہ مسیح نے اُنسے کیا کیا باتیں کہیں ظاہر ایسا ہی کہ یہی باتیں جو انجیلوں میں مذکور ہیں بتبدیل عبارت اُن میں کچھ باتیں وہاں سُنائی
گئی تھیں (ف ۴) کفرناحوم خورزین بیت صیدا دنیا سے مٹ گئے وہاں خداوند نے بہت محنت کی تھی اور معجزے دکھلائے تھے

توبھی وہاں کے لوگوں نے اُسے قبول نہ کیا تھا اور خداوند نے پیشگوئی کے طور پر کچھ وہاں ماتم بھی کیا تھا ہائے ہائے کیکے پر سخار شہر اب تک آباد ہے جہاں پکے کھیت کا ملنے کی بشارت سُنائی تھی اور وہ خوبصورت جگہ ہے جہاں زرخیز کھیت ہیں اور مشہور جگہ ہے اُسی برکت کے سبب کہ وہاں کے لوگوں نے خدا کے بیٹے کی عزت کی تھی۔ مبارک لوگ اپنی آیندہ پشتوں کے لئے برکت چھوڑتے ہیں اور کمبخت لوگ اپنی آیندہ پشتوں کے لئے بربادی اور لعنت چھوڑتے ہیں سب کو ہوشیار ہونا چاہئے

(۴۲) اور اُس عورت کو کہا اب ہم فقط تیرے کہنے سے ایمان نہیں لاتے کیونکہ ہم نے خود سُنا اور جانتے ہیں کہ یہہ فی الحقیقت جہان کا نجات دینیوالا مسیح ہے ۴۲

نہیں معلوم کہ مسیح نے اِس جگہ کیا کیا باتیں سُنائیں توبھی اُس تعلیم کا جو وہاں دی گئی یہہ نتیجہ لکھا ہے جو اِس آیت میں ہے اِسی طرح نہیں جانتے کہ مسیح نے ۳۰ برس تک ناصرت میں کیا کیا پر اُس ساری طیاری کا نتیجہ اِن تین برس کی خدمت میں دیکھتے ہیں اور یہہ بھی معلوم نہیں کہ پولوس نے دو برس تک ملک عرب میں جاکے کیا کیا (گلاتی ۱-۱۷) پر دوسرے وقت کی خدمت اور انجام سے ظاہر ہے کہ طیاری ہوئی تھی

(تیرے کہنے سے ایمان نہیں لاتے) اگرچہ اُنکے ایمان کا شروع اُسی عورت کے کہنے سے ہوا ہے پر وہ اُسے رد نہیں کرتے اور کچھہ اُس کی تحقیر بھی نہیں کرتے بلکہ معرفت میں ترقی کا اظہار کرتے ہیں (ہمنے خود سُنا) اُسی کے مُنہہ سے باتیں سُنیں اور اُس سے زیادہ پہچانا اب ہمارا ایمان بلا واسطہ براہ راست اُسپر قایم ہوا (ف) یہہ بات عورت کے لئے بھی خوشی کی بات تھی کیونکہ پہلے اُس عورت نے مسیح کو پایا اور پھر اہل شہر کو بلا لائی کہ آکر دریافت کریں کہ وہ مسیح ہے یا نہیں اب وہ اُنکے مُنہہ سے بھی سُنتی ہے کہ وہ مسیح ہے اور وہ سب اپنی تحقیقات کے بعد گواہی دیتے ہیں تب عورت کی بات کا زیادہ تر ثبوت ہو جاتا ہے جو اُس کی خوشی کا باعث ہے کہ اُسنے ناحق لوگوں کو تکلیف نہیں دی بلکہ جو کچھہ کہا تھا زیادہ تر سچ نکلا جو اُن کی اور اُسکی سعادت دارین کا باعث ہے (ف ۲) اکثر لوگ دوستوں کے وسیلے سے مسیح خداوند کے پاس آتے ہیں اور جب خداوند کی حضوری میں آجاتے ہیں تو اُس کی آواز سُنتے ہیں یعنے پہلے کسی آدمی کی آواز اُس کی نسبت سُنتے تھے اب خود اُس کی آواز اُسکے مُنہہ سے سُنتے ہیں اور زندگی و روشنی سے بھر جاتے ہیں۔ ساری کلیسیا اِسی سامری عورت کی مانند ہے جو سارے جہان کو مسیح کے پاس لاتی ہے

(یہہ فی الحقیقت جہان کا نجات دینیوالا مسیح ہے) اب یہہ اقرار ایمان کا پورا اور سچا اُن سے ہوا ضرور مسیح نے آپ کو اُن پر ظاہر کردیا اور تعلیم بھی دی اور اُنکے دلوں کو بھی کھولا تب وہ اُسے نہ صرف ایک نبی مگر جہان کا نجات دہندہ مسیح بتلانے لگے

(ف۳) اُسوقت سامریوں نے مسیح کا کلام سُنکے اُسے پہچانا تھا اِسوقت انجیل شریف جو مسیح کا کلام ہی ہمارے پاس ہی اور اسی کلام کے سبب ہر اقلیم کے اور ہر زمانہ کے لوگ گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچا مسیح خدا کا ہی
(ف۴) مسیح کی نصیحتیں اور تمثیلیں اور سب اُسکے حرکات وسکنات زندگی کے تخم تھے جو دلوں میں ڈالے گئے تھے پر جب تک پنتکوست کی بارش نہ ہولی تھی وہ تخم دلوں میں یونہیں پڑے تھے اُگے نہ تھے جب روح القدس کی بارش ہوئی تو دیکھو کیا سے کیا ہو گیا

۴۳ (۴۳) اور وہ دو روز بعد وہاں سے روانہ ہو کے جلیل کو گیا

(۴۳ سے ۵۴ تک) ایک سردار کے بیٹے کو صحت دینے کا ذکر ہی (جلیل کو گیا) تاکہ اپنا سفر تمام کرے (آیت ۳) (ف) جلیل کو گیا شاید ناصرہ میں گیا (متی ۴-۱۲ و ۱۳) یا شاید اور کسی جگہ میں گیا (لوقا ۴-۱۴ سے ۱۶) (ف۲) طبیعت انسانی کا میلان یوں ہی کہ جو لوگ ہماری عزت کرتے ہیں اُنکے ساتھ رہنے کو دل چاہتا ہی اور جو لوگ دشمنی رکھتے ہیں اُنکے پاس جانے سے نفرت آتی ہی مگر اِس مزاج کے خلاف مسیح ہمیشہ وہاں جاتا تھا جہاں اُسکے لئے کام تھا وہ اپنی خوشی نہیں چاہتا تھا پر خدا کی مرضی بجا لانے پر خوش تھا

۴۴ (۴۴) کیونکہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا ہی

یہاں سے ظاہر ہی کہ مسیح جلیل کے دیہات میں چلا گیا تھا نہ ناصرت میں جو اُسکا وطن تھا (لوقا ۴-۲۳) اور یہاں کے لوگ اُس سے ناراض تھے (لوقا ۴-۲۳ و ۲۴) یا آنکہ ناصرت ہی میں آیا ہو اور وہاں سے قانا کی طرف چلا گیا اِس لئے کہ ناصرت کے لوگوں نے اُس سے دشمنی ظاہر کی تھی (متی ۱۳-۵۴ سے ۵۶) (نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا) یہہ ایک مثل ہی جو مسیح نے سنائی یہی مضمون ایک دفعہ اور بھی اُسنے سُنایا تھا (متی ۱۳-۵۷) یہہ بات بھی زیادہ مشہور ہی کہ جو گرجا کے زیادہ نزدیک ہی وہ خدا سے زیادہ دور ہی جیسے کہتے ہیں کہ چراغ کے نیچے اندھیرا ہی بعضے وقت ایسا دیکھا جاتا ہی کہ فضل الٰہی جن کے زیادہ نزدیک ہی وہ ناقدری کے سبب فضل سے دور رہتے ہیں (ف) لکھا ہی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا پس جو کوئی خدا کے نبی کی عزت نہیں کرتا وہ مشکل سے نجات پاویگا جس نے نبی کو بے عزت کیا اُس نے اُس کے بھیجنے والے کی بے عزتی کی اور وہ الٰہی پیغام کی بے عزتی کا باعث ہوا اِس آفت سے خدا بچاوے (ف۲) مسیح کے تین عہدے ہیں نبوت کہانت بادشاہی - عہدہ نبوت سے وہ دلوں میں روشنی ڈالتا ہی اور عقلوں کو منور کرتا ہی عہدہ کہانت سے وہ آدمیوں کو

خدا سے ملاتا ہی اور عہدہ و بادشاہی سے وہ الله ہو کے سلطنت کرتا ہی اس مثال میں مسیح نے اپنے پہلے عہدہ کا ذکر کیا ہی کیونکہ پہلے آدمیوں کے سامنے اسی عہدہ کا کام پیش ہوتا ہی۔ اور اس لئے بھی اُسنے یہہ مثل سُنائی ہی کہ انبیاء سابق کی بے عزتی بھی اہل وطن سے زیادہ ہوئی ہی اور سب منادوں کی بے عزتی اہل وطن سے ہوتی ہی کیونکہ گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہی۔ جو لوگ باہر سے آکے نصیحت دیتے ہیں سامعین جسمانی مزاج اُن کی عزت زیادہ کرتے ہیں پر وہ قایمی معلم جو ہمیشہ اُنکے ساتھ رہتے ہیں اگرچہ کیسی ہی عمدہ لیاقت کیوں نہ رکھتے ہوں سامعین کی نظروں میں مساوات پیدا کر جاتے ہیں

(۴۵) اور جب وہ جلیل میں آیا تو جلیلیوں نے اُس کی خاطرداری کی کہ سب کاموں کو جو اُسنے یروشلم کے بیچ عید میں کئے تھے دیکھا تھا کیونکہ وہ بھی عید میں گئے تھے

یعنے جلیل کے دیہات میں وہ مقبول ہوا کیونکہ اُن لوگوں نے یروشلم میں عید کے وقت جسکا ذکر ہو گیا اُس کے معجزے دیکھے تھے

سامریوں نے معجزے نہیں دیکھے تو بھی ایمان لائے پر اہل جلیل نے معجزوں کے سبب سے قبول کیا مبارک وہ ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا تو بھی ایمان لاتے ہیں (ف) یہاں معجزوں کا کچھہ فایدہ مذکور ہی جس سے ثابت ہی کہ معجزے سب کے حق میں غیر مفید نہیں ہیں بعضے لوگ اُنپر فکر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو کوئی ایسے کام کر سکتا ہی اُسکا کلام سُننے کے لایق ہی

(۴۶) اور یسوع پھر قانائے جلیل میں جہاں اُسنے پانی کو مے بنایا تھا آیا اور بادشاہ کا ایک ملازم تھا جسکا بیٹا کفرناحوم میں بیمار تھا

(قانا) سخار سے ناصرت دو روز کی راہ ہی اور قانا طبیریاس کی راہ پر ناصرت سے ایک دن کی راہ ہی

اب اِس بستی میں دوسرا معجزہ مسیح کا ہوتا ہی نہ مطلق معجزوں میں مگر اِس خاص مقام میں اگرچہ یہہ معجزہ قانا میں ظاہر ہوتا ہی مگر نہ قانا کے کسی خاص باشندہ پر لیکن یہاں سے کفرناحوم کے باشندے پر یہہ دکھلا کے کہ وہ خدا ہو کے ہر جگہہ حاضر ناظر اور مددگار ہی اگرچہ جسم سے وہاں نہ ہووے (جہاں پانی کو مے بنایا تھا) راقم انجیل (۲-۶ سے ۱۰) تک کے معجزے کو اِس دوسرے معجزہ کے ساتھہ اِس مقام پر یاد کرتا ہی تاکہ ناظرین کے ذہن کو مسیح کی الوہیت کی طرف متوجہ کرے کہ جس نے ماہیت کی تبدیل کی تھی اُسی نے دور تک مدد بھی کی (بادشاہ کا ایک ملازم تھا) یا تو ہیرودیس کے خاندان کا کوئی آدمی تھا یا ہیرودیس کا کوئی خاص نوکر تھا۔ یونانی میں صرف اتنا لکھا ہی کہ (بادشاہی آدمی تھا) نہیں معلوم کہ خاندان سے بادشاہی تھا یا نوکری کے

سبب تھا (ف) یہہ شخص ہیرودیس بادشاہ کا دیوان تھا اور نام اسکا کوزا تھا اسکی بی بی اپنے مال سے مسیح کی خدمت کرتی تھی (لوقا ۸ - ۳) شاید اسی وقت سے اسکی بی بی کا اعتقاد مسیح پر آیا ہوگا جب اسکا بچہ اس نے اچھا کر دیا تھا (جسکا بیٹا کفرناحوم میں تھا) کفرناحوم قانا سے ایک منزل آگے تھا یہہ شخص اپنے بیٹے کو کفرناحوم میں بیمار چھوڑ کے مسیح کے پاس قانا میں آیا ہوگا کیونکہ اس نے مسیح کی وہاں خبر پائی ہوگی یا وہیں موجود ہوگا اور لڑکے کی بیماری کی خبر پائی ہوگی (بیمار تھا) اور بیماری بھی سخت تھی کہ موت کے قریب پہونچ گیا تھا (ایت ۴۷)

امیروں پر بھی مصیبتیں آتی ہیں جیسے غریبوں پر آتی ہیں - یہہ شخص تو دولت مند تھا پیسہ بہت تھا سب کچھ خرید سکتا تھا جو پیسہ سے بکتا ہے پر سب کام صرف پیسہ ہی سے نہیں نکلتے ہیں بعضے ایسے مقام ہیں جہاں سب کی ناچاری ہے (ف) امیروں پر اور عیال داروں پر بعضے وقت زیادہ آفتیں آتی ہیں کیونکہ جسقدر درخت اونچا ہے اسیقدر آندھی اسپر زیادہ زور کرتی ہے اور جسقدر اس کی شاخیں چوڑی ہیں اسیقدر آندھی کا صدمہ زیادہ اٹھانا پڑتا ہے پس بھائیو ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنا چاہیئے ان کی نقدی کے لالچ سے نہیں مگر انکے دکھوں پر نظر کر کے (ف ۲) یہہ بیمار ایک لڑکا تھا پس بیماری نہ صرف بڈھوں کے لئے ہے مگر جوانوں اور بچوں کو بھی آتی ہے سو آدمیوں کے درمیان بہت تھوڑے ہیں جن کی عمر ۵۰ برس تک پہونچ جاتی ہے ورنہ پہلے ہی مرجاتے ہیں دنیا میں جب پہلی قبر کھودی گئی تھی تو ایک جوان کی تھی اور پہلا مردہ دنیا میں باپ نہیں تھا مگر بیٹا تھا پس اے بچو اور جوانوں اپنی طیاری سے غافل نہ رہنا شاید تم بڑھاپے تک پہونچو یا نہ پہنچو (ف ۳) خداتعالی آدمیوں پر دکھہ درد اور طرح طرح کی مصیبتیں بھیجدیتا ہے تاکہ انہیں جگا دے کہ ہم سب خدا پر بھروسہ رکھیں ناپائدار چیزوں پر دل نہ لگاویں حقیقی معبود کی تلاش کریں تب مصیبتیں خدا کی طرف سے ہمارے لئے دوا ہیں اگر اس آدمی کا بیٹا بیمار نہ ہوتا تو شاید یہہ شخص مسیح کے پاس نہ آتا اور نجات دہندہ سے ناواقف رہتا اور اس کے دل میں سے نادانی اور بے ایمانی کا مرض نہ نکلتا (ف ۴) بعضے لوگ ایسے بھی ہیں کہ دکھوں میں بھی خدا کو تلاش نہیں کرتے یا غیر معبودوں کی طرف دوڑتے ہیں تاکہ زیادہ برباد ہوں یا ہائے ہائے کرتے ہیں وہ ہلاک ہونیوالے ہیں ان کے دکھہ محض دکھہ ہیں نہ دوا ان کی حماقت سے - لیکن وہ دکھہ جنپر برکت ہوتی ہے تندرستی سے بہتر ہیں (زبور ۱۱۹ - ۷۱)

۴۷ (۴۷) جب سنا کہ یسوع یہودیہ سے جلیل میں آیا اس پاس گیا اور اسکی منت کی کہ آوے اور اس کے بیٹے کو چنگا کرے کیونکہ وہ مرنے پر تھا

(اس پاس گیا) یعنے وہ بادشاہی آدمی کفرناحوم سے قانا میں چڑھ گیا اسلئے کہ قانا پہاڑ پر ہے اونچے پر ہے اور

کفرناحوم نیچے نشیب میں تھا (اور اُس کی منت کی) یعنے یسوع کے سامنے منت سے عرض کی (کہ آوے) یعنے نیچے کفرناحوم میں اُترے (اور اُس کے بیٹے کو چنگا کرے) وہاں جاکے وہ نہیں جانتا تھا کہ مسیح صرف ایک بات سے چنگا کرسکتا ہے کچھ ضرورت وہاں جانے کے نہیں ہے وہ خدا ہو کے ہر جگہ حاضر ناظر ہے (ف) نعمان کا بھی یہی خیال تھا کہ الیشاع باہر آکے اُس پر ہاتھ رکھیگا (۲ سلاطین ۵ باب) دنیاوی لوگوں کی نظر ظاہری اسباب پر بہت ہوتی ہے پر خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے ایک حکم سے سب کچھ کرنے سکتا ہے (ف۲) مسیح کے متلاشی سردار لوگ بہت کم نظر آتے ہیں تو بھی مسیح خداوند ہر درجہ کے آدمیوں میں سے فتح کا نشان ظاہر کرتا ہے تنگی اور مصیبت سرداروں کو بھی مسیح کی طرف کھینچ لاتی ہے جیسے سب غریبوں کو بھی

۴۸ (۴۸) تب یسوع نے اُسے کہا اگر تم نشانیاں اور کرامتیں نہ دیکھوگے تو ایمان نہ لاؤگے

مسیح خداوند اُس ایمان کو زیادہ پسند کرتا ہے جو نشان نہیں ڈھونڈھتا (۲۰-۲۹) صرف مسیح کے کلام پر بھروسہ کرنا اور اُسوقت بھروسہ کرنا جب کچھ نظر نہیں آتا ہے یہہ ایمان کی بڑی خوبی ہے۔ یہودیوں نے ہمیشہ نشان چاہا (اقرنتی ۱-۲۲) اور بہت لوگ مسیح کے پاس آے اور معجزے دیکھے تو بھی اُنہوں نے مسیح کا لحاظ کم کیا اور نجات و سچائی سے بے پرواہ رہے ہاں بعض میں معجزات بھی مفید ہوئے۔

۴۹ (۴۹) بادشاہ کے ملازم نے اُس سے کہا ای خداوند پیشتر اُس سے کہ میرا بیٹا مرجاوے اُتر آ

یعنے ای خداوند ہم تو آپس میں باتیں کرتے ہیں پر وہ مرا جاتا ہے اگر تو جلد نہ آوے تو سب کام تمام ہو جائیگا جلدی اُسکا فکر کر۔ باپ اپنے بیٹے کی ظاہری زندگی پر سوچتا تھا اور اُسکا دل بہت مضطرب تھا وہ جلدی کرتا ہے کہ خداوند وہاں بروقت پہونچے اور صحت بخشے

۵۰ (۵۰) یسوع نے اُسے کہا جا تیرا بیٹا جیتا ہے اور اُس مرد نے اُس بات کا جو یسوع نے اُسے کہی تھی اعتقاد کیا اور چلا گیا

مسیح نے صرف حکم سے صحت بخشدی۔ اُس شخص میں ایمان تو تھا مگر کمزور ایمان تھا مسیح نے نہیں چاہا کہ اُسکے کمزور ایمان میں کچھہ نا امیدی آوے اِسلئے فوراً اُسکے کمزور ایمان کو بھی قبول کر لیا اور اُسمیں تقویت دی۔ مسیح نے اُس کے کمزور ایمان کو پسند نہیں کیا ورنہ اُسکے ساتھہ جاتا پر اُس نے نہ چاہا کہ سلگتے ہوئے سن کو بجھاوے اِسلئے یوں فرمایا کہ میں تو نہیں آتا تو آپ چلا جا

تیرے بیٹے کو میں نے صرف حکم سے صحت بخشدی ہے اور وہ اُسیوقت جہاں ہے وہاں اچھا ہوگیا ہے میرے حکم سے۔ تیرا یہہ کمزور ایمان کہ میں وہاں جاکے چنگا کرسکتا ہوں اور اگر نہ جاؤں تو وہ مرجائیگا مجھے پسند نہیں ہے میں قادر ہوں کہ اِسوقت اِسی جگہ سے حکم دوں اور اُس کی بیماری دفع ہو جاوے سو میں نے ایسا کیا اب چاہیئے کہ تیرا کمزور ایمان زورآور ہو جاوے (اعتقاد کیا) یعنے یقین آگیا اُس کے ایمان کا نقصان فوراً دفع ہوا (اور چلا گیا) یہہ دکھلا کے کہ مجھے تیری بات کا بھروسہ ہے یہہ چلا جانا اعتقاد کے ساتھہ اُس کے کامل ایمان کا پھل تھا پس ایمان اعمال سے ثابت ہوتا ہے (یعقوب ۲-۲۲) (ف) بہت لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں مگر اُن کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ دلی بھروسہ اُسپر نہیں ہے۔ وہ جو وعدوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور دعائیں بھی کرتے ہیں لیکن جواب کہ انتظاری ایمان سے نہیں کرتے ہیں ضرور ایمان میں کمزور ہیں (ف) مسیح کی حضوری اور مسیح کی بات پر اُس کی غیر حاضری میں بھروسہ کرنا ایک سی بات ہے مسیح کا کلام مسیح کی حضوری کے موافق ہے جو کچھہ مسیح کے مُنھہ سے نکلا بیش قیمت چیز ہے اُس کی قدر و منزلت بہت کرنا چاہیئے (ف) اگر زندگی کا دفتر عیسائی آدمی کے ہاتھہ میں ہوتا اور وہ اپنا نام اُس میں لکھا ہوا دیکھتا تو بھی اُس کی سلامتی اِس سے زیادہ نہوتی جسقدر الٰہی وعدہ میں اُس کی سلامتی ہے (ف) اِنجیلی وعدوں پر ایمان لانا دیکھنے کے برابر ہے یعنے یہہ ایسے وعدے ہیں جیسے کوئی شے نقد موجود ہوتی ہے (ف) مسیح اِنسان ہو کے اُس وقت قانا میں تھا پر خدا ہو کے کفرناحوم میں بھی حاضر تھا جیسے تمام جہان میں (ف) اسوقت بادشاہ کے ملازم نے کہا اُترآ پر اُس کے کہنے سے نہ گیا اور صحت بخشدی لیکن دوسرے وقت آپ فرمایا کہ نوکر کے چنگا کرنے کو میں آپ جاؤنگا کفرناحوم میں (متی ۸-۷)

۵۱ (۵۱) وہ راہ ہی میں تھا کہ اُسکے نوکر اُسے ملے اور خبر پہونچائی کہ تیرا بیٹا جیتا ہے

نوکر نہ جانتے تھے کہ وہ مسیح سے ملکر آتا ہے اور صحت مسیح نے بخشی ہے پر جب اُنہوں نے دیکھا کہ صحت ہوئی تو خوشخبری اپنے آقا کو دینا جلد چاہتے ہیں کہ اُسکا غم رفع ہو اِسلیئے راہ ہی میں خبر پہونچائی

۵۲ (۵۲) تب اُس نے اُنسے پوچھا کہ اُسے کسوقت سے آرام ہونے لگا اُنہوں نے کہا کل ساتویں گھڑی اُس کی تپ جاتی رہی

(ساتویں گھڑی) یعنے دوپہر کے بعد ایک بجے (تپ جاتی رہی) یعنے بخار اُتر گیا بغیر کسی دوائی کے خود بخود معلوم ہوا کہ بخار برابر چڑھا تھا اور وہ بخار تھا جو جان کے ساتھہ جاتا ہے

(۵۳) تب باپ نے جانا کہ وہی گھڑی تھی جب یسوع نے اُس سے کہا تھا کہ تیرا بیٹا جیتا ٥٣
ہی اور وہ خود اور اُسکا سارا گھرا ایمان لایا

(وہی گھڑی تھی) تپ اُتر جانے کا وہی وقت تھا (جب یسوع نے کہا تھا) ادھر اُسکے منہ سے حکم نکلا اُس طرف تپ اُتری (ایمان لایا) پہلے اُسکے قول پر اعتقاد کیا تھا اور جب اُسکے کہنے کے موافق ہوا تو ایمان بڑھگیا اور جانا کہ وہ اور آدمیوں کی مانند نہیں ہی اور نہ صرف ایک نبی ہی مگر نبی سے زیادہ مسیح ابن اللہ ہی اب اُس میں نجات پانے کا ایمان آگیا (اُسکا سارا گھر ایمان لایا) کیونکہ اُسنے اپنے گھرانے میں آکے یہہ سب ماجرا سُنایا تھا تب سب میں ایمان آیا (ف۱) بیٹا بھی اچھا ہوگیا اور سب کے سب عیسائی ہوگئے صرف بیٹے کی جسمانی زندگی کا طالب تھا پر سب میں روحانی زندگی بھی آگئی اور آپ بھی زندگی کو پایا (ف۲) جب ایک میں ایمان آتا ہی تو اُس کی تاثیر سارے گھرانے پر اکثر ہوتی ہی خدا کی برکت عام ہی وہ بہتایت سے فضل بخشتا ہی (اعمال ۱۶-۱۴ و ۱۵ و ۳۴ و ۱۸-۸)

(۵۴) یہہ دوسرا معجزہ ہی جو یسوع نے یہودیہ سے جلیل میں آکے دکھلایا ٥۴

دوسرا معجزہ ہی جلیل میں نہ یہودیہ میں یہودیہ میں تو اور بھی ہوئے ہیں اور جلیل میں بھی اور معجزے ہوئے ہیں مگر پہلا پانی کو شراب بنانے کا اور دوسرا یہہ معجزہ وہاں تھا اُس کے بعد وہ سب ہوئے ہیں جنکا ذکر (متی ۴-۲۳) میں ہی

پانچواں باب

(۱) بعد اُسکے یہودیوں کی ایک عید تھی اور یسوع یروشلم کو گیا

(عید تھی) بہت مفسر کہتے ہیں کہ عید فسح تھی کیونکہ کبھی کبھی عید فسح کو صرف عید کہا گیا ہی (۴-۴۵) (ف۱) مسیح کا کام تین برس سے کچھ زیادہ کا تھا جس میں چار عید فسح ہوگئی تھیں پہلی عید فسح (۲-۲) میں ہی دوسری عید فسح یہہ ہی جسکا ذکر آیت بالا میں ہی تیسری عید فسح (۶-۴) میں ہی چوتھی عید فسح (۱۳-۱) میں ہی (یسوع یروشلم کو گیا) تاکہ اپنے باپ کے حکم

کی تعمیل کرے (استثنا ۱۶-۱۶) (ف۱) یوحنا رسول اکثر اُن واقعات کا ذکر زیادہ کرتا ہی جو یروشلم میں گذرے ہیں کیونکہ بیرونی واقعات کا ذکر دوسری انجیلوں میں زیادہ ہوگیا ہی (متی ۴ و ۸ و ۹ باب مرقس اور ۲ باب لوقا ۴ و ۵ باب) کو دیکھو

۲ (۲) اور یروشلم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہی جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہی اُس کے پانچ اُسارے ہیں

(بھیڑ دروازہ) اسکا ذکر (نحمیا ۳-۱) میں ہی (ایک حوض ہی) مُنھہ ہاتھہ دھونے کے لئے اور نہانے کے لئے یہہ حوض تھی یہاں لکھا ہی کہ (ہی) یوحنا نے اپنی انجیل ہیکل کی بربادی کے بعد لکھی ہی پس بعد بربادی کے بھی یہہ حوض کچھہ ٹوٹی پھوٹی تھی بلکہ اُسوقت وہاں پانی زور سے اُچھلتا تھا (بیت حسدا) عبرانی میں اُسکو کہتے تھے جس کے معنے ہیں رحم کا گھر اِسوقت اُسے کنواری کا حوض کہتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ سلوام کے چشمہ سے اُس میں پانی آتا تھا (بھیڑ دروازہ) اِس دروازہ کا ذکر (نحمیا ۳-۱ و ۳۲ و ۱۲-۳۹) میں ہی اِس دروازہ سے بھیڑیں اور بیل وغیرہ قربانی کے لئے لائے جاتے تھے

۳ (۳) اُن میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی

(اُن میں یعنے اُن پانچ اُساروں یا برآمدوں میں (پانی) دنیا میں کہیں ایسا پانی نہیں ہی جو یکایک صحت بخشے بعضے پانی ایسے تو ہیں جن سے بتدریج بعض قسم کے بیمار اچھے ہو جاتے ہیں اور ایسا پانی بھی کوئی نہیں ہی جو ہر قسم کی بیماری کے لئے صحت کا باعث ہوا اور نہ ایسا کوئی پانی ہی کہ کبھی کبھی صحت بخشا کرے کیونکہ جو اُس کی تاثیر ہی وہ ہمیشہ برابر ہی (ہلنے کے منتظر تھے) وہ جانتے تھے کہ پانی میں تو کچھہ تاثیر نہیں ہی مگر باہر سے کوئی تاثیر پانی کے ہلنے کے وقت آتی ہی جو صرف ایک ہی بیمار کی صحت کا باعث ہوتی ہی جو پہلے پانی میں گرتا ہی

۴ (۴) کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اُس حوض میں اُترکے پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُسمیں اُترتا تھا کیسی ہی بیماری میں گرفتار رہا ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا

یہہ آیت درجہ دویم وسویم وچہارم کے پُرانے نسخوں میں نہیں ہی مگر ترتلین اور کریزاسٹم وسیرل اور اوگسطین صاحبان کے زمانہ کی تحریر شدہ انجیلوں میں ہی اور نسخہائے درجہ اول ہیں اور درجہ سویم کے تیسرے نسخہ میں ہی اور پانچویں چھٹے ساتویں آٹھویں

نویں دسویں گیارہویں وغیرہ درجہ کے سب نسخوں میں ہے اور اکثر محققوں کا اتفاق اُس کی صحت پر ہے (فرشتہ ہلاتا تھا) فرشتہ کے ہلانے سے طاقت صحت آجاتی تھی (جو کوئی پہلے اُترتا) صحت صرف اُسی کو ہوتی تھی تب پانی میں کچھ ذاتی تاثیر نہ تھی پر یہہ ایک معجزہ کبھی کبھی ہوتا تھا (ف ۱) یہہ حوض اُسی چشمہ کا ایک نمونہ تھا جسکا ذکر (زکریا ۱۳-۱) میں ہے اور وہ مسیح ہے (ف ۲) نیک فرشتے نیکی کے کام کرتے ہیں اور بد فرشتے بدی کے کام کرتے ہیں دیکھو (ایوب ۲-۷ لوقا ۱۳-۱۶ و ۲ قرنتی ۱۲-۷) گمان غالب ہے کہ نیک فرشتے زیادہ تر نیک خدمتوں کے باعث ہیں جن سے آدمی ناواقف ہیں (ف ۳) یہاں سے کچھ ڈاکٹروں کی خدمت کی عزت معلوم کرنا چاہئے کہ وہ دیدنی وسیلوں سے جسموں کی صحت کا باعث ہیں پر یہہ صحت اُسی حکیم علی الاطلاق کی قدرت سے ہوتی ہے جو انسانوں کے وسیلے سے کام کرتا ہے جیسے یہاں فرشتے کے وسیلے سے کام کیا تھا ہمیں لازم ہے کہ جب بیماری میں دیدنی دوا کو پیتے ہیں تو خدا کی نادیدنی قدرت کی طرف تاکیں کیونکہ صحت صرف اُسی سے ہے

۵ (۵) اور وہاں ایک شخص تھا جو اڑتیس برس سے بیمار تھا

(ایک شخص تھا) اُسکا نام اور اُس کی کچھ تواریخ معلوم نہیں ہے (بیمار تھا) کچھ معلوم نہیں ہے کہ کیا بیماری تھی (وہاں تھا) حاضر تھا صحت کا امیدوار ہو کے اور (اڑتیس برس سے بیمار تھا) بہت پرانا مریض تھا تو بھی صحت کی امید پر وہاں حاضر تھا ایسی کہنہ بیماری کے سبب بھی صحت سے ناامید نہیں ہوا تھا (ف) اِس شخص سے کیسی ملامت ہمیں ہوتی ہے جب ہم سستی اور ناامیدی کرتے ہیں اور دیری کے سبب سے تھک جاتے ہیں یہہ آدمی تھک نہیں گیا باوجودیکہ نہایت غریب تھا اور کوئی اُسکا مددگار بھی نہ تھا تو بھی امیدوار رحمت الٰہی کا وہاں پڑا تھا

۶ (۶) یسوع نے جب اُسے پڑے ہوئے دیکھا اور جانا کہ وہ بڑی مدت سے اُس حالت میں ہے تو اُس سے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہو جائے

مسیح خداوند رحم کرنے سے بہت خوش تھا (میکہ ۷-۱۹) اِسقدر ہم نجات پانے کو طیار نہیں ہیں جسقدر وہ ہمیں نجات دینے کو خوش ہے اور طیار ہے جب وہ یروشلم میں آیا تو اُس نے امیروں کی ملاقات اُنکے محلوں میں جاکے نہیں کی مگر غریب خانوں میں ناچاروں اور بیماریوں کی طرف گیا کیونکہ وہ چنگا کرنے کو آیا تھا (پڑے ہوئے دیکھا) ناچاری کی حالت میں (اور جانا کہ وہ بڑی مدت سے) اُس نے علم غیب سے معلوم کیا کہ ۳۸ برس سے بیماری میں گرفتار ہے یعنے اُس کی تشریف آوری سے آٹھ برس پہلے سے

وہ بیمار پڑا ہی اپنی الوہیت کے سبب سے تو وہ سب کچھ پہلے ہی سے جانتا تھا مگر اب انسان ہوکے بھی اُسے جانا اور رحم کیا (کیا تو چاہتا ہی کہ چنگا ہو جائے) یہہ اِس لئے فرمایا کہ اُس میں اپنی طرف ایمان اور امید پیدا کرے اور اُس کی مردہ سی امیدیں زندگی ڈالے اور اُسپر ظاہر ہو جاوے کہ کس نے اُسے صحت بخشی ہی (ف) یہہ بڑی محبت کی لفظ تھی جس سے بیمار کا دل اُبھر اور مسیح پیارا معلوم ہوا اور اُسنے مسیح کو اپنا غمخوار معلوم کیا لیکن ابھی نہیں جانا کہ یہہ خدا کا بیٹا ہی اُسی کے ہاتھ میں سب کی زندگی ہی تب وہ یوں بولا

۷ (۷) بیمار نے اُسے جواب دیا کہ ای خداوند مجھہ پاس آدمی نہیں کہ جب یہہ پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں ڈال دے اور جب تک میں آپ سے آؤں دوسرا مجھہ سے پہلے اُتر پڑتا ہی

وہ آدمی آپ سے پانی میں نہیں اُتر سکتا تھا اور جلدی سے پانی تک پہونچ بھی نہ سکتا تھا شاید اُسے فالج تھا (مجھہ پاس آدمی نہیں) اِس فقرہ پر بیمار کا زور ہی شاید وہ چاہتا ہی کہ مسیح اُسکے لئے کوئی آدمی مقرر کردیوے جو وقت پر اُسے پانی میں ڈالے (ف) لوگ جسقدر دنیا میں زیادہ رہتے ہیں اُسی قدر یہہ بات زیادہ معلوم ہوتی ہی کہ دنیا خود غرضی سے بھری ہی بیماروں اور غمزدوں کے دوست بہت تھوڑے ہیں بلکہ کہنہ بیماریوں سے تنگ آکر بڑے پیارے احباب بھی چھوڑ دیتے ہیں کہ بھیک مانگیں یا گلیوں میں کہیں پڑ مریں (امثال ۱۴–۲۰) کنگال سے اُسکا ہمسایہ بھی بیزار ہی پر مالدار کے بہت سے دوست ہیں لیکن مسیح یسوع خاص اُنکا دوست ہی جنکا کوئی دوست نہیں ہی

۸ (۸) یسوع نے اُسے کہا اُٹھہ اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر چلا جا

کچھہ حاجت نہیں کہ کوئی آدمی تیرے پاس ہووے کہ تجھے پانی میں ڈالے اور کچھہ حاجت نہیں کہ تو پانی کے ہلنے کا منتظر رہے اور کچھہ حاجت نہیں کہ ایک فرشتہ آکے پانی کو ہلادے کیونکہ وہ سب طاقت جو وہاں ظاہر ہوتی ہی میری ہی میں تجھے صرف ایک لفظ بولکر چنگا کر سکتا ہوں (اُٹھہ) میں نے تجھے صحت بخشی طاقت دی اور بیماری دور کردی (اپنا کھٹولا اُٹھا) تو جو اپنے جسم کو بھی پانی تک اُٹھا کے نہیں لیجا سکتا اب مجھہ سے طاقت لے اور کھٹولا بھی اُٹھا اور (چلا جا) جہاں چاہے تاکہ سب لوگ بھی تجھے صحت یافتہ دیکھیں (ف) اُٹھہ اِس لفظ میں مسیح اُس سے تھوڑی سی تابعداری چاہتا ہی کہ جہاں تک اُس میں طاقت ہی اُسے کام میں لاوے اور دل سے اور اعضا سے اُٹھنے کا ارادہ اور کوشش بھی کرے تاکہ اُس کی کوشش کے ساتھہ مسیح اپنی طاقت اُس میں ملادیوے (ف۲) بیمار نے عذر نہیں کیا کہ مجھہ میں اُٹھنے کے طاقت

نہیں ہے لیکن اطاعت کی اور برکت پائی۔ سیکھنا چاہئے کہ مسیح کا حکم ماننا ضرور ہے تب برکت ہوتی ہے اسیواسطے اُگسطین صاحب کہتے ہیں کہ دید و جسکے دینے کا وہ حکم کرتا ہے کرو جو کچھ کرنے کو وہ کہتا ہے تب برکت ہوگی

۹ (۹) وُنہیں وہ شخص چنگا ہوگیا اور اپنا کھٹولا اُٹھالیا اور چلا گیا اور وہ سبت کا دن تھا

مسیح نے ایک دم میں پوری صحت بخشی دواسے جو صحت ہوتی ہے وہ درجہ بدرجہ آتی ہے نہ فوراً کامل صحت وہ ہے جو مسیح سے ہے اور وہ صحت جو حکما سے آتی ہے اِس میں اور اُسمیں بہت فرق ہے

(سبت کا دن تھا) یعنے سنیچر کا روز تھا جسمیں بوجھ اُٹھانا جایز نہ تھا بموجب (یرمیا ۱۷-۲۱ و ۲۲) کے کہ تم سبت کے دن بوجھ نہ اُٹھاؤ (ف) یہہ حکم جو مسیح نے دیا اگرچہ ظاہر الفاظ یرمیا کے خلاف تھا مگر اُسکے حقیقی مراد کے خلاف نہ تھا شریعت نے جو سبت کے دن بوجھ اُٹھانے سے منع کیا تھا اُسکا مطلب یہہ تھا کہ کوئی آدمی دنیاوی کام اپنے فایدہ کے لئے نہ کرے خدا کی عزت کے لئے سب کام سبت میں کرنے جایز تھے اور جایز ہیں یہہ بوجھ کھٹولے کا اُٹھانا خدا کی رحمت کے اظہار کے لئے تھا نہ اِس لئے کہ کھٹولا گھر پہونچے مسیح نے شریعت کی مراد کے موافق سبت کا دن اچھے کاموں کے لئے چُن لیا تھا اور یہہ دن ایسے کاموں کے لئے نہایت مناسب بھی تھا اور مسیح نے یہہ بھی ظاہر کیا کہ میں سبت کا بھی خداوند ہوں۔ لیکن ظاہری لفظوں کے پابند لوگ اِس مطلب کو نہ سمجھ کے اُسکے مخالف ہوگئے اور اسبات پر بھی نہ سوچے کہ صحت دہندہ ضرور خدا ہے اور جس نے صحت دی اُسنے کھٹولا اُٹھانے کا بھی حکم دیا پس کیا خدا اپنے ہی حکم کا مخالف ہے ہرگز نہیں ہم نے اُسکے حکم کا مطلب نہیں سمجھا اُس کے حکم کا منشا یہہ ہے کہ الٰہی جلال کے کام سبت کے دن کر سکتے ہیں نہ دنیاوی معمولی کام

۱۰ (۱۰) اِسلئے یہودیوں نے اُس سے جو چنگا ہوا تھا کہا کہ یہہ سبت کا روز ہے تجھے روا نہیں کہ کھٹولے کو اُٹھا لیجاوے

ایسے آدمی کو وہ لوگ یا تو مار ڈالتے تھے یا کوڑے مارتے تھے (نحمیا ۱۳-۱۹ سے ۲۲) یہودیوں کی نظر ظاہری شریعت پر تھی نہ خدا کی محبت پر اور نہ پڑوسی کے پیار پر یہہ ظاہر پرست لوگ باطنی مرادات پر نظر نہ کر کے کیسی غلطی میں جا پڑتے ہیں

۱۱ (۱۱) اُسنے اُنہیں جواب دیا کہ جسنے مجھے چنگا کیا اُسی نے مجھے فرمایا کہ اپنا کھٹولا اُٹھا کے چلا جا

کیا خوب جواب ہے کہ جس سے میرے لئے صحت نکلی اُسی سے کھٹولا اُٹھانے کا حکم بھی نکلا اُس آدمی کو یقین تھا کہ

جس سے صحت نکلی ہی وہ خدا کا نبی ہی پس اُس کا حکم خدا کا حکم ہی تب میں شریعت کا مخالف نہیں ہوں

(۱۲) تب اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی جسنے تجھے کہا کہ اپنا کھٹولا اُٹھا کے چلا جا

(وہ کون شخص ہی) یعنے کونسا انسان ہی جس نے ایسا حکم دیا جو خدا کی شریعت کے خلاف ہی اُسکی اِتنی بڑی جرأت کیونکر ہوئی کہ ایسا حکم دے (جسنے تجھے کہا) اُنکی کچھ پرواہ نہیں ہی اُس کی صحت پر وہ اِس سے تعجب نہیں کرتے کہ کس نے تجھے چنگا کیا سنگدل لوگ رحم کے کاموں پر کچھ نہیں سوچتے مگر ایسا حکم دینوالے کو پوچھتے ہیں کہ اُس کے ساتھ جنگ کریں اور اُسے ستاویں

۱۳ (۱۳) اُس نے جو چنگا ہوا تھا نہ جانا تھا کہ وہ کون ہی اِس لئے کہ یسوع وہاں سے ٹل گیا تھا کیونکہ اُس جگہ میں بھیڑ تھی

(نہ جانا تھا) اِس لئے کہ مسیح پردیسی شخص تھا اور جلدی وہاں سے چلا گیا تھا اور ہجوم عید کا بہت تھا وہ بھیڑ میں کہیں سے اُس کے پاس آکے یہہ کام کر گیا تھا اب وہ کیونکر بتلا سکے کہ وہ کون شخص ہی

۱۴ (۱۴) بعد اِس کے یسوع نے اُسے ہیکل میں پایا اور اُس سے کہا کہ دیکھ تو چنگا ہو گیا پھر گناہ نہ کرنا نہ ہووے کہ تو اُس سے بدتر بلا میں پڑے

(ہیکل میں پایا) گمان غالب ہی کہ وہ ہیکل میں شکرگذاری کے لئے گیا ہوگا کیونکہ اُس کے دل میں بڑی عید تھی اور خدا سے خوشی تھی جیسے ایک لنگڑا بھی چنگا ہو کے رسولوں کے ساتھ شکرگذاری کرنے کو ہیکل میں گیا تھا (اعمال ۳-۸) ہیکل میں پایا یعنے ہیکل کے بیرونی احاطہ میں جہاں لوگ جمع تھے اور مسیح بھی وہاں گیا تھا (پھر گناہ نہ کرنا) معلوم ہوا کہ یہہ بیماری گناہ کے سبب سے تھی اکثر گناہ بیماری کے باعث ہیں گناہ سے نہ صرف بیماری مگر اور اور بلائیں بھی آتی ہیں اور نیک چلنی سے اکثر تندرستی رہتی ہی تو بھی ہر بیماری کا سبب گناہ نہیں ہی (لوقا ۱۳-۲ و یوحنا ۹-۳) (ف) دیکھو یہہ آدمی اپنے گناہ کے وبال میں ۳۸ برس سے مبتلا تھا اور یہہ خدا کی طرف سے سزا تھی (بدتر بلا میں پڑے) اب تک بدتر سزا باقی تھی اِتنی سزا اُٹھانے کے بعد دنیا میں اور سزا بھی مل سکتی تھی اگر وہ گناہ کرے اور آنیوالے جہان میں بے نہایت سزا گنہگاروں کے لئے ہی دیکھو خدا کی عدالت کیسی سخت ہی اور گناہ کیسی بُری چیز ہی (ش) ۳۸ برس ہوئے جب گناہ کیا تھا اُسوقت ضرور جوان تھا اب بڈھا ہی ساری

دیکھا جیسا آرام یہودی چاہتے ہیں کہ کوئی نیکی کا کام بھی سبت کو نہ کیا جاوے پس جیسے میرا باپ کام کرتا ہی میں بھی کام کرتا ہوں خدا سبت کے قانون کا پابند نہیں ہی اور نہ اُسے آرام کی حاجت ہی اگر وہ اپنے کام سبت کے دن چھوڑ دے تو سبت کا دن بھی نیست ہو جاوے اُسنے تو سبت کا قانون انسان کے فایدہ کے لئے مقرر کیا ہی تاکہ وہ اپنے دنیاوی سب کاموں سے باز آکر ایک بہت بڑا کام کریں یعنے عبادت اور رحم اور ہر طرح کی نیکی کیونکہ خدا نیکی کرنے سے کبھی فارغ نہیں ہوتا ہی میں بھی جو اُسکا بیٹا ہوں اپنے باپ کی پیروی کرتا ہوں کہ سبت کے دن نیکی کرتا ہوں بیماروں کو صحت بخشتا ہوں ہاں دنیاوی کوئی کام نہیں کرتا جسپر الزام ہو سکتا ہی (ف) ذرا سوچو کہ مسیح نے کیسے کیسے عمدہ جواب اِس سبت کے اعتراض پر یہودیوں کو دیئے ہیں (متی ۱۲-۲ مرقس ۳-۲ لوقا ۱۳-۱۵)

۱۸ (۱۸) تب یہودیوں نے اور بھی زیادہ اُسکو قتل کرنا چاہا کیونکہ اُس نے نہ فقط سبت ہی کو نہ مانا بلکہ خدا کو اپنا باپ کہکے اپنے تئیں خدا کے برابر کیا

پہلے الزام یہہ تھا کہ خدا کا حکم نہیں مانتا اب یہہ الزام ہی کہ کفر بولتا ہی مسیح نے فرمایا تھا کہ (میرا باپ ابتک کام کرتا ہی اور میں بھی کام کرتا ہوں) یہاں جو مسیح نے خدا کو اپنا باپ تبلایا تھا اِس سے یہودی یہہ نہ سمجھے تھے کہ جیسے خدا خالق ہوکے سب کا باپ ہی یا جیسے مقدسوں اور مقبول اشخاص کا روحانی طور پر باپ ہی ویسے ہی مسیح بھی اُسے اپنا باپ بتلاتا ہی اگر مسیح کے قول سے وہ ایسا مطلب سمجھتے تو ہرگز اُسکے دشمن نہوتے پر اُنہوں نے مسیح کا خاص مطلب خوب سمجھ لیا کہ وہ آپ کو خدا کی ماہیت میں شریک تبلا کے آپ کو خدا کے برابر تبلاتا ہی اور یہہ وجہہ زیادہ دشمنی کی ہوئی

وہ تو جانتے تھے کہ اسرائیل خدا کا بیٹا ہی (خروج ۴-۲۲) اور یہہ کہ خدا اُسکا باپ ہی (استثناء ۳۲-۶) اور یہہ کہ تم اللہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو (زبور ۸۲-۶) اور یہہ کہ یقیناً خدا ہمارا باپ ہی (یشعیا ۶۳-۱۶) اور کہ وہ ایک ہی خدا ہی جو ہمارا باپ ہی (ملاکی ۲-۱۰) پھر کیا سبب ہی کہ جب مسیح آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہی تو وہ کہتے ہیں کہ یہہ کفر بولتا ہی صرف یہی سبب ہی کہ وہ آپ کو ایسا بیٹا نہیں کہتا جیسے آیات بالا میں ذکر ہی مگر وہ آپ کو خدا کا حقیقی اور اکلوتا بیٹا بتلاتا ہی اور فرماتا ہی کہ میں اُس کی ماہیت میں شریک اور اُسکے سب کاموں میں ازل سے ابد تک شریک ہوں اور یہہ بات اُنہیں کفر معلوم ہوتی ہی (ف) اوگسطین صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھو یہودی لوگ اُس مطلب کو خوب سمجھتے تھے جس مطلب کو آیرن لوگ نہیں سمجھنا چاہتے کلام کی بابت پھر میں کہتا ہوں جو آپ لوگ خوب جانتے ہو کہ کلام خدا تھا یہی وہ شخص ہی جو باپ کے برابر ہی لیکن کلام مجسم ہوا یہاں وہ شخص ہی جو باپ سے کمتر ہی پس باپ مسیح یسوع کے برابر بھی ہی اور بزرگتر بھی ہی کلام کے برابر ہی جسم سے بزرگتر ہی انتہیٰ کلامہٗ (ف ۲) قرآن میں بھی لکھا ہی کہ عیسیٰ مسیح نے نہیں کہا کہ میں

خدا ہوں لوگوں نے خود اُسے خدا سمجھ لیا پر انجیل صاف ظاہر کرتی ہے کہ مسیح یسوع نے یقیناً دعویٰ الوہیت نہایت صاف صاف
کیا ہے اور اُسکا ثبوت بھی بدرجہ کمال دیا ہے اور بڑی وجہہ عداوت یہودیوں کے ساتھ یہی ہوئی کیونکہ یہودیوں میں سے اکثروں نے
اُسے نہیں پہچانا اور بہتوں نے پہچانا اور یقین کیا کہ خدا ہے

(۱۹) تب یسوع نے جواب دیا اور کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کرسکتا 19
مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھے کیونکہ جو کچھہ کہ وہ کرتا ہے بیٹا بھی اُسی طرح سے کرتا ہے

(سچ سچ) پھر یہہ لفظ آیا جس کے بعد بڑا بھید آیا کرتا ہے یہہ اچھا شروع ہے اُس پہلے راز کے لئے جو آیت (۱۷) میں ہے اسکے
بعد دوسرا راز آیت ۲۴ میں آتا ہے اور تیسرا راز آیت (۲۵) میں ہے

مسیح فرماتا ہے کہ فی الحقیقت تثلیث کا کام منقسم اور جدا جدا نہیں ہے کیونکہ الٰہی وحدت میں جو تثلیث ہے وہ شخصی تثلیث ہے نہ ماہیتی
ماہیت تو ایک ہے پس جو کام ایک اقنوم سے ہوتا ہے وہی کام دوسرے و تیسرے اقنوم سے بھی ہے تو بھی ترتیب و تشخیص دکھلانے کو
کبھی کبھی بعض کام باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں مثلاً پیدایش مخلوقات و پرورش اُنکی باپ کیطرف منسوب ہے اور بعضے کام بیٹے کیطرف
منسوب ہوتے ہیں مثلاً آدمیوں کے گناہوں کا کفارہ دینا اور آسمان کی راہ اُنکے لئے کھولنا اور نئی زندگی بخشنا وغیرہ اور
بعضے کام روح القدس کی طرف منسوب ہیں جیسے دلوں میں پاکیزگی ڈالنا اور انکشاف بخشنا اور طرح طرح کے آسمانی انعام مرحمت کرنا
تو بھی ان سب کاموں میں یہہ ہر سہ اقانیم پوری شراکت رکھتے ہیں اور ایک ہی خدا کا کام ہے اور ہرگز جدائی نہیں ہے کوئی کام ایسا
نہیں ہے کہ وہاں اکیلا باپ فاعل ہو بغیر بیٹے کے اور کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ اُس میں صرف بیٹا فاعل ہو بغیر باپ کے اور اسیطرح
روح القدس کا حال ہے

باپ بیٹے روح القدس نے دنیا کو پیدا کیا اور سب مخلوقات کی پیدایش پرورش اور سارا انتظام تثلیث پاک سے ہوتا ہے اور
اُنکے کام میں اگرچہ بظاہر نظر کچھہ فرق نظر آوے مگر فی الحقیقت کچھہ جدائی و تفریق ہو نہیں سکتی وحدت ذاتی کے سبب سے

(بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کرسکتا) اِس فقرہ میں کچھہ کمی بیشی اقانیم کی مذکور نہیں ہے مگر یکتائی کا ذکر ہے کاملیت کے طور پر۔
باپ سے جدا ہو کے بیٹا کچھہ نہیں کرسکتا ایسا کہ دونوں کے کام میں جدائی ہو جاوے جو ناممکن اور محال ہے کیونکہ باپ اور میں
ایک ہیں پس بیٹے نے ہمیشہ وہ کیا جو باپ نے چاہا اور جو کچھہ باپ نے چاہا بیٹے نے بھی باپ میں ہو کے وہی چاہا اور یہی حال روح القدس
کا ہے کہ وہ اپنی نہ کہیگی باپ اور بیٹے سے جدا ہو کے (۱۶-۱۳) یعنے جو کچھہ باپ اور بیٹے کی مرضی ہے وہی ہدایت روح القدس دنیا کو
کریگی کیونکہ باپ بیٹے اور روح القدس کے کام میں کچھہ جدائی نہیں ہے ہاں کاموں کے مظہر بادی النظر میں کچھہ جدے جدے نظر آتے ہیں

پر فاعل حقیقی ایک خدا ہی جس میں تین اقنوم جداگانہ شخصیت سے ہیں پر وہ قدرت اور ارادے اور ماہیت میں ایک ہیں (ف) دیکھو کیا لکھا ہی (پیدایش ۱۹-۲۴) میں کہ خداوند نے خداوند کیطرف سے سدوم و عمورا پر گندھک اور آگ برسائی (ف) جب اس بیمار شخص کو صحت دی تھی تو باپ نے بیٹے کے وسیلہ سے کام کیا تھا اور باپ بیٹا روح القدس برابر اس کام میں بھی شریک تھے (ف) جب مسیح نے ہماری سرشت اختیار کی تھی اور موا و جی اٹھا تھا تو یہہ سب کام باپ کی مرضی سے ہوا تھا جب ضرور ہماری نجات ہی (بیٹا آپ سے کچھ نہیں کرسکتا) جیسے خدا باپ بھی مرنے نہیں سکتا نہ گناہ کرسکتا ہی نہ اپنا انکار کرسکتا ہی (مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھے) کیونکہ اُس کی ماہیت اور قدرت و ارادہ میں شریک ہی اسلئے جو کچھہ وہ کرتا ہی بیٹا بھی وہی کرتا ہی (جو کچھہ وہ کرتا ہی بیٹا بھی اُسی طرح سے کرتا ہی) کیونکہ دونوں ماہیت میں ایک ہیں جو کچھہ مسیح کرتا ہی اللہ کرتا ہی اور جو کچھہ اللہ کرتا ہی مسیح کرتا ہی یہہ نہایت بڑا بھید ہی جو مسیح نے اپنی اور باپ کی کامل یگانگی کے اظہار میں فرمایا ہی اب خوب کھل گیا وہ مطلب جو فرمایا تھا کہ میرا باپ ابتک کام کرتا ہی اور میں بھی کرتا ہوں پس سبت کے روز کھٹولا اُٹھوانیوالا خدا باپ تھا جس نے بیٹے کے وسیلہ سے حکم دیا اور خدا نے اور خدا کے بیٹے نے اُسکو صحت دی تھی کیونکہ دونوں کے کام میں جدائی نہیں ہی

۲۰ (۲۰) اِسلئے کہ باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی اور سب کچھہ کہ خود کرتا ہی اُسے دکھاتا ہی اور وہ اُنسے بڑے کام اُسے دکھائیگا کہ تم تعجب کروگے

(باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی) اِسلئے کہ اُسکا حقیقی اور ازلی بیٹا ہی ازل میں باپ سے متولد ہوا یعنے خدا کی ذات میں سے نکلا خدا سے خدا نور سے نور ہی اور اب کہ دنیا میں مسیح ہوکے ظاہر ہوا مجسم ہوا اور باپ نے مسح کرکے اُسے بھیجا کہ باپ کے کام کرے اِسلئے باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی (ف) یہاں اُس بے نہایت محبت اور پیار کا ذکر ہی جو ازل سے ابدتک باپ کو بیٹے سے ہی یعنے وہ محبت جو ساری محبتوں کا سرچشمہ ہی۔ یہاں نوکر اور خاوند کی محبت کا ذکر نہیں ہی مگر باپ اور بیٹے کی محبت کا ذکر ہی جو دریافت سے باہر ہی (ف) دنیا میں جو کوئی کسی کو پیار کرتا ہی وہ اُس سے کچھہ بات نہیں چھپاتا سب کچھہ اُسے بتلاتا ہی اور اپنی ساری چیزیں اُسے دیتا ہی پس اللہ میرا حقیقی باپ ہی وہ اپنی حقیقی محبت سے مجھے پیار کرتا ہی اور اپنے کام مجھے دکھاتا ہی

(دکھاتا ہی) یہاں مسیح اپنی انسانیت کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ میری انسانیت کو خدا باپ سب کچھہ دکھلاتا ہی پس جیسے کہ میں کلام ازلی ہوکے باپ سے جدا نہیں ہوں ویسے ہی انسان ہوکے بھی باپ کے سب کاموں سے واقف ہوں اور جیسے کہ ازلی بیٹا ہوکے خدا باپ کے پیارے ہیں ہوں ویسے ہی مجسم ابن اللہ ہوکے بھی باپ کا پیارا ہوں اور اُس کے کاموں کا دیکھنیوالا ہوں اُس کی مرضی سے واقف ہوں (اور وہ اُنسے بڑے کام اُسے دکھائیگا) یعنے اِس معجزہ سے جو اس بیمار پر ہوا اور ان سب

معجزوں سے جو ہو چکے ہیں زیادہ بڑے کام مجھے یعنے میری انسانیت کو دکھائیگا۔ کیونکہ وہ مُردوں کو بھی جلائیگا اور روحوں میں زندگی ڈالیگا وغیرہ

(کہ تم تعجب کروگے) یہہ کہکے کہ یہہ کیسا انسان ہی کہ سب کچھہ اُس کے اختیار میں ہی کیونکہ عجیب کام خدا باپ بیٹے کے وسیلہ سے ظاہر کریگا

۲۱ **(۲۱) اِس لئے کہ جسطرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا ہی اور جلاتا ہی بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہی جلاتا ہی**

(باپ مُردوں کو جلاتا ہی) اُسنے الیشاع والیاس کے وسیلے سے مُردوں کو جلایا اُسی کے ہاتھہ میں موت اور زندگی ہی (استثنا ۳۲-۳۹ و اسموئیل ۲-۶) اسیطرح بیٹا بھی کرتا ہی کیونکہ بیٹے اور باپ کی الوہیت ایک ہی یہی سبب ہی کہ بیٹے کا اور باپ کا ایک ہی خاصہ اور ایک ہی صفت ہی (ف) بیٹے نے یایر کی بیٹی کو جلایا تھا (متی ۹-۲۵) اور ایک بیوہ کے بیٹے کو جلایا تھا (لوقا ۷-۱۴) اور لعازر کو جلایا تھا (یوحنا ۱۱-۴۳) یہی وہ بڑے کام ہیں جنکا ذکر آیت (۲۰) میں ہی

(جنہیں چاہتا ہی) یہاں بیٹے کی مرضی باپ کی مرضی سے جدا نہیں ہی کیونکہ وہ پہلے ہی فرما چکا (آیت ۱۹) کہ بیٹا آپ سے کچھہ نہیں کرسکتا مگر جو کچھہ بیٹا چاہتا ہی وہی باپ چاہتا ہی اور جو کچھہ باپ چاہتا ہی وہی بیٹا چاہتا ہی مگر مطلب یہہ ہی کہ زندگی بخشنے کی طاقت جیسی باپ میں ہی ویسی ہی بیٹے میں بھی ہی کیونکہ ایک ہی طاقت دونوں کی ہی (ف۲) یہاں سے ثابت ہی کہ مسیح نے نہ صرف اگلے پیغمبروں کی مانند معجزے ظاہر کئے مگر اپنی مرضی اور اپنی الٰہی طاقت سے جو خدا کے ساتھہ ایک ہی مرضی وطاقت ہی یہہ سب کام کئے تھے اور اُسنے معجزے کرنے کی اوروں کو بھی اللہ تعالیٰ ہو کے طاقت بخشی تھی پس یہاں سے مسیح کے دعوی الوہیت کا اظہار زیادہ تر ظاہر ہی

۲۲ **(۲۲) کیونکہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہی**

اصل میں عدالت کرنا باپ کا کام ہی جو خدا ہی اُس کی اصلی بزرگ طاقت عدالت کرنے کی جو الوہیت کی صفت ہی برابر تثلیث مبارک کی صفت ہی کیونکہ الوہیت کی وحدت میں تثلیث ہی اِسلئے جو صفتیں وحدت الٰہی کی ہیں وہی صفتیں تثلیث کی ہیں پس مسیح اللہ ہو کے باپ اور روح القدس کے ساتھہ برابر عدالت کی صفت بھی آپ میں رکھتا ہی

لیکن دوسرا درجہ عدالت کرنے کا یہہ ہی کہ الوہیت کی طرف سے کسی کو عدالت کرنے کا مطلب بخشا جاوے سو یہہ دوسرا درجہ بھی مسیح نے انسان ہو کے باپ سے پایا ہی کہ صرف ابن آدم جہان کی عدالت کرے (ف) ہر سہ اقنوم میں سے صرف

اقنوم ثانی نے اِنسان کی سرشت کو اختیار کیا ہی اور اُن کی کمزوریوں میں سوا گناہ کے سب طرح کا تجربہ حاصل کیا ہی پس وہ انسان ہوکے انسانوں کی عدالت میں سختی و نرمی مناسب طور سے کریگا اور ایک اِنسان اپنی انسانی شکل میں آدمیوں کا عادل خدا ہوکے ظاہر ہوگا۔ قیامت کی عدالت کے دن کوئی آدمی خدا کو نہ دیکھیگا مگر بیٹے کو دیکھیگا اِسلئے کہ وہ ابن آدم ہی پر بعد عدالت کے راستباز لوگ خدا باپ کو بھی دیکھینگے (متی ۵-۸) (باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا) نہ کسی آدمی کی نہ کسی فرشتے کی یعنے خدا باپ اکیلا ہوکے کسی کی عدالت نہیں کرتا مگر بیٹے میں ہوکے کرتا ہی (ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہی) یہہ سب سے بڑا کام ہی جو باپ بیٹے کو دکھلاویگا اور تم سب تعجب کروگے کہ انسانوں میں ایک انسان خدا ہی (ف ۲) اِسوقت مسیح نے اپنے سب سے بڑے کام کا اظہار فرمایا ہی پس وہ یوں فرماتا ہی کہ میں جو اللہ کا بیٹا ہوں اور باپ کے برابر ہوں مُردے جلانا اور اُنکی عدالت کرنا بھی میرا ہی کام ہی دیکھو وہ کیا فرماتا ہی (متی ۱۱-۲۷) میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا (متی ۲۸-۱۸) سارا اختیار آسمان اور زمین پر مجھے دیا گیا (یوحنّا ۳-۳۵ و ۱۷-۲) (ف ۳) ہم پر فرض ہی کہ مسیح کی تعظیم کریں اور اُس کی بندگی و عبادت بجا لاویں اور اپنی محبّت کا بھروسہ اُسپر رکھیں اور اُسکی حمد و ثنا بھی کریں اور اُس کی اطاعت بھی بجا لاویں کیونکہ وہ اللہ انسان ہی اور سب کچھ اُس کے اختیار میں ہی ہم اُس کے بندے ہیں

۲۳ (۲۳) تاکہ سب بیٹے کی عزت کریں جسطرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جس نے اُسے بھیجا ہی عزت نہیں کرتا

دیکھو مسیح خداوند آپ اپنے لئے خدا باپ کے برابر عزت مانگتا ہی کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ ہی اگر وہ اللہ نہ ہوتا تو یہہ بڑا کفر تھا کہ خدا کی مانند عزت مانگتا کسی پیغمبر نے خدا کے برابر عزت نہیں مانگی اور یہہ عزت نہ صرف مسیح اپنے لئے آپ مانگتا ہی مگر خدا آپ فرماتا ہی کہ سب لوگ میرے بیٹے کی عزت ایسی کریں (زبور ۲-۱۱ و ۱۲) اور پولوس رسول اِس مطلب کو خوب کھولتا ہی (فلپی ۲-۱۰) تاکہ یسوع کا نام لے کے ہر ایک کیا آسمانی کیا زمینی کیا وہ جو زمین کے تلے ہیں گھٹنا ٹیکے (جسنے اُسے بھیجا ہی) یعنے خدا باپ جو اُسکا بھیجنیوالا ہی اپنی ذات میں سے وہ چاہتا ہی کہ اُس کی عزت میرے برابر ہووے۔ مسیح اور پیغمبروں کی مانند ایک پیغمبر نہیں بھیجا گیا ہی نہ جیسے نوکر خاوند سے بھیجے جاتے ہیں بلکہ وہ خدا کا ہمتا ہوکے خدا باپ سے ایسا بھیجا گیا ہی جیسے برابر کے دو شخصوں میں سے ایک دوسرے سے بھیجا جاتا ہی اور یہی سبب ہی کہ یہاں بھیجا گیا بھیجنے والے سے بجہت الوہیت کمتر نہیں ہی اور اِسی سبب سے اللہ کی عزت اپنے لئے لیتا ہی (ف) اگر مسیح خدا نہ ہوتا تو ایسا دعویٰ منصب نبوت کے بھی منافی تھا کیونکہ کسی نبی کو جایز نہیں ہی کہ الٰہی عزت اپنے لئے لیوے پر مسیح یسوع خدا بھی ہی (جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا) یعنے خدا باپ کی مانند

اُسکی عزت نہیں کرتا اگرچہ اورکسی درجہ کی عزت کرے پر اُسے اللہ جان کے اللہ کی مانند عزت نہیں کرتا وہ (باپ کی عزت نہیں کرتا کیونکہ باپ اور بیٹے کی عزت یکساں ہی پر یہہ آدمی خدا کا حکم نہیں مانتا نہ باپ کی قدرت کو قبول کرتا ہی جو بیٹے میں ظاہر ہی (ف) یہہ مضمون بہت ہولناک ہی مسلمانوں اور یہودیوں اور یونی ٹیرین وغیرہ کے لئے جو کہتے ہیں کہ ہم خدا باپ کی عزت کرتے ہیں اور مسیح کو ایک انسان جانتے ہیں یا اُسے صرف ایک پیغمبر مانتے ہیں وہ حقیقت میں باپ کی عزت نہیں کرتے اِسلئے کہ بیٹے کی عزت اُس کی خدائی کی شان کے موافق نہیں کرتے ہیں پس یہہ لوگ مسیح کی الوہیت کے قایل نہ ہو کے خدا کو ناچیز جانتے ہیں اور اُن کی راہیں خطرناک ہیں

(۲۴) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں وہ جو میرا کلام سُنتا ہی اور اُس پر جسنے مجھے بھیجا ہی ایمان لاتا ہی ۲۴
ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی اور اُسپر سزا کا حکم نہیں بلکہ موت سے گذر کے وہ زندگی میں پہونچا ہی

(سچ سچ) یہاں پر بھی ایک بھاری راز بیان ہوتا ہی (جو میرا کلام سنتا ہی) یعنے یہہ بات کہ میری عزت اللہ کی مانند ہی اور تمام میری ہدایتیں جو انجیل میں ہیں سُنتا ہی (اور اُسپر جس نے مجھے بھیجا ہی ایمان لاتا ہی) یعنے قبول کرتا ہی اس بات کو کہ اللہ نے اپنے بیٹے کو بھیجا ہی جو باپ کے برابر ہی وہی شخص خدا پر ایمان لاتا ہی اور جو شخص اِس بات کو قبول نہیں کرتا وہ اللہ ہی پر ایمان نہیں لاتا اگرچہ منہہ سے کہا کرے کہ میں اللہ کو مانتا ہوں دیکھو کیا لکھا ہی (متی ۱۷-۵) یہہ میرا پیارا بیٹا ہی جس سے میں خوش ہوں تم اُس کی سنو پس جو کوئی خدا پر ایمان لاتا ہی وہ مسیح کی سُنتا ہی اور اِس بات کو قبول کرتا ہی کہ مسیح یسوع اللہ کا بیٹا ہی (ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی) نہ آنکہ اُس کی ہوگی مگر یہہ کہ اُس کی ہو گئی ہی وہ زندگی میں پہونچا ہی اُس میں زندگی بخش روح کا تخم آگیا ہی ایسا کہ وہ بیعانہ ہی آیندہ ابدی زندگی کا یہی سبب ہی کہ سچے عیسائی لوگ ابھی مسیح کے ساتھ آسمانی مکانوں میں بیٹھے ہیں (افسی ۲-۶) اور خدا کی بادشاہی ان کے اندر ہی (لوقا ۱۷-۲۱) (اُسپر سزا کا حکم نہیں) جیسا سارے جہان کے بے ایمانوں پر ہی اُس شخص پر سے سزا کا حکم اُٹھہ گیا ہی ایمان لاتے ہی فوراً سزا کے حکم کے نیچے سے نکل گیا ہی پس یہہ شخص عدالت میں نہیں آویگا جسکا انجام سزا کا اجرا ہی (بلکہ موت سے گذر کے) یعنے وہ شخص روحانی موت کی حالت سے گذر گیا ہی جس میں سب بے ایمان پڑے ہوئے ہیں (زندگی میں پہونچا ہی) یعنے روحانی زندگی کی حالت میں آگیا ہی (ف) مسیحی ایمان کی تاثیر سے موت ہٹ جاتی ہی زندگی موثر ہو جاتی ہی اور ایسی تاثیر آدمی ایماندار اپنی روح میں پاتا ہی

۲۵ (۲۵) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گھڑی آتی ہی اور اب ہی کہ جس میں مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنینگے اور وہ سُنکے جیئینگے

(سچ سچ) یہہ تیسرا راز ہی اور بھاری بات ہی (ف) پہلا راز آیت (۱۹) میں تھا جس میں باپ بیٹے کی کامل رفاقت و یگانگی کا ذکر تھا دوسرا راز آیت (۲۴) میں تھا جس میں ایمان کی نئی زندگی کا ذکر ہوا تیسرا راز یہہ ہی جو آیت (۲۵ و ۲۶) میں ہی جس میں یہہ ذکر ہی کہ مسیح فی الحال ایمانداروں کی روحوں میں زندگی ڈالتا ہی اور آیندہ زمانہ میں جسم بھی جی اُٹھینگے مسیح کے وسیلہ سے

(وہ گھڑی آتی ہی) یعنے قیامت کا دن آتا ہی کہ جب مُردے جی اُٹھینگے دیکھو آیت (۲۸ و ۲۹)

(اور اب ہی) یعنے اِسوقت بھی وہ گھڑی موجود ہی اور قیامت تک موجود رہیگی جس میں روحانی مُردے گناہ کی موت سے جی اُٹھتے ہیں مُردے دلوں میں زندگی آجاتی ہی اور لوگ جو ایماندار ہیں موت سے گذر کے زندگی میں آجاتے ہیں (ف) مسیح نے بعضے جسمانی مُردے بھی دنیا میں جلائے تھے اور یہہ معجزے اِسلئے کئے تھے کہ وہ روحانی زندگی کی حقیقت کو ظاہر کیا چاہتا تھا اور یہہ دکھلاتا تھا کہ میں جو روحوں میں زندگی ڈالنے والا ہوں جسموں کی قیامت بھی مجھہ سے ہی اِس وقت میں نے روحوں کی قیامت شروع کی ہی آخری دن میں بدنوں کی قیامت بھی میں کرونگا (ف) جسموں کی قیامت تو عام ہی ہر فرد بشر قیامت میں مسیح سے جی اُٹھیگا پر روحوں کی قیامت جو اب ہی یہہ مخصوص ہی ایمانداروں کے لئے جنکی روحوں میں اب قیامت ہوگئی ہی وہ آخری دن میں بدنوں کی قیامت مبارک طور پر خدا کے ساتھہ جینے کے لئے دیکھینگے اور جن کی روحوں نے اب روحانی قیامت کا لطف نہ پایا اِسلئے کہ وہ ایمان نہ لائے آخری دن میں جب اُنکے بدنوں کی قیامت ہوگی تو وہ رسوائی اور ذلت اور ابدی دُکھہ کے لئے جی اُٹھینگے آیت ۲۹

(خدا کے بیٹے کی آواز سُنینگے اور سُن کے جیئینگے) اِسوقت انجیل میں اُس کی آواز سُنتے ہیں اور اُن کی روحوں میں زندگی آجاتی ہی اب انجیل کا نرسنگا مسیح کے شاگردوں سے پھونکا جاتا ہی جسمیں مسیح کی آواز ہی قیامت بدنی میں فرشتے نرسنگا پھونکینگے اُس میں بھی خدا کے بیٹے کی آواز ہی اُس سے جسمانی مُردے بھی جی اُٹھینگے (ف) خدا کے بیٹے کی آواز میں بڑی تاثیر ہی اِسلئے کہ وہ خدا کا بیٹا ہی پر اِسوقت اُس کی آواز جو انجیل کا نرسنگا ہی جبری اثر نہیں رکھتا ہی جو کوئی اپنی خوشی سے ایمان لاتا ہی وہ زندگی پاتا ہی اور جو کوئی ایمان نہیں لاتا وہ مُردہ رہتا ہی پر آخری دن میں جو وہ آواز دیگا اُس میں جبری تاثیر ہوگی اِسلئے سب جی اُٹھینگے کیونکہ وہ جی اُٹھنا عدالت میں حاضر ہونے کے لئے ہی کہ وہ حاکم کے سامہنے پکڑے ہوئے آتے ہیں

۲۶ (۲۶) کیونکہ جسطرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہی اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی دیا ہی کہ اپنے میں زندگی رکھے

(باپ آپ میں زندگی رکھتا ہی) کیونکہ وہ اقنوم اوّل ہی اور وہ ساری موجودات کی زندگی کا سرچشمہ ہی سب کچھ باپ سے موجود ہوا ہی مطلق ہستی باپ میں ہی (۱-۱) اسی طرح کلام جو خدا ہی آپ میں زندگی رکھتا ہی پر باپ نے بیٹے کو زندگی دی ہی تاکہ بندوں کو بھی وہ زندگی دیوے (۱-۴) اور باپ نے بیٹے کو ایسی زندگی بخشی ہی کہ وہ اوروں کے لئے آپ میں زندگی رکھتا ہی جیسے باپ آپ میں زندگی رکھتا ہی ویسے ہی بیٹا بھی آپ میں زندگی رکھتا ہی (ف) آدمیوں کے درمیان ہرگز کوئی نہیں ہی بلکہ تمام موجودات ارضی وسماوی میں کوئی ایسا مخلوق نہیں ہی جسکی زندگی مستقل اپنی زندگی ہو ہاں زندگی تو سب موجودات رکھتے ہیں پر قایم بالغیر ہیں قایم بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہی پر مسیح یوں فرماتا ہی کہ جیسے اللہ تعالیٰ قایم بالذات ہی ویسے ہی میں بھی قایم بالذات ہوں اور جیسے اللہ تعالیٰ جو قایم بالذات ہی سب قایم بالغیر موجودات کے لئے آپ میں زندگی رکھتا ہی ویسے ہی میں بھی دوسروں کے لئے آپ میں زندگی رکھتا ہوں (ف۲) واضح ہو کہ مسیح کی دو سرشتوں میں سے ایک الوہیت کی سرشت قایم بالذات اللہ ہی اور دوسری سرشت جو انسانیت ہی وہ قایم بالغیر ہی خدا سے اُسنے زندگی پائی ہی اور مسیح نام ہی اُس شخص کا جس میں یہہ دونوں سرشتیں موجود ہیں یعنے اللہ انسان پس اللہ انسان کو خدا باپ نے یہہ بخشا ہی کہ آپ میں زندگی رکھے اپنے لئے اور اوروں کے دینے کے لئے بھی اور یہی سبب ہی کہ بیٹے کی آواز سُنکے مُردے جئینگے کیونکہ بیٹے کی زندگی مستقل اور قایم بالذات زندگی ہی

۲۷ (۲۷) بلکہ اُسے اختیار دیا ہی کہ عدالت کرے اِسلئے کہ وہ ابن آدم ہی

عالم ارواح اور موت کی چابی بیٹے کے پاس ہی بیٹا ہی عدالت کریگا اِس لئے کہ وہ ابن آدم ہی (اعمال ۱۰-۳۱) (ف) یہہ وہی ابن آدم ہی جسکا ذکر (دانیال ۷-۱۳ و ۱۴) میں ہی (ف۲) اِسوقت جو عدالت کا ذکر آیا تو اُس نے آپ کو ابن آدم کہا اور جب زندگی کا ذکر تھا تو اُسنے آپ کو ابن اللہ کہا تھا دیکھو وہ جو جسمانی صورت میں ہی جسپر یہودیوں سے فتویٰ دیا گیا تھا جو دنیاوی حاکم پنطوس پلاطوس کے سامنے بشکل مجرم کھڑا تھا اور جسپر جھوٹا الزام لگایا گیا تھا وہی حقیقی حاکم اور مالک یوم الدین ہی وہی سب کی عدالت کریگا اور انصاف سے سب کچھ کریگا لوگ اُسے دیکھینگے کیونکہ وہ ابن آدم ہی ہاں اُس کی جسمانی صورت تو سب دیکھینگے پر الٰہی صورت صرف مومنین دیکھینگے (ف۳) اِسوقت وہ ابن اللہ جو ابن آدم ہو کے نجات دہندہ ہی اُسوقت وہ جلانیوالا اور اُٹھانیوالا اور انصاف کرنے والا ظاہر ہو گا

۲۸ (۲۸) اِس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں
اُسکی آواز سُنینگے

(تعجب نہ کرو) کہ یہہ قدرت باپ نے مجھے دی ہے کہ مُردوں کو جلاؤں اور گناہ کی موت سے روحوں کو خلاصی دوں اور آخر کو جہان کی عدالت کروں (کیونکہ وہ گھڑی آتی ہے) یعنے ایسا وقت آنیوالا ہے کہ (جس میں وہ سب) یعنے کل مُردے دنیا کے جو بنی آدم ہیں (جو قبروں میں ہیں) یعنے اُنکے جسم جو خاک میں ملگئے ہیں آدم سے لیکے قیامت تک ہر فرقے ہر مذہب ہر گروہ اور ہر ملک کے لوگ خواہ مرنے کے بعد آگ میں اُنکے جسم جلائے گئے ہیں یا دریا کے جانوروں نے کھایا ہے یا جنگلی درندوں سے کھائے گئے ہیں یا قبروں میں دفن ہوئے ہیں (ف) یہاں صرف قبروں کا ذکر ہے جسکا رواج دنیا میں بکثرت ہے اور جو مُردوں کے لئے مناسب ستھید ہے پر مراد کل مُردوں کے اُٹھنے سے ہے (اعمال ۲۴-۱۵ مکاشفات ۲۰-۱۳) کیونکہ قبروں میں دفن ہونا مٹی میں ملنا ہے اور درندوں سے کھایا جانا یا دریا میں جانوروں سے کھایا جانا یا جلایا جانا بھی مٹی میں ملجانا ہے پس اُنکے لئے وہی قبریں ہیں (ف۲) آدمیوں کے بدن قبروں میں ہیں روحیں قبروں میں نہیں ہیں اور نہ بدنوں کی مٹی کے نزدیک ہیں اور کسی کا بدن بھی قبر میں سلامت نہیں ہے سب کو مٹی نے کھالیا ہے پیغمبروں کو بھی اور سب نیک بندوں کو بھی تب صرف مٹی قبروں میں ہے اور روحیں نیک بندوں کی ابراہیم کے پاس ہیں اور شریروں کی روحیں دُکھہ کے مقام میں مقید ہیں اور فنا نہیں ہوگئی ہیں بلکہ جیتی ہیں اور اِس آیت میں صرف اُنکا ذکر ہے جو قبروں میں ہیں یعنے بدنوں کی مٹی کا ذکر ہے پس ثابت ہے کہ بدن جی اُٹھینگے جسموں کی قیامت ہوگی (ف۳) جبکہ روحیں قبروں میں نہیں ہیں اور بدن بے حس وحرکت جو خاک ہیں قبروں میں ہیں تو پھر قبروں پر دعائیں کرنا اور سلام کہنا اور مُردوں کو مدد کے لئے پکارنا عبث ہے اور جو عالم ارواح کی روحوں کو پکاریں تو بھی عبث ہے نہ وہ حاضر ناظر ہیں نہ اُن میں مدد کی طاقت ہے پس صرف خدا باپ کو اور خدا بیٹے کو اور خدا روح قدس کو پکارنا چاہئے (ف۴) یہاں لکھا ہے کہ وہ گھڑی آتی ہے آیت (۲۵) کے موافق نہیں لکھا کہ (اب ہے) پس وہ آیت روحانی وجسمانی ہر دو زندگی کو شامل ہے اور یہہ آیت صرف جسموں کی زندگی کا بیان کرتی ہے

(اُسکی آواز سُنینگے) جسم بھی اُس کی آواز سُنینگے جو بے حس وحرکت ہیں اور جن میں حواس نہیں ہیں مطلب یہہ ہے کہ جسموں پر اُس کے زندگی کی آواز تاثیر کریگی اور وہ سب زندہ ہو جائینگے دیکھو یہہ وہی خدا ہے جسنے کہا کہ ہوجا اور ہوگیا وہی جب فرمائیگا کہ جی اُٹھو تو سب جی اُٹھینگے اور یہہ آواز اللہ کے بیٹے کی ہے

(۲۹) اور نکلینگے جنہوں نے نیکی کی ہر زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی ۲۸
کی ہر سزا کی قیامت کے لئے

(نکلینگے) پہلے ایماندار لوگ نکلینگے پھر اپنے وقت پر سب شریر اور بے ایمان بھی نکلینگے سب تو نکلینگے پر سب جلال اور زندگی کے لئے نہیں نکلینگے (جنہوں نے نیکی کی ہر) وہ اپنی نیکی کے سبب سے مستحق اجر اور زندگی کے نہیں ہیں کیونکہ زندگی نہ اجرت ہر پر بخشش ہر۔ نیکی کیا ہر خدا کے حکموں پر چلنا اور کلام الٰہی یعنے بیبل کے موافق اعتقاد رکھنا (زندگی کی قیامت کے لئے) یعنے اُنکا نکلنا ابدی زندگی میں رہنے کے لئے ہر (اور جنہوں نے بدی کی ہر) یعنے اعمال بد کئے ہیں جو حکم الٰہی کے خلاف ہیں اور بد اعمال کا تدارک جو خدا نے مسیح میں ظاہر کیا ہر اُنہوں نے قبول نہیں کیا ہر (سزا کی قیامت کے لئے) وہ بھی اُٹھینگے تاکہ سزا پاویں اپنی بدی کی۔ اور سزا کیا ہر ابدی موت میں رہنا یعنے اُس بڑے دکھہ میں جو ابد تک اُسے پکڑیگا جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا (ف) مسیح سب کو جلاویگا مسیح سب کی عدالت کریگا مسیح راستبازوں کو زندگی کی بخشش دیگا اور مسیح شریروں کو سزا دیگا سب کچھہ مسیح سے ہوگا پس وہ سب جو مسیح سے بے پرواہ ہیں یا اُس کی عزت مثل خدا کے نہیں کرتے یا اُس کی تحقیر کرتے ہیں اور اُسکے لوگوں کو ستاتے ہیں یا اُس کے دین کو برباد کیا چاہتے ہیں اُن سب کا معاملہ آخری دن میں اُسی مسیح سے متعلق ہر (ف۲) مسیح فرماتا ہر کہ شریروں کو سزا ابدی ہوگی (دانیال ۱۲-۲) میں بھی ابدی ذلت لکھا ہر۔ لفظ ابدیت کا دو معنوں میں آتا ہر کبھی مدت مدید کو جس کی انتہا کسیوقت آجاتی ہر ابد کہا جاتا ہر اور کبھی اُس مدت کو ابد کہا جاتا ہر جس کی ہرگز انتہا نہیں ہر شریروں کی سزا اسی غیر متناہی مدت تک ہر بعضے اہل علم بڑی غلطی کرتے ہیں اور سزا کو متناہی بتلاتے ہیں اپنے خیال سے پر کلام سے خوب ثابت ہر کہ اُس آگ میں ڈالے جائینگے جو کبھی نہیں بجھتی یعنے سزا غیر متناہی ہر جیسے جزا بھی غیر متناہی ہر پس چاہئے کہ ہم اہل بدعت کے خیال سے بچیں (ف۳) یہودی کہتے تھے کہ اِسنے نہ صرف سبت کو نہ مانا بلکہ آپ کو خدا کے برابر کیا (آیت ۱۸) اب مسیح فرماتا ہر کہ یہہ سچ ہر میں ضرور خدا کے برابر ہوں میرے کام اور اُس کے کام ایک ہیں جو وہ کرتا ہر وہی میں کرتا ہوں میری اور اُس کی عزت برابر ہر اور ساری خدائی میرے ہاتھہ میں ہر میں تمہارے اِس خیال کو کہ میں نے کہا میں خدا کے برابر ہوں قبول کرتا ہوں بلکہ اور زیادہ اِس بات کو ثابت کرتا ہوں اور صاف سُناتا ہوں اور اُس کے ثبوت پر دلایل بھی دیتا ہوں (ف۴) اگر مسیح ابن اللہ نہ ہوتا اور صرف ابن انسان ہوتا تو جب اُسنے جانا تھا کہ وہ سب مجھے خدا کی برابری کرنیوالا سمجھے ہیں تو ضرور ظاہر کرتا کہ میرا مطلب یہہ نہیں ہر بلکہ اور مطلب ہر لیکن اُسنے تو اپنے دعوے کو خوب ہی کھولدیا اور صاف اقرار کیا کہ تمہارا خیال درست ہر اگر تم ایمان لاؤ تو اِسی خیال سے نجات ہر کہ میں خدا کے برابر ہوں ابن اللہ ہوکے

۳۰ (۳۰) میں آپ سے کچھ نہیں کرسکتا جیسا میں سُنتا ہوں حکم کرتا ہوں اور میری عدالت درست ہی کیونکہ اپنی مرضی کو نہیں پر باپ کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا ہی چاہتا ہوں

یہاں اُسکے بیان کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہی اور وہ اِس میں آپ کو اُن کے الزاموں سے مبرّا کرتا ہی (ف) پہلی عبارتوں میں لفظ وہ سے آپ کو تعبیر کرتا تھا اب لفظ میں بولتا ہی پہلے آپ کو غائبانہ ذکر کرتا تھا اب متکلم کے صیغہ سے بولتا ہی اور چار گواہ پیش کرتا ہی اپنی صداقت کے ثبوت میں اول آسمانی باپ خدا کو دویم یوحنّا اصطباغی کو سیوم اپنے معجزوں کو چہارم خدا کے پاک نوشتوں کو

اِس آیت کا مطلب یہہ ہی کہ جس طرح خدا باپ اور میں الوہیت کی راہ سے ایک ہیں اُسی طرح میرے اور اُسکے کام ایک ہیں میں باپ سے جدا ہو کے کچھ نہیں کرتا ہوں بلکہ میں ابن اللہ انسان ہو کے خدا کی مرضی پوری کرنیوالا ہوں یعنے میں مظہر ہوں الٰہی مرضی کی تکمیل کا۔ اللہ کی مرضی اور میری مرضی دو نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مرضی ہی جو کچھ خدا باپ چاہتا ہی مجھ سے کہتا ہی اور میں ابن اللہ ہو کے خدا باپ کی بات سُنتا ہوں اور وہی کرتا ہوں پس جو کچھ میں کرتا ہوں اللہ کرتا ہی اور جو کچھ کہ میں کرتا ہوں وہی راستی و عدل ہی

۳۱ (۳۱) اگر میں اپنے پر گواہی دوں تو میری گواہی حق نہیں

(حق نہیں) تمہارے گمان میں کیونکہ تم مجھے ایک آدمی جانتے ہو جیسے اور سب دنیا کے آدمی ہیں اور کسی آدمی کی گواہی اپنے حق میں بدون دوسرے گواہوں کے اہل دنیا حق نہیں جانتے ہیں اِسطرح تم میری گواہی کو جو میں اپنے حق میں دیتا ہوں تم حق نہیں جانتے ہو پس اب میں تمہارے دستور اور خیال کے موافق کہتا ہوں کہ اچھا میری گواہی میرے حق میں بدون دوسرے گواہوں کے حق نہیں ہی اگرچہ فی الحقیقت حق ہی دیکھو (۸-۱۴) کیونکہ میں سب آدمیوں کی مانند ایک آدمی نہیں ہوں پر تم نہیں جانتے کہ میں کہاں سے آیا اور کہاں کو جاتا ہوں (ف) دنیا کے سب لوگوں کے حق میں اس قاعدہ کا اجرا بہت اچھا ہی کہ کسی کی گواہی اپنے حق میں بغیر معتبر گواہوں کے قبول نہ کیجاوے کیونکہ دنیا میں فریبی لوگ بہت ہیں اور سچّے اور جھوٹھوں میں التباس ہی پس چاہیئے کہ خدا کے سچّے پیغمبر بھی معتبر گواہیوں کے ساتھہ ظاہر ہوں

اِسی سبب سے مسیح نے بھی فرمایا کہ دنیا کے دستور کے موافق میری گواہی اپنے حق میں قبول نہیں ہو سکتی ہی پر میری گواہی کے ساتھہ اور گواہیاں بھی ہیں جنکا ذکر آتا ہی تب میری گواہی اور گواہوں کے ساتھہ قبول کرنا ضرور ہی کیونکہ خدا کی حجت میری نسبت ان گواہیوں میں تمام ہوتی ہی

۳۲ (۳۲) دوسرا ہی جو مجھپر گواہی دیتا ہی اور میں جانتا ہوں کہ وہ گواہی جو مجھپر دیتا ہی حق ہی

(دوسرا ہی) یعنے یوحنا بپتسما دینیوالا جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور خدا نے آپ اُسے تبلایا کہ یہہ یسوع مسیح ہی اور خود خدا نے اُس کے سامھنے مسیح پر گواہی دی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہی جس سے میں خوش ہوں (متی ۳-۱۷) اور یوحنا نے بار بار مجھپر گواہی دی اپنے شاگردوں کے سامنے اور عام جماعتوں کے سامنے اور تمہارے ایلچیوں کے سامنے بھی

۳۳ (۳۳) تمنے یوحنا کے پاس پیام بھیجا اور اُسنے حق پر گواہی دی

(پیام بھیجا) یعنے کاہنوں اور لاویوں کو یروشلم سے بھیجا تھا (۱-۲۹) یہہ معلوم کرنے کو کہ وہ کون ہی (حق پر گواہی دی) میں حق ہوں یعنے حقیقی سچائی ہوں اور اُسنے مجھہ پر گواہی دی ہی

۳۴ (۳۴) لیکن میں انسان کی گواہی نہیں چاہتا پر میں یہہ باتیں کہتا ہوں تاکہ تم نجات پاؤ

(انسان کی گواہی نہیں چاہتا) یعنے محتاج نہیں ہوں انسان کی گواہی کا پر انسان محتاج ہی اِس بات کا کہ مجھہ پر گواہی دے کے نجات پاوے میں اپنی ذات و صفات میں وہ دلایل رکھتا ہوں جو میرے دعوے کے ثبوت میں کافی ہیں اِسلئے مجھے اِنسان کی گواہی کی حاجت نہیں ہی (ف) مسیح نے شاگردوں کو کہا کہ تم میرے گواہ ہوگے (۱۵-۲۷ و اعمال ۱-۸) اور قیامت تک مسیح کے سچے گواہ دنیا میں رہینگے توبھی وہ فرماتا ہی کہ میں محتاج انسان کی گواہی کا نہیں ہوں ضرور تو ہی کہ اُسکے گواہ ہوویں پر یہہ اُسکا قول کہ میں انسان کی گواہی نہیں چاہتا ایسا قول ہی جیسے یہہ قول ہی کہ خدا بے پرواہ ہی اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہی پر سب چیزوں کو اُس کی حاجت ہی - مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ آدمی کی گواہی میرے حق میں آدمی کی سعادت ہی پر میں کسی آدمی کی گواہی کا محتاج نہیں ہوں

(تاکہ تم نجات پاؤ) یعنے یوحنا کی گواہی کا ذکر میں نے اِسلئے کیا ہی کہ تم گواہیاں ڈھونڈھتے ہو پس تمہارے قاعدہ کے موافق میں نے گواہی یوحنا کی سنائی ہی تاکہ تم ایمان لا کے نجات پاؤ (ف) اِسوقت مسیح نے یوحنا کا ذکر کیا اور اُسے عزّت سے یاد فرمایا وہ تو مر چکا تھا اور اُس مظلوم کا سر قیدخانہ میں بحالت بیکسی کاٹا گیا تھا اور کسی نے اُس کی کچھہ پرواہ نہیں کی تھی اور سب لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہو کے گویا اُسے بھول ہی گئے تھے کہ وہ کون تھا اور اُسکی جان پر کیا گذرا تھا مگر مسیح اُسے نہیں بھولا اُس نے اپنی زندگی میں مسیح کی عزّت کی تھی مسیح نے بھی بعد مدت اُسے عزّت سے

یاد فرمایا شہید خادم اپنے آقا سے بھولا یا نہیں گیا تمام نوکروں کے نام کو یا مسیح کی ہتیلی پر کھُدے ہیں

۳۵ (۳۵) وہ جلتا اور چمکتا چراغ تھا اور تم چاہتے تھے کہ تھوڑی دیر تک اُسکی روشنی سے خوش رہو

(جلتا) یعنے سچائی کی پہچان میں (چمکتا) اپنی تعلیم اور چلن میں سچائی اور زندگی کو ظاہر کرتا ہوا (چراغ تھا) نہ آفتاب اور چراغ بھی ایسا تھا کہ آسمان سے جلایا گیا تھا (تم چاہتے تھے) یعنے تمہیں اُس کی طرف کچھہ شوق ہوا تھا اور تم جوش کے ساتھ اُسکے پاس گئے تھے کہ (تھوڑی دیر تک) تمہارا شوق اُس کی طرف رہا یہہ سمجھکر کہ وہ مسیح ہے یا کوئی نبی ہے جب دیکھا کہ وہ صرف ایک گواہ ہے اور مسیح نہیں ہے تو اُس کی طرف سے شوق گھٹ گیا (اُس کی روشنی سے خوش رہو) یہہ چاہتے تھے کہ اُس کی باتیں سُنکے کچھہ خوش رہو نہ آنکہ اُس کی راہ پر چلو تم اُن بچوں کی مانند تھے جو جلتی بتی ہاتھہ میں لیکے اُس کی روشنی سے کھیلتے ہیں اور جب جلتے جلتے اُس کی جلن ہاتھہ تک آتی ہے تب بتی کو پھینکدیتے ہیں جب یوحنا نے فخر نسبی پر ملامت کی اور توبہ کا ذکر کیا اور درختوں کی جڑ پر کلہاڑا بتلایا تب اُسے چھوڑ دیا پہلے ہجوم کر کے شوق سے نکلے پھر سرد ہو گئے پس اگر تم میری نسبت کوئی گواہ چاہتے ہو تو پہلا گواہ وہی یوحنا ہے (ف) سارے مقدس اور سب پیغمبر چراغ ہیں اندھیرے میں روشنی دینے کے لئے (متی ۵-۱۵ لوقا ۱۲-۳۵) پر مسیح اکیلا آفتاب ہے صداقت کا جو ابد تک روشن ہے چراغ اپنے وقت پر روشنی دیکے بجھہ جاتے ہیں پر حقیقی نور برابر چمکتا ہے مسیح کی روشنی نے ساری روشنیوں کو دبا لیا ہے اور سارا جہان اُس سے منوّر ہوا جاتا ہے

۳۶ (۳۶) لیکن مجھہ پاس یوحنا کی گواہی سے ایک بڑی گواہی ہے اِس لئے کہ یہہ کام جو باپ نے مجھے سونپے ہیں تاکہ پورے کروں یعنے یہہ کام جو میں کرتا ہوں مجھپر گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے

(ایک بڑی گواہی ہے) یوحنا کی گواہی کی بہ نسبت یہہ دوسری دلیل ہے جو مسیح نے سُنائی ہے اوگسطین صاحب کہتے ہیں کہ اُس نے مسیح پر گواہی دی اور سب نبیوں نے یوحنا تک مگر مسیح خداوند اپنے کاموں کی گواہی کو اُن سب گواہیوں سے بہتر جانتا ہے کیونکہ اگرچہ خدا نے نبیوں سے اپنے بیٹے کے حق میں گواہی دلوائی ہے تو بھی بوسیلہ اُن کاموں کے جو مسیح سے ظاہر ہوئے خود خدا تعالیٰ نے اپنے بیٹے پر آپ گواہی دی ہے یہی سبب ہے اِس گواہی کے بڑا ہونے کا پس جب کوئی شخص بیٹے کی طرف آجاتا ہے تو پھر آگے کہیں جانے کی حاجت نہیں ہے جب سورج کی روشنی میں آگئے تو چراغ کی کیا حاجت ہے جب بنیاد کھودتے کھودتے چٹان تک جا پہونچے تو آگے کھودنے کی ضرورت نہیں ہے (ف۱) مسیح یہہ نہیں فرماتا کہ یہہ گواہی کاموں کی زیادہ سچی ہے نبیوں کی گواہی سے مگر فرماتا ہے کہ فضیلت میں زیادہ ہے اِس لئے بڑی ہے (ف۲) وہ لوگ جو معجزوں کو کچھہ چیز نہیں سمجھتے

کیسی غفلت میں ہیں دیکھو معجزے پیشگوئیوں سے زیادہ بزرگ ہیں معجزوں میں صاف صاف خدا کا ہاتھ نظر آتا ہے جیسے پیشگوئیوں میں خدا کا بے انتہا علم معلوم ہوتا ہے (ف۳) نہ صرف مسیح خداوند اپنے کاموں کو بڑی دلیل جانتا ہے مگر اُسکے عہد کے لوگوں نے بھی اُسکے کاموں کو بڑی گواہی جانا تھا (۳-۲ و ۹-۳۲ و ۳۳ و ۷-۳۱) اُسکے دشمنوں نے بھی کہا کہ یہہ آدمی بڑے معجزے کرتا ہے (۱۱-۴۷) (ف۴) مسیح خداوند نے اکثر اپنے کاموں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لوگ اُنپر فکر کریں (۱۰-۲۵ و ۳۷ و ۳۸ و ۱۴-۱۰ و ۱۱) سب سے بڑا کام اُسکا مُردوں میں سے جی اُٹھنا تھا۔ جب یہودی اُسکے معجزوں کے حق میں اور کچھہ نہ بول سکے تو یوں کہا کہ بعلزبول کی مدد سے کرتا ہے (متی ۱۲-۲۴) مسیح نے فی الحقیقت ایسے کام کئے کہ کسی دوسرے نے نہیں کئے (۱۵-۲۴) اور یہہ سب کام مسیح نے اپنی قدرت سے کئے تھے (لوقا ۱۱-۱۹) اور اِس مطلب پر کئے تھے کہ اپنی تعلیم کو ثابت کرے کہ اللہ سے ہے اگر مسیح کی تعلیم برحق نہوتی تو خدا تعالیٰ کبھی اُسپر معجزوں سے گواہی نہ دیتا

شاگردوں نے بھی معجزے کئے ہیں اور مسیح نے فرمایا کہ وہ مجھہ سے زیادہ کام کرینگے مگر اُن کی طاقت بھی مسیح سے تھی اِسلئے وہ کام بھی مسیح کے ہیں

۳۷ (۳۷) اور باپ جسنے مجھے بھیجا ہے اُسنے آپ مجھپر گواہی دی ہے تمنے کبھی اُس کی آواز نہیں سُنی اور نہ اُس کی صورت دیکھی

(اُس نے آپ مجھپر گواہی دی ہے) بپتسما کے وقت اور تبدیل چہرہ کے وقت اور سب پیغمبروں کی آواز سے جو عہد عتیق میں ہے (عبرانی ۱-۲)

(تم نے کبھی اُس کی آواز نہیں سُنی) یعنے اُس کے کلام پر بھروسہ نہیں رکھا آیت ۳۸ اور وہ آواز بھی جو آسمان سے آئی تھی تمنے نہیں سُنی یہہ جواب ہے اُسبات کا جو کہتے تھے کہ خدا نے موسیٰ سے باتیں کی ہیں (۹-۲۹) اگرچہ اسوقت وہ ایسا نہیں کہتے تھے پر مسیح اُنکے خیالوں کا جواب دیتا ہے اور یوں ظاہر کرتا ہے کہ میں خدا کے برابر عالم الغیب ہوں (اور نہ اُسکی صورت دیکھی) خدا کی صورت تو کبھی کسی نے نہیں دیکھی پر بعضوں نے اُس کی آواز تو سُنی ہے اور اُسکا جلال بھی دیکھا ہے مسیح آپ دیکھے خدا کی صورت ہے پر اِن لوگوں نے جو منکر ہیں صرف مسیح کی انسانی صورت کو دیکھا ہے اور ایک انسان معلوم کیا ہے پر خدا کی صورت اُس میں اُنہیں نظر نہیں آئی ہے ہاں ایمانداروں نے مسیح میں خدا کی صورت کو دیکھا ہے اور خدا کے کلام میں خدا کی آواز سُنی ہے

میرے گمان میں مسیح کا یہہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ مجھپر گواہی دی پر تم نے اُس کی آواز کو نہ سُنا اور اُس نے اپنی صورت

مجھہ میں ظاہر کی ہی پر تم نے اُس کی صورت کو نہ دیکھا تمنے صرف ایک انسان دیکھا اور اِسکا سبب یہہ ہوا کہ تم نے میری تعلیم اور میری قدرت اور میری صفتوں پر غور نہیں کیا

یہہ تین دلیلیں یعنے یوحنّا کی گواہی (آیت ۳۳) اور مسیح کے کام (آیت ۳۶) اور خدا باپ کی گواہی (آیت ۳۷) ایسی باتیں ہیں کہ اُنپر غور کرکے اگر انسان ایمان نہ لاوے تو اُسی کا قصور ہی کیونکہ یہہ دلیلیں کافی اور بس ہیں (۱۵—۲۴ و ۱۰—۳۷ و ۱۱—۴۲)

۳۸ (۳۸) اور تم اُس کا کلام اپنے دلوں میں نہیں رکھتے کیونکہ تم اُس پر جسے اُس نے بھیجا ہی ایمان نہیں لاتے

(کلام اپنے دلوں میں نہیں رکھتے) تمہاری زبان پر تو خدا کا کلام ہی جو نبیوں سے پہونچا ہی اور یہہ اُس کی آواز ہی پر تم نے اُسے اپنے دلوں میں جگہ نہ دی (۸—۳۷) تمہارے لئے وہ ایک قصّہ سا ہی دلوں میں نقش نہیں ہوا اور یہہ ظاہر ہی اِس سے کہ تم مجھپر ایمان نہ لائے اگر خدا کے ساتھہ بوسیلہ اُس کے کلام کے تمہاری دلی رفاقت ہوتی تو تم مجھے پہچان لیتے کہ میں ہوں وہ شخص موعود جو شریعت کی غایت اور تمام انبیاء کا مخدوم ہوں

اِسمیں کچھہ شک نہیں ہی کہ بے ایمانی کی بڑی وجہہ یہی ہی کہ لوگ خدا کے کلام پر دل نہیں لگاتے جو کوئی دل لگا کے خدا کی مرضی اُس کے کلام سے معلوم کرنا چاہتا ہی ضرور مسیح یسوع اُسپر منکشف ہو جاتا ہی اور وہ مسیح پر ایمان لا کے اُسکا تابعدار ہو جاتا ہی

۳۹ (۳۹) تم نوشتوں میں ڈھونڈھتے ہو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہی اور یہہ وہی ہیں جو مجھپر گواہی دیتے ہیں

(نوشتوں) یعنے کتب عہد عتیق میں۔ اِسوقت نیا عہدنامہ قلمبند نہوا تھا صرف موسیٰ کی اور نبیوں کی کتابیں تھیں مسیح اُنہیں کو نوشتے کہتا ہی (ڈھونڈھتے ہو) فقیہہ اور فریسی نوشتوں کو خوب پڑھتے تھے اور اُس میں محنت بھی کرتے تھے پر اُنہوں نے اپنے بزرگوں کی روایتوں اور لفظی بحثوں اور ظاہری معنے کی پابندی سے یہہ محنت ایسے بیکار طور سے کی تھی کہ اصل مطلب کو نہ پایا تھا کیونکہ نامناسب طور سے تلاش کی تھی (یہہ وہی ہیں) دیکھو مسیح گواہی دیتا ہی کہ نوشتے وہی موجود ہیں جو پیغمبروں سے دیئے گئے ہیں اُن میں کچھہ تحریف نہیں ہوئی۔ ہندو مسلمان اِنکے پڑھنے سے ڈرتے ہیں اور رومن کیتھولک ہر جگہ میں کوشش کرتے ہیں کہ عوام اُنہیں نہ پڑھیں اِسی لئے وہ پورانی زبانوں میں نوشتوں کو بند رکھتے ہیں اور اُنکے ساتھہ حدیثوں کی کتابیں بھی پیوند کرتے ہیں (جو مجھپر گواہی دیتے ہیں) دیکھو نوشتے مسیح پر گواہی دیتے ہیں کہ یسوع مسیح موعود ہی مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ بیشک

نوشتے مجھہ پر گواہی دیتے ہیں تم اُن میں غور کرو پر مناسب طور سے یہہ کام کرو جیسے کوئی پوشیدہ خزانہ کی تلاش کرتا ہی پر یہہ کافی
نہیں ہی جو تم کرتے ہو کہ صرف پڑھتے اور حفظ بھی کرتے ہو لیکن اُسکا بھید دریافت کرنے میں کوشش نہیں کرتے

نوشتوں کا یہی مطلب ہی کہ مسیح کو اُن میں پاویں اور خدا نے وہ نوشتے اِسلئے دیئے ہیں کہ مسیح پر گواہی دیں کچھہ فخر کی بات
نہیں ہی کہ ہمارے پاس نوشتے موجود ہیں یا ہمنے اُنہیں پڑھا ہی فخر اِس میں ہی کہ تم نے اُنمیں اُسے بھی پایا ہی یا نہیں جو زندگی ہی

دیکھو یہاں مسیح سانہیڈرم کے بزرگ معلمان سے باتیں کرتا ہی جو دین کے ارکان کہلاتے تھے اور اِس کام میں مشہور اور لایق
فایق سمجھے جاتے تھے تو بھی اُنہوں نے نالایق طور سے تفتیش کی تھی اور ایسے اندھے ہوئے تھے کہ نوشتوں میں مسیح کو نہ پایا اور
ایک اور ہی قسم کے دُنیوی مسیح کے امیدوار ہوئے وہ لوگ نوشتوں کے چھلکوں کو خوب پہچانتے تھے پر مغز سے ناواقف تھے چھلکوں
کو مغز جانتے تھے اور مغز آنکھوں سے پوشیدہ تھا کیونکہ دل کی آنکھوں پر پردہ تھا پر جب نیا عہدنامہ قلمبند ہوا تب صاف صاف
مغز نکال کے دکھلایا گیا اگر اب بھی آدمی مسیح پر ایمان نہ لاوے تو وہ آپ مرنا چاہتا ہی اور بحث لفظی کا مرض ہی

اِسوقت گویا مسیح یوں کہتا ہی کہ میں اپنا اپیل اُنہیں نوشتوں کی طرف کرتا ہوں جنہیں تم بہت پڑھتے ہو میں اُنہیں میں
مذکور ہوں ذرا غور کرو تو مجھے اُن ہی میں پاؤ گے

بڑی بے ایمانی یہہ ہی کہ آدمی پرانے عہدنامہ کو حقیر جانے اور اُس میں غلطی کا قایل ہو کیونکہ مسیح اُنہیں صحیح جانتا ہی
اور اُنہیں اپنا گواہ بتلاتا ہی پس پرانا عہدنامہ بھی حق ہی اور مسیح کا گواہ ہی گویا وہ مسیح کی تصویر ہی جو خدا نے کھینچکر بزرگان سابق
کو دی تھی کہ جب تک وہ نہ آوے اُس میں اُسے دیکھیں

(۴۰) اور تم نہیں چاہتے کہ مجھہ پاس آؤ تا کہ زندگی پاؤ ۴۰

(مجھہ پاس) میں وہ شخص ہوں جس پر نوشتے گواہی دیتے ہیں کیونکہ میں کلام ہوں اور میں جو کلام ہوں چاہتا
ہوں کہ سب میرے پاس آویں کیونکہ میں ہی اکیلا نجات دہندہ ہوں اور کوئی دوسرا نہیں ہی جو ابدی نجات بخش سکے
جس کی تم میرے سوا تلاش کرتے ہو اگر میرے پاس آؤ تو زندگی پاؤ گے لیکن (تم نہیں چاہتے) دیکھو آدمی کی اپنی چاہ
اور اپنی ذمہ داری کو بھی کہاں تک دخل ہی وہ آزاد ہی لینے یا نہ لینے میں خدا کی طرف سے تو زندگی پیش کی گئی ہی آدمی
اگر چاہیں لیں چاہیں نہ لیں (ف) اِس آیت کا نتیجہ یہہ ہی کہ اگر کوئی ہلاک ہوتا ہی تو وہ خدا کی مرضی سے ہلاک نہیں
ہوتا ہی وہ اپنی مرضی سے ہلاک ہوتا ہی اور جو کوئی بچ جاتا ہی وہ خدا کے فضل کے قبول کرنے سے بچ جاتا ہی پس بے ایمانی
کا قلعہ آدمی کے دِل میں ہی آدمی کی مرضی آسمان کا دروازہ اُس پر بند کرتی ہی نہ خدا کی تقدیر (ف) مسیح نے سب کے

لئے کامل دام دیکر ایک کافی نجات طیار کی ہی جو سب آدمیوں کے سامنے پیش کیجاتی ہی لیکن روکنے والی چیز صرف یہہ ہی کہ آدمی لینا نہیں چاہتا وہ نہیں چاہتا کہ توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع لاوے یا تو تکبر سے یا عقل پرستی سے یا سستی سے یا گناہ کی محبت سے وہ طرح طرح کے حیلے اور عذر بناتا ہی۔ آدمیوں پر فرض ہی کہ کلام کو پڑھیں اور اُسکو جسپر کلام گواہی دیتا ہی قبول کریں اور اُس کی اطاعت کریں ورنہ ہلاک ہونگے

۴۱ (۴۱) میں اُس عزت کو جو انسان کی طرف سے ہوتی ہی منظور نہیں کرتا

یعنے میرا کچھہ لحاظ اِس بات پر نہیں ہی کہ آدمی میرے حق میں کیا بولتے ہیں اور کیا بولینگے میں تو آدمیوں کو راضی کرکے اُنسے عزت کا طالب نہیں ہوں جیسے کہ سب آدمیوں کا حال ہی میں صرف اُس عزت کا طالب ہوں کہ خدا باپ کے احکام بجا لاؤں اور اُس کی محبت میں قایم رہوں اِس کام سے جو عزت ملتی ہی اُسکا میں طالب البتہ ہوں پر اِس مطلب کو چھوڑکے دوسرے مطلب سے جو لوگ عزت چاہتے ہیں میں اُسے منظور نہیں کرتا (ف) اگر کوئی آدمی غور سے مسیح یسوع کے سب خیالات اور اُس کے سارے افعال اور سب حرکات و سکنات پر غور کرے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ اُس کی غرض اعلیٰ یہی تھی کہ وہ عزت جو خدا سے ہی پاوے۔ لیکن دنیا دی لوگ اُس عزت کے پیچھے دوڑتے ہیں جو دنیا سے ہی اور الٰہی عزت کی پرواہ نہیں کرتے

۴۲ (۴۲) میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم میں خدا کی محبت نہیں

تم دیندار تو نظر آتے ہو اور چاہتے ہو کہ ایسے نظر آؤ اور دین کے بہت سے کام بھی اِسی مطلب سے کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہہ خدا کی محبت کے سبب سے ہی اور گویا تم الٰہی عزت کے لئے سرگرم ہو اور یوں لوگوں کو فریب دیتے ہو پر مجھے فریب نہیں دے سکتے کیونکہ (میں تمہیں جانتا ہوں) اگرچہ مدعی الٰہی محبت کے ہو پر محبت نہیں ہی میں عالم الغیب خدا تمہاری اندرونی حالت سے واقف ہوں اور تمہارے اعمال سے بھی واقف ہوں کہ کس نیت سے ہیں (تم میں خدا کی محبت نہیں) اور یہی سبب ہی کہ تم مجھے قبول نہیں کرتے اگر خدا کی محبت ہوتی تو ضرور مجھے قبول کرتے کیونکہ جس کے دل میں خدا کی محبت ہی وہ مجھے پہچانتا اور مانتا ہی (ف) مسیح یسوع خداوند خدا ہی جو دلوں کا جانچنیوالا ہی آدمی کی طاقت نہیں ہی کہ ایسا بولے

(۴۳) میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں اور تم مجھے قبول نہیں کرتے اگر کوئی دوسرا ۴۳
اپنے نام سے آوے تو تم اُسے قبول کروگے

(باپ کے نام سے) یعنے باپ کے اختیار سے ملبس ہوکے اور اُسکا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ اُسکی مرضی لوگوں پر ظاہر کروں انکی نجات کے بارہ میں پس جو کچھہ کہ میں بولتا ہوں خدا کی طرف سے بولتا ہوں اور اُسکی عزّت کا طالب ہوں نہ اُس سے جدا ہوکے اپنی عزّت کا

(اور تم مجھے قبول نہیں کرتے) تمہارے دل کی سختی اور اندرونی گناہ نے تمہارے دل کی آنکھیں بند کی ہیں کہ تم حقیقی مسیح کو قبول نہیں کرتے اِسلئے کہ تمہارے دل کی نظر نہ حق پر ہے مگر اپنی دنیاوی غرضوں پر ہے (اگر کوئی دوسرا اپنے نام سے آوے) یعنے کوئی فریبی آدمی آوے جسے خدا نے نہیں بھیجا جو خدا کا کلام نہیں بولتا اور تمہاری نجات کا کچھہ فکر نہیں کرتا اپنے دل کی باتیں بولتا ہے (تو تم اُسے قبول کروگے) کیونکہ جن خیالات میں تم پھنسے ہو وہ بھی اُنہیں خیالات کا پابند ہوگا ایسوں کے قبول کرنیکو طیار ہو کئی ایک جھوٹھے مسیح بھی بعد خداوند مسیح یسوع کے ظاہر ہوئے تھے اور بہت یہودی اس امید سے کہ آدمیوں سے نجات پاویں اُنکے پیچھے گئے آخر کو کچھہ ہاتھہ نہ آیا اور اسی طرح وہ ہمیشہ دنیاوی معلموں کی پیروی کرتے رہے اوریہہ جسمانی مزاج آدمی کا خاصہ ہے کہ جسمانی لوگوں کی طرف بہت دوڑتے ہیں پرخلوص سے گھبراتے ہیں اور یہہ حال اسوقت بھی دنیا میں ہے کہ اہل فریب کے ساتھہ بہت ہو جاتے ہیں دلی مناسبت کے سبب سے پرسچائی کی پیروی کم کرتے ہیں

(۴۴) تم جو آپس میں ایک دوسرے کی عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو اکیلے خدا سے ہے ۴۴
نہیں ڈھونڈتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو

(عزت چاہتے ہو) یعنے وہ عزت جو محض آدمیوں سے ہے جس میں خدا کی عزت نہیں رہتی ہے جسکی تفسیر (۱۲-۴۲) میں ہے جایز اور روا تو ہے کہ والدین بچوں سے اور خاوند لوگ نوکروں سے اور رئیس اور حکام رعایا سے اور بزرگ معلمان جماعت سے واجبی عزت کے طالب ہوں پر شرط یہہ ہے کہ الٰہی عزت ہاتھہ سے نہ جاوے لیکن جو لوگ محض آدمیوں سے عزت کے طالب ہیں اور جو عزت خدا سے ہے اُسکی اطاعت میں اُسپر متوجہ نہیں رہتے ہیں وہ غلطی میں ہیں

ایسے لوگ اپنی راستبازی کو چھوڑ نہیں سکتے اور الٰہی راستبازی کو اختیار نہیں کر سکتے صحیح ایمان کی اطاعت یہہ ہے کہ خدا کی گواہی کو سب گواہیوں سے زیادہ عزیز جانیں حقیقی ایمان انسان کی عقل پر موقوف نہیں ہے مگر دل کی حالت پر موقوف ہے شاید

کسی کی عقل مسیح کو قبول کرے اور اُس کی تیز بھی چھد جاوے پر جب تک وہ اپنے دل میں کسی چیز کو خدا سے زیادہ پیار کرتا ہی خواہ بظاہر یا خفیہ وہ ہرگز سچا ایماندار نہیں ہی

ایسے لوگ کبھی حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں ہمارے دل میں ایمان نہیں آتا یہہ لوگ ایسے ہیں جیسے کوئی شخص صندوق کے منہہ پر بیٹھ کر اُسے کھولنا چاہے اور نہیں سوچتا کہ میرا ہی بوجھہ مجھے کھولنے نہیں دیتا ہی۔ آدمی کے لئے اُس دل کی پہلی حاجت ہی جو خدا کا طالب ہی جب تک یہہ نہوا اگرچہ عمر بھر منہہ پر دین کی باتیں رہیں تو بھی آخر کو بغیر فضل کے مرجائیگا

(۴۵) گمان مت کرو کہ میں باپ کے پاس تمہاری فریاد کرونگا ایک تو ہی تمہاری فریاد کرنیوالا ۴۵
یعنے موسیٰ جس پر تمہارا بھروسہ ہی

یعنے کچھہ حاجت نہیں ہی کہ میں فریاد کروں موسیٰ بس ہی تمہارے اوپر فریاد کرنے کے لئے جسکو تم معتبر جانتے ہو اور جس کے سامنے مجھے ناچیز سمجھتے ہو (۹ - ۲۸ و ۲۹) اور اُسپر بھروسہ بھی رکھتے ہو وہی تم پر خدا کے سامنے فریاد کریگا

اسوقت ہم لوگ بھی کہہ سکتے ہیں روم کے پاپا صاحب کو کہ ہم جو پروٹسٹنٹ ہیں آپ پر ہرگز فریاد نہ کرینگے اور نہ فتوی دینگے مگر خود مسیح جسکے آپ قایم مقام بنتے ہو اور پطرس جسے سجادہ نشین جانتے ہو اور پولوس رسول جس کی تلوار آپ کہتے ہو کہ میں اُٹھاتا ہوں یہہ وہی ہیں جو تمہارے اوپر فریاد کرینگے قیامت کے دن کوئی دوسرا مخالفت نہ کریگا مگر وہی مقدس لوگ اور کنواری مریم جنکی آپ پرستش کرتے ہو اور جنپر بھروسہ رکھتے ہو اور نہیں سمجھتے کہ خدا کے کلام کا کیا منشا ہی

(۴۶) کیونکہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھپر بھی ایمان لاتے اِس لئے کہ اُسنے میرے ۴۶
حق میں لکھا ہی

موسیٰ کی شریعت کو اچھی طرح نہیں سمجھتے ہو اُس کی باتوں کا حقیقی مطلب فکر کرکے دریافت نہیں کرتے ہو (لوقا ۱۶-۳۱ و ۲۰-۲۷) اگر موسیٰ کی باتوں کو سمجھتے تو ضرور مجھہ پر ایمان لاتے کیونکہ تمام شریعت موسوی اشارہ کرتی ہی میری طرف اور میرے نمونے پر اور وہ سب باتیں خاص میرے حق میں ہیں (پیدایش ۳-۱۵ و استثنا ۱۸-۱۵)

(اُسنے میرے حق میں لکھا) دیکھو مسیح خداوند گواہی دیتا ہی کہ توریت کو موسیٰ نے لکھا ہی اگرچہ اُسکی ترتیب اور تقسیم ابواب وآیات وغیرہ ایک زمانہ میں عزرا سے ہوئی ہی تو بھی وہ کتاب موسیٰ کی ہی اور موسیٰ نے مسیح یسوع کے حق میں گواہی دی ہی خدا سے معلوم کرکے۔ اِس میں کیا شک ہی کہ توریت میں ایک بڑی گہرائی ہی جسکو اکثروں نے دریافت نہیں کیا

۴۷ (۴۷) لیکن جس حال کہ تم اُس کے نوشتوں کو یقین نہ کروگے تو میری باتوں کو کیونکر یقین کروگے

یعنے جبکہ تم جو موسیٰ کو برحق پیغمبر جانتے ہو اور اُس کے نوشتوں کو من جانب اللہ قبول کرتے ہو لیکن جو کچھ اُس میں میری بابت لکھا ہے اُسے نہیں مانتے ہو تو میری باتیں جیسے تم نے سرے سے قبول ہی نہیں کیا کیونکر مانوگے دستور ہے کہ لوگ تحریری باتوں پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں بہ نسبت زبانی تقریر کے پس وہ جو تمہارے ہاتھ میں نوشتے موجود ہیں اور اُنہیں قبول نہیں کرتے ہو تب میری زبانی باتوں پر کیا بھروسہ کروگے (ف) آیت ۴۵ میں لکھا ہے کہ موسیٰ پر تمہارا بھروسا ہے یہاں لکھا ہے کہ اُسکے نوشتے پر یقین نہیں کرتے ہو۔ یہی حال اہل دنیا کا ہے کہ بعض بزرگوں کے نام پر بھروسہ رکھتے ہیں پر اُنکی ہدایتوں پر یقین نہیں کرتے ہیں پہلی بات بہت آسان ہے دوسری ذرا مشکل ہے کچھ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے

مسیح کی باتیں بہ نسبت موسوی باتوں کے زیادہ فاضل اور بزرگ ہیں کیونکہ سایہ و عین کی یا پوست و مغز کی نسبت رکھتی ہیں تو بھی اُنہوں نے نادانی سے موسیٰ کی باتوں پر زیادہ جی لگایا بہ نسبت مسیح کی باتوں کے

یہودیوں نے موسیٰ کو نبی جانا پر نبی نے جس کی خبر دی اُسے اُنہوں نے رد کیا (زبور ۱۱۸-۲۲ متی ۲۱-۴۲)

موسیٰ وسیلہ تھا کہ لوگوں کو مسیح تک پہونچادے پر تم جب وسیلہ کو درمیان سے دور کرتے ہو تو منزل مقصود تک کیونکر پہونچوگے۔ تمہاری بے ایمانی نے راہ کو بند کر دیا ہے تو کس طرح سے پہونچوگے وہاں جہاں راہ پہونچاتا ہے۔ کوئی آدمی مسیح و موسیٰ کو جدا نہیں کرسکتا اگر ایک کو نہ مانے تو دونوں ہاتھ سے جاتے ہیں اور جب ایک کو مانتا ہے تو دوسرے کا ماننا لازم آتا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جنہیں خدا نے جوڑا ہے کوئی جدا نہ کرے (ف) وہ بعضے لوگ جو توریت اور پرانے عہدنامہ کو ناچیز جانتے ہیں اور نئے عہدنامہ کو درست سمجھتے ہیں کیسی غلطی میں ہیں یہاں سے ثابت ہے کہ ہر دو عہدنامے درست اور نجات کے بیان کیلئے ضروری چیزیں ہیں

چھٹا باب

۱ (۱) یسوع اِن باتوں کے بعد جلیل کے دریا کے پار جو دریائے طبیریاس ہے گیا

(۱ سے ۱۴ تک) ۵ ہزار کو پانچ روٹیوں سے سیر کرنے کا معجزہ مذکور ہے (طبیریاس) اِسی کو گنیسرت بھی کہتے ہیں (لوقاہ ۵-۱)

اور یہہ ایک جھیل ہے ۱۴ میل لمبی ۶ میل چوڑی اور سمندر سے چھ سو فٹ نشیب میں ہے اسی جھیل کے مغربی کنارہ پر شہر طبیر یاس ہے جسکو ہیرو دیس انٹی پاس نے بنایا تھا جبکہ وہ جلیل کی چوتھائی کا حاکم تھا اور اس شہر کا نام طبیر یاس قیصر کی طرف سے ہوا تھا اور یہی سبب تھا کہ جب یروشلیم کی بربادی ہوئی تو طیطس نے اس شہر کو بچا لیا تھا

(یسوع وہاں گیا) یوحنا اصطباغی کی موت کے بعد مسیح وہاں گیا تھا تاکہ اُس پر ماتم کرے اور رسولوں کے کام کی بابت سُننے کو بھی وہاں گیا تھا اور اُنہیں سکھلانے کو بھی اور اسلئے بھی کہ ذرا آرام پاوے یہہ سفر مسیح کا پہلا سفر تھا اِسی کا ذکر (مرقس ۶-۳۱) میں ہے

۲ (۲) اور ایک بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے ہولی کیونکہ اُنہوں نے اُس کے معجزے جو کہ اُس نے بیماروں پر دکھائے دیکھے تھے

خداوند مسیح کشتی پر سوار ہوکے گیا تھا اور یہہ بھیڑ پیدل گئی تھی اور یہہ لوگ تمام اطراف کے تھے اُسوقت بڑی خلقت عید پر جاتی تھی اور یہی عید کے لوگ تھے جو ایک بڑی بھیڑ بن کے مسیح کے پیچھے گئے تھے اور اسلئے گئے تھے کہ اُسکے اور معجزے بھی دیکھیں پہلے کچھ اُسکے معجزے دیکھے تھے اور یوں شوق پیدا ہوا تھا کہ اور کچھ بھی دیکھیں

۳ (۳) پھر یسوع پہاڑ پر گیا اور وہاں اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھا

(پہاڑ) یہہ ایک پہاڑی ہے اِس جھیل کے پورب میں۔ مسیح وہاں گیا اور شاگردوں کے ساتھ بیٹھا اُن کی سرگذشت سننے اور اپنی باتیں سُنانے کو اور ذرا غیروں سے الگ ہوکے آرام بھی کیا تھا (ف) اگر باب ۵ کی واقعات عید فسح پر تھی تو اُسوقت اور اِسوقت کے درمیان قریب ایک سال کے عرصہ گذر چکا تھا کیونکہ دوسری عید فسح نزدیک تھی

۴ (۴) اور یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی

یہہ تیسری عید فسح خداوند کی خدمت میں آتی ہے پہلی عید فسح (۲-۱۳) میں ہے اور اکثروں کے نزدیک دوسری عید فسح (۵-۱) میں گذری ہے چنانچہ اکثر معتبر مفسّر کہتے ہیں تب یہہ عید فسح جو (۶-۴) میں ہے تیسری ہے اور چوتھی عید فسح جس میں موا تھا (۱۳-۱) میں آتی ہے۔ دوسری عید فسح کے بعد جو جو واقعات گذرے اُنکا ذکر یوحنا نے بہت ہی مختصر لکھا ہے لیکن

دوسرے انجیل نویسوں نے زیادہ لکھا ہی (متی ۵ باب سے ۱۴ باب آیت ۱۲ تک و مرقس ۲ باب آیت ۲۳ سے ۶ باب آیت ۲۰ تک ولوقا ۲ باب سے ۹ باب آیت ۷ تک دیکھو)

۵ (۵) پس جب یسوع نے آنکھیں اُٹھائیں اور دیکھا کہ بڑی بھیڑ میرے پاس آتی ہی تو فیلبوس سے
کہا کہ ہم کہانسے اُنکے کھانے کے لئے روٹیاں خریدیں

دیکھو (متی ۱۴-۱۳۱ مرقس ۶-۲۵ لوقا ۹-۱۰) وہاں لکھا ہی کہ مسیح شام تک اِس بھیڑ کو منادی بھی کرتا رہا اور یہہ بھی لکھا ہی کہ پہلے شاگردوں نے کھانے کا ذکر کیا تھا پر یہاں لکھا ہی کہ پہلے مسیح نے فیلبوس سے کھانے کا تذکرہ کیا یہہ معجزہ چاروں انجیلوں میں ہی جیسے موت اور جی اُٹھنے کا ذکر بھی چاروں میں ہی یوحنا یہاں یہہ دکھلاتا ہی کہ زندگی کی روٹی پر جو بحث شروع ہوئی اُسکا باعث یہی معجزہ تھا۔ یوحنا نے اپنی انجیل سب کے پیچھے لکھی ہی تب بعض واقعات پر جو اُن تین انجیلوں میں ہیں اِس انجیل میں جو سکوت ہوا ہی اِس کی وجہہ یہی ہی کہ یوحنا اُن کی تصدیق کرتا ہی اور اُن کے بیان کو کافی جانکر سکوت فرماتا ہی پر اُن کی تحریروں کے بعد جسقدر اور تحریر یوحنا نے مناسب سمجھی ہی اُسکا ذکر کیا ہی گویا یہہ انجیل اور سب انجیلوں کا تتمہ اور تکملہ ہی

۶ (۶) پر اُسنے یہہ امتحان کی راہ سے کہا تھا کیونکہ وہ آپ جانتا تھا جو کیا چاہتا تھا

(امتحان کی راہ سے) یعنے وہ چاہتا تھا کہ فیلبوس کا امتحان لیوے کہ وہ اِس سوال کا کیا جواب دیگا اور وہ اُسکا جواب آپ سُننے کا مشتاق نہ تھا کیونکہ خود جانتا تھا کہ کیا جواب دیگا مگر یا تو اُن کی نادانی اُنپر ظاہر کیا چاہتا تھا یا دکھلاتا تھا کہ اگرچہ دنیادی انتظام وسایل سے ہوتے ہیں پر حقیقت میں میری قدرت موثر ہی پس دینداروں کی نظر میری قدرت پر قایم ہونا چاہئے (ف) یہاں لکھا ہی کہ مسیح نے پہلے یہہ ذکر شروع کیا متی ولوقا میں ہی کہ شاگردوں نے پہلے اِسکا چرچا کیا تھا پس مطابقت اِن بیانوں میں یوں ہی کہ پہلے شاگردوں نے کہا تھا کہ اُنہیں رخصت کر اِس پر مسیح نے فرمایا کہ رخصت کرنے کی ضرورت نہیں ہی تم انہیں کھانے کو دو (متی ولوقا) میں دیکھو اِسکے بعد شاگردوں نے کہا کہ کیا دوسو دینار کی روٹی لاکے انہیں کھلادیں (مرقس ۶-۳۰) تب مسیح نے فیلبوس سے بطور امتحان کے کہا کہاں سے اتنی روٹی مول لیں (آیت ۵) تب فیلبوس بولا دوسو دینار کی روٹیاں اُنہیں بس نہیں ہیں (آیت ۷) اِس پر مسیح نے فرمایا کہ دریافت کرو تمہارے پاس کتنی روٹی ہی اُس وقت اندریاس نے کہا ایک لڑکے کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں ہیں پس ایک کچھہ کہتا تھا دوسرا کچھہ کہتا تھا اُنکا سب بیان اناجیل میں مذکور ہی قیاس کہتا ہی کہ شاید اُنکی تھیلی میں دوسو دینار موجود ہوں جو قریب ۶۰ روپیہ کے ہوتے ہیں اور اِسی سبب سے

فیلبوس نے کہا ہوگہ ہماری ساری پونجی یا سفر کا خرچ جو دو سو دینار موجود ہیں اگر اُس سب کی روٹیاں خرید کر انہیں کھلایا جاوے تو بس نہیں ہو (ف) مسیح ہمارے ایمان کا امتحان بھی کیا کرتا ہو تا کہ ہمارے ایمان میں قوت بخشے اور معرفت میں ترقی عنایت کرے اور ہمارے لئے جو کچھ کہ وہ کرتا ہو اُس کی شان ہمیں دکھلاوے ایسے امتحان مبارک ہیں اور بہت مفید ہیں پر جو امتحان شیطان سے اور دنیا سے آتے ہیں وہ ہمارے نقصان کے لئے ہوتے ہیں لیکن ہم مسیح سے طاقت پاکے اُنپر بھی فتحیاب ہوتے ہیں (ف) اسوقت یہہ بات بھی فکر کے لایق ہو کہ جب شاگردوں نے معلوم کیا کہ خداوند کی مرضی یوں ہو کہ تم انہیں کھلاؤ تو اُنہوں نے اپنی ساری پونجی اور اپنی ساری طاقت اُسکے حکم بجا لانے کے لئے حاضر کی جو صرف دو سو دینار تھے پر کافی نہ تھے تب مسیح سے کتنی بڑی برکت دیکھی پس اگر ہم اپنی نالایق طاقت سے سچائی کے ساتھ اُس کی اطاعت میں حاضر ہوں تب اُس سے قدرت پاکے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں

۷و۸ (۷) فیلبوس نے اُسے جواب دیا کہ دو سو دینار کی روٹیاں اُنکے لئے بس نہو نگی کہ اُنمیں سے ہر ایک تھوڑا سا پاوے (۸) ایک نے اُسکے شاگردوں میں سے جو شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا اُس سے کہا

(بس نہونگی) ہم بھی اکثر اوقات اپنی تھوڑی نقدی یا تھوڑی طاقت دیکھکر حیران ہوتے ہیں کہ اس سے کیا ہوگا پر اگر ایمان سے اُسکو مسیح کے سامنے لاویں تو برکت پاوینگے (ایک نے) متی میں ہو کہ اُنہوں نے کہا پر یہاں اُس کی تفسیر ہو کہ سب کی طرف سے ایک بولا تھا جو اندریاس نامی تھا

۹ (۹) یہاں ایک چھوکرا ہو جس کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو چھوٹی مچھلیاں ہیں پر یہہ اِتنے لوگوں میں کیا ہیں

صرف پانچ روٹیاں ہیں وہ بھی گیہوں کی نہیں جَو کی ہیں اور ایک لڑکے کے پاس ہیں ضرور چھوٹی چھوٹی ہونگی جو لڑکے نے اُٹھا رکھی ہیں۔ اور دو مچھلیاں بھی ہیں وہ بھی چھوٹی چھوٹی ہیں۔ شاید شام کی گذران کے لئے اس جنگل کے سفر میں شاگردوں نے بطور ناشتہ کے یہہ تھوڑی سی خوراک لڑکے سے اُٹھوائی ہوگی۔ دیکھو چھوٹے لڑکے بھی خدا کی کلیسیا میں کچھ مدد کر سکتے ہیں اپنے رتبہ کے موافق اور شاگرد لوگ اپنا سب پیسہ اور سارا ناشتا بھی خداوند کے مہمانوں کے لئے لیکر حاضر ہیں تب خداوند اُنسے خوش ہو اور بڑی برکت دیتا ہو الیشاع نبی نے سو آدمیوں کو بیس روٹیوں سے سیر کیا تھا مسیح پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار کو کھلاتا ہو اور روحانی خوراک پر نصیحت دیتا ہو اور ثابت کرتا ہو کہ میں بدنوں اور روحوں کا پالنے والا ہوں

(۱۰) تب یسوع نے کہا کہ لوگوں کو بیٹھاؤ اور اُس جگہ بہت گھاس تھی سو گنتی میں تخمیناً ۱۰
پانچ ہزار مرد بیٹھے

(بہت گھاس تھی) کیونکہ بہار کی موسم تھی خدا کا فرش استبرق بچھا تھا (بیٹھاؤ) لوقا و مرقس کہتے ہیں کہ سو سو اور پچاس پچاس کی صفیں بنا کر بیٹھانے کا حکم دیا تھا (پانچ ہزار مرد تھے) شاید کوئی عورت بھی ہو مگر مرد بہت تھے کیونکہ سفر میں اکثر مرد جاتے ہیں اور عورتوں کو گھروں میں چھوڑتے ہیں اور یہہ مرد تخمیناً پانچ ہزار تھے سو سو اور پچاس پچاس کی صفوں پر نظر کر کے شاگردوں نے فوراً اُنکا تخمینہ معلوم کر لیا تھا اور اسی مطلب سے شاید مسیح نے اُنہیں صف بصف بٹھلایا بھی تھا مسیح کے سارے کام ترتیب اور انتظام سے ہیں گرجوں میں بھی ہم لوگ صف بصف روحانی خوراک کھانے کو بٹھلائے جاتے ہیں اور یہہ عمدہ دستور مسیح کا ہے

(۱۱) اور یسوع نے روٹیاں اُٹھالیں اور شکر کر کے شاگردوں کو دیں اور شاگردوں نے ۱۱
اُنہیں جو بیٹھے تھے بانٹیں اور اسی طرح مچھلیوں میں سے بھی جسقدر کہ وہ چاہتے تھے

اگر مسیح چاہتا تو نیستی سے روٹی پیدا کر دیتا یا پتھروں کی ماہیت بدل کے روٹی بنا دیتا کیونکہ وہ قادر مطلق ہے پر اُس نے روٹیاں اُٹھالیں یہہ دکھلا کے کہ جو چیزیں موجود ہیں خوب ہیں کچھہ حاجت نہیں کہ نئی چیز پیدا کی جاوے وہ جو موجود ہے اور خوب ہے اُسی کو بڑھاتا ہے اور یہہ وہی قدرت ہے جس سے گندم اور سب روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور جس سے خوشوں میں دانے پیدا ہوتے ہیں جس قدرت سے ایک دانے کے ہزار دانے ہوجاتے ہیں یہی قدرت ہے جو ایک خاص انتظام میں ظاہر ہوتی ہے اسوقت مسیح کے ہاتھوں میں اُسی قدرت سے روٹیاں بڑھتی ہیں وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں مثل بیج کے اُس کے ہاتھوں میں ہیں اور اُس کی قدرت کاملہ سے بڑھتی ہیں (ف) اس معجزے میں وہ خوراک جو پہلے نہ تھی ہست ہوگئی یعنے جسقدر پہلے نہ تھی اب ہوگئی اور معجزوں میں کچھہ بحالی ہوئی ہے یا تبدیل ماہیت ہوئی ہے یہاں کمی سے زیادتی ہوئی ہے پس مسیح ہمیں بحال کرتا ہے تبدیل کرتا ہے بڑھاتا ہے کسی آدمی کے حق میں مطلق نا امیدی نہ کرنا چاہئے جب تک کہ بحالی کا وقت ہے ممکن ہے کہ وہ بحال کیا جاوے کیونکہ جسنے یہہ کیا وہ نئی پیدائش بھی آدمیوں کو دیسکتا ہے

اس معجزے میں شاگردوں کی خدمت بھی کچھہ دیکھتے ہیں کہ اُسکے ہاتھہ سے لیتے ہیں اور لوگوں کو دیتے ہیں ہمارا کام یہہ ہے کہ اُسکے ہاتھہ سے پا دیں اور لوگوں کو دیویں بڑھانا ہمارا کام نہیں ہے یہہ اُسی کا کام ہے مسیح نے یہہ بھی دکھلایا کہ خادمان دین درمیان مسیح کے اور لوگوں کے بچولے ہیں نعمتیں تقسیم کرنے کے لئے کسی خادم دین میں گناہوں کے دفع کرنیکی اور فضل دینے کی طاقت

نہیں ہی انکا کام صرف یہہ ہی کہ زندگی کی روٹی خاوند سے لینا اور لوگوں کو دینا اتنا بھی اختیار نہیں کہ کسی کو زبردستی کچھہ دلوائیں ہاں لوگوں کو اُبھار سکتے ہیں کہ مسیح سے مانگیں
مسیح نے شکر کرکے یہہ کام کیا یہہ دکھلا کے کہ میری انسانیت اپنا واجب ادا کرتی ہی اور میری الوہیت اپنا کام کرتی ہی اور یہہ کہ خدا باپ اور خدا بیٹے سے یہہ کام ہوتا ہی جو کچھہ خدا چاہتا ہی وہ بھی چاہتا ہی جو کچھہ وہ کرتا ہی خدا بھی کرتا ہی (ف ۲) شکرگذاری کے ساتھہ کھانا شروع کرنے کا دستور قدیم سے دینداروں میں چلا آیا ہی اور نہایت اچھا اور مناسب دستور ہی عیسائی لوگ بھی خدا کا شکر کرکے کھانا شروع کرتے ہیں مسیح خداوند نے بھی اپنے دستور کے موافق شکر الہٰی کرکے روٹیاں تقسیم کرائیں اور اپنی قدرت سے اپنے ہاتھہ میں روٹیاں بڑھاتا گیا

۱۲ (۱۲) اور جب وہ سیر ہو چکے تو اُسنے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اُن ٹکڑوں کو جو بچ رہے ہیں جمع کرو تا کہ کچھہ خراب نہو

صرف اسی انجیل میں ہی کہ مسیح کے حکم سے ٹکڑے بچے ہوئے جمع کئے گئے تھے اور یہہ بھی ایک عمدہ تعلیم ہی کہ روحانی اور جسمانی فایدہ کی چیزوں کو ہم ضایع نہ کریں اور جو فراوانی باپ سے ہی اُسے ناقدری سے پامال نہ کریں قدردانی کریں ایسے کام میں بھی خدا کی خوشنودی ہی (ف) دیکھو وہ جو بڑی کثرت سے بخشتا ہی اور جو غنی اور بے پرواہ ہی اور خود بھرپور ہی وہ بھی اسراف کو پسند نہیں کرتا ہی پس مناسب طور پر سب کام واجب ہیں

۱۳ (۱۳) چنانچہ اُنہوں نے جمع کئے اور جو کی پانچ روٹیوں کے ٹکڑوں سے جو اُن کھانیوالوں سے بچ رہے تھے بارہ ٹوکریاں بھریں

یہہ ٹکڑے اُن کھانیوالوں کو نہیں دیئے گئے کہ اُٹھا لیجاویں اُنہوں نے صرف کھایا اور سیر ہوئے پر یہہ بارہ ٹوکریاں ٹکڑوں کی بارہ شاگردوں کے واسطے تھیں اور اُنہیں دی گئیں جنہوں نے اپنے ناشتے کی تھوڑی سی روٹی بھی دلکی صفائی سے خداوند کو پیش کی تھی اُنہوں نے زیادہ خداوند سے پایا (ف ۱) کچھہ عرصہ کے بعد مسیح نے شاگردوں سے پوچھا بھی تھا کہ کسقدر ٹوکریاں اُٹھائیں تھیں (متی ۱۶-۹) اور یہہ اسلئے تھا کہ وہ اُنسے اِس معجزہ کی یادگاری کا خواہاں تھا خداوند چاہتا ہی کہ مسیحی لوگ خدا کی مہربانی کو فراموش نہ کریں (ف ۲) اُن آسمانی یروشلم کے مسافروں کو جو ابدی عہد کے لئے آسمان کے مسافر ہیں یہی روحانی روٹی اِس بیابان دنیا میں مسیح خداوند ہمیشہ آپ بانٹتا ہی بوسیلہ اپنے شاگردوں کے

(ف۳) مسیح کی انجیل سارے جہان کے لئے کافی ہے صلیب کا قصہ پرانا نہیں ہو جاتا نہ منسوخ ہو سکتا ہے زندگی کی قدرت اسمیں ہمیشہ تر و تازہ ہے اور ہمیں اور کسی چیز کی اِسقدر ضرورت نہیں ہے جسقدر ابدی زندگی کی ضرورت ہے جو مسیح ہمیں دیتا ہے اور سب مانگنیوالوں کو بھی دیتا ہے جو ایمان سے آتے ہیں

۱۴ (۱۴) تب اُن لوگوں نے یہہ معجزہ جو یسوع نے دکھایا دیکھکر کہا فی الحقیقت وہ نبی جو جہان میں آنیوالا تھا یہی ہے

یہاں اِس معجزہ کی کچھہ تاثیر کا ذکر ہے صرف اِتنی تاثیر اُنپر ہوئی کہ اُنہوں نے مسیح کو وہ آنیوالا نبی جسکا وعدہ موسیٰ کی کتاب میں ہے بتلایا اور گواہی دی کہ یہہ شخص خدا کی طرف سے ہے اور ایک خاص نبی ہے یعنے اُسکی الوہیت کو نہیں پہچانا نہ جانا کہ یہہ خدا ہے ہاں وہ تو نبی بھی تھا کاہن بھی تھا بادشاہ بھی تھا ابن آدم اور ابن اللہ بھی تھا وہ فرشتہ بھی تھا اور سب فرشتوں اور سب نبیوں اور کل موجودات کا خالق و مالک بھی تھا کیونکہ وہ کلام تھا جو خدا ہے اور خدا کے ساتھہ تھا جس سے سب کچھہ موجود ہوا دفعتاً سب کچھہ سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل تھا بتدریج سب کچھہ ظاہر ہوتا ہے تو بھی اِس معجزے سے اُنہوں نے مسیح کو کچھہ تو پہچانا (ف) جہان کا انتظام جو خداوند یسوع مسیح کرتا ہے بہت بڑا کام ہے بہ نسبت اُس کے کہ پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار مردم کو کھلایا تو بھی بہت لوگ اُسے نہ پہچان کے اُس کی اطاعت اور پرستش نہیں کرتے ہیں دیکھو کیا لکھا ہے (کلسی ۱-۱۶ و ۱۷)

۱۵ (۱۵) پس یسوع نے معلوم کر کے کہ وہ چاہتے ہیں کہ آویں اور اُسے زبردستی پکڑ کے بادشاہ کریں آپ اکیلا پہاڑ کو پھر گیا

(متی ۱۴-۲۳ مرقس ۶-۴۵ و ۴۶) لکھا ہے کہ دعا مانگنے کو گیا تھا دوسرا سبب لکھا ہے کہ وہ اُنسے الگ اِسلئے ہوا تھا کہ وہ لوگ اُسے آنیوالا نبی پہچان کے چاہتے تھے کہ بادشاہ بناویں حقیقت میں یہہ دونوں سبب جدائی کے تھے وہ چاہتا تھا کہ اُن کی اِس زبردستی سے بھی بچے اور اکیلا پہاڑ پر جا کے دعا بھی کرے (ف۱) دُکھہ میں اسقدر خطرہ نہیں ہے جسقدر خوشی میں خطرہ ہے مسیح دنیاوی عزت سے ہمیشہ الگ رہا اور اُسے ناچیز جانا وہ فروتنی سے ملبّس تھا لوقا ۸-۱۴ یرمیا ۵۴-۵ یوحنا ۱۳-۱۵ و ۱ پطرس ۵-۵) مسیح نے یہاں تک فروتنی اختیار کی کہ غریب عورت سے پیدا ہوا تیس برس نجار کی دکان میں کام کیا اور اپنے شاگرد بھی غربا میں سے چن لئے غیر شخص کی کشتی میں سوار ہوا جو عاریت لیگئی تھی غیر کی گدھی پر سوار ہوا غیر کی قبر میں مدفون ہوا (ف۲) یہودی اُسے زبردستی بادشاہ بنانا چاہتے تھے یہہ مطلب تھا کہ اُسپر تیل ملیں اور اُسکے ساتھہ

ہوکر اُس کی فوج نہیں اور رومیوں سے فساد و سرکشی کریں کیونکہ وہ محتاج تھے ایک سپہ سالار کے (اعمال ۵-۳۶ و ۳۷)
اُنہیں خیال تھا کہ مسیح جب آویگا تو وہ ہمارا رہبر اور افسر ہوکے ہمیں آدمیوں کے ہاتھ سے چھوڑاویگا اور ہمارا ظاہری بادشاہ
ہوگا اب کہ اُسکا ایسا معجزہ دیکھا کہ اُس نے پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار کو کھلایا تو جانا کہ یہہ مسیح ہے صاحب قدرت ہے اُسے
بادشاہ بنادیں اور فساد کریں اُسکے وسیلے سے ہماری بڑی مدد ہوگی
پر نہ جانا کہ اُسکی بادشاہی اِس دنیا کی نہیں ہے (۱۸-۳۶) بلکہ اسوقت اُس کی بادشاہی روحانی ہے جو دلوں میں
تاثیر کرتی ہے (لوقا ۱۷-۲۱) ہاں آنیوالے جہان میں ہر دو بادشاہیاں اُس کی ہونگی (متی ۲۵-۳۴) مسیح نہیں چاہتا کہ دنیا کا
آرام دور ہووے اور فساد اُٹھیں بلکہ وہ خدمت کرنا چاہتا ہے نہ خدمت لینا (متی ۲۰-۲۸)
مسیح نے اُنکا دلی ارادہ معلوم کیا کہ وہ مجھے ساتھ لیکے فساد اُٹھایا چاہتے ہیں اور دنیاوی جلال مجھے دیا چاہتے
ہیں تب وہ فوراً اُنسے الگ ہوگیا کہ اِس بات کا شک بھی کسیکے دل میں نہ آوے کہ میں ظاہری بادشاہی کا طالب ہوں
اِسیلئے سب آدمیوں کو بلکہ شاگردوں کو بھی چھوڑ کے اکیلا پہاڑ پر چڑھگیا اور اِس بات کا نمونہ بھی دکھلایا کہ میں تو جس کام کے
لئے آیا ہوں یعنے کفارہ دینے کے لئے وہ کام کر کے حقیقی پہاڑ پر جو اللہ تعالیٰ کا عرش مجید ہے وہاں چلا جاؤنگا اور میری
کلیسیا کا ایسا حال ہونیوالا ہے جسکا نمونہ کشتی میں شاگردوں کے ساتھ اب ہونیوالا ہے اُس کے بعد پھر میں کلیسیا کی
مدد کے لئے پھر عین وقت پر رات کے چوتھے پہر آؤنگا اور حقیقی بندر میں اپنی کلیسیا کو پہونچاؤنگا جو ابدی گھر ہے

16 (۱۶) اور جب شام ہوئی تو اُس کے شاگرد دریا کے کنارہ گئے

(دیکھو تفسیر متی ۱۴ باب ۲۲ سے ۳۴) کے ذیل کو اِس واقعہ کا بیان وہاں مفصّل لکھا ہے اور پھر دیکھو (مرقس
۶-۴۶ سے ۵۳ تک)
روحانی اشارہ یہاں پر یہہ ہے کہ اب مسیح نے آپ کو بظاہر دنیا سے کنارہ کیا ہے اور اکیلا آسمانی پہاڑ پر سے کلیسیا کو دیکھتا
ہے کہ وہ دُکھ کی لہروں میں ہے اور ہمارے لئے وہاں پر دعا کرتا ہے اہل کلیسیا کشتی کو چپّا مارتے ہیں اور دُکھ میں ہیں جب
رات کا چوتھا پہر آویگا اور صبح نزدیک ہوگی اور ہمارا ایمان خوب آزمایا جائیگا تب وہ آویگا اور ہمیں سارے دُکھوں سے نجات
دیگا جب ہم ڈوبنے کے نزدیک ہونگے

17 (۱۷) اور کشتی پر چڑھکے دریا پار کفرناحوم کو چلے اُسوقت اندھیرا ہو چلا تھا اور یسوع اُن پاس نہ آیا تھا

اِسوقت یسوع خداوند نے اپنے پیارے شاگردوں کو ذرا چھوڑ دیا تھا نہ دلی رفاقت سے مگر ظاہری جسمانی رفاقت سے تاکہ اُنکا ایمان اُنپر ظاہر کرے اور اپنی حضوری کا شوق اُنکے دلوں میں بڑھاوے اور اُنکی محتاجی اُنہیں دکھلاوے اور مدد کی قدر و قیمت ظاہر کرے تاکہ وہ اُس کی طاقت کو دیکھیں

وہ آپ سے اُسے چھوڑکے الگ نہیں ہوگئے تھے مگر اُسنے حکم دیا تھا کہ تم سوار ہوکے چلے جاؤ اگرچہ رات آگئی تھی اور آندھی چلتی تھی خوف خطرہ کا وقت تھا اور تھوڑی دیر میں بڑا طوفان آنیوالا تھا تو بھی اُسنے بھیجد یا یہہ دکھلانے کو کہ میں بڑی قدرت والا ہوں بچانے پر قادر ہوں تم حکم مانو اور چلے جاؤ

18 (۱۸) اور آندھی کے سبب دریا لہرانے لگا

(آندھی) آگئی تھی کشتی کے ڈوبنے کا بہت خوف تھا۔ یہہ دوسری آندھی ہی جو اُسکی خدمت کے دنوں میں آئی ایک آندھی (متی ۸۔۲۳ سے ۲۷) تک مذکور ہی اُسوقت وہ کشتی میں سوتا تھا مگر یہہ آندھی جب آئی تو جسم سے غیر حاضر ہی (ف) وہ پہلی آندھی شاگردوں کے لئے چھوٹا امتحان تھا یہہ بڑا امتحان ہی (ف۲) آدمی کے لئے ہر وقت آرام اور چین ہی مفید نہیں ہی سردی گرمی بادل اور دھوپ بیماری و تندرستی سب کچھہ مفید اور باحکمت ہیں

19 (۱۹) اور جب وہ قریب پچیس یا تیس تیر پرتاب کے کھیو چکے تھے اُنہوں نے یسوع کو دریا پر چلتے اور کشتی کے قریب آتے دیکھا اور ڈر گئے

(پچیس یا تیس) تخمینہ ہی جو یوحنا کرتا ہی۔ روح القدس اُن آسمانی باتوں کو جو انسان کے فہم سے باہر ہیں الہام سے بتلاتا ہی تو بھی دنیاوی باتوں میں جو فہم سے متعلق ہیں انسان کے ذہن سے کام لیتا ہی۔ اِسیطرح جب ہم روح القدس پاتے ہیں تو ہماری صورت اور طبیعت وہی رہتی ہی جو پہلے تھی مگر مزاج میں پاکیزگی اور ایک اور ہی کیفیت آجاتی ہی (ف) یہہ سمندر (۴۰) تیر پرتاب چوڑا تھا جس میں سے ۲۵ یا ۳۰ تیر پرتاب طی کر چکے تھے باقی تخمیناً ۳ یا ۴ میل رہتا تھا۔ مسیح سمندر پر چلتا ہوا آیا مگر موسیٰ جو خادم تھا اُس کے لئے سمندر دو حصّے ہوگیا تھا اب مسیح جو سب کا خداوند ہی سمندر پر چلتا ہی جیسے آدمی زمین پر چلتے ہیں۔ پانی پر مسیح کے لئے چلنا ایسا آسان تھا جیسے سمندر کا پیدا کرنا اُسپر آسان تھا جسنے سمندر کو پیدا کیا وہ سمندر پر چلتا تھا مسیح نے یہہ بھی دکھلایا کہ آنیوالے وقت میں اِسیطرح وہ ہوا کے سمندر پر سے آویگا وہ آسمان سے اُتریگا کیونکہ جب وہ سمندر پر سے چلتا ہوا دیکھا گیا ہی تو چاہئے کہ ہم ایمان لاویں کہ وہ اپنے ارشاد کے موافق ہوا پر سے آویگا (شاگرد ڈر گئے) کیونکہ اندھیری

رات میں آندھی کے درمیان پانی پر چلتا ہوا کوئی شخص نظر آیا اور اُنہوں نے نہ جانا کہ خداوند ہی ہے بلکہ جانا کہ انسان بھی نہیں ہے کیونکہ انسان اِس طرح نہیں چل سکتا تب ضرور کوئی بھوت بلا ہے اور ہماری طرف کو آتا ہے شاید ہمیں کچھ ضرر پہونچائے اِسلئے بہت ڈر گئے

۲۰ (۲۰) تب اُس نے اُنہیں کہا میں ہوں مت ڈرو

(میں ہوں) یعنے میں ہوں یہوواہ زندگی کا مالک جو ہمیشہ جیتا ہوں اور تمہارے ساتھ ہوں (مت ڈرو) صرف مجھ پر بھروسہ رکھو میرا آسرا تکو میں خدا ہوں تمہیں بچانیوالا ہوں

خداوند اکثر ہمیں خطرہ میں چھوڑ دیتا ہے تاکہ طوفان میں کُشتی کریں اور مدت تک برداشت کریں کہ ہمارے صبر و استقلال کا ہم پر اثبات یا عدم اثبات ہو جاوے اور ہماری کمزوری ہمیں معلوم ہو جائے اور ہم اُسکے پاس آویں جو منجی ہے (ف۱) یہی حال اب بھی ہے کہ جب ہم اندھیرے میں ہوتے ہیں اور شیطان اور بدلوگ ہمیں ڈراتے ہیں اور ہمیں خوف ہلاکت ہوتا ہے تب اچانک مسیح کی طرف سے ایسی مدد آجاتی ہے کہ جان میں جان آجاتی ہے یہہ گویا اُس کی آواز ہے کہ مت ڈرو میں ہوں تمہارا خدا اور اس سے بڑی تسلی ہوتی ہے (ف۲) ساری آفات جو آتی ہیں گذر جاتی ہیں پر مسیح ہمیشہ ساتھ رہتا ہے کیونکہ وہ ہے یعنے حقیقی موجود یا واجب الوجود ہر کہیں حاضر ناظر پیارا دوست اور مددگار ہے (ف۳) اگر ہم لوگ نیک راہ پر ہیں اور اُسکے حکم کے موافق چلے چلتے ہیں تب وہ ہماری مدد کو ہماری طرف آتا ہے اور جب ہم اُسے کشتی میں لیتے ہیں تب آرام سے ابدی بندر میں پہونچ جاتے ہیں

۲۱ (۲۱) پر اُنہوں نے خوشی سے اُسے کشتی پر لے لیا اور کشتی فی الفور اُس جگہ پر جہاں وہ جاتے تھے جا پہنچی

(لے لیا) دوسرے انجیل نویس کہتے ہیں کہ کشتی کے اندر آگیا (متی ۱۴-۳۲ مرقس ۶-۵۱) یہاں لکھا ہے کہ لے لیا یونانی میں ہے (لینا چاہتے تھے اور لے لیا) یعنے شوق سے لے لیا۔ پہلے تو نہایت خوف زدہ ہوگئے تھے اور خوف سے چلّائے تھے کہ بھوت ہے (متی ۱۴-۲۶ مرقس ۶-۴۹) اُسوقت لینا نہیں چاہتے تھے پر جب اُس نے بتلایا کہ میں ہوں اور پطرس کو بھی پانی پر چلایا تب خوف ہٹ گیا اور ساتھ لینا چاہا۔ بعض وقت ہم لوگ اچھی نعمتوں کو نہ پہچاننے کے سبب حقیر جانتے ہیں پر جب پہچانتے ہیں تب خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ یہی حال دین عیسائی کا ہے بہت لوگ اِسے نہیں پہچانتے اور اِس سے الگ رہتے ہیں پر جب پہچان لیتے ہیں تب اُسپر جان نثار کرتے ہیں

۲۲ (۲۲) دوسرے دن جب بھیڑ نے جو دریا کے اُس پار کھڑی تھی یہہ دیکھا کہ وہاں سوا
اُس ایک کے جس پر اُس کے شاگرد چڑھ بیٹھے تھے کوئی دوسری کشتی نہ تھی اور یہہ کہ یسوع
اپنے شاگردوں کے ساتھ اُس کشتی پر نہ گیا تھا بلکہ صرف اُسکے شاگرد گئے تھے

(۲۲ سے ۲۴) لوگ اب مسیح کے پیچھے جاتے ہیں کفرناحوم کو
اُس معجزہ کے بعد مسیح تو پہاڑ پر چلا گیا اور شاگرد کشتی پر بیٹھ کے کفرناحوم کو چلے گئے اور سب جماعتیں رات بتانے کو موقع تلاش کر کے اِدھر اُدھر ہو گئیں جب صبح ہوئی تو وہ سب لوگ پھر جمع ہوئے اور مسیح کی ملاقات کی امید میں تھے تاکہ بادشاہ بناویں پر کچھ اور ہی حال معلوم ہوا کہ وہ اور اُسکے شاگرد وہاں سے چلے گئے ہیں

۲۳ (۲۳) پر اور کشتیاں طبریاس سے اُس جگہ کے نزدیک جہاں اُنہوں نے خداوند کے
۲۴ شکر کے بعد روٹی کھائی تھی آئیں (۲۴) پس جب اُس بھیڑ نے یہہ دیکھا کہ وہاں نہ یسوع اور
نہ اُسکے شاگرد ہیں تو وہ کشتیوں پر چڑھے اور یسوع کی تلاش میں کفرناحوم کو آئے

اگر کوئی کہے کہ جب اُنہیں معلوم تھا کہ شاگرد چلے گئے ہیں تو پھر صبح کو وہاں تلاش کرنے کیوں آئے - جواب یہہ ہے کہ جب آندھی آئی تھی تو اُنکا خیال یہہ ہو گیا تھا کہ اب مخالف ہوا کے سبب سے شاگرد جانے سے رُکے ہونگے نہ گئے ہونگے پر صبح کو معلوم ہوا کہ وہ تو اُسی مخالف ہوا میں چلے گئے ہیں
یہہ لوگ جو مسیح کے پیچھے دوسری کشتیوں میں جاتے ہیں کچھ الٰہی محبت کے سبب سے نہیں جاتے ہیں مگر معجزوں کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں اور روٹیاں کھانے کا شوق ہو گیا ہے

۲۵ (۲۵) اور اُنہوں نے اُسے دریا پار پا کے اُس سے کہا کہ اے ربّی تو یہاں کب آیا

(۲۵ سے ۳۱) زندگی کی روٹی کا بیان ہے اور ایک بڑی بھاری و گہری تعلیم ہے (کب آیا) یہہ سوال بے موقع سا تھا اور اُنکا وہاں جانا بھی بے موقع تھا اِسی لئے مسیح نے اِن کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا

مسیح چاہتا ہو کہ سب لوگ اُس کے پیچھے ہو لیں نہ اپنے گھر اور ممالک اور اپنے دنیاوی کاروبار چھوڑ کے مگر اپنے گھروں میں اور ملکوں میں اور اپنے کاروبار میں رہکر اُسکے پیچھے چلیں یعنے اُس کی پیروی کریں اطاعت کریں اُسپر بھروسہ رکھیں اُسکی تعلیم پر عمل کریں اپنے گھروں میں اور اپنے کاموں میں اُسے پاویں نہ آنکہ اِدھر اُدھر دوڑتے پھریں اور مزاج شریف پوچھیں اور کہیں کہ کب آپ یہاں تشریف لائے جیسے بیکار شخصوں کی عادت ہوتی ہو

۲۶ (۲۶) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم مجھے ڈھونڈتے ہو اِسلئے
کہ تم نے معجزے دیکھے سو نہیں بلکہ اِسلئے کہ تم روٹیاں کھاکے سیر ہوئے

(سچ سچ) یہاں پر بھی بھاری مطلب ہو کہ الوہیت سے اُنکے خیالات معلوم کرکے اُنہیں بتلاتا ہو اور اپنا علم غیب اُنپر ظاہر کرتا ہو کہ کس مطلب سے میرے پیچھے آئے ہو۔ تم اِس مطلب سے میرے پیچھے نہیں آئے کہ آسمانی پیغام کے دلایل مجھہ سے معلوم کرو اور مجھے مسیح جانکر قبول کرو اور خدا سے میل حاصل کرو یہہ مطلب تمہارا نہیں ہو تم تو جسمانی روٹیوں کی فکر میں ہو جب تم روٹیاں کھاکے سیر ہوئے تو کچھہ تمہارا خیال خدا کی سچائی کے تلاش کرنے کا اور مجھہ سے روحانی برکت حاصل کرنے کا نہیں ہوا مگر مجھہ سے اور زیادہ جسمانی خوراک کے طالب بنے اور اِسی لئے پیچھے دوڑے آئے ہو (ف ۱) اوگسطین صاحب کہتے ہیں کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو مسیح کو مسیح کے لئے تلاش کرتے ہیں لیکن دوسری غرضیں بہتوں میں ہیں (ف ۲) مسیح سب کچھہ جانتا ہو کہ کسواسطے آدمی اُسے ڈھونڈتا ہو اور کیوں وہ گرجے میں آتا ہو کسواسطے عشاء ربانی لیتا ہو کس مطلب کے لئے گھر میں دعا کرتا ہو کیوں اتوار کو مانتا ہو کیوں منادی کرتا ہو سب کچھہ مسیح کے سامہنے کھلا ہو (اسموئیل ۱۶-۷)
یہہ کچھہ مشکل نہیں ہو کہ لوگ خادم دینوں کو اور رشتہ داروں کو اور دوستوں کو فریب دیں مگر مسیح کو فریب نہیں دیسکتے اُس کی آنکھیں آگ کی لو کی مانند وار پار دیکھتی ہیں (مکاشفات ۱-۱۴)

۲۷ (۲۷) فانی خوراک کے لئے نہیں بلکہ اُس خوراک کے لئے محنت کرو جو ہمیشہ کی زندگی تک
ٹھہرتی ہو کہ ابن آدم وہ تمہیں دیگا کیونکہ باپ نے جو خدا ہو اُسپر مُہر کردی ہو

یہاں فانی خوراک کا مقابلہ ہو غیر فانی خوراک کے ساتھہ جیسے (۴-۱۰) میں جسمانی پانی کا مقابلہ ہو آبحیات کے ساتھہ (فانی خوراک) یعنے وہ خوراک جو صرف اسی زندگی میں اِنسان کو ضرور ہو جو فنا ہو جاتی ہو کام میں اور اُس کی طاقت بھی ایک خاص وقت تک رہتی ہو بار بار حاجت ہوتی ہو کہ کھاویں کیونکہ بار بار اُس کی طاقت فنا ہو جاتی ہو

(محنت) فانی خوراک کے لئے نہیں چاہئے اِس کے معنے یہہ ہیں کہ بے نہایت محنت گویا یہی کام پیدایش کا مطلب ہو نہیں چاہئے۔ سب سے زیادہ محنت آسمانی خوراک کے لئے مطلوب ہو پر جسمانی خوراک کے لئے بھی ہو جب اُس کی حد کے محنت چاہئے نہ یہہ کہ سارا زور آدمی کا اسی پر ہو

اِسوقت بھی ہزارہا لوگ اِسی قسم کے نظر آتے ہیں جنہیں دین کا کچھ خیال نہیں ہو رات دن روٹی کا فکر ہو گویا اُنکا پیٹ اُنکا خدا ہو اُسی کی رات دن پرستش ہوتی ہو (ف) جسمانی خوراک کے لئے محنت کرنا مطلق منع نہیں ہو بلکہ ایک امر ضروری ہو دیکھو (پیدایش ۳ - ۱۹) اور وہ جو محنت نہ کرے کھانا بھی نہ پاوے (۲ تسلونیقی ۳ - ۱۰) اور نیک بی بی کی یہہ عزت ہو کہ وہ سستی کی روٹی نہیں کھاتی ہو (امثال ۳۱ - ۲۷) خود مسیح خداوند نے ناصرہ میں محنت کی اور پولوس نے خیمہ دوزی کی تھی اور شاگردوں نے مچھی کا شکار کیا تھا۔ لیکن اسی کو غرض اعلیٰ بنانا منع ہو جیسا اُن لوگوں نے کیا تھا کہ روٹیوں کے لئے اُس کے پیچھے دوڑے تھے اور اُسے جسمانی بادشاہ اِس لئے بناتے تھے کہ ہم سب کو خوب کھلائیگا اور آسودگی سے اُس کی بادشاہی میں عیش کرینگے اور امیر ہو جائینگے

(جو ہمیشہ کی زندگی تک) یعنے اُس خوراک کے لئے محنت بے حد اور نہایت شوق ہونا چاہئے جو باقی ہو نہ فانی یعنے خدا کی رضامندی کی تلاش زیادہ کرو جس سے جلال کی امید ہو

(ابن آدم وہ تمہیں دیگا) یعنے میں جو ابن آدم ہوں یہہ خوراک تمہیں مفت بخشدونگا تو بھی تمہارا شوق اسکے لئے ہونا چاہئے۔ اگرچہ یہہ نعمت کوئی آدمی بطور اجرت محنت سے نہیں پاتا ہو یہہ تو محض خدا کا فضل ہو پر شوق اِس کے لینے کا آدمی کے دل میں ہونا چاہئے اور ایسا شوق ہو کہ محنت سے ثابت کیا جاوے تب ابن آدم تمہیں وہ خوراک مفت بخشدیگا

(باپ نے اِس پر مُہر کردی ہو) کہ صرف بیٹے سے دنیا وہ خوراک پاوے اور کہیں سے اور کسی طرح سے نہیں مل سکتی۔ اور یہہ کام جو مسیح سے ہوتے ہیں باپ کی مُہر کا اظہار ہیں اور یہہ سب کچھ خدا کی ازلی محبّت سے ہوا ہو۔ جب یہاں یہہ لکھا ہو کہ خدا نے اُسپر مُہر کی ہو کہ وہی اکیلا جہان کو زندگی بخشنے اور کسی دوسرے کا یہہ کام نہیں ہو تو پھر دوسری جگہ سے یا مسیح کو چھوڑ کے صرف خدا باپ سے بھی زندگی کا طالب ہونا بیفایدہ ہو صرف ابن آدم دیگا جسے لینا ہو اُس سے لیوے ورنہ محروم رہے اِسپر خدا کی مُہر ہو چکی ہو

۲۸ (۲۸) تب اُنہوں نے اُس سے کہا کہ ہم کیا کریں تا کہ خدا کے کام بجا لاویں

(ہم کیا کریں) اِن لوگوں کی نظر اعمال پر تھی جیسے تمام کوتاہ اندیشوں کی نظر اعمال حسنہ پر ہو اور وہ کچھ نہیں جانتے مگر

یہہ کہ کچھ نیک عمل کرنے چاہئیں اِسی سے بھلا ہو جائیگا۔ یہود میں بہت لوگ تھے جو متشرع تھے اور رسومات توریت کے عامل تھے اور بعضے ایسے تھے جو اخلاق شریعت پر زور دیتے تھے اور نیک آدمی تھے (چنانچہ متی ۱-۱۹) کو دیکھو کہ یوسف راستباز آدمی تھا اور نیک نیت بھی تھا یہی حال ہم اسوقت اہل اسلام کا دیکھتے ہیں کہ بعضے اُن میں رسومات شریعت محمدیہ کے عامل ہیں اور بعضے خوش اخلاق لوگ بھی اُنمیں ہیں جو نیک طینتی کے درپے ہیں پر یہی بات نجات کے لئے بس نہیں ہی اِسلئے اب مسیح اُنہیں بتلاتا ہی کہ نجات کے کام کیا ہیں

۲۹ (۲۹) یسوع نے جواب میں اُنہیں کہا خدا کا کام یہہ ہی کہ تم اُس پر جسے اُس نے بھیجا ہی ایمان لاؤ

وہ لوگ اعمال کا ذکر کرتے تھے مسیح ایمان کا ذکر کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ نجات کے لئے اور خدا کی مرضی بجا لانے کے لئے جو سب سے زیادہ ضروری بات ہی وہ صحیح ایمان ہی یعنے مسیح کو پہچاننا اور اُسکا اقرار کرنا کہ یہی سچّا مسیح ہی جو خدا نے آدمیوں کی نجات کے لئے بھیجا ہی اور اُسپر سارے معاملات جسمانی و روحانی میں بھروسا رکھنا اور آپ کو اُسکے سپرد کر دینا سب سے زیادہ اُسے عزیز جاننا اپنی جان بھی اُسکے قدموں پر نثار کرنا۔ اِسی سے خدا کی تابعداری اور اطاعت پوری ہوتی ہی اسی سے شریعت پوری ہوتی ہی اسی سے خدا کی مرضی بجا لائی جاتی ہی تب ہی خدا کا کام ہی جو آدمیوں سے مطلوب ہی (ف) تم اُسپر اِس عبارت سے مراد ہی اُس میں ایمان لاؤ لفظ پر اور میں کے درمیان بہت فرق ہی شیطان بھی مسیح پر ایمان لاتے ہیں لیکن اُس میں ایمان نہیں لاتے ہیں ہم لوگ پولوس وغیرہ سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں لیکن رسولوں میں ایمان نہیں لاتے ہیں ہاں مسیح میں ایمان لاتے ہیں سب مقدّس مسیح میں ایمان لاتے ہیں اور یہی وہ ایمان ہی جس سے شراکت پیدا ہوتی ہی اور اُس کی راستبازی ہم میں تاثیر کرتی ہی یہی وہ ایمان ہی جو محبت سے کام گار ہی (گلاتی ۵-۶) جب کوئی آدمی مسیح پر صرف ایمان لاتا ہی اور اُسے سچّا جانتا ہی تو یہہ بات کچھ زیادہ مفید نہیں ہی لیکن جو اُس میں ایمان لاتا ہی اُسی میں دینداری کی جڑ قایم ہو جاتی ہی پہلا قدم آسمان کی بادشاہی میں یہی ہی کہ مسیح میں ایمان ہو۔ جب کوئی پوچھتا ہی کہ میں کیا کروں کہ نجات پاؤں تو اُسکا جواب صرف یہی ہی کہ مسیح میں ایمان لاؤ محنت و ریاضت سے کوئی راستباز نہیں ہو سکتا لیکن ایمان سے راستباز ہو سکتا ہی اور یہہ ایمان خدا کی بخشش ہی اگر کوئی اِسے لینا چاہے تو خدا اُسی کو بخشدیتا ہی اور جسمیں یہہ ایمان آگیا اُسکے دلمیں فضل الٰہی داخل ہو گیا ہی

۳۰ (۳۰) تب اُنہوں نے اُس سے کہا تو کونسا نشان دکھاتا ہی کہ ہم دیکھکے تجھہ پر ایمان لاویں تو کیا کرتا ہی

تمام دنیاوی مذاہب میں یہی نصیحت دیجاتی ہو کہ نیکی کے کام کرو اور لوگ ایسی باتیں سُنکے ناراض نہیں ہوتے ہیں مگر جب یہہ نصیحت ہوتی ہو کہ ایمان لاؤ مسیح پر تب لوگ جلدی ٹھوکر کھاتے ہیں اور خفا ہوتے ہیں اور حجت کرتے ہیں

اِسکا سبب یہہ ہو کہ یہہ راہ انسان کی سمجھ میں جلدی نہیں آتی ہو کیونکہ نہایت گہری بات ہو یہودیوں نے ہمیشہ نشان مانگا (اقرنتی ا-۲۲) آدمی کی دلی حالت کی خرابی معلوم کرنے کے لئے اِس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہو کہ جب اُس سے کہا جائے کہ تو مسیح پر ایمان لا تب بچیگا اور وہ یہہ سُنکے حجت کرتا ہو اور اعمال پر بہت بھروسہ دکھلاتا ہو تو یہہ بڑا نشان ہو اُسکے دل کی تاریکی کا

اِن لوگوں نے ابھی ایک نشان تو دیکھا تھا اُنکے سامنے پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار کو کھلایا اور یوں بھی بولے تھے کہ فی الحقیقت وہ نبی جو آنیوالا تھا یہی ہو پھر بھی نشان مانگتے ہیں شاید راستی کے طالب نہیں ہیں تماشا دیکھنا چاہتے ہیں اسیواسطے تو مسیح نے فرمایا تھا (متی ۱۲-۳۹) بدکار اور حرامکار لوگ نشان تلاش کرتے ہیں (ف) یہہ لوگ مسیح کو نبی ماننے کو طیار تھے مگر یہہ تعلیم کہ میں گناہوں کا کفارہ ہوں اور میں خدا سے نکلا ہوں مجھپر ایمان لانا چاہئے قبول نہ کرتے تھے کیونکہ یہہ گہری بات جلدی انسان کی سمجھہ میں نہیں آتی ہو اور یہی بڑی بات بھی ہو

۳۱ (۳۱) ہمارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا چنانچہ لکھا ہو کہ اُسنے اُنہیں آسمان سے روٹی کھانے کو دی

موسیٰ نے بھی اپنی شریعت نشان دکھلاکے قایم کی تھی چنانچہ یہہ لوگ اب ایک نشان کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں پر آسمان سے روٹی برسائی گئی تھی اور چالیس برس تک چھہ لاکھہ آدمی نے کھائی تھی (خروج ۱۶-۵ اگنتی ۱۱-۷ سے ۹ زبور ۷۸-۲۵)

اگرچہ اسوقت مسیح نے پانچ روٹیوں سے پانچ ہزار کو کھلایا مگر اُن کی نظروں میں موسیٰ کے معجزے کو اِس مسیحی معجزہ پر فضیلت ہو وہ نہیں جانتے تھے کہ یہہ شخص ایک اور روٹی جو من سے بہتر ہو اور زندگی کی روٹی ہو اب سے لیکے ابد تک لاکھوں لاکھہ مومنین کو کھلانیوالا ہو اُن کی نظر صرف جسمانی روٹی پر ہو - اور یہہ بھی نہ سوچا تھا کہ جس قدرت سے من برسایا گیا اُسی قدرت سے پانچ ہزار نے پانچ روٹیوں سے کھایا ہو اِسکے سوا اِس مسیحی معجزہ کو موسیٰ کے معجزہ پر ایک اور بھی فضیلت تھی جو اُنکے خیال میں نہ آئی یعنے یہہ کہ موسیٰ خدا کی طرف سے ان لوگوں کو بیابان میں خورش دینے کا ایک وسیلہ یا اوزار تھا اور اُسکی کچھہ اپنی قدرت نہ تھی لیکن مسیح یسوع نے جو کیا اپنی قدرت سے اور اپنے اختیار سے کیا یہہ دکھلاکے کہ قدرت کا مالک وہ آپ ہو

۳۲ (۳۲) تب یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ موسیٰ نے تمہیں آسمانی روٹی نہیں دی بلکہ میرا باپ تمہیں آسمانی سچی روٹی دیتا ہی

(سچ سچ) یہہ لفظ ظاہر کرتا ہی کہ اب کوئی گہرا مضمون آتا ہی اور وہ یہہ ہی کہ (آسمانی روٹی نہیں دی) یعنے وہ من جو نازل ہوا آسمانی روٹی تو تھا (۱ قرنتی ۱۰-۳) مگر موسیٰ نے نہیں دیا اسطور سے کہ گویا اُس کی قدرت میں اُسکا دینا ہو پر خدا نے دیا چنانچہ موسیٰ خود کہتا ہی (خروج ۱۶-۱۵)

اور یہہ روٹی جو آسمان سے نازل ہوئی تھی حقیقی روٹی ہی نہ تھی ہاں وہ روحانی تھی صرف اِس سبب سے کہ حقیقی روحانی روٹی کا نمونہ تھی اور آسمانی بھی تھی اِس لئے کہ آسمانی قدرت سے نازل ہوئی تھی اور نمونہ تھا اُس حقیقی آسمانی روٹی کا جو اب میرا باپ تمہیں دیتا ہی یعنے میں جو حقیقی روٹی ہوں میرے باپ نے اب مجھے تمکو دیدیا ہی پس وہ روٹی میرا ہی نمونہ تھا (ف) لفظ دیتا ہی پر سوچو جو صیغہ حال ہی یعنے یہہ روٹی اب حاضر ہی اب اللہ تمہیں دیتا ہی موسیٰ والی روٹی تو وہ دیچکا مگر یہہ روٹی اب ملتی ہی جو حقیقی ہی

۳۳ (۳۳) اِس لئے کہ خدا کی روٹی وہ ہی جو آسمان سے اُترتی اور جہان کو زندگی بخشتی ہی

(جو آسمان سے اترتی) یعنے عرش مجید سے اور اُس بلند آسمان سے جہاں اللہ ہی اور وہ میں ہوں جو آسمان سے اترا ہوں موسیٰ والی روٹی آسمان دنیا سے تھی اور وہ فرشتوں کی روٹی کہلاتی تھی اِسلئے کہ آدمی کی دستکاری سے نہیں بنی تھی اور نہ عادت کے طور پر پیدا ہوئی تھی بلکہ خدا کی قدرت سے وہ موجود ہوئی تھی پر اعلیٰ آسمان سے نہیں اُتری تھی جیسے کہ میں جو اللہ تعالیٰ ہوں اور اعلیٰ آسمان سے اُترا ہوں اور زندگی دینے کو اُترا ہوں پس میں آسمانی روٹی حقیقی ہوں (ف) لفظ من کے معنے ہیں (کیا چیز ہی) اور آسمانی من کے معنے ہیں (یہہ کون شخص ہی) کسطرح ابن اللہ وانسان ہی اسکی پشت کو کون ظاہر کریگا

(جہان کو زندگی بخشتی ہی) نہ صرف زندگی کو سنبھالتی ہی جیسے من نے آدمیوں کی زندگی کو سنبھالا تھا وہی جسمانی زندگی جو اُن میں پہلے سے تھی من کے وسیلہ سے چالیس برس تک سنبھالی گئی مگر یہہ روٹی جو آسمان سے اُتری یہہ ایک نئی زندگی بخشدیتی ہی جو پہلے آدمیوں میں نہ تھی پس میں ایک نئی زندگی بخشنیوالا شخص ہوں سارے جہان کے لئے کل بنی آدم کے لئے کافی ہوں سب کے لئے نازل ہوا ہوں

۳۴ (۳۴) تب اُنہوں نے اُس سے کہا اے خداوند ہمکو ہمیشہ یہہ روٹی دیا کر

حقیقی آسمانی روٹی ہیں اور اُس من میں جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا جو فرق مسیح نے تبلایا اُن کی سمجھ میں آگیا اور تمیز جاگ اُٹھی جیسے وہ سامری عورت جیتے پانی کے معنے سمجھ گئی تھی اور کہا تھا کہ اے خداوند وہ جیتا پانی مجھے دے اسیطرح یہہ بھی کہتے ہیں کہ وہ روٹی ہمیں ہمیشہ دیا کر لیکن مسیح کے بیان کا دوسرا حصّہ جو بڑا مطلب ہے اُنپر اب تک پوشیدہ رہا اور وہ نہ سمجھے کہ وہ آپ کو آسمانی روٹی کہتا ہے اور اسلئے بھی یہہ پوشیدہ رہا کہ اُسنے صرف اشارہ میں آپ کو آسمانی روٹی کہا تھا پس ضرور ہوا کہ اب مسیح اُنہیں صاف صاف بتلاوے کہ وہ روٹی میں ہوں اور جب یہہ سُنتے ہیں تب کڑکڑاتے ہیں (آیت ۴۱) (ف) اسوقت بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب منادیوں میں الٰہی نعمتوں کا ذکر ہوتا ہے تب لوگ خوشی سے سُنتے ہیں اور جب یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ نعمتیں مسیح یسوع میں ہیں تب کڑکڑاتے ہیں لوگ نعمتیں لینے کو تو جلد مشتاق ہوتے ہیں پر نہیں چاہتے کہ وہاں سے لیں جہاں ہیں بلکہ یہہ چاہتے ہیں کہ جہاں سے ہم نکالنا چاہتے ہیں وہاں سے نکلیں اور یہہ محال ہے

۳۵ (۳۵) یسوع نے اُنہیں کہا زندگی کی روٹی میں ہوں جو مجھہ پاس آتا ہے ہرگز بھوکھا نہ ہوگا اور جو مجھپر ایمان لاتا ہے کبھی پیاسا نہ ہوگا

(لفظ میں اور مجھہ) مسیح کی اِس تقریر میں (۳۵) بار آیا ہے اور یہہ انتہا درجہ کی توضیح ہے کہ غرض اعلیٰ مسیح یسوع آپ ہے (زندگی کی روٹی میں ہوں) کیونکہ آسمانی روٹی کی تعریف صرف مجھپر صادق آتی ہے کیونکہ صرف میں ہی آسمان سے اُترا ہوں اور میں ہی آدمیوں کو زندگی بخشتا ہوں اور یہہ میں اپنی قدرت سے کرتا ہوں پس یہہ خیال نہ کرو کہ میں تمہیں کوئی اور روٹی دونگا جو مجھہ سے الگ کوئی چیز ہے میں آپ وہی روٹی ہوں جس سے آدمی کی ساری دلی تمنا اور تمام روحانی خواہشیں پوری ہوتی ہیں اور وہ زندگی جو اللہ کی زندگی ہے آدمی میں آجاتی ہے

(جو مجھہ پاس آتا ہے) یعنے لوگوں کو مجھہ پاس آنا شرط ہے کہ وہ ایمان کی راہ سے مجھہ پاس آویں اور زندگی پاویں البتہ پہلے میں آسمان سے اوترکے آدمیوں کے پاس آیا ہوں پر اب آدمیوں کا یہہ فرض ہے کہ مجھہ پاس آویں یعنے مجھہ پر ایمان لاویں اور یہی مجھہ سے مانگنا ہے پس جو کوئی مجھہ سے مانگتا ہے میں اُسے دیتا ہوں (ف) جب تک کوئی آدمی مسیح پر ایمان نہ لاوے تب تک اِس زندگی کو پا نہیں سکتا جیسے وہ پانچ ہزار آدمی جب تک مسیح کے پاس نہ آئے خوراک نہ پائی تھی چاہئے کہ ہر مرد

اور ہر عورت جو بالغ ہیں مسیح پر ایمان لاویں اور زندگی پاویں پر نابالغ نادان بچے اور سب دیوانے پاگل بے عقل لوگ خدا کے ساتھ دوسرا انتظام رکھتے ہیں کہ وہی خدا کا فضل جو مسیح میں ظاہر ہوا ہے اُنہیں بھی بچا دیگا

(بھوکھا نہ ہوگا پیاسا نہ ہوگا) یہہ بھوکھہ پیاس جسکا ذکر یہاں ہے جسمانی بھوکھہ پیاس نہیں ہے جو ایمانداروں اور بے ایمانوں کو بھی لگتی ہے۔ پر یہہ روحانی روٹی روحانی بھوکھہ پیاس کو بجھاتی ہے اور اسکے یہہ معنے ہیں کہ وہ شخص نئی زندگی پاویگا اور وہ نئی زندگی اسمیں مسیح سے سنبھالی بھی جائیگی پس جو کوئی اپنی روح کو بوسیلہ ایمان کے مسیح کو سپرد کرتا ہے اُسکی روح کی گرسنگی اور تشنگی بجھائی جائیگی اور اُس کی سب روحانی خواہشیں تکمیل پائینگی وہ اِسی جہان میں بھی روحانی سیری مسیح سے حاصل کریگا اور آنیوالے جہان میں کامل طور پر اُسکی سیری ہوگی دیکھو (۲۷ زبور تمام خصوصاً آیت ۳ و یسعیاہ ۴۹-۱۰) (ف۲) سب اشیاء مطلوبہ سے زیادہ تر مطلوب شے حقیقی زندگی ہے اور وہ صرف مسیح سے ملتی ہے اور جب وہ ملگئی تو آدمی کا دل آسودہ ہو جاتا ہے سب روحانی تقاضے جو انسان کی روح میں اللہ کی طرف سے مرکوز ہیں اور تمام جہان کی طاقت سے بھی وہ پورے نہیں ہو سکتے ہیں وہ صرف اللہ سے پورے ہوتے ہیں اور جب تک وہ پورے نہوں کسی طرح آدمی کا دل آسودہ نہیں ہو سکتا ہے مثلاً خوشی آرام زندگی وغیرہ یہہ سب باتیں روح کے تقاضے ہیں اور صرف مسیح یسوع میں تکمیل پاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ ہے جو شخص مسیح میں ہو کے یہہ دولت حاصل کرتا ہے اُسکا دل حقیقی آسودگی سے آسودہ ہو جاتا ہے وہ پھر ان چیزوں کو کسی دوسری جگہ تلاش کرنے کی حاجت نہیں رکھتا ہے (ف۳) تمام زمین آسمان میں نہ کوئی ایسی راہ ہے نہ کوئی ایسی تدبیر ہے نہ کوئی ایسا شخص ہے جس سے دل کی کامل آسودگی حاصل ہو صرف ایک شخص یسوع مسیح ہے جس سے پوری دلی آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اشخاص جو باطل مذہب سے باطل تسلی پا کر بیفکر ہو بیٹھے ہیں جب اُن کی ملاقات اُن عیسائیوں سے ہوتی ہے جنہوں نے مسیح سے آسودگی حاصل کی ہے اور وہ لوگ اپنی اپنی تسلیوں کا دوستانہ مقابلہ کرتے ہیں تب اُن اشخاص کی باطل تسلی کا اظہار ہو جاتا ہے اور بعض اُن میں سے بیقرار ہو کے مسیح کی طرف دوڑتے بھی ہیں اور معلوم کر لیتے ہیں کہ ہم حقیقی آسودگی ہی سے ناواقف تھے یہہ بات خوب تجربہ میں آچکی ہے اور یہہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ مسیحی تسلی یافتہ شخص کسی دوسری جگہ سے مسیح سے زیادہ آسودگی پاوے

(۳۶) لیکن میں نے تمہیں کہا ہے کہ تمنے تو مجھے دیکھا پر ایمان نہیں لائے ۳۶

(تمنے مجھے دیکھا) جسم میں دیکھا اور تعلیم بھی سُنی اور میرے معجزے بھی دیکھے جو تعلیم کے ثبوت ہیں (پر ایمان نہیں لائے) اِسلئے کہ فکر نہیں کیا راستی کے طالب نہیں ہو کان اونچا سُنتے ہیں دل موٹا ہے (اعمال ۲۸-۲۶ و ۲۷)

پر مبارک وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا وہ صرف سُنینگے اور ایمان لاوینگے (ف) مسیح کے پاس آنا دل سے علاقہ رکھتا ہی اور سچائی کی تعلیم بھی وہی مفید ہی جو فکر کے ساتھہ ہی اور سامعین میں جسکی طلب بھی ہی

۳۷ (۳۷) ہر ایک جسے باپ نے مجھے دیا ہی مجھہ پاس آویگا اور اُسے جو مجھہ پاس آتا ہی میں ہرگز نکال نہ دونگا

(مجھہ پاس آویگا) ہر کوئی اُسے رد نہ کریگا بلکہ بہت لوگ اُس کے پاس آوینگے بھی یہودیوں میں سے اور غیر قوموں میں سے پر وہ کون لوگ ہیں جو اُس کے پاس آوینگے (ہر ایک جسے باپ نے مجھے دیا ہی) یعنے ہر ایک وہ شخص جو ازلی عہد میں باپ سے بیٹے کو دیا گیا ہی (ف) یہہ مسلہ برگزیدگی اور مراد مقدم کا ہی اور خدا کے گہرے انتظام سے علاقہ رکھتا ہی جسے آدمی نہیں سمجھہ سکتے (ف۲) ہم نہیں جانتے کہ کون کون ہیں جو باپ سے بیٹے کو دیئے گئے ہیں تو بھی یہہ جانتے ہیں کہ جسقدر لوگ اُسپر ایمان لاتے ہیں اور ایمان میں آخر تک ثابت قدم رہتے ہیں یہہ سب اُسی باپ سے دیئے گئے ہیں (ف۳) کوئی آدمی اِس خیال پر زور نہ دے کہ یہہ ازلی عہد جسکے سبب بعض لوگ مسیح کے پاس نہیں آتے ہیں یہی روکنیوالی آڑ ہی جو آدمیوں کی آزادگی کے خلاف ہی کیونکہ بہت مقام بیبل میں جو انسانی مرضی کی آزادگی کو دکھلاتے ہیں اور مسیح کے ایسے ایسے قول بھی کچھہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں سب کو پیار کرتا ہوں اور باپ نے جہان کو پیار کرکے اپنا بیٹا بھیجا ہی۔ میں سب کو نجات دینا چاہتا ہوں میں سب کو حکم دیتا ہوں کہ میرے پاس آویں جو کوئی میری آواز سُنے اور آنے میں کوشش کرے میں اُسے آنے کی طاقت بھی دونگا اور جب وہ آویگا تو اُسے نکال نہ دونگا علاوہ اسکے آنیوالوں کو شاباشی اور نہ آنیوالوں کو ملامت۔ اور خدا جو حقیقی منصف ہی اُس کی عدالت سے صاف ظاہر ہی کہ انسان کی مرضی آزاد ہی اور ایسے فقروں کا مطلب کہ جنہیں باپ بھیجتا ہی وہی آتے ہیں پوشیدہ ہی اور باطنی انتظام سے علاقہ رکھتا ہی پس ہمیں ضرور نہیں ہی کہ ہم پوشیدہ انتظام میں دست اندازی کریں بلکہ ہمیں لازم ہی کہ اپنی مرضی کو آزاد سمجھیں اور کام میں لاویں (ف۴) لفظ ہر ایک اصل زبان میں مونث غیر حقیقی ہی جو شامل ہی کل موجودات کو جس میں جاندار اور بیجان چیزیں بھی شامل ہیں۔ پر لفظ جو آتا ہی یہہ مذکر ہی اور ذوی العقول کے لئے ہی تب مطلب یہہ بھی ہوتا ہی کہ سارا جہان جو باپ نے مجھے دیا ہی وہ تو سب ضرور میرے قبضہ میں آویگا خواہ جبراً ہر چیز میرے تحت میں آویگی یا ارادتاً مگر آدمی اگر وہ اپنی مرضی سے میرے پاس آویں تو میں اُنہیں ہرگز نکال نہ دونگا بلکہ یہہ اُن کی سعادت ہی

(میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا) یعنے وہ آسمان سے خارج نہ کیا جائیگا پس نکالے جانے کا سبب صرف تکبر ہی جو نہیں آتا وہ خارج ہی جو آتا ہی وہ دخل پاتا ہی (ف۵) یہہ کچھہ بات نہیں ہی کہ ہم نے بدی کی ہی یا نیکی نہ یہہ کچھہ بات ہی کہ ہمارا ایمان

کمزور ہی یا نور آور اور ہماری توبہ و دعائیں ناکامل ہیں اور یہہ کہ ہمارا علم الٰہی شناخت میں تھوڑا ہی یا بہت مگر بات یہہ ہی کہ مسیح کے پاس آئے ہو یا نہیں۔ یہہ بلاہٹ آسمان کی مانند چوڑی ہی اور اُس کے ساتھہ کسی چیز کی شرط نہیں ہی آدمیوں کو نہ چاہئے کہ اپنے تنگ خیالات سے اِس مطلب کو بگاڑیں یہہ یا وہ کی شرط اُسکے ساتھہ اپنی طرف سے نہ لگا دیں صرف ایمان سے بچتے ہیں

یہہ مقام سب خادمدیوں کو اجازت دیتا ہی کہ سب کو بلا دیں بغیر روک ٹوک کے اور کچھہ بوجھہ اُنپر نہ رکھیں وہ آویں اور زندگی پاویں اور برکات حاصل کریں (ف) خدا کی بُلاہٹ عام ہی اور مسیح بہت خوش ہی کہ سب کو نجات بخشے مسیح کے بدن کی ایک ہڈی نہ ٹوٹیگی نہ جنگل میں کوئی بھیڑ اُس کی کھوئی جائیگی تمام روئے زمین پر ہر زمانہ میں جو کوئی اُسپر ایمان لایا بچ گیا ہی اور جو ایمان لاتا ہی زندگی پاتا ہی مسیح کی نظر سے کوئی مخلوق چھپا نہیں ہی (ف) آدمی اپنی جماعتوں میں سے کبھی کبھی بعض آدمیوں کو نکال لیتے ہیں۔ کوڑھی کے لئے حکم تھا کہ شہر سے نکالا جاوے (احبار ۱۳-۴۶) اور پناہ کے شہروں میں سے بھی کبھی نکالے جاتے تھے پر مسیح کسی کو نہیں نکالتا ہی جو اُس کے پاس آتا ہی وہ اُسے قبول کرتا ہی یہہ دریا دلی اُس کی ہی

۳۸ (۳۸) کیونکہ میں آسمان پر سے اِسلئے نہیں اُترا کہ اپنی مرضی پر بلکہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہی

مسیح آسمان سے دنیا میں اِسلئے آیا ہی کہ باپ کی مرضی کو پورا کرے اور اُسنے اوپر فرمایا ہی کہ جو کوئی میرے پاس آتا ہی میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا تب معلوم ہوا کہ باپ کی مرضی یہہ ہی کہ جو کوئی مسیح کے پاس آوے قبول کیا جاوے

مسیح گنہگاروں کو قبول کرتا ہی اور فضل سے اُن کی حفاظت کرتا ہی تاکہ عدالت کے دن آسمان سے خارج نہ کئے جاویں (ف ۱) غرور ساری روحانی بیماریوں کی جڑ ہی چاہئے کہ اِسکا علاج ہو سو اِسکا علاج مسیح سے ہوا ہی کہ وہ جو عرش نشین تھا اُس نے خدا ہو کے خدا کے برابر ہونا غنیمت نہ جانا بلکہ فروتنی کو پہن لیا اور آسمان سے اُتر آیا آدمیوں کے درمیان آگیا پس اَی انسان تو کیوں فخر کرتا ہی تیرے لئے ابن اللہ عاجز و فروتن ہوا تجھے عاجزی سے شرم آتی ہی کہ فروتنی سے اُس کی پیروی کرے تو خدا کی پیروی کر فروتنی سے خدا کی مرضی پر عمل ہوتا ہی

اِس سے زیادہ مسیح کی خوبی پر اور کونسی دلیل ہی کہ وہ سب کو قبول کرتا ہی آسمان سے اُترا ہی الٰہی مرضی کی تعمیل کے لئے اور باپ نے جہان کو ایسا پیار کیا ہی کہ اِس کام کے لئے بیٹے کو بھیجا ہی بیٹے اور باپ میں ماہیت کی راہ سے کچھہ جدائی نہیں ہی پس جو مرضی باپ کی ہی وہی مرضی بیٹے کی ہی (ف ۲) اِس بات پر سوچنا چاہئے کہ وہ فرماتا ہی آؤ اور نجات لو۔ اور سب معلم بڑے بوجھہ رکھتے ہیں کہ یہہ کرو وہ نہ کرو۔ البتہ مسیح کے پاس بھی اوامر اور نواہی تو ہیں مگر وہ نجات کا موقوف علیہ نہیں ہیں باپ کی عزت

اور ہمارے فائدہ کی باتیں ہیں پر جب عمل بھی اُسی وقت ہو سکتا ہی کہ جب ہم پہلے اُس کے پاس آکے نجات پا چکتے ہیں تب اِن اوامر اور نواہی کی تعمیل اُس نجات کے پھل ہوتے ہیں جو ہم گنہگاروں نے مسیح کے پاس آکے اُس سے مفت پائی ہی

۳۹ (۳۹) اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہی یہہ چاہتا ہی کہ میں اُن میں سے جو اُس نے مجھے دیئے ہیں کسی کو نہ کھوؤں بلکہ اُسے آخری دن پھر اُٹھاؤں

(کسی کو نہ کھوؤں) یہہ باپ کی مرضی ہی کہ تمام اہل ایمان کی جماعت میں سے ایک آدمی کا بھی نقصان نہ ہووے سب ابدی ہلاکت سے بچیں اور زندگی کے جلال میں داخل ہوں اِس مضمون پر مسیح کا بہت زور ہی اور بار بار اِسکا ذکر کیا ہی (۱۰-۲۸ و ۱۷-۲ و ۱۸-۹)

ایماندار لوگ اللہ سے مسیح کو دیئے گئے ہیں تاکہ مسیح اُنہیں زندگی دے اور آخر تک اُن کی حفاظت کرے اور کوئی اُن میں سے کھویا نہ جاوے نہ ہلاک ہووے کیونکہ باپ کی مرضی ہی کہ کوئی اُن میں سے کھویا نہ جاوے اور محافظ اُنکا ابن اللہ ہی جو قادر مطلق ہی تب شیطان اور دنیا اور نفس کی بدخواہشیں اور ہمارے دشمن اور سب مسیحی دین کے مخالف ہمارا کیا کر سکتے ہیں (ف۱) اگرچہ ہمارے بدن مر جائینگے اور مٹی ہو جائینگے پر ہماری روحیں نہیں مر سکتی اور ہمارے بدن بھی آخر کو مسیح اُٹھاویگا اور ہم قیامت کے فرزند ہو کے فرشتوں کی مانند رہینگے (ف۲) قیامت جسکے منتظر ہیں کیسی یقینی بات ہی کیونکہ وہ خدا کی مرضی پر موقوف ہی خدا چاہتا ہی کہ بدنوں کی قیامت ہووے اور خدا کی مرضی بے تبدیل ہی اور ایسی زور آور ہی کہ کوئی شی کسی وقت میں کسی طرح سے اُسے روک نہیں سکتی (ف۳) آخری دن میں اُٹھانیوالا کون ہی یہی یسوع مسیح ہی جو آپ مُردوں میں سے جی اُٹھا یہہ کسی پیغمبر نے نہیں کہا کہ قیامت کے دن مُردوں کا اُٹھانیوالا میں ہوں یہہ کام صرف اللہ تعالیٰ کا ہی اور مسیح اللہ تعالیٰ ہی اِس لئے وہ اُٹھاویگا

۴۰ (۴۰) اور جس نے مجھے بھیجا ہی اُس کی مرضی یہہ ہی کہ ہر ایک جو بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے اور کہ میں اُسے آخری دن میں اُٹھاؤنگا

(اُس کی مرضی یہہ ہی) یعنے زیادہ تر توضیح اُس کی مرضی کی یہہ ہی (کہ ہر ایک جو بیٹے کو دیکھے) یعنے روحانی آنکھوں سے اور دل کی آنکھوں سے کیونکہ جنہوں نے جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو بھی ایمان لائے وہ زیادہ مبارک ہیں اور جسمانی آنکھوں سے دیکھنا اور معجزے بھی دیکھنے بہتوں کو مفید نہ ہوئے ۔ پر دل کی آنکھوں سے دیکھنا یہہ معنے رکھتا ہی

کہ اُسے دل سے پہچانتا کہ فی الحقیقت جہان کا نجات دہندہ وہی یسوع مسیح ہے (ف ۱) انسان کی سعادت ابدی کا پہلا وسیلہ یا پہلا سبب یہہ ہے کہ وہ دل سے مسیح کو پہچانے پس ہرایک کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے بیٹے کو دیکھے جس طرح برنجی سانپ کو جس نے دیکھا تھا اُسی نے زندگی پائی تھی (ف ۲) ہم جو مسیح کے منادہیں ہر کسی روح کے سامنے مسیح کو پیش کرتے ہیں تاکہ لوگ اُسے دل کی آنکھوں سے دیکھیں اور زندگی پاویں (ف ۳) آج تک مسیح مصلوب دیکھا جاتا ہے نیا عہدنامہ اُس کی تصویر ہے جس میں اُسکا مزاج اُس کی قدرت اُسکے ارادے اُس کی مرضی اُسکی صفات اور اُس کی روحانی صورت وغیرہ مذکور ہیں اور وہ آپ آسمان پر زندہ موجود ہے اور اپنی قدرت اور تاثیر اور اپنے تصرفات سے کلیسیا میں ظاہر ہے اب جو کوئی اُسے دیکھنا چاہے دل کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور آخر کو ہرایک بشر اُسے دیکھیگا جب وہ جلال میں ظاہر ہوگا (اور اُس پر ایمان لاوے) یعنے اپنے دل کا بھروسہ اُسپر قایم کرے نہ یہہ کہ اُسے برحق جان لے اور اپنا دل اُسے نہ دے یہی سبب ہے کہ بعضے لوگ اگرچہ مسیح کو حق جانتے ہیں پر دل اپنا دنیا کو دے رکھا ہے اور اُنہوں نے اب تک زندگی نہیں پائی ہے زندگی پانے کا پہلا وسیلہ اُسے جان لینا ہے اور دوسرا وسیلہ اُسپر دل ٹکانا ہے تب زندگی آجاتی ہے یعنے صحیح شناخت و ایمان سے (ہمیشہ کی زندگی پاوے) تاکہ جیسے مسیح ہمیشہ زندہ ہے وہ بھی زندہ رہے الٰہی زندگی اُسمیں آجاوے اور فوراً آجاوے اور اِسی جہان میں وہ آدمی اپنے اندر ایک زندگی دیکھے جس کی تکمیل قیامت میں ہوگی (ف ۴) یہاں لکھا ہے کہ ہرایک جو دیکھے اور ایمان لاوے صرف شناخت و ایمان شرط ہے اور کوئی شرط نہیں ہے بلکہ لفظ ہرایک ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی قوم کا ہو خواہ مرد ہو یا عورت نیک ہو یا بد اور کوئی بات خداتعالیٰ اُس میں تلاش نہیں کرتا صرف یہہ کہ مسیح کو پہچانیں اور ایمان لاویں لفظ ہرایک یہہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ کوئی خارج نہیں ہے نہ تقدیر ازلی سے نہ کسی اور سبب سے مگر جو کوئی یہہ کرے وہ بچ جاویگا (ف ۵) خدا کا فضل کہاں تک وسیع ہے اِس سے زیادہ کشادہ دروازہ آسمان کا اور نہیں کھل سکتا ہے پس اب بھی لوگ اگر ایمان نہ لاویں تو خودکُش ہیں دیکھو خدا کی مرضی ہماری طرف ہے نہ ہمارے مقابلہ پر

(۴۱) تب یہودی اُسپر کُڑکُڑائے اِسلئے کہ اُسنے کہا وہ روٹی جو آسمان سے اُتری میں ہوں ۴۱

اب اُس کا مطلب پورا سمجھے کہ وہ آپ کو زندگی کی حقیقی روٹی بتلاتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں ازل سے خدا کے ساتھ تھا (۱-۱) اور کہ اپنی والدہ مریم کی پیدایش سے پہلے بلکہ کل موجودات سے پہلے تھا تب وہ صاف الوہیت کا مدعی ہے کہ میں خدا ہوں وہ کُڑکُڑائے اور غصہ ہوئے یہودیوں کی عادت تھی کہ ہمیشہ جلد خفا ہوتے تھے۔ البتہ ایسا دعویٰ تو جلد قبول نہیں ہوسکتا ہے جب تک ثبوت کو نہ پہونچے پر ہر دعوے پر غصہ ہوکے کُڑکُڑانا اور مدعی کے بیان پر فکر نہ کرنا بیجا بات ہے مسیح جو ایسا بیان

کرتا تھا تو اپنے دعوے کا ثبوت بھی ساتھ ہی دیتا تھا کیونکہ الٰہی قوت اُس میں تھی جو تعلیم میں اور معجزات میں اُس سے ظاہر ہوئی اور دنیا میں اُسکے سارے واقعات نے اُسے اللہ تعالیٰ ثابت کیا ہے پر یہودیوں نے اُس کی قدرت پر فکر نہ کیا صرف دعوے ہی کو سُنکر جل بل گئے اور یہی حال اب تک کوتاہ اندیشوں کا ہے

۴۲ (۴۲) اور اُنہوں نے کہا کیا یہہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جس کے باپ ما کو ہم جانتے ہیں پھر وہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں

یہہ باتیں کفرناحوم میں ہوتی ہیں جو ناصرت سے نزدیک تھا صرف ایک دن کی راہ جہاں وہ (۳۰) برس یوسف کے ساتھ رہا تھا وہاں بہت لوگ اُس کے واقف بھی موجود تھے اور اسوقت والدہ بھی زندہ تھی پر شاید اِس مباحثہ میں وہ حاضر نہ تھی وہ تو جانتی تھی کہ اِس کی پیدایش روح القدس سے ہوئی ہے فی الحقیقت وہ یوسف کا بیٹا نہیں ہے یہہ اللہ کا بیٹا ہے

اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر اُس کی پیدایش کا چرچا مریم نے نہیں کیا تھا پر یوسف اور مریم واقف تھے کہ کس طرح سے اُسکا تولد ہوا ہے اور تولد کے وقت کے واقعات یعنے مجوسیوں کا یروشلم میں آکے اُس کی بادشاہی کا چرچا کرنا اور شہر کا مع بادشاہ کے گھبرانا اور بیت اللحم کے بچوں کا مارا جانا اور گڈریوں پر فرشتوں کا ظاہر ہو کے بشارت دینا وغیرہ یہہ باتیں اسوقت بہتوں کو یاد بھی نہ ہونگی کیونکہ (۳۰) برس اُن واقعات پر گذر گئے تھے اور وہ باتیں عام طور پر مشہور بھی نہ ہوئی تھیں اگر کسی کو کچھ یاد بھی ہوگا تو وہ بھی اِسوقت کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہہ وہی بچہ ہے جو جوان ہو گیا ہے البتہ مریم کو سب کچھ خوب یاد تھا پر یہہ عام لوگ اور کیا کہہ سکتے ہیں صرف یہہ کہ ہم اِس کے والدین سے واقف ہیں یہہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں (ف) مسیح کا یہہ دعویٰ کہ میں آسمانی شخص ہوں بار بار مریم نے بھی سُنا ہے اور وہ اُسپر ایمان بھی لائی تھی اور وہ مسیح سے دعا بھی مانگتی تھی جیسے اللہ سے دعا مانگتے ہیں مریم نے کبھی نہیں کہا کہ تیرا تولد تو اور آدمیوں کے موافق دنیا سے ہوا ہے پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ میں اللہ ہوں جو باتیں مریم کو معلوم ہیں وہ کیونکر اُنکا انکار کرے پر یہہ لوگ جو اُسے نہیں پہچانتے جو دل میں آتا ہے کہتے ہیں

۴۳ (۴۳) تب یسوع نے جواب میں اُنکو کہا کہ آپس میں مت کُڑکُڑاو

(مت کُڑکُڑاو) کُڑکُڑانے سے کیا فایدہ ہے سنجیدگی کے ساتھ فکر کرو کہ حقیقت حال تم پر روشن ہو میں تو خدا ہوں اور عارف القلوب ہوں دلوں کا حال جانتا ہوں اور یہہ بھی ایک دلیل ہے میری الوہیت کی (ف) یہہ لوگ جو دور دور میں

اور عیسائی دین کے بھاری مضمون پر کڑکڑاتے ہیں یہہ لوگ مسیح کو آسمانی شخص نہیں پہچان سکتے ہیں جب تک اُس کے پاس
نہ آویں بے ایمان لوگوں کے شک شبہہ اُسوقت رفع ہونگے جب وہ اُس کے نزدیک آوینگے کیونکہ سورج اپنی ہی روشنی سے
دیکھا جاتا ہی (ف) میں جب عیسائی نہ تھا تو دستوں سے یوں کہا کرتا تھا کہ اگر شریعت مسیحیہ کی ساری باتیں صحیح
ثابت ہو جاویں تو ہوسکتا ہی پر مسیح یسوع خدا ہی یہہ کیونکر کوئی ثابت کرسکتا ہی لیکن اب میں خدا کے سامنے گواہی دیتا ہوں
کہ یسوع مسیح اللہ ہی اور یہہ بھید مجھہ پر اُسوقت ظاہر ہوا ہی کہ جب میں اُس کے نزدیک آیا ہوں

۴۴ (۴۴) کوئی شخص مجھہ پاس آ نہیں سکتا مگر جس حال کہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہی اُسے کھینچ
نہ لاوے اور میں اُسے آخری دن میں اُٹھاؤنگا

(کھینچ نہ لاوے) اِسکے معنے یہہ نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ آدمیوں کو زور زبردستی سے اُن کی مرضی کے خلاف مسیح
کے پاس کھینچ لاتا ہی تب وہ عیسائی ہوتے ہیں نہیں آدمی آزاد ہیں آنا یا نہ آنا اُن کی مرضی پر موقوف ہی لیکن وہ
مدد کے محتاج ہیں جب اُن کے دل میں کچھہ رغبت ہوتی ہی اور وہ آ نہیں سکتے اِسلئے کہ بندش دنیاوی میں مقید ہیں
تب خدا تعالیٰ روح القدس کی تاثیر سے اُنکے دلوں کو آزادگی بخش کے اُنہیں مسیح کی طرف کھینچتا ہی اور جس اعلیٰ
رتبہ پر اُنکا ہاتھہ نہیں پہونچ سکتا تھا خدا پہونچا دیتا ہی اور یہہ خدا کا کام آدمی کے دل میں ہوتا ہی کہ خدا اُسے کھینچتا ہی
(ف ۱) اُگسطین صاحب کہتے ہیں کہ تو کھینچا نہیں گیا ہی دعا کر تو جلدی کھینچا جائیگا مسیح کے پاس آ کیونکہ خداوند وہی
ہی جو تجھے کھینچتا ہی (ف ۲) مقناطیس ہر چیز کو نہیں کھینچتا صرف لوہے کو کھینچتا ہی اِسیطرح خدا تعالیٰ ہر آدمی کو بھی نہیں کھینچتا
صرف اُسکو جو حق کا طالب ہی جس کے دل میں کچھہ ہی وہ کھینچا جاتا ہی (ف ۳) خدا کھینچتا ہی محبت سے (ہوشیع ۱۱-۴)
میں نے اُنہیں انسان کی طرح رسیوں سے اور محبت کی ڈوریوں سے کھینچا۔ خدا کھینچتا ہی مسیح مصلوب کی کشش سے
(۱۲-۳۲) اِنجیل کی ہدایت و وکالت سے نہ صرف دلایل ظاہری سے مگر روح کی نیک تاثیر سے (ف ۴) خدا اُنہیں
کھینچتا ہی جو کھینچا چاہتے ہیں اگرچہ وہ ہر کسی کے کھینچنے کو طیار ہی پر زور ظلم سے نہیں اُن کی خواہش کو بھی اُس میں
دخل ہی (ف) آدمی کے دل میں اسقدر اندھیرا ہی اور اُس کی مرضی و اختیار میں اِسقدر سختی اور کمزوری ہی اور اُس کے
جوشوں میں اِسقدر خرابی ہی کہ وہ آپ سے خدا کی طرف حرکت نہیں کرسکتا جب تک کھینچا نہ جاوے جب تک خدا کا
فضل نہ ہو کوئی آدمی سچا عیسائی ہو نہیں سکتا ہم سب روح پاکیزگی کی نسبت مُردہ ہیں اور مُردہ کچھہ حرکت نہیں کرسکتا
نہ مُردہ میں طاقت ہی کہ اپنے اندر زندگی ڈالے ضرور ہی کہ زندگی ہمارے اندر اوپر سے آوے تو بھی ہم جسم میں جسمانی زندگی

تو رکھتے ہیں اور ایک جوہر عقلی بھی ہم میں ہی جو ہماری ہدایت ایک خاص درجہ تک کرتا ہی پس جب اس جوہر عقلی اور دلی تڑپ سے ہماری کچھہ مرضی ہوتی ہی کہ ہم حقیقی آرام گاہ کا منہہ دیکھیں اور زندگی کے مالک سے نسبت درست کریں تب خدا ہمارے دلوں میں کچھہ نئے اصول پیدا کرتا ہی جن سے ہم اُس کی طرف کھنچنا چاہتے ہیں اور اُسوقت وہ ہمیں کھینچ کے مسیح کے قدموں میں ڈالدیتا ہی پس کھینچنے کی رغبت بھی خدا پیدا کرتا ہی اور وہی کھینچ بھی لیتا ہی تو بھی اس رغبت اور کشش سے پہلے ہم میں کچھہ ہوتا ہی جسکے سبب خدا ہمارے ساتھہ یہہ کرتا ہی (دیکھو چرچ انگلنڈ کا دسواں ارٹیکل) (ف۶) مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ میں جو تمہیں کہتا ہوں کہ میں آسمانی شخص ہوں آسمان سے آیا ہوں اور خدا ہوں تم مجھہ پر ایمان لاؤ پر تم اِس پر کڑکڑاتے ہو سو تمہیں معلوم ہو جاوے کہ کوئی آدمی مجھہ پر ایمان نہیں لاسکتا جبتک کہ خدا اُسے میرے پاس کھینچ نہ لاوے جیسے لکھا ہی کہ ہر کوئی خدا سے تعلیم پاویگا پس کڑکڑانے سے کچھہ فایدہ نہیں ہی مگر خدا سے تمہیں مدد کی حاجت ہی اُس سے مدد مانگو کہ وہ تمہیں کھینچے اور تم پر اِس بھاری بات کو کہ میں خدا ہوں کھول دے اور تمہیں یہہ بخشے کہ مجھہ پر ایمان لاؤ (ف) ناظرین کتاب ہذا کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ بھاری بات کہ مسیح یسوع اللہ ہی کسی آدمی پر بغیر خدا کے کھولے کھل نہیں سکتی جب پطرس نے مسیح کی الوہیت کا اقرار کیا تو مسیح نے صاف کہا کہ میرے باپ نے تجھے یہہ بتلایا ہی اور ہم جو عیسائی لوگ ہیں اپنے تجربوں سے خوب جانتے ہیں کہ مسیح کی الوہیت کا اقرار نہ ہمنے اپنی دلایل عقلیہ سے کیا ہی مگر اللہ نے ہمپر اِس بھید کو ظاہر کیا ہی تب ہم اُس کی الوہیت کے قایل ہوئے ہیں البتہ کچھہ مادہ سچائی کے طلب کا ہم میں مُردہ سا تھا مگر اُسنے اپنے فضل سے بوسیلہ کلام اور روح القدس کے ہمارے درمیان بڑی رغبت اور نئے اصول پیدا کئے اور جب ہم میں وصل الٰہی کی زیادہ تڑپ پیدا ہوئی تب اُسنے پردہ سا ہٹا دیا اور ہم نے دلی آنکھوں سے دیکھا کہ مسیح یسوع اللہ ہی اور اُس کے قدموں پر اپنی روحوں کے سر جھکائے اور اُسنے ہمیں ابدی زندگی بخشی ہی اب ہم جیتے ہیں اور نہال ہیں

(۴۵) نبیوں نے یہہ لکھا ہی کہ وہ سب خدا کے سکھلائے ہوئے ہونگے اِس لئے ہر ایک شخص ۴۵
جس نے باپ سے سُنا اور سیکھا ہی مجھہ پاس آتا ہی

(نبیوں نے لکھا ہی) اب مسیح یہہ بتلاتا ہی کہ میری یہہ تعلیم کوئی نئی بات انبیا سابق سے جدا نہیں ہی جہاں تمہارے کڑکڑانے کی جگہہ ہو (وہ سب خدا کے سکھلائے ہوئے ہونگے) دیکھو کیا لکھا ہی (یشعیا ۵۴-۱۳) ایسے ایسے مضمون یرمیا حزقیل یوئیل میکہ نے بھی لکھے ہیں (جسنے باپ سے سُنا اور سیکھا ہی) اب وہ وقت آگیا ہی کہ لوگ باپ سے سُنیں اور سیکھیں پس جو کوئی باپ سے سُنتا اور سیکھتا ہی یعنے جو کوئی سموئیل کی مانند بولتا ہی کہ اے خداوند تو بول تیرا بندہ سُنتا ہی اُس آدمی کو اللہ تعالیٰ سکھلاتا ہی (وہ میرے پاس آتا ہی) کیونکہ باپ مجھے اُسپر ظاہر کر دیتا ہی کہ میں کون ہوں اور کس مطلب

سے دنیا میں آیا ہوں اور جو لوگ میرے پاس آتے ہیں وہ کیا برکت پاتے ہیں پس یہہ باتیں لوگ خدا سے معلوم کرکے میرے پاس آجاتے ہیں۔ پر تم چاہتے ہو کہ ہم اپنے خیالات کے نتایج سے مسیح کو پہچان لیں پر مسیح پہچانا جاتا ہی صرف اللہ کی باطنی تعلیم سے پس تم کڑکڑانا چھوڑکے اپنے دلوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرو اور وہ تمہارے دلوں کو روشن کریگا اور مجھے تم لوگوں پر ظاہر کریگا تب تم میرے پاس آؤگے (ف) دیکھو دین عیسائی کا بڑا معلم اللہ تعالیٰ آپ ہی اور اِس میں کچھہ شک نہیں کہ اِس دین کی بڑی بھاری باتیں اللہ ہی سے آدمیوں پر منکشف ہوتی ہیں تب دین عیسائی کیسا سچا دین ہی جسکا معلم اللہ تعالیٰ آپ ہی (ف) آسمانی شخص آسمانی طاقت اور آسمانی روشنی سے پہچانا جاتا ہی جیسے دنیاوی چیزیں دنیاوی عقل سے پہچانی جاتی ہیں تم دنیاوی عقل سے آسمانی شخص کو نہ پہچان کے کڑکڑاتے ہو میں تم سے یہہ کہتا ہوں کہ خدا کا وعدہ ہی کہ میں تمہیں تعلیم دونگا پس اِس وعدہ پر بھروسہ کرکے اللہ کی طرف دلوں کو متوجہ کرو کہ وہ تمہیں ضرور بتلا دیگا

46 (۴۶) یہہ نہیں ہی کہ کسی شخص نے باپ کو دیکھا ہی مگر وہ جو خدا کی طرف سے ہی اُسی نے باپ کو دیکھا ہی

یہہ خیال نہ کرو کہ خدا تعالیٰ انسانوں کو تعلیم دینے کے لئے اُن کی جسمانی نظروں کے سامنے ظاہر ہوگا اور جیسے آدمی شاگردوں کو سامنے بٹھلا کے تعلیم دیتے ہیں وہ بھی ایسی تعلیم دیگا

اُس کی ماہیت اور ذات پاک نادیدنی ہی کسی نے اُسے نہیں دیکھا پر تاثیریں اور قدرتیں جو اُس سے نکلتی ہیں اُنہیں سے آدمی اُسے پہچان لیتے ہیں (مگر وہ جو خدا کی طرف سے ہی) یعنے میں جو ازل سے اُس کے ساتھہ تھا اور اُس کے پاس سے بھیجا ہوا دنیا میں آیا ہوں (اُسی نے باپ کو دیکھا ہی) یعنے صرف میں نے ہی باپ کو دیکھا ہی اور اُس کی مرضی اور اُسکے پوشیدہ بھیدوں اور انتظاموں سے میں ہی واقف ہوں (ف) ساری موجودات میں سے کسی نے کبھی خدا کو نہیں دیکھا اُس کی تجلّی اور تجلّی کا تقرب فرشتوں پر اور کبھی کبھی انبیا پر بھی ظاہر ہوا ہی۔ پر کماہو اُس کی ذات سے اور صفات سے واقف ہونا اور اُسکا دیکھنا کسی مخلوق کی طاقت نہیں ہی لیکن مسیح یسوع نے اُسے دیکھا ہی کیونکہ وہ کلمہ ہی اور خدا ہی اور خدا کا ہمتا ہی اور ساری باتوں میں اُس کے برابر ہی اُسی کی طاقت ہی کہ اُسے دیکھے اگر مسیح اللہ نہوتا صرف ایک رسول ہوتا تو سارے نبیوں کے موافق وہ بھی ہوتا دور سے اللہ کا جلال دیکھتا لیکن وہ تو خدا کا بیٹا ہی گھر کا مالک ہی اُسنے باپ کو دیکھا ہی اور اُس کی ماہیت سے کماہی ہی واقف ہی کیونکہ دونو کی ایک ہی ماہیت ہی

۴۷ (۴۷) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو مجھپر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی

(سچ سچ) اب کوئی بھاری بات آتی ہی وہ یہہ ہی (جو مجھہ پر ایمان لاتا ہی) یعنے مجھے قبول کرتا ہی کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں اور آسمانی شخص ہوں خدا سے نکلا ہوں (ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی) نہ اُس کی جو اعمال پر زور دیتا ہی

اور یہہ ہمیشہ کی زندگی ابھی اُس کی ہی جب وہ ایمان لایا اُسکا قبضہ اُسی وقت سے فوراً اِس زندگی پر ہو جاتا ہی نہ یہہ کہ مرنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی پاویگا ایمان لاتے ہی کتاب حیات میں اُسکا نام داخل ہو جاتا ہی اور وہ خدا کے سامنے راستباز ٹھہرتا ہی کیونکہ میں جو آپ زندگی ہوں مجھے اُس نے قبول کیا تب زندگی اُس کی ہوئی (ف) اللہ نے اپنے بیٹے کو آسمان سے بھیجدیا اور وہ دنیا میں آیا اگر وہ قبول نہ کیا جاوے تو خدا کی کتنی بی عزتی ہوتی ہی اور خدا کی کیسی بخشش کو رد کرتا ہی الامان اِس سے بڑا گناہ زمین پر اور کوئی نہیں ہی ضرور اس کی سزا یہہ ہی کہ ابدی ہلاکت ہو۔ پر جس نے قبول کیا اُس نے خدا کی کیسی عزت کی اور کیسی بڑی بخشش پائی کہ اللہ کے بیٹے کو پایا اِسکا اجر بھی یہی ہی کہ تمام گناہ مٹ گئے اور ابدی زندگی کا وارث ٹھہرا

۴۸ (۴۸) زندگی کی روٹی میں ہی ہوں

جسکا ذکر اوپر ہو چکا کہ زندگی کی روٹی وہ ہی جو اوپر سے اُترتی اور جہان کو زندگی بخشتی ہی پس میں خدا کی گود میں سے آیا ہوں اِس جہان کا آدمی نہیں ہوں میں کلمہ ہوں ازلی ہوں جس سے سب جہان موجود ہوا اور میں زندگی دینے کو آیا ہوں جو کوئی مجھپر ایمان لاتا ہی خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی بدکیوں نہ ہو مگر مجھپر ایمان لاتا ہی میں اُسے زندگی بخشدیتا ہوں اِسلئے یقین کرنا چاہئے کہ زندگی کی روٹی میں ہی ہوں (ف) مسیح نے پھر اُسی مضمون کو دوبارہ سنایا جسپر وہ کڑکڑائے تھے کچھہ پرواہ نہیں کی کہ لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں پس ہمیں بھی چاہئے کہ لفظ ابن اللہ سے اور زندگی کی روٹی سے اگرچہ اہل دنیا کڑکڑاویں اور ٹھوکر کھاویں ہم باز نہ آوینگے صاف صاف اور بار بار کہینگے کہ مسیح ابن اللہ زندگی کی روٹی ہی

۴۹ (۴۹) تمہارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے

(تمہارے باپ دادے) وہ اشارہ کرتا ہی کہ میں اور ہی نسل کا ہوں جو دنیاوی نسل سے اعلیٰ ہی جسے تم نہیں جانتے باپ دادے تمہارے تھے تم اُن کی اولاد ہو اگرچہ میں بھی جسم کی رو سے اُنکی نسل ہوں مگر میں دوسری جہت سے اُس نسل

سے الگ ہوں کیونکہ میں آسمانی شخص ہوں (من کھایا) بیابان میں جسمانی زندگی موجودہ کی حفاظت کے لئے یہہ من خدا تعالیٰ نے اُنھیں سما الدنیا سے دیا تھا سو جب تک خدا نے چاہا اُس من کے وسیلہ سے اُن کی جسمانی زندگی کی حفاظت ہوئی۔ اُس من میں یہہ تاثیر نہ تھی کہ اُسکا کھانیوالا ابد تک جیتا رہے اِسلئے اپنے اپنے وقت پر وہ من کھانیوالے بھی (مرگئے) بلکہ بعضے بے ایمان اُن میں تھے اور وہ ابدی موت سے مرگئے تب وہ من زندگی بخش چیز نہ تھی پر وہ ایک نمونہ تھا جو خدا نے جہان کو دکھلایا اِس آسمانی روٹی کا جو میں ہوں خدا تعالیٰ جہان کو زندگی بخش روٹی اِس زمانہ میں دینیوالا تھا اُسکا نمونہ اور خاکہ یا تصویر اُس واقعہ میں خدا نے دکھلائی تھی اب اِس کا عین یعنے میں ظاہر ہوا ہوں

۵۰ (۵۰) روٹی جو آسمان سے اُترتی ہی وہ ہی کہ کوئی آدمی اُسے کھاکے نہ مرے

(اُترتی ہی) یعنے اب اُتری ہی (آسمان سے) یعنے سب سے بلند تر ہی آسمان سے وہ میں ہوں جو زندگی کی روٹی ہوں اور باپ کی گود میں سے آیا ہوں جو کوئی مجھے کھاوے یعنے اپنی روح کی غذا بنادے اور اپنی روح کی سلامتی مجھہ میں تلاش کرے وہ نہ مریگا (ف ۱) جیسے جسمانی روٹی سے بدن کی پرورش ہوتی ہی ویسے ہی مسیح سے روح کی پرورش اور حیات ہوتی ہی مگر روٹی جب پیٹ میں آتی ہی اور ہضم ہوکر خون ہوتی ہی اور بدن کا حصّہ ہوجاتی ہی تب مفید خوراک ہی اسی طرح جب مسیح بوسیلہ ایمان کے روح میں آتا ہی اور روح کی غذا ہوجاتا ہی تب آسمانی زندگی ہماری روحوں میں نمایاں ہوتی ہی اور یہہ زندگی ابد تک رہتی ہی (ف ۲) یہہ سب کچھہ اِسی سے ہوتا ہی کہ کلمہ مجسم ہوا جو ازلی و ابدی شخص ہی اور سب چیزوں کا خالق ہی وہ جسم میں ظاہر ہوا ہی تب زندگی جسم میں ظاہر ہوئی ہی اور اسی طرح کلام ازلی ہماری روحوں میں مجسم ہوتا ہی اور ہم سب ایمانداروں کو آپ میں ملالیتا ہی تب اُس کی خوبیاں ہم میں آجاتی ہیں اور ہمارے نقصان اُس سے دفع ہوتے ہیں اور ہماری خوبیاں اُسمیں تکمیل پاتی ہیں پس اِس بات پر ذرا سوچو

(نہ مرے) یعنے روحانی موت سے نہ مرے یا ابدی موت سے نہ مرے اگرچہ اُسکا بدن جسمانی موت سے جو انتقال ہی مرجاوے پر روح اُس کی خدا کے ساتھہ ابد تک جیوے اور بدن بھی اپنے وقت پر پھر اُٹھے (ف ۳) مسیح کے بیان میں بڑا زور ہی اِسبات پر کہ مسیحی ایماندار ہرگز نہ مرینگے اُن کی روحیں ابد تک زندہ رہینگی اور اُنکے بدن بھی آخری دن میں مسیح زندہ کریگا اور وہ سب الٰہی خوشی میں جیوینگے۔ لیکن اِس حیات کے حصول کی راہ مسیح نے صرف یہی بتلائی ہی کہ زندگی کا کلمہ جس سے تمام جہان موجود ہوا ہی اُن کی روحوں میں سکونت کرے تب یہہ حیات اُنکے اندر آسکتی ہی اور وہ کلمہ میں ہوں جو قادر مطلق ہوں تم میری قدرت سے اور میری صفات سے مجھے پہچان سکتے ہو

ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا کی چار طرف سے لوگ اُسکے پاس آتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہمنے یہہ زندگی اُس سے پائی ہے اور ہم لوگ جو عیسائی ہیں اور اُسکے بندے ہیں اُس سے ہماری روحوں میں بھی زندگی محسوس ہے تب ہم یقین کرتے ہیں کہ یہہ بات نہایت صحیح ہے اور یہی بات دین عیسائی کی اصل ہے اسپر ناظرین کو بہت فکر چاہئے

(۵۱) میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُتری اگر کوئی شخص اِس روٹی کو کھائے تو ابد تک ۵۱
جیتا رہیگا اور روٹی جو میں دونگا میرا گوشت ہے جو میں جہان کی زندگی کے لئے دونگا

خداوند وہی مضمون پھر سُناتا ہے جو آیت ۳۳ میں ہے اور آیت ۵۵ میں بھی پھر اِسی بات کو سُنایا ہے اِس تکرار سے مراد اِس مضمون کی عظمت ہے (ف ۱) بعضے بیفکر لوگ کہتے ہیں کہ مسیح نے اپنی الوہیت پر بہت زور نہیں دیا مگر یہاں پر دیکھہ لو کہ اُسنے آپ کو کلمہ ازلی کس زور شور سے ظاہر کیا ہے (میں دونگا) وہ خود باپ سے جہان کو دیا گیا ہے تو بھی اُسنے آپ کو ہمیں دیا ہے (ف ۲) عشاء ربانی میں کہا جاتا ہے کہ یہہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے (لوقا ۲۲-۱۹) اور تمہارے لئے توڑا گیا ہے (۱ قرنتی ۱۱-۲۴)

(ابد تک جیتا رہیگا) اُسکا کھانیوالا نہ مریگا (آیت ۵۰) اِس سے صاف ظاہر ہے کہ بعضے آدمی بے ایمانی میں مرجاتے ہیں اور مسیح کی موت سے کچھہ فایدہ حاصل نہیں کر سکتے تو بھی اُس کی موت کل بنی آدم کے لئے کافی ہے

(اگر کوئی شخص اِس روٹی کو کھائے) خواہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو اور کسی قوم کا ہو (میرا گوشت) یعنے میری زندگی گوشت سے مراد زندگی ہے (ف ۳) ہم عیسائی لوگ مسیح کا گوشت کھاتے ہیں جیسے موسیٰ کی شریعت میں کاہن لوگ قربانی کا گوشت کھاتے تھے پر وہ جسمانی گوشت جسمانی قربانیوں کا کھاتے تھے ہم روحانی قربانی کا گوشت روح میں کھاتے ہیں (ف ۴) مسیح کی تعلیم سے ظاہر ہے کہ اُس کی تعلیم اگرچہ آسمانی دانائی ہے پر نجات کے لئے کافی نہیں ہے اور نہ مسیح کا نمونہ نجات کے لئے کافی ہے اگرچہ بے داغ اور کامل ہے لیکن نجات کے لئے صرف مسیح کی ذات پاک مطلوب ہے اور یہہ کہ اگر مسیح گناہ کو دور کیا چاہے تو کوئی تدبیر نہیں ہے مگر اُسکو مرنا ہوگا تاکہ سب کے لئے زندگی ہو پس مسیحی ایماندار کا منظر کیا ہے مسیح مصلوب اُسکا منظر ہے اپنی نظر سب باتوں سے زیادہ مسیح کی ذات پر قایم کرو وہاں سے روحوں میں زندگی آتی ہے تب اُس کی تعلیم پر چلنے کی طاقت پاؤ گے اور اُسکے نقش قدم پر بھی چلوگے (جیتی روٹی) مسیح ہے دنیاوی روٹی مُردہ روٹی ہے سڑ گل جاتی ہے اور من بھی سڑ جاتا تھا اور گوشت جانوروں کے بھی مُردہ گوشت ہیں اور سڑ جاتے ہیں مسیح زندہ روٹی ہے جو نہ منہہ سے کھائی جاتی ہے نہ پیٹ میں آتی ہے بلکہ ایمان سے کھائی جاتی ہے اور روح میں آتی ہے اور چونکہ وہ زندہ ہے اسلئے اُس سے روحوں میں زندگی آجاتی ہے (ف ۵) مسیح کا گوشت

کھانا یہہ ہے کہ اپنی اندرونی زندگی میں اُسکے بدن کے راز کے مطالب پہچانیں اور اپنا حصہ جو اُسکے بدن میں ہے اپنی جان کے ساتھہ ملادیں یہی ہضم کرنا ہے اور اُسکا لہو پینا یہہ ہے کہ اپنی اندرونی زندگی میں اُسکے کفارہ کے راز کو پہچانیں اور اپنا حصہ جو اُسکے لہو میں ہے اپنی جانوں میں شامل کریں بہت غور کے لایق یہہ بات ہے - یہہ نہیں لکھا کہ تم ایمان لاؤ تو تم نے اُسکا گوشت کھالیا مگر یہہ لکھا ہے کہ ایمان لاؤ تاکہ اُسکا گوشت کھاؤ اور لہو پیو پس ایمان لانے کے بعد یہہ نعمت ملتی ہے

۵۲ (۵۲) تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے کہ یہہ مرد اپنا گوشت کیونکر ہمیں دے سکتا ہے کہ کھائیں

یہہ لوگ جسمانی طور پر اِس بات کو سمجھے تھے گویا وہ اُنہیں اپنا گوشت جسمانی کھانے کو کہتا ہے یہہ ویسی ہی بات ہے جیسے نیقودیمس نے کہا تھا کہ آدمی دوبارہ کسطرح پیدا ہوسکتا ہے پر مسیح کی مراد اور کچھہ تھی اسی طرح یہاں اُس کی مراد اور کچھہ ہے اور وہ کچھہ اور سمجھتے ہیں اور آپس میں بحث کرتے ہیں - اِسی طرح ابتک بعض صاحب علم اور عوام بھی مسیح کی بعض باتوں کو اپنے جسمانی طور پر سمجھہ کے کچھہ کی کچھہ تقریریں کیا کرتے ہیں

مولوی آل حسن ایک محمدی عالم تھے اُنہوں نے عیسائیوں سے کہا کہ مسیح نے فرمایا ہے کہ جہاں کہیں دو یا تین میرے نام پر جمع ہوں وہاں اُن کے درمیان میں ہونگا تو اب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار گرجا میں جا کے دیکھا ہے صرف عیسائی لوگ وہاں بیٹھے تھے اور کسی چوکی پر مسیح بیٹھا ہوا مجھے وہاں نظر نہیں آیا

یہہ جسمانی لوگ روحانی باتوں کو جسمانی طور پر سمجھتے ہیں اور ٹھوکر کھاتے ہیں اور یہہ بات شروع سے چلی آئی ہے تو بھی ہمیں چاہئیے کہ روحانی باتیں برابر سناتے رہیں کسی کسی کو خداتعالیٰ روشنی بخشتا ہے اور وہ سمجھہ جاتا ہے اب دیکھو مسیح نے کیا جواب دیا

۵۳ (۵۳) تب یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُسکا لہو نہ پیو تو تم میں زندگی نہیں

یعنے زندگی حاصل کرنیکے لئے میرا گوشت کھانا اور میرا لہو پینا نہیں ضرور ہے پس مسیح نے اُنکے لئے کچھہ اپنے الفاظ نہیں بدلے وہی بات پھر اُنکے سامنے دوبارہ پیش کی اور اُس کے ساتھہ لفظ (سچ سچ) بھی کہے جو اُسکا خاص محاورہ ہے اور اعلیٰ مضمون کے سر پر آتا ہے وہ بتلاتا ہے کہ یہہ گہری بات ہے اور تمہارے لئے ضرور ہے جب تک ایمان کے وسیلہ سے مجھہ میں شامل نہ ہوجاؤ اور یہہ بات نہ سمجھو کہ وہ ہمارے لئے موا تب تک کوئی آدمی اپنے دل میں حقیقی روحانی زندگی نہ پاویگا اور نہ اُسکا حصہ اُس زندگی میں ہوگا اور کبھی اُس زندگی تک نہ پہونچیگا (ف) یہاں گوشت و لہو سے مراد روٹی و مے نہیں ہے جو عشاء ربانی میں ہے عشاء ربانی ایک سال

کے بعد مقرر ہوئی ہی اور وہ ایک رسم ہی جسمیں مسیح کی یادگاری ہی جسپر زندگی موقوف ہی روٹی وین سے ابدی زندگی ہرگز نہیں ہی مگر اُس سے زندگی ہی جسکا نمونہ روٹی وین ہی (ف۲) مصری ملک میں اگر بنی اسرائیل فسح کا برہ نہ کھاتے تو اُنکی سلامتی نہ تھی اِسی طرح روحانی مصر سے اِخراج کے وقت اگر خدا کے برہ کا گوشت نہ کھاویں تو زندگی نہیں ہی (اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ) اوپر لکھا ہی کہ کوئی آدمی اُسے کھاوے تو نہ مریگا مراد یہہ ہی کہ سب آدمیوں کو اپنے اپنے لئے اُسے کھانا چاہئے جیسے دنیاوی خوراک ہر جاندار اپنے لئے کھاتا ہی والدین بچوں کے لئے نہیں کھا سکتے۔ ہاں او بعض کام اُن کے لئے کر سکتے ہیں پر کھانا پینا اپنی اپنی زندگی کے لئے ہر کسی کو آپ لازم ہی۔ اِسیطرح مسیح کا گوشت اور خون ہر متنفس کو اپنے لئے کھانا پینا ضرور ہی۔ رومن کتھولک غلطی سے کہتے ہیں کہ پریسٹ زندوں اور مُردوں کے لئے کھاتا پیتا ہی۔ کوئی آدمی کسی کے لئے ایمان نہیں لا سکتا اپنی روح کا ہاتھ بڑھا کے آپ اپنے لئے ابدی زندگی لینا چاہئے (ف۳) یہہ ایک پیشگوئی ہی جو مسیح نے اپنی موت کی بابت سُنائی کہ اُس کی موت کفارہ کے لئے ہوگی اور اُس میں کیا کیا پھل لگینگے کہ وہ جہان کی زندگی کا دروازہ ہوگی سو ہی ہوا اِسوقت اِن باتوں کا سمجھنا ہمارے لئے کچھ آسان ہی مگر اُسوقت ضرور یہودیوں کے لئے ان باتوں کا سمجھنا مشکل تھا

۵۴ (۵۴) جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہی اور میرا لہو پیتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہی اور میں اُسے آخری
دن اُٹھاؤنگا

(آیت ۵۳) میں یہی مضمون بطور نفی کے بیان کیا تھا اور یہاں اُسی مضمون کو بطور اثبات کے بیان کیا ہی وہاں تھا کہ کھاؤ تو زندگی نہیں یہاں ہی کہ کھاؤ تو زندگی ہی پس اِن دو پیرایہ میں ایک ہی بات اِسلئے ہی کہ تاکید اکید اور کامل تشریح ہو جاوے کہ زندگی صرف اُس کے گوشت و خون سے ہی جو کوئی اُسکا گوشت کھاتا اور لہو پیتا ہی حقیقی زندگی فی الحال اُس کی ہو جاتی ہی (اور میں اُسے آخری دن میں اُٹھاؤنگا) تاکہ کامل طور پر زندگی اُس کی ہو جاوے کہ جیسے اُس کی روح میں زندگی آگئی ہی اُس کے بدن میں بھی آوے (ف۱) یہہ بات چوتھی دفعہ مسیح نے بیان کی ہی (آیت ۳۹ و ۴۰ و ۴۴ و ۵۴) وہ یہہ بات ظاہر کیا چاہتا ہی کہ وہ زندگی جو ایمانداروں میں اب ہی وہ آیندہ قیامت کی زندگی نہیں ہی آیندہ قیامت کی زندگی آنیوالی ہی اور وہ ابدی زندگی ہی ہاں اُسکا شروع بطور روحانی میں اب ہو جاتا ہی (۳-۳۶ و ۵-۲۴ و ۲۵) پر یہہ زندگی تکمیل پاویگی قیامت کے دن جب تمام انسانیت موت سے پوری رہائی حاصل کریگی اسوقت ایمان لا کے صرف ہماری روحیں موت سے رہائی حاصل کرتی ہیں اور بدن موت کے سایہ میں رہتا ہی اگرچہ اُسپر بھی حکم ہی کہ وہ اُٹھیگا قیامت کے دن تب ساری انسانیت موت سے مخلصی پاویگی (ف۲) وہ شخص جسپر ہمارا ایمان قایم ہی مسیح مصلوب ہی اور ہمارے لئے جلالی بدن کا پانا جو قیامت کی بخشش ہی مسیح مصلوب کے بدن کے کھانے کے ساتھ شامل ہی

اِسی لئے چرچ مشن کے لوگ عشاء ربانی کے وقت یہہ سناتے ہیں کہ مسیح کا بدن اور مسیح کا خون تیرے بدن اور جان کو بچا وے
(ف) یہہ آسمانی روٹی جوابدی زندگی بخشتی ہی جو مسیح ہی یا اُسکا بدن اور خون ہی دیکھو اِسکا بیان مسیح نے کس ترتیب سے سنایا ہی
تاکہ خوب ذہن نشین کرے پہلے اُسنے پانچ ہزار آدمیوں کو پانچ روٹیوں سے بڑی قدرت ظاہر کرکے کھلایا (آیت ۲٦) اور اُن کی
نظروں اور خیالوں کے سامنے الٰہی قدرت کو پیش کیا پھر آسمانی روٹی کا ذکر کیا کہ وہ اور چیز ہی اور دنیاوی روٹی اور چیز ہی
(آیت ۳۲) پھر خدا کی روٹی کا ذکر کیا جس میں آسمانی روٹی کی زیادہ تشریح ہی (آیت ۳۳) پھر زندگی کی روٹی کا ذکر کیا جو وہی
آسمانی روٹی اور خدا کی روٹی ہی (آیت ۳۵) پھر کہا کہ وہ جیتی ہوئی روٹی ہی (آیت ۵۱) اور یہہ کہ وہ روٹی میں آپ ہوں جو زندہ
خدا ہوں پھر کہا کہ وہ میرا گوشت و خون ہی (آیت ۵۱) اب فرماتا ہی کہ میرا گوشت اور خون کھانا پینا ضرور ہی تاکہ جیو دیکھو کہاں تک
اور کیسی عمدہ تشریح اُسنے اِس بات کی کی ہی (ف) دو لفظ یونانی میں ہیں جو انجیل میں کھانے کے معنے میں آئے ہیں پہلا (ٹروگو)
یہہ لفظ (۱۳-۱۸) میں ہی یہودا اِسکریوطی کی نسبت کہ اُسنے جو میرے ساتھہ کھاتا ہی مجھپر لات اُٹھائی ہی اور یہی لفظ (متی ۲۴-۳۸)
میں ہی اُن لوگوں کی نسبت جو طوفان میں ہلاک ہوئے تھے کہ طوفان کے آگے کھاتے پیتے بیاہ کرتے اور بیاہے جاتے تھے دوسرا لفظ (فیگن) ہی جو
یہاں آیت (۵۴ سے ۵۸) تک آیا ہی سب مفسر بولتے ہیں کہ اِس میں کچھہ زیادہ خصوصیت ہی یعنے وہ خوراک کھانا جو آدمیوں سے طیار
نہیں ہوئی اور اِس میں کچھہ ترقی ہی پرورش اور یقین کے بارہ میں اور اِس میں کچھہ بھوکھہ کی بھی خصوصیت ہی

(۵۵) کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے اور میرا لہو فی الحقیقت پینے کی چیز ہی ۵۵

یعنے میرا گوشت اور خون حقیقت میں یہی کھانے پینے کی چیزیں ہیں مفسر سمجھتے ہیں کہ وہی بیان ہی جو پہلے ہو چکا
مگر بگمان بندہ راقم کے اِس میں بھی کچھہ ہی یہ بہت گہری بات ہی جس کی تشریح کی طاقت مجھہ میں نہیں ہی تو بھی میں یوں کہہ
سکتا ہوں کہ اِس آیت کا مطلب یوں ہی کہ تمام موجودات میں زندگی موجودہ کے بحال رکھنے کے لئے خدا سے اگرچہ طرح بطرح کی
خوراکیں مقرر ہوئی ہیں یا تدبیریں ہیں جو بمنزلہ اُن کی خوراک کے ہیں جن سے اُنکا قیام ہی پر مدار کل موجودات کی بحالی کا کلام ہی جس سے
سب کچھہ موجود ہوا (۱-۳) پس سب خوراکیں اور تدبیریں بحالی زندگی کے سایہ سے ہیں حقیقت میں زندگی کا موقوف علیہ مسیح ہی اُسی
سے زندگی اور بحالی ہی تب حقیقی سبب یا سبب اول زندگی کا مسیح ہی جیسے لکھا ہی کہ وہ حقیقی نور ہی (۱-۹) اور حقیقی انگور کا درخت ہی
(۱۵-۱)

اور دوسرا مطلب یہہ بھی ہی کہ اُسکو کھانا پینا چاہئے نہ یہہ کہ ہم ایمان لاویں کہ مسیح زندگی کی روٹی ہی اور اُسے کھائیں پئیں
نہیں تب کیا فائدہ ہوگا

تیسرے معنی یہہ ہیں کہ فی الحقیقت کھانے پینے کی چیز ہیں نہ آنکہ صرف ایک تشبیہہ ہو یا مونہ ہو یا مثال ہو ہرگز نہیں فی الحقیقت یہہ خوراک ہو روح کی

(۵۶) وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتا ہو مجھہ میں رہتا ہو اور میں اُس میں ۶

خوراک جب کھائی جاتی ہو تو وہ ہم میں آتی ہو اور ہمارے بدن کا حصہ ہو جاتی ہو اور اُسکی تاثیریں ہم میں ظاہر ہوتی ہیں پر مسیح جو ہماری روح کی خوراک ہو جب ہم اُسے کھاتے پیتے ہیں تو وہ ہم میں اور ہم اُس میں شراکت پیدا کرتے ہیں اور یہی سبب ہو کہ ابدی زندگی ہماری ہوتی ہو کیونکہ وہ زندگی ہو جس میں ہم شریک ہو جاتے ہیں وہ اللہ ہو جو قایم دایم ہو ہم بھی اُس کے ساتھہ ابتک جیوینگے اُس کی پاکیزگی ہم میں تاثیر کرتی ہو ہماری کمزوریاں اُس سے دفع ہوتی ہیں اُس کی خوبیاں ہم میں آجاتی ہیں (ف) وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ یہہ ہماری سمجھہ میں نہیں آتا کہ مسیح کی موت عیسائیوں کی موت اور مسیح کی زندگی عیسائیوں کی زندگی کیونکر ہو جاتی ہو اور یہہ کہ مسیح کی راستبازی پر عیسائی کیوں فخر کرتے ہیں۔ ایسے معترضوں کو آیت بالا پر نظر کرنا چاہئے کہ وہ ہم میں اور ہم اُس میں رہتے ہیں اِسلئے کہ ہماری روحوں نے اُسے کھایا پیا ہو اور وہ ہماری روحوں کی خوراک اور ہماری جان کی جان ہو (ف) فرماتا ہو کہ وہ مجھہ میں رہتا ہو اور میں اُس میں یہہ یگانگی و شراکت ظاہری اور جسمانی نہیں ہو مگر اندرونی شراکت ہو جو اللہ سے عیسائی کو ہو جاتی ہو جیسے گناہ اور شیطان کے ساتھہ بھی اندرونی مشارکت اِنسان کو ہو جاتی ہو جو اُسے ہلاک کر ڈالتی ہو لیکن یہہ مشارکت اللہ کے بیٹے سے جب ہوتی ہو تب بڑی پاکیزگی اور خوبی باطنی اِنسان میں آجاتی ہو (ف) شیطان نے آدم اور حوا سے کہا تھا کہ وہ درخت جسکے کھانے سے اللہ نے تمہیں منع کیا ہو اور اُس کے کھانے سے موت کا فتویٰ دیا ہو تم اُسے کھاؤ کہ نہ مروگے اُنہوں نے کھایا اور موت آئی اب تک گناہ کا پھل موت ہو۔ لیکن اب مسیح زندگی کی خوراک پیش کرتا ہو کہ مجھے کھاؤ تاکہ جیو اور جو کوئی اُسے کھاتا ہو جی اُٹھتا ہو پس بھائیو اِس زندگی کی خوراک سے غافل نہ رہنا (ف) یہہ عشاء ربانی کی بات نہیں ہو کیونکہ بعضے ہیں جو عشاء ربانی کھاتے پیتے ہیں مگر اُن کی روح میں مسیح نہیں رہتا ہو اور نہ وہ مسیح میں رہتے ہیں (ف) میرا گوشت جس لفظ کا ترجمہ ہو وہ اصل عبارت میں یوں ہو (جو کھاتا ہو گوشت جو میرا ہو) لفظ میرا پر زور ہو اور اُس سے مراد عین ذات ہو عشاء ربانی اُسکا نمونہ ہو نہ بعینہ مسیح کا گوشت (ف) میں اُس میں رہتا ہوں اور وہ مجھہ میں رہتا ہو یعنے اُسکے ساتھہ ابدی زندگی میں اُسکا شمول ہو جاتا ہو اور یہہ ایک خاص شمول ہو جو عیسائی آدمی مسیح میں حاصل کرتا ہو اگرچہ ایک عام شمول تمام موجودات کو موجودگی کے بارہ میں کلمہ سے جو اللہ ہو حاصل ہو تو بھی یوں کہا جاتا ہو کہ خدا اور خدا کی چیزیں ہیں جو اُس کی قدرت سے موجود ہوئیں پر یہہ شمول جسکا آیت بالا میں ذکر ہو یہہ خاص ذات الٰہی کے ساتھہ ایک شمول ہو جیسے بدن کے تمام اعضا کا

شمول سر کے ساتھ ہے یا درخت کی جڑ کے ساتھ سب شاخوں کا شمول ہے مسیح کا شمول کلیسیا کے ساتھ سب طرح سے بیان ہوا ہے ایک شمول ہے جو عورت مرد میں ہوتا ہے (پیدایش ۲-۲۴) مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان ایک ایسی ہی نسبت ہے جو نہایت گہری بات ہے دیکھو کیا لکھا ہے (افسی ۵-۳۰ سے ۳۲) پھر دیکھو (کلسی ۱-۱۷ سے ۲۰) کل کلیسیا کو مسیح میں ایک شمول ہے اور ہر ہر فرد عیسائی کو اُس میں ایک شمول ہے اور یہی شمول موجب ابدی زندگی کے ہیں پر تمام جہان کو اور سب بے ایمانوں کو بھی جو ایک انتظامی اور خلقی شمول ہے وہ کافی نہیں ہے تسلی کے لئے

۵۷ (۵۷) جس طرح سے کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا ہے اور میں باپ سے زندہ ہوں اِسی طرح وہ بھی جو مجھے کھاتا ہے مجھ سے زندہ ہوگا

(زندہ باپ) خدا کو زندہ خدا کہتے ہیں نہ اِسلئے کہ وہ آپ میں زندگی رکھتا ہے مگر اِسلئے بھی کہ تمام موجودات کی زندگی اور ہستی کا سرچشمہ ہے اِسی طرح کی زندگی بیٹا بھی اپنے اندر رکھتا ہے (۵-۲۶) یہہ ہر سہ اقنوم اپنے اندر زندگی بالاستقلال رکھتے ہیں اور موجودات کی زندگی کا باعث ہیں (میں باپ سے زندہ ہوں) یعنے ازلی پیدایش سے باپ نے جو زندگی کا سرچشمہ ہے مجھے ساری زندگی بخشدی ہے اور مجھے یہہ قدرت دی ہے کہ جہان کو زندگی دوں (ف۱) باپ زندہ ہے اور میں باپ سے زندہ ہوں یعنے میری زندگی اور باپ کی زندگی ایک ہے ازل سے ابد تک لیکن اب جو غریبی اور انسانیت کی حالت میں زندہ ہوں باپ سے زندہ ہوں وہی زندگی اب بھی مجھ میں ہے پس میرے روحانی بدن کا ہر ایک عضو بھی مجھ سے زندہ رہنا چاہئے سو میں ہر ایک کو جو میرا گوشت کھاتا ہے یعنے مجھ میں پیوند ہو جاتا ہے یہہ زندگی دیتا ہوں تب باپ کی اور میری اور ہر ایماندار کی ایک ہی زندگی ہوتی ہے (ف) بیٹا باپ سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق پر ولادت ازلی سے مولود ہے بلا تقدم و تاخر کے اور وہ ذات میں سے ذات کا اخراج ہے کہ وہ باپ سے نکلا ہے بیٹا باپ سے ہے یعنے باپ میں اور باپ کے وسیلہ سے جیتا ہے اور تمام موجودات اُسکے وسیلہ سے زندہ ہیں مگر وہ جو بیٹے کو کھاتا ہے دوسرے طور پر جیویگا ابد تک بیٹے میں اور اُس کے وسیلہ سے (ف۲) اگرچہ باپ نے مجھے دنیا میں بھیجا ہے کہ عورت سے پیدا ہوں اور انسان ہوں اور انسانیت الوہیت میں آجاوے یا انسانیت الوہیت میں حلول کرے اور ایسا ہوا ہے اور میں انسان ہو کے اِنسانوں میں رہتا ہوں تو بھی روحانی واندرونی یگانگی وشمول سے میں خدا میں رہتا ہوں اِسیطرح ہر ایک آدمی جو مجھے کھاوے مجھ سے زندہ رہتا ہے (ف۳) اول زندہ باپ ہے دوم زندہ بیٹا ہے سیوم زندہ ایماندار ہے ہر سہ کی زندگی ایک ہی ہے اور جسطرح یقین کرتے ہیں کہ باپ کی زندگی ابدی ہے ویسے ہی یقین کریں کہ عیسائی کی زندگی ابدی ہے اور اُس کی زندگی کا وسیلہ اور باعث مسیح ہے چنانچہ لکھا ہے کہ میں باپ میں اور وے مجھ میں اور میں اُنمیں تاکہ سب ایک ہو ویں

۵۸ (۵۸) وہ روٹی جو آسمان سے اُتری یہہ ہی نہ جیسا کہ تمہارے باپ دادے من کھاکے مرگئے
وہ جو یہہ روٹی کھاتا ہی ابد تک جیتا رہیگا

(یہہ ہی) وہ روٹی جو آسمان سے اُتری جسکا بیان اوپر خوب ہوگیا ہی نہ وہ من جو اِسی جہان کی چیز تھی اور خدا کی قدرت سے بنی تھی اور اِسی دنیاوی خوراک کی مانند تھی جسکو کھاکے تمہارے آبا مرگئے پر یہہ روٹی جو میں دیتا ہوں جو کوئی کھاوے ابد تک نہ مریگا (ف ۱) اِنسان کی روح کی راستبازی اللہ کے سامھنے ایمان پر موقوف ہی اور روح انسان کی روحانی زندگی بھی محبت سے ہی نہ صرف کی فرمانبرداری سے مسیحی ایمان جو محبت سے ہی راستبازی اور زندگی کا باعث ہی (ف ۲) سچا ایمان البتہ اطاعت سے خالی نہیں ہی بلکہ وہ دل سے پوری اطاعت کرتا ہی ورنہ وہ کامل ایمان نہ ہوگا تو بھی اِطاعت ایمان نہیں ہی نہ اُس سے روح کی راستبازی اور زندگی حاصل ہوتی ہی بلکہ اطاعت ایمان کا پھل ہی اور ایسا لازمی پھل ہی کہ جس ایمان کے ساتھہ فرمانبرداری نہیں ہی وہ حقیقی ایمان نہیں ہی (ف ۳) مسیح کی اِس تعلیم میں محبت اور فرمانبرداری کا ذکر نہیں ہی کہ گویا ابدی زندگی محبت اور فرمانبرداری کے ساتھہ وابستہ ہو

نہیں صرف مسیح کے گوشت اور خون سے زندگی ہی تو بھی محبت اور فرمانبرداری اُس ایمان کو لازم ہی جس سے مسیح کا گوشت اور خون کھایا پیا جاتا ہی (ف ۴) یہہ وہ روٹی ہی جو آسمان سے اُتری پس یہاں عشاء ربانی کا ذکر نہیں ہی عشاء ربانی کی روٹی وتن آسمان سے نہیں اُتری ہی صرف مسیح آسمان سے اُترا ہی اور وہی زندگی کی روٹی ہی عشاء ربانی اور اِس روٹی میں وہ نسبت ہی جو مغز اور پوست میں ہوتی ہی یا عین اور سایہ میں البتہ عشاء ربانی کا حقیقی مطلب سمجھنے کے لئے یہہ تعلیم بہت مفید ہی دیکھو کتنا فرق ہی کہ عشاء ربانی کو کھا پی سکتے ہیں جبکہ مسیح کے گوشت اور خون کو نہیں کھایا اور مسیح کا گوشت وخون کھا پی سکتے ہیں بغیر عشاء ربانی کے

چور نے صلیب پر عشاء ربانی نہیں کھائی تو بھی مسیح کا گوشت وخون کھایا کہ ابدی زندگی پائی اور اب ہزارہا آدمی عشاء ربانی کھاتے پیتے ہیں جن کی ابدی زندگی نہیں ہی کیونکہ وے صرف ایک رسم بجا لاتے ہیں پر اُس رسم کے مطلب کو حاصل نہیں کرتے (ف ۵) دین الٰہی صرف ایک صورت ہی نہیں ہی نہ رسوم کے مجموعہ کا نام دین ہی نہ ساکرمینٹ دین ہیں نہ کوئی ایسی چیز کا نام دین ہی جسے حواس سے دریافت کرلینا بس ہی پر دین ایک تاثیر ہی اللہ سے دلی حالت پر یہی بات مغز اور جان دین کی ہی اسکے بعد ساکرمینٹ اور رسوم اور ترتیب وغیرہ جو کچھہ ہی وہ سب دین کی ظاہری صورت ہی لیکن صورت ہی پر نہ بھولنا جبتک صورت میں جان نہو (ف ۶) یوحنا رسول جو بارہ رسولوں میں سب سے پیچھے تک جیتا رہا اُسنے کلیسیا میں تجربہ کرکے کچھہ دیکھا تھا اِسلئے اُسنے اپنی تحریر میں روحانیت پر بہت زور دیا ہی اِس خوف سے کہ جماعت میں صرف رسوم ہی ترقی نہ کرجائیں

کہ روحانیت معدوم ہوجائے جو اصل بات دین کی ہے اُسنے عشاء ربانی کے حق میں اور بپتسمہ کے حق میں بہت کم بولا ہے اور سب رسولوں
سے زیادہ اُسنے نئی پیدائش کے حق میں کہا ہے اور کفارہ پر ایمان کی بابت بھی بہت لکھا ہے یہہ دو باتیں یعنے نئی پیدائش اور ایمان
سے خوراک روحانی پانا دین عیسائی کی اصلی بات ہے کیونکہ صرف وہی جیویگا جسنے نئی پیدائش پائی ہے اور یہہ روٹی کھاتا ہے

۵۹ (۵۹) اُس نے کفرناحوم میں تعلیم دیتے ہوئے عبادت خانہ میں یہہ باتیں کہیں

مسیح اکثر عبادت خانہ میں سبت کے دن ہوتا تھا اور رسول بھی عبادت خانوں میں تعلیم دیتے تھے آخر کو یہودیوں نے
عبادت خانوں سے رسولوں کو نکالا اور جماعت کے سامنے انجیل کے حق میں بُرا کہا (اعمال ۱۹-۹) تب پولوس نے اُسنے
عیسائیوں کو الگ کیا (ف) یہاں لکھا ہے کہ مسیح نے یہہ تعلیم کفرناحوم کے عبادت خانہ میں دی تھی۔ تمام زمین کے
عبادت خانوں میں کبھی ایسی تعلیم نہیں دی گئی جیسے کفرناحوم کے عبادت خانہ میں مسیح نے دی اور یوں کفرناحوم آسمان
تک سربلند ہوا پر ایمان نہ لانے کے سبب دوزخ تک گرایا گیا۔ جن عبادت خانوں میں آج تک مسیح خداوند بوسیلہ اپنے بندوں
کے بڑی بڑی تعلیم دیتا ہے وہاں کے سامعین کو ہوشیار ہونا چاہیے کہ زندگی کے خزانے اُنکے سامنے کھولے جاتے ہیں
اگر وہ قبول نہ کرینگے تو کیا کچھہ نہ ہوگا

۶۰ (۶۰) تب اُسکے شاگردوں میں سے بہتوں نے سُنکے کہا کہ یہہ سخت کلام ہے کون سُن سکتا ہے

(بہتوں نے) بہت لوگ مسیح کے پیرو ہوئے تھے جن میں سچا ایمان نہ تھا ظاہری مومنین تھے عوام میں سے جو آپ کو
اُسکا شاگرد خیال کرتے تھے۔ ظاہر پرست لوگ جو گہری بات دریافت نہیں کر سکتے اسلئے کہ وہ فکر نہیں کرتے بات کا مطلب
کم دریافت کرتے ہیں (یہہ سخت کلام ہے) اُنہوں نے مسیح کی تقریر گذشتہ کو سخت کلام بتلایا حالانکہ اُس بیان میں کچھہ
سختی نہیں ہے البتہ عالی بات ہے پر اُنہیں سخت کلام معلوم ہوا نہ سمجھنے کے سبب (ف) اوگسطین صاحب نے کہا ہے کہ سخت
کلام ہے سخت لوگوں کے لئے اور بے ایمانوں کے لئے پر ایمانداروں کے لئے بہت نرم اور تسلّی بخش بات ہے تھیوفیلکٹ صاحب
کہتے ہیں کہ ہم لوگ جسمانی طور پر مسیح کا گوشت وخون کھانے پینے والے نہیں ہیں بلکہ روحانی طور پر اور اِسی سے ہم روحانی ہوجاتے
ہیں جسے اُنہوں نے سخت کلام بتلایا اُسی سے لوگ نرم اور روحانی ہوتے ہیں (ف) یہہ بیان مسیح کا عام لوگوں کو سُنایا
گیا تھا سب حاضرین عبادت خانہ نے یہہ باتیں سُنی تھیں مگر بیان آئندہ خاص لوگوں کو خاص طور پر سُنایا جاتا ہے

61 (۶۱) یسوع نے ازخود جانکر کہ اُس کے شاگرد آپس میں اِس بات پر کڑکڑاتے ہیں اُنہیں کہا کیا یہہ تم کو ٹھوکر کا باعث ہی

(ازخود جانکر) ظاہر ہی کہ اِن شاگردوں نے یہہ اعتراض اُس کی تعلیم پر اُس سے پوشیدہ آپسمیں کیا تھا اور مسیح نے اپنی الوہیت سے معلوم کر لیا یہہ بات مسیح میں برابر پائی گئی ہی جو (یرمیا ۱۷-۱۰) میں لکھی ہی میں خداوند دل کو جانچتا ہوں اور گردوں کو آزماتا تاکہ میں ہر ایک آدمی کو اُس کی چال کے موافق اور اُس کے کاموں کے پھل کے مطابق بدلہ دوں (کیا یہہ تمہیں ٹھوکر کا باعث ہی) فی الحقیقت تو یہہ ٹھوکر کی بات نہیں ہی بلکہ وہ بات ہی جس کے سبب برغبت میری طرف آنا چاہئیے پر اِسی کے سبب تم مجھہ سے ہٹتے ہو (ف) مسیح نے کہا تھا کہ میں آسمان سے آیا ہوں اور مجھہ میں الوہیت ہی اسوقت پھر اپنی الوہیت کو ظاہر کیا یہہ دکھلا کے کہ میں عارف القلوب ہوں گویا اپنے دعوے کا گونہ ثبوت بھی دیا پر موٹی سمجھہ کے آدمی کب خیال کرتے ہیں

62 (۶۲) پس اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے جہاں وہ آگے تھا دیکھوگے تو کیا ہوگا

(جہاں وہ آگے تھا) صاف فرماتا ہی کہ میں دنیا کا شخص نہیں میں ابن اللہ ہوں اور پہلے آسمان پر تھا وہاں سے یہاں آگیا ہوں (جاتے دیکھوگے) یعنے میں پھر آسمان پر جانیوالا ہوں اور آدمی مجھے آسمان پر جاتے دیکھینگے چنانچہ ایساہی ہوا بھی کہ شاگردوں نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا تھا (ف) اُنکا گمان تھا کہ وہ اپنا جسمانی گوشت ہمیں کھانے کو دیگا وہ فرماتا ہی کہ میں تو چلا جاؤنگا معہ اپنے جسم کے اور تمہاری آنکھیں میرے جسم کو اوپر جاتے دیکھینگی پس میرا مطلب یہہ نہیں ہی کہ تمہیں جسمانی گوشت کھانے کو دوں میرا مطلب روحانی گوشت سے ہی (ف ۲) اگسطین صاحب کہتے ہیں کہ خداوند کے فضل کو کوئی آدمی دانتوں سے نہیں کھاسکتا

تم نے یہہ بات سُن کے ٹھوکر کھائی کہ میں نے آپ کو زندگی کی روٹی بتلایا اور کہا کہ میں آسمان سے آیا ہوں اور جہان کو زندگی بخشتا ہوں اگر کوئی یہہ زندگی مجھہ سے لیا چاہے تو فرض ہی کہ میرا گوشت کھاوے اور میرا لہو پیوے

مگر جب تم مجھے آسمان پر جاتے دیکھوگے اور معلوم کروگے کہ کلمہ ازلی جو مجسم ہوا وہ اپنے جسم کو آسمان میں اُٹھالیگیا تو کیا یہہ نہیں ہوسکتا کہ وہی کلمہ جب مومنین کی ارواح میں سرایت کرے اور مومنین اُس میں پیوند ہو جاویں تو کیا وہ آسمان میں نہیں جاسکتے ۔ تم نے میری ظاہری غریبی دیکھہ کے ٹھوکر کھائی جب میری سرافرازی دیکھوگے تو کیا ہوگا ضرور

نادم ہوگئے یہہ کہکے کہ وہ تو سچا تھا مگر ہم نے اپنی بے ایمانی سے اپنا نقصان کیا ہے (ف) جب کہ مسیح اپنا جسم لیکے آسمان پر چڑھگیا ہے تو یقیناً وہ جسمانی طور پر کھایا نہیں جاتا مگر روحانی طور پر جو ایمان سے ہم اُس کے ساتھ وصل ہوتے ہیں اُسکا گوشت کھانا ہے

۶۳ (۶۳) روح ہے وہ جو جلاتی ہے جسم سے کچھہ فایدہ نہیں یہہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں روح اور زندگی ہیں

(روح ہے وہ جو جلاتی ہے) یعنے میری روح ہے جو جہان کو زندگی بخشتی ہے میں نے جسمانی گوشت وخون کا ذکر نہیں کیا (جسم سے کچھہ فایدہ نہیں) یعنے جسمانی گوشت کے کھانے سے زندگی نہیں آتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں جو مسیح ہوں مجھہ میں روح ہے جو خداوند ہے (۲ قرنتی ۳-۱۷) اور مجھہ میں جسم بھی ہے جس میں ساری الوہیت مجسم ہو رہی ہے (کلسی ۲-۹) پس میں اپنا جسم لیکر تو آسمان پر چلا جاؤنگا اور مجھہ میں جو الوہیت ہے وہ وہاں جائیگی جہاں سے آئی ہے اور اُس کے ساتھہ میرا جسم بھی سرفرازی پاکے چلا جائیگا پر وہ جو میری روح ہے جو اللہ ہے اور جلاتی ہے یعنے جس سے زندگی آتی ہے مومنین میں اُسی کے ساتھہ وصل ہونے کو میں نے نہیں کہا ہے اور وہ میرے جانے کے بعد بھی برابر مومنین میں زندگی بخش تاثیر کریگی
(یہہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں روح اور زندگی ہیں) یعنے روحانی باتیں ہیں اور زندگی کی باتیں ہیں جسمانی باتیں نہیں ہیں جس سے تم ٹھوکر کھاتے ہو اسوقت مسیح نے صاف صاف اپنا مطلب بتلا دیا تو بھی وہ اپنی ہٹ پر قایم رہے

۶۴ (۶۴) پر تم میں بعضے ہیں جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ یسوع ابتدا سے جانتا تھا کہ وہ جو ایمان نہیں لاتے کون ہیں اور کون اُسے پکڑوائیگا

میری روح جلاتی تو ہے مگر سب کو نہیں جلاتی صرف ایمانداروں کو جلاتی ہے اور تم میں بعضے ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اُن میں زندگی بھی نہیں آسکتی ہے
(یسوع ابتدا سے جانتا تھا) اِسلئے کہ وہ عالم الغیب تھا اور ہر آدمی کی حالت اُس پر ابتدا سے انتہا تک روشن تھی تب وہ سب کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور یہہ بات شاگردوں کو خوب معلوم ہوگئی تھی کہ وہ عالم الغیب اور سب کو پہچانتا ہے یہاں یوحنا رسول اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمہ دان تھا سب ایمانداروں اور بے ایمانوں کو بھی اور اپنے پکڑوانے والے شخص یہوداہ اسکریوطی کو بھی ابتدا سے پہچانتا تھا

اِسوقت ہم عیسائی لوگ جو مسیح کو عالم الغیب مانتے ہیں ہمارا عقیدہ برابر ہی رسولوں کے عقیدے کے جو مدت تک اُس کی خدمت میں رہے تھے (ف) اگرچہ مسیح سب کو پہچانتا تھا اور اپنے رد کرنے والے کو بھی جانتا تھا تو بھی اُس نے اپنی جان سب کے لیے دی اُس کی طرف سے سب کے لئے فضل ہوا پر حصہ اُس فضل میں صرف اُن لوگوں نے پایا جو ایمان لائے اور جو ایمان نہ لائے اور اب بھی نہیں لاتے ہیں اُنہوں نے اُس فضل کو جو اُن کے لیئے تھا پامال کیا ہی پھر ابد تک اُن کے لئے فضل نہیں ہی یا آنکہ موت سے پہلے ایمان لاویں

(۶۵) پھر اُس نے کہا اِسلئے میں نے تمہیں کہا کہ کوئی شخص سوائے اُس کے جسے میرے باپ کی طرف سے عنایت ہوا مجھہ پاس نہیں آسکتا ۶۵

آیت ۴۴ میں جو ارشاد فرمایا تھا پھر اُسی بات کو یاد دلاتا ہی پس اس آیت کی تفسیر آیت ۴۴ کے ذیل میں دیکھ لو

(۶۶) اُسوقت سے اُسکے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے اور بعد اُسکے اُسکے ساتھ نہ چلے ۶۶

(دیکھو اِن لوگوں کو بھی شاگرد کہا گیا ہی جنہوں نے ٹھوکر کھائی کیونکہ وہ بھی مسیح کے کچھہ پیرو ہوئے تھے اور اُس کے پیچھے گئے تھے کہ اُس کی سُنیں اور معجزے دیکھیں

(اُلٹے پھر گئے اُس کی سنگت چھوڑ دی اُسے ناپسند کیا مگر ناپسند کرنے کی وجہ جو اوپر مذکور ہی یہہ دکھلاتی ہی کہ اُنہیں لوگوں کی نادانی تھی کہ بڑی حکمت کو اُنہوں نے ناپسند کیا (ف) بعضے لوگ دین عیسائی سے پھر بھی جاتے ہیں لیکن ہمیشہ وہی لوگ پھر بھی جاتے ہیں جنہوں نے مسیح کو نہ پہچانا اور اُس کی تعلیم کو نہیں سمجھا یا وہ لوگ پھر جاتے ہیں جو اپنی بدخواہشوں کے زیادہ در پَے ہیں- آج تک کوئی پھر جانیوالا ہمنے ایسا نہ دیکھا اور نہ کوئی سُنا کہ معقول دلیل سے پھر گیا ہو ہمیشہ ملامت اُسکا حق ہی جو مسیح سے پھر گیا جس مرتد کا چاہو حال دریافت کر کے اِس بات کی تصدیق کر سکتے ہو جنہوں نے حقیقتاً مسیح کو مانا ہی وہ کبھی نہیں پھرتے الٰہی طاقت سے وہ آخر تک محفوظ ہیں- ایک فضل ہی جو کھوٹا فضل ہے ایک قسم کے زندہ لوگ ہیں جو مُردہ ہیں بعضے عیسائی ہیں جنکی بنیاد چٹان پر نہیں ہی سارے اِسرائیلی اِسرائیلی نہیں ہیں ہمارے پھول پھل نہیں دیتے بعضے گر جاتے ہیں ہر چمکنیوالی چیز سونا نہیں ہی

لوگوں کی حِسّیں اور ارادے مختلف ہیں مقاصد اور امیدیں اور خوشیاں اور دُکھہ قسم قسم کے ہیں بعضے ہیں جو زندگی کے دروازے تک پہونچ جاتے ہیں اور پھر واپس لوٹ آتے ہیں- دیماس و یہوداہ اسکریوطی اور لوط کی بی بی کو یاد کرو اور خدا سے مدد مانگو کہ ہمارے قدم زندگی کی راہ سے پھسل نہ جاویں

۶۷ (۶۷) تب یسوع نے بارہوں کو کہا کیا تم بھی چاہتے ہو کہ چلے جاؤ

(چاہتے ہو) یعنے اختیار باقی ہی اگرچہ خدا سے پھِر گئے ہو تو بھی خدا تعالیٰ آدمی کی مرضی پر اُسکے خلاف زور نہیں کرتا نیکی یا بدی کی طرف پھرنے کی طاقت موجود ہی (بارہوں کو کہا) پس معلوم ہوا کہ وہ پھر جانیوالے ان کے سوا اور لوگ تھے (ف) مسیح تو جانتا تھا کہ وہ کیا جواب دینگے پر اِس سوال سے اُنہیں آزمانے لگا تاکہ اُنہیں تعلیم دے کہ جھوٹھے بھائیوں کے درمیان رہتے ہو جن کی بدی کچھ مدت بعد ظاہر ہو جاتی ہی

۶۸ (۶۸) شمعون پطرس نے اُسے جواب دیا کہ ای خداوند ہم کس کے پاس جائیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں

(پطرس نے) پطرس اکثر سب سے پہلا تھا جواب دینے میں (متی ۱۶- ۱۶) (کس کے پاس جائیں) دیوتا تو بہت ہیں پیر و مرشد بھی بہت ہیں حاکم اور خداوند بھی بہت ہیں فقیر فقرا اور اہل زہد بھی بہت ہیں عالم اور فاضل لوگ بھی بہت ہیں پیغمبر بھی بہت ہیں پر ہم کس کے پاس جائیں ابدی زندگی دینے کی طاقت تو کسی میں نہیں ہی جس بات کے ہم طالب ہیں وہ تو سوا تیرے اور کسی کے پاس نظر نہیں آتی پھر ہم کس کے پاس چلے جاویں (ف) جب مسیح کو چھوڑنے کی آزمایش پیش آوے تو نہایت مناسب ہی کہ پطرس کا یہہ فقرہ یاد کیا جاوے کہ کس کے پاس جائیں کیا کوئی ہی جو مسیح سے بہتر ہی زمین آسمان میں کوئی ہی جس کے پاس جاویں خدا باپ کے پاس بھی مسیح کو چھوڑ کے نہیں جا سکتے کیونکہ بغیر مسیح کے صرف خدا تعالیٰ ہمارے لئے بھسم کرنیوالی آگ ہی (ف) مسیح کے دین میں دُکھ تو بہت ہی اور دینداروں کو بڑی ایذا پہونچتی ہی اور صلیب اُٹھانا ہوتا ہی لیکن اگر مسیح کو چھوڑ دیں تو کہاں جاویں۔ بے ایمان ہو جاویں یا ملحد بن جاویں یا توحید بغیر تثلیث کے قایل ہوں یا سوسینین ہو جاہیں یا رومن کتھولک بنجائیں یا اپنے خیالات کو مانیں یا دنیاوی معاملات میں پھنس جائیں یا ہندو مسلمان بن جاویں یا کسی حکیم کے خیالات پر چلیں یا ملنگ فقیر ہوں یا شیطان کے شاگرد ہو جائیں بتلاؤ کہاں جائیں ہم تو ابدی زندگی کی تلاش میں ہیں پر وہ تو سوا مسیح کے اور کسی کے پاس نہیں ہی

(ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں) باتیں تیرے پاس ہیں اور تو دینے کی طاقت بھی رکھتا ہی پر تجھے چھوڑ کے کہاں جائیں پطرس نے بہت خوب کہا اور حقیقت میں یوہی بات ہی

۶۹ (۶۹) اور ہم تو ایمان لائے ہیں اور جان گئے ہیں کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے

(ایمان لائے ہیں) ہمارے دل کا بھروسا تجھ پر قایم ہو گیا ہے (اور جان گئے ہیں) تیری تعلیم سے اور تیرے معجزوں سے اور تیری پاکیزگی سے اور تیری ساری حالت پر غور کرنے سے (کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے) یہی اقرار پطرس نے (متی ۱۶-۱۶) میں کیا تھا اور اسیطرح مارتھا نے کہا تھا (۱۱-۲۷) (ف) پطرس کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں یعنے ہم سب جو بارہ ہیں مگر ایک اُنمیں شیطان تھا یعنے یہوداہ اسکریوطی پر یہہ اُسکی باطنی حالت اسوقت پطرس پر پوشیدہ تھی اور اسیواسطے آیت آیندہ میں مسیح نے بتلا دیا کہ ایک تم میں شیطان ہے اور سب ایماندار ہیں تو بھی پطرس نے درست کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں کیونکہ سب ایمان لائے تھے صرف ایک آدمی بے ایمان تھا پر وہ بھی اُسوقت ایمان کا مدعی تھا (ف ۲) پطرس نے اقرار کیا کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے یعنے تو اللہ ہے اسلئے کہ اللہ کا بیٹا ہے نور سے نور ہے اور تو مسیح ہے لیکن ابتک پطرس مسیح کی موت اور اُسکے کفارہ سے ناواقف تھا اور نہیں جانتا تھا کہ مسیح ہمارے گناہوں کے بدلے میں مریگا ہو سکتا ہے کہ آدمی کا دل خدا کی طرف سیدھا ہو اگرچہ وہ بڑی ضروری تعلیمات سے ناواقف ہو لیکن وہ جسکا دل سیدھا ہے خدا سے ہدایت پاتا ہے اور سب مشکلات اُس کے حل ہو جاتے ہیں

۷۰ (۷۰) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا میں نے تم بارہوں کو نہیں چُنا اور ایک تم میں سے شیطان ہے

(اُنہیں جواب دیا) اگرچہ ایک بولا تھا مگر جواب سب کو دیا گیا اسلئے کہ وہ اکیلا سب کی طرف سے بولا تھا (کیا میں نے تم بارہوں کو نہیں چنا) یعنے میں نے چنا ہے تمہیں رسالت کے کام کے لئے نہ ابدی زندگی کے لئے البتہ ابدی زندگی کے لئے گیارہ کو چنا ہے بارھواں اور ہے جو آویگا (ایک تم میں شیطان ہے) میں اُسے بھی جانتا ہوں کیونکہ سب کے انجام سے واقف ہوں اگرچہ وہ ایک بھی مدعی ایمان کا تمہارے ساتھ ہے پر وہ حقیقت میں شیطان ہے (ف) شیطان ہے یعنے ملامت کرنے والا ہے (۲ تمطاؤس ۳-۱) جو اپنے دنیاوی نفع کے لئے طیار ہے اور اپنے خاوند کے پکڑوانے کو اُٹھیگا (ف ۲) اگر کوئی نصیحت یہوداہ اسکریوطی کے لئے مفید تھی کہ اُسکے بُرے خیالات سے اُسے باز رکھے تو اسوقت ہو سکتا تھا کہ وہ باز آتا اور سمجھ جاتا پر اُسنے آپ کو بدی کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا (امثال ۲۹-۱) (ف ۳) نہیں لکھا کہ شیطان کو دل میں رکھتا ہے مگر آنکہ خود شیطان ہے یعنے شیطان اُسپر یہاں تک غالب ہے کہ گویا وہ خود شیطان مجسم ہو گیا ہے (ف ۴) شاید کوئی کہے کہ خداوند یہہ پہچان کے بھی اُسے کیوں رسول رہنے دیتا ہے اور جب وہ چور ہے تو کیوں اُسکے پاس تھیلی رکھتا ہے۔ اسلئے کہ ایسے لوگ کلیسیا میں ہر وقت رہینگے یہہ نمونہ ہے جو اسوقت چھوٹے جھنڈ میں پایا گیا ہے اور اسلئے بھی

اُسے رہنے دیا تھا کہ صلیب کے وقت ایک شریر گواہی دے کہ مسیح میں کوئی گناہ پایا نہیں گیا اور کوئی خیال نہ کرے کہ ان چند شخصوں نے ملکے سازش باندھی تھی اور یوں یہہ دین جاری کیا تھا اُسنے ایک دشمن کو ہر وقت ساتھہ رکھا تاکہ سب کچھہ دیکھے اور اگر کوئی بات بُری تھی تو اپنے ہمجنسوں میں اُسکا ذکر کرے یہہ بڑی حکمت تھی مسیح نے اُسے عمداً رہنے دیا اور یہاں فرماتا ہی کہ میں نے تم بارہ کو چنا ہی اور ایک ایسے کو بھی چُن کے رکھہ لیا ہی (ف) مسیح نے پطرس کو بھی ایکدفعہ بطور جھڑکی کے شیطان کہا تھا (متی ۱۶–۲۳) اور یہہ اُسوقت کہا تھا کہ جب مسیح مرنے پر جاتا تھا اور پطرس اُسے مرنے سے روکتا تھا تاکہ نجات کی راہ نہ کھولے اگرچہ پطرس نے جسمانی پیار کی بات کہی تھی پر حقیقت میں اِس بات سے کہ مسیح نہ مرے شیطان کا مطلب نکلتا تھا گویا شیطان نے یہہ بات اُسکے مُنہہ سے کہلائی تب مسیح نے بڑی خفگی ظاہر کرکے اُسے جھڑک دیا یہہ ویسی بات نہ تھی جیسی یہوداہ کے حق میں کہی گئی پر ایسی بات تھی جیسے مہربان باپ نادان بچہ کو اُس کی نامناسب حرکت پر جھڑکتا ہی

۷۱ (۷۱) اُس نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اِسکریوطی کی بابت کہا کیونکہ وہی اُسکو پکڑوانے چاہتا تھا اور اُن بارہوں میں سے تھا

(یہوداہ اسکریوطی) اِسکریوط ایک شہر ہی اور یہہ یہودا وہاں کا باشندہ تھا اِس لفظ کے سبب وہ جدا کیا جاتا ہی دوسرے یہودا سے جو رسول تھا (بارہوں میں سے تھا) جو اِنجیل کے ساتھ تھے اور معجزے بھی کرتے تھے کہ اِنجیل کی سچائی کو ثابت کریں تو بھی ایسے آدمی نے یہہ کچھہ کیا کوئی خدمت اور نعمت نہیں ہی جو ہماری سلامتی کا نشان کامل ہو مگر وہ روحانی فضل جو ہماری روحوں پر مسیح سے ہوتا ہی وہی ابدی خوشی اور نیک بختی کا باعث ہی ایمان اور نیک چلن بھی کچھہ چیز ہی جو آدمی کو اِنجیل کی برکات کے لایق بناتا ہی ورنہ بڑے بڑے عہدہ دین کے پاکے بھی لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں جب ایمان نہیں ہی

ساتواں باب

۱ (۱) اِس کے بعد یسوع جلیل میں سیر کرتا رہا کہ یہودیہ میں سیر کرنا نہ چاہا اِسلئے کہ یہودی اُسکے قتل کی فکر میں تھے

یوحنا کی اِنجیل میں اگر (۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶) باب کو چھوڑ کر دیکھیں تو معلوم کرینگے کہ مسیح کے سب کام یروشلم میں یا اُسکے نزدیک

بیان ہوئے ہیں لیکن اسوقت وہ جلیل میں تھا (۶-۹۵) اور وہاں اِس سبب سے رہا تھا کہ یہودی اُس کی قتل کی فکر میں تھے (۵-۱۸) اُنکے گمان میں اُسنے سبت کو نہ مانا تھا اور آپ کو خدا کے برابر بتلایا تھا (ایسے ۱۳) اور اِس باب میں یہہ ذکر ہی کہ خداوند عید خیمہ کو جاتا ہی پر یہودیوں کی وہی دشمنی قایم ہی جسپر (آیت ۲۱) میں اشارہ ہی کہ وہی دشمنی جو بیت حسدا کے لنگڑے کی صحت کے وقت ہوئی تھی قایم ہی یہاں انسانوں کی بدی اور مسیح کے صبر کو دیکھتے ہیں کہ لوگ نہ اُسے جواب دیسکتے ہیں نہ اُسکا مُنہہ بند کرسکتے ہیں اور نہ عوام کو اُسکی تعلیم سُننے سے روک سکتے ہیں پر مارنے کی فکر میں ہیں

۲ (۲) اور یہودیوں کی عید خیمہ نزدیک آئی

(عید خیمہ) یہہ عید ساتویں مہینے کی ۱۵ تاریخ کو ہوتی تھی جسوقت زمین کا حاصل کاٹ کر جمع کرتے تھے (احبار ۲۳-۳۴ و ۳۹ خروج ۲۳-۱۶) اِسی عید کے دنوں میں سات دن تک خیمہ میں رہتے تھے اُس بات کی یادگاری میں کہ چالیس برس بیابان میں مصر سے کنعان تک خیموں میں گذرے تھے

یہہ عید ماہ ستمبر یا اکتوبر میں ہوتی تھی اِس عید کے ہر دن میں یہودی لوگ قربانگاہ کے گرد طواف کرتے تھے اور ہوشعنا ہوشعنا کہتے تھے اور ہاتھوں میں کھجور کی ڈالیاں رکھتے تھے اِسبات کی یادگاری میں کہ بیابان میں چٹان سے پانی بہا تھا (آیت ۳۷) اور یہہ مسیح کی موت اور روح القدس کے فیضان کا نمونہ تھا اور خود عید خیمہ نمونہ تھا اُس بات کا جسکا ذکر (مکاشفات ۲۱-۳) میں ہی کہ جب نیا آسمان اور نئی زمین جلال میں ظاہر ہونگے اور خدا کے لوگ ابدی خیموں میں داخل ہونگے تب خدا کا خیمہ آدمیوں کے ساتھ ہوگا۔ یہہ عید خیمہ مسیح کے دُکھ اُٹھانے سے چھہ سات مہینے پہلے ہوئی تھی یعنے آیندہ فسح جو ماہ مارچ میں ہوئی جس میں خداوند مصلوب ہوا اسکے چھہ سات ماہ بعد آنیوالی تھی

۳ (۳) تب اُسکے بھائیوں نے اُس سے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا تاکہ اُن کاموں کو جو تو کرتا ہی تیرے شاگرد بھی دیکھیں

(بھائیوں نے) کچھ معلوم نہیں کہ کس رشتہ کے بھائی تھے چچیرے یا سوتیلے یا اُس کی والدہ کے فرزند اِس بات کا ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ اب تک اِن بھائیوں میں اچھی طرح سے ایمان نہیں تھا جب مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا تب اُن میں ایمان آیا تھا یہہ بھائی چاہتے تھے کہ مسیح اُنکے پاس سے چلا جاوے اور یہودیہ میں جاوے جو مشہور جگہہ تھی تاکہ وہاں کے اہل شرع لوگ اُسے آزماویں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہی یا نہیں (تیرے شاگرد بھی دیکھیں) یعنے جو لوگ تجھپر ایمان لاتے ہیں وہ بھی تیرے

معجزوں کو دیکھیں (ف) رشتہ دار لوگ اکثر دینداروں کو رد کا کرتے ہیں اور نیک لوگوں کے رشتہ دار اکثر زمانوں میں بےفضل پائے گئے ہیں دیکھو ہابیل اور اضحاق اور یعقوب و یوسف و داؤد کے بھائیوں کو کہ کیسے بے دین لوگ تھے کوئی آدمی اپنے اقارب کو فضل نہیں بخش سکتا ہمیشہ فضل الٰہی براہ راست انسان کے دل پر آتا ہے جب اسکا دل فضل پانے کے لایق ہوتا ہے کبھی کبھی اچھے رشتہ دار بھی اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے تب بہت آرام اور خوشی ملتی ہے

مسیح کے بھائیوں نے بہت کچھ دیکھا اور سنا پر فضل اب تک نہ پایا تو بھی خدا کا شکر ہے کہ آخر کو فضل پایا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اُسکا بھید اُنپر کھل گیا اور اُنہوں نے سرفرازی پائی (اعمال ۱-۱۴)

۴ (۴) کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ جو کچھ کام چھپکے کرے اور چاہے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہہ کام کرتا ہے تو اپنے تئیں جہان کو دکھا

یعنے جلیل اس لایق جگہ نہیں ہے کہ تو یہاں اپنا جلال ظاہر کرے یہودیہ اس لایق ہے جہاں کثرت سے یہودی عالم رہتے ہیں پس تو وہاں جا اور سب پر ظاہر ہو اور دنیا کے دستور کے موافق کر (ف) مسیح تو ضرور مشہور ہونے کو بلکہ دنیا کی حدوں تک اپنا نام ظاہر کرنے کو آیا تھا اور اُس نے کیا بھی مگر اُسے ضرور تھا کہ فسح معینہ پر صلیبی دُکھ اُٹھاوے اور آدمیوں کے لئے نجات کی راہ کھولکے آپ کو مشہور کرے اور جب تک وہ وقت نہ آوے ذرا یہودیوں سے کچھ الگ رہے کہ اُس کام میں ہرج واقع نہو جو صلیب سے پہلے کرتا ہے پر یہہ لوگ جو اِن بھیدوں سے ناواقف ہیں چاہتے ہیں کہ وہ ابھی مشہور ہووے اور وقت سے پہلے باہر نکلے

۵ (۵) کیونکہ اُس کے بھائی بھی اُسپر ایمان نہ لائے

جنہوں نے زیادہ معجزے دیکھے تھے اور جن کے پاس مدد ایمان کا بڑا وسیلہ تھا سبب اسکا یہہ ہے کہ انسان کی سخت دلی بہت ہے اور کوئی آدمی اپنی طرف سے ایمان نہیں لاسکتا جب تک خدا کی طرف سے فضل کا شروع اُسکے لئے نہ ہو۔ دیکھو اپنوں نے بھی اُسے قبول نہ کیا اور اُس کی تحقیر کی

۶ (۶) تب یسوع نے اُنہیں فرمایا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا پر تمہارا وقت ہر دم بنا ہے

(میرا وقت ہنوز نہیں آیا) میرا وقت صلیبی موت کے بعد اور جی اُٹھنے اور صعود کے بعد آویگا کہ آپ کو دنیا پر ظاہر کروں

(پر تمہارا وقت ہر دم بنا ہی) تم ہر وقت نجات کے محتاج ہو میں نجات دینیوالا ہوں تم نجات لینیوالے ہو میں نجات کا اشتہار ایک خاص وقت پر آشکارا کرونگا مگر تم جو اُسکے لینیوالے ہو ہر وقت اُسکا فکر کرو
اِسوقت تم مجھے کہتے ہو کہ عید میں جا پر میں ابھی نہ جاؤنگا اِس لئے کہ میرا وقت وہاں جانے کا ابھی نہیں آیا ہی کچھہ عرصہ کے بعد آویگا تمہارا وقت بنا ہی جب چاہو یروشلم میں جاؤ (ف) عیسائیوں کے شادیانہ بجانے کا وقت بھی ابھی نہیں آیا ہی لیکن آویگا جب خداوند مسیح پھر آویگا ابھی عیسائی خاکسار سے معلوم ہوتے ہیں اُسوقت جلال میں ظاہر ہونگے

(۷) دنیا تم سے عداوت نہیں رکھتی پر مجھہ سے عداوت رکھتی ہی کیونکہ میں اُسپر گواہی دیتا ہوں کہ اُسکے کام بُرے ہیں ۷

(دنیا) یعنے اہل دنیا جن کی نئی پیدایش نہیں ہوئی ہہوں۔ نے دلی پاکیزگی نہیں پائی (تجھہ سے عداوت رکھتی ہی) اور میرے لوگوں سے بھی جنکی نئی پیدایش ہو جاتی ہی (تم سے عداوت نہیں رکھتی) کیونکہ ایک باز دوسرے باز کی آنکھہ نہیں نکالتا تم اور وہ ہمجنس ہو مزاج خیال اور عادت میں پس تمہارے ساتھہ اُنکی کچھہ مخالفت نہیں ہی (ف) اِسوقت مسیح کے بھائیوں نے انجیل پھیلانے میں حصّہ نہیں پایا تھا اور دنیا کی دشمنی کے سزاوار نہ تھے پر وہ اُن کی دشمنی کا سزاوار تھا (کیونکہ میں اُسپر گواہی دیتا ہوں) اپنی تعلیم میں اور چلن میں اور گواہی یہہ دیتا ہوں کہ (اُسکے کام بُرے ہیں) اہل دنیا کے بُرے کاموں کو ظاہر کرتا ہوں کہ یہہ کام بُرے ہیں اُنسے باز آنا چاہئے اور یہہ سبب دشمنی کا ہی پس یہہ دشمنی نہ کسی میرے قصور کے سبب سے ہی لیکن اِس سبب سے کہ میں اُنکا قصور بتلاتا ہوں اور وہ اس سے جلتے ہیں

(۸) تم عید میں جاؤ میں ابھی عید میں نہیں جاتا کہ میرا وقت ہنوز پورا نہیں ہوا ۸

میرا ابھی نہ جانا تمکو نہ روکے کیونکہ میں اپنے جانے کا مناسب وقت جانتا ہوں (ف۱) مسیح عین عید کے درمیان ہفتہ کے تیسرے یا چوتھے دن گیا تھا وہ عید کے پہلے دن نہیں گیا (آیت ۱۴) کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پہلے دن میں یہودی اُسے تلاش کرینگے کہ ایذا دیں (آیت ۱۱)
پس وہ چاہتا تھا کہ بھائیوں کے ساتھہ نہ جائے تاکہ جہاں وہ تلاش کریں پایا نہ جاوے وہ نہیں چاہتا تھا کہ وقت سے پہلے مرے کیونکہ قربانی عین وقت پر ضرور تھی (ف۲) ضرور ہی کہ ہر ایماندار خدا کے لئے مرنے کو ہر وقت طیار رہے لیکن نہیں چاہئے کہ اپنی زندگی کو وقت سے پہلے پھینکدے اور اُس کی کچھہ قدر نہ جانے بلکہ ضرور ہی کہ اپنی زندگی کو بڑی قیمت

کے لئے فروخت کرے (ف۳) یہہ بھی ضرور ہے کہ آدمی اپنے کام اور خدمت کی طرف دیکھے اور اپنی حفاظت بھی کرے تاکہ کلیسیا
کو دیر تک مفید ہو پر جب خدا بلاوے خوشی سے جاوے نہ اہل دنیا کی مانند ہائے ہائے کرتا ہوا کہ ہائے مجھ سے دنیا دور ہوتی ہے

9 (۹) سو وہ یہہ باتیں اُنہیں کہکے جلیل میں رہا

ناگوار سنگت سے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ کسی فایدہ کے لئے اگر ہم کچھ عرصہ تک ساتھیوں سے الگ رہیں تو اچھا ہے

10 (۱۰) لیکن جب اُس کے بھائی روانہ ہوئے تھے وہ بھی عید میں گیا ظاہراً نہیں بلکہ چھپکے

(عید میں گیا) اپنے باپ کے حکم کی فرمانبرداری کرکے نہ بھائیوں کے کہنے سے جو دنیاوی مطلب سے بولتے تھے
(خروج ۲۳-۱۷) حکم تھا کہ تمام مرد خدا کے سامنے حاضر ہوں جب کہ کھیتوں کا پھل اندر لایا جاوے۔ مسیح شریعت کے تحت میں
پیدا ہوا اور شریعت کی ساری باتوں کو بجا لایا تاکہ ہمیں آزادگی بخشے
(چھپکے گیا) کیونکہ علانیہ جانے کا وقت اب تک نہ آیا تھا کہ آپ کو آدمیوں کے غضب کے حوالہ کرے اسوقت تو چھپ کے
گیا تھا کہ زیادہ مشہور نہو مگر جب اُسکا وقت آیا تو بڑی دلاوری سے اور چستی کے ساتھ یروشلم کو چڑھگیا تھا اور شاگردوں کے آگے
آگے دلاوری سے چلا جاتا تھا ایسا کہ شاگرد متعجب تھے (مرقس ۱۰-۳۲) (ف) اسوقت یہہ سفر مسیح کا آخری سفر سے پہلا سفر تھا

11 (۱۱) تب یہودی عید میں اُسے ڈھونڈھنے لگے اور کہا کہ وہ کہاں ہے

وہ جانتے تھے کہ وہ اپنے دستور پر عیدوں میں ہمیشہ حاضر ہوتا ہے اِسلئے ڈھونڈھتے تھے۔ یہودیوں کے حاکم جو اُسکے
خون کے پیاسے تھے عید کے اوایل میں اُسے تلاش کرتے تھے کہ کسی طرح مار ڈالنے کا موقع پاویں اور یہہ کہتے تھے کہ (وہ
کہاں ہے) یہہ کیا اچھا سوال ہے چاہئے کہ اِسوقت بھی خدا پرست لوگ گرجے کی بندگی میں اور دعاؤں میں اور دینی مجالس میں
اور بڑے فصیح واعظوں کے وعظ میں ایسا سوال کریں کہ وہ کہاں ہے وہ جو سب سے پہلا ہے جس پر سب کچھ موقوف ہے وہ کہاں ہے
اگر سب کچھ ہے اور وہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے اور جب وہ ہے تو سب خیر ہے

12 (۱۲) اور لوگوں میں اُس کی بابت بڑی تکرار تھی بعضے کہتے تھے کہ وہ نیک آدمی ہے
اور کتنے کہتے تھے کہ نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے

پس نہ صرف یہود کے حکام اُس کے منتظر تھے مگر عوام الناس بھی اُس کے منتظر تھے کسی نے اُسے سچّا اور کسی نے اُسے گمراہ کنندہ بتلایا کیونکہ مسیح یسوع بعض کے لئے زندگی کی خوشبو ہے اور بعض کے لئے موت کی بو ہے (۲ قرنتی ۲-۱۶) (ف) جہاں کہیں مسیح کا دین جاتا ہے لوگوں کے دل کا حقیقی حال معلوم ہو جاتا ہے بعضے اُسے پسند کرتے ہیں اور بعضے پسند نہیں کرتے ہیں اور یہہ حرکت جو انجیل سے اُنکے خیالات میں پیدا ہوتی ہے یہہ زندگی کا نشان ہے کہ وہاں ضرور زندگی آتی ہے اور جہاں کہیں کچھ حرکت نہیں ہے سب کچھ چپ چاپ ہے وہاں موت ہے (ف) سورج کی دھوپ بدبو اور بیماری کو جھیلوں سے باہر نکالتی ہے تو بھی سورج کا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ جہاں اناج کا کھیت ہے وہی دھوپ وہاں زرخیزی کا باعث ہے انجیل کی نہ صرف ایک ہی تاثیر ہے کہ وہ بعضوں کو زندگی بخشتی ہے مگر اُس کی اور تاثیریں بھی ہیں جو اشرار اور کج فہموں پر ہوتی ہیں اور وہ سب تاثیریں بھی اُس کی حقیت پر گواہ ہیں

۱۳ (۱۳) لیکن یہودیوں کے ڈر سے کوئی شخص اُس کی بابت ظاہراً نہ کہتا تھا

چپکے چپکے اُس کی بابت آپس میں بات چیت کرتے تھے کیونکہ جو لوگ مسیح کو بُرا کہتے تھے ضرور حکام یہود اُنکے دوست تھے پر جو اُسے بھلا بتلاتے تھے اُنہیں یہودیوں کا بہت خوف تھا کہ عبادت خانہ سے نکالینگے یا ایذا پہونچاینگے

اب بھی مسیح کی بابت ہندو مسلمان ذکر کرتے ہیں وہ جو بے دھڑک بُرا کہتے ہیں خوب بکتے ہیں پر وہ جو اُس کی تعریف کرتے ہیں چپکے چپکے بولتے ہیں مبادا کہ قوم میں مطعون ہوں لیکن یہہ زندگی کی حرکت ہے جو چپ چاپ موثر ہے جیسے درخت چپ چاپ بڑھتے ہیں ویسے ہی کلیسیا چپ چاپ بڑھتی ہے

۱۴ (۱۴) اور جب عید آدھی گذر گئی یسوع نے ہیکل میں جاکے تعلیم دی

۱۴ سے ۳۰ تک خداوند کا وہ کام مذکور ہے جو اُسنے عید خیمہ پر کیا

(عید آدھی گذر گئی) سات دن عید تھی تو ضرور چوتھے دن آیا ہوگا عین وقت پر اُسوقت پر سب دنوں سے زیادہ ہجوم ہوتا تھا عید کے زور کا وقت تھا (ہیکل میں جاکے تعلیم دی) یہہ وہی جگہ تھی جہاں یوسف اور مریم نے بارہ برس کی عمر میں اُسے معلمان دین سے حیرت افزا بحث کرتے پایا تھا (لوقا ۲-۴۶)

۱۵ (۱۵) تب یہودی تعجب سے بولے کہ اِس مرد کو بغیر پڑھے کیونکر کتابوں کا علم ہے

(بغیر پڑھے) مسیح کبھی کسی کا شاگرد نہیں ہوا اُسنے یہودی معلموں کے پاؤں کے پاس بیٹھکر کبھی تعلیم نہیں پائی جیسے

پولوس نے پائی تھی (تعجب سے بولے) اور تعجب اِس بات پر تھا کہ خدا کی شریعت کا علم بے پڑھے اِس شخص کو کیونکر آ گیا ہے اور نہ صرف حرف کا علم مگر روحانی بھید اور شریعت کے مغز سے کیونکر واقف ہو گیا ہے (ف) محمد صاحب کی نسبت بھی بعضے مسلمان جو بنگال میں ایسا تعجب کرتے ہیں مگر ہم اُسکی نسبت بالکل تعجب نہیں کرتے ہیں اِسلئے کہ محمد صاحب میں صرف لفظی فصاحت تھی کہ اپنی زبان کے محاورات اور فقرے ۴۰ برس کی عمر میں اُنہوں نے کچھہ فصیح طور پر سُنائے تھے لیکن شریعت الٰہی کا علم اور کلام کے بھید وہ نہ جانتے تھے اکثر اُنکے بیانوں میں غلطیاں ہیں اور اُسی درجہ کی اُنکی دانائی تھی جو اکثر ناخواندوں اور ذہین لوگوں کی ہوتی ہے پر زبان کی فصاحت کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہر ملک میں بعض ناخواندہ اشخاص ایسے ذہین اور فصیح پائے جاتے ہیں جو تیز طبع ہیں اور شاعرانہ ملکہ رکھتے ہیں پر مسیح خداوند بے پڑھے کلام الٰہی کے صحیح اسرار کھولنے میں تعجب کا باعث تھا

(کتابوں کا علم) یعنے لکھے ہوئے نوشتوں کا بھید۔ یہہ لکھے ہوئے نوشتے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے لکھوائے ہیں اور جہان کو عطا کئے ہیں خدا کی مرضی آدمیوں پر ظاہر کرتے ہیں اور یہہ بہت بڑی قیمتی چیزیں ہیں جو کوئی اُنپر توجہ نہیں کرتا بڑی نعمتوں سے محروم رہتا ہے یہہ نوشتے مسیح کو ظاہر کرتے ہیں اور زندگی کی راہ دکھلاتے ہیں (۲ تمطاؤس ۳ – ۱۵) (ف) مسیح نے انسان ہو کے انسانی حالت کی بابت تو ضرور مثل سب بچوّں کے کچھہ اپنی والدہ سے سیکھا تھا اور عبادت خانوں میں بھی برابر گیا اور پاک نوشتوں کو سُنا اور پڑھا اور اُس کی انسانیت پر بے کنارہ خدا کی روح بھی نازل ہوئی تھی یعنے وہی روح جس سے پنتکوست کے دن بے پڑھے شاگرد عالم ربانی ایک دم کے دم میں ہو گئے تھے تو بھی مسیح کی اتنی واقفیت کا چشمہ وہ یگانگی الٰہی تھی جو وہ ازل سے باپ کے ساتھ رکھتا تھا (ف ۲) سوائے پاک نوشتوں کے مسیح نے کبھی کسی دوسری کتاب کا نام نہیں لیا دنیا کی تواریخ پر بیبل سے الگ کبھی اشارہ بھی نہیں کیا نہ شاعروں کے اشعار اور نصایح سے کچھہ نکالا نہ علم ریاضی اور ہیئت اور دیگر علوم دنیاوی اور غیر زبانوں پر کبھی متوجہ پایا گیا وہ ہمیشہ دین کی بابت بولا اور اُس حد سے کبھی نہیں نکلا اسی مرکز سے اُسنے تمام دنیا پر روشنی ڈالی اور دنیا کو ایسا سکھلایا کہ گویا اُسنے انسانوں سے کبھی کچھہ نہیں سیکھا وہ کبھی دنیا کا کسی چیز کے لئے احسانمند نہیں ہوا اور وہ ایسا بولتا تھا کہ وہ نہ صرف سچائی کو جانتا ہے مگر خود مجسم سچائی ہے اُسنے اختیار والے کی مانند تعلیم دی کہ وہ خود مالک اور مختار شریعت کا اور سارے جہان کا تھا اُسنے کہا کہ میری باتوں کی اطاعت فرض ہے اور میری نافرمانی خدا کی سرکشی ہے میں معلم بھی ہوں اور سزا و جزا دینے والا بھی میں ہوں میں منزل ہوں اور میں ہی منزل مقصود ہوں اور میں ہی رہنما ہوں (ف ۳) یہودیوں نے مسیح پر دو عیب لگائے تھے پہلا عیب ربیوں کی طرف سے یہہ تھا کہ اُس نے حسب دستور تعلیم نہیں پائی لیکن اُسنے تو خدا کے اسکول میں ایسی تربیت

پائی تھی کہ حسب دستور ترتیب پانیوالوں کو خوب ہی سکھلایا دوسرا عیب حسب نسب والوں نے یہہ لگایا تھا کہ وہ چھوٹی ذات کا ہی خاندانی نہیں ہے کیونکہ وہ غریب آدمی کے گھر میں تولد ہوا تھا اگرچہ وہ غریب داؤد بادشاہ کے خاندان سے تھا مگر دنیاوی افلاس اور حقیر پیشہ کے سبب آسودہ لوگوں کی نظر میں حقیر تھا جیسے دنیا کا دستور دیکھا جاتا ہے لیکن مسیح نے اِس اعتراض کا جواب یہہ دیا کہ میں آسمانی شخص ہوں اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی بیٹا ہوں جس کی برابری کوئی دنیا کا اشراف نہیں کر سکتا

۱۶ (۱۶) یسوع نے اُنہیں جواب میں کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ اُسکی ہے جسنے مجھے بھیجا ہے

(میری نہیں) کہ گویا میں صرف ایک انسان ہو کے اپنی طرف سے بولتا ہوں یا مدرسوں میں پڑھکر آیا ہوں یا میں نے کتابوں سے کچھہ نکالا ہے یا آدمیوں نے مجھے سکھلایا ہے مگر اللہ کی تعلیم ہے (جسنے مجھے بھیجا ہے) آسمان سے زمین پر (ف) باپ اور بیٹا دو شخص ہیں جن کی ماہیت ایک ہے اور مسیح ابن اللہ ہو کے باپ سے نکلا ہے اور باپ کی مرضی سے اللہ ہو کے پورا واقف ہے (ف) نبیوں پر الہام سے خدا نے اپنی مرضی ظاہر کی تھی اور ہم لوگ ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں اور روح سے طاقت پاتے ہیں پر مسیح اللہ کی ذات میں سے تھا جو دنیا میں بھیجا گیا تھا آسمان سے

مسیح نے کہا کہ میری تعلیم اللہ کی تعلیم ہے پس ہم بھی جب مسیح کی باتیں سُناتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہہ تعلیم اللہ کی ہے نہ ہماری اور ہمیں لازم ہے کہ آسمانی باتیں سُناویں نہ اپنی عقل سے

۱۷ (۱۷) وہ شخص جو اُس کی مرضی پر چلا چاہے جانے گا کہ یہہ تعلیم خدا کی ہے یا کہ میں آپ سے دیتا ہوں

(چلا چاہے) اِس پر زور ہے اُس خیال کے دفع کرنے کے لئے جو کسی کے ذہن میں آجاوے کہ ہم کیونکر جانیں کہ یہہ تعلیم خدا سے ہے۔ جواب یہہ ہے کہ اگر کسی کا دل الٰہی تعلیم کا شوقین ہے تو وہ دل خود پرکھہ سکتا ہے (امثال ۲-۱ سے ۵) کو پڑھو (ف) جس دل میں یہہ نیت اور ارادہ ہے کہ اللہ کی مرضی پاؤں وہ اپنے جسمانی اغراض کی پابندی چھوڑ کے محض راستی کا طالب ہوتا ہے اور وہ اس لایق ہو جاتا ہے کہ الٰہی سچائی اُس کے سامنے ظاہر ہو کیونکہ سچائی کے خلاف جو باتیں دل کی آنکھوں کے سامنے آڑ ہوتی ہیں وہ ہٹ جاتی ہیں (ف) دنیاوی تعصب اور جوش اور بدخواہشیں انسان کو روکتی ہیں کہ وہ سچائی کو پہچانے اور ایسوں کو خدا اُن کی نابینائی میں چھوڑتا ہے اِسلئے کہ وہ خدا کے خواہان نہیں ہیں (ف) جو کوئی دل سے اللہ کا طالب ہے اُس کی روح کو صرف یہی تعلیم یقین کرا سکتی ہے کہ اللہ سے ہے اور یہہ بات بہت ہی

درست ہو آج تک یہہ تعلیم صرف اُنہیں پر کھلتی ہو جو سچائی سے الٰہی مرضی کے طالب ہیں (ف) یہہ شرط کہ جو کوئی اُس کی مرضی پر چلا چاہے وہی اُس تعلیم کو پہچانے گا الٰہی عدالت کے قانون سے نہایت خوشی کی شرط ہو (ف) باپ اور بیٹے کی ایک ہی تعلیم ہو جو کوئی باپ کی مرضی کا طالب ہو وہی بیٹے کی تعلیم کو سمجھہ جاتا ہو اور قبول کرلیتا ہو الٰہی مرضی انسانی مرضی کو جگاتی ہو تب وہ الٰہی مرضی سے آگاہ ہو جاتا ہو (ف) پاسکل صاحب کہتے ہیں کہ دنیاوی معاملات میں اول اُنکی شناخت پھر اُن کی محبت ہوتی ہو مگر روحانی معاملات میں اول محبت کرتے ہیں پھر پہچانتے ہیں اول چاہئے کہ ہم خدا کی طرف پھریں تاکہ اُسکی مرضی کو پہچانیں اگر ہم پہلے خدا کی مرضی کے جویاں نہ ہوں تو سچائی کی پہچان تک نہیں پہونچتے ہیں جو کوئی زیادہ روشنی کا طالب ہو چاہئے کہ وہ خدا کی مرضی پر عمل کرنے میں زیادہ کوشش کرے (۸-۱۲ و ۲۸ و ۳۱ و ۳۲) پھر دیکھو پولوس رسول کیا کہتا ہو (۱ قرنتی ۸-۳) جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہو خدا کو وہی پہچانتا ہو (ف) پہلے خدا کی مرضی آدمی کی مرضی میں زندگی ڈالتی ہو تب انسان کی مرضی کوشش کرتی ہو خالق کی مرضی بجا لانے میں پس اہل تلاش کے لئے یہی راہ ہو (ف) جو کوئی اُس روشنی کو کام میں لاتا ہو جو وہ رکھتا ہو وہ آدمی زیادہ روشنی پاویگا خدا نے آدمی کو کسقدر طاقت نیک و بد پہچاننے کی بخشی ہو اسلئے خدا چاہتا ہو کہ جہاں تک ہماری طاقت ہو ہم کوشش کریں تب زیادہ پاوینگے اور یہہ کچھہ کام کی بات نہیں ہو کہ پہلے میں خوب جانوں تب عمل کرونگا (ف) تمام بنی آدم میں ایک بھی نہیں ہو جو اپنے عمل کی بہ نسبت زیادہ شناخت نہ رکھتا ہو جانتے بہت ہیں مانتے اور کرتے تھوڑا ہیں پس اگر کسی کا دل صاف ہو تو چاہئے کہ فوراً نیکی شروع کردے (متی ۶-۲۲)

18 (۱۸) وہ جو اپنی طرف سے کچھہ کہتا ہو اپنی بزرگی چاہتا ہو لیکن وہ جو اُس کی بزرگی چاہتا ہو جس نے اُسے بھیجا سو وہی سچا ہو اور اُس میں ناراستی نہیں

یہہ ایک اور دلیل ہو جس سے لوگ جانیں کہ مسیح یسوع کی تعلیم خدا کی تعلیم ہو یعنے یہہ کہ میں نے اپنی بزرگی کی تلاش نہیں کی اپنے اقوال اور افعال میں خدا کی عزت کا طالب رہا جو کوئی اپنی عزت کا طالب ہو وہ اپنے کاموں کی غایت آپ بنجاتا ہو کیونکہ اپنے لئے کچھہ مانگتا ہو۔ وہ جو دوسرے کا خادم ہو اور دوسرے کی عزت کا طالب ہو وہ سچا ہو اُس میں دغا نہیں ہو کیونکہ اُس میں جھوٹ بولنے کا سبب نہیں ہو (ف) یہاں سے یہہ قانون نکلتا ہو کہ جس تعلیم سے اللہ کی عزت ظاہر ہو وہ تعلیم اللہ سے ہو اسی سے پاک نوشتوں کی سچائی اور نویسندوں کی سچائی بھی ثابت ہوتی ہو کہ وہ نہ اپنے جلال کے طالب تھے مگر الٰہی جلال کے جویاں تھے اور یہہ تعلیم جو بیبل میں ہو محض خدا کی بزرگی ظاہر کرتی ہو اگر کوئی آدمی فکر کرکے

دیکھے تو معلوم کریگا کہ جسقدر خدا کی عزت بیبل میں ظاہر ہو ویسی کسی دوسری تعلیم سے ظاہر نہیں ہو تب ضرور یہہ تعلیم خدا سے ہی (ف۲) دیکھو مسیح کے خادم آپ کو کہانتک گراتے ہیں (۱- قرنتی ۱۵- ۹ و ۲ قرنتی ۴- ۵ وافسی ۳ - ۸ وانطاؤس ۱- ۱۵)
یہہ لوگ خدا کو بزرگی دیتے ہیں اور آپ کو ناچیز ظاہر کرتے ہیں اور یہہ سچ بات ہو
مسیح خداوند خدا ہو اور وہ اپنے لئے بزرگی کا طالب بھی ہو کیونکہ خدا کا حق ہو کہ بزرگی کیا جاوے مگر وہ محض انسان ہو کے ہرگز بزرگی کا طالب نہ تھا
ہر خادم دین اسی قانون میں آزمایا جاتا ہو کہ وہ کون ہو جسکو وہ بزرگی دیتا ہو اگر وہ خدا کے سوا کسی غیر کو بزرگی دیتا ہو تو وہ خدا کا خادم نہیں ہو اُسی غیر کا خادم ہو یہہ دنیاوی مذہب کے معلم آپ کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کو اور اپنی خواہشوں کو سرفرازی بخشتے ہیں اور خدا کا نام بھی اِسلئے لیتے ہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچیں پر وہ جو محض خدا کی عزت کا طالب ہو وہی معلم خدا کی طرف سے ہو (ف۳) کلیسیا میں جو واعظ اور معلم ہیں اُنپر بھی غور کرنا چاہئے وہ جو بولتے ہیں کہ کلیسیا کو یا ساکرمنٹوں کو یا گرجے کی خوبصورتی کو دیکھو اور پادریوں کی بزرگی اور اُنکے اختیارات کو دیکھو وہ غلطی میں رہتے ہیں لیکن وہ جو پکارتے ہیں کہ خدا کے برہ کو دیکھو اچھے اور سچے اور مفید ہیں

(۱۹) کیا موسیٰ نے تمہیں شریعت نہ دی لیکن کوئی تم میں سے شریعت پر عمل نہیں کرتا تم کیوں میرے قتل کی فکر میں ہو 19

اسی عید خیمہ پر شریعت کی کتاب سب کے سامنے پڑھی جاتی تھی (استثنا ۳۱- ۱۰ - انحمایا ۸ - ۱۳ سے ۱۶) اور یہہ شریعت خدا کی طرف سے موسیٰ نے دی تھی (خروج ۲۴ - ۳ و استثنا ۳۳ - ۴) پس مسیح خداوند فرماتا ہو کہ یہہ شریعت جو موسیٰ نے تمہیں اللہ کیطرف سے دی ہو اِسکے حق ہونے میں تو تمہیں کسیطرح کا شک ہی نہیں ہو تو بھی تم اُسپر عمل نہیں کرتے اگر تم اُسپر عمل کرتے تو ضرور اُسے بھی پہچانتے جسکے حق میں شریعت بولتی ہو (استثنا ۱۸- ۱۸ و ۱۹) اور وہ میں ہوں اگر مجھے نہیں پہچانتے تو خیر یہہ تو جانتے ہو کہ شریعت میں چھٹا حکم یوں لکھا ہو کہ تو خون نہ کر پر تم (کیوں میرے قتل کی فکر میں ہو) مسیح کے اِس قول سے یہہ ظاہر ہو کہ ابتک وے اُس کے قتل کی فکر میں تھے ڈیڑھ برس گذرا کہ یہہ منصوبہ اُنہوں نے باندھا تھا (۵ - ۱۶) اور ابتک اس قصد سے باز نہ آئے وہ سمجھتے تھے کہ اِس نے سبت کو نہیں مانا مگر ایک بیمار کو چنگا کرنا سبت کے ماننے کے خلاف نہ تھا اِس سے بھی ظاہر ہو کہ شریعت کو اچھی طرح نہ سمجھے تھے
مسیح کا حلم اُس کے کلام سے اور اُس کے کام سے بھی ظاہر ہو کہ اُسنے آپ کو اُنکے ہاتھوں سے بچایا اور اُنکے

موقع پر عید میں نہ آیا پر اب اُنکا تجاوز اُنپر ظاہر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ شریعت جسکا من جانب اللہ ہونا تم پر ثابت ہی اُس کی بھی تم اطاعت نہیں کرتے پس تمہارے دلوں میں بہت نقصان ہی

۲۰ (۲۰) لوگوں نے جواب دیا اور کہا تجھہ پر ایک دیو ہی کون تجھے قتل کیا چاہتا ہی

اب منکر ہو گئے کہ ہم یہہ کام کرنا نہیں چاہتے ہیں (تجھہ پر دیو ہی) یعنے تو دیوانہ ہی دیوانگی کے سبب سے ایسا خیال ہماری طرف کرتا ہی کہ گویا ہم تیرے قتل کی فکر میں ہیں حال آنکہ ہم میں کوئی بھی نہیں ہی جس کی یہہ فکر ہو۔ دیکھو آخر کو انہیں یہودیوں نے اُسے قتل بھی کیا جو منصوبہ اُنکے دل میں تھا وہ نکلا اور ثابت ہوا کہ اسوقت مکاری سے اپنے منصوبے کو چھپاتے تھے اور اُلٹا اُسی پر عیب لگاتے تھے دیوانہ بتلاتے یہہ اُن کی تقریر مکاری کی تھی

۲۱ (۲۱) یسوع نے جواب میں اُنہیں کہا میں نے ایک کام کیا اور تم سب اُسکے باعث تعجب کرتے ہو

(ایک کام) یعنے بیت حسدا کی حوض پر ایک معجزہ (تعجب کرتے ہو) اُس معجزہ پر مگر وہ تعجب نہیں ہی جس سے ایمان پیدا ہوتا ہی یہہ وہ تعجب ہی جس سے خفگی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہی

مسیح اُنہیں یاد دلاتا ہی کہ اُسی معجزہ کے سبب سے تم نے آج تک دل میں میرے قتل کا منصوبہ باندھ رکھا ہی حال آنکہ وہ معجزہ جو میرا کام تھا میری صداقت کا گواہ تھا

۲۲ (۲۲) موسیٰ نے تمہیں ختنہ کا حکم دیا حال آنکہ وہ موسیٰ سے نہیں بلکہ باپ دادوں سے ہی سو تم سبت کے دن آدمی کا ختنہ کرتے ہو

(باپ دادوں سے ہی) یعنے ابراہیم سے جو اس قوم کا باپ تھا (پیدایش ۱۷ - ۱۰) پھر اسی دستور کو موسیٰ نے دوبارہ دیا اور تم (سبت کے دن آدمی کا ختنہ کرتے ہو) کیونکہ نیکی کا کام جانتے ہو اور جانتے ہو کہ سبت کو نیکی کرنا جایز ہی پھر میں نے کیا قصور کیا کہ ایک آدمی کو بالکل صحت بخشی ختنہ سے تو زخم اور درد بھی ہوتا ہی پر میں نے تو مطلق درد ہی کو دفع کیا

۲۳ (۲۳) پس اگر سبت کے روز آدمی کا ختنہ کیا جاتا ہی تاکہ موسیٰ کی شرع سے عدول نہو تو کیا تم اِسلئے مجھپر غصہ ہو کہ میں نے سبت کے دن ایک مرد کو بالکل چنگا کیا

سبت کے دن ختنہ کرنے سے شریعت موسوی کا عدول نہیں ہی تو میں نے جب ایک آدمی کو سبت کے دن بالکل صحت بخشی اس میں کیا گناہ ہوا (ف) لفظ میں نے پر زور ہی اور یہہ دکھلاتا ہی کہ میں نے اپنی قدرت سے یہہ کیا میں آپ خدا ہوں جسنے شریعت دی ہی اور جب میں ہی نے یہہ کام کیا تو کیا بُرا ہوا جسپر تمکو غصہ آیا

۲۴ (۲۴) ظاہر کے موافق عدالت نہ کرو بلکہ واجبی عدالت کرو

(ظاہر کے موافق) نہیں بلکہ بات کا بھید سمجھو اور مغز دریافت کرو تمہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میں نے سبت کو ٹالدیا مگر ایسی بات نہیں ہی جو کچھہ کام میں نے سبت میں کیا ہی وہ مناسب تھا (ف) بعضے لوگ آدمیوں پر فتوی دیتے ہیں صرف ظاہری نظر سے اور غلط قیاس سے ایک چیز کو اچھا کہتے ہیں بغیر فکر کے اور دوسری چیز کو بُرا کہتے ہیں بے تامل کرنے کے پس جلدی نہ کرنا چاہئے بہت چیزیں خلاف فتوے کے ہوتی ہیں (ف) عیسائیوں کو چاہئے کہ خداوند کا یہہ قول یاد رکھیں کہ ظاہر کے موافق عدالت نہ کرو چاہئے کہ ہر امر میں تحقیقات کی عادت پیدا کریں تاکہ حقیقت حال دریافت ہو (ف) شریعت صرف ظاہری نہیں ہی بلکہ اُسکے روحانی اور حقیقی کچھہ معنے ہیں اور جب تک وہ دریافت نہ ہوں سچائی کو نہیں پایا ہی۔ پس وہ جو کہا کرتے ہیں کہ ہم تو صرف ظاہری معنی پر عمل کرینگے ہمیں باطنی باتیں دریافت کرنے سے کیا کام ہی اس مقام پر ذرا فکر کریں

۲۵ (۲۵) تب بعضے یروشلمیوں نے کہا کیا یہہ وہ نہیں جسے قتل کیا چاہتے ہیں

(یروشلمیوں نے کہا) یعنے اُن یہودیوں نے جو خاص یروشلم میں رہتے تھے اور سردار کاہنوں اور بزرگوں کے منصوبوں سے واقف تھے (ف) پہلے آیت ۲۰ میں سامعین نے کہا تھا کہ کون تجھے قتل کیا چاہتا ہی شاید یہہ بات اُن لوگوں نے کہی ہوگی جو پردیس سے عید میں آئے تھے اور یہاں کے بزرگوں کی اس بُری نیت سے واقف نہ تھے اب تو سامعین ہی کے منہ سے ظاہر ہو گیا کہ وے اُس کے قتل کے فکر میں تھے اور اُسکو دیوانہ بتلانیوالے خود دیوانہ تھے یا ناواقف تھے

۲۶ (۲۶) لیکن دیکھو وہ تو بے دھڑک بولتا ہی اور وہ اُسے کچھ نہیں کہتے کیا سرداروں نے بھی یقین کیا کہ فی الحقیقت یہی مسیح ہی

(بے دھڑک بولتا ہی) ضرور مسیح نے جرات کے ساتھہ باتیں کی ہیں اور کچھہ خوف اُسپر غالب نہ تھا۔ شروع میں سرداروں نے اُسے تلاش کیا تھا مگر نہ پایا اور اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے یہہ سمجھہ کے کہ وہ نہیں آیا اب کہ مسیح آگیا تو شاید ابتک سرداروں کو خبر نہیں پہونچی کہ وہ آگیا ہی (یہی مسیح ہی) یہہ قول اہل یروشلم کا ہی اُن کی نظروں میں بھی مسیح مقبول نہیں ہی اور وہ کہتے ہیں کہ بہت لوگ اسے مسیح جانتے ہیں کیا سرداروں نے بھی یقین کر لیا کہ وہ مسیح ہی اگر نہیں یقین کیا تو اب تک اِسپر ہاتھہ کیوں نہ ڈالا حالانکہ اُسکے قتل کا منصوبہ تو اُن میں ہو چکا ہی

۲۷ (۲۷) لیکن ہمیں معلوم ہی کہ یہہ کہاں کا ہی پر مسیح جب آویگا تو کوئی نہ جانیگا کہ وہ کہاں کا ہی

(یہہ کہاں کا ہی) ہم یہہ جانتے ہیں کہ یہہ شخص تو ناصرت کا ہی اور لوگ اُسکے باپ کا نام یوسف بتلاتے ہیں (لیکن مسیح جب آویگا تو کوئی الخ) اُسکا وطن اور خاندان کچھہ معلوم نہ ہوگا۔ یہہ بات بے پروائی سے بکتے تھے یہہ کہیں نہیں لکھا کہ مسیح نامعلوم شخص ہوگا بلکہ صاف لکھا ہی کہ داؤد کے خاندان سے اور بیت لحم کی بستی سے نکلیگا (آیت ۴۲ و متی ۲-۴ سے ۶) یا شاید یہہ لوگ (یشعیا ۵۳-۸ و ملاکی ۳-۱) کی تفسیر کچھہ اپنے طور پر غلطی سے کرکے ایسا خیال کرتے ہوں کہ مسیح کوئی غیر معلوم شخص آجاویگا پر وہاں تو کچھہ اور ہی مطلب ہی اور زیادہ تر آیات بیبل میں ایسی ہیں کہ مسیح کا پتہ نشان خوب بتلاتی ہیں بہ نسبت اُن آیتوں کے جن میں کچھہ ابہام ہی (ف) اُن لوگوں نے اُن نشانوں کی بابت جو مسیح کے لئے مقرر تھے کچھہ غور نہیں کی تھی اگر غور کرتے تو جلدی معلوم کر لیتے کہ یہی یسوع مسیح ہی

۲۸ (۲۸) تب یسوع ہیکل میں تعلیم دیتے ہوئے یوں پکارا کہ تم مجھے پہچانتے اور جانتے ہو کہ میں کہاں کا ہوں اور میں آپ سے نہیں آیا ہوں مگر میرا بھیجنیوالا سچا ہی جس سے تم واقف نہیں ہو

(یوں پکارا) یعنے زور سے پکارا کیونکہ وہ دل سے آدمیوں کی نجات کا طالب تھا اور اُن کی تمیز کو جگانا چاہتا تھا دیکھو کیا لکھا ہی (امثال ۱-۲۰ و ۸-۱ سے ۴) (ف) اکثر خداوند نے بڑی آہستگی اور سنجیدگی سے باتیں کی ہیں

اور بازاروں میں نہیں چلایا (یشعیا ۴۲ - ۲) لیکن کبھی کبھی مناسب وقت پر پکارا بھی ہو اِس عید میں دو دفعہ پکارا تھا اول تو یہاں دویم عید کے آخر میں آیت ۷ ، ۲۷ پھر (۱۲ - ۴۴) میں پھر صلیب پر (متی ۲۷ - ۵۰)

(تم مجھے پہچانتے اور جانتے ہو کہ میں کہاں کا ہوں) یہہ عبارت دو طرح پر سمجھی گئی ہو اول آنکہ یہہ استفہام انکاری ہو یعنے کیا تم مجھے پہچانتے اور جانتے ہو کہ میں کہاں کا ہوں یعنے نہیں جانتے اور نہیں پہچانتے اور یہہ غلط بولتے ہو کہ ہم اُسے جانتے ہیں اِسلئے کہ تم مجھے صرف ایک آدمی جانتے اور ناصرت کا باشندہ یوسف کا بیٹا خیال کرتے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ میں ازلی کلمہ ہوں جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا اور خدا تھا اور وہاں سے دنیا میں آیا ہوں

دوم آنکہ وہ اُن کی تمیز کی طرف اشارہ کرتا ہو کہ تمہاری تمیز گواہی دیتی ہو کہ میں خدا کی طرف سے ہوں جیسے نقودیمس نے کہا تھا کہ ای ربی ہم جانتے کہ تو خدا کی طرف سے معلم ہو کے آیا ہو کیونکہ کوئی شخص یہہ معجزے جو تو دکھاتا ہو اگر خدا اُسکے ساتھ نہو تو دکھا نہیں سکتا

پس اِن لوگوں کی تمیز تو جتلاتی تھی کہ یہہ شخص خدا کی طرف سے ہو مگر دل سخت تھے اور دنیاوی فایدہ پر نظر بہت تھی اور نفسانی خواہشوں کے پابند تھے گویا اپنی آنکھیں روشنی کے سامنے اُنہوں نے بند کر لی تھیں اِسلئے مسیح نے فرمایا کہ تم مجھے جانتے اور پہچانتے تو ہو کیونکہ تمہاری تمیزیں گواہی دیتی ہیں کہ (میں کہاں کا ہوں) وہ قدرتیں جو مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں تمہیں بتلاتی ہیں کہ یہہ اللہ کی قدرتیں ہیں اور یہہ شخص اللہ کی طرف سے ہو

(اور میں آپ سے نہیں آیا) یعنے محض ایک آدمی دنیا کا نہیں ہوں جسنے اپنے دل سے ایسا دعویٰ کیا ہو کہ میں مسیح ہوں (مگر میرا بھیجنے والا سچا ہو) یعنے خدا باپ میرا بھیجنے والا ہو اور وہ سچا ہو سچائی پر گواہی دیتا ہو اور اُس کی سچائی مجھ سے ظاہر ہو (جس سے تم واقف نہیں ہو) یعنے کما حقہ واقف نہیں ہو اگرچہ خدا باپ کو کچھ کچھ پہچانتے ہو مگر میری باتوں کو خدا کی طرف سے نہ پہچان کے جیسا چاہئے ویسا خدا کو نہیں جانتے ہو اگر مجھے قبول کر لیتے تو میں خدا کی پاکیزگی اور اُسکی مرضی اور ارادے اور انتظام اور اُس کی ذات پاک کو بھی تم پر ظاہر کرتا پر مجھے قبول نہ کر کے اُس سے بالکل ناواقف ہو

(ف) اِس میں کچھ شک نہیں ہو کہ بیٹے نے باپ کو ظاہر کیا ہو جیسا خدا باپ کو مسیح نے ظاہر کیا ہو تمام موجودات میں سے کسی چیز نے ایسا ظاہر نہیں کیا ہو مگر اِس بھید کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جنہوں نے مسیح میں ہو کے خدا کو پہچانا ہو کہ وہ لوگ ایک مُنہ ہو کے بولتے ہیں کہ ہم خدا کو جانتے ہیں مسیح نے ہم پر خدا کو ظاہر کیا ہو

(۲۹) میں اُسے جانتا ہوں اِس لئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور اُس نے مجھے بھیجا ہو ۲۹

(میں اُسے جانتا ہوں) مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ میں اُسے ایسا جانتا ہوں کہ کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں جانتا ہی (ف) کوئی آدمی اسبات کو نہیں سمجھہ سکتا کہ یسوع مسیح کی الہٰی معرفت کہاں تک ہی۔ اسکا یہہ مطلب نہیں ہی کہ مقرب فرشتوں کی بہ نسبت اور اولوالعزم پیغمبروں کی بہ نسبت مسیح کا علم خداشناسی میں زیادہ ہی کیونکہ سب کے سب اقرار کرتے ہیں کہ ماعرفناک حق معرفتک لیکن یسوع مسیح حق معرفت تک جانتا ہی دیکھو کیا لکھا ہی (متی ۱۱–۲۷) کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا۔ اقانیم ثلثہ کی یگانگی سے کوئی بات الوہیت کی مسیح سے پوشیدہ نہیں ہی ساری خدائی سے اور ساری الوہیت سے کماحقہ واقف ہی خدا باپ کا علم اور مسیح یسوع کا علم برابر ہی (اِسلئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں) اِسکا یہہ مطلب نہیں ہی کہ میں اُس کی طرف سے محض ایک پیغمبر ہوں بلکہ یہہ مراد ہی کہ میں اُسکا اکلوتا بیٹا ہوں ازلی پیدایش سے اُس کی ذات میں سے ذات ہوں نور سے نور ہوں اُس میں سے ہوں ذات اور ماہیت اُسکی اور میری ایک ہی

(اُسنے مجھے بھیجا ہی) تب میں جسم میں ہو کے بشکل انسان پورا خدا اور پورا انسان ظاہر ہوا ہوں نہ آنکہ دنیا کے آدمیوں میں سے ایک آدمی کو پیغمبر بنا کے بھیجدیا لیکن ازلی بیٹے کو بھیجدیا جو اُس سے نکلا اور دنیا میں آیا تاکہ الہٰی مرضی جہان پر ظاہر کرے اور پورا بھی کرے اور آدمیوں کے اور خدا کے درمیان بچولا ہووے اور مومنین کی نجات کا باعث ہو

۳۰ (۳۰) تب اُنہوں نے چاہا کہ اُسے پکڑ لیں پر اِس لئے کہ اُسکا وقت ہنوز نہ پہونچا تھا کسی نے اُسپر ہاتھہ نہ ڈالا

(پکڑ لیں) اُسوقت سانیڈرم میں خبر پہونچ گئی تھی کہ وہ آگیا ہی اور ہیکل میں تعلیم دے رہا ہی تب اُنہوں نے پکڑنے کا ارادہ کیا کیونکہ یہہ مجلس سانیڈرم کی اسی لئے تھی کہ کلیسیا کے معاملات میں منحرف لوگوں کو سزا دے اور اہل کفر پر فتویٰ جاری کرے اِن کے گمان میں وہ اہل کفر میں سے تھا کیونکہ آپ کو خدا کے برابر بتلاتا تھا تب اُنہوں نے پکڑنے کا ارادہ کیا (اُسکا وقت ہنوز نہ پہونچا تھا) بغیر خدا کی مرضی کے چڑیا بھی آسمان سے نہیں گرتی ہی اور کوئی آدمی کسیکا کچھہ نقصان نہیں کرسکتا ہی جب تک خدا کا مقررہ وقت نہ آوے (ف) سب لوگوں کے لئے خدا سے ایک وقت مقرر ہی جس میں وہ اِس جہان سے رخصت ہوتے ہیں مگر مسیح کے لئے کوئی ایسا وقت مقرری تقدیر سے نہ تھا لیکن وہ وقت جو اُسنے اپنے ذبح ہونے کے لئے آپ چُن لیا تھا اب تک نہ آیا تھا اُسے اختیار تھا کہ جان دیوے یا نہ دیوے اُسنے اپنے اختیار سے جان دی ہی اور اپنی مرضی سے اپنے لئے ایک وقت تجویز کیا تھا (۸–۲۰ و ۱۲–۲۳) وہ وقت اب تک نہ آیا تھا اِسلئے وہ اُس پر ہاتھہ نہ ڈال سکے اگرچہ دل میں ارادہ کیا

۳۱ (۳۱) اور اُن لوگوں میں سے بہتیرے اُسپر ایمان لائے اور بولے کہ جب مسیح آویگا تو کیا
اُنسے جو اُسنے دکھائے زیادہ معجزے دکھاویگا

(بہتیرے اُسپر ایمان لائے) اُس کی تعلیم کی تاثیر بہتیروں پر ہوئی نہ سب پر کیونکہ سب سامعین کے دل سخت نہیں ہیں مختلف حالتیں دلوں کی ہیں بعض نے فکر کیا اور مانا بعض نے بیفکری ہیں یا ناقص فکر میں اپنا نقصان کیا (ف۱) یہہ لوگ جو ایمان لائے اُسے مسیح جان کے ایمان نہ لائے تھے بلکہ خدا کی طرف سے ایک بڑا نبی جان کے ایمان لائے تھے سوا سطے تو کہتے تھے کہ جب مسیح آویگا تو کیا اِس سے زیادہ معجزے دکھاویگا یا شاید مسیح جان کے ایمان لائے ہوں (ف۲) لوگ بہت منتظر تھے کہ جب مسیح آویگا تو وہ معجزے کریگا اور خدا کے کلام میں بھی پیشگوئی تھی کہ مسیح آکے معجزے کریگا (یسعیا ۳۵-۵ و ۶ متی ۱۱-۵) (ف۳) مسیح یسوع نے بہت معجزے کئے ہیں بعض تو اناجیل میں لکھے ہیں اور بعض قلمبند نہیں ہوئے ہیں اُنپر اشارہ ہے (۲۰-۲۰ و ۲۱-۲۵) پر حدیثوں میں جو مسیح کے معجزے لکھے ہوئے ہیں اُنپر قطعی ثبوت کا فتویٰ نہیں ہے اِس لیئے کہ بہت معجزے عوام میں بے سند ایسے بھی مشہور ہو گئے ہیں کہ وہ قابل یقین کامل کے نہیں ہیں تیسرے بھی یسوع مسیح کی بابت کہ وہ صاحب معجزات تھا کبھی کسیکو شک بھی نہیں ہوا ضرور اُس سے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے ہیں اور اُس کے معجزے ممتاز ہیں پاکیزگی اور رحم کے ساتھ اور اُن میں بڑی حکمت ظاہر ہے اور دیکھنے والوں نے لکھے ہیں اِسلیئے اُس کے معجزے فکر کے لائق ہیں نہ سب مدعیوں کے معجزے جو بہت سی دلایل سے باطل ہیں پر مسیح کے معجزوں کو کوئی باانصاف آدمی غلط نہیں کہہ سکتا اور اُن کی تاثیر آج تک برابر جہان میں پائی جاتی ہے

۳۲ (۳۲) فریسیوں نے جماعت کی تکرار جو اُس کی بابت ہو رہی تھی سُنی تب فریسیوں اور
سردار کاہنوں نے پیادے بھیجے کہ اُسے پکڑ لیں

جماعت میں کانا پھوسی ہو رہی تھی کوئی اُس کا قایل تھا کوئی مخالف تھا اور اُس کے معجزات کا رعب اور اُسکی تعلیم کی خوبی کے سبب یہہ اختلاف اُن میں ہوا تھا یہہ حال فریسیوں کو معلوم ہوا اور یہہ لوگ اُس کے معجزات سے دق بھی تھے (۱۱-۴۷) تب اُنہوں نے پیادے بھیجے کہ اُسے عدالت میں پکڑ کے لاویں اور وہ اُسے مار ڈالیں

۳۳ (۳۳) اُسوقت یسوع نے اُنہیں کہا ابھی تھوڑی دیر تک میں تمہارے ساتھہ ہوں اور اُس
پاس جس نے مجھے بھیجا ہی جاتا ہوں

(ابھی تھوڑی دیر الخ) یہہ بات پیادوں سے کہی کہ تھوڑا صبر کرو کچھہ دن اور ٹھہرو میں تو ضرور جانیوالا ہوں اُسکے پاس جسنے مجھے بھیجا ہی پھر تمہیں یہہ موقع ہاتھہ نہ آویگا ابھی میرے مرنے کا وقت نہیں آیا ہی (ف) اِس قول کا مطلب یہہ ہی کہ چھہ مہینے مجھے اور دنیا میں رہنا ہی کیونکہ ستمبر یا اکتوبر میں یہہ فرمایا تھا اور مارچ میں وہ مصلوب ہوا تھا پس وہ فرماتا تھا کہ مجھے تو آپ جان دینا ہی لیکن تھوڑے دنوں کے بعد میں اپنی مرضی سے آپ کو تمہارے ہاتھوں میں سونپ دونگا پھر تم جلدی کیوں کرتے ہو چند روز اور کچھہ میرے منہہ سے سُن لو اور میری قدرت دیکھہ لو

۳۴ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈھوگے اور نہ پاؤگے اور جہاں میں ہوں تم آ نہ سکوگے

(تم) یعنے تم لوگ جو فضل کے وسایل کو ناچیز جانتے ہو اور ایمان نہیں لاتے ہو اور میرے ساتھہ دشمنی کرتے ہو ایک وقت ایسا آویگا کہ (مجھے ڈھونڈھوگے) اور چاہوگے کہ میں تمہارے ساتھہ ہوتا (متی ۲۳-۳۷ سے ۳۹) مگر اُسوقت میں تمہاری دعاؤں کی نسبت بہرہ ہونگا۔ جیسے اِسوقت تم میری نسبت بہرے ہو اور میں تم سے اِسقدر دور ہونگا جسقدر اسوقت میں تمہارے بغض کے ہاتھوں سے دور ہوں (ف) ہوسکتا ہی کہ آدمی نجات کو تلاش کرے جب اُسکا وقت گذر گیا اور ہوسکتا ہی کہ معافی کے لئے چلاوے جب دروازہ بند ہی اور کسی تدبیر سے کھل نہیں سکتا اُسوقت لوگ اپنی حماقت کو معلوم کرینگے اور گناہ اور بے ایمانی کے سبب بہت ندامت ہوگی اُسوقت بے ایمانی کا بُرا نتیجہ خوب معلوم ہوجائیگا
(ف) الٰہی قانون ایسے پختہ ہیں کہ ٹل نہیں سکتے وہ راحت جو اُنکی تعمیل میں ہی اور وہ رنج جو عدم تعمیل میں ہی ہو نہیں سکتا کہ ٹل جاوے۔ اگر کوئی آدمی بے وقوفی سے اپنا ایک ہاتھہ کاٹ ڈالے پر لاکھہ تدبیریں کرے ہو نہیں سکتا کہ ہاتھہ درست ہو جیسی کرنی ویسی بھرنی نہایت سچ بات ہی اِس وقت تمام گنہگاروں کے لئے بہشت میں جانا آسان ہی کہ وہ مسیح پر ایمان لاویں اور نجات پاویں لیکن جب یہہ وقت گذر گیا پھر اُن کے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں ہی (متی ۲۵-۱۱)
(ف) فرعون اور ساؤل اور یہودا اسکریوطی وغیرہ پکار سکتے ہیں کہ ہم نے گناہ کیا پر کیا ہوسکتا ہی توبہ کی قبولیت کا دروازہ اُن کی نسبت بند ہوچکا ہی (ف) بعضے لوگ سچائی کو اُسکے وقت پر پہچان لیتے ہیں اور بعضے ہیں جو بے وقت اُسے پہچانینگے (ف) خدا تو بیشک رحیم ہی مگر اُس کی رحمت کے لئے بھی ایک وقت ہی

(نہ پاؤگے) جب وقت گذر گیا تو ڈھونڈھنے سے کچھ فایدہ نہ ہوگا خدا کو بے وقت ہرگز اپنے لئے رحیم نہ پاؤگے
(اور جہاں میں ہوں) نہیں فرماتا کہ جہاں میں ہونگا بلکہ فرماتا ہی کہ جہاں میں اِسوقت ہوں۔ جب مسیح دنیا میں تھا اُسوقت وہ آسمان میں بھی تھا ایک ہی وقت میں ہر دو جگہ کے درمیان موجود تھا کیونکہ وہ خدا ہی (۱۷-۲۴) (ف) اُسوقت خداوند اپنے آسمان پر چڑھ جانے کا ذکر کرتا تھا کہ معہ جسم کے چلا جاؤنگا (۱۴-۳۶ و ۳۳) (ف) یہاں مسیح آسمان کے حق میں بولتا ہی اور بتلاتا ہی کہ ایک اور جگہ ہی جہاں میں جانیوالا ہوں اور جسم سمیت وہاں چلا جاؤنگا اگرچہ اِس وقت میں وہاں اور یہاں ہر دو جگہ میں ہوں
(تم نہ آسکوگے) درست ترجمہ یوں ہی (کہ تم نہیں آسکتے) یعنے اپنی طاقت سے تم وہاں نہیں جاسکتے اور اِس بے ایمانی کی حالت میں بھی وہاں نہیں آسکتے پر جب یہہ حالت بدل جاوے اور میں تمہیں وہاں لیجاؤں تب جاسکتے ہو (ف) آسمان میں سب لوگ نہیں جاسکتے یہہ شریر لوگ مرکر کہیں اور جاتے ہیں مگر آسمان میں جہاں یسوع مسیح ہی وہی لوگ جاتے ہیں جنہوں نے نیا جنم پایا ہی اُنہیں مسیح وہاں لیجاتا ہی (ف) آسمان بے ایمانوں کی جگہ نہیں ہی اور نہ یہہ لوگ اُس جگہ کے لایق ہیں کوئی کہتا ہی کہ ہر کوئی آسمان میں جاویگا اللہ کی فیاضی سے پر یہہ بات غلط ہی جسمانی لوگ اُس میں داخل نہیں ہوسکتے وہ ابد تک اُس سے خارج ہیں ہاں وہ لوگ جنہوں نے مسیح کے خون سے معافی پائی اور مسیح کی روح سے پاک ہوئے وہ سب مسیح کے وسیلے سے وہاں جاتے ہیں (ف) دینداروں کو بے دین لوگ دنیا میں بہت ستاتے ہیں پر جب وہ اِس دنیا کے دُکھہ کی موجوں سے پار اُتر گئے تو وہ ایسی جگہ میں چلے جاتے ہیں کہ کوئی دشمن وہاں نہیں آسکتا وہ ہمیشہ خدا کے ساتھہ خوشی میں رہتے ہیں پر شریر باہر کے اندھیرے میں روتے اور دانت پیستے ہیں

(۳۵) اُسوقت یہودیوں نے آپس میں کہا کہ وہ کہاں جائیگا جو اُسے ہم نہ پاوینگے کیا وہ اُن لوگوں کے پاس جو یونانیوں میں پراگندہ ہوئے جائیگا اور یونانیوں کو تعلیم دیگا ۳۵

دیکھو جسمانی لوگوں کی کج فہمی کہ اُسکا مطلب اگرچہ بہت صاف تھا تو بھی کچھہ نہ سمجھے یہہ لوگ اکثر اُلٹی باتیں سمجھتے ہیں اور آج تک مسیح کے مخالفوں کا یہی حال ہی کہ کچھہ سے کچھہ سمجھتے ہیں وہ سمجھے کہ وہ کسی بُت پرست ملک میں چلا جاویگا۔ اتنے معجزے دیکھے اتنی تعلیم سُنی پھر بھی کچھہ نہیں سمجھتے ہیں مسیح کی باتیں سمجھنے کے لئے باطنی روشنی کی بہت ضرورت ہی اور یہہ روشنی اُسی کو ملتی ہی جو خدا کی مرضی کا طالب ہی جسپر خدا کا فضل ہی
(یونانیوں میں پراگندہ ہوئے) یعنے جو لوگ اسور کے بادشاہ سے جلاوطن ہوئے تھے (۲ سلاطین ۱۷-۶) اور بابل

کے بادشاہ سے بھی (۲ سلاطین ۷۔۱۔ ۲۰) اور اِن تتر بتر ہونیوالوں کا کچھ ذکر (۱ پطرس ۱۔۱ یعقوب ۱۔۱) میں بھی ہے یہہ لوگ سمجھے تھے کہ مسیح اُن کی طرف جائیگا اور اُنہیں تعلیم دیگا اور یہودی دین کے اسرار غیر قوموں پر ظاہر کریگا جس سے یہودی لوگ مردود اور غیر قوم مقبول ہو جائینگی (رومی ۱۱۔۱۵)

یہہ بات بھی ہونیوالی تھی جو اُنکے خیال میں گذری کیونکہ جب پنتکوست کے دن روح القدس نازل ہوئی تو ہر طرف خدا کا کلام پھیلا اور مسیحی دین دنیا کی چار طرف جلال دکھلاتا ہے لیکن جب آخر کو اسرائیل کی سوکھی ہڈیاں جو پراگندہ ہیں زندہ ہونگی (حزقیل ۳۷۔۱ سے ۱۱) اُسوقت اچھا جواب اُنکے خیال کا ہو جائیگا لیکن اِس وقت مسیح کا مطلب آسمان پر جانے کا ہے جسے وہ نہ سمجھے تھے

۳۶ (۳۶) یہہ کیا بات ہے جو اُسنے کہی کہ تم مجھے ڈھونڈھوگے اور نہ پاؤگے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکوگے

اِس بات کو ہم نہیں سمجھے کہ اِسکا کیا مطلب ہے مسیح کی باتونکو آج تک اہل انکار اچھی طرح سے نہیں سمجھتے ہیں پر وہ جو اُس کی الوہیت کے قایل ہوگئے ہیں اُسکا مطلب وہ خوب سمجھتے ہیں

۳۷ (۳۷) پھر عید کے پچھلے دن جو بڑا دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا اگر کوئی پیاسا ہو مجھہ پاس آوے اور پیے

(جو بڑا دن ہے) عید خیمہ سات دن رہتی تھی (احبار ۲۳۔۳۴) تب پچھلا دن سبت کا دن تھا جو بڑا دن ہے جسپر عید کا خاتمہ اور سبت بھی ہوتا تھا (ف) یہہ عید جو سات دن رہتی تھی پہلے دن میں ۱۳ بیل ذبح ہوتے تھے دوسرے دن میں ۱۲ بیل تیسرے دن میں ۱۱ بیل چوتھے دن میں ۱۰ بیل پانچویں دن میں ۹ چھٹے دن میں ۸ ساتویں دن میں سات آٹھویں دن میں صرف ایک بیل ذبح ہوتا تھا جو ایک ہی قربانی کا نمونہ تھا کہ سب کے لئے ایک ہی قربانی کافی ہے غور سے پڑھو (گنتی ۲۹۔۱۳ سے ۴۰)

اِسی عید خیمہ پر سلیمان کی ہیکل بھی مخصوص ہوئی تھی (۲ تواریخ ۵۔۲ سے ۷) (یسوع کھڑا ہوا) تاکہ اُنہیں ایک بھاری بات سُناوے اور عید کے سر عظیم کو کھولدے (اور پکار کے کہا) تاکہ بہت لوگ سنیں کیونکہ بڑی بات تھی جسکے سُنانے کو اِس عید میں آیا تھا (اگر کوئی پیاسا ہو) یعنے گناہوں کی معافی کا شایق اور راستبازی و پاکیزگی و طاقت اور تسلی کا تشنہ یعنے ایسا شایق اور طالب کہ جیسا پیاسا آدمی پانی کے لئے بیقرار ہے (تو مجھہ پاس آوے)

یعنے میرا اقرار کرے اور مجھے مان لے کہ میں دنیا کا نجات دہندہ ہوں (اور پیئے) یعنے جس فضل کا وہ طالب ہو مجھہ سے پاویگا زندہ پانی مجھہ سے پاویگا (۴ — ۱۰ و ۱۱)

دیکھو مسیح نے اُس سامری عورت کے سامنے زندہ پانی کا ذکر کیا تھا کہ میں دونگا یہاں علانیہ عید کے بڑے دن پر پکار کے اشتہار عام دیتا ہو کہ جو کوئی اِس پانی کا مشتاق ہو مجھہ پاس چلا آوے اور پیوے (ف) ایک رسم آخری دن پر اِس عید میں یہہ ہوتی تھی کہ ایک سونے کے برتن میں کچھہ پانی سلوم کے حوض سے لیکر ہیکل خاص کی بڑی قربانگاہ پر ڈالا کرتے تھے اور سب لوگ ہلیل کا گیت گاتے تھے جو (زبور ۱۱۳ سے ۱۱۸ تک ہو) اور (ذکریا ۱۴ — ۸) کو بھی سناتے تھے اور جیسے یہہ عید خیمہ اُس حالت کی یادگاری تھی کہ جب بنی اسرائیل بیابان کے درمیان خیموں میں رہتے تھے ویسے ہی یہہ پانی یادگاری ہیں اُس چٹان کے تھا جو موسیٰ نے لاٹھی سے مارا تھا اور اُس سے پانی بہا تھا اور سب لوگوں نے پیا تھا خدا کی اُس قدرت کو اسوقت اِس رسم میں یاد کرتے تھے اور اسوقت بارش کے لئے خدا سے دعائیں بھی کرتے تھے کہ وقت پر خدا تعالیٰ پانی برساوے تاکہ زمین کی پیداوار حاصل کریں

یہودی اِن باتوں کا بھید کچھہ نہیں سمجھتے تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ یہہ رسم ایک پیشگوئی ہو کہ انجیلی برکات کی بارش سارے جہان پر اللہ تعالیٰ کریگا اور زندگی کا پانی روحانی یروشلم سے یعنے کلیسیا سے تمام قوموں پر بہہ جائیگا اُسی شخص سے جس کے مجسم ہونے سے حقیقی عید خیمہ ہوئی ہو۔ مسیح آپ وہی چٹان تھا (۱ قرنتی ۱۰ — ۴) جو اہل شرع کے ہاتھ سے مارے جانے پر تھا یعنے موسیٰ کی لاٹھی سے

اور وہ بات پوری ہونیوالی تھی جو (یشعیا ۱۲ — ۳) میں ہو کہ تم خوشی کے ساتھہ نجات کے چشموں سے پانی بھروگے اِسوقت عین پانی کی رسم کے دن پر جو مسیح نے یہہ فرمایا کہ اگر کوئی پیاسا ہو تو مجھہ پاس آوے اور پیوے اور یہہ بات اُسنے کھڑے ہوکے پکار کے جوش میں کہی تب وہ اشارہ کرتا تھا اُس رسم کے حقیقی مطلب پر کہ وہ چٹان میں ہوں جس سے پانی جاری ہوا چاہتا ہو پس جو کوئی پیاسا ہو مجھہ پاس آوے اور پیئے

وہ لوگ اِس عالی بھید کو کچھہ نہ سمجھے پر اب ہم اِن باتوں کو سمجھتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کیونکہ یقیناً مسیح موا اور جی اُٹھا اور اُسکے مارے جانے اور جی اُٹھنے سے روح القدس کی برکات جاری ہوئیں اور دنیا کے چار طرف زندگی کا پانی بہہ نکلا اور خدا کی طرف سے زندگی کے پانی کی بارش تمام دنیا پر ہورہی ہو اور اچھی زمین پھل لاتی ہو اگرچہ شور زمین سے کچھہ نہیں نکلتا ناظرین کو چاہئے کہ اِس مقام پر ذرا فکر کریں یہاں بہت کچھہ ظاہر ہو

پہلے تو اِس موقع کو سوچو پھر مسیح کے اِس قول پر فکر کرو پھر دیکھو کہ آج تک مسیح سے کیسی برکات جہان میں ظاہر ہوئیں

تب ضرور اقرار کروگے کہ وہ بالکل سچا ہے (ف۲) اگر کوئی پیاسا ہو لفظ کوئی کیا خوب تسلی کا لفظ ہے جو خداوند کے مُنہہ سے
سُننتے ہیں کوئی ہو خواہ یہودی یا غیر قوم خواہ شریف خواہ رذیل اور کیسا ہی گنہگار ہو اور کسی ملک کا ہو اور کسی زمانہ میں ہو
عورت ہو یا مرد لفظ کوئی سب کو شامل ہے سارے جہان کے سب لوگوں کے لئے مسیح دعوت کرتا ہے صرف ایک ہی شرط پر
کہ پیاسا ہو دیکھو کیا لکھا ہے (یسعیاہ ۵۵-۱) میں کہ ارے اے سب پیاسو پانی پاس آؤ اور وہ بھی جس کے پاس
نقدی نہو - پیاس سے مطلب جسمانی پیاس نہیں ہے لیکن روح میں راستبازی کی پیاس مراد ہے (متی ۵-۶) (ف۳)
ہر ایک آدمی کا دل کسی نہ کسی چیز کا ضرور پیاسا ہے کوئی نہ کوئی مراد ہر دل میں موجود ہے جو لوگ نفسانیت کے مغلوب
ہیں اُن کی مرادیں نفسانی ہیں اگر وہ اپنی اِس بد حالت سے نہ نکلیں تو ضرور اپنی مرادوں کے ساتھہ برباد ہونگے
پر بعضے راستبازی کے بھوکے پیاسے ہیں کیونکہ اُنکا باطنی انسان یہہ چاہتا ہے اور یہہ بھوکھہ پیاس اُن کی روحوں
میں بہ نسبت جسمانی بھوکھہ پیاس کے زیادہ محسوس ہے اور یہہ بھوکھہ پیاس بغیر خدا کی روح کے بُجھہ نہیں سکتی کیونکہ دلی
آسودگی یا حقیقی آسودگی بغیر روحانی چیزوں کے ہرگز حاصل ہو نہیں سکتی حقیقی آرام صرف اللہ میں ہے مسیح فرماتا
ہے کہ جو کوئی پیاسا ہے میرے پاس آوے کیونکہ میں اللہ ہوں حقیقی آسودگی صرف مجھہ میں ہے (یسعیاہ ۵۵-۱ سے ۳)
اگر مسیح یہواہ نہوتا تو یہہ باتیں ہرگز نہ بول سکتا جیسے کسی پیغمبر میں ایسی باتیں بولنے کی کبھی طاقت نہیں ہوئی ہے
یہاں سے بھی ثابت ہے کہ مسیح اللہ ہے (ف۴) ایمان کے رکن تین ہیں اول پیاس یعنے سچا اشتیاق دوم مسیح کی طرف
آنا یعنے روح میں اُس کی طرف متوجہ ہونا سوم جو کچھہ وہ بخشتا ہے اُسے لینا تاثیرات کا مقابلہ نہ کرنا جو خداوند سے
دل پر القا ہوتی ہیں اور اُنہیں سے پیاس بجھتی ہے

۳۸ (۳۸) جو مجھہ پر ایمان لاتا ہے اُسکے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی

(بدن سے) یعنے دل سے یہہ ایسی بات ہے جیسے (ایوب ۱۵-۳۵) میں ہے کہ پیٹ میں فریب بنتا ہے یعنے دل میں
یعنے اُسکا دل فضل کی تسلی بخش اور موثر تاثیروں سے لبریز ہو جائیگا جیسے (زبور ۴۰-۸) میں ہے کہ تیری
شریعت میرے دل کے بیچ ہے (جیتے پانی کی ندیاں) جیتا پانی وہی زندگی ہے جو مسیح سے ایمانداروں کو ملتی ہے
(جاری ہونگی) ندیاں جاری ہونگی یعنے یہہ پانی نہ صرف اُسی مومن کو سیراب کریگا اور بس نہیں اُسکا اجرا ہوگا
آگے کو کہ اور لوگ بھی اُس سے سیراب ہونگے اور یہہ اجرا بطور ندیوں کے ہوگا اِس طور پر کہ مسیح سے جو زندگی کا
قایم بالذات چشمہ ہے یہہ پانی نکلیگا اور ایمانداروں میں آویگا اور پھر ایمانداروں سے بہہ کر آگے کو دنیا کی اور قوموں تک

پہونچیگا اور یوں ساری دنیا سیراب ہوگی اور یہہ اجراء بطور اجرار ندی کے ہوگا جس کے پانی کو آدمی روک نہیں سکتے اگر اُسکے سامنے وہ بند لگادیں تو دوسری طرف کو پھوٹ نکلتا ہو رُک نہیں سکتا۔ اور نہ صرف ایک ندی جاری ہوگی مگر بہت سی ندیاں ہونگی (ف) اب دیکھہ لو کہ مسیحی جماعت سے کیسی کیسی برکات جاری ہیں اور نہ صرف ایک آدمی سے پر ہزار ہا آدمی برکت کا باعث ہیں اور برکت یسوع مسیح کی ہو جو برابر جاری ہو رُک نہیں سکتی سیلاب کی مانند بہتی ہو (ف) ہاں بعضے آدمی بڑی برکات کا باعث ہیں اور بعضوں سے تھوڑی برکتیں نکلتی ہیں پر ہر ایک ایماندار اپنے ظرف کے موافق برکت کا باعث ہو

(جیسا کتاب کہتی ہو) یعنے جیسا پورانے عہد نامہ کی کتاب میں روح القدس کی برکتوں کے اجراء کا ذکر لکھا ہو وہ مجھہ سے پورا ہوگا کیونکہ وہ وعدے اللہ کے جو بطور پیشگوئیوں کے مذکور ہیں وہ سب میری ہی برکتوں کی نسبت لکھے ہیں تب کتاب میرے حق میں بولتی ہو اور برکتوں کا باعث میں ہی ہوں اب اگر کوئی چاہے تو مقامات ذیل کو نکال کے دیکھے (یسعیا ۱۲-۳ و ۳۵-۶ و ۷ و ۴۳-۱۹ و ۴۴-۳ و ۴۹-۱۰ و ۵۸-۱۱ و یوئیل ۲-۲۸ و ذکریا ۱۲-۱۰ و ۱۴-۲ و حزقیل ۴۷-۱ سے ۱۲) (ف) جب مسیح نے یہہ فرمایا تھا اُسوقت یہہ برکات موعود تھیں مگر اب یہہ پیشگوئیاں بشدت پوری ہو رہی ہیں اسلئے اب خدا کی حجت تمہاری نسبت تمام ہو اگر اب بھی ہم ایمان نہ لاویں تو خودکُش ہیں (ف) یونانی میں لفظ بدن کی عوض پیٹ لکھا ہو اور پیٹ اشتہا کی جگہ ہو تب مطلب یہہ ہو کہ وہ جو اشتہا کی جگہ ہو مبدل ہوکر فیض کی جگہ ہوگی کہ وہ ایسا پاک ہوگا جو پاکیزگی کی نہر بن جائیگا (ف) جو ایمان لاتے ہیں وہی اِس زندگی کے چشمہ سے پیتے ہیں اور یہہ پینیوالے اگر صرف اِسلئے پیتے ہیں کہ آپ کو سیر کریں تو وہ چشمہ کے پانی کو بہنے سے بند کرتے ہیں اور تنگدلی سے پیتے ہیں سیراب تو ہوتے ہیں پر چاہئے کہ پڑوسی کے فائدہ کے بھی مشتاق ہوں تب دہ ہا کے اُن میں پانی آویگا اور آگے کو بہہ جائیگا

۳۹ (۳۹) اُسنے یہہ روح کی بابت کہا جسے وہ جو اُسپر ایمان لائے پانے پر تھے کیونکہ روح قدس اب تک نہ اُتری تھی اِسلئے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہونچا تھا

(اب تک نہ اُتری تھی) اگرچہ روح القدس نے دنیا کے شروع سے اب تک بھی مومنین کو پاک کیا تھا مگر خاص صورت میں لیکن فضل کی بھرپوری سے دنیا کے شروع سے اب تک عام مومنین پر نہ اُتری تھی (اعمال ۱۹-۲ و یوحنا ۱۶-۷) (ف) روح کی تاثیر جو پنتکوست کے پہلے ہوئی وہ نمونہ سا تھا بعد کی نعمتوں کا اور طیاری کی صورت تھی کبھی کبھی کسی کسی پر تھوڑی سی تاثیر آتی تھی اور کبھی دیر تک نہ آتی تھی جیسے مسیح بھی بار بار ظاہر ہوا مختلف صورتوں میں پر آخر کو مجسم ہوکر جہان پر آخر میں پورا ظاہر ہوا اور پردہ ہٹا دیا اِسی طرح روح القدس کی تاثیریں کبھی کبھی خاص لوگوں پر ظاہر ہوئیں تو بھی روح القدس

کا وقت ہنوز آنیوالا تھا کہ وہ سارے جہان کو روشن کرے اور شدت سے اُس کی تاثیرات نمودار ہوں اور اُس کی برکتوں کی بارش ہو جاوے۔ اگلے زمانہ میں خاص لوگوں پر خاص مطلب سے روح نازل ہوتی تھی مثلاً یوحنا بپتسما دینیوالے پر اور اُسکے باپ ذکریا پر اور کنواری مریم پر اور شمعون وحنا وغیرہ پر لیکن اب ہر ایماندار کا حصہ روح القدس میں اُس کے ظرف کے موافق ہوتا ہے (ف ۲) چٹان جب تک مارا نہ جاوے اُس سے پانی نہیں بہہ سکتا جب موسیٰ نے چٹان کو مارا تب اُس سے پانی بہا اور سب بنی اسرائیل نے چالیس برس تک پیا کیونکہ چٹان اُنکے ساتھ چلا اب کہ مسیح یہودیوں کے ہاتھ سے مارا جاوے گناہوں کی معافی کے لئے تو اُس سے دہد ہاکے روح القدس نازل ہو تاکہ تمام مومنین اِس میدان دنیا میں اُسے پی کر سفر کو تمام کریں

مسیح جب یہہ تعلیم دے رہا تھا اُسوقت تک روح القدس نازل نہ ہوئی تھی کیونکہ مسیح اپنے جلال کو نہ پہونچا تھا اور گنہگاروں کا کفارہ دیکر اُنکے لئے خدا میں صلح حاصل نہ کی تھی جب وہ موا اور جی اُٹھا اور خدا کی رضامندی اُنکے لئے حاصل کی تب آسمان اُنکے لئے طیار ہوگیا کہ وہ اُس میں جا سکیں اُسوقت روح القدس اُسکے مومنین پر بشدت آیا اور اب تک آتا ہے تاکہ ہمارے دلوں کو پاک کرکے ہمیں آسمان کے لایق بنائے

مثلاً جب بادشاہ مجھہ سے راضی ہوا اور اپنی مجلس میں مجھے قبول کرنا چاہتا ہے تب مجھے بھی ضرور ہے کہ غسل کرکے عمدہ پوشاک اُسکی شان کے لایق پہن لوں مگر میں کہاں سے وہ پوشاک لاؤں جو الٰہی درگاہ کے لایق ہے تب خدا روح القدس بھیجکر مجھے آسمان کے لایق بناتا ہے (ف ۳) اوگسطین صاحب کہتے ہیں کہ جب پہلے پہل روح القدس نازل ہوئی تو بعض اُسکے پانیوالے مختلف زبانیں بولتے تھے اور معجزات بھی کرتے تھے اب بھی روح القدس ہم پاتے ہیں اور مختلف زبانیں سب ایماندار نہیں بولتے ہیں نہ معجزات کرتے ہیں اِسلئے کہ اب ہر ایماندار کو اِن باتوں کی ضرورت نہیں ہے معجزات اِسلئے تھے کہ خدا کا کلام یعنے نیا عہدنامہ دنیا میں قدرت الٰہی کے ثبوت سے قایم ہو جاوے سو اب کلیسیا قایم ہوگئی ہے اِسلئے معجزات کی ضرورت نہ رہی۔ اور مختلف زبانیں اِس لئے تھیں کہ اقوام مختلفہ کو اُن کی زبان میں منادی ہو یہہ مطلب اب اِسطرح پورا ہوتا ہے کہ تمام کلیسیا ہر جگہ پھیل گئی ہے اور سارے ملک کی زبانوں میں یہہ کلیسیا کلام سناتی ہے کچھہ ضرور نہیں ہے کہ ہر ایماندار سب زبانیں بولے کیونکہ ہر جگہ میں مسیحی ایماندار موجود ہیں اپنے اپنے ملک کی زبان میں وہ سناتے ہیں اوگسطین صاحب نے یہہ بھی کہا کہ کیا میں زبانیں بولتا ہوں ہاں میں بولتا ہوں کیونکہ مسیح کا ایک بدن ہے جو کلیسیا ہے اور وہ ہر زبان میں بولتی ہے اور میں اُسکا ایک عضو ہوں تب میں اُس میں ہوکے بولتا ہوں کیونکہ بدن میں ایک ہی روح موثر ہے سب اعضا اُسی روح سے اپنا اپنا کام کرتے ہیں

۴۰ (۴۰) تب اُن لوگوں میں سے بہتیروں نے یہہ سُن کر کہا فی الحقیقت یہی وہ نبی ہی

چارسو برس بعد یہود یہ میں ایک نبی ظاہر ہوا جسکی عجیب تعلیم اور عجیب قدرت ہی وہ اُس کی باتیں سُن کے قایل ہو گئے اور (بہتیروں نے کہا) نہ سب نے کیونکہ سب سامعین ایک سی عقل اور ایک سا دل نہیں رکھتے ہیں اور سچائی کی بات ہر دل میں موثر نہیں ہوتی ہی (فی الحقیقت) یعنے سچ مچ یہہ لفظ ظاہر کرتا ہی کہ شدت سے اُن کے دلوں میں اُس کی تعلیم سے تاثیر ہوئی تھی (یہی وہ نبی ہی) جسکا ذکر (استثنا ۱۸ - ۱۵) میں ہی اِن لوگوں نے درست پہچانا تھا کیونکہ فی الحقیقت یہہ وہی شخص تھا جسکا ذکر موسیٰ نے کیا تھا

۴۱ (۴۱) اوروں نے کہا یہہ مسیح ہی پر بعضوں نے کہا کیا مسیح جلیل سے آتا ہی

(یہہ مسیح ہی) مسیح اور وہ نبی فی الحقیقت ایک ہی شخص تھا مگر اُنہوں نے وہ نبی اور مسیح میں فرق سمجھا اِسلئے کہ کلام کے روحانی مطلب سے بہت کم واقف تھے تو بھی یہانتک یہہ دونو خیال اُنکے درست تھے (کیا مسیح جلیل سے آتا ہی) یہہ اعتراض بعض کا اِسلئے ہوا کہ سب لوگ اُسے ناصری کہتے تھے اور ناصرہ علاقہ جلیل میں ہی تب اُنہیں خیال آیا کہ کیا مسیح جلیل کے ملک سے نکلیگا یہہ خیال اُنکا خلاف تھا اُس پیشگوئی کے جو (میکہ ۵ - ۲) میں ہی کہ مسیح بیت اللحم سے نکلیگا تب یہہ اعتراض بھی درست تھا پر اعتراض ناواقفی کے سبب سے تھا اِسلئے کہ وہ نہ جانتے تھے کہ یہہ شخص بیت اللحم میں پیدا ہوا ہی اور ناصرہ میں جا بسا ہی اور اُسکے والدین بیت اللحم کے لوگ داؤد کے خاندان سے ہیں۔ عام لوگ ہر آدمی کو نہیں پہچانتے کہ کون ہی اور کہاں کا ہی صرف ظاہری شہرت سے اُسے ناصری سمجھ لیا ہمیں لازم ہی کہ جلدی فتویٰ نہ دیا کریں جب تک ہر بات پر فکر نہ کریں

۴۲ (۴۲) کیا کتابوں میں یہہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہی

(کیا کتابوں الخ) یعنے صاف تو لکھا ہی (زبور ۱۳۲ - ۱۱ و میکہ ۵ - ۲) کہ داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم سے مسیح نکلیگا (جہاں داؤد تھا) بادشاہ ہونے سے پہلے (۱ سموئیل ۱۷ - ۱۵ و ۲۰ - ۶) (ف ۱) یہہ لوگ جانتے تھے کہ مسیح کہاں پیدا ہوگا اور کس کی نسل سے ہوگا تو بھی اُسے جو اُسی طرح ہوا قبول نہ کیا نوشتوں کا جاننا بھی بے فایدہ ہی اگر دل میں فضل نہ ہو جب تک الٰہی روشنی سے دل کی آنکھیں روشن نہ ہوں ہم کچھ نہیں جانتے (ف ۲) نادانی سچی عبادت

کی مانہیں ہے جیسے بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ہر نادانی کسی کی مدد نہیں کرسکتی آسمان کی راہ میں پر لفظی دانائی بھی کچھ چیز نہیں ہے جب تک حقیقی دانائی اللہ سے نہ بخشی جاوے نامعلوم خدا کو کوئی آدمی دل سے سمجھ کے بندگی نہیں کرسکتا اُسکا پہچاننا ضرور ہے (ف۳) اگر سب عیسائی نوشتوں کو ایسا جانتے جیسے یہودی جانتے ہیں تو کیا فایدہ ہوتا کافی نہیں ہے کہ واقعات اور تعلیمات یاد ہوں جب تک اُن کی تاثیر دل میں پیدا نہ ہو شیطان بھی جانتا اور کانپتا ہے تو بھی شیطان ہے (یعقوب ۲ - ۱۹) ہوسکتا ہے کہ لوگ نوشتوں کو بخوبی جانیں اور پڑھ پڑھ آیتیں سناویں تو بھی گناہوں اور خطاؤں میں دھسے رہیں (ف۴) مدرسوں سے اور یونی ورسٹی سے دل میں زندگی نہیں آسکتی یہہ تو خدا کی بخشش ہے۔ حقیقی یونی ورسٹی یہہ ہے کہ فضل کو قبول کریں اور گناہ سے نفرت کریں اور مسیح کے قدموں کے پاس بیٹھ کر فروتنی کے ساتھ اُس سے سیکھیں یہی سب سے بڑا علم ہے۔ نجات کے لئے لاطینی عبرانی یونانی انگریزی عربی وغیرہ کی کچھ حاجت نہیں ہے روح میں فضل کی حاجت ہے

۴۳ (۴۳) سو لوگوں میں اُس کی بابت اختلاف ہوا

اِس اختلاف کا سبب کیا تھا محض نادانی مخالفوں میں آج تک یہہ نادانی مخالفوں کا حصہ ہے جب اُنکے مقدمات مرتبہ اور نتایج پر فکر کروگے تو معلوم ہو جائیگا کہ نادانی کی بنیاد پر اُن کی عمارت ہے (ف) خیر اسوقت اختلاف پیدا ہوا پر یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح اگرچہ صلح کرانے کو آیا ہے پر جدائی کرانے بھی آیا ہے (لوقا ۱۲ - ۵۱) لیکن جدائی کا سبب آدمیوں کیطرف سے پیدا ہوتا ہے نہ مسیح کی وہ بعض کے لئے زندگی کی خوشبو ہے اور بعض کے لئے موت کی بو ہے اُن کے خراب دماغوں کے سبب سے (ف۲) فضل اور جسمانی طبیعت تیل اور پانی کی مانند ہیں جو ہرگز نہیں مل سکتے

۴۴ (۴۴) اور بعض نے چاہا تھا کہ اُسے پکڑلیں پر کسی نے اُسپر ہاتھ نہ ڈالے

یہہ بعض اُنہیں میں سے ہونگے جو اُسے جلیلی بتلاکے اُس کی مسیحیت کے قایل نہ تھے لیکن افسوس کہ اگرچہ اُنہوں نے اُسے مسیح نہ جانا تو بھی عام نبیوں میں ایک نبی بھی جانکر اُس کی طرف محبت نہ دکھلائی بلکہ ارادہ پکڑنے کا کیا تاکہ یہودی سرداروں سے قتل کرائیں اُن کے دلوں میں کسقدر اندھیرا تھا اور فقیہہ فریسیوں کے ساتھ متفق تھے (پر ہاتھ نہ ڈالے) اِسلئے کہ اُس کی قدرت موثر تھی اور وقت نہ آیا تھا اپنے کفر کو اپنے دلوں میں دبا کر گھر چلے گئے

۴۵ (۴۵) تب پیادے سردار کاہنوں اور فریسیوں کے پاس آئے اور اُنہوں نے اُنسے کہا تم اُسے کیوں نہ لائے

(کیوں نہ لائے) خفا ہو کے پیادوں سے پوچھتے ہیں کہ کیوں نہ لائے تم تو اِسی لئے بھیجے گئے تھے کہ زبردستی پکڑ کے لاتے پھر نہ لانے کا کیا سبب ہے

۴۶ (۴۶) پیادوں نے جواب دیا ہرگز کسی شخص نے اِس آدمی کی مانند کلام نہیں کیا

اُسکا کلام صاحب اختیار کی مانند تھا اور سچائی کی دلیلوں سے بھرا ہوا تھا اور اُس کی تعلیم میں کچھ تھا جو مخالفوں کو بھی نظر آیا (متی ۷-۲۹) کیونکہ یہہ لوگ بولتے ہیں کہ ایسی باتیں کبھی کسی آدمی کے مُنہہ سے نہیں سُنیں

۴۷ (۴۷) تب فریسیوں نے اُنہیں جواب دیا کیا تم بھی گمراہ کئے گئے ہو

تم ہمارے نوکر ہو اور ہم تمہارے آقا ہیں ہمارے ساتھہ کیوں بحث کرتے ہو تمہارا کام یہہ ہے کہ ہمارا حکم بجا لاؤ کیا تمنے بھی فریب کھایا اور گمراہ کئے گئے (ف) شریر لوگ جو آپ گمراہ ہیں اُن سب کو گمراہ کہتے ہیں جو اُنکے خیالات کو نہیں مانتے ہیں

۴۸ (۴۸) کیا کوئی سرداروں یا فریسیوں میں سے اُسپر ایمان لایا

... پوری تابعداری اپنے معلموں کی کرنا چاہئے (ف) آج تک یہہ بات دنیاوی اشرافوں میں سُنی جاتی ہے کہ کیا کوئی شریف عالم ہندو مسلمان عیسائی ہوا ہمیشہ کمینہ لوگ عیسائی ہوتے ہیں لیکن یہہ بھی نادانی کا خیال ہے بہت سے شریف عیسائی ہو چکے ہیں۔ مگر خدا نے اس جہان کے کمینوں کو چن لیا ہے کہ اُنہیں حقیقی شرافت بخشے پر شریف اپنی شرافت کے غرور میں خدا کے نافرمانبردار ہو کے ہلاک ہوتے ہیں تو بھی خدا کا دین سب کے لئے ہے (ف۲) صحیح بات یہہ ہے کہ ہر کوئی اپنے ایمان سے جیتا رہے نہ اُستاد کے ایمان سے اگرچہ اُستاد کی عزت چاہئے (استثنا ۱۷-۱۰ و ۱۱) تو بھی فرمانبرداری شریعت الٰہی کی ہے نہ اُن آدمیوں کی (ف۳) بہت لوگ بولتے ہیں کہ پادریوں کا حکم ماننا چاہئے ضرور ماننا تو چاہئے جب تک وہ کلام کے موافق بولتے ہیں اگر کلام کے موافق نہ بولیں تو ہرگز نہ ماننا چاہئے (ف۴) انجیل ایسی چیز ہے کہ اُسے فروتن لوگ جلدی قبول کرتے ہیں اور مغرور آدمی اُسے قبول نہیں کرتے ہیں (یوحنا ۹-۳۹) وہ جو شریعت کے معلم تھے خود شریعت کے فرمانبردار نہ تھے

۴۹ (۴۹) پر یہہ لوگ جو شریعت سے واقف نہیں لعنتی ہیں

(لعنتی ہیں) غصہ میں گالی دیتے ہیں کہ وہ جو شریعت کا علم نہیں رکھتے بے علم ہیں لعنتی اور حقیر ہیں ایسے کہ اُنکی رائے پر لحاظ نہ چاہئے

۵۰ (۵۰) نیقودیمس نے جو رات کو یسوع پاس آیا تھا اور اُن میں سے ایک تھا اُنہیں کہا

(نیقودیمس) اِسکا ذکر (۳-۲) میں ہے (رات کو آیا تھا) اسبات کو دو برس گذر گئے تھے کہ وہ مسیح سے رات کو آکے ملا تھا (اُن میں سے ایک تھا) یہہ آدمی سانہڈرم کا ایک معلم تھا اب یہہ کھڑا ہوتا ہے کہ مسیح کیواسطے کچھ بولے مگر ڈھیلے طور پر بڑی ہوشیاری سے اپنا فکر کرکے بولتا ہے

اور تو کچھ مسیح کے حق میں نہیں کہا مگر وہ بات جو سب سے بڑے گنہگار کے حق میں بولنا چاہئے بولتا ہے سچائی کی تاثیریں آدمی کے دل میں آہستہ آہستہ نظر آتی ہیں تو بھی نیقودیمس نے ایک طرح سے اقرار تو کیا اور ایک اچھی اور مناسب ہدایت بھی کی جو اُنکے جوش کو دفع کر سکتی تھی

آخر کو اس شخص نے مسیح کا اقرار بہت ہی صفائی کے ساتھ کیا تھا (۱۹-۳۹) دیکھو وہ جو سب سے زیادہ تیز رو ہیں ہمیشہ جیت نہیں لیتے ہیں کبھی کبھی وہ بھی جو آہستہ چلتے ہیں جیت لیتے ہیں

۵۱ (۵۱) کیا ہماری شریعت کسی کو پیشتر اُس سے کہ اُس کی سُنے اور جانے کہ وہ کیا کرتا ہے گنہگار ٹھہراتی ہے

ایک چھوٹا سا لفظ جو وقت پر بولا جاتا ہے کیسا مفید ہوتا ہے۔ یہہ کیسی عمدہ بات تھی جو اُس نے کہی بغیر ہمت کے لوگ ایسا نہیں بول سکتے آدمی گنہگار ٹھہرایا نہیں جاتا نہ خدا سے نہ پیدایشی شریعت سے نہ کسی دستور سے جب تک کہ اُسکا عذر سُنا نہ جاوے اور جب تک گواہ لوگ گواہی نہ دیں کہ اُسنے کیا کیا اور کیا کہا۔ مگر اُن لوگوں نے ایسا نہیں کیا کہ مسیح کی ساری باتیں سُنکے شریعت کی راہ سے اُسے مجرم ٹھہراویں بلکہ محض دشمنی سے اُسے مجرم بتلایا نیقودیمس کی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ تم جو شریعت کے تحت ہو کیا شریعت کی نہیں سُنتے ہو (گلاتی ۴-۲۱) دیکھو سانہڈرم کے بعض ممبر جانتے تھے کہ ہمارے ساتھی ناحق اُسکے حق میں ظلم کرتے ہیں

۵۲ (۵۲) اُنہوں نے اُسکے جواب میں کہا کیا تو بھی جلیل سے ہے ڈھونڈہ اور دیکھہ کہ جلیل سے کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا

نیقودیمس کی حق بات سے اُنکے دل میں چوٹ لگی تب اُس سے ٹھٹھہ کرتے ہیں کہ (کیا تو بھی جلیل سے ہے) جو جلیل کے

آدمی کی طرفداری کرتا ہے۔ بعض وقت مجلسوں میں ہمنے ایسا ہی دیکھا ہے کہ ناحق بات پر اکثر ممبر جمع ہوجاتے ہیں اور پہلے آپس میں صلاح کر چکتے ہیں اور انکی کوئی خاص غرض اُس صلاح میں پوشیدہ ہوتی ہے اجلاس کے وقت جب ایک دوسرا ممبر سچائی کی بات بولتا ہے تب وہ سب ایک منہہ ہوکے اُسکے خلاف ٹھٹھہ اور ہنسی کر کے اُسے دبا لیتے ہیں پر خدا سچا منصف جانتا ہے

(جلیل سے کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا) بھلا یہہ کیا ضرور ہے کہ کسی مقام پر اگر کوئی نبی کبھی نہیں ہوا تو وہاں ہمیشہ کبھی کوئی نبی نہ ہوگا اگر خدا کی مرضی ہو تو نبوت کی روح جلیل پر بھی آسکتی ہے

(ڈھونڈھ اور دیکھہ) یعنے کتاب الٰہی میں ڈھونڈھ اور دیکھہ۔ یہہ بھی اُنہوں نے غلط کہا اگر نیقودیمس کہتا کہ ناحوم نبی اور یونس نبی اور شاید الیاس نبی بھی جلیل سے نکلے تھے تو اُنکے پاس کیا جواب تھا

یونس جات حفر کا باشندہ تھا جو جلیل میں ہے (۲ سلاطین ۱۴-۲۵) اور یہہ جات حفر بنی زبلون کے علاقہ مشرقی کی حد میں تھا (یشوعہ ۱۹-۱۳) اور بنی زبلون کا حصہ جلیل کے علاقہ میں تھا (یشعیا ۹-۱) (ف) دیکھو بلا تحقیق کہ مسیح ناصری ہے نہ بیت لحمی سانیڈرم کے ممبر بھی قبول کر بیٹھے تھے اور فکر نہیں کرتے اِسلئے کہ اُس بات کے پکڑ رکھنے سے اُنکا مطلب پورا ہوتا تھا جو اُس کی تردید کی وجہہ تھی اِس کے ساتھہ دعویدار بھی ہیں کہ کلام میں کوئی جلیلی نبی مذکور نہیں ہے اور نیقودیمس سے ٹھٹھہ بھی کرتے ہیں یہہ باتیں اُن کے دل کی جہالت کو ظاہر کرتی ہیں

(۵۳) پھر ہر ایک اپنے گھر کو گیا ۵۳

نیقودیمس نے اگرچہ تھوڑا بولا تو بھی اُنکا غصہ جو پیادوں پر تھا اور گالی دیتے تھے کچھہ فرو ہوگیا اور دوسری طرف خیال ہٹ گیا اور مسیح خداوند سلامتی سے رخصت ہوا وہ بھی اپنے اپنے گھر گئے بات رفع دفع اُسوقت ہوگئی (ف) مسیح کے لئے نیقودیمس نے یہہ طعن سُنا کہ کیا تو بھی جلیلی ہے زہے عزت نیقودیمس کی کہ اِس لایق تو نکلا جو خداوند کے لئے طعن سُنا

آٹھواں باب

(۱) پر یسوع کوہ زیتون کو گیا ۱

(۱ سے ۱۱) اُس عورت کا ذکر ہے جو عین فعل کے وقت زنا میں پکڑی گئی (ف) یہہ آیتیں یعنے ۱ سے ۱۱ تک کل پورانے

نسخوں میں پائی نہیں جاتی اور پرانے ترجموں میں بھی نہیں ہیں اور پرانی تفسیروں میں بعضے بزرگوں نے اُنکی تفسیر بھی نہیں کی ہو لیکن بعض پرانے نسخوں میں ہیں اور وہ پرانے نسخے تین سو سے زیادہ ہیں جنمیں یہہ آیتیں ہیں اور اُنکی نسبت انکار کے جو دلایل ہیں اُنسے زیادہ تر دلایل ثبوت کے ہیں آگسطین صاحب اور امبروز صاحب اور جیروم صاحب اِس قصہ کے حق میں ثبوت کی گواہی دیتے ہیں اور لاطن و عربی اور فارسی اور مصری اور سوریانی و حبشی ترجموں میں بھی یہہ آیتیں پائی جاتی ہیں ۔ مگر یہہ قصہ اُن تین پرانے نسخوں میں نہیں ہی جو سب سے زیادہ قدیم ہیں اور سب پرانے نسخوں میں ہی پس لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید کسی حدیث سے یہہ قصہ بعض نسخوں میں درج ہوگیا ہی اور اُس کی نقل چل پڑی ہی لیکن قصہ کے وقوع میں ہرگز کسی کو شک نہیں ہی چنانچہ پاپیاس محدث نے بھی اِس قصہ کی تصدیق کی ہی اور یوسیبیوس کی جلد چہارم صفحہ ۳۹ میں اِسکا ذکر ہی ۔ اور لوقا کی انجیل کے ایک پرانے نسخے میں بھی یہہ قصہ مذکور ہی پس صحت میں تو شک نہیں ہی مگر یہاں اس کی کتابت میں شک ہی کہ سہو کاتب سے ہی یا مصنف سے ہی کہ یہاں کتابت ہوئی ہی

(یسوع کوہ زیتون کو گیا) ہر کسی کا کہیں گھر تھا سب اپنے اپنے گھروں کو گئے اور مسافر اپنے ڈیروں میں گئے پر مسیح کا کوئی گھر نہ تھا وہ پہاڑ پر چلا گیا ۔ ہر کوئی اپنے گھر آرام پانے کو گیا مسیح خدا باپ سے خلوت میں باتیں کرنے کو اور رات بتانے کو گیا ۔ مسیح کوہ زیتون پر اکثر جاتا تھا (متی ۲۴ - ۳ و ۲۶ - ۳۰ لوقا ۲۱ - ۳۷ و ۲۲ - ۳۹)

۲ (۲) اور صبح سویرے ہیکل میں پھر داخل ہوا اور سب لوگ اُس کے پاس آئے اور اُس نے بیٹھکر اُنہیں تعلیم دی

(صبح سویرے) شاید سورج نکلنے کا وقت تھا جب اُسنے یہہ کہا کہ میں دنیا کا نور ہوں (آیت ۱۲) یعنے جیسے سورج سے دنیا روشن ہوتی ہی ایسے ہی مجھہ سے آدمیوں کے دلوں میں روشنی آتی ہی (سب لوگ آئے) اُسکی باتیں سُننے کے بہت لوگ مشتاق تھے کیونکہ اُس کی تعلیم عجیب تھی (لوقا ۲۱ - ۳۸) اِسوقت اُسنے (بیٹھہ کے تعلیم دی)

۳ (۳) تب فقیہہ اور فریسی ایک عورت کو جو زنا میں پکڑی گئی تھی اُس پاس لائے اور اُسے بیچ میں کھڑا کرکے اُس سے کہا کہ

(فقیہہ و فریسی) اکثر فقیہہ فریسیوں کے ساتھہ شامل تھے مسیح کے پھنسانے کی فکر میں رہتے تھے کہ اُسے قتل کریں (۷ - ۱۹) اِن دو قسم کے لوگوں نے اُس کی مخالفت پر کمر باندھی تھی اسواسطے مسیح کا بہت افسوس اُنپر تھا (متی ۲۳ - ۱۵) (بیچ میں کھڑا کیا)

عورت کو یعنے وہ حلقہ سامعین کا جو تھا اُسکے بیچ میں عورت کو کھڑا کیا ناپاک دل کے لوگ اُس قدوس کے سامنے کیسا ناپاک جھگڑا لائے اور شرم نہ آئی

(۴) ای اُستاد یہہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ۴

یہہ معاملہ رات کو گذرا تھا صبح کو پیش کرتے ہیں ایسے ایسے بُرے معاملات اکثر عیدوں اور میلوں کے وقت ظہور میں آتے ہیں اور جن میلوں کی بنیاد اور مراد نہایت اچھی ہوتی ہی وہاں پر بھی شیطان آتا ہی (عین فعل کے وقت) یعنے جرم تو پورا ثابت ہی کہ پکڑنیوالوں نے فعل میں پکڑا ہی

(۵) موسیٰ نے توریت میں ہمکو حکم دیا ہی کہ ایسیوں کو سنگسار کریں پر تو کیا کہتا ہی ۵

(توریت میں) دیکھو (احبار ۲۰-۱۰) مگر یہاں سنگسار کا ذکر نہیں ہی البتہ ایک خاص وقت میں سنگسار کا حکم تھا (استثنا ۲۲-۲۴) میں دیکھو (پر تو کیا کہتا ہی) اپنی رائے بتلا آیا وہی رائے ہی جو موسیٰ کی کتاب میں ہی یا کوئی اور رائے ہی

(۶) اُنہوں نے آزمایش کے لئے یہہ کہا تا کہ اُس پر نالش کی وجہہ پاویں پر یسوع جھککے زمین پر لکھنے لگا ۶

(نالش کی وجہہ) بنانے کے لئے یہہ مقدمہ لائے تھے اگر وہ کہتا کہ موسیٰ کا حکم مانو اور پتھراؤ کرو تو رومیوں کی عدالت میں جاکے کہتے کہ وہ خون کے مقدمات بھی فیصل کرتا ہی اور حکم دیتا ہی کہ ہم اُسے ماریں تب مسیح رومی عدالت کا مجرم ہوتا کیونکہ خونی مقدمات میں یہودی مجلس کا اختیار نہ رہا تھا اور اگر کہتا کہ چھوڑ دو تو سانیڈرم میں جاکے کہتے کہ وہ موسیٰ کی شریعت کا مخالف ہی بدی کا مددگار ہی۔ پس وہ ہدایت کے تو طالب نہ تھے مگر مسیح کے خون کے پیاسے تھے اُسے مارنا چاہتے تھے (جھککے) یعنے نیچے سر کرکے (زمین پر) نہ کاغذ پر (لکھنے لگا) صرف یہاں لکھا ہی کہ وہ لکھنے لگا اور کہیں اُس کے لکھنے کا ذکر نہیں ہی اور نہیں معلوم کہ کیا لکھنے لگا اکثر مسیح جب لکھتا تھا تو روحانی شریعت کو آدمیوں کے دلوں پر لکھتا تھا نہ قلم سے نہ سیاہی سے مگر روح القدس کی تاثیر سے اور اپنے مُنہہ کے کلام سے اور ابتک وہ مومنین کے دلوں پر الہٰی شریعت کو نقش کرتا ہی (ف) کوئی نہ سمجھے کہ وہ فکر کرنے لگا کہ کیا جواب دوں اُسنے کبھی فکر نہیں کیا سب کچھہ بفکر اُسکے سامنے حاضر تھا جیسے اللہ کے سامنے ہر بات حاضر ہی مگر وہ اِسلئے جھککر زمین پر لکھنے لگا کہ گویا وہ اُن کی بات سُننا نہیں چاہتا وہ دکھلاتا

تھا کہ میں تمہاری یہہ بات سُننے سے نفرت کرتا ہوں اِسلئے کہ اول تو تم ایسا ناپاک مقدمہ خدا کے قدوس کے سامنے لائے دوم تمہاری نیت بھی کیسی بُری ہی کہ آزمایش کے لئے ایسی بات لائے کیسی بدبات اور بُرے دل سے پیش کرتے ہو (ف) مسیح پہلی آمد میں اِس جہان کے درمیان عدالت کرنے کو نہیں آیا تھا اسیواسطے اُس نے حکم دینے سے انکار کیا (آیت ۱۱ و ۱۵) اب کی بار حقیقی عدالت کرنے کو آویگا پہلے وہ شریعت کی تکمیل کرنے کو اور مصلوب ہونے کو آیا تھا تاکہ آیندہ عدالت کے وقت لاکھوں لاکھہ جانیں اُس کی صلیب کے بدولت بچ جاویں اگر عدالت کے دن سے پہلے یوں وہ مصلوب نہ ہوتا تو عدالت کے دن ایک تن بھی نجات نہ پاتا پس یہہ وقت رحم کا تھا نہ مجرم کو سزا دینے کا

(۷) اور جب وہ اُس سے سوال کرتے گئے تو اُس نے سیدھے ہوکر اُنہیں کہا جو کہ تم میں ۷
بے گناہ ہی پہلے وہی اُسے پتھر مارے

(سوال کرتے گئے) کیونکہ بے حیا آدمی تھے نہ سمجھے کہ اِس ناپاک بات کو سُننے سے اُس نے مُنہہ موڑلیا ہی مگر اپنے سوال پر اڑے رہے کہ جواب ملنا چاہیئے دیکھو خداوند کی مہربانی کی مہلت اور انسان کی سرکشی

(سیدھے ہوکر کہا) بڑی سنجیدگی سے جوابدیا (جو کہ تم میں بے گناہ ہی) یعنے اِس زناکاری کے فعل سے بے گناہ ہی کیونکہ اِس کام کے لئے یہہ کچھہ ضرور نہیں ہی کہ ہر قسم کے گناہ سے جو بیگناہ ہی وہ مارے نہیں وہ آدمی جو آپ زناکار نہیں ہی (پہلے وہی اُسے پتھر مارے) کیونکہ لکھا ہی کہ گواہ کا ہاتھہ پہلے اُٹھے (استثنا ۱۷: ۷) (ف) مسیح کا یہہ مطلب نہیں ہی کہ حکام مجرموں کو سزا نہ دیں جب تک کہ آپ بیگناہ نہ ہوں کیونکہ انتقام خدا سے ہی اور خدا کی شریعت سے ہی نہ حکام کی طرف سے مگر چاہیئے کہ الٰہی شریعت رحم اور نرمی و اعتدال سے پوری ہو (ف) یہہ فریسی اور فقیہہ آپ کو نیک اور دیندار آدمی ظاہر کرتے تھے اور پوشیدگی میں ناکار تھے اُس عورت زناکار کو پکڑلائے اور فضیحت کرتے اور ٹھٹھہ مارتے پھرتے تھے مگر اپنی بدچالی پر جوبون کا پردہ ڈالا تھا عورت کے لئے شریعت کی تکمیل کے طالب ہیں گویا اپنے لئے شریعت ہی نہیں ہی

(۸) اور پھر جُھک کے زمین پر لکھا ۸

اُن کی مُردہ سی تمیزوں کو تو جگادیا اور پھر منہہ موڑلیا یہہ دکھلاکے کہ یہہ بات جو تم نے میرے سامنے پیش کی ہی اِس کا فیصلہ ابھی میرے ذمہ نہیں ہی اور میں اِس معاملہ میں ابھی ہاتھہ ڈالنا نہیں چاہتا جب تک کہ حقیقی عدالت کا وقت نہ آئے اور ہر آدمی کے پوشیدہ کاموں کا اظہار نہ ہو

9 (۹) اور وہ یہہ سُنکر دل ہی دلمیں آپ کو گنہگار سمجھ کے بڑوں سے لیکے چھوٹوں تک ایک ایک
کرکے چلے گئے اور یسوع اکیلا رہگیا اور عورت بیچ میں کھڑی رہی

اُسوقت یہودیوں میں بدچلنی بہت تھی اکثر لوگ زناکار تھے حکام اور بہت سے دینی معلم بھی بے قصور نہ تھے (ف ۱) عیسائیوں کو چاہئے کہ مسیح کی وہ بات یاد رکھیں کہ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھہ سے شہتیر نکال تب دوسرے کی آنکھہ سے تنکا اچھی طرح دیکھکے نکال سکیگا (دل ہی دل میں) یہاں پرکچھہ طاقت تمیز کی ظاہر ہے کہ بغض وکینہ اور شرارت و بدنیتی جو اُن میں بھری تھی اُس سب کو تمیز نے دبالیا ایسا کہ اپنے اوپر آپ اُنہوں نے فتویٰ دیا کہ ہم اُسکے سامنے کھڑے ہونے کے لایق نہیں ہیں (ف ۲) قیامت کے دن کیا ہوگا جب آدمیوں کی تمیز نہایت زور کے ساتھہ جاگ اُٹھیگی اور خود اُنپر فتویٰ دیگی (ف ۳) یہہ تمیز آدمیوں کی پادری صاحبوں کی بڑی دوست ہے جب وہ ممبر پر چڑھکے گناہ کے لئے ملامت کرتے ہیں تب آدمیوں کی تمیزیں گواہی دیتی ہیں کہ سچ کہتے ہیں اور یہی تمیز ہر نیک والدہ کے بھی دوست ہے جب وہ اپنے بچوں کو گناہ سے بچانا چاہتی ہے اور نیکی پر مایل کرتی ہے اور یہی تمیز ہر نیک اُستاد کی بھی دوست ہے جب وہ اخلاقی فرائض شاگردوں کو سکھلاتا ہے (ف ۴) دیکھو یہہ لوگ حکومت کے بارہ میں نالش کرنے کو آئے تھے اور خود ملزم ہوگئے الہٰی عدالت کے وقت کیا حال اہل حساب کا ہوگا (ف ۵) یہہ لوگ ایک گنہگار کی موت سے خوش تھے کہ سزا کا فتویٰ ہو پر اپنے اوپر سزا اُٹھانے سے خوش نہیں ہیں اگرچہ ایک ہی جرم میں مبتلا ہیں (ف ۶) مسیح آدمیوں کی ہلاکت سے خوش نہیں ہے مگر اُن کی نجات اور زندگی سے خوش ہے اگر وہ توبہ کریں اور ایمان لائیں تو بچ سکتے ہیں (ف ۷) ایک تمیز ہزار گواہوں کے برابر ہے اور اسی سے آدمی کا مُنہہ بند ہوتا ہے نہ حجتوں کے سُننے سے

(ایک ایک کرکے چلے گئے) یعنے کھسک گئے شرم کے مارے کیونکہ اُسنے اُن کے باطنی گناہوں کی طرف اشارہ کردیا اور اُنہیں اپنی پوشیدہ حالت یاد آئی تب اُسکے سامنے کھڑے رہنے کے لایق نہ تھے

(بڑے سے لیکے چھوٹوں تک) یعنے جو لوگ عہدہ میں اور منصب میں بڑے تھے اور جو عہدہ ومنصب میں چھوٹے تھے سب چل نکلے کیونکہ سب بدکار تھے زناکاری اُن میں ایک عام گناہ تھا۔ یا آنکہ جو عمر میں بڑے تھے اور دیر سے دنیا میں گناہ پر گناہ کئے تھے وہ بھی چلے گئے اور اُنکے ساتھہ چھوٹی عمر کے آدمی بھی جنہوں نے اُن کی نسبت تھوڑے گناہ کئے تھے پر گنہگار تو سب تھے اُسوقت ایک بھی نہ بولا کہ میں ہوں جو زنا سے بچا ہوا ہوں (ف) اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نہایت گندے معاملات میں وہی لوگ بہت ہاتھہ ڈالتے ہیں جنہیں کچھہ مہارت ہے مگر بزرگ لوگ بدمعاملات سے ناخوش ہوکر الگ رہتے ہیں (عورت بیچ میں کھڑی رہی) یعنے اُسی مقام پر جہاں پہلے کھڑی کی گئی تھی (اور یسوع اکیلا رہ گیا) کل سامعین چلے گئے

(ف ۹) انگسطین صاحب کہتے ہیں کہ دو چیزیں رہ گئیں دُکھ اور رحم یا کمبختی اور سعادت (ف ۱) اگر موسیٰ کی شریعت پر فتویٰ دینیوالے تھے تو مجرمہ کو کیوں چھوڑ گئے وہ تو شہدہ باز اور فسادی تھے جس مرد سے اُس عورت نے بدی کی تھی اُسے تو پہلے ہی کہیں چھوڑ آئے تھے اور رسوائی کے لئے عورت کو خراب کرتے پھرتے تھے اب اُسے بھی چھوڑ کے بھاگ گئے یہاں سے خوب ظاہر ہے کہ شہدہ باز تھے نہ شریعت کے پیرو

10 (۱۰) تب یسوع نے سیدھے ہو کے عورت کے سوا کسی کو نہ دیکھا اور اُس سے کہا اے عورت وہ تیرے
نالش کرنیوالے کہاں ہیں کیا کسی نے تجھ پر حکم نہ کیا

(کسی کو نہ دیکھا) سب شرمندگی سے چلے گئے تب وہ عورت سے مخاطب ہو کے بولا (تیرے نالش کرنیوالے کہاں ہیں) وہ سب اسی قسم کے گنہگار تھے شرمندگی کے سبب کھڑے نہ رہ سکے (حکم نہ کیا) اگر کوئی اُن میں زناکار نہ ہوتا تو کہتا کہ میں اُس کے پہلے پتھر مارتا ہوں یا کہتا کہ میں تو مار سکتا ہوں مگر رومی عدالت سے ہمیں مارنے کی اجازت نہیں ہے (ف) یہاں مسیح کے کلام سے یوں مترشح ہے کہ شریعت تو خوب ہے اور مجرموں پر فتویٰ دیتی ہے میں نے بھی شریعت کے موافق فتویٰ سنایا کہ ہاں مارنا چاہیئے لیکن وہ مارے جو مار کھانے کے لائق نہیں ہے تب وہ بھاگ گئے یہہ دکھلا کے کہ ہم سب گنہگار ہیں اور اُن کی تمیز نے اُن کی زبان کو بولنے سے اور ہاتھوں کو مارنے سے روکا

11 (۱۱) وہ بولی اے خداوند کسی نے نہیں۔ یسوع نے اُس سے کہا میں بھی تجھ پر حکم نہیں کرتا جا اور
پھر گناہ نہ کر

(اے خداوند کسی نے نہیں) شریعت مثل آئینہ کے ہے ہر کوئی اپنی حالت باطنی کو اُس میں دیکھ سکتا ہے (میں بھی تجھ پر حکم نہیں کرتا) اگرچہ وہ خود بیگناہ تھا مگر بچانے کو آیا تھا نہ مارنے کو اور یہہ وقت عدالت کا بھی نہ تھا تب اُسنے عورت سے ایسی بات کہی جو بچانیوالے کو لازم ہے اُسنے جائز فتویٰ تو سُنایا پر آپ اسوقت انسان ہو کے نہ گواہ تھا نہ کوئی دنیاوی حاکم پر یہہ کام صرف یہودیوں کا تھا جو شریعت پر اُچھلتے تھے (ف ۱) یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح اگرچہ خدا کا برّہ ہے (۱ — ۲۹) لیکن وہ شیر ببر بھی ہے (مکاشفات ۵ — ۵) ایسا نہو کہ کوئی آدمی برّہ کی حلیمی کے سبب گستاخی کرے اور برّہ کا غضب اپنے اوپر بھڑکائے (ف) مسیح نے عورت سے نہیں کہا کہ تو بیگناہ ہے بلکہ یہہ کہا کہ تو گنہگار ہے اور سب لوگ بھی گنہگار ہیں اور تم سب شریعت کے فتوے کے نیچے ہو مگر میں رحم کرنے کو آیا ہوں اِسلئے میں مارنے کا حکم نہیں دیتا ہوں جب تک عدالت کا دن نہ آئے (جا پھر گناہ نہ کر)

یہاں گناہ کا لفظ عام گناہ کو شامل ہی یعنے نہ صرف زنا مگر کوئی گناہ نہ کر (ف) مسیح گناہ پر فتویٰ دیتا ہی مگر گنہگار کو جانے دیتا ہی اِس امید پر کہ وہ مہلت پاکے توبہ کرے اور ایمان لاوے تاکہ گناہوں کی معافی ہو اگر اُسنے توبہ نہ کی اور ایمان نہ لایا تو عدالت کے وقت پوری سزا ہوگی (ف) عیسائیوں کو چاہئے کہ گنہگاروں پر رحم کریں اور کوشش کریں کہ وہ توبہ کرکے ایمان لاویں لایق ہی کہ سزا کی نسبت بچانے کا بہت فکر کیا جا ے ورنہ سزا تو آخر کو موجود ہی

(۱۲) تب یسوع نے پھر اُنہیں کہا جہان کا نور میں ہوں جو میری پیروی کرتا ہی اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پائیگا 12

(۱۲ سے ۵۹) خداوند مسیح عید خیمہ کے آخری دن ہیکل میں یوں بولتا ہی کہ (جہان کا نور میں ہوں) دیکھو کیا لکھا ہی (۱-۴ و ۵) کے ذیل میں اور (۹-۵) کو بھی دیکھو مسیح اِسلئے آیا تھا کہ قوموں کی روشنی کے لئے ایک نور اور اپنی قوم اسرائیل کا جلال ہو اور الٰہی نجات زمین کی حدود تک اُس سے پہونچے (لوقا ۱-۳۲) یہہ نور اپنے اندر جلال رکھتا ہی اور وہ آپ کو بخشدیتا ہی لوگوں کے لئے کہ وہ روشن ہوجائیں (ف) جیسے نظام شمسی میں جو سورج ہی جو مرکز ہی تمام روشنی اور گرمی و زرخیزی کا ویسے ہی مسیح مرکز ہی تمام جہان کی زندگی اور نمو اور روحانی زرخیزی کا کاذب روشنی بھی دنیا میں چارطرف کچھ ہی مگر یہہ صفات جو اِس میں ہیں اُن میں نہیں ہیں (ف) یہہ باتیں مسیح نے ہیکل میں کہیں اُسوقت وہاں عورتوں کے احاطہ میں بڑے بڑے شمعدان سونے کے کھڑے تھے جو ہفتہ کے پہلے دن میں روشن کئے جاتے تھے اور اُن کی روشنی سے تمام یروشلم روشن ہوتا تھا اور جیسے وہ پانی جو ڈھالا جاتا تھا چٹان کا نمونہ تھا ویسے ہی یہہ شمعدان اُسی روشنی کی یادگاری میں تھے جو آگ کا ستون ہوکے اُنکے ساتھہ بیابان میں تھے اور وہ اللہ کی روشنی تھی اور یہہ سب سایہ سا تھا مسیحی روشنی کا جو ظاہر ہونیوالی تھی اب مسیح نے اُسپر اشارہ کرکے ظاہر کیا کہ میں ہوں جہان کا نور جس سے نہ صرف یروشلم مگر تمام جہان روشن ہوگا۔ کوئی مفسر کہتا ہی کہ اسی روشنی پر اشارہ کرکے فرمایا تھا کوئی دوسرا مفسر کہتا ہی کہ اُسوقت سورج چڑھتا تھا اُس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کیونکہ مسیح صبح کی روشنی ہی (لوقا ۱-۷۸) (ف) یقیناً صرف مسیح یسوع سے آدمیوں کے دلوں میں روشنی آتی ہی اور ساری تاریکی گناہ کی ہٹ جاتی ہی (جو میری پیروی کرتا ہی) یعنے ایمان لاتا ہی اطاعت کرتا ہی حکموں پر چلتا ہی میری ہدایت کے موافق دنیا کی زندگی بسر کرتا ہی نقش قدم پر چلتا ہی (اندھیرے میں نہ چلیگا) یعنے گناہ کی اور نادانی کی تاریکی اور روحانی موت کے اندھیرے میں نہ رہیگا یہہ اندھیرا اُسپر سے ہٹ جائیگا (بلکہ زندگی کا نور پائیگا) یعنے الٰہی زندگی کا نور پائیگا کیونکہ میری روشنی جو ہی اُسکے ساتھہ زندگی ہی (ف) کرتا ہی اِسکے معنی یہہ ہیں کہ جیسے اندھیری رات میں روشنی کے پیچھے پیچھے لوگ چلتے ہیں اگر اسی طرح میرے

پیچھے کوئی آوے جیسے بنی اسرائیل آگ کے ستون کے پیچھے جاتے تھے تو وہ آدمی اندھیرے میں نہ رہیگا اُس کے دل میں سے گناہ نکلیگا اور قہر الٰہی کی گھٹا اُسکے سر پر سے ہٹ جاویگی اور زندگی اُس میں آجاویگی (ف) اگر کوئی مسیح سے روشنی پایا چاہے تو پہلی شرط یہہ ہے کہ اُس کی پیروی کرے تب روشنی کو دیکھیگا لوگ کہتے ہیں کہ ہم پہلے روشنی پاویں پیچھے پیروی کرینگے یہاں لکھا ہے کہ پہلے پیروی کرنا چاہئے تب روشنی پاوینگے اور یہہ درست بھی ہے کیونکہ اگر کوئی لڑکا کہے کہ میں کچھہ نہ سیکھونگا جب تک سب کچھہ سمجھہ نہ لوں تو وہ کبھی کچھہ نہ سیکھیگا جو کوئی کہتا ہے کہ میں عیسائی ہونے سے پہلے سب کچھہ سمجھہ لوں تب عیسائی ہونگا ضرور وہ اپنے گناہوں کی تاریکی میں مریگا اور کچھہ نہ سیکھیگا (ف) گناہ کیسا سخت اندھیرا ہے کہ آدمی کو موت کے غار کے کنارہ پر پہنچا دیتا ہے اور بہت ہیں جو گر کر مر جاتے ہیں پر وہ گنہگار جو مسیح کی ہدایت پر چلتے ہیں روز بروز مسیح کی روشنی اُنکی ہدایت کرتی ہے اور وہ منور ہو کے اقرار کرتے ہیں کہ ہم روشن ہیں (ف) اگر مسیح خدا نہ تھا تو ان لفظوں کے کچھہ معنے نہیں ہیں آدمیوں میں اور فرشتوں میں کون ہے جو ایسا بول سکے یہہ تو اللہ کی آواز ہے کیونکہ مسیح اللہ ہے جو مجسم ہو کے ظاہر ہوا (ف) اگسطین صاحب کہتے ہیں کہ روشنی آپکو دکھلاتی ہے تم چراغ جلاتے ہو کہ کسی چیز کی رات کو تلاش کرو اور جلتے چراغ کے وسیلہ سے اُسے پاتے ہو لیکن جلتی بتی کی تلاش کے لئے کوئی آدمی دوسرا چراغ نہیں جلاتا ہے پس مسیح کو مسیح سے پہچانتے ہیں نہ دیگر علوم سے

۱۳ (۱۳) تب فریسیوں نے اُس سے کہا تو اپنے حق میں گواہی دیتا ہے تیری گواہی سچ نہیں

(تو اپنے حق میں گواہی دیتا ہے) یہہ ایک موٹا قانون دنیا میں مشہور ہے کہ کسی کی گواہی اُس کے حق میں قبول نہ کیجاوے وہ اُسکا دعویٰ سمجھا جاوے اور اُسکے ثبوت کے لئے دوسرے گواہ تلاش کئے جاویں پس جب مسیح نے اپنے حق میں گواہی دی تو یہودیوں کے سامنے لایق اعتبار نہ تھی کیونکہ اپنی تعریف تعریف نہیں ہے

لیکن اس قانون میں یہاں کچھہ فرق ہے اِسلئے کہ خدا آپ اپنے حق میں گواہی دیسکتا ہے اور یہہ حقیقی گواہی ہے الٰہی زندگی اور الٰہی روشنی جو دنیا میں ہیں اپنے اوپر آپ گواہی دیتے ہیں اور ہماری جسمانی زندگی جو ہم میں ہے آپ ہماری زیست پر گواہ ہے سورج کی روشنی سورج پر گواہی دیتی ہے مسیح فرماتا ہے کہ میں راستبازی کا سورج ہوں مگر تم یہودی میرے طلوع و غروب کی کیفیت سے اور میری دھوپ سے ناواقف ہو مگر جو لوگ مجھہ سے روشن ہوتے ہیں اُنکے دلوں میں میری روشنی مجھہ پر گواہی دیتی ہے (ف) اُسوقت مسیح کی قدرت جو معجزوں میں ظاہر تھی اور اُس کی تعلیم کی روشنی بھی اُسپر گواہی دیتی تھی کہ وہ خود روشنی ہے۔ مگر جب وہ موا اور جی اُٹھا اور آسمان پر جاکے روح القدس کی روشنی نازل کی اور جہان کو منور کیا اور ابتک منور کرتا ہے تو اِسوقت اگر کوئی مسیح پر غور کرے وہ آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ بے شک وہ جہان کا نور ہے

(۱۴) یسوع نے جواب دیا اور اُنہیں کہا اگرچہ میں اپنی بابت گواہی دیتا ہوں توبھی میری گواہی ۱۴
سچ ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور میں کہاں کو جاتا ہوں پر تم نہیں جانتے کہ میں
کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں

(میری گواہی سچ ہے) شاید کوئی کہیگا کہ (۵-۳۱) میں ہے کہ سچ نہیں ہے فرق یہہ ہے کہ پہلی آیت کا قرینہ ظاہر کرتا ہے کہ اُسنے وہاں محض انسانیت کی راہ سے بولا تھا کہ اگر میں محض انسان ہو کے آپ پر گواہی دوں اور کوئی مجھہ پر گواہی نہ دے تو میری گواہی حق نہیں ہے کیونکہ شریعت میں دعویٰ مدعی کے لئے دو گواہ مطلوب تھے اور اِسی لئے اُسنے وہاں فرمایا تھا کہ یوحنا بپتسما دینیوالا اور خدا باپ اور میرے کام اور پرانا نوشتہ یہہ سب میرے گواہ ہیں

لیکن یہاں کچھہ اور بات ہے وہ یہاں الوہیت کے مقام میں بولتا ہے دیکھو لفظ کیونکہ سے وہ اپنی گواہی کے حق ہونے کی دلیل کیا دیتا ہے یہہ کہ پہلے میں ازل سے خدا کے ساتھہ تھا اور اب پھر آسمان پر جانیوالا ہوں یعنے اللہ ہوں آسمان سے اُترکے آیا ہوں اور پھر آسمان پر جانیوالا ہوں تم اِس بات سے ناواقف ہو اِسلئے کہتے ہو کہ تیری گواہی حق نہیں ہے پر فی الحقیقت میری گواہی حق ہے - دیکھو مسیح کہاں سے آیا اور کہاں کو جاتا تھا (۱۷-۵) اُسنے اپنی آمد و رفت کا وہ مقام بتلایا جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں - ضرور تھا کہ وہ باپ کی گواہی سے اور معجزوں اور نوشتوں سے معتبر جانا جاتا پھر اُس کی گواہی اُس کے حق میں جو ازلی مقام کی بابت اور ابن اللہ ہونے کی بابت تھی مانی جاتی پر اب ایسی بات ہوئی کہ سورج نے کہا میں سورج ہوں لوگوں نے کہا تو غلط کہتا ہے شاید تورات ہے افسوس تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا (۱-۵)

(۱۵) تم جسم کے موافق حکم کرتے ہو میں کسی پر حکم نہیں کرتا ۱۵

یعنے تم مجھے انسانی صورت میں دیکھہ کے اور ایک آدمی خیال کرکے حکم کرتے ہو کہ ایک آدمی ہے جو اپنے اوپر گواہی دیتا ہے - لیکن میں تو اللہ ہوں اور اپنی الوہیت میں آپ پر گواہی دیتا ہوں (میں کسی پر حکم نہیں کرتا) یعنے میں جسم کے موافق حکم نہیں کرتا جیسے تم کرتے ہو میں اللہ ہو کے باطن سے واقف ہوں اور حقیقت پر حکم دیتا ہوں (ف) حکم نہیں دیتا شاید اُسی عورت کی نسبت اشارہ ہو جسکو حکم کے لئے اُس پاس لائے تھے یعنے میں نجات دینے کو آیا ہوں نہ مار ڈالنے کو (۱۲-۴۷) میں حقیقی نور ہوں جسکی روشنی سب پر گرتی ہے اندھیرے پر بھی گرتی ہے اگرچہ وہ نہ دیکھے

۱۶ (۱۶) اور اگر میں حکم کروں تو میرا حکم حق ہے کیونکہ میں اکیلا نہیں پر میں اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے

(میں اکیلا نہیں) جیسا تم خیال کرتے ہو کہ ایک آدمی ہے۔ بلکہ میں اور باپ دو شخص ہیں (اگر میں حکم کروں تو میرا حکم حق ہے) کیونکہ کوئی فعل میرا باپ سے جدا نہیں ہے جو میں کرتا ہوں باپ کرتا ہے اور جو باپ کرتا ہے وہی میں کرتا ہوں پس ماہیت اور مرضی وکام میرے اور باپ کے ایک ہیں (جسنے مجھے بھیجا ہے) آسمان سے زمین پر وہ میرے ساتھ ہے ہم دونوں میں یگانگی ہے (ف) اگرچہ میرا حکم حق ہے کیونکہ میرا اور باپ کا حکم ایک ہی بات ہے تو بھی میں کسی پر سزا کا حکم نہیں کرتا کیونکہ مراد میری ابتک دنیا میں آنے سے جہان کی نجات ہے کہ گنہگاروں کی جان بچاؤں اسلئے میں حکم نہیں دیتا کہ کوئی مارا جاوے البتہ عدالت کے دن حکم دونگا اُنپر جنہوں نے اِس فضل کو قبول نہ کیا جو میں نے پیش کیا تھا (ف۲) یہاں سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں تعدد اور تشخص ہے اور یگانگی بھی ہے جب کہا گیا کہ گواہ دو ہیں تو اُسکے معنے یہہ ہیں کہ ہر دو ایک ہی شخصیت کے لوگ ہیں اگر ایک مخلوق ہے تو دوسرا بھی مخلوق ہے اور اگر ایک خدا ہے تو دوسرا بھی خدا ہے دیکھو کیا لکھا ہے (۱ یوحنا ۵-۷) (ف۳) سبیریوس بدعتی کہتا تھا کہ ایک ہی شخص ہے جو خدا ہے دو اقنوم نہیں ہے یہاں صاف لکھا ہے کہ دو شخص ہیں اور ایک ہی ماہیت ہے (ف۴) میں اور باپ ایک ہی شخص ہیں یونانی کے لفظ سے ثابت ہے کہ ایک ہی چیز ہے نہ ایک ہی شخص ہے یعنے ماہیت کی طرف اشارہ ہے کہ ماہیت دونوں کی ایک ہے پس سبیریوس کی بدعت باطل ہوجاتی ہے (ف۵) اوگسطین صاحب کہتے ہیں شرمندہ ہوائے سبیریوس کے شاگرد کہ خداوند مسیح یوں نہیں کہتا کہ میں باپ ہوں یا وہی شخص بیٹا ہوں بلکہ یوں فرماتا ہے کہ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ باپ میرے ساتھ ہے تب باپ ایک شخص ہے اور بیٹا دوسرا شخص ہے اور ماہیت دونوں کی ایک ہے

۱۷ (۱۷) تمہاری شریعت میں یہہ بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی سچ ہے

(استثنا ۱۷-۶ و ۱۹-۱۵) وہاں خدا کا حکم ہے کہ ہر بات دو گواہوں سے ثابت کیجاے

۱۸ (۱۸) ایک تو میں ہوں جو اپنی بابت گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے میرے لئے گواہی دیتا ہے

اِس دلیل میں بظاہر کچھہ کمزوری نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں بہت مضبوط دلیل ہے مگر جب تک ہم مسیح کو بخوبی نہ پہچانیں کہ وہ کون ہے تبھی تک اِس دلیل میں کمزوری نظر آتی ہے پر جب اُسے پہچان لیا کہ وہ ایک اقنوم ہے اقانیم ثلثہ میں سے

تب معلوم ہو جاتا ہے کہ دلیل برجستہ ہے اور جیسے باپ کی گواہی معتبر ہے ویسے ہی بیٹے کی گواہی معتبر اور برابر ہے تب ہر دو کی گواہی وہی حقیقی گواہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہے

مسیح اور لوگوں کی مانند نہیں ہے وہ اُن کی حالت اور درجہ سے مبرا ہے اس سبب سے کہ اُس میں الوہیت اور انسانیت ہر دو ملگئی ہیں (ف) کوئی نہ سمجھے کہ بیٹا اپنے اوپر جدی گواہی دیتا ہے جس میں باپ کا دخل نہیں اور باپ بیٹے کے حق میں جدی گواہی دیتا ہے جس میں بیٹے کا دخل نہیں کیونکہ یہہ بات اوپر ثابت کی گئی ہے کہ ہر دو کی ماہیت اور مرضی اور افعال میں یگانگی ہے لیکن مسیح نے یہاں پر آپ کو اور باپ کو گواہی کے بارہ میں جدا کر کے محض اپنی خدمت اور کام کے لحاظ سے بیان کیا ہے کیونکہ وہ بھیجا ہوا ہے اور باپ بھیجنے والا ہے حقیقت میں تو دونوں کی گواہی ایک ہی گواہی ہے ماہیت اور مرضی کی راہ سے مگر تشخص کی راہ سے دو گواہیاں ہیں

19 (۱۹) تب اُنہوں نے اُس سے کہا تیرا باپ کہاں ہے یسوع نے جواب دیا تم نہ مجھے جانتے ہو اور نہ میرے باپ کو اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے

(تیرا باپ کہاں ہے) تو باپ کا بہت ذکر کرتا ہے ہمیں بتلا کہ تیرا باپ کہاں ہے ہم تو جانتے ہیں کہ یوسف نجار تیرا باپ ہے پس یہہ کون باپ ہے جس کا تو بہت ذکر کرتا ہے تب اُسنے یوں جواب دیا (کہ تم نہ مجھے جانتے ہو اور نہ میرے باپ کو) میں بھی تمہاری دلی نظروں سے پوشیدہ ہوں اور میرا باپ بھی تمہاری روحانی آنکھوں سے پوشیدہ ہے مجھے اور میرے باپ کو تم نہیں جانتے (ف۱) یہودی لوگ نوشتوں کے الفاظ خوب جانتے تھے تو بھی روحانی تاریکی میں تھے اور اب بھی تاریکی میں ہیں وہ پیشگوئیوں سے واقف تھے مگر خدا کو اور مسیح کو نہ جانتے تھے اگرچہ خدا کا نام بہت سناتے تھے تو بھی خدا سے ناواقف تھے خدا کا جاننا اور ہی بات ہے یعنے وجود الٰہی کا انکشاف جو روحوں پر ہوتا ہے وہی خدا کا جاننا ہے نہ صرف زبان سے بولنا اور دل میں اندھیرا۔ ممکن ہے کہ کوئی آدمی طفلی سے خدا کا نام سُنے اور کتابوں میں پڑھے اور بات بات میں خدا کا نام لیا کرے تو بھی خدا سے ناواقف ہو

(اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے) میرے باپ کو پہچاننا اُس شناخت سے جسکا اوپر ذکر ہوا میری شناخت پر موقوف ہے کیونکہ میں خدائے مجسم ہوں ساری الوہیت کا کمال مجھہ میں مجسم ہو رہا ہے ساری قدرت ساری پاکیزگی ساری الٰہی خوبیاں مجھہ میں ظاہر ہیں اور میں تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہوں اگر مجھہ پر یقین لاؤ اور مجھے قبول کرو تو باپ کو بھی میرے وسیلے سے پہچان سکتے ہو تم نے خدا باپ کا نام بہت سُنا پر اُسے نہیں جانا اب میں اُسکا حقیقی اکلوتا بیٹا دنیا میں آیا ہوں تاکہ خدا باپ کو دنیا پر ظاہر کروں (ف۲) ازلی باپ پہچانا نہیں جاتا مگر ازلی بیٹے کے وسیلے سے (۱۴-۹) جس نے مجھے دیکھا باپ کو دیکھا ہے پس خدا کی پوری شناخت مسیح کی شناخت پر موقوف ہے (ف۳) یہہ دونوں کی یگانگی پر ایک اور ہی دلیل ہے آیت ۱۰ میں تعدد کا ذکر تھا یہاں

یگانگی کا ذکر ہی (ف) دنیا میں جسقدر لوگ مسیح سے الگ ہوکے خداشناسی کے مدعی ہیں غلطی پر ہیں وہ لوگ خداکو نہیں جانتے
صرف عیسائی خداکو جانتے ہیں ہم لوگ جب پہلے مسیح سے الگ تھے اور دوسرے مذہبوں کے پیرو تھے اگرچہ اُن مذاہب میں
خداشناسی کے درپے تھے اور بعضے وقت دعوے بھی کرتے تھے کہ ہم خداکو جانتے ہیں لیکن جسوقت مسیح کے پاس آئے تب
ہمنے خداکو جانا اور اسی بات پر ہم خداکے سامنے گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً پہلے ہمنے خداکو نہ جانا تھا ہم فریب خوردہ تھے پر اب
مسیح کے وسیلہ سے خداکو جانتے ہیں خداکا وہ علم جو ہم میں پہلے تھا اور یہہ علم خداکا جو اب مسیح کے وسیلہ سے ہم میں آیا ہی دونوں
کے درمیان بہت ہی فرق ہی اور یہہ دونو حالتیں صاف صاف ہماری روحوں میں ممتاز ہیں اگر یہودی مسیح کو قبول کرتے تو خداکو پہچان
لیتے اور جو یہہ دنیا کی غیر قوم مسیح کو قبول کریں تو خداکو بھی جانینگے اور خود گواہی دینگے کہ یہہ سچ بات ہی کہ ہمنے اب خداکو جانا ہی
(ف) مسیح کی طرف سے اگر کوئی خداکی طرف جاتا ہی تو اُسکے سامنے سے پردہ ہٹتا ہی اور کچھہ خوف نہیں ہی بلکہ خداکی محبت اُسے
قریب لاتی ہی اُن سب گنہگاروں کا خدا دوست ہی جو اِس راہ سے اُس کی طرف جاتے ہیں کیونکہ یہہ لوگ مسیح سے پاک ہوکے اور
اُسکے کفارہ سے معافی پاکے اور نئی زندگی سے زندہ ہوکے اور الٰہی راستبازی سے راستباز ٹھہر کر خداکے نزدیک جاتے ہیں
تب پردہ ہٹ جاتا ہی اور خدا ہمارے دلوں کے نزدیک آتا ہی اور ہمیں اسقدر جرأت بخشتا ہی کہ ہم اُسے جو قدوس ہی جانیں لیکن جو
شخص مسیح کیطرف سے نہیں مگر دوسری راہ سے خداکے نزدیک جانا چاہتا ہی اُسکے لئے خدا ہیبت ناک ہی بلکہ خدا اُسکے حق میں جلانیوالی
آگ ہی خداکا غصہ اُسپر ہی کیونکہ وہ گناہوں کے نیچے دبا ہوا ہی اُسکے گناہ معاف نہیں ہوئے اُس کی کیا طاقت ہی کہ محل شاہی
میں جاوے اور بادشاہ کو دیکھے (ف) خداکا پہچاننا کیا ہی خداکے گھر میں کیسقدر دخل پانا ہی خداکا بیٹا اپنے باپ کے گھر میں
گنہگاروں کو معافی دیکے لیجاتا ہی اور اُن کی باطنی آنکھیں کھولتا ہی پر یہہ لوگ جو بیٹے کو ٹھٹھہ میں اُڑاتے ہیں زیادہ تر غضب کے
نیچے آکے اور بھی دور ہوتے جاتے ہیں خداشناسی کی جڑ مسیح یسوع ہی جہاں مسیح نہیں وہاں خداشناسی نہیں ہی (ف) یہودیوں
بوسیلہ کتب عہد عتیق کے کسیقدر خداشناسی تھی اور اُسکا سبب یہی مسیح تھا جو اپنے نمونوں میں اُنپر ظاہر ہوا تھا جن لوگوں نے
نیک نیتی سے بوسیلہ اُن نمونوں کے تقرب الٰہی تلاش کیا اُنہوں نے خداکو پہچانا جسقدر خداشناسی اُن نمونوں سے ہوسکتی تھی
اور اِس طرح وہ بچ گئے پر اِسوقت یہود میں لوگ ایک ظاہری صورت دینداری کی رکھتے تھے اور اُنکے دل ناپاکیوں سے بھرے تھے اور اُن سب
نمونجات کا عین اُنکے سامنے آگیا تھا جسے اُنہوں نے قبول نکیا تب خداشناسی کہاں رہی وہ تو خدا سے دور جا پڑے

(۲۰) یسوع نے یہہ باتیں ہیکل کے اندر بیت المال میں تعلیم دیتے ہوئے کہیں اور کسی نے ۲۰
اُس پر ہاتھہ نہ ڈالے کہ اُسکا وقت ہنوز نہ آیا تھا

(بیت المال) یہہ ایک گھر تھا ہیکل میں وہاں خدا کا پیسہ جمع ہوتا تھا (متی ۲۷-۶ مرقس ۱۲-۴۱ لوقا ۲۱-۱) یہہ ایک مشہور احاطہ تھا وہاں لوگ بہت آتے تھے اور عورتیں بھی آتی تھیں پر اِس احاطہ سے آگے نہ جا سکتی تھیں اور وہ عورت زانیہ اسی جگہ پیش کی گئی تھی (ف۱) مسیح نے ہیکل کے درمیان کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ تعلیم دی ہے اور یوں اُسنے سب یہودیوں کو خوب سُنا دیا تھا (ف۲) یہہ ایک عام جگہ تھی اور پکڑنے کا اچھا موقع تھا تو بھی کسی نے ہاتھ نہ ڈالا (کہ اُسکا وقت ہنوز نہ آیا تھا) تعجب کی بات ہے کہ کسی نے اِسجگہ میں اُسکو نہ پکڑا حالانکہ عید کے شروع میں اُسے تلاش کیا تھا اور (۷-۳۲) میں ہے کہ پیادے بھی بھیجے تھے پر طاقت پکڑنے کی نہ ہوئی کیونکہ اُسنے خود اُنہیں پکڑنے کی جرات نہ دی تھی اِسلئے کہ مرنے کا دن جو اُسنے آپ مقرر کیا تھا نہ آیا تھا سارے دشمن کچھہ نہیں کر سکتے جب تک الٰہی مرضی نہ ہو

۲۱ (۲۱) تب یسوع نے پھر اُنہیں کہا میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈھوگے اور اپنے گناہ میں مروگے۔ جہاں میں جاتا ہوں تم آ نہیں سکتے ہو

(اس آیت کی شرح (۷-۳۴) کی ذیل میں دیکھو مگر وہاں لکھا ہے نہ پاؤگے یہاں لکھا ہے اپنے گناہ میں مروگے دیکھو کیا لکھا ہے (حزقیل ۳-۱۹) (ف۱) گناہ میں مروگے نہ گناہوں میں یعنے صرف اِس گناہ میں کہ مجھپر ایمان نہ لائے اگر ایمان لاتے تو یہہ ایمان سارے گناہوں کی معافی کے لئے کافی تھا جب ایمان نہ لائے تو موت کا سبب صرف یہی ایک گناہ ہوا کہ ایمان نہ لائے جو سارے گناہوں کا تدارک تھا (ف۲) مسیح نے یہہ بات بار بار کہی ہے کیونکہ زندگی کی راہ اُس کی آنکھوں کے سامنے انتقال کی وادی سے آگے کھلی ہوئی تھی پر اُنہوں نے نہ مانا اور اُسنے محبت کے سبب بار بار اور صاف صاف سمجھایا (ف۳) گناہ میں مروگے یعنے سزا میں یروشلم کی تباہی کیوقت جو دنیاوی آفت ہے مروگے اور گناہ کو ساتھہ لیکے موت و عدالت میں آؤگے کہ ابدی موت میں داخل ہو جو کوئی گناہ میں مرتا ہے آسمان میں داخل نہ ہوگا (۱۲-۳۳) جہاں مسیح ہے (ف۴) ڈھونڈھوگے اور یہہ ڈھونڈھنا عبث ہوگا ابتک یہودی لوگ مسیح کے منتظر ہیں اور اُسے ڈھونڈھتے ہیں پر اس یسوع مسیح کے سوا اور کوئی مسیح نہیں ہے جسے وہ پاویں اِسلئے اپنے گناہوں میں مرتے جاتے ہیں اور غیر قوم مفت خدا کی بخشش پاتی ہیں

۲۲ (۲۲) تب یہودیوں نے کہا کیا وہ اپنے تئیں مار ڈالیگا جو کہتا ہے جہاں میں جاتا ہوں تم آ نہیں سکتے ہو

(۷-۳۵) پہلے کہتے تھے کہ کہیں چلا جائیگا اُن یہودیوں میں جو اقوام مختلفہ میں پراگندہ ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ آپ کو مار ڈالیگا یا شاید ٹھٹھہ کرتے ہیں کہ اگر وہ خودکش ہوگا تو ضرور دوزخ میں جائیگا جہاں ہم نہیں جا سکتے (ف) یہہ اُنکا نفسانی شیطانی خیال

یہنا (یعقوب ۳-۱۵) بُرے دل میں سے بُرے خیال نکلتے ہیں اور یہہ علامت ہو کہ دلوں میں دوزخ بھرا ہوا ہو آسمانی شخص تو آسمانی باتیں کرتا ہو دوزخ کے لوگ دوزخ کی باتیں بولتے ہیں

۲۳ (۲۳) اُس نے اُنہیں کہا تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اِس جہان کے ہو میں اِس جہان کا نہیں ہوں

(نیچے سے ہو) یعنے مٹی کی مخلوق ہو اسی جہان کے پیداوار ہو اسی لئے تمہارے خیال یہاں کے ہیں (میں اوپر سے ہوں) یعنے سب سے بلند ترین آسمان کا ہوں (تم اِس جہان کے ہو) اِسلئے میری بات نہیں سمجھ سکتے ہو اپنی دنیا کی باتیں بولتے ہو (میں اِس جہان کا نہیں ہوں) ایک اور جہان کا ہوں یعنی الوہیت کے جہان کا ہوں اِسلئے کہ اللہ کا حقیقی اور اکلوتا بیٹا ہوں پس تمہاری اصل میں اور میری اصل میں بہت فرق ہو (ف ۱) دیکھو مسیح صاف فرماتا ہو کہ ایک اور جہان بھی ہو پس صرف یہی ایک جہان نہیں ہو دوسرا جہان بھی ہو اور وہ بلند ہو اور مسیح وہاں کا شخص ہو (ف ۲) سارے پیغمبر اِسی جہان کی پیدایش تھے جنکے پاس دوسرے جہان سے اللہ کا پیغام آیا مگر مسیح اس جہان کا شخص نہ تھا جس کے پاس اللہ کا پیغام آتا پر وہ آپ کلمہ تھا جو مجسم ہو کے دنیا میں ظاہر ہوا (ف ۳) مسیح اگرچہ اِس جہان کا شخص نہ تھا تو بھی اس جہان میں آیا اور جسم لیا تاکہ اُس جہان کو اِس جہان سے ملا دیوے اور ایک پوڑی کھڑی کرے جسپر سے چڑھکر اس جہان کے لوگ اُس جہان میں جا سکیں اور اِسلئے بھی آیا تھا کہ اُس جہان کی برکتیں اِس جہان کے لوگوں کے دلوں میں بھر دے (ف ۴) اُس جہان کا ذکر تو پہلے بھی بہت سنا گیا اور سب پیغمبروں اور مقدسوں اور مومنین نے اُس کی طرف دل بھی لگایا تھا اور اُس جہان کی قوت و طاقت بھی بوسیلہ پیغمبروں کے ظاہر ہوئی ہو جو اِس جہان کے کسی مخلوق میں نہیں پائی گئی پھر کبھی نہیں سنا گیا کہ کوئی اُس جہان کا شخص اس جہان میں آیا ہو البتہ بعض اشخاص نے اوتار ہونے کا دعویٰ تو کیا ہو پر جب اُنہیں ٹٹولا گیا تو وہ اِسی جہان کے شخص نکلے ہیں لیکن صرف ایک شخص یسوع مسیح ظاہر ہوا جس نے کہا کہ میں اِس جہان کا نہیں ہوں اور اپنے دعوے میں سچا بھی نکلا کیونکہ اگر کوئی اُسے ٹٹولے تو معلوم کر سکتا ہو کہ یقیناً وہ اُس جہان کا تھا (ف ۵) جہان تو بہت سے ہیں اور ہر جہان میں خدا کی پیدایش سے اُسی جہان کے مطابق مخلوقات موجود ہیں پر مسیح یہہ نہیں کہتا کہ میں کسی دوسرے جہان کا ایک مخلوق ہوں بلکہ کہتا ہو کہ میں اوپر سے ہوں یعنے سب جہانوں کے اوپر جو جہان ہو جہاں اللہ ہو میں وہاں سے ہوں اور وہاں کا بھی کوئی فرشتہ مخلوق نہیں ہوں بلکہ سب جہانوں کا خالق اللہ ہوں جو اِس جہان میں آ گیا ہوں ایک خاص کام کے لئے اور اب پھر اُسی جہان کو چلا جاؤنگا وہاں تم نہیں آ سکتے کیونکہ بے ایمان ہو مگر ایماندار لوگ آ سکتے ہیں اُس ایمان کے وسیلے سے جو مجھ پر ہو (ف ۶)

تم اِس جہان کے ہو اسلئے اُس جہان میں نہیں آسکتے یہہ بات نہیں ہے مگر بات یہہ ہے کہ اِس جہان کے لوگوں کو نیا جنم چاہئے جس سے اُس جہان میں جا سکتے ہیں اور وہ نیا جنم میں دیتا ہوں ایمانداروں کو (ف) مسیح پر ایمان لانا صرف یہی ایک راہ آسمان کی ہے جس نے مسیح کو رد کیا اور اُسے اللہ تعالیٰ نہ جانا اُسکے لئے سوا موت کے اور کیا باقی ہے (ف) دیکھو مسیح میں اور سب مرشدوں اور پیغمبروں میں کتنا فرق ہے کہ وہ اکیلا باپ اور روح القدس کے ساتھ اللہ ہے اور سب مخلوق بندے ہیں تمام جہان کے سچے عیسائیوں میں اور غیر لوگوں میں کیا فرق ہے یہہ کہ عیسائی نئے جنم سے دوسرے جہان کے شخص ہو گئے ہیں اور وہ سب اِسی جہان کے لوگ ہیں (ف) عداوت و سختی اور ٹھٹھہ دنیا کی طرف سے عیسائیوں کا حصہ ہے اِسلئے کہ وہ اِنکے سامنے اجنبی ہیں اور اُنکے خیالات اِنکے خیالات سے میل نہیں کھاتے ہیں اِنکی اور اُن کی راہیں جدا ہیں اور یہہ اُن کی راہوں پر اُنہیں ملامت کرتے ہیں اور ایک اور جہان کے لئے طیاری کر رہے ہیں (ف) اگرچہ مسیح دوسرے جہان کا شخص تھا اور اِس جہان میں آیا تو بھی اُسے ضرور تھا کہ مر جائے اور صلیبی موت سے مرے اور پھر جی اُٹھے اور جلال کے ساتھ معہ بدن کے آسمان کو چلا جاوے اور یوں ہمارے لئے آسمان کی راہ کھولدے یہہ مسیح کا پیالہ تھا جسے پینے کو آیا تھا اور شاگردوں کو بھی یہہ پیالہ پینا ضرور ہے (۱۵-۱۷)

۲۴ (۲۴) اِسلئے میں نے تمہیں کہا کہ تم اپنے گناہوں میں مروگے اگر تم ایمان نہیں لاتے کہ میں ہی ہوں تو تم اپنے گناہوں میں مروگے

(میں ہی ہوں) یعنے اللہ تعالیٰ ہوں اِس لفظ پر زور ہے (خروج ۳-۱۴) یونانی میں ہے (میں ہوں) اگر اسبات پر ایمان نہیں لاتے تو اپنے گناہوں میں مروگے یہہ فتویٰ ہے موت کا صرف بے ایمانوں کے لئے۔ شریعت میں بہت سے فتوے ہیں سب آدمیوں کے لئے بدکاموں کے سبب سے مگر انجیل میں صرف ایک ہی فتویٰ ہے بے ایمانوں پر کہ ایمان نہ لانا موت کا باعث ہے اگر ایمان لائیں تو شریعت کے سارے فتوے اُٹھ جاتے ہیں اِسپر سوچنا چاہئے

۲۵ (۲۵) تب اُنہوں نے اُس سے کہا تو کون ہے یسوع نے اُنہیں کہا وہی جو میں نے تمہیں شروع ہی سے کہا

(تو کون ہے) سن چکے اور کچھ سمجھ بھی گئے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میں اِس جہان کا نہیں ہوں اُس جہان کا ہوں اور یہہ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں یہہ بات خوب سُنی ہے اور اِسی سبب سے جلتے بھی ہیں مگر پھر پوچھتے ہیں کہ تو کون ہے جو کہتا ہے کہ تمام بنی آدم کی زندگی مجھپر موقوف ہے (وہی الخ) یعنے بار بار تو کہا کہ میں کون ہوں میں اپنے دعوے کو بدل نہیں سکتا کوئی دوسرا شخص نہیں ہوں مگر وہی ہوں یعنے اللہ تعالیٰ

(ف) مسیح شروع سے ہو (۱-۱ و ا یوحنا ۱-۱) وہ اول و آخر ہو (مکاشفات ۱-۸) خلقت کا مبدا ہو (مکاشفات ۳-۱۴) پس وہ فرماتا ہو کہ میں وہی ہوں جو میں نے تمہیں تلایا کہ میں شروع ہی سے تھا پس اگر میری اصل پر فکر کرو اور ازلی چشمہ تک مجھے دریافت کرو تو جانوگے کہ میں کون ہوں

۲۶ (۲۶) مجھہ پاس بہت باتیں ہیں کہ تمہارے حق میں کہوں اور حکم کروں پر جسنے مجھے بھیجا ہو سچا ہو
اور میں بھی وہ باتیں جو میں نے اُس سے سُنی ہیں جہان کو کہتا ہوں

(بہت باتیں ہیں) جنسے تم ملزم ٹھہرتے ہو اگر وہ سب باتیں کہوں اور تمہیں ملزم ٹھہراؤں تو ہو سکتا ہو (تمہارے حق میں کہوں) تب وہ بہت باتیں تمہیں خوب ملزم کرینگی (اور حکم کروں) یعنے اُن باتوں کے سبب سے تم پر فتویٰ دوں ملامت و الزام کی راہ سے۔ لیکن تم اُلٹا مجھے الزام لگاتے ہو کہ میں نے ابن اللہ ہونے کا ناحق دعویٰ کیا ہو یہہ تو حق بات ہو لیکن میں جو اللہ تعالیٰ ہوں تمہارے سب حالات ظاہری اور باطنی سے خوب واقف ہوں اور تمہارے حق میں بہت کچھہ بول سکتا ہوں اور حکم بھی کر سکتا ہوں تو بھی میں ابھی ایسا نہیں کرتا کیونکہ بچانے کو آیا ہوں نہ گناہوں پر الزام دیکے سزا دینے کو پر تم باز نہیں آتے (وہ جس نے مجھے بھیجا ہو سچا ہو) وہ سچائی سے عدالت کریگا اور اُسکی عدالت سے نہ بچ نکلوگے ہر بات اُسکے سامنے عدالت میں آئیگی میں نے چاہا کہ عدالت کے دن سے پہلے مجھپر ایمان لاکے گناہوں کی معافی حاصل کرو اور بچ جاؤ پر تم نہیں چاہتے (میں بھی وہ باتیں الخ) یعنے وہ عجیب باتیں آدم زاد کے حق میں جو باپ اور بیٹے سے علاقہ رکھتی ہیں اور باپ نے مجھے کہیں ہیں اور جہان کو بتلانے کا حکم دیا ہو وہی باتیں میں جہان کو سناتا ہوں تاکہ جہان اُنپر ایمان لاوے اور الٰہی انتظام جو نجات کی بابت ہو معلوم کرکے قبول کریں اور یوں بچ جایں

۲۷ (۲۷) وہ نہ سمجھے کہ وہ اُنسے باپ کی بابت کہتا تھا

بے ایمانی بڑی اندھی صفت ہو کچھہ نہ سمجھے کہ وہ باپ کی بابت کسقدر گہری باتیں بولتا تھا

۲۸ (۲۸) پھر یسوع نے اُنہیں کہا جب تم ابن آدم کو اونچے پر چڑھاؤگے تب تم جانوگے کہ میں ہوں
اور میں آپ سے کچھہ نہیں کرتا مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا میں وہ باتیں کہتا ہوں

... ابھی تو تم مجھے نہیں پہچانتے اور مجھے ایک آدمی جانتے ہو اور میری تعلیم کو میری باتیں خیال کرتے ہو اور مجھے اپنے لئے تکلیف

کا باعث سمجھتے ہو کہ میں تمہیں توبہ وایمان کی طرف کھینچتا ہوں (جب تم ابن آدم کو اونچے پر چڑھاؤگے) یعنے جب مجھے صلیبی موت سے مار وگے (ف ۱) یہہ پیشگوئی ہی کہ میں تمہارے ہاتھ سے مرونگا اور صلیبی موت سے مرونگا جو بڑی رسوائی کی موت ہی کوئی آدمی نہیں جانتا کہ میری موت کس طرح ہوگی کوئی پیغمبر بھی نہیں جانتا یہہ علم خدا کو ہی اور آدمی پر اُسوقت ظاہر ہوسکتا ہی کہ اللہ اُسے تبلاوے اور اللہ تعالیٰ کسی گنہگار پر ہرگز اسقدر مہربان نہیں ہی کہ اُسے ایسی باتیں تبلاوے مگر مسیح یسوع جو الوہیت کا مدعی ہی خدائی کا دعویٰ کرتا ہی اگر وہ غلطی پر ہی تو خدا کا بڑا ہی دشمن ہوا تو کیونکر ہوسکتا ہی کہ خدا تعالیٰ اپنے ایسے سخت دشمن کی ایسی مدد کرے کہ اُسے علم غیب بھی بخشے لیکن وہ ضرور اپنے دعوے میں سچا ہی اُس کے سامنے سب کچھ کھلا ہوا ہی جیسے خدا کے سامنے سب کچھ کھلا ہی (تب تم جانوگے) اُسوقت تمہیں معلوم ہوگا کہ یہہ کون تھا دیکھو کیا لکھا ہی (متی ۲۷-۵۴ و ۲۸-۱۲) تم جانوگے یعنے مجھے پہچانوگے اُن علامات اور اچنبھوں سے جو میرے مرنے کے وقت اور میرے جی اُٹھنے کے وقت اور عروج کے وقت اور نزول روح القدس کے وقت ظاہر ہونگے۔ یہہ بھی ایک بڑی پیشگوئی ہی کہ اُسوقت عجایب واقعات ظاہر ہونگے بہت لوگ ایمان لاوینگے اور بہت سے لوگ اگرچہ ایمان نہ لاویں تو بھی اُنکی تمیزیں جاگ اُٹھینگی (ف ۲) بعضے جانینگے اپنی رسوائی اور ہلاکت کے لئے اور بعضے جانینگے اپنی خوشی اور نجات کے لئے (کہ میں ہوں) یعنے اللہ ہوں اور باپ کے ساتھ ایک ہوں (ف ۳) تم جانوگے اِسکے معنے یہہ نہیں ہیں کہ تم سب یہودی اسبات کو پہچان لوگے مگر مراد یہہ ہی کہ بہت لوگ پہچان لینگے اور اس میں کیا شک ہی کہ موت و عروج کے بعد مسیح کو جہان نے پہچانا اور وہ جو ابتک نہیں پہچانتے ہیں اِسلئے کہ فکر نہیں کرتے ایکدن آنیوالا ہی کہ وہ بھی جانینگے (میں آپسے کچھ نہیں کرتا) یعنے یہہ بھی تمہیں معلوم ہوجائے کہ میرے افعال واقوال نہ صرف میرے ہیں جو میں انسان محض ہوکے اپنی طرف سے گویا کرتا ہوں (مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا) یعنے میری تعلیم اور میرے افعال خدا باپ کی طرف سے ہیں کیونکہ میں باپ سے جدا کچھ نہیں کرسکتا ہوں ذات اور مرضی اور قدرت وارادہ کی یگانگی کے سبب سے (ف ۴) مسیح کو قبول کرنا اللہ کو قبول کرنا ہی مسیح کی تعلیم اللہ کی تعلیم ہی مسیح کے کام اللہ کے کام ہیں کیونکہ باپ بیٹے اور روح القدس میں یگانگی ذاتی ہی اگرچہ تشخص بھی ہی

۲۹ (۲۹) اور جس نے مجھے بھیجا ہی میرے ساتھ ہی باپ نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ میں ہمیشہ ایسے کام کرتا ہوں جو اُسے خوش آتے ہیں

(میرے ساتھ ہی) میرے مجسم ہونے سے میری یگانگی ازلی جو باپ کے ساتھ ہی تقسیم نہیں ہوگئی ہی وہ یگانگی بنی ہوئی ہی اُسکے ساتھ جسنے مجھے بھیجا ہی اگرچہ عرش مجید سے اُٹھہ کر دنیا میں آگیا ہوں اور مجسم ہوکے آدمی کی صورت میں حاضر ہوں تو بھی میرے ساتھ الوہیت کا ازلی میل موجود ہی کیونکہ جہاں ایک اقنوم ہی وہاں وہ دونوں اقنوم بھی موجود ہیں (ف ۱) جب

شاگرد بھاگ گئے تھے مسیح تب بھی کہنے سکتا تھا کہ اکیلا نہیں ہوں باپ میرے ساتھ ہے اور جب اندھیرا چھا گیا تھا خدا کی حضوری کی روشنی اُسکی انسانیت کے سامنے سے ذرا پوشیدہ ہوگئی تھی تاکہ پوری سزا اُٹھا ئے اُسوقت بھی کلمہ خدا کے ساتھ تھا جیسا ازل سے ہے پس الوہیت کے سامنے سے الوہیت غایب نہیں ہوئی مگر ایک حکمت کے سبب سے ذراسی دیر کے لئے انسانیت کے سامنے سے الوہیت کی روشنی غایب ہوئی تھی (متی ۲۷ - ۴۶) تاکہ مسیح انسان انسانوں کی سزا پوری اُٹھا دے اور اُسوقت بھی اگرچہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا تھا پر اُسنے خدا کو نہیں چھوڑا تھا (میں ہمیشہ الخ) مسیح کے سارے اقوال وافعال حرکات وسکنات اور خیالات وغیرہ ایسے تھے جنسے خدا راضی تھا جیسے خدا تعالیٰ نے خود کہا کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (ف) خدا کی مرضی کے خلاف کام کرنا خدا کی ناپسندیدگی اور جدائی کا باعث ہے اگر ہم یہہ چاہتے ہیں کہ خدا ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے تو چاہئے کہ اُس کی مرضی کے موافق جو کلام میں ظاہر ہے کام کیا کریں

۳۰ (۳۰) جب وہ یہہ باتیں کہتا تھا تو بہتیرے اُس پر ایمان لائے.

(ایمان لائے) یعنے اقرار کیا کہ وہ مسیح ہے اور یہہ ایمان صرف عقلی شناخت سے تھا کیونکہ آیت آیندہ میں اِس کی نسبت کچھہ لکھا ہے تو بھی بہتیروں میں نرمی تو آگئی مگر نیکی وبدی میں جلد مقابلہ ہونیوالا تھا

۳۱ (۳۱) تب یسوع نے اُن یہودیوں کو جو اُس پر ایمان لائے تھے کہا اگر تم میری بات پر ثابت رہوگے تو تم تحقیق میرے شاگرد ہوگے

مسیح جانتا تھا کہ یہہ شاگرد صرف نام کے ہیں ابھی وہ ایمان نہیں آیا جس سے نجات ہے تو بھی جو کچھہ آیا اچھا ہے چاہئے کہ اُس میں ترقی ہو تاکہ حقیقی ایمان تک پہونچیں (اگر تم میری بات الخ) یعنے میری تعلیم کو اپنے چلن کا قانون بناؤگے (تو تم تحقیق الخ) صرف میرا اقرار کرنا اور مجھے پسند کرنا بس نہیں ہے میری تعلیم پر قایم رہنیوالے لوگ میرے شاگرد ہیں (ف) حقیقی شاگرد کے معنے بھی معلوم ہوگئے کہ مسیح کی تعلیم پر چلنیوالا ثابت قدم آدمی اُسکا شاگرد ہے (ف) لوگ جو عیسائی ہونے کو آتے ہیں بعضے صرف نام لکھوا کے چلے جاتے ہیں اور تھوڑے دن عیسائیت پر قایم رہتے ہیں پھر نکل جاتے ہیں اور بعضے مدت تک بلکہ آخر تک عیسائی نام رکھتے ہیں پر اپنا چلن مسیح کی تعلیم کے موافق نہیں بناتے یہہ دونو قسم کے لوگ کچھہ نہیں ہیں ہلاک ہونگے لیکن وہ جو آخر تک اُس بڑے اُستاد کی تربیت میں رہتے ہیں وہی شاگرد ہیں (ف) صرف شروع کرنا کافی نہیں ہے مگر آخر تک قایم رہنا اور اُسمیں ترقی کرنا ضرور ہے مسیح کے نزدیک آنا چھوٹی بات ہے پر ہمیشہ اُس میں رہنا بڑی بات ہے دیکھو کیا لکھا ہے (۱ یوحنا ۲ - ۲۴) (ف) جو

کوئی اس کام کا شروع کرتا ہی اُسے ہمیشہ فکر کرنا چاہئے کہ مجھے اِس پر قایم رہنا ضرور ہی جب تک قایم نہ رہوں شروع کافی نہوگا (ف۵)
مسیح نے اِن شروع کرنیوالونکو جو اسوقت یہہ تعلیم دی اسکا سبب ایک یہہ ہی کہ دنیا ہمیشہ شروع کرنیوالوں کو زور سے اپنی طرف کھینچتی ہی
کیونکہ کمزور پودے ہوتے ہیں جنہیں دنیا آسانی سے برباد کرسکتی ہی کیونکہ معرفت میں کچھے اور طاقت روحانی میں کمزور اور نوپید بچے
ہوتے ہیں اور یہہ اُن کے لئے بڑے خوف کا وقت ہوتا ہی مسیح نے عین وقت پر اُنہیں خبردار کیا کہ تمہاری دلی توجہ اور کوشش قیام
پر ہو تب خدا سے بھی مدد پاؤگے اور مضبوط ہو جاؤگے اور میرے سچے شاگرد ہوگے

۳۲ (۳۲) اور سچائی کو جانوگے اور سچائی تم کو آزاد کریگی

(سچائی کو جانوگے) یعنے سچائی تمہاری روحانی آنکھوں کے سامنے منکشف ہو جائیگی (ف۱) لفظ سچائی کے تین معنے
ہیں اول وہ سچی بات جو کذب کے خلاف ہی (اعمال ۲۶-۲۵) دویم وہ اصل اور عین جو سایہ اور نمونہ کی بنیاد ہی (۱-۱۷)
سوم خود خداوند مسیح کا نام سچائی ہی (۱۴-۶) اِسی سچائی سے پاک ہوتے ہیں (۱۷-۱۷ و ۱۹) پس مطلب یہہ ہی کہ مسیح کو جانوگے
اور کذب و حق میں تمیز کروگے اور شریعت جسکا سایہ ہی اُسے پہچانوگے اور یہہ اِس سے ہوگا کہ ایمان کے ساتھہ میری تعلیم کو تھام لو
(ف۲) کسیقدر سچائی کی پہچان تمہارے خیالوں میں آگئی ہی اُسے تو تھام لو تب سچائی کی گہرائی تک تمہارا ہاتھہ پہونچیگا۔ بچے
پہلے دودھہ پیتے ہیں جو نہایت نرم غذا ہی اسی نرم غذا سے ایسی قوت پاتے ہیں کہ گوشت بلکہ ہڈیاں بھی چباتے ہیں اور ساری
غذاؤں کے کھانے کی قوت حاصل کرتے ہیں اور حواس قوی ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح تم پر سارے بھید بھی کھل جائینگے برداشت
کی طاقت آتی جائیگی اور ٹھیک سچائی تک پہونچوگے دل کے ہر ایک گوشہ میں سچائی آجائیگی
(اور سچائی تم کو آزاد کریگی) یعنے تمہارے دل اِس دنیا وی بندشوں سے اور گناہ سے اور شریعت کے فتوے سے جو موت
کا فتوی ہی آزاد ہو جائینگے اور یہہ حال سچائی سے ہوگا جب وہ تمہاری روحوں میں اور تمہارے ذہن میں سکونت پذیر ہوگی یہاں سے ثابت
ہی کہ پہلے فقرے میں سچائی سے مراد مسیح خداوند ہی اور سب طرح کی سچائی اُس میں شامل ہی کیونکہ ایسی آزادگی بخشنا صرف مسیح کا کام ہی
نہ کسی عرفان کا (آیت ۳۶) اگر بیٹا تمکو آزاد کریگا تو تحقیق تم آزاد ہوگے (ف۳) حق بات کے معلوم کرنے سے آزادگی ہوتی ہی نادانی
کی غلامی سے اور کچھہ بدخواہشوں سے بھی آزادگی ہوتی ہی مگر شریعت کی لعنت سے اور گناہ کی غلامی سے کامل آزادگی
صرف بیٹے سے ہوتی ہی جو سچائی کا اصل اصول ہی اور یہی نجات کا شروع ہی جو مسیح سے اِسی جہان میں مومنین پاتے ہیں
(ف۴) دنیا میں آزادگی کا چرچہ بہت ہوتا ہی مسیح کی تشریف آوری سے پہلے بھی اِسکا ذکر ہوتا تھا لوگ غلاموں کا آزاد کرنا
اچھا کام جانتے تھے اور حقیقت میں یہہ اچھا کام تھا مگر حقیقی معنے آزادگی کے صرف مسیح یسوع سے جہان میں ظاہر ہوئے اور

وہ حقیقی آزادگی مسیح نے آدمیوں کو بخشی بھی ہی (ف) آزادگی سے مراد ہی گناہ کی غلامی سے دل کا آزاد ہونا اور شریعت کی لعنت کے پنجے سے نکلنا اور خدا کا غلام ہونا جو حقیقی آقا ہی (ف) آدمی کا دل آزادگی کو بہت پسند کرتا ہی اور ضرور اِس میں روح کو بہت آرام ہی مگر جن آزادگیوں کے درپی یہہ عوام الناس ہیں وہ آزادگی نہیں ہی بلکہ عین گناہ کی غلامی ہی جب لوگ آپ کو گناہ میں آزاد سمجھتے ہیں نہ گناہ سے تب وہ عین گناہ کی غلامی میں ہیں اور جب وہ آپ کو شریعت سے آزاد سمجھتے ہیں بغیر اُس فضل کے جو مسیح سے ہی تب وہ سرکشی کے طور پر شریعت کے منحرف ہیں نہ شریعت سے آزاد کیونکہ شریعت کی لعنت کا فتویٰ اُنکے سر پر رہتا ہی اِسلئے کہ وہ مسیحی کفارہ سے آزاد نہیں ہوئے کیونکہ اِسپر ایمان نہیں رکھتے ہیں اِسی جگہ تو شریعت کی تکمیل ہوئی ہی

بعضے لوگ عیسائیوں میں بھی ہیں جو اس لفظ آزادگی کو آڑ بنا کے رسولی کلیسیا کے انتظام میں ہاتھہ ڈالتے ہیں اور گستاخانہ باتیں کرتے ہیں اور حقداروں کا حق برباد کرتے ہیں پس معلوم کرنا چاہئے کہ وہ آزادگی جو مسیحی دین میں ہی یہہ ہی کہ گناہ سے آزاد ہونا اور شریعت کی لعنت سے آزاد ہونا اور فضل الٰہی سے بھرپور ہونا اور خدا کا اور خدا کے بیٹے کا غلام ہونا کیونکہ اُسکا حق ہی کہ سب آدمی اُسکے غلام ہوں اُس کی غلامی عین آزادگی ہی (ف) مسیحی دین آزادگی کا دین ہی پادریوں کی اور انگریزوں کی کچھ غلامی نہیں ہی صرف خدا کی غلامی ہی۔ مگر مسیحی دین کی آزادگی سے مراد احکام شکنی نہیں ہی نہ لوگوں کو گالیاں دینا مراد ہی مگر بیہودگی سے آزادگی ہی اور راستی کی غلامی ہی اِس آزادگی کا درست مطلب نہ سمجھنے کے سبب بعضے لوگ اپنا بہت نقصان کرتے ہیں پس عیسائیوں کو اِس معاملہ میں بہت فکر کرنا چاہئے

۳۳ (۳۳) اُنہوں نے اُسے جواب دیا ہم ابراہیم کی نسل ہیں اور کسی کے غلام کبھی نہ تھے تو کیونکر کہتا ہی کہ تم آزاد کئے جاؤگے

دیکھو جسمانی خیالات کے لوگ روحانی اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں نیقودیمس عالم نے سر نو پیدا ہونے کا مطلب یہہ سمجھا کہ ماکے پیٹ میں دوبارہ داخل ہو کے نکلیں سامری عورت نے جیتا پانی بغیر رسی اور ڈول کے نکالنا محال سمجھا اِس وقت یہہ یہودی روحانی آزادگی کو جسمانی آزادگی سمجھے (ف) مسیح نے آسمانی باتیں دنیا میں سُنائیں مضمون تو دوسرے جہان کے تھے جو آدمیوں کے ذہن میں بھی پہلے نہ گذرے تھے مگر الفاظ اُسکے ضرور تھا کہ دنیاوی ہوں کیونکہ اِنہیں مردم کے محاورات میں مضامین اپنے ادا کرنے تھے ان لوگوں پر واجب تھا کہ بغیر ٹھٹھہ بازی اور دشمنی کے صبر کے ساتھ اُسکی مراد دریافت کرتے لیکن سب کی عادت تحقیقات کی نہیں ہی اور ضرور یہہ بھید خدا کے فضل سے کھلتے ہیں اگر آدمی راستی کا طالب ہو

(ہم ابراہیم کی نسل ہیں) یہودیت کا غرور منہہ پر آیا جو دل میں بھرا تھا یوحنا اصطباغی نے اس غرور پر بہت ملامت بھی کی تھی کیونکہ یہہ غرور بڑے نقصان روحانی کا باعث ہی (متی ۳-۹)

(اور کسی کے غلام کبھی نہ تھے) یہہ بات ان یہودیوں نے بالکل غلط کہی پہلے یہہ لوگ مصریوں کے غلام تھے پھر شاہ بابل کے غلام ہوئے اور اب رومیوں کے غلام ہیں لیکن قومی غرور آدمی کو اندھا کر دیتا ہی وہ کہتے ہیں کہ کبھی کسی کے غلام نھتے جھوٹھہ بولتے ہیں شاید اُنکا مطلب یہہ ہو کہ اگرچہ رومیوں کو محصول دیتے ہیں تو بھی اور غلاموں کے موافق نہیں ہیں کچھہ نشان آزادگی کا ہی (۱۱-۴۸) کو دیکھو۔ یہودی رومیوں کے تابع تو تھے مگر منہہ سے ایسا اقرار کرنا بُرا جانتے تھے کہ ہم رومیوں کے تابع ہیں مسیح کی زبان سے آزادگی کا لفظ سُن کے خفا ہو گئے۔ دیکھو انسان کے دل کی ناپاکی اور گناہ کا تسلط اُس پر کہاں تک ہی

۳۴ (۳۴) یسوع نے اُنہیں جوابدیا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہی گناہ کا غلام ہی

(سچ سچ) بھاری بات پر اِس لفظ کا استعمال ہوتا ہی (گناہ کا غلام ہی) یعنے میں جسمانی غلامی کا ذکر نہیں کرتا ہوں میں روح کی غلامی کا بیان کرتا ہوں کہ ہر ایک جو گناہ کرتا ہی وہ غلام ہی گناہ کا گناہ اُسکا حاکم ہی اور اُسپر غالب ہی پس یہہ سچائی جس سے آزادگی کا ذکر میں نے کیا تمہارے دلوں کو بدخواہشوں سے اور گناہ سے آزاد کریگی یہہ میرا مطلب ہی (ف) یہہ گناہ جو گنہگاروں کے اوپر قابض ہی بڑا ہی زبردست خاوند ہی اگر کوئی شخص ظالم آدمی کا غلام ہو اور اُس کے پاس سے بھاگ جانا چاہے تو بھاگ سکتا ہی پر گناہ کا غلام گناہ سے کہاں بھاگے گا جہاں وہ جائیگا یہہ آقا اُسکے ساتھہ ہی کیونکہ دل کے تخت پر بیٹھا ہی (ف۲) یہہ فقیر لوگ جو تارک الدنیا ہو کے دنیا سے الگ جنگلوں میں بھاگ جاتے ہیں اُنکا دل گناہ سے آزاد نہیں ہوتا ہی دنیا دلوں میں رہتی ہی سچا عیسائی جسکا دل مسیح نے گناہ سے آزاد کیا ہی دنیا داری میں تارک الدنیا ہوتا ہی (ف۳) گناہ کی غلامی ایک اور بات ہی اور غفلت وخطرات گناہ کا دل میں آنا اور بات ہی جب کوئی عمداً گناہ کرتا ہی اور گناہ کی عادت رکھتا ہی اور اُسکو دل میں رہنے دیتا ہی وہ گناہ کا غلام ہی اُسی کی نسبت لکھا ہی (متی ۷-۲۳) اے بدکارو مجھہ سے دور ہو جاؤ اور (۲ پطرس ۲-۱۹) میں ہی وہ خرابی کے غلام ہیں (رومی ۶-۲۰) اپنے عضو ناپاکی اور شرارت کی غلامی میں سونپتے تھے پس مسیح سے یہہ برکت دلوں کے درمیان اسی دنیا میں دیکھی جاتی ہی کہ گناہ کے مغلوب نہیں بنتے ہیں سچے عیسائی ہر بدی کو چھوڑ دیتے ہیں گناہ اُنپر حکومت نہیں کرتا ہی

لیکن گناہ کے خطرات اور بُرے وسوسے جو کسی وقت مومن کے دل میں آجاتے ہیں ممکن ہی کہ آجائیں کیونکہ نسے ہم ابھی

آزاد نہیں ہیں جب تک کہ یہہ گناہ کا بدن پھینکا نہ جائے یہہ وسوسے جو آتے ہیں دلوں میں حکومت نہیں کر سکتے ہیں نکالے
جاتے ہیں (ف) گناہ کیا ہی عدول شرع کا نام گناہ ہی اور ہر ناراستی گناہ ہی (۱ یوحنا ۳-۴) گناہ کوئی وجود مجسم نہیں رکھتا
ہی جیسے شیطان ایک روح ہی اور اُسکا ایک روحانی وجود ہی ہر گناہ ایک امر نسبتی اور خیالی ہی اور وہاں آدمی کا ارادہ
بھی پایا جاتا ہی

(۳۵) اور غلام ابد تک گھر میں نہیں رہتا ہی بیٹا ابد تک رہتا ہی ۳۵

(غلام) یعنے گناہ کا غلام (ابد تک) یعنے اُسوقت تک جس کی انتہا نہیں ہی جو خدا کا اور اُسکے ساتھہ مقدسوں کا وقت ہی
(گھر میں) یعنے کلیسیا میں جو خدا کا گھر اور مقبول لوگوں کی جماعت ہی (نہیں رہتا) یعنے نہیں رہ سکتا (ف ۱) نوکر اور غلام
گھر میں ہمیشہ نہیں رہتے ہیں کسیوقت نکالے بھی جاتے ہیں یا فروخت کئے جاتے ہیں (پیدایش ۲۱-۱۰ ۔ گلاتی ۴-۲۲ سے ۳۰)
جب تک یہہ لوگ نیک سلوکی کرتے ہیں رہتے ہیں جب بدوضعی سے چلتے ہیں نکالے جاتے ہیں پھر اُنکا کچھہ حق نہیں ہی کہ گھر
میں رہیں (ف ۲) مطلب یہہ ہی کہ تم یہودی لوگ خدا کی کلیسیا میں مثل غلام اور نوکر کے ہو فرزند نہیں ہو کیونکہ نیا جنم نہیں
پایا گناہ کے غلام ہو اسلئے خدا کے گھر میں نہیں رہ سکتے ہو اِسوقت کلیسیا سے نکالے نہیں جاتے ہو تو بھی آیندہ کو ضرور
خارج ہوگے کیونکہ گناہ کے غلام ہو
(بیٹا ابد تک رہتا ہی) یعنے میں جو خدا کا بیٹا ہوں ابد تک اپنے باپ کے گھر میں ہوں اور تم بھی نیا جنم پاکے جب
فرزند ہوئے تو ابد تک گھر میں رہوگے (۱-۱۲ رومی ۸-۱۶ و ۱۷) (ف ۳) نوکر و غلام کا رشتہ ٹوٹ سکتا ہی کیونکہ یہہ چند
روزہ عارضی رشتہ ہی بیٹے کا رشتہ ذاتی رشتہ ہی جو ٹوٹ نہیں سکتا اگر عاق بھی کیا جائے تو بھی باپ کا بیٹا ہی دنیا میں
ناخلف بیٹوں کو بھی ناخلف بیٹا کہتے ہیں پر مبارک بیٹے کو خلف الرشید بولتے ہیں اُسکا حق ہی کہ ہمیشہ گھر میں رہے
(ف ۴) خدا کے گھر میں ابد تک رہنے کے لئے صرف عبدیت ہی کافی نہیں ہی مگر خدا کا فرزند ہونا ضرور ہی اور یہہ نئے جنم
سے ہوتا ہی جو مسیح دیتا ہی اور یہہ امر واقعی ہی نہ صرف ایک تشبیہہ ہی (ف ۵) مسیح فرماتا ہی کہ یہہ میرا رشتہ ہی کہ میں اللہ کا
بیٹا ہوں اور یہہ میرا حق ہی کہ ابد تک باپ کے گھر میں رہوں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا بھی یہہ رشتہ درست ہو جاوے تو
تم القادر کے بیٹے اور بیٹیاں بن جاؤ اور ضرور بن سکتے ہو مجھہ پر ایمان لانے سے (ف ۶) دیکھو سچے مومن میں اور رسمی
مومن میں کسقدر فرق ہی ایک ہی جسکا کچھہ حق ہی اور وہ میراث کا وارث ہی دوسرا ہی جسکا کچھہ حق نہیں ہی وہ خارج ہونیوالا ہی ایک
غلام ہی دوسرا آزاد ایک اِصحاق ہی جو گھر کا وارث ہی دوسرا اسماعیل ہی جو خارج ہی (پیدایش ۲۱-۱۰ گلاتی ۴-۲۲ سے ۳۰)

(ف) بعضے وہ عیسائی جوگناہ کے غلام ہیں اور کہتے ہیں کہ نشہ بازی کی ہماری عادت ہوگئی ہے چھٹ نہیں سکتی ہم ناچار ہیں یہہ تو سچ ہے اُنکے دلوں میں مسیحی آزادگی کی کچھہ تاثیر نہیں ہے پھر اُنکے لئے کیا امید ہے کیا وہ آسمان پر جاکے نجات پائینگے دنیا میں تو اُنہوں نے گناہ سے نجات نہیں پائی اور نجات کا شروع اسی جہان سے ہوتا ہے تب ایسے عیسائیوں پر افسوس ہے (ف) غلام گھر سے نکالے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھہ عرصہ تک رہکر یہہ گناہ کے غلام کلیسیا سے نکل جاتے ہیں کیونکہ انکا حق نہیں ہے کہ ابد تک گھر میں رہیں

۳۶ (۳۶) پس اگر بیٹا تم کو آزاد کریگا تو تم تحقیق آزاد ہوگے

صرف مسیح یسوع جو اللہ کا بیٹا ہے آدمیوں کی جانوں کو آزاد کرسکتا ہے شریعت کی لعنت سے گناہ کی غلامی سے اور دوزخ کی سزا سے (ف) مسیح نہ صرف آپ میں زندگی رکھتا تھا مگر اوروں کو بھی زندگی بخشتا تھا اور وہ بیٹا ہوکے آپ آزاد تھا اور سارے ایماندارونکے لئے آزادگی کا باعث تھا اور ہے (ف) جسمانی غلامی اگرچہ کسی کی باقی رہے تو رہو مگر روحوں کو مسیح آزاد کردیتا ہے (۱ قرنتی ۷ - ۲۲) یہہ لوگ خداوند کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی آزادگی کو بدی کا پردہ نہیں کرسکتے بلکہ آزادگی سے نیکی کرتے ہیں اور گناہ سے متنفر ہیں

یہہ حقیقی آزادگی ہے جو دل کی آزادگی ہے اور انسانی مرضی کی آزادگی ہے اور مسیح سے آتی ہے جو آپ سچائی ہے تب اس آزادگی کی تاثیریں منبع سچائی سے ہیں وہ آزادگی جس میں گناہ پر گناہ ہوتے ہیں ہرگز مسیح سے نہیں ہے بلکہ وہ عین غلامی ہے گناہ کی

۳۷ (۳۷) میں جانتا ہوں کہ تم ابراہیم کی نسل ہو لیکن تم میرے قتل کرنے کی فکر میں ہو کیونکہ تم میں میرے کلام کی جگہ نہیں

(ابراہیم کی نسل ہو) جسمانی رشتہ سے یہہ بات میں جانتا ہوں مگر اس سے کیا فائدہ ہے جسمانی رشتہ البتہ دنیا میں کچھہ مفید تو ہے مگر خدا کے گھر میں روحانی رشتہ مطلوب ہے (ف) اگرچہ یہودی ابراہیم کی نسل تھے اور ختنہ کے عہد میں شریک تھے مگر اُنکے افعال سے ظاہر تھا کہ وہ لوگ روحانی رشتہ ابراہیم سے کچھہ نہ رکھتے تھے جسم رشتہ کی تصدیق کرتا تھا افعال رشتہ کی تکذیب کرتے تھے (ف) وہ لوگ جو کسی کسی بزرگ کی نسل سے ہوتے ہیں اور اس نسبت پر فخر کرتے ہیں اس سے کیا حاصل ہے کوئی کسی کا رشتہ دار ہونے سے بچ نہیں سکتا روحانی رشتہ داری البتہ مفید ہے اگر کسی سچے بزرگ کے ساتھہ ہو

(تم میرے قتل کی فکر میں ہو) جو نہ صرف ایک بیگناہ آدمی ہوں مگر زندگی کا مالک بھی ہوں اور دنیا کی نجات کے لئے آیا ہوں

یہہ بات مسیح نے پہلے بھی فرمائی تھی (۷ - ۱۹) اور یہودی اسبات کا انکار نہیں کرتے بلکہ سکوت سے ثابت کرتے ہیں کہ نکار میں تھے (ف) افسوس ابراہیم بزرگ کی نسل خونی بن گئی کیا تعجب ہی کہ بعضے مقدسوں اور سچے عیسائیوں کی اولاد بگڑجاوے (ف) تمام بے ایمان لوگ خواہ وہ کسی کی نسل ہوں مسیح سے دشمنی کرتے ہیں اور اس دشمنی کی جڑ بے ایمانی ہی (تم میں میرے کلام کی جگہ نہیں) میری باتوں کی آواز تو تمہارے کانوں میں پہونچ گئی مگر تمہارے دلوں میں اُن باتوں نے ٹھہرنے کی جگہ نہیں پائی کیونکہ وہاں کچھہ نادانی و ناپاکی بھری ہی - میرا کلام تمہارے دلوں میں موثر نہیں ہوا صرف سختی اور بے ایمانی کے سبب سے (ف) ہو سکتا ہی کہ لوگ کلیساؤں کے ممبر ہوں اُس حال میں کہ کلام الٰہی نے دل میں جگہ نہ پکڑی ہو (میرے کلام کی جگہ) کلام میرا ہی کیونکہ میں اللہ ہوں باپ کا کلام اور بیٹے کا کلام ایک ہی بات ہی

(جگہ نہیں ہی) ابراہیم کے دل میں جگہ تھی جب اُسنے وعدہ کا کلام سُنا تو ایمان لایا کیونکہ وعدہ کا کلام دل میں ٹھہرا اُسکے لئے وہاں جگہ تھی لیکن تم جو اُس کی اولاد ہو تمہارے دل میں خدا کے کلام کے لئے جگہ نہیں ہی (ف) یہودیوں پر فرض تھا اور سب پر فرض ہی کہ پہلے کلام کو دل میں جگہ دیں اور اُسپر بھروسہ باندھیں یہی ایمان ہی یہی کر کے ابراہیم مبارک ہو گیا اور یہی ہی نہ کر کے ہزارہا مردم ہلاک ہوتے ہیں (ف) یہہ کیونکر کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم کی نسل ہیں ابراہیم کی صفت تو اِن میں نہیں ہی

۳۸ (۳۸) میں نے جو کچھہ اپنے باپ کے پاس دیکھا ہی وہی کہتا ہوں اور تم وہ جو تم نے اپنے باپ کے پاس دیکھا ہی کرتے ہو

یعنے میں جو کلام ازلی ہوں اور ازل سے باپ کے ساتھہ ہوں میں باپ کو خوب پہچانتا ہوں اُسکی ساری مرضی سے واقف ہوں اُس کی ماہیت کا نقش ہوں اور میں اپنے باپ کی ساری مرضی تمکو بتلاتا ہوں میں ناواقفی سے کوئی بات نہیں سُناتا جس میں کچھہ شک ہو

اور تم بھی اپنے کاموں سے ظاہر کرتے ہو کہ تمہارا باپ کون ہی کیونکہ جو کچھہ تم نے اپنے باپ کے پاس دیکھا ہی وہی کرتے ہو میں اپنے باپ کے کام کرتا ہوں تم اپنے باپ کے کام کرتے ہو - تمہارا باپ شیطان ہی کیونکہ اُس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہو بدی کی خواہش اپنے دل میں رکھتے ہو اور شریر کی طرف دیکھتے ہو اور اُس کے نقش قدم پر چلتے ہو - مُنہہ سے بولتے ہو کہ ہم ابراہیم کی نسل ہیں اور کام شیطان کے دکھلاتے ہو - میں کہتا ہوں کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں تو دیکھہ لو کہ میں اپنے باپ کے کام بھی کرتا ہوں - اِسی سے معلوم ہو سکتا ہی کہ کون کس کا بیٹا ہی

(۳۹) اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا ہمارا باپ ابرہام ہی۔ یسوع نے اُنہیں کہا ۳۹
اگر تم ابراہیم کے فرزند ہوتے تو تم ابراہیم کے سے کام کرتے

(ہمارا باپ ابراہیم ہی) پھر وہی بات فخراً کہتے ہیں آیت ۳۸ کا مغز کچھہ دریافت نہ کیا پھر وہی جسمانی رشتہ کا فخر پیش کیا متی ۳-۹) تب مسیح نے صاف کہا اور پردہ ہٹا دیا اور بتلا دیا کہ تمہارے کاموں میں اور ابراہیم کے کاموں میں مخالفت ہی اور یہہ روحانی مخالفت روحانی جدائی ظاہر کرتی ہی (ف) یہاں فرزند کا لفظ ہی آیت ۳۳ میں نسل کا لفظ ہی اور (رومی ۹-۷) میں جسمانی نسل کا ذکر ہی۔ ہمیشہ بیٹے کے چہرہ پر اور مزاج میں بھی باپ کے ساتھہ شابہت ہوتی ہی پر انکا مزاج ابراہیم کے خلاف ہی (ف) ابراہیم کے تو ایک جسمانی بیٹا اسمٰعیل بھی تھا اور اور بھی کنیزک زادے تھے مگر اُس کی نظر موعود نسل پر تھی جو اضحاق تھا اُسنے وعدے کے فرزند کو اپنا سچا فرزند سمجھا پس سچا بیٹا روحانی بیٹا ہی پر یہہ لوگ جسمانیت پر پھولتے ہیں (ف) البتہ ابراہیم تمام یہودی کلیسیا کا سر تھا مگر مسیح فرماتا ہی کہ ابراہیم کا خون تمہارے جسم میں جاری ہونا مفید نہیں ہی ابراہیم کی روح چاہیے۔ جسمانی رشتہ بھی کچھہ حقوق تو رکھتا ہی پر جسم سے جسمانی حقوق ہیں اور روحانی مشارکت سے روحانی حقوق ہیں (ف) ابراہیم کو خدا نے ایمان کا ظاہری نشان ختنہ دیا تھا اور اُس کی اولاد نے اِس نشان کو بھی پایا پر بہت تھوڑے تھے جنہوں نے اِس نشان کی مراد کو حاصل کیا عیسائیوں کے بچے بھی والدین کے دستور پر بپتسما پاتے ہیں پر اُن میں سے جو لوگ روحانی فضل پاتے ہیں وہی مسیح کے عضو ہوتے ہیں نہ سب اور روحانی میراث میں اُنہیں کا حصّہ ہی نہ سب کا (ف) اسوقت مسیح نے یہودیوں سے کہا کہ تم ابراہیم کی جسمانی نسل تو ہو پر روحانی مشارکت اُسکے ساتھہ نہیں رکھتے اسلئے ابراہیم تمہارا باپ نہیں۔ پس قیامت کے دن اپنی آمد ثانی کے وقت ان عیسائیوں سے بھی کہیگا کہ میں جانتا ہوں تم فلاں مقدس کی اولاد ہو پر شرکت جسمانی اُس سے رکھتے ہو نہ روحانی اگر تم حقیقتاً عیسائی ہوتے تو مقدسوں کے نقش قدم پر چلتے پس بھائیو یہاں سے کچھہ سیکھو

(۴۰) پر تم مجھے قتل کیا چاہتے ہو جو ایسا شخص ہی کہ حق بات جو میں نے خدا سے سُنی تمہیں ۴۰
کہی یہہ ابراہیم نے نہیں کیا

تم خود اِس قتل اور ارادے سے بتلاتے ہو کہ ابراہیم کی روح تم میں نہیں ہی کیونکہ میں نے حق بات کہی ہی اور اللہ کی مرضی تم پر ظاہر کی ہی پر تم حق بات کے سبب میرے قتل کے درپی ہو یہہ ابراہیم کی روح نہیں ہی

۴۱ (۴۱) تم اپنے باپ کے کام کرتے ہو۔ تب اُنہوں نے اُس سے کہا ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے ہمارا باپ ایک ہی یعنے خدا

(اپنے باپ کے کام کرتے ہو) تمہارا باپ کوئی اور شخص ہی نہ ابراہیم۔ ابھی مسیح نے صاف نہیں بتلایا کہ تمہارا باپ کون ہی وہ بار بار ایسی بات بولتا ہی کہ خود بخود اُنکے ذہن اُس باپ کو سمجھ لیں جس کے وہ بیٹے ہیں۔ تب یہودیوں نے کچھہ تو سمجھا مگر غلط سمجھا اُنہوں نے کہا (ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے) حرام کی اولاد کلام الٰہی کی اصطلاح میں وہ بھی کہلاتے ہیں جو بت پرست ہیں یا بت پرستوں کی اولاد ہیں اور واحد خدا کو نہیں جانتے یہودی سمجھے کہ وہ ہمیں مشرکین میں سے بتلاتا ہی اِسلیئے ابراہیم کی نسل میں سے خارج کرتا ہی تب یوں کہا (ہمارا باپ ایک ہی یعنے خدا) ہم خدائے واحد کے ماننے والے ہیں (ف ۱) دیکھو خدائے واحد کے ماننیوالے بھی شیطان کے فرزند تھے یہہ لوگ جو فخر کرتے ہیں کہ ہم واحد خدا کے ماننیوالے ہیں اُنکے لئے یہی فخر کافی نہیں ہی خود شیطان واحد خدا کا اقرار کرتا ہی۔ خدا کو واحد ماننا اور بات ہی اور روحانی زندگی پانا اور بات ہی اگر روحانی زندگی نہ پائیں تو وہ بھی مثل شیطان کے ہیں (ف ۲) ضرور یہودی لوگ پیدایش سے اور عہد سے واحد خدا کے ماننے والے تھے پر بعضے اُن میں سے خدا کے فرزند نہ تھے کیونکہ ایمان سے اطاعت نہ کرتے تھے اگر ہم مسیح کو برحق جانیں اور واحد خدا کے ماننے والے ہوں پر ہمارے دلوں میں شیطان رہے تو ہمیں کیا فایدہ ہی ہم تو ہلاکت کے نیچے ہیں جبتک روحانی رشتہ نئے جنم سے حاصل نہ کریں

۴۲ (۴۲) یسوع نے اُنہیں کہا اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھے عزیز جانتے کیونکہ میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ میں آپ سے نہیں آیا پر اُس نے مجھے بھیجا

اب مسیح اُنہیں اُن کی جھوٹی پناہ گاہ سے باہر نکالتا ہی (اگر خدا تمہارا باپ ہوتا) جسکو اپنی پناہ گاہ نامناسب طور پر بناتے ہو اور اُسکا نام لیکے اُسکی آڑ میں چھپنا چاہتے ہو (تو تم مجھے عزیز جانتے) اِسلئے کہ خدا کی روح تم میں ہوتی اور اُس کا روحانی خون تم میں جاری ہوتا تب تم مجھے پہچان لیتے اور پیار کرتے میرے ساتھہ یگانگی روحانی ہوتی (ف ۱) پہلے اُسنے کہا کہ تم ابراہیم کی بھی نسل نہیں ہو اگرچہ جسمانی علاقہ اُس سے ہی اب وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے فرزند ہیں جب کہ خدا کی روح اُنمیں نہیں ہی (میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں) میں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں اُس کی ذات میں سے ذات ہوں نور سے نور ہوں خدا کی صورت ہوں اُس کی ماہیت کا نقش ہوں (ف ۲) یہہ جو بار بار لکھا ہی کہ مجھے باپ نے بھیجا ہی اور میں خدا کی طرف سے آیا ہوں

اسکا مطلب اب خوب کھل گیا کہ اُسکا ارسال مثل سب پیغمبروں کے اس جہان سے نہیں ہوا مگر وہ ذات الہٰی میں سے نکلکر آیا ہی یہاں اسی مطلب پر زور ہی (میں آپ سے نہیں آیا) یعنے ایک آدمی محض نہیں ہوں جو دنیا میں سے اُٹھا اور مدعی ہوا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں یہہ بات ہرگز نہیں ہی (پر اُسنے مجھے بھیجا ہی) اپنی ذات پاک میں سے نکال کے تب میری اور اُس کی ماہیت ایک ہی (ف) آنا یعنے ازلی پیدایش سے نکلنا ہی بھیجنا یعنے ذات میں سے ذات کا آنا ہی (ف) اگر تم خدا کے فرزند ہوتے تو مجھے پیار کرتے کیونکہ الہٰی فرزندی کے سبب تمہیں خدا سے روحانی رشتہ ہوتا جس سے مجھے پہچان کے عزیز جانتے کہ یہہ ہمارا مالک ہی اور جو تم اُسکے فرزند ہوتے تو اُسکا سا مزاج ہوتا اور میرے مزاج سے موافق ہوتا کیونکہ میں اُسکے ساتھہ یگانگی ذاتی رکھتا ہوں اور میں اور وہ ماہیت کی راہ سے ایک ہیں لیکن اب تو تمہارے اور میرے درمیان بڑی مغایرت ہی روحانیت میں پھر تم کیونکر خدا کے فرزند ہو (ف) ابراہیم کے ساتھہ تمہارا جسمانی رشتہ ہی اور روحانی رشتہ نہیں ہی تب اُس کی روحانی میراث میں تمہارا کچھہ حصہ بھی نہیں ہی ہاں خدا کی خلقت میں خدا کے ساتھہ تمہارا ایک رشتہ تو ہی کہ تم اُس کے پیدا وار ہو پر الہٰی مزاج نہونے کے سبب اُسکے فرزند نہیں ہو اسلئے آسمان میں تمہارے لئے جگہ نہیں ہی (ف) یہہ لوگ جو بولتے ہیں کہ ہمیں خدا نے پیدا کیا ہی آخر کو ہمیں اپنے ابدی مکان میں جگہ بھی دیگا یہہ بات کچھہ اطمینان کی نہیں ہی خدا کے ساتھہ ایک روحانی رشتہ چاہئے عبودیت کا رشتہ میراثی رشتہ نہیں ہی پر فرزندیت کا رشتہ میراثی رشتہ ہی اور فرزندیت کا رشتہ اُس روحانی نئے جنم سے ہوتا ہی جو مزاج اور طبیعت الہٰی میں آدمی کو شامل کرتا ہی۔ اور جنکا مزاج اور طبیعت خدا کے مزاج و طبیعت سے نسبت رکھتا ہی وہ لوگ مسیح یسوع کو عزیز جانتے ہیں کیونکہ وہ خدا سے نکلا ہی اور نجات دینے کے لئے مخصوص ہو کر دنیا میں آیا ہی لیکن اُسے قبول نہ کرنا خدا سے روحانی جدائی کا کامل ثبوت ہی

۴۳ (۴۳) تم میری عبارت کیوں نہیں سمجھتے اس لئے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے

(میری عبارت) اُس کی عبارت اگرچہ دنیاوی الفاظ سے مرکب تھی مگر اُنمیں آسمانی مضمون تھے جو اللہ سے تھے نہ وہ دنیاوی مضامین جو آدمی کی عقل سے پیدا ہوتے ہیں جو باتیں عقل سے پیدا ہوتی ہیں وہ جلدی تمہاری عقل میں آسکتی ہیں مگر جو باتیں عقل کے خالق سے ہیں اُنکا سمجھنا تمہارے لئے ذرا مشکل ہی (اِسلئے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے) میری باتیں سُننا مشکل ہی باآنکہ وہ کلمہ جو ازل سے خدا کے ساتھہ تھا اور خدا تھا اور مجسم ہوا ہی میں اُسے پیش کرتا ہوں تم سُن نہیں سکتے یعنے اُسے قبول نہیں کرتے۔ مسیح کی الوہیت کے قایل نہیں ہوتے اِسلئے اُس کی عبارت کو بھی نہیں سمجھہ سکتے۔ جب کوئی آدمی مسیح کی الوہیت کو قبول کر لیتا ہی تب مسیح کی باتیں خوب سمجھتا ہی (ف) یہہ لوگ مسیح کی آواز تو سُنتے تھے مگر

اُسکا روحانی مطلب نہ سمجھتے تھے اور سبب اُسکا بے ایمانی تھی اُنہیں یہہ عنایت نہیں ہوا تھا کہ آسمانی بادشاہی کے اسرار کو معلوم کریں (متی ۱۳-۱۱) اور یہہ عنایت نہ ہونے کا سبب یہہ تھا کہ تعصب اور بدخواہشوں سے اُنہوں نے آپ کو اندھا کر لیا تھا تب خدا نے انصاف کی راہ سے اُنہیں اندھیرے میں چھوڑ دیا

(۴۴) تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو ۴۴
وہ تو شروع سے قاتل تھا اور سچائی پر ثابت نہ رہا کیونکہ اُس میں سچائی نہیں جب وہ جھوٹھ کہتا ہے تو اپنے ہی سے کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹھا ہے اور جھوٹھ کا بانی ہے

(اپنے باپ شیطان سے ہو) اب اُسنے صاف کہا کہ شیطان تمہارا باپ ہے (ف ۱) دیکھو وہ لوگ جو خدا کو واحد جانتے ہیں اور ابراہیم کی جسمانی نسل اور انبیا زادے ہیں وہ بھی شیطان کے بچے ہیں پس ڈرو اور اُس اصلی بات کو حاصل کرو جو قیمتی ہے (ف ۲) وہ شیطان کے بیٹے تھے نہ پیدایش سے بلکہ اُس کی پیروی کے سبب سے اُنہوں نے شیطان کی خاصیت کو اختیار کیا تھا دیکھو کسی خاصیت کو اختیار کرنا کہاں تک مضر اور مفید بھی ہے اگر ہم اللہ کی خاصیت کو اختیار کریں تو ضرور اللہ کے فرزند ہو جائینگے۔ اب مسیح دلیل دیتا ہے کہ میں تمہیں شیطان کا فرزند کیوں کہتا ہوں میں تمہیں دُکھ دینے کے لئے ایسا سخت لفظ نہیں کہتا ہوں مگر ایک روشنی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ معلوم کرو کہ یہہ کیا بات ہے (چاہتے ہو) یعنے تمہارا ارادہ ہے (کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو) جو شیطان کی خواہش ہے وہ تمہاری خواہش ہوگئی ہے اور یوں تمنے روحانی شراکت اُس سے حاصل کی ہے (ف ۳) چاہتے ہو اس لفظ پر بہت زور ہے یعنے تمہیں پسند ہے اور تمہاری مرضی ہے کہ ایسا کرو ناپاک تمنا جو نقصان کا باعث اور شیطان کی خواہش ہے تمنے خوشی سے اپنے دلوں میں قایم کی ہے

(وہ تو شروع سے قاتل تھا) پہلا قاتل شیطان ہے اُسی نے پہلے انسان کا خون کیا نہ صرف ہابیل کیوقت سے وہ خونی ہے بلکہ آدم کے ساتھہ بدی کر کے وہ خونی ہے اور نہ صرف جسموں کا خونی ہے مگر روحوں کا خونی ہے اُس نے آدم کے وسیلے سے تمام ہلاک شدہ روحوں کا خون کیا ہے سب لوگ جو آدم میں مر گئے اُنکا خونی شیطان ہے (ف ۴) یہاں پر مسیح نے تمام بنی آدم کی موت کا سبب شیطان کو بتلایا ہے اور حقیقت میں وہ بڑا خونی ہے اور سب خونی اُسکے شاگرد ہیں اُسی سے ساری بربادی ہوئی اور ساری شرارت چار طرف اُسی سے ہے وہ رات دن فکر میں ہے کہ کسی کی روح کا خون کرے

(سچائی پر ثابت نہ رہا) اگرچہ خدا نے اُسے سچائی میں پیدا کیا تھا اور اچھی حالت میں رکھا تھا پر وہ اپنی آزادگی کو بیموقع

کام میں لاکے سچائی پر قایم نہ رہا اُسنے سچائی کو چھوڑ دیا (یہودا-۶) (ف) تم یہودی خون کرنا چاہتے ہو وہی شیطان کی خواہش تم میں ہی شیطان نے سچائی کو چھوڑ دیا جسمیں خدا نے اُسے رکھا تھا تمنے بھی سچائی کو چھوڑ دیا جس میں خدا نے تمہیں رکھا تھا یعنے پورانے عہد نامہ کی ہدایتوں کو چھوڑ دیا (کیونکہ اُس میں سچائی نہیں) یہہ جو میں کہتا ہوں کہ اُسنے سچائی کو چھوڑ دیا اِسلئے کہتا ہوں کہ اب اُس میں کچھہ سچائی نہیں ہی وہ دروغ سے بھرپور ہوگیا ہی اُس کی ساری باتوں میں دغا بازی ہی

(جب وہ جھوٹھہ کہتا ہی) جیسے آدم سے جھوٹھہ بولا تھا (پیدایش ۳-۴) اسی طرح جب اور لوگوں کے کانوں میں پھس پھساتا ہی اور اُنسے بولتا ہی (تو اپنے ہی سے کہتا ہی) یعنے وہی جھوٹھہ باتیں جن سے بھرپور ہوگیا ہی اُن سے کہتا ہی (کیونکہ وہ جھوٹھا ہی اور جھوٹھہ کا بانی ہی) بنیاد جھوٹھہ کی اُسی سے پڑی ہی وہی پہلا کاذب ہی (ف) کذب اور خون شیطانی زہر ہی جسے وہ آدمیوں میں ڈالتا ہی اور اُسکے ماننیوالے اُس کے فرزند ہیں (ف) اگر کوئی آدمی اچھی طرح تحقیق کیا چاہے کہ یہودیوں نے مسیح کو کیوں قبول نہ کیا تو اِسکا سبب یہی پاویگا کہ یہی خاصیت شیطان کی اُن میں آگئی تھی (ف) یہہ بیان مسیح کا جو شیطان کی نسبت ہی یہی دلیل ہی کہ شیطان ایک شخص ہی اور انسان اُسکے وسیلہ سے گراہی اور خود شیطان بھی اپنی حالت سابقہ سے گرگیا ہی ورثہ یہ لوگ اُس سے کیا علاقہ رکھتے ہیں (ف) بعضے لوگ کہتے ہیں کہ شیطان کوئی شخص نہیں ہی یہہ بدخواہشیں جو انسان میں ہیں انہیں کا نام شیطان ہی پر ایسے لوگوں کے دلایل تسلی بخش نہیں ہیں خدا کا کلام ظاہر کرتا ہی کہ شیطان ایک شخص ہی اور عقلی اقوال اُسکے ثبوت پر زیادہ مایل ہیں نسبت اُن عقلی اقوال کے جو اُسکے عدم شخصی وجود کی نسبت پیش کئے جاتے ہیں اور فکر کے لایق امور یہہ ہیں (۱) ساری خدائی کی موجودات اسی دیدنی جہان پر منحصر نہیں ہیں اور یہہ بھی نہیں ہی کہ انسانی عقلی معلومات کے باہر کوئی اور موجود نہ ہو (۲) خدا کا ثبوت اور ہماری ہستی کا ثبوت اِس وقت ہمارے کام اور خدا کے کام ہیں تو کیا شیطان کا ثبوت جو ایک روح ہی اُسکے کام نہ ہونگے (۳) انسانی روح کے کان میں دو آوازیں ترغیب کی نیکی اور بدی میں صاف محسوس ہیں اور بدی کی ترغیب خدا سے نہیں ہوسکتی اور نہ کسی بے جان چیز سے (۴) جن لوگوں میں خدا کی روح آتی ہی اُن میں خدا کی روح کا وجود صاف ثابت ہی اور جب یہہ ہی تو کیا یہہ ناممکن ہی کہ کوئی بدروح بھی آدمیوں میں موثر ہو (۵) لوگ اپنی بدخواہشوں کے ایسے مغلوب ہیں کہ باوجود سخت کوشش کے بھی نکل نہیں سکتے جبتک کہ خدا کی روح نہ چھوڑا دے تو کیا لوگ اپنی ہی بے حد طاقت کے مغلوب ہیں (۶) آدمی کیسی ہی کوشش کرے اور نیکی کرنا چاہے تو بھی بدی موجود ہی پس جس چیز کو وہ نہیں چاہتا اُسکے اندر وہ کہاں سے ہی کوئی خارجی طاقت ہی (۷) ہماری جسمانی و روحانی خواہشیں بدون دو خارجی تاثیرات کے ہرگز رونق پذیر نہیں ہیں۔ انکے سوا اور بھی باتیں ہیں جن سے شیطان کے وجود شخصی کا جواز نکلتا ہی اور پھر کلام الٰہی گواہی دیتا ہی کہ وہ ایک شخص ہی اِس لئے ہم اپنے دشمن سے غافل نہیں ہیں

اور اُس کی ایسی چالاکی کو بھی پہچانتے ہیں کہ وہ عدم کے پردہ میں چھپکر ہمکو اپنی طرف سے بیفکر کرنا چاہتا ہی تاکہ ہمیں بچھاڑ کھائے

۴۵ (۴۵) پر تم اِس سبب سے کہ میں سچ کہتا ہوں مجھہ پر ایمان نہیں لاتے

شیطان جو جھوٹھہ بولنیوالا اور خونی ہی اُس کی بات مانتے ہو پر میں جو سچ بولتا ہوں مجھہ پر ایمان نہیں لاتے صدق کو ناپسند کرتے ہو کذب کو مانتے ہو شیطان کو یہاں تک غلبہ دیا ہی کہ سچ بات تمہیں غلط معلوم ہوتی ہی

۴۶ (۴۶) کون تم میں سے مجھپر گناہ ثابت کرتا ہی اگر میں سچ کہتا ہوں تو مجھپر ایمان کیوں نہیں لاتے

(کون تم میں سے) یعنے کوئی آدمی تم میں سے ایسا ہی کہ (مجھپر گناہ ثابت کرتا ہی) کہ میں نے دنیا میں کوئی گناہ کیا یا کبھی کوئی غلط بات سنائی جب سراسر مجھہ میں راستی دیکھتے ہو تو پھر مجھہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے ۔ تم ایک گنہگار عورت کو لائے اور اُس کی بابت ایسا فتوی سنا کہ تمہارے اندرونی گناہ تمہیں یاد آئے (آیت ۹) اور تم شرما کے بھاگ گئے پر میں تو کھڑا رہا کیونکہ بیگناہ ہوں تمہارا فرض تھا میری باتوں کو ماننا پر تم سچائی کو نہیں کذب کو چاہتے ہو (ف) مسیح یسوع مطلق بیگناہ تھا صرف وہی ایک جہان میں بیگناہ ظاہر ہوا ہی اور سب پیغمبروں سے بھی غلطی اور گناہ ہوئے اور معافی پائی مگر خدا کا بیٹا حقیقی معصوم ہی

۴۷ (۴۷) جو خدا کا ہی خدا کی باتیں سُنتا ہی تم اِسلئے نہیں سُنتے ہو کہ خدا کے نہیں ہو

ہر ایک سچی روح سچائی کی قدر دان ہی (جو خدا کا ہی خدا کی باتیں سُنتا ہی) یہہ نہایت ہیبت ناک حد ہی اُنکے درمیان جو خدا کے ہیں اور اُنکے درمیان جو خدا کے نہیں ہیں (جو خدا کا ہی) اسکے معنے یہہ ہیں کہ جو ازلی برگزیدگی سے برگزیدہ ہیں اور وہ خدا کے طالب ہیں خدا کی مرضی کے جویاں ہیں

(خدا کی باتیں سنتا ہی) یعنے اُسکے احکام مانتا ہی اور اُس کی مرضی کو پسند کرکے اطاعت کے ساتھہ قبول کرتا ہی (ف) اگر کوئی کہے کہ میں کیونکر معلوم کروں کہ خدا کا ہوں یا نہیں تو وہ آپ کو پرکھے کہ میں خدا کا فرماں بردار ہوں یا نہیں میں اپنی مرضی کے درپی ہوں یا الہام سے الہی مرضی کے درپی ہوں (تم اسلئے نہیں سُنتے) یعنے اِس لئے مرضی الہی کی اطاعت نہیں کرتے (کہ خدا کے نہیں ہو) اگرچہ خدا کی مخلوق ہو مگر کسی دوسرے شخص کے پیرو ہو خدا سے بغاوت کرکے غیر کے بندے بن گئے ہو اور وہ شیطان ہی کیونکہ اُس کی خواہش پوری کرتے ہو (ف) جو خدا کے بندے ہیں اگرچہ وہ دھوکھا کھاکے کیسی ہی غلطی

میں کیوں نہ پھنس جاویں خدا اُنہیں غلطی سے نکالیگا اور وہ خدا کی اطاعت کرینگے اُنکے دل بدل جائینگے اور وہ نئی پیدایش پائینگے
پر جو خدا کے نہیں ہیں ہلاک ہونگے

(۴۸) تب یہودیوں نے جواب میں اُس سے کہا کیا ہم اچھا نہیں کہتے کہ تو سامری ہے ۴۸
اور تیرے ساتھہ ایک دیو ہے

اُنکا جی جل گیا تب ایسا کہا اِسلئے کہ اُسنے اُنہیں شیطان کا فرزند بتلایا تھا لیکن اُنہوں نے اِسپر فکر نہیں کیا کہ شیطان کی پوری خاصیت اُسنے اُن میں ثابت کر کے شیطان کا فرزند کہا تھا اور اُسنے ایذا رسانی کے طور پر نہیں کہا کیونکہ اُسنے پہلے کہا کہ میں اس بات کا قایل ہوں کہ تم جسمانی طور پر ابراہیم کی نسل ہو پر روحانی طور پر ابراہیم سے علاقہ نہیں رکھتے شیطان سے علاقہ پیدا کرلیا ہے اِسکے جواب میں وہ گالی دینے لگے اور کہا کہ (تو سامری ہے) یعنے تیرا علاقہ ابراہیم سے کچھہ نہیں ہے تو جسمانی طور پر سامری قوم کا شخص ہے اور روحانی طور پر تیرے ساتھہ (ایک دیو ہے) اور دیو اُسکے ساتھہ اِسلئے بتلایا کہ اُس سے قدرت ظاہر ہوتی تھی پس خدا کی قدرت کو دیو کی قدرت کہا اور اُسکو جو داؤد پیغمبر کی اصل و نسل تھا بے دلیل گالی کے طور پر سامری کہا (ف ۱) سامری لوگ یہودیوں کے سامنے دغاباز اور نفرتی تھے کیونکہ اُنہوں نے اپنی بدرسومات سے خدا کے کلام کو بدل ڈالا تھا (ف ۲) یہہ شریر لوگ جب ہاتھہ سے نہیں مار سکتے تو زبان سے مارتے ہیں ایسے لفظ بولتے ہیں کہ دلپر زخم لگا دیں (ف ۳) اُنہوں نے گالی کے طور پر اُسے سامری کہا پر مسیح وہ سچا سامری تھا جسکا ذکر (لوقا ۱۰-۲۳ سے ۲۷ تک) ہے وہ تو مرنیوالے مسافر کی نجات کا باعث تھا (ف ۴) ایسی بات بولکے اُنہوں نے ثابت کیا کہ ضرور شیطان کے فرزند تھے اُن کی روحوں میں شیطان بولتا تھا

(۴۹) یسوع نے جواب دیا میرے ساتھہ دیو نہیں پر میں اپنے باپ کی عزت کرتا ہوں ۴۹
اور تم میری بے عزتی کرتے ہو

مسیح نے نہایت ملایمی سے جواب دیا اور گالی کے بدلے گالی نہیں دی (۱ پطرس ۲-۲۳) جیسے پولوس نے بھی کہا تھا (اعمال ۲۶-۲۵)

(میں اپنے باپ کی عزت کرتا ہوں) اُس کی کمال بزرگی میری تعلیم سے اور میرے اقوال و افعال سے ظاہر ہے تم اُسکی عزت کی کچھہ پرواہ نہیں کرتے لیکن اُس کی عزت کرتے ہو جو تمہارے دلوں میں ہے (میری بے عزتی کرتے ہو) سامری بتلاتے ہو اور مجھہ پر دیو بتلاتے ہو اور میں اِس بے عزتی کی بھی برداشت کرتا ہوں میں نے باپ کے لئے تم سے ملامت اُٹھائی تب باپ کی

عزت کرنیوالا ہوا (میرے ساتھ دیو نہیں ہی) دیو تو شیطان ہی اور شیطان خدا کی عزت نہیں کرتا ہی اس سے ظاہر ہی کہ میرے ساتھ دیو نہیں ہی اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ دیو کس طرف ہی

۵۰ **(۵۰) اور میں اپنی بزرگی نہیں ڈھونڈھتا ایک ہی جو ڈھونڈھتا ہی اور حکم کرتا ہی**

وہ بار بار فرماتا ہی کہ میں اپنی بزرگی نہیں ڈھونڈھتا جیسے سب اہل دنیا ڈھونڈھتے ہیں میں صرف خدا کی عزت کا طالب ہوں اپنے دنیاوی حقوق پر بھی جھگڑا نہیں کرتا کیونکہ میرے مدنظر الہی عزت ہی (ایک ہی جو ڈھونڈھتا ہی) یعنے خدا باپ میری عزت ڈھونڈھتا ہی وہ چاہتا ہی کہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں یہہ اُس کی مرضی ہی میں باپ کی عزت تلاش کرتا ہوں باپ میری عزت تلاش کرتا ہی اور دونوں کا حق ہی کہ عزت پاویں (اور حکم کرتا ہی) کہ لوگ بیٹے کی عزت کریں تم جو اُس کی مرضی پر چلنا نہیں چاہتے ہر بات میں اُس کے خلاف کام کرتے ہو (ف) عدالت کے دن یہہ سب ملزم ہونگے اُسی یسوع مسیح سے اُن باتوں کے بارہ میں بھی جو اُنہوں نے اُسکے حق میں کہی ہیں (یہوداآیت ۱۵)

۵۱ **(۵۱) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت کو ہرگز نہ دیکھیگا**

(سچ سچ) کا لفظ اشارہ ہی اعلیٰ بات پر (میرے کلام پر عمل کرے) کلام میرا ہی کیونکہ میں اللہ ہوں میرے کلام میں زندگی ہی (وہ ابد تک) یعنے بے حد زمانہ تک (موت کو) یعنے روحانی ابدی موت کو جو شریروں اور بے ایمانوں کی روحوں پر آنیوالی ہی جسکا نام دوسری موت ہی (مکاشفات ۲-۱۲) نہ انتقال کو جو بدن کی موت ہی (ہرگز نہ دیکھیگا) تاکید ہی کہ کبھی اُس موت میں نہ جاویگا (ف ۱) جسمانی موت تو سب پر آنیوالی ہی ایماندار اور بے ایمان سب مرتے ہیں گناہ کی لعنت کے سبب سے جو سب کے بدنوں پر اور روحوں پر بھی ہی (عبرانی ۹-۲۷ رومی ۸-۱۰) (ف ۲) وہ جو یہاں بولتا ہی کہ مجھہ پر ایمان لانیوالا ہرگز نہ مریگا وہ خود مرنیوالا تھا لوگوں کے گناہوں کے بدلے میں اور جن سے کہتا ہی کہ تم نہ مروگے وہ بھی بدنی موت سے مرنیوالے تھے پس مطلب اُسکا یہہ تھا کہ ایک اور موت ہی جو روحوں پر آتی ہی اور وہ خطرناک موت ہی لیکن اُسکے مومن اُس موت کو نہ دیکھینگے وہ حقیقی موت ہی اور یہہ بدنی موت ہی جو موت نہیں بلکہ انتقال ہی (ف ۳) لکھا ہی کہ وہ کونسا آدمی ہی جو موت کو نہ دیکھیگا (زبور ۸۹-۴۸) اسکا جواب اب عیسائی لوگ دیکھتے ہیں کہ جو مسیح کی بات مانتا ہی وہ نہ مریگا (ف ۴) یہہ ابدی موت جسکا ذکر یہاں ہی کہ سچا عیسائی اُسکو نہ دیکھیگا یہہ ایسی سخت موت ہی کہ سارا کلام الہی اسی سے بچنے کی راہ دکھلاتا ہی اور ساری دینداری کی جانفشانی

اسی موت سے بچنے کے لئے کیجاتی ہو سارے دنیاوی دُکھ خوشی سے اُٹھائے جاتے ہیں اِس امید پر کہ اِس موت سے بچیں۔ اِس موت میں آدمی کی روح نیست نہیں ہوجاتی ہی مگر ابدی دُکھ میں جیتی رہتی ہو اِس موت سے مرنیوالے لوگ اگر مطلق نیست ہوتے تو اُنکے لئے بہتر تھا مگر وہ نیست نہیں ہوتے دُکھ میں رہتے ہیں بعضے عیسائیوں نے یہہ نیا خیال اپنے ذہن سے نکالا ہو کہ کچھ مدت تک دُکھ پاکے وہ روحیں اُن کی مطلق نیست ہوجائینگی مگر یہہ خیالی خدا کے کلام سے نہیں ہو اُنکے ذہن سے ہو اور وہ دلایل جو وہ لوگ کلام سے نکالتے ہیں تکلف کے دلایل ہیں پر خدا کا کلام صاف کہتا ہو کہ ابد تک دُکھ میں رہینگے۔ اور یہہ بے رحمی کی سزا نہیں ہو بلکہ کامل سزا ہو اُنکے لئے جنہوں نے خدا کو عزت نہ دی اِس موت سے صرف مسیح بچاتا ہو جسکو بے ایمانوں نے قبول نہ کیا

۵۲ (۵۲) تب یہودیوں نے اُس سے کہا اب ہم نے جانا کہ تجھہ پر ایک دیو ہو ابراہیم مرگیا اور انبیا بھی اور تو کہتا ہو کہ کوئی میرے کلام پر عمل کرے تو ابد تک موت کا مزہ نہ چکھیگا

(اب ہم نے جانا) یعنے اب ہمیں یقین ہوا آیت ۵۱ کو سُنکے (کہ تجھہ پر ایک دیو ہو) یہہ بات یہودیوں نے اب تیسری دفعہ کہی ہو (۷-۲۰ و ۸-۴۸ و یہاں)

(ابراہیم و انبیا مرگئے) جو عوام مومنین سے زیادہ مقدس اور مقرب تھے پس تو جو روزمرہ کے تجربہ کے خلاف کہتا ہو کہ میرا مومن نہ مریگا یہہ دیوانگی کی بات ہو جس سے ثابت ہوا کہ تجھہ پر دیو ہو (ف) یہہ بات بھی یہودیوں نے غلط کہی تھی کیونکہ ابراہیم اور سب انبیا مر نہیں گئے ہیں وہ جیتے ہیں اُنہوں نے انتقال مکان کیا ہو اور خدا کے نزدیک آرام میں ہیں پر بے ایمان لوگ ضرور مرگئے ہیں جن کی روحیں دُکھ میں ہیں۔ اُنہوں نے جسمانی موت کو سمجھا لیکن مسیح روحانی موت کا ذکر کرتا تھا اہل دنیا کلام الٰہی کی بعض آیات کے غلط معنے سمجھ کے غلط نتیجہ نکال لیتے ہیں (ف۲) دیکھو کیا لکھا ہو (لوقا ۲۰-۳۸) کہ ابراہیم وغیرہ سب مقدس زندہ ہیں لعازر غریب جو مرگیا تھا وہ نہیں مرا تھا (لوقا ۱۶-۲۲) مسیح کی روح بعد صلیبی موت کے بہشت میں گئی تھی اور چور بھی ساتھ گیا تھا (لوقا ۲۳-۴۳) ابراہیم نے اُس کے دن کو دیکھا تھا جس نے ہر ایماندار کے لئے موت کا مزہ چکھا تھا (عبرانی ۲-۹) جس نے ہمارے لئے موت کا ڈنک اُکھاڑا تھا (اقرنتی ۱۵-۵۵) سچا عیسائی ایک بھی نہیں مرتا انتقال بدنی کے بعد خدا کے پاس جاتا ہو اور وہاں جیتا ہو

۵۳ (۵۳) کیا تو ہمارے باپ ابراہیم سے بزرگ تر ہو اور وہ مرگیا انبیا بھی مرگئے تو اپنے تئیں کیا ٹھہراتا ہو

(ابراہیم سے بزرگتر ہو) وہ مرگیا کیا تو اور تیرے مومنین امر میں کیا تو ابدی ہو کہ ابراہیم سے بھی آگے بڑھگیا (تو آپ کو کیا ٹھہراتا ہو)

ظاہر تو یہہ ہے کہ تو آپ کو ابراہیم سے بڑا ٹھہراتا ہے (ف) یہودی لوگ اُس آدمی کی بات صبر سے نہیں سُن سکتے تھے جو آپ کو ابراہیم سے اور موسیٰ سے بڑا جانتا ہو

۵۴ (۵۴) یسوع نے جواب دیا اگر میں اپنی بزرگی کرتا ہوں تو میری بزرگی کچھہ نہیں پر میرا باپ ہے جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا ہے وہ میری بزرگی کرتا ہے

یہی بات (۵-۴۱) میں کہی تھی اس کی شرح وہاں دیکھو (ہمارا خدا ہے) یہہ تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا ہے اُسے مانتے ہو تو اُسکی پیروی کر کے مجھے بھی قبول کرو کیونکہ وہ میری بزرگی کرتا ہے میرے ہاتھہ پر معجزے ظاہر کر کے جو تمہیں معلوم ہیں اور یہہ جو کہتے ہو کہ تو آپ کو کیا ٹھہراتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ میں اپنی مرضی سے آپ کو کچھہ نہیں ٹھہراتا پر تمہارا خدا جو میرا باپ ہے وہ مجھے بزرگ ٹھہراتا ہے کیا تم اُسے بھی نہیں مانتے جسے اپنا خدا کہتے ہو

۵۵ (۵۵) تم نے اُسے نہیں جانا لیکن میں اُسے جانتا ہوں اور اگر میں کہوں کہ میں اُسے نہیں جانتا تو میں تمہاری طرح جھوٹھا ہونگا پر میں اُسے جانتا ہوں اور اُس کے کلام پر عمل کرتا ہوں

مطلب یہہ ہے کہ تم خدا کو حقیقی طور پر نہیں جانتے عقلی طور پر یا رسمی طور پر جانتے ہو پر میں اُسے حقیقی طور پر جانتا ہوں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اُسے حقیقی طور پر نہیں جانتا اگر ایسا کہوں تو جھوٹھا ہونگا کیونکہ فی الحقیقت تو میں اُسے حقیقی طور پر جانتا ہوں اور تم جو کہتے ہو کہ ہم اُسے جانتے ہیں پر نہیں جانتے یہہ تمہارا دروغ ہے۔ پر میں اُسے جانتا اور اُسکے کلام پر عمل کرتا ہوں

۵۶ (۵۶) تمہارا باپ ابراہیم بہت مشتاق تھا کہ میرے دن دیکھے چنانچہ اُسنے دیکھا اور خوش ہوا

وہ لوگ کہتے تھے کہ ابراہیم مر گیا ہے مسیح فرماتا ہے کہ وہ زندہ ہے (تمہارا باپ ابراہیم) جسپر تم فخر کرتے ہو اور جسے سب سے زیادہ بزرگ تر جانتے ہو (بہت مشتاق تھا) یعنے اُسے بہت شوق تھا میرے دن دیکھنے کا پس میں اُس کے دل کی خوشی تھا

(ف) پورانے عہد کے سب مقدس مسیح کے مشتاق تھے اُن کی آنکھہ اُسپر لگی تھی کیونکہ آدم کے زمانہ سے مقدسوں میں مسیح کا چرچا تھا کہ وہ عورت کی نسل شیطان کا سر کچلنے کو آئیگا اور خاص خاص لوگوں پر خدا نے الہام سے کچھہ زیادہ زیادہ بھی ظاہر کیا تھا کیونکہ اُن کی نجات کا بھی وہی مدار تھا اور اُسکی طرف اُن کی دلی توجہ اُن کی زندگی ابدی کا سبب تھا

(کہ میرا دن دیکھے) یعنے وہ وقت جب مسیح آئیگا صلیب پر مرنے کو وہ زمانہ دن کا وقت ہی رات جب تک تھی جب تک مسیح دنیا میں مجسم ہوکے نہ آیا تھا مسیح دنیا کا نور ہی اور اسلئے اُسکا وقت دن کہلاتا ہی (آیت ۱۲) پس ابراہیم بہت مشتاق تھا کہ آفتاب صداقت کے طلوع کا زمانہ دیکھے

(چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا) اکثر مفسر خیال کرتے ہیں کہ ابراہیم نے ایمان کی آنکھ سے دیکھا تھا اُن وعدوں میں جو اُس سے خدا نے کئے تھے کہ تیری نسل سے دنیا کی سب قومیں برکت پائینگی (پیدایش ۲۲ - ۱۸) اور ابراہیم نے مسیح کو جب بھی دیکھا تھا جبکہ اصحاق اُسکا نمونہ ہوا اور لکڑی اُس کے کندھے پر اُٹھوائی گئی تھی کہ وہ قربانی ہو اور مرے کے میدان میں بھی مسیح کو دیکھا تھا جب مسیح نے آکے اُس سے باتیں کیں تھی (پیدایش ۱۸ - ۱) اور ابراہیم یقین لایا (عبرانی ۱۱ - ۱) لیکن کیا تعجب ہی کہ ابراہیم نے ان دنوں میں دنیا کے درمیان آکے مسیح سے پھر ملاقات کی ہو جیسے موسیٰ والیاس نے کی تھی (متی ۱۷ - ۳) مگر کہیں نہیں لکھا کہ ابراہیم نے آکے ملاقات کی تھی پر یہاں لکھا ہی کہ ابراہیم نے میرا دن دیکھا اور خوش ہوا واللہ اعلم (ف ۲) پس ابراہیم جو تمہارا فخر ہی اُس کا فخر میں ہوں

۵۷ (۵۷) تب یہودیوں نے اُس سے کہا تیری عمر تو پچاس برس کی نہیں اور کیا تو نے ابراہیم کو دیکھا ہی

(۲۰ ۱۸) برس گذرے کہ ابراہیم انتقال کر گیا پھر ابراہیم نے مسیح کو اور مسیح نے ابراہیم کو کیونکر دیکھا (عمر پچاس برس کی نہیں) اُسوقت عمر مسیح کی ۳۳ برس کی تھی پر اُنہیں پچاس کے قریب معلوم ہوا یہاں سے ظاہر ہی کہ مشقتیں اور تکلیفیں جو روحانی جنگ میں دنیا میں مسیح نے اُٹھائیں تھیں اُنکے نشان چہرہ پر نمایاں تھے اور اسواسطے اصلی عمر سے زیادہ وہ معلوم ہوا۔ اُنہوں نے پچاس برس کے قریب سمجھا لیکن وہ ازلی کلمہ تھا جو کل موجودات سے آگے تھا اور جہان اُس سے موجود ہوا اُسنے تو نہ صرف ابراہیم ہی کو دیکھا مگر سب کچھ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ دیکھا اگرچہ ۳۲ برس سے مجسم ہوکے دنیا میں تھا پر الفا و امیگا پہلا اور پچھلا تھا

۵۸ (۵۸) یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اُس سے کہ ابراہیم ہو میں ہوں

(سچ سچ) پھر بھاری بات پر آتا ہی (پیشتر اُس سے الخ) یعنے ابراہیم کی پیدایش سے پہلے میں ہوں (ف ۱) نہیں فرماتا کہ میں تھا مگر میں ہوں یعنے ازلی و ابدی ہستی ہوں مسیح وہ خدا کا برہ تھا جو جہان کی پیدایش سے پہلے مذبوح ہوا (مکاشفات ۱۳ - ۸ و ۱ پطرس ۱ - ۲۰) (ف ۲) میں ہوں یہہ خدا کا نام ہی کوئی آدمی ایسا لفظ ایسے موقع پر نہیں بول سکتا اور خداوند نے کئی بار یہہ لفظ بولا ہی اسی باب میں (آیت ۲۳ و ۲۴ و ۲۸ و ۵۸) پس اسکے ساتھ خروج ۳ - ۱۴) کو بھی دیکھو (ف ۳) زبور ۹۰ - ۲ میں کہ

پیشتر اُس سے کہ ابرہام موجود ہوئے تو ہی مگر یہاں لکھا ہی کہ میں ہوں یہہ صاف الوہیت کا دعویٰ ہی (ف) اگرچہ وہ ابراہیم کی نسل تھا پر وہ ابراہیم کا خدا بھی تھا جس طرح وہ ابن داؤد اور داؤد کا خداوند بھی ہی (ف) یہودی لوگ خوب سمجھ گئے کہ وہ آپ کو ازلی وابدی بتلاتا ہی اور اسلئے کہ وہ الوہیت کا مدعی ہی وہ جل گئے تھے وہ کہتے تھے کہ کیا تو ابراہیم سے بڑا ہی اُسنے کہا کہ میں تو اُسکا بھی خدا ہوں

۵۹ (۵۹) تب اُنہوں نے پتھر اُٹھائے کہ اُسے ماریں پر یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور اُن کے بیچ سے گذر کر ہیکل سے نکلا اور یوں چلا گیا

(پتھر اُٹھائے) سنگسار کرنے کو جیسے (۱۰-۳۱) میں بھی اُٹھائے تھے شاید یہہ وہی پتھر تھے جو عمارت کی مرمت کے لئے وہاں پڑے تھے

(یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا) یعنے غایب ہوگیا اُنکی نظروں سے تعجب کی بات ہی کہ کھڑا کھڑا غایب ہوگیا اور یہہ اُسنے ایک ثبوت دیا اپنی الٰہی قدرت کا کہ جیسا اُسنے دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ ہوں وہ بیشک اللہ تھا غایب ہوگیا اُسنے اپنی قدرت سے اپنے دشمنوں کی آنکھوں پر پردہ سا چھا دیا کہ اُسے نہ دیکھیں اور سب کو دیکھتے ہیں پر وہ غایب ہی (ف) کوئی کہتا ہی کہ شاید فقرہ بالا کے یہہ معنے ہوں کہ کہیں ادھر اُدھر بھیڑ میں ملگیا مگر یہہ بات درست نہیں ہی اسلئے کہ چار طرف جو لوگ تھے وہ سب تو دشمن تھے اور مارنا چاہتے تھے جسطرف کو وہ چلتا فوراً مخالفوں کے مُنہہ اُسطرف ہوتے اور وہ ہرگز نہ چھپ سکتا مگر وہ غایب ہوگیا عبارت کا یہی صاف مطلب ہی (اُنکے بیچ سے گذر کر ہیکل سے نکلا) بیچ ہی میں سے گذرا اور نظر نہ آیا پس اُسنے آپ کو ہیکل کے کسی کونے میں نہیں چھپایا نہ کسی گھر میں یا دیوار و ستون کے نیچے نہ بھیڑ کی آڑ میں پناہ لی مگر اُنکے جو مخالف تھے درمیان سے چلا اور اُنہیں نظر نہ آیا اُسنے آپ کو مارنے کے لئے اُنکے ہاتھہ میں نہیں سونپ دیا کہ اُسکا وقت ہنوز نہ آیا تھا (ف) موسیٰ نے بڑی وفاداری سے مدت تک خدا کی خدمت کی اور ایک لفظ گستاخی کا اُسکے منہہ سے نکلا تھا (زبور ۱۰۶-۳۳ گنتی ۲۰-۱۰) کہ کیا ہم تمہارے واسطے پانی نکالیں لینے میں اور خدا۔ اُس نے نادانی سے آپ کو خدا کے کام میں شریک بولا اُسنے خدا کے حق میں آپ کو دخیل دکھلایا تب اُس قانون الٰہی کے موافق کہ وہ اپنی عزت دوسرے کو نہ دیگا موسیٰ نے سزا پائی کہ کنعان کی زمین موعود میں داخل نہ ہوا۔ اِسوقت مسیح یسوع نے آپ کو بالکل خدا بتلایا پس وہ اگر محض آدمی ہوتا تو اُسوقت خدا کا غضب اُسپر بھڑکتا پر خدا نے اپنی قدرت اِس غایب کرنے میں اُسکے ساتھہ دکھلا کے ثابت کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد تو وہ اپنی ساری باتوں میں راست ثابت ہوا اور یہہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہی

مسیح نے اپنے دعوے پر اپنے باپ سے بہت سی گواہیاں پائیں (اعمال ۲-۲۲) خدا نے اُسے اپنا پیارا بیٹا کہکے

آوازدی (متی ۳-۱۷ و ۱۲-۱۸ و ۱۷-۵ و ۲ پطرس ۱-۱۷) پھر خدا نے اُسے مُردوں میں سے اُٹھایا اور عروج دیا (اعمال ۲-۳۰ و ۳-۱۰ و ۱۳-۳۰ و ۱۷-۳۱ و افسی ۱-۲۰ و فلپی ۲-۹)

مگر خدا نے یہودیوں پر جو اُسکے مخالف تھے بڑی سخت سزا نازل کی اور ایسی سزا کہ کبھی اُنکے آبا و اجداد پر بھی نازل نہوئی تھی یروشلم کی بربادی میں اُنہیں سخت برباد کیا اور اب (۱۸۸۸) برس سے وہ پراگندہ ہیں اور سارے ممالک میں ذلیل گنے جاتے ہیں پس اُن کی یہہ حالت مسیح پر گواہی دیتی ہی کہ وہ سچا تھا اور آیندہ کو جب وہ لوگ رجوع لائینگے اور بحال ہونگے تب بھی گواہی دینگے کہ وہ سچا ہی (۲ قرنتی ۳-۱۶)

اِن باتوں پر فکر کر کے چاہئیے کہ ناظرین اپنی تمیز سے پوچھیں کہ مسیح خدا ہی یا نہیں شاید خدا تعالیٰ اُن کی نظروں کے سامنے سے پردہ ہٹائے اور اُسے جو برحق ہی وہ جانیں اور مانیں

نواں باب

(۱) پھر اُس نے جاتے ہوئے ایک شخص کو جو جنم کا اندھا تھا دیکھا

اب وہ ایک جنم کے اندھے کو آنکھیں دیتا ہی۔ اِس عید خیمہ کے واقعہ میں مسیح کی الوہیت اور ابنیت اور رسالت پر کہ وہ حقیقی نجات دہندہ ہی یہہ آخری دلیل ہی جو ہیکل سے باہر نکل کے وقوع میں آئی

یوحنا کی انجیل میں بہت معجزوں کا ذکر نہیں ہی اور انجیلوں میں زیادہ معجزے لکھے ہیں مگر جو معجزے اس انجیل میں ہیں اکثر اُنکے ساتھ ایک تعلیم متعلق ہی اور یہودیوں کے شک شبہہ و اعتراض زیادہ تر اُسکے معجزات پر روشنی ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ایمان زیادہ تر مسیح پر قایم ہوتا ہی

(جاتے ہوئے) یعنے جب وہ ہیکل سے نکل کے جاتا تھا (۸-۵۹) اور غایب ہو کے نکلا تھا جب باہر نکلا تو پھر وہ سب کو نظر آیا اور اُسنے ایک شخص کو دیکھا (جو جنم کا اندھا تھا) ایسا اندھا کہ پیدایش سے اندھا پیدا ہوا تھا اور حکماء کی حکمت سے محض لاعلاج تھا (ف ۱) جب مسیح نے اندھے کو دیکھا تو چپ چاپ گذر نہیں گیا جیسے کاہن ولاوی گذر گئے تھے (لوقا ۱۰-۳۱، ۳۲) (ف ۲) جنہوں نے سرکشی سے اُسے قبول نہ کیا اور اُسکے مارنے کا ارادہ کیا وہ اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈالکے اور اُنہیں اندھا کر کے نکل گیا پر اس جنم کے اندھے کو جسنے دنیا میں پیدا ہو کے آج تک کچھہ نہیں دیکھا آنکھیں بخشتا ہی یہہ دکھلا کے کہ میں خدا کے قادر ہوں

پیشتر اُس سے کہ پہاڑ موجود ہوئے تو ہی مگر یہاں لکھا ہی کہ میں ہوں یہہ صاف الوہیت کا دعویٰ ہی (ف) اگرچہ وہ ابراہیم کی نسل تھا پر وہ ابراہیم کا خدا بھی تھا جس طرح وہ ابن داؤد اور داؤد کا خداوند بھی ہی (ف) یہودی لوگ خوب سمجھ گئے کہ وہ آپ کو ازلی و ابدی بتلاتا ہی اور اسلئے کہ وہ الوہیت کا مدعی ہی وہ جل گئے تھے وہ کہتے تھے کہ کیا تو ابراہیم سے بڑا ہی اُسنے کہا کہ میں تو اُسکا بھی خدا ہوں

59 (۵۹) تب اُنہوں نے پتھر اُٹھائے کہ اُسے ماریں پر یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور اُن کے بیچ سے گذر کر ہیکل سے نکلا اور یوں چلا گیا

(پتھر اُٹھائے) سنگسار کرنے کو جیسے (۱۰-۳۱) میں بھی اُٹھائے تھے شاید یہہ وہی پتھر تھے جو عمارت کی مرمت کے لئے وہاں پڑے تھے

(یسوع نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا) یعنے غایب ہوگیا اُنکی نظروں سے تعجب کی بات ہی کہ کھڑا کھڑا غایب ہوگیا اور یہہ اُسنے ایک ثبوت دیا اپنی الٰہی قدرت کا کہ جیسا اُسنے دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ ہوں وہ بیشک اللہ تھا غایب ہوگیا اُسنے اپنی قدرت سے اپنے دشمنوں کی آنکھوں پر پردہ سا چھا دیا کہ اُسے نہ دیکھیں اور سب کو دیکھتے ہیں پر وہ غایب ہی (ف) کوئی کہتا ہی کہ شاید فقرہ بالا کے یہہ معنے ہوں کہ کہیں اِدھر اُدھر بھیڑ میں مل گیا مگر یہہ بات درست نہیں ہی اسلئے کہ چار طرف جو لوگ تھے وہ سب تو دشمن تھے اور مارنا چاہتے تھے جسطرف کو وہ چلتا فوراً مخالفوں کے مُنہہ اُسطرف ہوتے اور وہ ہرگز نہ چھپ سکتا مگر وہ غایب ہوگیا عبارت کا یہی صاف مطلب ہی (اُنکے بیچ سے گذر کر ہیکل سے نکلا) بیچ ہی میں سے گذرا اور نظر نہ آیا پس اُسنے آپ کو ہیکل کے کسی کونے میں نہیں چھپایا نہ کسی گھر میں یا دیوار و ستون کے نیچے نہ بھیڑ کی آڑ میں پناہ لی مگر اُنکے جو مخالف تھے درمیان سے چلا اور اُنہیں نظر نہ آیا اُسنے آپ کو مارنے کے لئے اُنکے ہاتھ میں نہیں سونپ دیا کہ اُسکا وقت ہنوز نہ آیا تھا (ف) موسیٰ نے بڑی وفاداری سے مدت تک خدا کی خدمت کی اور ایک لفظ گستاخی کا اُسکے مُنہہ سے نکلا تھا (زبور ۱۰۶-۳۳ گنتی ۲۰-۱۰) کہ کیا ہم تمہارے واسطے پانی نکالیں لیعنے میں اور خدا۔ اُس نے نادانی سے آپ کو خدا کے کام میں شریک بولا اُسنے خدا کے حق میں آپ کو دخیل دکھلایا تب اُس قانون الٰہی کے موافق کہ وہ اپنی عزت دوسرے کو نہ دیگا موسیٰ نے سزا پائی کہ کنعان کی زمین موعود میں داخل نہ ہوا۔ اِسوقت مسیح یسوع نے آپ کو بالکل خدا بتلایا پس وہ اگر محض آدمی تھا تو اُسوقت خدا کا غضب اُسپر بھڑکتا پر خدا نے اپنی قدرت اِس غایب کرنے میں اُسکے ساتھہ دکھلا کے ثابت کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد تو وہ اپنی ساری باتوں میں بہت ثابت ہوا اور یہہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہی

مسیح نے اپنے دعوے پر اپنے باپ سے بہت سی گواہیاں پائیں (اعمال ۲-۲۲) خدا نے اُسے اپنا پیارا بیٹا کہکے

آوازدی (متی ۳-۱۷ و ۱۲-۱۸ و ۱۷-۵ و ۲ پطرس ۱-۱۷) پھر خدا نے اُسے مُردوں میں سے اُٹھایا اور عروج دیا (اعمال ۲-۱۳ و ۴-۱۰ و ۱۳-۳۰ و ۱۷-۳۱ و افسی ۱-۲۰ و فلپی ۲-۹)

مگر خدا نے یہودیوں پر جو اُسکے مخالف تھے بڑی سخت سزا نازل کی اور ایسی سزا کہ کبھی اُنکے آبا واجداد پر بھی نازل نہوئی تھی یروشلم کی بربادی میں اُنہیں سخت برباد کیا اور اب (۱۸۸۸) برس سے وہ پراگندہ ہیں اور سارے ممالک میں ذلیل گنے جاتے ہیں پس اُن کی یہہ حالت مسیح پر گواہی دیتی ہے کہ وہ سچا تھا اور آیندہ کو جب وہ لوگ رجوع لائینگے اور بحال ہونگے تب بھی گواہی دینگے کہ وہ سچا ہے (۲ قرنتی ۳-۱۶)

اِن باتوں پر فکر کر کے چاہئے کہ ناظرین اپنی تمیز سے پوچھیں کہ مسیح خدا ہے یا نہیں شاید خدا تعالیٰ اُن کی نظروں کے سامنے سے پردہ ہٹائے اور اُسے جو برحق ہے وہ جانیں اور مانیں

نواں باب

(۱) پھر اُس نے جاتے ہوئے ایک شخص کو جو جنم کا اندھا تھا دیکھا ۱

اب وہ ایک جنم کے اندھے کو آنکھیں دیتا ہے۔ اِس عیدِ خیمہ کے واقعہ میں مسیح کی الوہیت اور ابنیت اور اِسبات پر کہ وہ حقیقی نجات دہندہ ہے یہہ آخری دلیل ہے جو ہیکل سے باہر نکل کے وقوع میں آئی

یوحنا کی انجیل میں بہت معجزوں کا ذکر نہیں ہے اور انجیلوں میں زیادہ معجزے لکھے ہیں مگر جو معجزے اس انجیل میں ہیں اکثر اُنکے ساتھ ایک تعلیم متعلق ہے اور یہودیوں کے شک شبہہ و اعتراض زیادہ تر اُسکے معجزات پر روشنی ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ایمان زیادہ تر مسیح پر قایم ہوتا ہے

(جاتے ہوئے) یعنے جب وہ ہیکل سے نکل کے جاتا تھا (۸-۵۹) اور غایب ہو کے نکلا تھا جب باہر نکلا تو پھر وہ سب کو نظر آیا اور اُسنے ایک شخص کو دیکھا (جو جنم کا اندھا تھا) ایسا اندھا کہ پیدایش سے اندھا پیدا ہوا تھا اور حکما کی حکمت سے محض لاعلاج تھا (ف ۱) جب مسیح نے اندھے کو دیکھا تو چپ چاپ گذر نہیں گیا جیسے کاہن و لاوی گذر گئے تھے (لوقا ۱۰-۳۱ و ۳۲) (ف ۲) جنہوں نے سرکشی سے اُسے قبول نہ کیا اور اُسکے مارنے کا ارادہ کیا وہ اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈالکے اور اُنہیں اندھا کر کے نکل گیا پر اِس جنم کے اندھے کو جسنے دنیا میں پیدا ہو کے آج تک کچھہ نہیں دیکھا آنکھیں بخشتا ہے یہہ دکھلا کے کہ میں خدا ئے قادر ہوں

۲ (۲) اور اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا کہ ای ربی گناہ کس نے کیا اِس شخص نے یا اِس کے ما باپ نے کہ یہہ اندھا پیدا ہوا

(شاگردوں نے پوچھا) تاکہ حکمت الہی معلوم کریں۔ شاگردوں کا گمان دو طرف تھا اول آنکہ جسمانی آفات آدمی پر گناہ کے سبب سے آتی ہیں دویم آنکہ بعضی آفتیں آدمی پر اُسکے اپنے گناہ سے آتی ہیں اور بعضی اُس کے والدین کے گناہ سے آتی ہیں (خروج ۲۰-۵) یہہ تو سچ ہی کہ سارے دُکھ گناہ کا پھل ہیں اگر آدم گناہ نہ کرتا تو دنیا میں کبھی کوئی بیماری نہ ہوتی یہہ سارے دُکھ آدم کے اور ہمارے گناہ سے ہیں (رومی ۵-۱۲) دیکھو گناہ کیسی بُری چیز ہی تو بھی آدمی کا دل گناہ پر بہت مایل ہی سزا سے تو آدمی چلاتا ہی پر اُس فعل بد سے وہ کنارہ کش نہیں ہوتا جس سے سزا آتی ہی سب سے بڑی دلیل اِسبات پر کہ آدمی گرا ہوا ہی یہہ ہی کہ اُس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی اور وہ گناہ کو چاہتا ہی اُس سے اپنے دل میں لذت لیتا ہی چاہئے تھا کہ گناہ سے اُسکے دل میں ایذا پہونچتی

اگرچہ ساری مصیبتیں گناہ کی جڑ سے ہیں پر بعضی مصیبتیں نہ گناہ کے سبب سے ہیں لیکن آزمایش اور جلال الہی اور ہمارے کسی فائدہ کے لئے ہیں (ف) جب کسی آدمی پر کچھہ آفت دیکھو تو جلدی سے نہ کہو کہ یہہ خدا کی نارضامندی کا نشان ہی ایوب پر کتنا دُکھ آیا مسیح آپ کسقدر دُکھوں میں پھنس گیا نہ اپنے گناہ کے سبب پر ایک اور ہی حکمت وہاں تھی دُکھ تو ضرور گناہ کی مزدوری ہی لیکن اِس آدمی پر دُکھ کیوں آیا اِس میں فکر چاہئے

۳ (۳) یسوع نے جواب دیا نہ تو اِس شخص نے گناہ کیا نہ اس کے ما باپ نے لیکن یوں ہوا تاکہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں

(نہ تو اِس شخص نے گناہ کیا) کیونکہ جنم کا اندھا ہی پیدایش سے پہلے وہ گناہ نہیں کرسکتا تھا کہ اُسکے وبال میں اندھا پیدا ہو (نہ اُسکے ما باپ نے) جن سے وہ پیدا ہوا ہی کوئی ایسا گناہ کیا جسکے سبب یہہ اندھا پیدا ہوا (ف) مسیح نہیں فرماتا کہ وہ اور اُسکے والدین بے گناہ ہیں وہ تو سب آدمیوں کی مانند گنہگار ہیں لیکن اِس جنمی نابینائی کا سبب کوئی خاص اِنکا گناہ نہیں ہی بلکہ یہہ سبب ہی (کہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں) مسیح خداوند الہی باطنی انتظام سے کیسا واقف تھا ایسا واقف تھا جیسا خدا اپنے انتظام سے واقف ہی ذرہ ذرہ میں جو الہی بندوبست ہی اور دنیا نہیں جانتی پر مسیح سب کچھہ جانتا تھا کیونکہ وہ اللہ کا بیٹا نور سے نور ہی تمام موجودات اُس سے اور اُسکے لئے ہی (خدا کے کام ظاہر ہوں) اُسکے اندھا پیدا کرنے میں اور پھر رحم سے آنکھیں دینے میں

یہہ شخص اِسلئے اندھا پیدا ہوا کہ مسیح اُس کی آنکھیں کھولے اور اپنی الوہیت کا ثبوت اس سے پیش کرے ایک اور جگہ بھی بیماری ہوئی تھی جو موت کی بیماری نہ تھی حال آنکہ وہ بیمار مر بھی گیا تھا (۱۱-۴) پر مسیح نے چوتھے دن قبر میں سے اُٹھایا یہہ بیماری اور موت بھی الٰہی جلال کے لئے تھے (ف۲) مسیح اِسلئے نہیں آیا کہ لوگوں کو دُکھ دے بلکہ اسلئے آیا کہ آرام بخشے اور شریعت اِسلئے نہیں آئی کہ گناہ زیادہ ہو بلکہ گناہ کے روکنے کے لئے آئی تھی تو بھی گناہ زیادہ ہوا (رومی ۵-۲۰) پس اِس شخص کے اندھا ہونے میں خدا کا جلال نہیں تھا لیکن نتیجہ میں جلال تھا اور یہہ خدا کا باطنی بند وبست ہے جو فہم سے باہر ہے

(۴) ضرور ہے کہ جس نے مجھے بھیجا میں اُس کے کاموں کو جب تک کہ دن ہے کروں رات آتی ہے اور کوئی اُسوقت کام نہیں کرسکتا ۴

(ضرور ہے) یعنے الٰہی محبت کو لازم ہے اور وہ محبت جو خدا کو آدمیوں کی طرف ہے اُس محبت پر فرض ہے (کہ میں اُسکے کاموں کو) یعنے اللہ کے کاموں کو میں کروں کیونکہ میں ابن اللہ ہوں (جسنے مجھے بھیجا ہے) یعنے اپنی ذات میں سے نکال کے دنیا میں بھیجا ہے تب میں ذات میں سے ذات ہوں تب ذات الٰہی کے خاص کام میں کرتا ہوں (ف) جب باپ نے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تو اُسنے اُسے کام بھی دیئے کہ یہہ یہہ کام دنیا میں جا کے کرنے چاہئیں دیکھو کیا لکھا ہے (۱۷-۴) مسیح کا عام کام یہہ تھا کہ خدا کا جلال ظاہر کرے اپنی ساری دنیاوی زلیست سے اور اپنے سارے افعال و اقوال سے اور اپنے معجزوں سے اور اپنی موت سے اور جی اُٹھنے سے اور صعود و نزول سے اور روح القدس کے ارسال سے اور تمام اُس قدرت سے جو اب تک کلیسیا میں اور جہان میں موثر ہے (جب تک کہ دن ہے) یہاں وہ دن کہتا ہے اُس عرصہ کو جو دنیا میں اُسکے عمر کا عرصہ تھا یعنے ۳۳ برس کو دن کہتا ہے (رات آتی ہے) یعنے وہ وقت آتا ہے کہ جہان کا نور جو میں ہوں دنیا سے جسمانی طور پر چلا جاؤنگا اور قدرت میری اگرچہ موثر رہیگی مگر میں جسمانی شکل میں نہ رہونگا ایک خاص وقت تک اور وہ وقت مثل رات کے ہوگا

دنیا میں دستور ہے کہ سب کاریگر اور جسقدر محنتی اشخاص ہیں جلدی جلدی اپنا کام دن کو کرتے ہیں تاکہ رات آنے سے پہلے کام کو تمام کریں اور رات کو آرام پائیں (ف۲) کام کا وقت بہت تھوڑا ہے مسیح کے لئے صرف ۳۳ برس یہاں کچھہ کام تھا اور ہمارے لئے بھی مختلف وقت ہیں دیکھو اُن گذشتگان کی طرف جنہوں نے بڑی بڑی عمریں پائیں تو بھی کیسے جلدی اُن کی عمر کا دن کھسک گیا اور اپنی اپنی پچھلی عمر کی طرف بھی دیکھو بچوں سے جوان اور جوان سے بڈھے تم کیسے جلدی ہوگئے اب تھوڑا سا وقت اور باقی ہے کہ موت کی کالی رات آویگی پھر کچھہ کام نہ کرسکوگے پس کیوں سُستی میں وقت کھوتے ہو اُٹھو کچھہ کام کرو تاکہ حقیقی آرام کا مُنہہ دیکھو (ف۳) خدا کا بیٹا جب دنیا میں آیا اُس کے لئے کچھہ کام تھا اُسنے بڑی خوبصورتی سے اُسے

انجام دیا اور ہمارے لئے بھی جو دنیا میں پیدا ہوئے ہیں کچھ کام ہے اور ہم اُس کام کے لئے ایسے شوقین نہیں ہیں جیسے وہ اپنے کام کا شوقین تھا پس ہوشیار ہو جاؤ کہ پھر نہ رہو گے

۵ (۵) جب تک کہ میں جہان میں ہوں جہان کا نور ہوں

یہہ آیت اِس موقع پر ایک چابی ہے جس سے اِس معجزہ کے فہم کا قفل کھلجاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ سارے معجزے اُس کی تمثیلیں ہیں تاکہ جسمانی واقعات مسیحیہ کو ہم دیکھکر معلوم کریں کہ وہ روحانی بادلوں کی گھٹا کو اور تاریکی کو دور کرنے آیا تھا جیسے اُسنے جسمانی صحت لوگوں کو بخشی اُسنے اِس سے یہہ دکھلایا کہ میں روحانی صحت بخشنیوالا ہوں وہ ان ظاہری کاموں سے باطنی برکتوں کیطرف ہمارے خیالات کو متوجہ کرتا تھا کہ اُسے پہچانیں اور اُس سے برکات پائیں (۸ - ۱۲) کی ذیل میں اس آیت کی تفسیر دیکھہ لو۔ اب اگرچہ مسیح نے دنیا کو چھوڑ دیا تو بھی وہ جہان کی حدوں تک روشنی ڈالتا ہے سب جسمانی اندھے اُس سے باطنی آنکھیں پاتے ہیں جس دل میں مسیح نہیں وہاں اندھیرا ہے اور اندھیرے کی باتیں وہاں سے صاف نکلتی ہیں اگرچہ وہ کیسا ہی دنیاوی عالم ہو تو بھی اندھیرے میں ہے

۶ (۶) یہہ کہکے اُس نے زمین پر تھوکا اور تھوک سے مٹی گوندھی اور وہ مٹی اُس اندھے کی آنکھوں پر لیپ کی

یعنے تھوک سے مٹی کا گارا بنا کے اُس کی آنکھوں پر لیپ کر دیا (ف ۱) خدا نے پہلے آدم کو مٹی سے بنایا تھا اب وہ مٹی سے ایک بڑا عضو جسم کا بگڑا ہوا درست کرتا ہے (ف ۲) دیکھو مسیح اِس اندھے کی آنکھیں بنانے میں وہ چیز کام میں لاتا ہے جو بظاہر اِس کام کی قدرت نہیں رکھتی بلکہ مٹی سے اچھی آنکھہ اندھی ہو جاتی ہے اُسی سے وہ بینائی بخشتا ہے خدا تعالیٰ کبھی کبھی اُن وسایل سے کام لیتا ہے جو بظاہر بیفایدہ ہیں یا مضر ہیں

اُسنے سمندر کے لئے ریت اور بالو سے دیوار بنائی وہ ہوا کو آندھی سے پاک کرتا ہے وہ زمین کو برف سے گرم کرتا ہے چقماقی چٹان سے پانی نکالتا ہے سانپ کا زہر پیتل کے سانپ کے دیکھنے سے دفع کرتا ہے نرسنگوں کی آواز سے یریحو شہر کی شہر پناہ کو گراتا ہے ہزار آدمیوں کو گدھے کے جبڑے کی ہڈی سے مارتا ہے اور جولیت جیسے پہلوان کو فلاخن کے پتھر سے مروا دیتا ہے اُسکا بیٹا صلیب کی ٹھوکر سے آسمان تک آدمیوں کو سرفرازی بخشتا ہے وہ خود عجیب ہے اور اُس کے کام عجیب ہیں

(۷) اور اُس سے کہا جا اور سلوام کے حوض میں جسکا ترجمہ بھیجا ہوا ہے نہا تب وہ جاکے نہایا ۷
اور بینا ہو کے آیا

(سلوام کے حوض) اِس حوض کا منبع کوہ صیہون تھا سلوام کا ترجمہ ہے بھیجا ہوا یہہ اشارہ تھا مسیح پر جو باپ سے بھیجا ہوا ہے جسکا نام شیلاہ ہے (پیدائش ۴۹ ۔ ۱۰) اُسنے پہلے کہا تھا کہ مجھے ضرور ہے کہ میں اُسکے کام کروں جسنے مجھے بھیجا ہے (آیت ۴) یہہ لفظ بھیجا ہوا اول کے ۹ بابوں میں ۱۷ دفعہ آیا ہے اور اِس معجزہ سے خوب ثابت ہے کہ وہ بھیجا ہوا تھا (ف ۱) اِس حوض کے پانی میں کوئی خاص تاثیر نہ تھی جیسے بیت حسدا میں تھی مسیح نے اندھے کو وہاں بھیجدیا جیسے الیشاع نے نعمان کو یردن میں نہانے کو بھیجدیا تھا اور وہ اطاعت کرکے چلا گیا سچے ایمان میں ہمیشہ سچی اطاعت ہے اندھے نے نہیں کہا کہ مٹی سے تو اور زیادہ آنکھ بگڑتی ہے اور سلوام میں تو میں نے بار بار غسل کیا ہے اور بہت اندھے اور بیمار وہاں نہاتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا ہے تو مجھے کیوں تکلیف وہاں جانے کی دیتا ہے اگر تیری مرضی صحت دینے کی ہے تو صرف ایک بات کہہ مجھے آرام ہو جائیگا (ف ۲) تمام روحانی بیماروں کو خداوند ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ جاؤ اُس حوض میں نہاؤ جو گناہ اور ناپاکی دور کرنے کو ہے (ذکریا ۱۳ ۔ ۱) جو لوگ نہیں جاتے اور بیجا عذر کرتے ہیں وہ سب الہٰی مصلحت کو اپنے خلاف ٹال دیتے ہیں (بینا ہو کے آیا) اندھوں کی آنکھیں کھولنا آنیوالے مسیح کا ایک نشان تھا یشعیا ۲۹ ۔ ۱۸ اور ۳۵ ۔ ۵) (ف ۳) تمام دنیاوی تاثیروں سے یہہ کام باہر تھا یہہ نوئی طاقت بخشی گئی تھی جو اُس میں نہ تھی اور ایک دم میں بخشی گئی (ف ۴) یہہ معجزہ عام لوگوں کے سامنے ہوا تھا تاکہ اُس کی آنکھیں کھولی ہوئی دیکھکر اُن کی باطنی آنکھیں بھی کھل جاویں

(۸) تب ہمسائوں نے اور جنہوں نے آگے اُسے اندھا دیکھا تھا کہا کیا یہہ وہ نہیں جو بیٹھا ہوا ۸
بھیکھ مانگتا تھا

اُسکے واقفوں نے اب اُسے بینا دیکھا اور تعجب سے یہہ کہا (جو بیٹھا بھیکھ مانگتا تھا) ممالک ایشیا میں اکثر اندھے بھیک مانگتے ہیں کیونکہ کچھہ کام کرکے روٹی نہیں کما سکتے غریب محتاج فقیر تھا اِس پر مسیح کا فضل ہوا اب کچھہ کام بھی کریگا فقیری بھی دفع ہوئی اب سب طرح کی برکتیں آئیں (ف) یہہ سب گنہگار بدبخت لوگ جب تک مسیح کی آواز نہ سُنیں کم بخت ہیں اور وہ سب بھی کم بخت ہیں جو بظاہر آسودہ ہیں اور باطن میں غریب محتاج اندھے اور ننگے ہیں دیکھو مسیح کیا صلاح دیتا ہے (مکاشفات ۳ ۔ ۱۷)

(۹) بعضوں نے کہا یہہ وہی ہے اوروں نے کہا یہہ اُس کی مانند ہے اُس نے کہا میں وہی ہوں ۹

لوگوں میں اختلاف ہوا بعضوں نے کہا کہ یہہ وہی ہی اور بعض نے کہا کوئی اور آدمی ہی پر اُس کی مانند ہی یہہ اختلاف بھی ظاہر کرتا ہی کہ وہی تھا کیونکہ اُسنے خود کہا کہ میں وہی ہوں اور اُنکا شبہہ دفع کیا دلایل آیندہ سے

۱۰ (۱۰) پھر اُنہوں نے اُس سے کہا تیری آنکھیں کیونکر کھل گئیں

تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یہہ عجب کام کیونکر ہوا کسنے کیا کس طرح کیا یہہ بات تو انسانی طاقت سے باہر ہی یہہ تو معلوم ہو گیا کہ نابینا بینا ہو گیا پر یہہ معلوم نہیں کہ کیونکر ہوا

۱۱ (۱۱) اُس نے جواب دیا اور کہا کہ ایک مرد نے جسکا نام یسوع ہی مٹی گوندھی اور میری آنکھوں پر لگائی اور مجھے کہا سلوام کے حوض میں جا اور نہا سو میں جا کے نہایا اور بینا ہوا

اب وہ بتلاتا ہی کہ کس طرح بینا ہوا (ایک مرد نے) یعنے ایک آدمی نے یہہ کیا نہیں جانتا کہ وہ خدا ہی اور ابن اللہ ہی جسم لیکے آدمی کی صورت میں آیا ہی (جسکا نام یسوع ہی) اُسنے لوگوں سے اُسکا نام سُنا تھا سو بتلایا (ف) یسوع نجات دہندہ میرے اندھلاپے میں میرے پاس آیا جب میں بیٹھا بھیکھ مانگتا تھا راہ کے کنارہ پر۔ ہم سب عیسائی اندھے تھے اور زندگی کے کنارہ پر بیٹھے بھیکھ مانگتے تھے خدا کا بیٹا ہمارے پاس آیا اور ہمیں فیضل پر فضل بخشدیا (مٹی گوندھی) اسی زمین کی مٹی لی اور اُسے اپنے مُنہہ کے تھوک سے گوندھا اور آنکھوں پر لگا دیا (اور سلوام کے حوض میں نہانے کو بھیجدیا) میں چلا گیا اُسکا حکم مانکے تب میری آنکھیں کھل گئیں (ف) اب تک اسی طرح ہوتا ہی کہ مسیح ہمیں جو اِس دنیا کی سرشت کے لوگ ہیں اپنی سرشت میں ملاتا ہی اور روح القدس دیکے ہمیں کہتا ہی کہ اُس کے جو بھیجا ہوا ہی خون کی ندی میں جا کے غسل کرو اور جب ہم فرمانبرداری کرتے ہیں تو ہمارے سارے کلنک دور ہو جاتے ہیں اور روحانی آنکھیں کھل جاتی ہیں

۱۲ (۱۲) تب اُنہوں نے اُس سے کہا وہ کہاں ہی اُسنے کہا میں نہیں جانتا

(وہ کہاں ہی) شوق ہی کہ اُسے دیکھیں اور ہم بھی اُس سے کچھ برکت پائیں (میں نہیں جانتا) کیونکہ یسوع وہاں سے کہیں چلا گیا تھا

۱۳ (۱۳) وہ اُسے جو پہلے اندھا تھا فریسیوں پاس لیگئے

خداکی قدرت دکھلانے کو شاید اسلئے کہ یسوع کی بابت وہ بھی فکر کریں کہ وہ کون ہے جس سے اتنا بڑا معجزہ ہوا معلوم نہیں کہ ہیکل میں فریسیوں کے پاس گئے یا کسی اور مقام پر سانیڈرم کی مجلس کے سامنے گئے

(۱۴) اور جبکہ یسوع نے مٹی گوندھکے اُس کی آنکھیں کھولی تھیں سبت کا دن تھا ۱۴

(سبت کا دن تھا) جو ہفتہ کا آخری دن ہے۔ سرل صاحب کہتے ہیں کہ مسیح نے دنیا کو اُسکے آخری دن میں روشن کیا ہے جو آخری زمانہ ہے اور مسیح نے اکثر معجزوں کے لئے سبت کے دن کو پسند کیا تھا اُسی دن میں لنگڑے کو صحت دی (۵ -- ۱۰) اُسی دن میں سوکھے ہاتھ والے کو چنگا کیا (متی ۱۲ -- ۱۰) اِسکا سبب یا تو یہہ تھا کہ وہ سبت کے دن بہت تعلیم دیا کرتا تھا اور اپنی تعلیم کو معجزوں سے ثابت کرنے کے لئے وہ فوراً کوئی معجزہ دکھلاتا تھا یا یہہ سبب ہوگا کہ یہودی لوگ جو سبت کے دن میں نیکی کے کام بھی ناپسند کرتے تھے وہ اُنہیں سکھلاتا تھا کہ سبت کے دن نیکی کرنا جایز ہے جیسے اُسنے کہا کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میں بھی جو باپ کے برابر ہوں اور جیسے ہر چیز کا ویسے سبت کا بھی خداوند ہوں سبت کو مناسب کام کرتا ہوں بدن کو آرام اور روح کو فضل بخشتا ہوں سبت کا دن ایسے کاموں کے لئے مناسب اور با ترتیب ہے

(۱۵) پھر فریسیوں نے بھی اُس سے پوچھا کہ تو نے اپنی آنکھیں کیونکر پائیں اُس نے اُنہیں کہا ۱۵
کہ اُسنے میری آنکھوں پر گیلی مٹی لگائی اور میں نہایا اور بینا ہوا

(اُس سے پوچھا) چاہتے تھے کہ اُسی کے منہہ سے واردات کو سُنیں تاکہ مقدمہ بنانے کے لئے کوئی وجہہ نکالیں۔ خدا کی قدرت پر تو کچھہ فکر نہیں کرتے مگر تعصب سے عداوت کے سبب مقدمہ بنا کے یسوع پر فتویٰ دینے کا فکر ہے لیکن اُس آدمی نے وہی بات پھر سُنائی (آنکھوں پر گیلی مٹی لگائی) ان فریسیوں کی حدیثوں میں ایک حدیث یہہ بھی تھی کہ سبت کے دن میں کوئی آدمی اپنی آنکھیں تھوک سے بھی نہ ملے پر یہہ کام یسوع کا اُن کی حدیث کے خلاف تھا (ف) ایک عیسائی عورت نے جو انجیل کے سبب بہت ستائی گئی اور آخر کو شہید ہوئی یوں کہا ہے کہ ہمارا کام نیکی کرنے کا ہے اگر دشمن ہمیں زمین کی مٹی کی مانند کریں تو کیا خوف ہے شاید مسیح اُس مٹی کی مانند ہمیں بنا ئیگا جس سے ہم بہتوں کے لئے بینائی کا باعث ہونگے

(۱۶) تب فریسیوں میں سے بعضوں نے کہا یہہ مرد خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ سبت کے دن کو نہیں ۱۶
مانتا اوروں نے کہا کیونکر ہو سکتا ہے کہ گنہگار انسان ایسے معجزے دکھا سے سو اُن میں اختلاف تھا

(یہہ مرد خدا کی طرف سے نہیں) یہہ بات تو الگ رہی کہ وہ خدا کے برابر اور اُسکا ازلی بیٹا ہی مگر یہہ کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر بھی نہیں ہو خدا سے اُسکا کچھہ علاقہ نہیں ہی (ف ۱) کیسا اُلٹا نتیجہ نکالتے ہیں جس دلیل سے صاف ثابت ہی کہ وہ خدا سے ہی اُسی دلیل سے کہتے ہیں کہ خدا سے نہیں ہی اور یہہ حدیث کی آمیزش اور عداوت قلبی سے نکلتا ہی نہ اِس معجزہ سے (ف ۲) سبت کا ماننا تو ضرور ہی (یشعیا ۵۶-۴ و ۶) اور خداوند مسیح نے مناسب طور سے سبت کو مانا بھی ہی لیکن یہودیوں نے جو جو امتیازات اور روایتیں اور دستورات سبت کے لئے مقرر کئے تھے اُن میں بہت غلطیاں تھیں اور اکثر اُن میں ہنسی کی باتیں ہیں جن سے ثابت ہی کہ وہ خود سبت کی منشا سے ناواقف تھے پس مسیح تو ضرور سبت کا ماننیوالا تھا پر یہودیوں کی سمجھہ میں نقصان تھا دیکھو سبت کی بابت کیا کیا لکھا ہی (متی ۱۲-۲ و ۱۰ لوقا ۱۳-۱۴ و ۱۴-۳ یوحنا ۵-۱۰) (ف ۳) یہودیوں نے خدا کے دس حکموں کے سمجھنے میں بڑی افراط تفریط کی تھی اور جیسے افراط گناہ ہی ویسے تفریط بھی گناہ ہی (ف ۴) سبت کے دن سارے نیک کام جایز ہیں بیماروں کی عیادت مظلوموں کی حمایت بھوکھوں کو آسودہ کرنا مریضوں کو دوا دینا ہاتھہ مُنہہ دھونا دینی ملاقات بھی کرنا مُردوں کو دفن بھی کرنا وغیرہ سب مناسب کام جایز ہیں۔ پر دنیاوی کام مثلاً بڑی ضیافت یا دنیاوی ملاقات یا خرید و فروخت جو کام کل بھی ہو سکتے ہیں نامناسب ہی کہ سبت کے دن کئے جاویں

یہہ قول کہ یہہ مرد خدا کی طرف سے نہیں ہی اِسلئے کہ سبت کو نہیں مانتا اُن لوگوں کی نسبت بولنا درست ہی جو سب دنوں کی مانند سبت کو بھی دنیاوی کام کرتے ہیں (ف) سبت کو ضرور مقدس جاننا چاہئے اگرچہ سچے عیسائی ہر وقت خدا سے رفاقت رکھتے ہیں پر سبت کا دن خاص رفاقت الٰہی کے لئے مخصوص ہی جو کوئی اُسے نہیں مانتا ضرور وہ خدا سے نہیں ہی بعضے لوگ جو تکراری ہیں کہتے ہیں کہ سبت سنیچر کے دن کو کہیں یا اتوار کو اِسکا جواب یہی ہی کہ پہلے تو ہفتہ کے دن سبت ہوتا تھا پر مسیح کے عہد سے یعنے اُسکے جی اُٹھنے کے وقت سے حواریوں نے اتوار کو سبت کرنا شروع کیا ہی اور اُس زمانہ سے آج تک عیسائی کلیسیا میں اتوار سبت مانا جاتا ہی ہفتہ کی بزرگی اتوار کو دی گئی ہی اب ہم اتوار کو سبت مانتے ہیں اور یہہ بات درست بھی ہی

(اوروں نے کہا) اُسی مجلس میں بعضے ایسے بھی تھے کہ اُن کی تمیز کچھہ اور بولتی تھی (کیونکر ہو سکتا ہی) یعنے انہونی بات ہی (کہ گنہگار انسان ایسے معجزے دکھائے) جو محض خدا کی طاقت سے ہو سکتے ہیں پس یسوع مسیح گنہگار نہیں ہی کہ ناحق مدعی ہو بلکہ وہ سچا معلوم ہوتا ہی کیونکہ خدا اُس کے ساتھہ ہی اور یہہ کام خدا کی طاقت سے ہی کیا خدا تعالیٰ اپنی شریعت کے خلاف اپنی طاقت ظاہر کریگا تب یسوع مسیح نے ہرگز سبت شکنی نہیں کی ہی پس وہ کام جو سبت کو اُسنے کیا سبت شکن نہ تھا کیونکہ خدا نے اُس کام پر اپنی قدرت کی مہر کی ہی (سو اُنمیں اختلاف تھا) اگر وہ سب متفق ہو جاتے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہی تو اُسیوقت پکڑتے اور مارتے لیکن اُس کی گھڑی ابتک نہ آئی تھی اِس اختلاف سے بھی کچھہ فایدہ نکلا (ف) اِس معجزہ کی کچھہ روشنی

تو اُس مجلس پر گری جس سے اہل تعصب کے دلوں سے کچھہ بد بو نکلی کہ یہہ آدمی خدا سے نہیں ہی اور بعض اہل فکر کے ذہن سے کچھہ انصاف کا
چمکا کہ خدا اُس کے ساتھہ معلوم ہوتا ہی

۱۷ (۱۷) اُنہوں نے اُس اندھے شخص کو پھر کہا تو اُس کے حق میں جس نے تیری آنکھیں کھولیں
کیا کہتا ہی وہ بولا وہ ایک نبی ہی

اب وہ اُس سے پوچھتے ہیں کہ تو اپنا خیال اور اپنی رائے اُس شخص کے حق میں جسنے سبت کے دن تیری آنکھیں کھولیں ہیں بتلا
تب اُس نے صاف جواب دیا جہاں تک وہ جانتا تھا کہ (وہ ایک نبی ہی) جسقدر پہچانا اُسیقدر صاف صاف بتلا دیا۔ اُسنے
سمجھا تھا کہ وہ ایک نبی ہی خدا کا کلام اُسپر نازل ہوا ہی اُسنے ابھی مسیح کو کماحقہٗ نہیں پہچانا تھا اور نہ جانتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہی اور باپ
کے ساتھہ اُس کی ذات میں پوری یکتائی رکھتا ہی اور یہہ قدرت جو اُس سے ظاہر ہوئی اُس کی اپنی قدرت تھی ہاں وہ سید الانبیا بھی
تھا اور آسمانی بادشاہی کا بادشاہ بھی تھا اور حقیقی سردار کاہن بھی تھا یہہ لوگ جو اُسے دور سے جلال میں دیکھتے تھے اُسے ایک نبی کہتے
تھے (متی ۲۱ - ۱۱ و ۶ ۔ ۴ مرقس ۶ ۔ ۱۵ لوقا ۷ ۔ ۱۶ و ۲۴ ۔ ۱۹) (ف) یہہ آدمی اگرچہ غریب تھا تو بھی مخالف سرداروں کے درمیان
نہ ڈرا اور مسیح کو منجانب اللہ بتلایا تب مسیح نے بھی اُسکا اقرار کیا (آیت ۳۹) جسقدر مخالفوں کی طرف سے مخالفت بڑھتی گئی اُسیقدر
اُس آدمی کا ایمان زیادہ ہوتا گیا اُن کی سختی اسکی نرمی کا باعث ہوئی

۱۸ (۱۸) پر یہودیوں نے یہہ بات یقین نہ کی کہ وہ اندھا تھا اور بینا ہوا جب تک کہ اُنہوں نے
اُس شخص کے ماباپ کو جو بینا ہوا تھا بُلایا

اب کوشش کرنے لگے کہ کسی طرح اِس معجزہ پر پردہ ڈالیں یہہ کہکے کہ یہہ آدمی اندھا ہی نہ تھا اگر اندھا تھا تو اُس کے والدین آکے
گواہی دیں کہ اندھا تھا۔ یا تو اُنہوں نے چالاکی سے یہہ کیا یا حقیقت میں پہلے اس سے ناواقف تھے کیونکہ اکثر اہل دول لوگ غریب
عاجز لوگوں سے کم واقف ہوتے ہیں لیکن والدین کو بُلا کے پوچھنے سے خوب ہی روشنی اِس معجزہ پر آئی یہاں تک کہ اُن کا شک
بھی دفع ہوا

۱۹ (۱۹) اور اُن سے پوچھا کہ کیا یہہ تمہارا بیٹا ہی جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہوا پھر وہ اب
کیونکر دیکھتا ہی

تین سوال اُنسے کئے (۱) اول یہہ تمہارا بیٹا ہی یا نہیں (۲) اندھا پیدا ہوا تھا یا نہیں (۳) اگر تمہارا ہی بیٹا ہی اور اندھا ہی ہوا تھا تو اب یہہ کیونکر بینا ہو گیا ہی
اُنکا ارادہ تھا کہ اُنہیں ان سوالوں سے گھبرا دیں تاکہ وہ اپنے کسی جواب میں شک ڈالیں تب یہہ اُنکے جوابوں میں سے کچھہ بات پکڑکر اُسکا انکار کریں (ف) وہ تو حقیقت میں اُنکا بیٹا تھا اور خدا نے اپنے جلال کے لئے اُسے اندھا پیدا کر کے ایسا غریب بھی کیا تھا کہ بھیک مانگے اور یوں وہ کسیقدر مشہور بھی ہو کہ برسوں تک اُس نے بھیک مانگی اور بہتوں نے اُس کی طرف متوجہ ہو کے اُسے خوب دیکھہ لیا تو کیونکر اب اِس بات پر پردہ پڑ سکتا ہی

۲۰ (۲۰) اُس کے ماباپ نے جواب میں اُنہیں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہہ ہمارا بیٹا ہی اور یہہ کہ وہ اندھا پیدا ہوا

دو سوالوں کے جواب ہم دیتے ہیں راستی سے کہ وہ ہمارا بیٹا ضرور ہی اور اندھا تھا (ف) ان فقیہہ اور فریسیوں کی نسبت یہہ والدین زیادہ دیانتدار اور سچے ہیں

۲۱ (۲۱) لیکن یہہ ہم نہیں جانتے کہ وہ اب کیونکر دیکھتا ہی یا کس نے اُس کی آنکھیں کھولی ہیں وہ بالغ ہی اُس سے پوچھو تو وہ اپنی آپ کہیگا

تیسرے سوال کا جواب ہم نہیں جانتے اِس معاملہ میں ہم اپنی دید کی گواہی کچھہ نہیں دیسکتے اِس لئے کہ جب آنکھیں کھلیں تو وہ حاضر نہ تھے
یہہ لوگ جانتے تو تھے کہ یسوع نے آنکھیں کھولی ہیں مگر یہہ ماجرا سُنا تھا دیکھا نہ تھا اِسلئے کہتے ہیں (کہ ہم نہیں جانتے) یہہ کچھہ ضرور نہ تھا کہ فریسیوں سے کہیں کہ ہمنے کیا کیا سُنا ہی کیونکہ جو کچھہ اُنہوں نے سُنا تھا فریسیوں نے بھی سُنا تھا

۲۲ (۲۲) اُسکے ماباپ یہودیوں سے ڈرتے تھے اِس لئے اُنہوں نے یہہ کہا کیونکہ یہودیوں نے ایکا کیا تھا کہ اگر کوئی اقرار کرے کہ وہ مسیح ہی تو عبادت خانہ سے خارج کیا جاے

(ڈرتے تھے) اُنہیں آدمیوں کا خوف تھا لیکن آدمی کا خوف آدمی کو پھنساتا ہی (امثال ۲۹-۲۵) (ف) آدمی کی یہہ آزمایش ہو کہ سچائی کا انکار کرے یا انکار نہ کرے تو اقرار سے سکوت کرے جبکہ خدا کی مرضی ہی کہ اقرار ہوا اور یہہ دنیاسازی بھی انسان کی کمزوری کی

(خارج کیا جاۓ) یہہ سب سے چھوٹی سزا تھی جو اُنہوں نے عیسائیوں کے لئے تجویز کی تھی کہ عبادت خانہ سے خارج کئے جایں اولاً بعد اسکے اور اور سخت سزائیں جاری ہوئی تھیں۔ یہہ سزا اُن آدمیوں کے لئے اچھی ہی جو نامناسب چلن رکھتے ہیں مگر اُنہوں نے سچے ایمانداروں کے لئے یہہ سزا تجویز کی تھی عیسائیوں میں بھی یہہ سزا ہی (۱ قرنتی ۵-۵ و ۱ تمطاؤس ۱-۲۰) (ف ۲) جب آدمیوں میں سچائی کی دیانتداری ہی تو اُنکے لئے کچھہ امید ہی اگرچہ کیسی ہی نادانی کیوں نہ ہو پر وہ روشنی کی پیروی سے راضی ہو جب اُسے روشنی ملی تو ایسے آدمی کے لئے خیر ہی (اعمال ۱۰-۱۱ و ۱۲) پر جو کوئی اپنی آنکھیں روشنی سے بند کرے اور اپنے کان سچائی سے تو اُس کے لئے کیا امید ہی یہی حال ان یہودیوں کا ہوا

۲۳ (۲۳) اِسواسطے اُس کے ماباپ نے کہا کہ وہ بالغ ہی اُس سے پوچھو

اخراج کی سزا سے بچنے کے لئے نہ کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ یسوع نے یہہ کیا (اُس سے پوچھو) جسپر یہہ معجزہ گذرا ہی (وہ بالغ ہی) کچھہ نابالغ بچہ نہیں ہی کہ والدین اُس کی بابت جواب دیں وہ جوان سمجھہ دار ہی

۲۴ (۲۴) تب اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا پھر بُلا کر کہا کہ خدا کی بزرگی کر ہم جانتے ہیں کہ یہہ مرد گنہگار ہی

(خدا کی بزرگی کر) بطور قسم کے اب سوال کرتے ہیں (یشوعہ ۷-۱۹) کے موافق (ف) یہہ جو خدا کی بزرگی کراتے ہیں آپ کیا خوب بزرگی کرتے ہیں بہت سے شریر خدا کے لئے بُرے طور سے غیرتمند ہیں اُنکا مطلب یہہ ہی کہ اپنے اقرار سے پھر جا اور اپنی غلطی کا اقرار کر دل میں تو یہہ ہی منہہ سے کہتے ہیں خدا کی بزرگی کر۔ اسی طرح (انکوزیشن کی کچہری میں ہوا) کہ ہزاروں ایمانداروں کو آگ میں جلا دیا یہہ سمجھہ کے کہ ہم خدا کی بزرگی کرتے ہیں بات تو درست بولتے ہیں اگر نیت بھی درست ہو مگر نہ صرف بولنے سے پر افعال سے آدمی نیک و بد معلوم ہوتا ہی (ہم جانتے ہیں کہ یہہ مرد گنہگار ہی) یہاں اپنے دل کا خیال ظاہر کرتے ہیں تاکہ وہ بھی ڈر کر اُن کے ساتھ اتفاق کرے اور یہہ خدا کی بزرگی ہوگی۔ خطا اور گناہ مسیح کا یہہ ہی کہ اُنکے رواج کے موافق سبت کو نہ مانا اور کوئی گناہ تو اُسکا اُنہوں نے کبھی پیش نہیں کیا پر یہاں جس بات کو گناہ بتلایا وہ عین نیکی تھی

۲۵ (۲۵) اُس نے جواب دیا اور کہا میں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہی کہ نہیں ایک بات جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا اب بینا ہوں

اِس بے علم آدمی کا جواب کیا خوب تھا جو سب اہل علم کا منہہ بند کرتا ہے اور خدا کی بندگی بھی کرتا ہے اور سچ بولتا ہے اور مسیح کا اقرار بھی کرتا ہے (گنہگار ہے یا نہیں) یہہ میں نہیں جانتا ان باتوں پر میں نے نہیں سوچا اور میرا کیا مطلب ہے کہ ایسی بات پر فکر کروں (ایک بات جانتا ہوں) جو مجھہ پر گذری ہے جسکا میں کسی طرح انکار نہیں کر سکتا کہ (میں اندھا تھا) شکم مادری سے (اب بینا ہوں) اِس شخص کے وسیلہ سے (ف) کاری صاحب اسقف مدراس سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے نئی پیدایش کسوقت پائی تھی کہا میں نہ دن کو جانتا ہوں نہ گھڑی کو نہ جگہ کو مگر یہہ جانتا ہوں کہ اندھا تھا اب بینا ہوں (ف) اِس گواہی سے بہتر اور کوئی گواہی نہیں ہے کہ میں پہلے کیا تھا اور اب مسیح سے میں کیسا ہوگیا سچے عیسائی آج تک اسی گواہی سے مسرور اور خوش ہیں جب بھوکے کو کھانا ملا اور وہ سیر ہوا اور اُس سے کوئی کہے کہ یہہ جو تو نے کھایا کھانا نہ تھا پتھر تھا تو وہ اور کیا کہہ سکتا ہے مگر یہہ کہ بھوکھا تھا اب سیر ہوں

۲۶ (۲۶) تب اُنہوں نے اُس سے پھر پوچھا کہ اُسنے تجھہ سے کیا کیا کیونکر اُسنے تیری آنکھیں کھولیں

آیت ۱۵ میں یہہ سوال پہلے کر چکے تھے اور جواب سن چکے تھے اب پھر سوال کرتے ہیں کیونکہ معلوم کر گئے کہ وہ معجزہ کا انکار تو ہرگز نہ کریگا مگر پھر وقوع معجزہ کی صورت سے سوال کر شاید وہ بتبدیل الفاظ جواب دے اور کوئی لفظ پکڑ کر لوگوں سے کہیں کہ یہہ دھوکھا ہے

۲۷ (۲۷) اُسنے اُنہیں جواب دیا میں نے تو تمہیں ابھی کہا اور تم نے نہ سُنا کیا تم پھر سنا چاہتے ہو کیا تم بھی اُسکے شاگرد ہوگے

وہ کہتا ہے کہ ایک بار تو سُنا چکا یہہ کافی ہے اگر اُسے نہیں مانتے تو دوبارہ کہنے سے کیا فایدہ ہاں اگر اُسکے شاگرد ہوا چاہتے ہو تو میں پھر سنا سکتا ہوں اور جو محض ہٹ دھرمی ہے تو کیا فایدہ ہے کہ بار بار تکراریوں کو سُناؤں۔ اِس آدمی کو خدا نے بڑی ہمت اور دانائی بخشی تھی وہ خوب ثابت قدم تھا اسبات پر کہ مسیح یسوع حق ہے کیونکہ اُسپر ایک عجیب معجزہ ہوا اور اُسے نعمت غیر مترقبہ ملگئی وہ شکر میں اور خوشی میں بھرا ہوا ہے مخالف اُسے زہر معلوم ہوتے ہیں اور محض نادان

۲۸ (۲۸) تب اُنہوں نے اُسے ملامت کی اور کہا تو اُسکا شاگرد ہے ہم موسیٰ کے شاگرد ہیں

(ملامت کی) اِسلئے کہ جی جل گیا اور ملامت کیا تھی یہہ کہ (تو اُسکا شاگرد ہے) یہہ لفظ ملامت کے طور پر کہا لیکن یہہ اُسکی

عزت تھی کہ وہ اُسکا شاگرد ہو۔ مسیح کا شاگرد ہونا سب کے لئے بڑی عزت ہی پر اُنکے لئے جو مسیح کو نہیں پہچانتے گویا حقارت ہی (ہم موسیٰ کے شاگرد ہیں) کاش کہ فی الحقیقت موسیٰ کے شاگرد ہوتے موسیٰ بعض باتوں میں مسیح کا نمونہ تھا مسیح موسیٰ کا عین تھا موسیٰ نے مسیح کے حق میں کہا ہی کہ ایک نبی میری مانند بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوگا اُس کی سُنو مگر یہہ موسیٰ کے کیسے شاگرد ہیں جو موسیٰ کی بات نہیں سُنتے یہہ تو مسیح اور موسیٰ ہر دو کے مخالف ہیں (ف) ملامت کی یہہ کہکے کہ تو اُسکا شاگرد ہی تاکہ اور یہودی جو مسیح کے منکر ہیں اُسے حقیر جانیں گالی دینا نہ صرف گالی کے لفظوں میں گالی ہی مگر سچے اور عمدہ لفظوں میں بھی بُری نیت سے کچھہ کہنا گالی ہی اگر کوئی کسی کے حق میں نیکی کی بات بولتا ہی اِس نیت سے کہ کچھہ بدی ظاہر کرے یہہ بات بھی خدا کے نزدیک ملامت ہی اِسلئے کہ دشمنی سے ہی

۲۹ (۲۹) ہم جانتے ہیں کہ خدا نے موسیٰ کے ساتھہ کلام کیا پر ہم نہیں جانتے کہ یہہ کہاں کا ہی

(کلام کیا) موسیٰ کا ذکر عزت سے کرتے ہیں یسوع کا ذکر حقارت سے کرتے ہیں مگر ایسے اندھے ہیں نہیں سوچتے کہ اگرچہ موسیٰ سے خدا نے کلام کیا ہی لیکن اِس شخص سے خدا نے اُنکے درمیان کتنا بڑا کام کیا ہی کہ اندھے کی آنکھیں کھولی ہیں یہہ ظاہری شریعت کے لوگ اکثر ہیں کہ خدا کے کاموں پر نہیں سوچتے (کہاں کا ہی) یہہ تقریر بھی ایک ٹھوکر کا باعث نکالتی ہیں کہ وہ جلیلی ہی یوسف نجار کا بیٹا ہی اور مریم اُس کی ماں ہی۔ بالفرض اگرچہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہی یہہ تو جان سکتے تھے کہ یہہ قدرت جو اُس سے ظاہر ہوئی کہاں کی ہی خدا کے سوا تمام موجودات میں کوئی ایسی قدرت نہیں رکھتا کہ جنم کے اندھے کی آنکھیں یوں کھولدے پس جہاں کی وہ قدرت ہی وہاں کا وہ ہی

۳۰ (۳۰) اُس شخص نے جواب میں اُنہیں کہا اس میں تعجب ہی کہ تم نہیں جانتے کہ یہہ کہاں کا ہی اور اُس نے میری آنکھیں کھولی ہیں

(تعجب ہی) یعنے یہہ بات میرے لئے تعجب کی ہی کہ (تم نہیں جانتے) یعنے نہیں پہچانتے کہ (یہہ کہاں کا ہی) ابتک سمجھہ میں نہیں آیا کہ کہاں کا ہی ایسے معزز شخصوں کی ایسی موٹی سمجھہ ہوگئی کہ اب تک ذہن کی رسائی نہوئی کہ اُسے پہچانتے کہ وہ کہاں کا ہی (اُسنے میری آنکھیں کھولیں) بغیر دنیاوی دوا اور ترکیب کے یا اُس چیز کے لیپ سے جس سے آنکھہ پھوٹ جاتی ہی اور میں تو جنم کا اندھا تھا اِس شخص سے میری آنکھیں کھل گئیں الٰہی قدرت کمال جلال کے ساتھہ اُس سے ظاہر ہوئی اِس سے معلوم ہوسکتا ہی کہ وہ کہاں کا ہی اور ایسا معلوم ہوسکتا ہی کہ کچھہ شک بھی نہیں رہ سکتا اور تمہیں کچھہ معلوم نہوا اِسلئے مجھے تعجب آتا ہی

(ف) تعجب تو ہو کہ دنیا مسیح کو کیوں نہیں پہچانتی مگر وہاں کچھ تعجب نہیں ہو جہاں دشمنی ہو یا اغراض نفسانی اور غرور عقل کے سامنے حایل ہیں اور جہاں راستی و سچائی کی بھو کھ نہیں ہو

۳۱ (۳۱) ہم جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا ہو پر اگر کوئی خدا پرست ہو اور اُس کی مرضی پر چلے تو اُس کی وہ سُنتا ہو

وہ بتلاتا ہو کہ اب میں کہتا ہوں کہ وہ کہاں کا ہو وہ خدا کا آدمی ہو ایک نبی ہو راستباز ہو خدا کی مرضی پر چلتا ہو گنہگار آدمی ہرگز نہیں ہو ورنہ خدا اُسکی ہرگز نہ سُنتا خدا نے تو اُس کی سُنی کہ میری آنکھیں کھل گئیں اور اِس سے ثابت ہوا کہ خدا سے اُسکا خاص علاقہ ہو اُسنے اُن کے الزام کو بھی خوب دفع کیا جو گناہ کا الزام اُنہوں نے لگایا تھا (ف) وہ آدمی نہیں سمجھا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہو ذات میں سے ذات ہو پر اِس قدرت سے جو ظاہر ہوئی یہی سمجھا تھا کہ وہ سچا نبی ہو جیسے بنی اسرائیل میں کبھی کبھی خدا سے نبی ظاہر ہوتے رہے تھے (خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا) یہہ قول نہایت سچا ہو پر کون ہو جو گنہگار نہیں ہو پھر کیونکر خدا اُن کی سُنیگا لیکن اس قول کے معنے یہہ ہیں کہ جو لوگ گناہ میں دھسے رہتے ہیں اور اُس میں ترقی کرتے ہیں شریر ہیں خدا اُن کی نہیں سُنتا ہو پر انسانی کمزوری کے گناہ کا ذکر یہاں نہیں ہو یہاں فاسق فاجر لوگوں کا ذکر ہو۔ اور یہہ سُننا بھی اور ہی معنے رکھتا ہو کہ جو لوگ خدا کی بات نہیں مانتے اُن کی بات خدا نہیں مانتا اور مطلب اُسکا یہہ ہو کہ معجزوں کی طاقت خدا تعالیٰ گنہگاروں کو جو فاسق فاجر ہیں نہیں دیتا پر انسانی کمزوری جو انبیا میں بھی اُسکا ذکر یہاں نہیں ہو

۳۲ (۳۲) دنیا کے شروع سے سُننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں

(شروع سے) یعنے آدم کے زمانہ سے آج تک (سُننے میں نہیں آیا) کبھی نہیں سُنا (کہ کسی نے) ایسا کام کبھی کسی سے نہیں ہوا نہ موسیٰ سے جسپر تمہارا فخر ہو نہ کسی اور نبی سے پر اِس شخص سے ایسا ہوا اور جس سے ایسا بڑا کام ہوا تم اُسے نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہو جو سب سے زیادہ قدرت والا ہو (ف) ایک اندھا جاہل جو مسیح سے بینا ہوا وہ الٰہی باتوں کو فریسیوں سے بہتر جانتا ہو اور کیسی عمدہ باتیں بولتا ہو اور کیا خوب نتیجے نکالتا ہو پس ناجائز نہیں ہو کہ عوام میں سے کوئی آدمی عمدہ باتیں بولے ساری دانائی بزرگوں ہی پر موقوف نہیں ہو یہہ روشنی اللہ سے ہر آدمی کے دل پر۔ ممکن ہو کہ بزرگوں سے کسی وقت غلطی ہو اور عوام میں سے کوئی درست بولے۔ جن جاہلوں نے مسیح سے روشنی پائی ہو وہ دنیاوی بڑے عالموں کے بھی کان کترتے ہیں

۳۴ (۳۴) اُنہوں نے جواب میں اُس سے کہا تو تو بالکل گناہوں میں پیدا ہوا اور کیا ہمکو سکھلاتا ہی
تب اُنہوں نے اُسے خارج کر دیا

اُس کی دلیل کا جواب تو نہ دیسکے کیونکہ لاجواب باتیں وہ کہتا تھا پر طعنہ مارنا اور غرور کرنا شروع کیا کہ تو بُرا ہی ہم اچھے ہیں کیا تو بُرا ہوکے ہم اچھوں کو نصیحت کرتا ہی (گناہوں میں پیدا ہوا) ایسے تو سب لوگ ہیں دیکھو داؤد کیا کہتا ہی (زبور ۵۱-۵) گناہ کے ساتھ میری ماں نے مجھے پیٹ میں لیا یعنے میں شکم مادر ہی سے گنہگار ہوں گناہ موروثی کے سبب سے۔ ناپاک سے ناپاک نکلتا ہی (ایوب ۱۴-۴) آدم سے گناہ ہوا گنہگار کی سب اولاد گنہگار ہی اور فریسی خود بھی ایسے تھے لیکن شاید بعضے یہودیوں کو یہہ خیال تھا کہ مُردوں کی روحیں انتقال کے بعد دوسرے بدنوں میں آجاتی ہیں (متی ۱۴-۲ مرقس ۶-۱۴) تب اُنکا مطلب یہہ ہوگا کہ تو اپنے پہلے جنم کے گناہوں کے وبال میں اندھا پیدا ہوا تھا تو تیرا تولد گناہ کی سزا میں ہوا ہی یا یہہ مراد ہوگی کہ تو اِسی بدن میں بڑا گنہگار ہی یا صرف خفگی سے بے سوچے ایسا بولتے تھے (ہمکو سکھلاتا ہی) ہمتو بڑی لوگ ہیں عالم ہیں نیک ہیں (خارج کیا) یا تو اُس جگہ سے نکال دیا یا جماعت سے خارج کر دیا ظاہر یہہ ہی کہ جماعت سے خارج کر دیا جیسے اُنہوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ اگر کوئی اُسکا اقرار کرے وہ خارج کیا جائیگا جیسے (اعمال ۷-۵۸ و ۱۳-۵۰) میں ہی کبھی کبھی نیک لوگ بھی شریروں سے خارج کئے جاتے ہیں (یشعیا ۶۶-۵) پر خدا کی حقیقی نادیدنی جماعت مقبولہ سے یہہ شریر خارج نہیں کر سکتے ہیں۔ جب کوئی نیک آدمی شریروں سے خارج کیا جائے تو کچھ غم نہ کرے اِسمیں کچھہ بے عزتی نہیں ہی پر کوشش کرے کہ خدا اُسے خارج نہ کرے

۳۵ (۳۵) یسوع نے سُنا کہ اُنہوں نے اُسے خارج کر دیا تب اُس نے اُسے پاکر کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہی

جب جھوٹی کلیسیا نے اُس سچے ایماندار کو اپنے عبادت خانہ سے خارج کر دیا تب ہیکل کے خدا نے اُسے ڈھونڈھا مسیحی اقرار کے سبب سے وہ خارج کیا گیا تھا اسی خارج شدہ کو مسیح تلاش کرتا ہی (ف) یہہ لوگ مسیحی آدمی کو خارج کرتے ہیں لیکن مسیح اپنے مسیحیوں کو کہتا ہی کہ دشمنوں کو پیار کرو اور فقیہہ فریسیوں کی بات مانو کہ وہ موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں (متی ۵-۴۴ و ۲۳-۲) صرف اُن کی غلط تعلیم سے بچو (متی ۱۶-۶و۱۱) عیسائیوں پر واجب ہی کہ محبت و یگانگی اور حق شناسی سب آدمیوں کی طرف دل میں رکھیں اور دینی تابعداری صرف اُن لوگوں کی کریں جو خداوند میں اُنکے معلم ہیں مگر جب وہ انجیل کے خلاف نصیحت کریں اور ظاہری یگانگی کے لئے جھوٹی تعلیم کی پیروی کی شرط لگائیں اور ڈرائیں تب اُنسے الگ ہو جائیں اور یہہ گناہ

جدائی کا اُن پر ہو نہ عیسائیوں پر اِسلئے کہ شرارت اُدھر سے ہی نہ ادھر سے (ف) کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں میں دین کے معلموں سے بھی غلطیاں ہوجاتی ہیں اِسلئے کہ وہ بھی انسان ہیں تب عیسائیوں کو نہیں چاہئے کہ ایسی باتوں کے سبب سے دینی جلسوں کو چھوڑ دیں البتہ جب دین کی اصولی باتوں میں جنپر نجات موقوف ہی وہ دست اندازی کریں تو اُنہیں چھوڑنا واجب ہی (ف) پاپا صاحب کہتے ہیں کہ ہماری کلیسیا کے ساتھ یگانگی کی شرط یہہ ہی کہ نجات کے لئے چھوٹی باتوں کو بھی مانیں مثلاً مقدسوں کی نیکی اور مغفرت اور روٹی وین کی پرستش وغیرہ تب وہ مسیح کے وصیت نامہ میں کچھ ملاتے ہیں اور اُنکو جو خدا کی تابعداری کرتے ہیں خارج کرتے ہیں پس اُنکے اخراج سے نہ ڈرنا چاہئے ایسے خارج شدوں کو مسیح تلاش کرتا ہی (زبور ۲۷-۱۰)

(کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہی) مسیح نے اُسے تلاش کر کے یہہ فرمایا کیونکہ وہ شخص مسیح کو ایک نبی سمجھتا تھا نہ خدا کا بیٹا اب مسیح آپ کو اُسپر ظاہر کرتا ہی یہہ کہکے کہ (کیا تو) لفظ تو پر زور ہی کہ کیا تو چاہتا ہی کہ خدا کے بیٹے پر ایمان لائے تاکہ تیرا حصہ اُسکے ساتھ ہو کیا تو آپ کو اُسکے سپرد کرتا ہی تو جیسے یہودیوں نے خارج کیا کیا خدا کے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہی دیکھو کیا لکھا ہی (اقرنتی ۱۲-۳ و ایوحنا ۴-۱۵) خدا میں شراکت اِس سے ہی کہ آدمی ایمان لائے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہی (ایوحنا ۵-۵) جو کوئی یہہ ایمان نہیں لاتا اور مسیح کو ایک نبی جانتا ہی وہ اب تک حقیقی ایمان سے الگ ہی

۳۶ (۳۶) اُس نے جواب میں کہا اے خداوند وہ کون ہی کہ میں اُسپر ایمان لاؤں

اُس کا دل طیار ہی کہ اُس پر ایمان لائے مگر نہیں جانتا کہ وہ کون ہی جو خدا کا بیٹا ہی پس اب مسیح آپ کو اُسپر ظاہر کرتا ہی

۳۷ (۳۷) تب یسوع نے اُس سے کہا تو نے تو اُسے دیکھا ہی اور جو تجھہ سے بولتا ہی وہی ہی

یعنے میں وہی ہوں جو خدا کا بیٹا ہوں (تو نے تو اُسے دیکھا ہی) کیونکہ اُس نے تجھے آنکھیں دی ہیں اور تیری آنکھہ نے اُسے دیکھا ہی اور اُس کی قدرت کو بھی دیکھا ہی تو نے مجھے دیکھا ہی (۱۴-۹) (ف) معجزوں سے ایمان پیدا نہیں ہوتا ہی البتہ معجزے دلوں کو ایمان کے لئے طیار کرتے ہیں اگر آدمی اُنپر غور کرے پر جب مسیح آپ کو آدمی پر ظاہر کرتا ہی تب صحیح ایمان آتا ہی (رومی ۱۰-۱۷)

۳۸ (۳۸) اُسنے کہا اے خداوند میں ایمان لاتا ہوں اور اُس نے اُسے سجدہ کیا

اب ایمان کا کام قدرت کے ساتھ اُس کے دل میں آگیا (اے خداوند) اب اُسے خداوند کہتا ہی معلوم ہوگیا کہ اللہ کا بیٹا ہی اسیواسطے اُس سے ایسی قدرت ظاہر ہوئی تھی (سجدہ کیا) یہہ ظاہر کر کے کہ تو ہی معبود ہی اگرچہ انسانی صورت میں ہی پر تو خدا ہی میرا

حق ہی کہ تیری پرستش کیجائے میں آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں کہ میری ہدایت اور حفاظت تو کرے (ف) یہہ اقرار اُسی حبشی خوجہ کی
مانند ہی جسکا ذکر (اعمال ۸-۳۷) میں ہی

۳۹ (۳۹) تب یسوع نے کہا میں عدالت کے لئے اِس دنیا میں آیا ہوں تاکہ وہ جو نہیں دیکھتے ہیں دیکھیں
اور جو دیکھتے ہیں اندھے ہو جائیں

(عدالت) کا لفظ یہاں بمعنے امتیاز ہی لیکن وہ عدالت جس کے لئے وہ پھر آئیگا دوسری بات ہی دنیا کے آخر پر ہوگی اسوقت وہ حاکم اور قاضی ہو کے نہیں آیا تھا (لوقا ۱۲-۱۴) وہ سزا کا حکم دینے کو اِسوقت نہیں آیا تھا (۳-۱۷) لیکن اِس تشریف آوری میں یہہ مطلب بھی ضرور تھا کہ لوگوں میں کچھ امتیاز ہو جائے کہ کونسے ہیں جو حق بات کو مانتے ہیں اور کون سے ہیں جو نہیں مانتے ہیں (اِس دنیا میں آیا ہوں) میں تو آسمان کا خدا ہوں اِس دنیا کا ایک آدمی نہیں ہوں دنیا میں آگیا ہوں (ف) یہہ کیسی محبت کی باتیں ہیں جو خداوند نے اُس سے کہیں سارا پردہ سامنے سے ہٹا دیا اور صاف کہا کہ میں اللہ ہوں دنیا میں آیا ہوں اور لوگوں میں امتیاز کرنے کے لئے آیا ہوں کہ بے ایمانوں میں اور ایمانداروں میں صاف تمیز ہو جائے دیکھو ایماندار لوگوں پر خداوند کیسی خاص خاص باتیں بھی کھولتا ہی

(وہ جو نہیں دیکھتے ہیں) یعنے روحانی اندھے ہیں اور ابدی خوشی کی راہ کو نہیں جانتے ہیں لیکن اُن کی دلی خواہش ہی کہ جانیں اور دیکھیں (دیکھیں) جیسے تو اندھا تھا اور دنیا کی چیزوں کو نہیں دیکھتا تھا جب میں نے تیری آنکھیں کھولیں تو نے دنیا کو دیکھا اور جب میں نے تیرے دل کی آنکھیں کھولیں تو تو نے خدا کے بیٹے کو پہچانا اور ایمان لا کے زندگی کا وارث ہوا ایسے ہی سب روحانی اندھے دیکھیں

(اور جو دیکھتے ہیں) اپنے گمان میں آپ کو بینا جانتے ہیں اور اِس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی اُنہیں راہ دکھاوے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بینا ہیں یعنے مغرور لوگ جنکا بھروسہ اپنی چترائی پر ہی (اندھے ہو جائیں) اپنی بے ایمانی کے سبب سے (ف) مسیح جہان کا نور ہی اور نور سے آدمی چیزوں کو خوب دیکھتے ہیں مگر بیمار آنکھ نور سے اور بھی زیادہ اندھی ہوتی ہی۔ سورج تو ایک ہی ہی مگر گارا اُس سے سخت ہو جاتا ہی اور موم نرم ہوتا ہی مسیح بعضوں کے لئے قدوس ہی بعضوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہی (یشعیا ۸-۱۴ لوقا ۲-۳۲ رومی ۹-۳۲)

(ف) مسیح کا مطلب یہہ نہیں ہی کہ ایسا ہو مگر یہہ نتیجہ اُس کی تشریف آوری سے اور آدمیوں کی دلی حالت کے سبب سے ہونیوالا تھا تب مسیح نے کہا کہ میں اِسلئے آیا ہوں یعنے میری تشریف آوری سے یہہ ہونیوالا ہی وہ جو صلح کو آیا تھا نہ صلح کو مگر تلوار چلانے کو آیا تھا مطلب تو صلح سے تھا پر صلح کے لئے تلوار بھی چلنی تھی (ف) مسیح نے ان مختصر لفظوں میں بہت ہی مناسب نصیحت اور حکمت اُسے

سنائی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ میں اندہوں دنیا میں آیا ہوں فروتن لوگ مجہہ سے برکات حاصل کرینگے پر مغرور لوگ زیادہ سخت ہونگے اور ایسا ہونے دو

۴۰ (۴۰) اور فریسیوں نے جو اُسکے ساتھہ تھے یہہ باتیں سُنکے اُس سے کہا کیا ہم بھی اندھے ہیں

(ساتھہ تھے) ظاہر ہے کہ تقریر گذشتہ مسیح نے سب کے سامنے کی تھی اور اُس آدمی نے سب کے سامنے اُسے سجدہ کیا تھا اور مسیح نے الوہیت کا دعوی سب کے سامنے کرکے حق الوہیت یعنے سجدہ عبادت اُس سے برضامندی سب کے سامنے قبول کیا تھا اور اُسی ایماندار کو اپنا پیارا مقبول بندہ سمجھہ کر اُس سے یہہ پیار کے بھید سب کے سامنے کہے تھے جن کو سُن کے فریسی ناراض اور خفا ہوئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم سب سے بڑے نیر ہیں یہودی کلیسا میں

مغرور لوگ ہمیشہ ایسی بات کے سُننے سے جلتے ہیں کہ کوئی اُنہیں کہے کہ تم نہیں جانتے ہو اگر کہا جا ے کہ تم خوب جانتے ہو تو بہت خوش ہوتے ہیں لیکن وہ ضرور اندھے تھے (متی ۱۵-۱۴ لوقا ۶-۳۹)

۴۱ (۴۱) یسوع نے اُنہیں کہا اگر تم اندھے ہوتے تو گنہگار نہ ہوتے پر اب تم جو کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں اِسلئے تمہارا گناہ رہتا ہے

یعنے اگر تمہاری نادانی سادگی سے محض نادانی ہوتی تو ایسی نادانی کی نابینائی کے لئے صحت بخش دوا ہوسکتی تھی اور گناہوں کی معافی ہوجاتی۔ یہاں جہل مرکب کا ذکر ہے (یعنے داند کہ داند) یہہ جہل مرکب ہے وہ جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں تب ہدایت کو قبول نہیں کرتا اِس غرور میں کہ میں جانتا ہوں اور یوں نادانی میں پھنسا رہتا ہے (اور آیت ۳۹) کے اِس فقرہ میں کہ جو نہیں دیکھتے ہیں دیکھیں جہل بسیط کا ذکر ہے یعنے (داند کہ نداند) اُسے معلوم ہے کہ میں نہیں جانتا ایسے کو جب ہدایت ہوتی ہے تو جس چیز کو وہ نہیں جانتا ہے معلوم کر لیتا ہے (ف) یہودی جانتے تھے کہ نجات کا وسیلہ شریعت ہے اور یہہ کہ ہم ابراہیم کی اولاد ہیں وعدے ہمارے ساتھہ ہیں لیکن یہہ خیال غلط تھا جس پر بھروسا کرکے اُنہوں نے انجیل کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں اور انجیلی روشنی اُنپر نہ چمکی اور گناہوں کی معافی حاصل نہ ہوئی اپنے گناہوں میں مرنا پڑا۔ آج تک چار طرف یہہ مغرور لوگ اپنے گناہوں میں مرتے ہیں پر فروتن لوگ ہدایت اور معافی پاتے ہیں

دسواں باب

(۱) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو کہ دروازہ سے بھیڑخانہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اور طرف سے اوپر چڑھتا ہے وہ چور اور بٹ مار ہے ۱

(۱ سے ۲۱) سچے اور جھوٹے گڈریہ کا بیان ہے

قرینہ اور سیاق کلام یہہ سوال ہے کہ کیا ہم بھی اندھے ہیں (۹-۴۱) یعنے ہم جو آدمیوں کے رہبر ہیں اور الٰہی جماعت کے منتظم اور مدبر ہیں اور علماء دین ہیں کیا ہم بھی اندھے اور نادان ہیں۔ اور ابھی اوپر بیان ہوا کہ ان لوگوں نے ایک شخص کو خدا کی جماعت سے خارج کیا تھا اور وہ شخص ایسا تھا کہ دروازہ سے داخل ہوا تھا تب ان یہودیوں نے اُسکے اخراج سے یہہ دکھلایا کہ وہ سچے پاسبان نہیں ہیں اگرچہ وے پیدایش سے ہارون کی اولاد میں مگر سچائی اُن میں نہیں ہے (ف) اگر کوئی آدمی پادری کا عہدہ پاوے تو اُس سے کچھ یہہ دلیل نہیں نکلتی ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو آسمان کی راہ دکھلانے سکتا ہے یہہ ضروری بات ہے صرف وہ جسنے مسیح کے ہاتھ سے یہہ عہدہ پایا ہے وہ مسیح پر بہت لحاظ رکھتا ہے اور وہ جو مسیح سے بے پرواہ سا ہے نکما دغاباز ہے (ف) اگر یہہ دسواں باب شروع ہوتا (۹-۳۵) سے تو بہتر تھا کیونکہ (۱۰-۶) میں اشارہ ہے (۹-۴۰) پر اور اس دسویں باب کی چھہ پہلی آیتیں دنیاوی گڈریوں کے ذکر میں ہیں اور اسی باب میں الٰہی نصیحت اسقفوں اور قسیسوں اور ڈیکنوں کے لئے ہے (ف) یہہ لوگ آدمیوں کے گڈریہ تھے (متی ۲۳-۲) مگر مزدور اور بُت پرست پاسبان بن گئے تھے (حزقیل ۳۴-۲ و یرمیا ۲۳-۱ و ۲ ذکریا ۱۱-۱۷) مسیح حقیقتاً دروازہ تھا اور ان گڈریوں نے اُسکو خارج کیا جو حقیقتاً مسیح سے داخل ہوا تب ظاہر ہے کہ یہہ لوگ دروازہ کو نہیں پہچانتے اور نہ پہچاننے کا سبب یہہ تھا کہ خود بھیڑخانہ کے نہ تھے خود اُس بھیڑخانہ سے خارج تھے (ف) مسیح اِسوقت یہہ ظاہر کرتا ہے کہ صرف میں سچا اور اچھا گڈریہ ہوں اور یہہ اِس زمانہ کے فریسی اور معلمان دین اکثر چور و بٹ مار ہیں۔ بھیڑخانہ کلیسیا ہے جس میں خدا کے لوگ جمع ہیں جسکا دروازہ صرف صرف میں ہوں مجھہ میں ہوکے لوگ خدا کے گھر میں جاسکتے ہیں اور جو کوئی مجھہ سے نہیں مگر کسی دوسری راہ سے خدا کے گھر میں گھسنا چاہے وہ چور و بٹ مار ہے (ف) یہہ فریسی سمجھتے تھے کہ موسیٰ اُنکے لئے دروازہ ہے نہ یسوع مسیح (اعمال ۲۸-۲۹) اُنہوں نے مسیح پر الزام لگایا کہ اُسنے موسیٰ کی شریعت کو توڑا ہے جو خدا سے ہے لیکن مسیح اب ظاہر کرتا ہے کہ دروازہ صرف میں ہوں موسیٰ

اور سب نبی اسی دروازہ سے داخل ہوئے ہیں جو کوئی مجھ سے داخل نہیں ہوا اور کسی دوسری راہ سے جانے چاہا وہ چور و بٹمار ٹھہرا ہے (ف) جسقدر معلم دنیا میں اب ہیں اور پہلے بھی تھے اُن میں سے جتنے مسیح کے وسیلہ خدا کے گھر میں داخل ہوئے ہیں وہی مقبول ہیں باقی سب چور و بٹمار ہیں۔ چوروں اور بٹماروں کے پیچھے نہ جانا چاہئے وہ خود ہلاک ہونگے اور اُن کی پیروی سے اُن کے ساتھی بھی برباد ہونگے خدا نفرت کرتا ہے اُس آدمی سے جو خدا کی تجویز کردہ راہ سے اُسکے پاس نہیں جاتا ہے ہم خود ناراض ہیں اُس آدمی سے جو ہمارے گھروں میں کوٹھے یا دیوار پر سے کود کر آئے پر جو آنا چاہتا ہے دروازہ سے آئے جو اسی مطلب سے بنا ہے (ف) بہت لوگ ہیں جو کتابیں تصنیف کرتے ہیں اور اخلاق کی بابت کچھ لکھتے ہیں اور جھوٹے سچے مضامین باندھ کر کچھ نتیجے نکالتے ہیں اور کچھ راہ نکالتے ہیں تاکہ لوگ اُنکے پیچھے جائیں نہ مسیح یسوع کے پس عیسائیوں کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے کہ دروازہ صرف مسیح ہے (ف) وہ اہل بدعت جو مسیح کو درست طور پر نہیں پہچانتے مثلاً سبلی لوگ جو کہتے تھے کہ باپ بیٹا ایک ہی اقنوم ہے نہ دو اقنوم اور عاریَن جو کہتے تھے کہ باپ اور بیٹے کی ایک ہی ماہیت نہیں ہے اور مسیح محض انسان ہے ایسے لوگ اپنی مرضی کے موافق ایک مسیح بناتے ہیں پر دروازہ وہ مسیح ہے جو پاک نوشتوں میں مذکور ہے (ف) مسیح جو دروازہ ہے بہت ہی فروتن ہے اور نیچا ہے جو اُس میں سے داخل ہونا چاہتے ہیں چاہئے کہ بڑی فروتنی حاصل کریں (ف) مسیح دروازہ بھی ہے اور گڈریہ بھی ہے دروازہ ہے اِسلئے کہ بغیر اُسکے خدا کے گھر میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کبھی کوئی ہوا ہے اور گڈریہ ہے اِسلئے کہ داخل شدہ بھیڑوں کی حفاظت اور ہدایت پرورش و انتظام کرتا ہے اور لوگ جو کلیسیا کے انتظام کے لئے بُلائے جاتے ہیں وہ سب باپ سے اور بیٹے سے بُلائے جاتے ہیں تاکہ حقیقی پاسبان کے خدمت گذار ہوں پس چاہئے کہ اُس سے داخل ہوں اور اُس کی مرضی کے موافق خدمت کریں ورنہ چور و بٹمار ہونگے (ف) چور وہ ہے جو حیلہ سے اور دغا سے چھپا کے چیز کو لیتا ہے۔ بٹمار وہ ہے جو زبردستی سے علانیہ چھین لیتا ہے سب کے سامنے یہہ جھوٹھے معلم اپنے لئے نفع دنیا وی حاصل کرنے کو گھس آتے ہیں اور اِدھر اُدھر سے چڑھ آتے ہیں کوئی شخص مسیح کے سامنے ایسا نفرتی نہیں ہے جیسا جھوٹھا معلم اور خود غرض پاسبان نفرتی ہے (ف) اِس آیت میں مسیح نے چور اور بٹمار کی تفسیر کی ہے کہ دروازہ سے داخل نہونیوالا اور دوسری طرف سے چڑھ آنیوالا چور و بٹمار ہے پس اِس تفسیر کو یاد رکھنا چاہئے کہ آیندہ مضامین کھل جائیں

(۲) لیکن وہ جو دروازہ سے داخل ہوتا ہے بھیڑوں کا گڈریہ ہے ۲

گڈریہ دروازہ سے داخل ہوتا ہے کیونکہ وہ دروازہ کو پہچانتا ہے اور بےخوف جاتا ہے وہ چور نہیں ہے کہ بے راہ گھر میں گھسے (ف) عیسائی لوگ بھیڑیں ہیں اُنکے معلم گڈریے ہیں۔ بھیڑ سب جانوروں میں زیادہ بیوقوف اور عاجز ہے عیسائیوں نے آپ کو فروتنی کے ساتھ مثل بچوں کے خدا کے سپرد کیا ہے اور وہ ہدایت الٰہی کے ایسے محتاج ہیں گویا بھیڑیں ہیں رہنما کی محتاج۔ اور

گڈرئے کی حالت ایسی ہی کہ ہر گڈریہ مصریوں کے سامنے نفرتی ہی مگر بھیڑیں اور گڈرئے عیسائیوں اور پادریوں کے نمونے ہیں اور یہہ اُنکے لقب ہیں خدا کے فضل کے احاطہ میں سب بھیڑیں بھی اور گڈرئے بھی داخل ہوتے ہیں دروازے سے (ف) حقیقی دروازہ اللہ تعالیٰ ہی ہارون اللہ سے بُلایا گیا تھا اِس خدمت کے لئے اور وہ مسیح کا نمونہ تھا اور مسیح یسوع بھی اللہ سے بُلایا گیا اور مقرر ہوا (عبرانی ۵-۴ و ۵) مسیح فرماتا ہی کہ میں دروازہ ہوں اور میں ہی گڈریہ ہوں اور جب مسیح خود دروازہ ہی تو وہ اللہ تعالیٰ ہی چاہئے کہ دنیا میں جسقدر پادری ہوں سب اُسی دروازہ سے داخل ہوں اور اللہ سے بُلائے بھی جائیں (یوحنا ۲۰-۲۱) (ف) غیر اقوام اور یہودی بھی ہزار کہیں کہ ہم نیک چال رکھتے ہیں بیفائدہ ہی جب تک دروازہ سے داخل نہوں چور و بٹمار ہیں جو کوئی دروازہ سے جو مسیح ہی داخل ہوتا ہی اور مسیح کو سردار گڈریہ جانتا ہی وہی سچا ہی

۳ (۳) اُس کے لئے دربان کھولتا ہی اور بھیڑیں اُس کی آواز سنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں کو نام لے کے بُلاتا ہی اور اُنہیں باہر لیجاتا ہی

(دربان کھولتا ہی) دربان سے مراد یہاں روح القدس ہی جس سے نوشتے کھُلتے ہیں اور دل بھی کھُلتے ہیں اور مشکلات کے قفل وا ہوتے ہیں دیکھو کیا لکھا ہی کہ کون دروازہ کھولتا ہی اور کیا دروازہ ہی (اعمال ۱۴-۲۷ کلسی ۴-۳ مکاشفات ۳-۷) (بھیڑیں اُس کی آواز سنتی ہیں) کیونکہ وہ اپنے چرواہے کی آواز پہچانتی ہیں اور اُس کی اطاعت کرتی ہیں خدا کے لوگ خدا کی آواز پہچانتے ہیں اور اُس کی اطاعت کرتے ہیں اُس نسبت خاص کے سبب سے جو اُن میں اور خدا میں ہی اور وہ چور و بٹمار کی آواز کو بھی پہچانتی ہیں کیونکہ وہ اجنبی آواز بُرے دل سے ہی نہ اُس روح کی آواز ہی جس کے سبب اور جسکے لئے سب روحیں موجود ہوئی ہیں (نام لیکے بُلاتا ہی) سب کے ناموں سے واقف ہی - یہہ صفت بھی خدا کی ہی کہ وہ ہر ایماندار کے نام سے واقف ہی اگرچہ وہ سب بے ایمانوں کو بھی نام بنام جانتا ہی پر اُنکے نام مہربانی و لطف سے لیتا ہی نہ بے ایمانوں کے (اور اُنہیں باہر لیجاتا ہی) چرانے کو میدان میں اور بھیڑیں اُس کی آواز پہچان کے اُس کے ساتھ جاتی ہیں (ف) سب پاسٹروں اور پادریوں کی بہبودی اِس میں ہی کہ وہ اپنی جماعت کے لوگوں سے نام بنام واقف ہوں عورتوں کے نام اور مردوں کے نام اور بچوں کے نام بھی یاد رکھیں جیسے باپ گھر کے سب لوگوں سے واقف ہوتا ہی - خادم دین کے ساتھ بڑی محبت ہوتی ہی جب وہ ہر ایک خاندان میں جاکے اُن کے بچوں کو اور بڑوں کو بھی نام بنام پوچھتا ہی کہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں (ف) حقیقی گڈریہ تو خداوند مسیح ہی اور باپ نے اُسے ساری بھیڑیں سپرد کی ہیں اور یہہ پادری لوگ بھی گڈریہ ہیں باپ سے مقرر ہوئے ہیں (اعمال ۱۳-۲ و ۲۴ و ۲۰-۲۸) (ف) جب بھیڑوں اور بکریوں کا گلہ باہر چرنے کو جاتا ہی تو بکریاں

میدان میں پراگندہ ہوجاتی ہیں اور اپنے چارے کے لئے ہرطرف دوڑتی ہیں لیکن بھیڑیں چرواہے کے نزدیک رہتی ہیں کیونکہ یہہ اُنکی عادت ہی یہاں سے ہمی کچھہ سیکھتے ہیں

(۴) اورجب وہ اپنی بھیڑوں کو باہر نکالتا ہی تو اُن کے آگے آگے چلتا ہی اور بھیڑیں اُس کے پیچھے ہولیتی ہیں کیونکہ وہ اُس کی آواز پہچانتی ہیں

(آگے آگے چلتا ہی) تاکہ اگر کوئی آفت ہو تو پہلے اُس پر آوے نہ بھیڑوں پر وہ ہمت کرکے بھیڑوں کو بچاتا ہی (ف) داؤد پیغمبر بھیڑوں کے پیچھے پیچھے چلاتا تھا (زبور ۷۸-۷۱) کنعان کے دستور کے موافق تاکہ اُسکی آنکھہ اُن پر رہے پر خدانے یوسف کو گلہ کی مانند راہ لگایا (زبور ۸۰-۱) کیونکہ خداوند چوپان ہی (زبور ۲۳-۱) اور اُس کی نظر سب کچھہ دیکھتی ہی (بھیڑیں اُسکے پیچھے ہولیتی ہیں) اُسپر بھروسہ کرکے اور اپنا حقیقی خیرخواہ جان کے (ف) خداوند مسیح ہمارا چوپان ہی اور وہ ہمارے آگے آگے چلتا ہی موت میں اور زندگی میں اور سارے دین کی باتوں میں وہ مقدم ہی ہم اُسکے نقش قدم پر چلتے ہیں اور سب سچے چرواہوں کے نقش قدم پر بھی چلتے ہیں کیونکہ وہ مسیح کے نقش قدم پر چلنیوالے ہیں پورانے زمانہ کے مقدسوں کے بھی مسیح پیش نظر تھا اور ہمارے بھی پیش نظر ہی گلّہ ایک ہی ہی اور چوپان ایک ہی ہی (اُسکی آواز پہچانتی ہیں کیونکہ وہ مسیح جو اُنہوں نے اُس سے پایا ہی اُنہیں اُس کی شناخت بخشتا ہی (۱ یوحنا ۲-۲۷)

۵ (۵) اور وہ بیگانے کے پیچھے نہیں جاتیں بلکہ اُس سے بھاگتی ہیں اِسلئے کہ بیگانہ کی آواز نہیں پہچانتیں

بیگانہ کی آواز اجنبی آواز ہی اقتضائے روح اُس سے پورا نہیں ہوتا انسانی عقلی اصول کی باتیں اور الٰہی قدرتی اصول کی باتیں ممتاز ہیں خدا کے لوگ خدا کی باتوں کو پرکھہ لیتے ہیں اور انسانی بناوٹ کو بھی جان لیتے ہیں (ف) مسیح کے برگزیدے کبھی بھٹک نہیں جاتے وہ سچائی کے پاس رہتے ہیں پر بعضی بھیڑیں جو کمزور ہیں کبھی کبھی اُنکے پیچھے بھی ہولیتی ہیں جو سچے گڈریہ کی آواز فریب سے سُناتے ہیں تو بھی وہ ایسا فریب نہیں کھاتی ہیں جس سے ابدی بدبختی میں پھنس جاویں کچھہ مدت بعد فریبی کا فریب کھل جاتا ہی اور وہ اُسے پہچان کے اُس سے بھاگتی ہیں اور ایسے بھاگتی ہیں جیسے کوئی وبا سے بھاگتا ہی

۶ (۶) یسوع نے یہہ تمثیل اُنہیں کہی لیکن وہ نہ سمجھے کہ یہہ کیا باتیں تھیں جو وہ اُن سے کہتا تھا

مسیح نے اکثر تمثیلوں میں باتیں کی ہیں (متی ۱۳-۱۰ سے ۱۳) وہ نہ سمجھے ظاہری الفاظ تو سمجھے تھے مگر تمثیل کا حقیقی

مطلب نہ سمجھے تھے تب ضرور ہوا کہ مسیح اُنہیں سمجھا دے (ف) اِس تمثیل کے کھولنے کی چابی لفظ دروازہ کے معنے میں ہے اسے سمجھ کر سب کچھ سمجھ سکتے ہیں

(۷) تب یسوع نے اُنہیں پھر کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں ۷

(سچ سچ) اِس بھاری بات پر آتا ہے کہ (میں دروازہ ہوں) اور یہہ بہت بھاری بات ہے کیونکہ جسطرح گھر میں یا شہر میں کوئی آ نہیں سکتا مگر دروازہ سے آتا ہے اِسی طرح خدا کی بادشاہی میں بغیر مسیح کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا ہے (ف۱) کوئی خادم دین آپ کو بہ نسبت بھیڑوں کے زیادہ سرفراز نہ جانے کیونکہ سب کے لئے دروازہ مسیح ہے ابراہیم اور سب نبی اور تمام مومنین اِسی دروازہ سے داخل ہوئے ہیں۔ اگرچہ خدام دین اور انبیا کلیسیا کے منتظم اور رہنما اور گڈرئے بھی ہیں پر وہ سب بھیڑیں بھی ہیں (ف۲) بظاہر دیدنی کلیسیا کا دروازہ پہلے تو ختنہ تھا اور پھر بپتسما مقرر ہوا مگر یہہ ظاہری نشان بدون اُس باطنی فضل کے جس سے زندہ ایمان مراد ہے کچھ مفید نہیں ہیں اِسلئے دروازہ وہ ہے جس پر ایمان لانے سے خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتے ہیں اور وہ مسیح ہے تب مسیح خدا کی نادیدنی کلیسیا کا مقبول دروازہ ہے (ف۳) کلیسیا آسمان میں داخل ہوئی ہے تب مسیح آسمان کا دروازہ ہے اور یہہ کھلا ہوا دروازہ ہے تاکہ جو کوئی چاہے داخل ہو وہ لوگ جو مسیح کے وسیلہ سے آسمان میں جانا نہیں چاہتے اپنی عقل کے دروازہ سے داخل ہونا چاہتے ہیں یا دوسرے پیغمبروں کے وسیلہ سے اُنہوں نے نہ کبھی آسمان میں دخل پایا ہے اور نہ پائینگے کیونکہ وہ دروازہ کو نہیں پہچانتے یا پہچان کے پسند نہیں کرتے

(۸) سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں پر بھیڑوں نے اُن کی نہ سُنی ۸

(مجھ سے آگے آئے) نہ وہ جو مجھ سے آگے عہدہ رسالت پر ارسال ہوئے مگر وہ سب جتنے اپنی مرضی سے مجھ سے آگے ہونے کے مدعی ہوئے اور مجھے پیچھے ڈالا آپ دروازہ بننے کے مدعی ہوئے کہ گویا وہ خود آسمان کی راہ ہیں

(چور اور بٹمار ہیں) چور اور بٹمار کے معنے (۱۰-۱) میں دیکھو لوگ جو دروازہ سے داخل نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسری طرف سے گھستے ہیں وہ چور اور بٹمار ہیں پس الفاظ (مجھ سے آگے آئے) کے معنے یہہ ہیں کہ وہ مجھ سے مقدم بنے مجھے پرے ہٹایا آپ آگے کو بڑھے تب دروازہ سے جو میں ہوں داخل ہونیوالے نہوئے اور چور اور بٹمار ٹھہرے (ف) تمام پیغمبر اور اُنکے مومنین مسیح سے آسمان میں داخل ہوئے ہیں تب یہہ فقرہ اُنکی نسبت نہیں لکھا ہے اِسلئے کہ وہ اُسی میں ہو کے بھیجے گئے تھے اُسکے نمونے تھے پر تمام جھوٹھے نبی اور سب فریبی ہادی جو آدم کے زمانہ سے قیامت تک ہیں مسیح سے الگ ہو کے آپ پیش ہوتے ہیں اور مسیح کو جو دروازہ ہے نہیں

جانتے وہ سب چور و بٹمار ہیں دیکھو کیا لکھا ہے (یرمیاہ ۲۳-۲۱) میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا پر وہ دوڑے ہیں (ف) مسمی منکی بدعتی نے اِن باتوں کو اُلٹا دیا تھا اور اُنہوں نے کہا تھا کہ پُرانے عہدنامہ کے کاہنوں اور نبیوں پر اشارہ ہے اور اِس سے دلیل نکالی تھی کہ پورانا عہدنامہ نئے عہدنامہ کا مخالف ہے اور یہہ صریح غلطی تھی اور بڑی کج فہمی کیونکہ مسیح خدا و ندجھوٹے لوگوں کا ذکر کرتا ہے نہ سچے پیغمبروں کا اور کاہنوں کا اور تقریر کا قرینہ یہہ ہے کہ اسوقت ان فریسیوں نے مسیح یسوع کو نہ دروازہ بلکہ کلیسیا سے بھی خارج سمجھا تھا اور اُس جنم کے اندھے کو جسے مسیح نے آنکھیں بخشی کلیسیا سے خارج کیا تھا اور یوں آپ مقدم اور آگے ہوئے اور مسیح کو پیچھے ڈالا تب چور اور بٹمار ٹھہرے اور مسیح نے کہا کہ دروازہ تو میں ہوں جسے تم نے چھوڑ دیا اور اِدھر اُدھر سے گھسنا چاہتے ہو چور و بٹمار ہو یعنے تم اور تمہاری مانند اور لوگ بھی بلکہ دنیا کے شروع سے قیامت تک جسقدر لوگ مجھ سے جدا ہو کے خدا کے گھر میں گھستے ہیں سب چور و بٹمار ہیں بس یہاں سچے لوگوں کا کچھ ذکر نہیں ہے جو مسیح میں تھے اور ہیں

(بھیڑوں نے اُنکی نہ سُنی) خدا کے برگزیدوں نے اُن کی کبھی نہیں سُنی پر شیطان کی بکریاں اُنکے پیچھے ضرور گئیں خدا کے لوگ کبھی اِن شریروں کے جال میں نہیں پھنسے جیسے اِس جنم کے اندھے نے بھی اِسوقت اِن فریسیوں کی نہیں سُنی وہ خدا کے بیٹے کے پاس چلا آیا اور سامنے حاضر ہے (ف) یہاں سے بھی ظاہر ہے کہ فقرہ اول میں پیغمبروں کا ذکر نہیں ہے اِسلئے کہ پیغمبروں کی آواز ضرور سب مومنین نے سُنی ہے پر ہر زمانہ میں شریروں کی آواز خدا کے برگزیدوں نے ہرگز نہیں سُنی

9 (۹) دروازہ میں ہوں اگر کوئی شخص مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا اور اندر باہر آئے جائیگا اور چراگاہ پائیگا

(دروازہ میں ہوں) جو ہر ایک آسمانی مسافر کے سامنے آتا ہوں کہ مجھ سے داخل ہو نجات کا دروازہ میں ہوں جو مجھ سے داخل نہ ہوگا نجات نہ پائیگا (کوئی شخص) خواہ یہودی ہو یا غیرقوم معلم ہو یا شاگرد نیک ہو یا بد شریف ہو یا رزیل کسی ملک میں ہو اور کسی زمانہ میں ہو ہر ایک کے لئے آسمان کی راہ میں ہوں (نجات پائیگا) شیطان سے اور گناہ سے اور شریعت کی لعنت سے اور گناہ کی سزا سے چھٹکارہ حاصل کریگا (اندر باہر آئے جائیگا) خدا کے گھر میں اُس کی آمد و رفت ہوگی اور وہ خدا کی بھیڑ ہوگی دنیا بھی پھریگا اور خدا کی حضوری بھی حاصل کریگا (۶-۲۵ د زبور ۲۳ اعمال و ۴۰ ۸-۱۱) مراد یہہ ہے کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کی حفاظت اور ہدایت اور آسودگی روح کی ہوگی اور وہ خدا کے گھر میں دخل حاصل کریگا (ف) ہم لوگ جو عیسائی ہیں یہہ نعمتیں ہمیں حاصل ہیں اور وہ حظوظ جو خدا کی رفاقت سے مسیح میں ہمیں حاصل ہیں اُنپر خدا کا شکر کرتے ہیں اور اُنہیں جو اب تک باہر ہیں اور مسیح میں ہو کے الہٰی بادشاہی میں نہیں آئے ہیں ہم بہت یاد کرتے ہیں کاشکے وہ بھی آویں اور یہہ نعمتیں حاصل کریں

۱۰ (۱۰) چور نہیں آتا مگر چرانے اور قتل کرنے اور ہلاک کرنے کو میں آیا ہوں تاکہ وہ زندگی
پائیں اور زیادہ حاصل کریں

(چور) یہہ لفظ آیت ۸ میں بلفظ جمع ہے اور یہاں مفرد ہے اور مراد اُس سے یہاں شیطان ہے وہ چور ہے جھوٹھی تعلیم کے پردہ میں چراتا ہے اور منشا اُوسکا قتل کرنا اور ہلاک کرنا ہے نہ جسم کو مگر روح کو ہلاک کرتا ہے اُس کی باتیں ماننیوالے اُسکے جال میں پھنس جاتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں تو بھی اُنکی اپنی خطا ہے کہ وہ اُسکی مانتے ہیں
(میں آیا ہوں تاکہ وہ زندگی پائیں) میں زندگی دینیوالا ہوں پر چور اُنہیں زندگی سے محروم کرنیوالا ہے پس چاہئے کہ لوگ امتیاز کریں زندگی دہندہ اور زندہ گیرندہ میں (ف) زندگی سے مراد وہ زندگی ہے جو پہلے نہ تھی اور مسیح کے پاس آنے سے ملتی ہے اور بڑھتی ہے بہتایت سے اُس میں ترقی ہوتی ہے

۱۱ (۱۱) اچھا گڈریہ میں ہوں۔ اچھا گڈریہ بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے

دیکھو داؤد نے ایک بھیڑ کے بچے کو کسطرح چھڑایا اور اُسکے لئے آپ کو کیسے خطرہ میں ڈالا (۱ سموئیل ۱۷-۳۴ و ۳۵) (ف) اِس آیت کے ساتھ ذرا غور سے دیکھو (پیدایش ۴۹-۲۴ و زبور ۲۳ تمام و ۸۰-۱ و حزقیل ۳۴ باب کو) یونانی میں ہے وہی اچھا گڈریہ میں ہوں (یشعیا ۴۰-۱۱) (ف) مسیح نہ وہ گڈریہ ہے جسنے آپ کو خطرہ میں ڈالا مگر اپنی جان بخشدی بھیڑوں کو کہ وہ اُنکے لئے موا اور اُنہیں زندگی حاصل کر دی۔ اپنی جان دیتا ہے یہہ لفظ پانچ بار زور کے ساتھ یہاں آتا ہے

۱۲ (۱۲) پر مزدور اور وہ جو گڈریہ نہیں اور بھیڑوں کا مالک نہیں بھیڑیا آتے دیکھکر بھیڑوں کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے اور بھیڑیا اُنہیں پھاڑتا ہے اور بھیڑوں کو پراگندہ کرتا ہے

(مزدور) یعنے وہ جو محض اپنے نفع کے لئے اور تنخواہ کے واسطے اس پیشہ کو اختیار کرتا ہے (جو گڈریا نہیں) یعنے مالک نہیں اور اِس کام کو اس لحاظ سے نہیں کرتا ہے کہ میں گڈریہ ہوں بلکہ شکل اور صورت گڈریہ کی ہے اور صفت خود غرضہ ہے (بھیڑیا آتے دیکھکے) یعنے خوف خطرہ کے وقت (بھیڑوں کو چھوڑ دیتا ہے) جب تک خوف و خطرہ نہ تھا اُسوقت تک تو مزدور بھی خبرداری کرتا تھا جب دُکھ اور مصیبت آئی تب وہ بھاگا اِسلئے کہ بھیڑیں اُسکا مال نہیں ہیں وہ صرف اُن سے نفع کا طالب تھا اور وہ اُن کی جانوں کو پیار نہیں کرتا تھا۔ خاوند میں اور مزدور میں بہت فرق ہے ایک اُن کے لئے

مرنا چاہتا ہے دوسرا اُنہیں موت میں چھوڑ کے بھاگتا ہے (ف) وفاداری اُسوقت ظاہر ہوتی ہے جب بھیڑوں کے لئے کچھ دُکھ اُٹھانا پڑے اور اسی سے سچے اور جھوٹھے پادری ممتاز ہوتے ہیں یہاں بہت نصیحت ہے پادریوں کے لئے اُنہیں لازم ہے کہ بھیڑوں کو چرا دیں اور اچھی خوراک تعلیم کی اُنہیں دیں یہہ جانکے کہ خداوند نے اُنہیں اِس کام پر مقرر کیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو اُنکے لئے جان بھی دیں اور جب وہ ایسے ہونگے تو پیسہ کوڑی اور دنیاوی کوئی چیز اُنسے دریغ نہ رکھینگے پر جو پادری پیسہ اور مال اُنکو نہیں دیسکتے وہ جان کب دینگے (ف) فضل کی مزدوری پر خدمت کرنا بہتر اور مناسب ہے پر دنیاوی مال کی مزدوری پر خادم دینوں کی نظر نہ چاہئے

(۱۳) مزدور بھاگتا ہے کیونکہ وہ مزدور ہے اور بھیڑوں کے لئے فکر نہیں کرتا ۱۳

وہ اپنا جسم خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا ہو کہ اپنا مطلب کھودے یعنے اپنی جان اور اپنی تنخواہ کو کھووے پس وہ اپنے لئے فکرمند ہے نہ بھیڑوں کے (ف) افسوس ہے اُن گڈریوں پر جو اپنی پرورش کرتے ہیں نہ گلّے کی (حزقیل ۳۴-۲ فلپی ۲-۲۱) بھیڑیں پراگندہ ہو جاتی ہیں اور بعضی ہلاک بھی ہو جاتی ہیں کلیسیا جمع نہیں رہ سکتی بغیر وفادار پادریوں کے جو گڈریہ کا کام کرتے ہیں (ف) سب سے بڑا ضروری امر پادریوں کے لئے یہہ ہے کہ وہ عیسائیوں کی جانوں کو پیار کریں اگر کوئی آدمی پادری بن جاسے محض گذران اور عہدہ کے لئے تو وہی مزدور ہے۔ اپنا فائدہ ڈھونڈھنا اور اُنکا فائدہ ڈھونڈھنا یہی فرق ہے سچے اور جھوٹھے پادری میں (ف) عام لوگ اپنی جانوں کو برباد کرتے ہیں اور مزدور پادری اپنے گلّہ کو اپنے ساتھ برباد کرتا ہے

(۱۴) اچھا گڈریہ میں ہوں۔ اور اپنیوں کو پہچانتا ہوں۔ اور میری مجھے جانتی ہیں ۱۴

مسیح فرماتا ہے کہ میں مزدور نہیں ہوں بھیڑیں میری ہیں میں اُنکا مالک خدا ہوں وہ میری مخلوقات میں سے ہیں میری محبت اُن کی طرف حقیقی محبت ہے اِسلئے اُنکا اچھا گڈریہ میں ہوں (اپنیوں کو پہچانتا ہوں) کوئی میرا بندہ برگزیدہ میری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے میں اپنے مومنیں کو نام بنام جانتا ہوں (ف) کوئی پیغمبر ہرگز نہیں جانتا کہ کتنے لوگ اُس کی ہدایت سے خدا پر ایمان لائے ہیں مگر خدا جانتا ہے مسیح کل جہان کے مسیحیوں کو نام بنام جانتا ہے اِسلئے کہ وہ خدا ہے (ف) بڑی تسلی کی بات ہے کہ وہ اپنی بھیڑوں کو پہچانتا ہے اُنکا نام اُنکی صورت اُنکا خاندان اور اُن کی سکونت گاہ اور اُنکا سب ظاہری و باطنی احوال اور ساری سرگذشت و تکلیفات اُسے معلوم ہیں۔ بھٹک جانے کے سبب سے وہ اُنہیں نکالتا نہیں اُن کی کمزوری میں اُنہیں پھینکتا نہیں جب بیمار ہیں تو حفاظت کرتا ہے جیسے یعقوب نے کیا (پیدائش ۳۱-۳۸ سے ۴۰)

(میری مجھے پہچانتی ہیں) وہ میری آواز میں اور غیر کی آواز میں فرق کرتی ہیں میری محبت میں اور اجنبی کی محبت میں امتیاز کرتی ہیں تب مجھ میں اور ان میں ایک خاص نسبت ہے

(۱۵) جس طرح سے باپ مجھے جانتا ہے اُس طرح میں باپ کو جانتا ہوں اور میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں

یعنے جیسے باپ مجھے پہچانتا ہے اور میں باپ کو پہچانتا ہوں ویسے ہی میری بھیڑیں مجھے پہچانتی ہیں اور میں اپنی بھیڑوں کو پہچانتا ہوں یعنے کامل خوشی اور محبت اور رفاقت جو باپ بیٹے میں ہے وہی کامل خوشی اور محبت و رفاقت مسیح اور اُس کی کلیسیا میں ہے وہ اُس کے ہیں اور وہ اُن کا ہے (ف) مسیح اور مسیحی کے درمیان جو علاقہ ہے وہ پہچانا جاتا ہے اِس فکر سے کہ باپ اور بیٹے کے درمیان کیا علاقہ ہے اور یہہ ایک نہایت گہرا مضمون ہے آیات ذیل پر سوچو (۱۴-۲۰ و ۱۵-۹ و ۱۰ و ۱۷-۲۱ و ۲۳ و ۲۶ متی ۱۱-۲۷ لوقا ۲۲-۲۹ و افسیوں ۱۱-۳ و ۱۵-۲۰ مکاشفات ۳-۲۱)

(اپنی جان دیتا ہوں) یہہ بڑا نشان ہے اُس محبت کا جو مسیح کو مسیحیوں سے ہے (۱۵-۱۳) دیتا ہوں حال کا صیغہ ہے اگرچہ استقبال میں جان دی تھی مگر مسیح کی تمام زندگی موت کا سفر تھا اور جان دینے کے معنے صرف یہی ہیں کہ وہ اپنی جان بھیڑوں کی جان بچانے کے لئے عوض میں دیتا ہے جبکہ وہ مرنے کے لائق ہیں (رومی ۵-۶ سے ۸)

(۱۶) اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑ خانہ کی نہیں ضرور ہے کہ میں اُنہیں بھی لاؤں اور وہ میری ۱۶
آواز سنینگی اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریہ ہوگا

(اور بھی بھیڑیں ہیں) یعنے غیر قوم کے مومنین (جو اِس بھیڑ خانہ کے نہیں) یعنے یہودیوں میں سے نہیں ہیں نہ اُنکی سلطنت کے تحت ہیں نہ اُنکی کلیسیا میں شامل ہیں نہ اُن کی شریعت رکھتے ہیں نہ اُنکی رسوم میں شریک ہیں بالکل اُنسے جُدے ہیں یعنے تمام جہان کی غیر قوموں میں سے چُنے ہوئے لوگ ہیں (۱ یوحنا ۲-۲) کو دیکھو کہ وہ سارے جہان کے گناہوں کا کفارہ ہے (ف) میری اور بھی بھیڑیں ہیں اِس مضمون پر زور دو اور اِس زور میں ہماری زندگی ہے ہم جو غیر قوم ہیں خداوند ہمیں بھی اپنی بھیڑیں بتلاتا ہے (ف ۲) اِن بھیڑوں میں سے بعض اُس وقت دنیا میں تو تھے پر انجیل اب تک نہ سُنی تھی کفر میں تھے اور بعضے اُسوقت پیدا بھی نہوئے تھے اور جب پیدا ہوئے تو مدت تک کفر میں رہے تو بھی مسیح اُنہیں اپنی بھیڑیں بتلاتا ہے (اعمال ۱۸-۱۰) اِسلئے کہ خداوند ازل سے

اپنی بھیڑوں کو پہچانتا ہے وہ خدا کی مصلحت میں بھیڑیں تھیں اور اپنے اپنے وقت میں بھیڑیں بنگئیں جب اُنہیں خدا نے انجیل کی منادی سے بُلایا اُنہوں نے تابعداری کی اور گڈریہ کی آواز کو پہچان لیا
ضرور ہے کہ میں اُنہیں لاؤں) میں لاؤں کیونکہ میں سچا گڈریہ ہوں مجھے اُن کی فکر ہے وہ پراگندہ ہیں میں اُنہیں گلہ میں لاؤنگا پس ہم سب غیر قوم جو عیسائی ہوئے ہیں خداوند ہمیں لایا ہے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کے آنے کی عجیب عجیب کیفیتیں ہیں (ضرور ہے) اُنکا لانا اور یہہ ضرورت الٰہی محبت کی خاصیت سے ہے (وہ میری آواز سُنینگی) یہہ استعداد اُنہیں ہے وہ اپنے خالق کی آواز کو پہچانتی ہیں اگرچہ آواز اُن کے کانوں میں کلام کے ترجموں سے اور منادوں کے وسیلہ سے پہونچیگی پر وہ میری ہی آواز ہے (لوقا ۱۰-۱۶)
(ایک ہی گلہ) یعنے ایک ہی کلیسیا ہوجائیگی (ایک ہی گڈریہ ہوگا) یعنے تمام روئے زمین کی کلیسیا کا میں ایک ہی گڈریہ ہونگا (افسی ۴-۴-۷) ایک بدن ایک روح ایک امید ایک ایمان ایک خدا وند ایک بپتسما ایک خدا (ف) یہہ نہیں فرمایا کہ ایک بھیڑخانہ ہوگا مگر یہہ کہ ایک گلہ ہوجائیگا پس انتظام ظاہری کلیسیا کا سب قوموں کے لئے دنیا میں ایک ہی نہ ہوگا لیکن روحانی انتظام سب کا ایک ہی ہوگا جس سے گلہ ایک ہوتا ہے شاید بھیڑ خانے بہت ہونگے پر سب بھیڑیں ایک ہی چرواہے کی حفاظت اور ملکیت اور پرورش میں ہونگی اور اُن میں روحانی رشتہ ایک ہی ہوگا (ف) پس یہہ جو مختلف مشنیں ہیں اُن کا اختلاف جو ظاہری انتظام میں ہے اِس سے کچھ نقصان نہیں ہے لیکن روحانی یگانگی مطلوب ہے جو برابر پائی جاتی ہے (ف) دیکھو یہہ پیشگوئی مسیح کی کیونکر پوری ہوئی اور دنیا میں کیا سے کیا ہوگیا اور ہو رہا ہے کامل تکمیل اِس خبر کی اُسوقت ہوگی جب سب بھیڑیں اُسکے دہنے ہاتھ کھڑی ہونگی (متی ۲۵-۳۳) تب وہ اُنہیں ابد تک زندگی کے چشموں کے پاس چرائیگا (مکاشفات ۷-۱۷)

۱۷ (۱۷) باپ مجھے اِسلئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ میں اُسے پھر لوں

(اِسلئے پیار کرتا ہے) اِس کا یہہ مطلب نہیں ہے کہ باپ کی محبت بیٹے کی طرف اِس جان دینے سے پیدا ہوگئی ہے وہ تو باپ کا ازلی پیار ہے اور اپنی مرضی سے باپ کی مرضی کو پورا کرنے آیا تھا مگر مسیح کی انسانیت جو مخلوق ہے ازلی نہیں ہے اُس کے لئے پیار کا سبب یہہ ہے دیکھو (فلپی ۲-۸) پس اُس کی انسانیت کی سرفرازی اور اُس کی طرف باپ کی محبت کا جوش اِس لئے ہوا کہ اُسنے اپنی جان دی آدمیوں کے لئے (ف) یہاں دو باتوں کا ذکر ہے جان دینا اپنی مرضی سے اور جان کو پھر لینا اپنی مرضی سے پس مسیح کے دو ارادے اپنے تھے اور اُس کی نیت نہ صرف مرنے پر تھی مگر جی اُٹھنے پر بھی تھی

18 (۱۸) کوئی شخص اُسے مجھ سے نہیں لیتا پر میں اُسے آپ سے دیتا ہوں میرا اختیار ہے کہ اُسے دوں اور میرا اختیار ہے کہ اُسے پھر لوں یہہ حکم میں نے اپنے باپ سے پایا

پس کامل آزادگی تھی جب باپ نے بیٹے کو بخشا تھا اور کامل آزادگی تھی جب مسیح نے آپ کو دیا تھا وہ قادر مطلق ہو کے موا اور جیا (کوئی مجھ سے نہیں لیتا) کسی کی طاقت نہیں کہ میری جان لیوے اگرچہ ہزار منصوبے باندھیں (میں آپ سے دیتا ہوں) یعنے میں اپنی خوشی سے جب چاہوں اور جسطرح چاہوں دوں (میرا اختیار ہے) کوئی مخلوق اپنی جان پر اختیار نہیں رکھتا مگر مسیح رکھتا تھا اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور انسانی جان پر بھی اُسکا اختیار تھا کیونکہ (باپ سے پایا تھا) پس اِسوقت چاہئے کہ ناظرین فکر کریں کہ وہ ناسمجھ معترض جو کہتے ہیں کہ خدا کی محبت اور عدالت کے یہہ خلاف ہے کہ ایک شخص کو سب کے عوض مار ڈالے دیکھو مسیح آپ فرماتا ہے کہ کوئی مجھ پر جبر نہیں کرتا میں اپنی جان پر مختار ہوں اور اُسے خوشی سے دیتا ہوں اور پھر لے بھی لونگا لوگوں کے فائدہ کے لئے اُنکا دُکھ میں اپنی خوشی سے آپ اُٹھاتا ہوں پس وہ کامل کفارہ ہے اور اُس کی صلیبی موت نہ باپ کی محبت و عدالت کے خلاف ہے بلکہ اُس کی محبت اور عدالت کو پورا کرتی ہے۔ اگرچہ باپ کی مرضی یہہ تھی کہ وہ ایسا کرے چنانچہ اُس نے باپ کی مرضی کو پورا بھی کیا تو بھی یہہ سب کام آزادگی کے ساتھ ہوا (اعمال ۴-۲۷ و ۲۸)

19 (۱۹) تب یہودیوں کے بیچ اِن باتوں کے سبب پھر اختلاف ہوا

ایسے اختلاف کا ذکر اور جگہ بھی ہے (۷-۴۳ و ۹-۱۶) کیونکہ بعض فکر کرتے ہیں اور بعض غصہ سے بھر جاتے ہیں (ف ۱) خدا تعالیٰ ایسے اختلافوں سے بھی اپنے بندوں کے لئے کچھ فایدہ نکالتا ہے کہ دشمن آپس میں متفق ہو کے منصوبے نہیں باندھ سکتے بخیالات خود مبتلا ہو جاتے ہیں (ف ۲) مسیح اگرچہ صلح کے لئے آیا تو بھی جدائی اور اختلاف اُس کی باتوں کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں اور یہہ بات آدمیوں کی مختلف سمجھ اور اُن کی دلی حالتوں کے اختلاف کے سبب سے ہے یہی حال آج تک انجیل کی منادی سے ہوتا ہے کہ سامعین یا تو دوست ہو جاتے ہیں یا سخت دشمن یا مذبذب ہو جاتے ہیں۔ یہہ قصور انجیل کا نہیں ہے مگر آدمیوں کی بے ایمانی اور بدخواہشوں اور کوتاہ اندیشی سے ہوتا ہے سورج کا قصور نہیں ہے جب جھیلوں سے نقصان کرنیوالے بخارات نکلتے ہیں

20 (۲۰) اور بہتوں نے اُن میں سے کہا کہ اُس کے ساتھ ایک دیو ہے اور وہ سڑی ہے تم اُسکی کیوں سُنتے ہو

مخالف بہت تھے اور موافق کم تھے (اُس کے ساتھہ دیو ہی) یہودی جانتے تھے کہ سب دیوانے اور پاگل لوگ دیو کی تاثیر سے پاگل ہوتے ہیں اور دیو سے دُکھہ پاتے ہیں۔ جب مسیح کی وہ باتیں سنیں جو اُنکے خیال سے بلند تھیں اور جو وقوع میں آنیوالی تھیں تو اُسے دیوانہ بتلایا آپ عقلمند بنے پر کچھہ عرصہ کے بعد خوب ظاہر ہوگیا کہ وہ سب خود دیوانے تھے اور اُنہیں میں بُری روح تھی لیکن مسیح سچا تھا اور اُس میں خدا کی روح تھی

۲۱ (۲۱) اوروں نے کہا یہہ باتیں اُس کی نہیں جس میں دیو ہی کیا دیو اندھے کی آنکھیں کھول سکتا ہی

اہل فکر بھی وہاں تھے اور اُنکی اور کچھہ رائے تھی اُنہوں نے سوچا کہ یہہ صرف باتیں نہیں ہیں اُنکے ساتھہ قدرت بھی ہی اور ایسی قدرت ہی جو کسی دیو اور کسی مخلوق میں نہیں ہی (دیو جنم کے اندھے کی آنکھیں نہیں کھول سکتا) خدا کھول سکتا ہی پس اسکے ساتھہ خدا ہی نہ دیو۔ اِن لوگوں کے دلوں میں کسی قدر ایمان تو چمکا کہ وہ اُس کی طرف نیک اور عمدہ خیال سے مایل ہوئے

۲۲ (۲۲) یروشلم میں تجدید کی عید ہوئی اور جاڑے کا موسم تھا

(۲۲ سے ۴۲) اب عید تجدید کا بیان ہی

عید تجدید کوئی عید خدا کے حکم سے جاری نہ تھی لیکن مسیح کی آمد سے دوسو برس پہلے مسمی یوحنا مقابیس سے جاری ہوئی تھی اور ہیکل کی طہارت کی یادگاری میں تھی کیونکہ انٹوکس بادشاہ نے ہیکل کو ناپاک کیا تھا جب اُسکا غلبہ جاتا رہا تو پھر ہیکل کو پاک کیا گیا اور اُسوقت سے یہہ عید جاری ہوئی (دیکھو کتاب اول مقابیس ۴-۳۶ سے ۵۹ و ۲ مقابیس ۱۰-۱ سے ۸) (ف) مسیح خداوند اس عید میں بھی آیا اور اُسنے اس عید کو بھی عزت بخشی یہاں سے نکلتا ہی کہ اگر اہل ہنتیلا اشخاص سے کوئی خاص دن امور دین کے لئے مقرر ہو جائے تو جایز ہی اور اُس سے نفرت کرنا نہ چاہئے (ف۲) مسیح خداوند اس عید میں بھی آیا اور اُسنے اس عید کو بھی عزت بخشی۔ پہلے وہ عید فسح پر یروشلم میں گیا تھا (۲-۱۳) اور تھوڑی مدت تک وہاں رہا اور پنتکوست کے وقت زیادہ رہا تھا (۵ باب) اور اب عید خیمہ سے لیکر عید تجدید تک برابر وہاں ہی عید خیمہ اکتوبر میں تھی اور عید تجدید دسمبر میں ہی کیونکہ جاڑے کا موسم تھا اور یہہ دونوں عیدیں مسیح کی موت کی عید سے پہلے تھیں انجیل میں کسی اور واقعہ کا ذکر نہیں ہی جو عید خیمہ اور عید تجدید کے درمیان گذرا ہو

۲۳ (۲۳) اور یسوع ہیکل کے اندر سلیمانی اُسارے میں پھرتا تھا

(اُسارا) یہہ وہی خوبصورت برآمدہ جو ہیکل کے مشرق میں تھا یوسیفس کہتا ہے کہ یہہ اُسارا قدیمی ہیکل کا ایک حصہ باقی تھا
(پھرتا تھا) یعنے چہل قدمی کے طور پر ٹہلتا تھا شاید سردی اور بارش سے بچکر وہاں ٹہلتا ہو

۲۴ (۲۴) تب یہودیوں نے اُسے آگھیرا اور اُس سے کہا کہ تو کب تک ہمارے دل کو ادھر میں رکھیگا
اگر تو مسیح ہے تو ہمکو صاف کہدے

یہہ بات مسیح کے مصلوب ہونے سے ۲ ماہ پہلے کی ہے کہ یہودیوں نے اُس سے یہہ سوال کیا
(اگر تو مسیح الخ) اگر یہہ سوال ایمان سے ہوتا تو مسیح کیسا خوش ہوتا پر اُنہوں نے دغا سے یہہ سوال کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ صاف کہدے کہ میں مسیح ہوں یا میں مسیح نہیں ہوں تاکہ ہم سب جو حاضر ہیں سُنیں اور ہمارے دل یک طرفہ ہو جائیں اگرچہ وہ جانتے تھے کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں مسیح ہوں تو بھی اب پھر اس دعوے کو صاف صاف سب کے سامنے اُسکے مُنہہ سے سُنا چاہتے ہیں تاکہ اُسے رومیوں کے ہاتھ میں پھنسائیں کیونکہ تمام قوم یہود منتظر تھی کہ رومیوں کی اطاعت سے مسیح آکے ہمیں مخلصی دیگا پس اب اگر وہ کہے کہ میں مسیح ہوں جو بگمان مشہور رومیوں کو ہلاک کرنیوالا ہے اور یہودیوں کی جسمانی سلطنت بحال کرنیوالا ہے تو وہ فوراً رومیوں کے خوف خطرہ میں جا پڑے اور جو وہ انکار کرے کہ میں مسیح نہیں تو وہ اپنی ساری پچھلی زندگی کے واقعات کا اور تعلیمات کا منکر ہو دونوں صورتوں میں یہودی اُسپر فتحیاب ہونا چاہتے ہیں

۲۵ (۲۵) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ میں نے تو تمہیں کہا اور تم نے یقین نہ کیا جو کام میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں یہہ میرے گواہ ہیں

(میں نے تو تمہیں کہا) یعنے بار بار کہا اور صاف صاف بھی کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (۵-۱۹: ۸-۳۶ و ۵۶ و ۱۰-۹) یہہ باتیں تو مسیح نے صاف صاف کہی تھیں مگر یہہ لفظ صاف صاف نہیں کہا تھا کہ میں مسیح ہوں ہاں بعض لائق ایماندار سے صاف صاف یہہ بھی کہا تھا (۴-۲۶) اور آخر کو سردار کاہن کے سامنے کہا تھا (متی ۲۶-۶۳ و ۶۴)
مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ ابھی اِس امر کی شہرت ہو (متی ۱۶-۲۰) تو بھی اُس کے معتقد جانتے تھے کہ وہ مسیح ہے (۱۱-۲۷) اور وہ ایسے اعتقاد والے کو مبارک کہتا تھا (متی ۱۶-۱۶ و ۱۷)
لیکن عام لوگوں کے سامنے اُسکا زور اِس دعوے پر تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور سب کی نجات کا موقوف علیہ میں ہوں اور ساری خدائی کا مالک میں ہوں اور وہ چاہتا تھا کہ میری اِس تعلیم سے اور میرے کاموں سے وہ مجھے مسیح پہچانیں چنانچہ بعض

نے پہچانا بھی (۷-۲۱) (میں نے تو تمہیں کہا) لیکن تم اب پھر سُنا چاہتے ہو شرارت اور فتنہ انگیزی کے لئے (میرے کام میرے گواہ ہیں) اور میرے اقرار کا ثبوت اُن میں ہے کہ میں وہ کام کرتا ہوں جو مسیح کے لئے مخصوص پیشگوئیوں میں (تمنے یقین نہ کیا) پس خطا تمہاری ہے نہ تقدیر کی بے ایمان کے لئے کوئی قسمت نہیں ہے تمہیں ممکن تھا کہ ایمان لاتے پر تم ایمان نہ لائے

۲۶ (۲۶) لیکن تم ایمان نہیں لاتے کیونکہ جیسا میں نے تمہیں کہا تم میری بھیڑوں میں سے نہیں

اگرچہ جسمانی بنی اسرائیل ہو مگر حقیقی اسرائیلی نہیں ہو یہودی ہو مگر خدا کی بھیڑیں نہیں ہو (میری بھیڑیں یعنے وہ لوگ جو میرے خون سے خریدے گئے تم نہیں ہو اسلئے کہ ایمان نہیں لاتے ہو بھیڑیں جو گڈریہ کے ساتھ وابستہ ہیں بھیڑوں کی صفت تم میں نہیں ہے

۲۷ (۲۷) میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے چلتی ہیں

میری بھیڑوں کی یہہ خاصیت ہے کہ وہ میری آواز سُنتی ہیں یعنے میری اطاعت کرتی ہیں تم نہ میری آواز پہچانتے ہو نہ میری اطاعت کرتے ہو اور میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم میرے لوگ نہیں ہو تمہیں حجت اور تکرار کا مرض ہے

۲۸ (۲۸) اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ کبھی ہلاک نہونگی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا

(میں زندگی بخشتا ہوں) کیونکہ میں زندگی کا مالک ہوں یہہ جلالی بخشش مجھہ سے بھیڑوں کو ملتی ہے (وہ کبھی ہلاک نہونگے) یونانی عبارت سے یہہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ ہرگز اپنے کو ہلاک نہ کرینگے کیونکہ زندگی کا مالک اُنکا محافظ ہے (کوئی میرے ہاتھہ سے اُنہیں چھین نہ لیگا) اِس فقرہ کی تشریح پولوس رسول نے اچھی کی ہے (رومی ۸- ۳۸ و ۳۹) مجھے یقین ہے کہ نہ موت نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ قدرتیں نہ حال نہ استقبال کی چیزیں نہ بلندی نہ پستی اور نہ کوئی دوسرا مخلوق ہمکو خدا کی اُس محبت سے جو ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے جدا کر سکیگا۔مسیح کا مطلب یہہ ہے کہ جو میرے لوگ ہیں وہ میری آواز کو سُنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور میں اُنہیں زندگی دیتا ہوں اور وہ ابدی ہلاکت سے کامل حفاظت پاتے ہیں اور زمین آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اُنہیں میرے ہاتھہ سے چھین لے تب اُن کی سلامتی کامل ہے (ف) اس سے زیادہ قوی الفاظ نہیں سُنا سکتے کہ جن سے مسیح کی تابعداروں کی کامل سلامتی کا ذکر کریں۔اتنی بڑی سلامتی اور اتنی بڑی بخشش ابدی زندگی کی جو بھیڑوں کے لئے ہے باوجودیکہ وہ خود بھیڑیں ہیں یہہ کہاں سے ہے گڈریہ کی محبت اور قدرت سے ہے نہ بھیڑوں کی طاقت سے (ف) خدا کے سوا کسی مخلوق میں ایسی بات بولنے کی طاقت نہیں ہے

اور نہ کسی میں ایسی قدرت ہی تب مسیح خداوند ضرور خدا ہی (ف) ساری بھیڑوں کی گویا تصویر اُس کی ہتیلی پر ہی (یشعیا ۴۹-۱۶) وہ اُنکا محافظ ہی (ف) لوگ مسیح کی بھیڑوں کو ظاہری کلیسیا سے یا عبادت خانہ سے خارج کر سکتے ہیں پر مسیح کے ہاتھہ سے نہیں چھین سکتے (ف) یہوداہ اِسکریوطی ہلاک ہوگیا اِسلئے کہ وہ مسیح کی بھیڑوں میں سے نہ تھا اُسنے آپ کو مسیح کے ہاتھہ میں نہ سونپا تھا بدن سے اور زبان سے بھی مسیح کے جھنڈ میں کچھہ عرصہ شامل رہا لیکن دل اُسکا شیطان کے قبضہ میں تھا تب وہ شیطان کی بکری یا بھیڑیا تھا۔ ایسے ایسے اور لوگ بھی کلیسیا میں ہیں وہ ہرگز نہ سمجھیں کہ ہماری کامل سلامتی ہی کیونکہ سلامتی صرف بھیڑوں کی ہی جب وہ آواز سنتے ہیں اور پیچھے چلتے ہیں زندگی پاتے ہیں اور حفاظت کاملہ کے احاطہ میں آجاتے ہیں اور یہہ باتیں اسی دنیا میں ہماری روحوں کے درمیان محسوس اور معلوم ہوجاتی ہیں اگرچہ دنیا میں ہزار طرح کے دُکھہ اور مصایب آتے ہیں تو بھی ہماری روحوں میں ایک نہایت بیش قیمت چیز مسیح سے محسوس ہی جو زندگی ہی اُسی سے ہم نہایت خوش ہیں اور کوئی چیز اُس سے بہتر ہماری نظر میں نہیں ہی لیکن وقت آ ئیگا کہ دنیاوی دُکھہ بھی تمام ہوجائینگے اور ہم مسیح کے ساتھہ ابد تک سلامتی میں رہینگے

۲۹ (۲۹) میرا باپ جس نے اُنہیں مجھے دیا ہی سب سے بڑا ہی اور کوئی اُنہیں میرے باپ کے ہاتھہ سے چھین نہیں سکتا

(میرا باپ) جو قادر مطلق خدا ہی (جسنے اُنہیں مجھے دیا ہی) خدا باپ نے اپنے برگزیدوں کو مسیح یسوع کے سپرد کیا ہی (سب سے بڑا ہی) یعنے تمام موجودات سے بلند و بالا ہی ہر بات میں اور ہر طاقت میں۔ لیکن باپ بیٹا اور روح القدس یہہ ہر سہ اقنوم تو برابر ہیں کوئی اُن میں بڑا چھوٹا نہیں ہی مگر مسیح کی انسانیت ضرور باپ سے کمتر ہی لیکن الوہیت کی راہ سے وہ باپ کے برابر ہی۔ یہاں مسیح خداوند اُس الوہیت کو پیش کرتا ہی جو باپ بیٹے اور روح القدس میں یکساں ہی یعنے الوہیت کی طاقت سب سے بلند و بالا ہی اور میری بھیڑیں یعنے مجھہ مسیح کی بھیڑیں جو اللہ اور انسان ہوں الوہیت کی حفاظت میں ہیں

۳۰ (۳۰) میں اور باپ ایک ہیں

یہہ دفعیہ ہی اُس اعتراض کا کہ بھیڑیں تو مسیح کے سپرد ہیں جو اللہ اور انسان ہی اور حفاظت اُن کی باپ کے ہاتھہ میں ہی تب کیونکر یہہ بھیڑیں ایک ہی وقت میں دو شخصوں کے ہاتھہ میں ہو سکتی ہیں جواب یہہ ہی کہ میں اور باپ ایک ہیں ایک ہی الوہیت ہی جو باپ بیٹے میں ہی پس ہم نہ اقانیم کو ملا دیں نہ الوہیت کی ماہیت کو تقسیم کریں یونانی میں یوں ہی کہ باپ اور میں دونو ہم ایک ہی چیز ہیں نہ صرف یہہ کہ مرضی اور مصلحت میں ایک ہیں (۱۷-۱۱) جسطرح مومنین ایک دل ہوتے ہیں (اعمال ۴-۳۲) مگر ماہیت و قدرت ازلی میں

ایک ہیں دیکھو چرچ انگلنڈ کا پہلا آرٹیکل (ف) آگسطین صاحب کہتے ہیں کہ دونو لفظوں پر غور کرنا چاہئے ایک اور حق پر لفظ ہیں سبیلیوس کی بدعت سے ہمیں بچاتا ہے اور لفظ ایک اریوس کی بدعت سے بچاتا ہے (ف۲) یہودی کہتے ہیں کہ تو ہمیں صاف بتلا دے کہ تو مسیح ہے یا نہیں پر اُسنے صاف بتلا دیا کہ میں اللہ ہوں اور اللہ کا بیٹا ہوں ایمانداروں کی زندگی اور حفاظت مجھپر موقوف ہے اور پھر اُسنے یہودیوں سے کچھ عرصہ کے بعد یہہ بھی کہدیا کہ مسیح نہ صرف ابن داؤد ہے مگر خدا ہے (متی ۲۲-۴۱ سے ۴۶)

۳۱ (۳۱) تب یہودیوں نے پھر پتھر اُٹھائے کہ اُس پر پتھراؤ کریں

وہ خوب سمجھ گئے کہ وہ آپ کو اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے (پتھر اُٹھائے) جیسے (۸-۵۹) میں بھی اُٹھائے تھے (ف۱) آگسطین صاحب کہتے ہیں کہ مسیح کے اِس دعوے کو یہودی خوب سمجھ گئے تھے مگر آرین بدعتی نہیں سمجھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھتے جو کہتے ہیں کہ اُسنے نہیں کہا کہ میں اللہ ہوں (ف۲) یہاں سے ظاہر ہے کہ یہودی نیک نیتی سے سوال کرنے کو نہ آئے تھے شرارت سے یہہ سوال کیا تھا (ف۳) یہودیوں نے کئی بار اُسکے قتل کا ارادہ کیا (لوقا ۴-۲۹ یوحنا ۵-۱۸ و ۸-۵۹) لیکن قابو نہ پایا اُنکی طاقت نہ تھی کہ اُسے ماریں جب تک کہ وہ موت کے لئے آپ کو اُنکے ہاتھ میں نہ سونپ دے (ف۴) شریعت میں حکم تھا کہ جھوٹے نبی سنگسار کئے جائیں پر ضرور تھا کہ پہلے عدالت میں تحقیقات کیجاے اور جب ملزم ٹھہریں تب انصاف سے مارے جائیں (احبار ۲۴-۱۴ سے ۱۶ گنتی ۱۵-۳۶) پر اسوقت یہہ لوگ بلوہ کے طور پر مارنا چاہتے ہیں عدالت سے ابتک فتویٰ نہیں ہے آخر کو اُنکی عدالت نے بے انصافی سے اُسپر فتویٰ دیا اور یہہ ظلم تھا کیونکہ اُسنے اپنے دعوے کا کامل ثبوت دیا وہ حقیقت میں ابن اللہ تھا (۷-۷ و ۱۵-۱۸ و ۲۵ و ا یوحنا ۲-۱۲) یہہ سچ ہے کہ اگر کوئی خدائی کا دعویٰ غلط کرے تو اُسے شرع کی رو سے مارنا چاہئے مگر جب خدا تعالیٰ خود کہے کہ میں خدا ہوں تو اُسے مارنا بغاوت ہے اور اللہ سے بغاوت ہے

۳۲ (۳۲) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام تمہیں دکھائے ہیں اُنمیں سے کسکام کے لئے تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو

یعنے میں نے کسی کا نقصان کبھی نہیں کیا بہت سے اچھے کام کئے ہیں اور باپ کے کام کئے ہیں یعنے وہ کام کئے ہیں جو اللہ کے کرنے کے ہیں اور ذات الٰہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ بہت سے کام کئے ہیں اور میں نے کئے ہیں جو الوہیت کا مدعی ہوں اور یوں میں نے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن دستور ہے کہ بدکار ستائے جائیں نہ نیکوکار پر تم مجھے نیکی کے سبب ستاتے ہو

پس وہ کونسا کام ہی جسکے سبب مجھے پتھراؤ کیا چاہتے ہو دیکھو یہہ کیسے انصاف کی بات ہی جسکو وہ مجرم جانتے ہیں انصاف
اُس کی طرف ہی اور آپ جو منصف بنے ہیں ظلم کرتے ہیں

۳۳ (۳۳) یہودیوں نے اُسے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اِسلئے تجھے پتھراؤ
کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہی اور انسان ہوکے اپنے تئیں خدا بناتا ہی

اُس کے نیک کاموں کے تو وہ شکرگذار ہیں پر یہہ کہتے ہیں کہ تو انسان ہی اور آپ کو خدا بتلاتا ہی اور یہہ کفر ہی اِسلئے تجھے پتھراؤ
کرتے ہیں (ف) ابتو صاف ظاہر ہوگیا کہ یہودی اُس کے دعوے کو خوب سمجھہ گئے تھے کہ اُسنے آپ کو خدا بتلایا ہی پھر یہہ کیا ہی
جو قرآن میں لکھا ہی کہ ای عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ میں خدا ہوں اور عیسیٰ جواب دیتا ہی کہ میں نے تو نہیں کہا یہاں تو صاف لکھا ہی
کہ اُسنے کہا اور وہ یقیناً اللہ ہی (۱-۱) (ف) یہہ تقریر یہودیوں کی بیجا ہی اِسلئے کہ آیت (۳۲) میں اُس نے کہا تھا کہ میں جو
مدعی الوہیت کا ہوں میں نے الوہیت کے بہت سے کام تمہیں دکھلائے ہیں اُن میں سے کون سے کام کے لئے مارتے ہو یعنے
میں جو خدا ہوں اور خدائی کے کام کرتا ہوں میرے کونسے کام کے لئے مجھے مارتے ہو وہ کہتے ہیں کہ دعویٰ الوہیت کے سبب سے
مارتے ہیں تب مطلب یہہ ہوا کہ تو اپنے دعوے کی دلیل جو دیتا ہی وہ دلیل تو حقیقت میں سچ ہی پر تو ایسی دلیل سے دعویٰ نہ کر تو تو
محض انسان ہی یعنے دعوے پر جو دلیل ہی اور سچی ہی باوجود اُس دلیل کے بھی دعویٰ نہ کر

۳۴ (۳۴) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہہ نہیں لکھا ہی کہ میں نے کہا تم خدا ہو

اب مسیح پاک نوشتے سے اُنہیں قایل کرتا ہی یہہ نوشتے وہی تلواریں ہیں جن سے عیسائی لوگ اپنے دشمنوں کو مارتے ہیں
(تمہاری شریعت) شریعت اللہ کی ہی اور شریعت دہندہ وہی مسیح ہی پر اسوقت وہ شریعت کو یہودیوں کی طرف منسوب کرتا ہی
یہہ دکھلاکے کہ جس شریعت کے لئے تم نادانی سے غیرتمند ہو اور آپ کو شریعت والا اور مجھے کفر بکنے والا سمجھتے ہو اُسی شریعت میں
دیکھو کہ کیا لکھا ہی (ف) یہاں تمام پرانے عہدنامہ کو شریعت کہا گیا ہی (زبور ۷۸، ۱-۹) سارے نبیوں کی کتابیں موسیٰ کی کتابوں سے
وابستہ ہیں اِسلئے سارا پورا نوشتہ شریعت کہلایا ہی
(یہہ نہیں لکھا ہی) یعنے لکھا تو ہی (زبور ۸۲-۶) میں کہ میں نے تو کہا کہ تم الہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو
تم اِلٰہ ہو یہہ لفظ حاکموں اور بزرگوں کے حق میں لکھا ہی جنکے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دین اور دنیا کا انتظام دیا ہی کیونکہ وہ لوگ
خدا کے قایم مقام اور ظل اللہ ہوکے انتقام لیتے اور انتظام کرتے ہیں اور اب تک مسلمان لوگ بھی اپنے بادشاہوں کو اسی محاورہ پر

ظل اللہ کہتے ہیں یہہ لفظ اِلٰہ قاضیوں کی نسبت بھی لکھا ہی دیکھو موسیٰ کی کتاب (خروج ۲۱-۶ و ۲۲-۸ و ۹ و ۲۸) یعنے ایسی لفظ اِلٰہ کا ترجمہ قاضی کیا گیا ہی اور (زبور ۸۲-۱) میں جو لکھا ہی کہ الٰہوں کے درمیان اُسکے معنے ہیں حکام اور منصبداروں کے درمیان جو دینی و دنیاوی انتظام بموجب شریعت کے کرتے ہیں

مسیح خداوند فرماتا ہی کہ خدا تعالیٰ کے منہہ سے حکام اور حامیان دین کو خدا کہا گیا ہی (ف) یہاں سے حاکموں کی عزت کرنا سیکھو اور معلوم کرو کہ اُنہیں خدا نے عزت بخشی ہی اور بہت ہی بڑی عزت بخشی ہی کہ اپنا نام اُنہیں دیا ہی اور بڑا کام اُنکے سپرد کیا ہی (ف) مسیح خداوند آپ کو ان الٰہوں کے درمیان ایک اِلٰہ شمار نہیں کرتا کہ اُسکا منصب بھی ویسا ہووے جیسا اُنکا ہی مگر اس مقابلہ سے وہ یہہ سکھلاتا ہی کہ محض آدمیوں کو جب یہہ لفظ دیا گیا اور اِس سے کچھہ کفر نہیں ہوا تو حقیقی الٰہ اگر آپ کو اللہ بتلاوے کیا کفر ہوگا

۳۰ (۳۵) جب کہ اُسنے اُنہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو

(کلام آیا) جیسے (لوقا ۳-۲) میں ہی اور سب پیغمبروں کے پاس خدا کا کلام آیا اور اِس فضیلت کے سبب سے یہہ لقب اُنہیں دیا گیا اور حامیان کلام کو بھی (اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو) یعنے الہامی نوشتے کی ایک بات بھی باطل نہیں ہی کیونکہ وہ الہام سے بیان کی ہوئی الٰہی مرضی ہی (متی ۵-۱۹)

۳۶ (۳۶) تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہی کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں

(مخصوص کیا) یعنے مجھے جو انسان اور اللہ ہوں خدا نے نجات دہندہ مقرر کیا ہی (اور جہان میں بھیجا) یعنے عرش مجید سے دنیا میں بھیجا آسمان سے زمین پر بھیجا یعنے میں جو ازلی کلام ہوں اور باپ کے ساتھہ تھا اور مجسم ہوکے ظاہر ہوا ہوں (۱-۱) مجھے کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہی اِسلئے کہ میں نے آپ کو خدا کا بیٹا بتلایا ہی (ف) مطلب مسیح کا یہہ ہی کہ دنیاوی آدمی جو محض آدمی ہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا ہی وہ تمہاری شریعت میں اِلٰہ کہلاتے ہیں اور یہہ کفر نہیں ہی پر میں جو آسمانی شخص ہوں اور خدا کی ذات میں سے نکلا اور جہان میں آیا ہوں اور نجات کے لئے مخصوص ہوں مجھے اللہ کا بیٹا کہنے کے سبب تم کفر بکنیوالا کہتے ہو۔ یعنے جہاں مجازاً اس لفظ کا استعمال ہی وہاں کفر نہیں جانتے ہو اور جہاں حقیقتاً صحیح طور پر استعمال ہی وہاں کفر کہتے ہو۔ یعنے جب آدمی کہیں کہ ہم اِلٰہ ہیں تو کفر نہیں ہی پر جب خدا کہے کہ میں خدا ہوں تو یہہ کفر ہی اب دیکھو وہ کیا کہتا ہی

۳۷ (۳۷) اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھہ پر ایمان مت لاؤ

میں جو الوہیت کا مدعی ہوں الوہیت کے کام بھی کرتا ہوں (اپنے باپ کے کام) یعنے وہ کام جو باپ کے ساتھ مخصوص ہیں میں کرتا ہوں کیونکہ باپ کی اور میری ایک ہی ذات اور ماہیت ہی اگرچہ دو اقنوم ہیں

پس جب باپ کے کام میں کرتا ہوں تو مجھے اللہ جان کے ایمان لاؤ اور جو نہیں کرتا ہوں تو ایمان نہ لاؤ دیکھو یہہ کیسی بات ہی جس سے فیصلہ ہوتا ہی۔ وہ کہتے تھے کہ تو انسان ہی اور کفر سے الوہیت کا دعویٰ کرتا ہی وہ فرماتا ہی کہ دعوے کے ساتھہ الوہیت کے کام بھی تو میں کرتا ہوں جنکا تم انکار نہیں کر سکتے پس وہ میرے دعوے کی دلیلیں ہیں (ف) خداوند مسیح اکثر اپنے کاموں کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ وہ میری الوہیت کی دلیل ہیں اور میرے کام خدائی کے کام ہیں

۳۸ (۳۸) لیکن اگر میں کرتا ہوں تو اگرچہ مجھہ پر ایمان نہ لاؤ تو بھی کاموں پر ایمان لاؤ تاکہ تم جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھہ میں ہی اور میں اُس میں ہوں

یعنے میرے کام جو مخصوص ہیں الوہیت کے ساتھہ اُنپر تو ایمان لاؤ کہ وہ ضرور اللہ سے ہیں اور جب وہ مخصوص کام جو صرف اللہ ہی سے ہوتے ہیں مجھہ سے ظاہر ہوتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو میں اللہ ہوں جیسا کہ میرا دعویٰ ہی یا اللہ مجھہ میں ہو کے ظاہر کرتا ہی تب ضرور اُسکے ساتھہ مجھے رفاقت و یگانگی ہی (۱۴: ۱۰ و ۱۱) پس اگر تم میری انسانیت کی طرف دیکھکر مجھہ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو خیر لیکن الٰہی طاقت مجھہ میں دیکھہ کے مجھے خدا میں سمجھو اتنے ہی ایمان سے میری طرف نظر ٹھہریگی اور پہچان لوگے کہ میں کون ہوں (ف) یہاں سے ثابت ہی کہ شخصیت کی جدائی سے دو شخص ہیں اور ماہیت کی یگانگی سے ایک ہی

۳۹ (۳۹) تب اُنہوں نے پھر چاہا کہ اُسے پکڑلیں پر وہ اُنکے ہاتھوں سے نکل گیا

اُنہیں خوب معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے دعوے سے نہیں ٹلتا اور اپنے اقرار سابق میں سے کچھہ نہیں چھوڑتا اور صاف کہتا ہی کہ میں خدا ہوں اور خدا مجھہ میں ہی۔ اب ارادہ کیا کہ پتھراؤ نہ کریں بلکہ پکڑ کے سانہیڈرم کے سامنے لیجائیں کہ اُس مجلس سے اُسپر فتویٰ ہو۔ پر وہ اُن کے ہاتھہ نہ آیا کیونکہ اُسکا وقت ہنوز نہ آیا تھا وہ اُنکے ہاتھہ سے نکل گیا اور معجزہ کے طور پر نکلا تھا اِس عبارت سے معلوم ہوتا ہی

۴۰ (۴۰) اور یردن کے پار اُس جگہ جہاں یوحنا پہلے بپتسما دیا کرتا تھا پھر گیا اور وہاں رہا

جس عید میں وہ مصلوب ہونیوالا تھا ابھی اُس میں ۲ ماہ باقی تھے اِسلئے وہاں سے ٹل گیا اور وہاں گیا (جہاں پہلے یوحنا بپتسما دیا کرتا تھا) اور یہہ جگہ بیت عبرا تھی (۱-۲۸) یوحنا نے اسی مقام پر مسیح کے لئے راہ طیار کی تھی اور اِسی جگہ اُسے خدا کا برہ کہا تھا اسی جگہ سے اب خدا کا برہ جہان کے گناہ اُٹھانے کو پھر یروشلم میں آ ئیگا جو قربانی کی جگہ تھی (وہاں رہا) معلوم ہوتا ہے کہ جب تک پچھلا سفر جلیل سے یروشلم کو ہوا وہ اِسی جگہ رہا تھا (متی ۲۰-۱ مرقس ۱۰-۳۲ لوقا ۱۸-۳۱)

۴۱ (۴۱) اور بہتوں نے اُس پاس جاکے کہا کہ یوحنا نے تو کوئی معجزہ نہیں دکھایا پر سب باتیں جو یوحنا نے اُس کے حق میں کہیں سچّی تھیں

(کوئی معجزہ نہیں دکھایا) یہہ بھی خدا کی حکمت تھی کہ اُس سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا تاکہ جب مسیح یسوع سے معجزے ظاہر ہوں تو اُسکا جلال زیادہ ہو (سچّی تھیں) اُس کی پیشگوئیاں سب کی سب مسیح کے حق میں سچ نکلیں (ف) یوحنا کی موت کے بعد جہاں جہاں مسیح گیا وہاں یوحنا کی خدمت کے کام کو پایا ان لوگوں کے دلوں میں یوحنا کی باتیں زندہ تھیں بیج جو آنسوؤں سے بویا جاتا ہے ضرور اُگتا ہے جسوقت بونیوالا آرام کرتا ہے (ف) یوحنا نے مسیح کے حق میں وفاداری سے اچھی گواہی دی تھی اگرچہ معجزہ نہیں دکھایا تو بھی اُس کی گواہی مفید ہوئی خادمان دین اگرچہ اسوقت معجزے نہیں دکھلاتے ہیں پر مسیح کے حق میں باتیں کرتے ہیں پس ان سے بھی بہت فایدہ ہوگا

۴۲ (۴۲) اور وہاں بہت لوگ اُس پر ایمان لائے

یروشلم میں یہودیوں کے قہر سے انجیل کی ترقی رُک نہیں گئی اور یہی حال ہر زمانہ اور ہر ملک میں ہوتا ہے (اُسپر ایمان لائے) کس پر جسپر یوحنا نے بہت سی باتیں کی تھیں (۲-۳۳) اِن میں سے بعضے نجات کے لئے اُسے مسیح جان کے ایمان لائے تھے اور بعضے اُسے ایک بڑا نبی جانکر ایمان لائے تو بھی وہاں بہت برکت ہوئی

گیارھواں باب

(۱) اور لعاذر نامے ایک شخص بیت عنیا کا رہنے والا جو مریم اور اُس کی بہن مارتھا کے گانوٗ کا تھا بیمار تھا

ایک ملحد نے جس کا نام اسپی نوزا ہی یوں کہا ہی کہ اگر میں اسی باب پر یقین کروں تو مجھے اپنا سب الحاد چھوڑ کر عیسائی ہونا ضرور ہی (یہودیوں نے (۱۰-۲۴) میں یوں کہا تھا کہ اگر تو مسیح ہی تو ہمیں صاف بتلادے مسیح اب اُنہیں صاف دکھلاتا ہی کہ میں کون ہوں مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان لانے کے لیئے اِس معجزہ سے یہودیوں کے دل کسقدر طیار کیئے گیے تھے اُسکا یہہ معجزہ دیکھکر اسکے مُردے کو کون کہہ سکتا تھا کہ اُسکا جی اُٹھنا انہوت بات ہی لیکن انسان کا دل بڑا فریبی اور کمزور ہی (ف) یوحنا کی انجیل میں سات معجزوں کا ذکر ہی (۲-۱ و ۴-۴۶ و ۵-۱ و ۶-۱۹ و ۹-۱ و ۱۱-۱ سے آخر تک اور یہہ کامل شمار ہی پہلا اور آخری معجزہ یہہ دونوں خاص خاندان کے درمیان واقع ہوئے ہیں اور اُنہیں دونوں کے حق میں لکھا ہی کہ مسیح کے جلال کے لئے تھے اور یہہ پچھلا سب سے بڑا معجزہ ہی یہی یہودیوں کے فساد کا باعث ہوا تھا (۴۶ سے ۵۳) اِس معجزے کو انجیل نویسوں نے صعود کے پچاس برس بعد تک نہیں لکھا سبب یہی معلوم ہوتا ہی کہ لعاذر اُسوقت تک زندہ تھا تواریخ میں لکھا ہی کہ وہ جی اُٹھنے کے بعد ۳۰ برس تک زندہ رہا تھا اور گمان ہی کہ وہ اپنی بہنوں سے چھوٹا تھا اگر انجیل نویس اُس کی حیات میں یہہ معجزہ لکھتے تو یہودی دشمنی کر کے اُسکو بہت ایذا پہونچاتے چنانچہ پطرس کی زندگی میں کسی انجیل نویس نے نہ لکھا کہ پطرس نے ملکوس کا کان تلوار سے اُڑا دیا تھا صرف یہہ لکھا کہ ایک شاگرد نے ایک آدمی کا کان اُڑا دیا تھا اگر زیست میں لکھتے تو پطرس بڑی آفت میں آجاتا۔ اِس معجزہ میں ایمانداروں نے بڑا جلال دیکھا اور زندگی کی خوشبو سونگھی لیکن بے ایمانوں نے اِس میں سے موت کی بو سونگھی اور زیادہ دشمن ہوئے (۴۸ سے ۵۳) اور ٹھوکر بھی کھائی (۲ قرنتی ۲-۱۶) (لعاذر نامے) لفظ لعاذر کے معنے ہیں خدا میرا مددگار کیونکہ لعاذر مخفف ہی الیعاذر کا (لوقا ۱۶-۲۰) یہہ وہی لفظ ہی (بیت عنیا) کوہ زیتون کی پرلی طرف اور یروشلم سے ۲ میل تھا اور کوہ یروشلم سے دکھلائی نہیں دیتا تھا یہہ قدیمی گانوٗ نہ تھا بلکہ پچھلی آبادی تھی اِس سے پہلے یہاں یریحو تک بیابان تھا اور اِسوقت وہاں ایک گانوں ہی جسکا نام الیعاذریہ ہی اِس معجزہ کے سبب اُس بستی کا یہہ نام پڑگیا ہی تب یہہ نام معجزہ کے وقوع کا ایک گواہ ہی۔ یہاں سے یردن تک بڑی نشیب ہی اور خداوند اُسوقت پیریا میں تھا جو یردن پار ہی اور جب لعاذر کی بہنوں نے بیماری کی خبر خداوند کے پاس بھیجی تھی تو وہ لوگ جانتے

تھے کہ خداوند اُسی نشیب سے آئیگا اور جب وہ آیا تو اُسی نشیب سے آیا تھا (۱۰-۴۰) یہی بیت عنیاہی جہاں خداوند نے شریروں کے مقابلہ سے تھک کر آرام پایا تھا (مرقس ۱۱-۱۱ سے ۱۹) وہ صلح کی جگہ تھی جہاں خداوند دوست ہوکے پھرتا تھا (ف) انجیلوں میں دو گھروں کا ذکر ہی جنہیں خداوند نے اپنا گھر جانا پطرس کی ساس کا گھر (متی ۸-۱۴) جو کفرناحوم میں تھا اور یہہ گھر جو بیت عنیا میں تھا در نہ مسیح کا اپنا گھر دنیا میں نہ تھا (ف) یہہ کیسا چھوٹا گانو تھا اور کیسا مشہور ہوا بڑے بڑے شہر گمنام ہوگئے لیکن یہاں خدا کے فرزند رہتے تھے اسلئے اس بستی پر فضل ہوا (مریم اور اُس کی بہن مارتھا کا) مریم کا نام مارتھا پر یہاں مقدم ہی اسلئے کہ وہ ایمان اور محبت میں زیادہ تھی (لوقا ۱۰-۳۸) میں مارتھا کا نام پہلے لکھا ہی اور گھر اُس کی طرف منسوب ہی شاید وہ مریم سے بڑی تھی لیکن وہاں پر بھی مریم میں محبت و ایمان زیادہ دکھلایا گیا ہی (بیمار تھا) مسیح کا دین کسی عیسائی کو بیماری سے نہیں بچاتا اور بیماری خدا کی ناراضگی کا بھی نشان نہیں ہی لیکن فرزندی اور تنبیہہ جمع ہوجاتی ہیں (عبرانی ۱۲-۶)

۲ (۲) وہی مریم جس نے خداوند کو عطر ملا اور اپنے بالونسے اُسکے پاؤں کو پونچھا تھا اُسی کا بھائی لعاذر بیمار تھا

کلام اللہ میں کئی ایک مریم مذکور ہیں اُنمیں سے ایک یہہ مریم ہی یہہ وہ گنہگار عورت نہ تھی جسکا ذکر (لوقا ۷-۳۷) میں ہی بلکہ یہہ وہ ہی جسکا ذکر (یوحنا ۱۲-۳) میں ہی اور عطر کے دو واقعات ہونے کا ثبوت میں نے ہدایت المسلمین کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں درمیان ۱۵ اشاہد کے لکھدیا ہی جو کوئی چاہے وہاں دیکھ لے

۳ (۳) سو اُسکی بہنوں نے اُسکو یہہ کہلا بھیجا کہ ای خداوند دیکھہ جسے تو پیار کرتا ہی بیمار ہی

(بہنوں نے) بڑا فایدہ ہوتا ہی جب ہماری ایماندار بہنیں ہمارے لئے دعا کرتی ہیں (ای خداوند دیکھہ) نہیں کہتیں کہ اچھا کر دے یا چلا آ مگر دیکھہ یعنے توجہہ فرما اگرچہ دل میں تھا کہ وہ اسے اچھا کردے توبھی سب کچھہ اُسکی مرضی پر چھوڑتی ہیں عیسائیوں کو چاہئے کہ خداوند سے سب کچھہ کہیں لیکن مرضی کیطرف تکیں (ایوب ۱-۲۰) (جسے تو پیار کرتا ہی) اُس کی محبت پر اسرا دھرتے ہیں نہ اپنی محبت اور خدمت پر (بیمار ہی) اُسکے دُکھہ کو بھی پیش کرتے ہیں (ف) یہہ الفاظ کہ جسکو تو پیار کرتا ہی یوحنا انجیلی کا لقب ہی توبھی یوحنا اپنا لقب جسے وہ بہت عزیز جانتا ہی لعاذر کی نسبت لکھتا ہوا دریغ نہیں کرتا

۴ (۴) یسوع نے سُنکے کہا یہہ موت کی بیماری نہیں لیکن خدا کی بزرگی کیلئے ہی تاکہ اُسکے سبب سے خدا کے بیٹے کی بزرگی کیجائے

(موت کی بیماری نہیں) وہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہو اِسلئے جانتا تھا کہ وہ مرجائیگا اور میں جلاؤنگا اور میرا جلال ہوگا (خدا کی بزرگی اور بیٹے کی بزرگی) ایک ہی بات ہو ذات واحد ہونے کے سبب سے۔ لعاذر کی بیماری اور موت کا وہی سبب تھا جو ایک اندھے کی بے بصیرتی کا سبب تھا (۹-۳)

۵ (۵) اور یسوع مارتھا کو اور اُسکی بہن اور لعاذر کو پیار کرتا تھا

اِن لوگوں نے اُس کی فروتنی کی حالت میں اُس سے محبت کی اُسنے بھی اُنہیں پیار کیا دیکھو خدا کی کیا عادت ہو (امثال ۸-۱۷) جو مجھپر عاشق ہیں میں اُنکا عاشق ہوں

۶ (۶) سو جب اُس نے سُنا کہ وہ بیمار ہو دو روز اور اُس جگہ جہاں وہ تھا رہا

یہہ دو روز کی دیری بظاہر محبت کا نشان نہ تھا لیکن باطن میں بڑی محبت اور حکمت کی بات تھی کبھی کبھی ہماری مدد کرنے میں خدا دیری کرتا ہو اور ہم نادانی سے سمجھتے ہیں کہ وہ ہم پر مہربان نہیں ہو ضرور ہو کہ ہم اُسکی جلیل تدبیر کو نہ بھولیں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو۔ اگر مسیح جلد چلا جاتا تو لعاذر نہ مرتا بہنیں چار دن ماتم نہ کرتیں لیکن کلیسیا کو وہ تسلی بھی حاصل نہوتی جو اب مومنین کی ارواح میں قیامت تک موثر ہو دیری کی تا کہ برکت زیادہ ہو مسیح کے دل میں اُنکی محبت تو تھی لیکن خدا باپ کی محبت زیادہ تھی کہ اُسکے جلال کی فکر میں رہا (ف) خدا اپنوں کو نہیں بھولتا ہاں کچھہ دیر تک چھوڑ دیتا ہو پھر بڑی رحمتوں کے ساتھہ سمیٹ لیتا ہو (یسعیاہ ۴۹-۱۴ و ۱۵ و ۵۴-۷ و ۸)

پیریا سے جہاں وہ تھا بیت عنیا ایک روز کا سفر تھا اور وہ دو روز خبر سُنکے اور نہ گیا اِس سے ثابت ہو کہ جسدن خبر پہونچی تھی لعاذر اُسی دن مرگیا تھا (آیت ۱۷ اور ۳۹) تب مسیح نے یہہ انتظاری نہیں کی کہ وہ مرجائیگا تب میں جاؤنگا بلکہ پیریا میں اپنا کام تمام کیا اور چاہا کہ نہ چار دن کا سڑا ہو لیوے کہ الٰہی جلال خوب ظاہر ہو

۷ (۷) پھر بعد اِسکے شاگردوں سے کہا آؤ ہم پھر یہودیہ میں جائیں

شاگرد وہاں جانے سے ڈرتے تھے لیکن مسیح کا وقت نزدیک آگیا تھا تب اُسنے یہہ پچھلا سفر یہودیہ کا کیا اور اپنا مُنہہ چقماق کے پتھر کے مانند بنایا اور خوشی سے چلا (یسعیاہ ۵۰-۷)

۸ (۸) شاگردوں نے اُس سے کہا ای ربی ابھی یہودیوں نے چاہا تھا کہ تجھے پتھراؤ کریں اور تو وہاں پھر جاتا ہی

(ربی) شاگرد اُسے ربی کہتے (۱-۳۸) نیقودیمس عالم اور امیر آدمی نے بھی اُسے ربی کہا تھا (۳-۲) (یہودیوں نے چاہا تھا) اِس ارادہ یہود پر تخمیناً تین چار ماہ گذرے تھے (۱۰-۳۱) اور ابھی تک اُنکا غصہ فرو نہیں ہوا تھا شاگرد ڈرتے تھے مسیح ہشیار تھا کیونکہ وہ الٰہی مرضی سے واقف تھا

۹ ۱۰ (۹ و ۱۰) یسوع نے جواب دیا کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں۔ اگر کوئی دن کے وقت چلے تو وہ ٹھوکر نہیں کھاتا کیونکہ وہ اِس جہان کی روشنی دیکھتا ہی (۱۰) پر اگر کوئی رات کے وقت چلے تو وہ ٹھوکر کھاتا ہی کیونکہ اُس میں روشنی نہیں

یہہ وہی بیان ہی جو اُسنے (۹-۴) میں فرمایا تھا لیکن یہاں کچھہ بیان زیادہ ہی اور وہ یہہ ہی کہ دن کے بارہ گھنٹے ہیں یہودیوں کے دستور کے موافق۔ اور کہ دن کے وقت روشنی ہوتی ہی۔ اور روشنی میں چلنے والا ٹھوکر نہیں کھاتا اور (۹-۴) سے ظاہر ہی کہ دن سے مراد دنیاوی عمر ہی پس وہ یہہ فرماتا ہی کہ اپنی عمر کی حد میں روشنی ظاہری اور باطنی کے ساتھہ کام کرنے اور چلنے پھرنے میں کچھہ خوف و خطر نہیں ہی پر اگر کوئی رات کیوقت چلے یعنے حد عمری کے پہونچنے کے بعد نادانی سے چلنے پھرنے کا ارادہ رکھے وہ گریگا کیونکہ کچھہ روشنی دنیاوی زندگی کی نہیں رہتی ہی ابھی میری زندگی ظاہری کا کچھہ وقت باقی ہی میں اُسمیں کام کرونگا رات یعنے موت کا وقت آنے سے پہلے میں کام بند کرنا نہیں چاہتا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہی میں روشنی کے وقت میں کام کرنے سے نہ ڈرونگا مسیح کے لئے بھی ایک گھڑی مقرر تھی (۸-۲) مسیح کے بارہ گھنٹے اب تک پورے نہوئے تھے ہاں آخری گھنٹہ تھا (ف) کام کے لئے روشنی کی ضرورت ہی دل میں اور دنیا میں بھی

۱۱ (۱۱) اُسنے یہہ باتیں کہیں اور اُنہیں کہا ہمارا دوست لعاذر سو گیا ہی پر میں جاتا ہوں کہ اُسے جگاؤں

(سو گیا ہی) آسمانی محاورے میں مقدسوں کی موت نیند یا خواب ہی (متی ۹-۲۴ و ۱ تسلونیقی ۴-۱۴، اعمال ۷-۶۰ و ۱۳-۳۶) (ف) دنیا میں نیند کے وقت ہر کسی میں اخلاقی کیفیت باقی رہتی ہی اور جب وہ جاگتا ہی جیسا سویا تھا ویسا اُٹھتا ہی قیامت کے روز بھی جب لوگ موت کی نیند سے جاگینگے جس کیفیت میں سوئے تھے ویسے اُٹھینگے نیند کے وقت آدمی کی زندگی بدن میں غایب

ہوجاتی ہو تاکہ جسم میں نئی طاقت آئے یہی کیفیت موت کی ہو اِسی لئے موت کو نیند کہا گیا ہو (استثنا ۳۱-۱۶ و ۲ سموئیل ۷-۱۲ و اسلاطین ۱-۲۱ و ایوب ۷-۲۱ و ۱۴-۱۲ و دانیال ۱۲-۲) خداوند جانتا تھا کہ لعاذر مرگیا ہو اور اُس کی موت کو نیند فرمایا (جگاؤں) یعنے جلاؤں مُردوں کا جلانا مسیح کے لئے ایسا آسان امر ہو جیسا آدمی سوتوں کو جگاتے ہیں (ہمارا دوست) وہ مسیح کا اور سب شاگردوں کا بھی دوست تھا اِسلئے لفظ ہمارا لکھا ہو مسیح نے اور لوگوں کو بھی دوست فرمایا ہو (۱۵-۱۴ و ۱۵ و لوقا ۱۲-۴) یہہ ابراہیم کا لقب ہو (یعقوب ۲-۲۳ و ۲ تواریخ ۲۰-۷ یسعیا ۴۱-۸) اور یوحنا نے آپ کو دُلہا کا دوست کہا ہو (۳-۲۹) اگرچہ لعاذر مرگیا تھا لیکن دوستی نہیں مری تھی وفادار دوست کی دوستی باقی رہتی ہو مسیح کے دوستوں کے لئے یہاں بڑی تسلی ہو کیونکہ وہ قادر دوست ہو اور دوست یا ہیولا ہیں یا سب بے قدرت ہیں

۱۲ ۱۳ (۱۲ و ۱۳) پس اُسکے شاگردوں نے کہا ای خداوند اگر سوگیا ہو تو چنگا ہوجائیگا (۱۳) یسوع نے
تو اُس کی موت کی کہی پر اُنہوں نے خیال کیا کہ نیند کے آرام کی فرمائی ہو

بیمار کی نیند صحت کا نشان ہو وہ سمجھے کہ خدا نے اُسے نیند بخشی ہو تب بہتری کا وقت آگیا ہو بحالی کی اُمید ہوگئی ہو اگر ایسا ہو تو سفر بیفایدہ ہو (چنگا ہوجائیگا) اصل زبان میں ہو نجات پائیگا کیونکہ لفظ نجات بدنی و روحی مخلصی کو عام ہو (آیت ۲۵ و ۹-۱۲ مرقس ۲-۵۶ و ۱۰-۵۲) مسیح کے محاورے شاگردوں نے دریافت کرکے سمجھے ہیں جیسے آجتک کلام الٰہی کی باتیں بغیر سمجھائے لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں

۱۴ (۱۴) تب یسوع نے اُنہیں صاف کہا کہ لعاذر مرگیا ہو

وہ تہ نیند میں مگر موت میں ہوگیا ہو (صاف کہا) یعنے بغیر استعارہ کے (۱۶-۲۵) جب وہ یہہ کہتا تھا تو اپنی الوہیت کا اظہار کرتا تھا کہ ہمہ دان خدا ہو

۱۵ (۱۵) اور میں تمہارے سبب خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تم ایمان لاؤ پر آؤ اُس پاس چلیں

(خوش ہوں) دیکھو وہ خوش تھا جب کہ اور لوگ روتے تھے کبھی کبھی وہ ناخوش ہوتا ہو جب اور لوگ خوشی کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمہ دان مدبر ہو اور ہم نادان لوگ ہیں - وہ لعاذر کی موت سے خوش نہ تھا لیکن اُسکی موت کے نتیجہ سے خوش تھا (کہ وہاں نہ تھا) اگر وہاں ہوتا تو اُسکی بہنوں پر رحم کرکے اُسے مرنے نہ دیتا جسمانی حاضری کا لحاظ کیا جاتا لیکن اب جاکے جلاؤنگا اور تمہارے ایمان میں ترقی

ہوگی اِسلئے خوش ہوں (ف) کہیں نہیں لکھا کہ خداوند یسوع مسیح کی حاضری میں اُسکے روبرو کوئی آدمی مرگیا ہو حقیقی زندگی کے سامنے کسیکی زندگی بجھہ نہیں سکتی (آیت ۲۱) (تاکہ تم ایمان لاؤ) وہ ایمان تو لاچکے تھے (۲-۱۱ و ۶-۹) لیکن ہر ایک تجربہ سے ایمان میں ترقی اور مضبوطی آتی ہے ایمان آدمی کا ترقی یا تنزل کرتا رہتا ہے اور کامل بھی کبھی نہیں ہوتا ہاں قوی ہوجاتا ہے (۱-۵۰ و ۴-۲۹ سے ۴۲) (اُس پاس چلیں) کسکے پاس اُسکے جو مرگیا ہے نہ قبر کے پاس نہ بہنوں کے پاس لیکن مُردہ کے پاس- جو کوئی مرجاتا ہے وہ کہیں چلاجاتا ہے لوگ قبر تک بدن کے ساتھہ جاتے ہیں لیکن سب مُردے خدا کے سامنے زندہ ہیں (لوقا ۲۰-۳۸) خدا اُنہیں اپنے پاس بلا سکتا ہے اور اُنکے پاس جاسکتا ہے اور ہمیں بھی اُنسے ملا سکتا ہے نہ موت نہ زندگی نہ کوئی ہمکو مسیح سے جدا کرسکتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

۱۶ (۱۶) تب تھوما نے جو دودمس کہلاتا ہے اپنے ساتھہ کے شاگردوں سے کہا آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اُس کے ساتھہ مریں

عبرانی میں تھوما عربی میں توام یونانی میں دودمس اردو میں جوڑیا ہے یہہ آدمی جوڑیا پیدا ہوا ہوگا اِسلئے یہی اُسکا نام پڑگیا اِس آدمی کے مزاج میں ناامیدی بہت تھی (۲۰-۲۵) خوف اور اداسی تھی (۱۴-۵) لیکن محبت کی گہرائی اور بڑی وفاداری بھی تھی ایمان تھوڑا محبت بہت تھی عقل بھی موٹی سی تھی اسوقت ملک یہودیہ میں جانے سے ڈرتا تھا لیکن پیچھے وہ ہندوستان میں آکے موا (اُسکے ساتھہ مریں) لعازر کے ساتھہ یا مسیح کے ساتھہ مسیح کو یہودی مار ڈالنا چاہتے تھے اور مسیح وہاں جاتا ہے باز نہیں آتا چلو ہم بھی اُس کے ساتھہ مریں ساتھہ مرنے کو طیار ہے محبت کے سبب سے باتوں کو نہیں سمجھتا عقل اور ایمان میں کمزوری کے باعث سے

۱۷ (۱۷) پس یسوع نے آکے دریافت کیا کہ اُسے قبر میں پڑے چار دن ہوئے

لعازر جسدن موا اُسی دن دفن ہوا تھا بیت عنیا پیریا سے ایک دن کی راہ تھا جسدن بہنوں نے قاصد بھیجا بعد روانگی قاصد کے وہ مرگیا تھا اور قاصد اُسی دن شام کو مسیح کے پاس پیریا میں آیا اور مسیح وہ خبر سُنکے دو روز اور چپکر رہا نہ گیا تب مرے کو اور دفن ہوئے کو تین دن ہوگئے چوتھے دن مسیح کچھہ دن رہتے وہاں آیا اور سُنا کہ چار دن سے قبر میں ہے

۱۸ (۱۸) اور بیت عنیا یروشلم سے نزدیک تخمیناً پندرہ تیر کے ٹپے پر تھا

یہہ فاصلہ تخمیناً دو میل کا ہے اِسلئے یروشلم کے یہودی وہاں بآسانی آمد و رفت کرسکتے تھے

۱۹ (۱۹) اور بہت سے یہودی مارتھا اور مریم کے پاس آئے تھے تاکہ اُن کے بھائی کی بابت اُنہیں تسلی دیں

ماتم پرسی یا تعزیت کے لئے آئے تھے سب قوموں میں یہہ دستور جاری ہے اور اچھا دستور ہے موسیٰ اور ہارون پر تیس دن ماتم ہوا تھا (استثنا ۳۴-۸ و گنتی ۲۰-۲۹) لیکن عام دستور یہہ تھا کہ سات دن ماتم رہے (پیدایش ۵۰-۱۰ و ا صموئیل ۳۱-۱۳ و ا تواریخ ۱۰-۱۲) ایسی ہمدردی پر خدا کی برکت ہوتی ہے اور وہ جو آتے ہیں اپنے لئے بھی فایدہ حاصل کرتے ہیں کہ دنیا ناپایدار کا غلبہ کچھ دل پر ہلکا ہوتا ہے لیکن اس میں کچھ ثواب نہیں ہے نہ کچھ پڑھنے پڑھانے سے مُردہ کو ثواب پہونچتا ہے وہ جو کہتے ہیں کہ خیرات سے یا دعاؤں سے مُردوں کو ثواب پہونچتا ہے یہہ انسانی فریب کی بات ہے کلام اللہ سے ثابت نہیں ہے مگر ہمدردی اور عبرت پذیری اور مددگاری کا کام ہے جو مفید ہے (واعظ ۷-۲ و ۳)

۲۰ (۲۰) سو مارتھا نے جونہیں سُنا کہ یسوع آتا ہے اُسکا استقبال کیا پر مریم گھر میں بیٹھی رہی

(بیٹھی رہی) اُسے اُس کی آمد کی خبر نہیں ملی ہوگی (آیت ۲۸) اور مارتھا گھر کے کاروبار میں اِدھر اُدھر پھرتی ہوگی اُس نے پہلے سن لیا کہ خداوند آتا ہے اور بہن سے نہیں کہا تاکہ وہ یہودیوں کی مہمانداری میں بیٹھی رہے آپ فوراً استقبال کے لئے نکلی

۲۱ (۲۱) تب مارتھا نے یسوع کو کہا اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا

اِن الفاظ میں کچھ شکوہ سا ہے تو بھی اُسکے دل میں یقین ہے کہ مسیح کی ایسی قدرت ہے کہ اگر یہاں ہوتا تو لعاذر کو مرنے نہ دیتا (آیت ۳۲) میں مریم نے بھی ایسا ہی کہا ہے (ف) مسیح اپنی جسمانی غیر حاضری میں بھی بچا سکتا ہے اگر چاہے لیکن وہ اِسلئے نہیں آیا کہ اپنے لوگوں پر سے موت کو دور دفع کرے ہاں ایک وقت چلا آتا ہے جب کہ موت کو نیست کر ڈالیگا پھر کوئی نہ مریگا لیکن فی الحال تو یہہ الٰہی قانون جاری ہے کہ ہر آدمی اپنے وقت پر مر جائے ہاں اگر ہماری غفلت سے مر جائے تو افسوس کی بات ہے لیکن جب وہ سب کچھ کیا جو کر سکتے تھے اور پھر بھی وہ مر گیا تو صبر کی جگہ ہے کہ خدا کو یونہیں پسند آیا اور اُسکا وقت آگیا تھا

۲۲ (۲۲) لیکن اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے خدا تجھے دیگا

(اب بھی) اِس سے اُس کے دل میں کچھ امید پائی جاتی ہے تو بھی صاف نہیں کہتی اِسلئے کہ مُردہ کا جی اُٹھنا مشکل بات ہے

(میں جانتی ہوں) یہہ بات جانتی ہو کہ وہ خدا کا ایسا پیارا شخص ہو کہ جو کچھ خدا سے مانگے خدا اُسے دیگا کیونکہ اُس نے اُسمیں پہلے کچھ ایسی برکتیں دیکھی تھیں لیکن وہ اب تک نہیں جانتی کہ مسیح میں الوہیت ہو اور وہ خدا باپ کے برابر ہو وہ اپنی قوت اور قدرت سے جلا سکتا ہو کیونکہ اُس کی اور خدا باپ کی قوت ایک ہی ہو ذات کی یگانگی سے (تو مانگے) یعنے بطور گدائی کے اس طور سے مانگنا آدمیوں کا کام ہو (۱۴-۱۳ و ۱۵-۱۶ و ۱۶-۲۳) مسیح نے اپنے حق میں ایسے لفظ کا استعمال نہیں کیا مگر التماس کا استعمال وہ کرتا ہو (۱۶-۲۶) مارتھا نادانی سے اُسکے حق میں لفظ گدائی لاتی ہو کیونکہ اب تک اُسے پورا پورا نہیں جانا

۲۳ (۲۳) یسوع نے اُسے کہا تیرا بھائی پھر اُٹھیگا

خداوند اُس کے ایمان کی کمزوری اور اُسکی غلطی کی کچھ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ اب تک اُسے ایسی معرفت بخشی نہ گئی تھی لیکن اُسکی محبت کو قبول فرماتا ہو اور جلدی اُس کے دلی زخم پر مرہم رکھتا ہو کہ وہ پھر اُٹھیگا (ف) اُٹھیگا اِس لفظ میں بڑی تسلی ہو ایمانداروں کی روحوں کے دل میں یہہ لفظ لکھا ہوا ہو اسی لئے وہ مُردوں پر نا امیدی کا ماتم نہیں کرتے اور اس لفظ کا بیان کلام اللہ میں ہو اور اِسکا ثبوت مسیح یسوع کی ذات پاک میں ہو (ف) مسیح نے نہیں فرمایا کہ ابھی اُٹھیگا اگرچہ اُسکا ارادہ ابھی اُٹھانے کا تھا اور اُٹھایا بھی لیکن ایسا لفظ بولا جس سے اُسکے خیال کو قیامت کی طرف پہونچائے اور مارتھا کا خیال اُسی طرف پہونچ بھی گیا اس میں خداوند نے ہم سبھوں کو تسلی کا حصہ بخشا تھا کہ وہ ہم سب کو آخری دن میں اُٹھائیگا

۲۴ (۲۴) مارتھا نے اُسے کہا میں جانتی ہوں کہ قیامت میں پچھلے دن جی اُٹھیگا

لعازر کے جی اُٹھنے کا مرکز یہی قیامت ہو اور معجزہ اسی پر قایم ہو مُردوں کی قیامت کا بیان کچھ نئی تعلیم نہیں ہو ایوب نے اور دانیال نے اُسکو پہچانا تھا (ایوب ۱۹-۲۶ و ۲۷ دانیال ۱۲-۱) اور پیغمبروں نے بھی اُسکا بیان کیا ہو اور فریسیوں نے اس تعلیم کو قبول کیا تھا اگرچہ صدوقیوں نے انکار کیا لیکن کلام کی مخالفت کرکے انکار کیا ہو یہی اعتقاد مارتھا کے ایمان کا ایک رکن تھا اگرچہ قیامت اُسوقت بہت دور تھی اور اب بھی معلوم نہیں کہ کب ہوگی تو بھی وہ دور کی بات پر اعتقاد رکھتی تھی لیکن جو اُس سے باتیں کرتا تھا قیامت کا مالک تھا مارتھا نے اُسے نہ پہچانا کبھی کبھی زندگی کا چشمہ ہمارے نزدیک آجاتا ہو اور ہم نہیں پہچانتے

۲۵ (۲۵) یسوع نے اُسے کہا قیامت اور زندگی میں ہی ہوں جو مجھہ پر ایمان لائے اگرچہ مرجائے تو بھی جیئیگا

مارتھا جانتی تھی کہ آخری دن میں خدا کی قدرت سے قیامت ہوگی اُسے معلوم نہ تھا کہ قیامت کے دن اس شخص یسوع مسیح کا کلام

کیا ہوگا پس وہ بتلاتا ہی کہ قیامت میں ہوں یعنے قیامت کا اصلی سبب میں ہوں کہ مُردے میری آواز سنینگے اور جئینگے (۵-۲۸) قیامت میں سب کی زندگی مجھہ سے ہوگی (میں ہوں) نہ آنکہ ہونگا لیکن اب موجود ہوں پس میری طاقت و قدرت نہ صرف آخری دن پر موقوف ہی جب چاہوں جلا سکتا ہوں

۲۶ (۲۶) اور جو کوئی جیتا ہی اور مجھہ پر ایمان لاتا ہی ابد تک نہ مریگا کیا تو یہہ یقین لاتی ہی

(جیتا ہی) یعنے جسمانی بدنی زندگی رکھتا ہی (اور مجھپر ایمان لاتا ہی) یعنے آپ کو میرے سپرد کرتا ہی مجھہ میں ہو رہتا ہی اور مجھہ پر آسرا دھرتا ہی اور میری اطاعت کرتا ہی لفظ ایمان میں یہہ سب مضامین مندرج ہیں (ابد تک نہ مریگا) روحانی موت اُسپر کبھی نہ آئیگی اُسکی روح ہمیشہ جیتی رہیگی کیونکہ روح انسانی کی زندگی حقیقی ایمان سے ہی جو مسیح پر ہی پس اُسکا بدن اگرچہ اپنے وقت پر مر جائیگا اُس گناہ کے سبب سے جو اُس میں ہی تو بھی روح اُس کی راستبازی کے سبب سے جیتی رہیگی کہ میری راستبازی اُسکے حق میں ایمان کے وسیلہ سے محسوب ہو جائیگی اور آیندہ قیامت میں اُسکا بدن بھی مجھہ سے جلایا جائیگا (کیا تو یہہ یقین لاتی ہی) یہہ ایمان ہی جو اوپر بیان ہوا کہ مسیح قیامت اور زندگی ہی اور مسیحی مُردے جی اُٹھینگے اور ابدی موت کا مزہ نہ چکھینگے کیا تو ای عورت یہہ ایمان رکھتی ہی مسیح معجزانہ مدد کے لئے ہمیشہ ایمان تلاش کرتا ہی جہان ایمان نہیں ہی وہاں صحت نہیں بخشتا یہہ دکھلاتا ہی کہ حصول برکات کا وسیلہ ایمان ہی (متی ۹-۲۲) تیرے ایمان نے تجھے بچایا (۲۸) کیا تمہیں اعتقاد ہی کہ میں یہہ کر سکتا ہوں (متی ۱۳-۵۸) اُن کی بے اعتقادی کے سبب وہاں بہت معجزے نہیں دکھائے (۱۷-۲۰)

۲۷ (۲۷) اُس نے اُسے کہا ہاں ای خداوند مجھے یقین ہی کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنیوالا تھا تو ہی ہی

(یقین ہی) یونانی میں ماضی کا صیغہ ہی یعنے مجھے یقین ہو چکا ہی اور اِس خیال کو میں نے اپنا ایمان سمجھہ لیا ہی کہ تو وہی شخص ہی جس کے حق میں سارے پیغمبروں نے باتیں کی ہیں کہ (خدا کا بیٹا) جو خدا کی اور انسان کی شکستہ رفاقت کو بحال کرنیوالا (مسیح) خدا سے مقرر شدہ عہدۂ رسالت و کہانت و بادشاہی کا مکمل کنندہ (جو دنیا میں آنیوالا تھا) جسکا ذکر پیغمبروں نے خدا سے معلوم کرکے پہلے کیا تھا کہ دنیا میں آئیگا (متی ۱۱-۳) جسکی انتظاری ہمیشہ قوموں نے کی ہی وہ شخص (تو ہی ہی) اسیطرح لوگوں نے روٹیوں کا معجزہ دیکھکر کہا تھا کہ یہی ہی (یوحنا ۶-۱۴) یہہ ویسا ہی اقرار ہی جیسے پطرس نے کیا تھا (متی ۱۶-۱۶) مارتھا ایماندار تھی اگرچہ مسیح کی باتیں کم سمجھتی تھی مارتھا نے اب تک یہہ نہ سمجھا تھا کہ مسیح قیامت و زندگی ہی اور اُسکے لوگ ہرگز نہ مرینگے ہاں یہہ جانتا تھا کہ وہ مسیح موعود ہی اُسنے دین مسیح کی الف بے پڑھی تھی

۲۸ (۲۸) اور یہہ کہکے چلی گئی اور چپکے اپنی بہن مریم کو بُلایا اور کہا اُستاد آیا ہی اور تجھے بُلاتا ہی

(چپکے) تاکہ مریم اکیلے خداوند کی ملاقات پہلے کرے اور کہ گھر میں شور و غل نہ ہو (اُستاد آیا ہی) یہہ نام اُنہوں نے آپس میں مسیح کو دے رکھا تھا اور خود مسیح نے اِس نام کو قبول فرمایا ہی (متی ۲۳-۸ و ۱۰ یوحنا ۲۰-۱۶ و ۱۳-۱۳) اور کہا (تجھے بُلاتا ہی) شاید پہلے مسیح نے مریم کو یاد کیا ہوگا کہ وہ کہاں ہی اِسلئے مارتھا نے اب جاکے مریم کو بُلایا

۲۹ (۲۹) اُس نے جونہیں یہہ سُنا جلد اُٹھی اور اُس پاس آئی

یہاں سے ظاہر ہی کہ وہ جو پہلے گھر میں بیٹھی رہی تو اُسے خبر نہ ملی تھی اب سُنتے ہی فوراً اُٹھی یہاں سے اور (لوقا ۱۰-۳۸ سے ۴۰) اُس کی محبت ظاہر ہی

۳۰ (۳۰) اور یسوع ہنوز بستی میں نہ پہونچا تھا بلکہ اُسی جگہ تھا جہاں مارتھا اُس سے ملی تھی

معلوم ہوتا ہی کہ مسیح اہل تعزیت سے الگ ہو کے بہنوں کو دیکھنا چاہتا تھا اِسی لئے وہاں ٹھہرا رہا اور مارتھا نے بھی مریم کو چپکے اِسی لئے بُلایا ہوگا

۳۱ ۳۲ (۳۱ و ۳۲) پس یہودی جو اُس کے ساتھ گھر میں رہتے اور تسلّی دیتے تھے یہہ دیکھ کے کہ مریم جلد اُٹھی اور باہر گئی یوں کہتے ہوئے اُس کے پیچھے ہو لئے کہ وہ قبر پر جاتی ہی تاکہ وہاں رووے (۳۲) اور مریم جب اُس جگہ جہاں یسوع تھا پہونچی اور اُسے دیکھا تو اُس کے پاؤں پر گری اور اُس سے بولی اَی خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا

یہودی سمجھے کہ مریم رونے جاتی ہی یہودی بہت روتے ہیں اُن میں ماتم کی بڑی عادت ہی یروشلم میں ابتک ایک جگہ رونے کی مقرر ہی جہاں یہودی جاکر رویا کرتے ہیں اُس جلال کے لئے جو اُن سے جاتا رہا ہی (پاؤں پر گری) جیسے بزرگوں کے قدموں پر گرتے ہیں اور جیسے خدا کے سامنے سجدہ کرتے ہیں (متی ۲-۱۱) مریم نے مارتھا کی مانند بہت باتیں نہیں کیں اور کام بھی وہ کیا جو مارتھا نے نہیں کیا تھا یعنے جاتے ہی قدموں پر گر پڑی اور دل سوزی سے کہا اَی خداوند الخ اُسی غم کی شدت میں اور باتیں کرنے کی فرصت کہاں تھی

اُس غمزدہ نے دلی محبت معبود کے سامنے انڈیل دی (ف) وہ جو خوشی کے وقت مسیح کے پاؤں پاس بیٹھکے اُس کی سُنتے ہیں وہ دُکھ کے وقت ضرور قدموں پر گرینگے اور برکت پائینگے

۳۳ (۳۳) پس جب یسوع نے اُسکو دیکھا کہ روتی ہے اور یہودیوں کو بھی جو اُس کے ساتھ آئے تھے کہ روتے ہیں تو روح میں آہ ماری اور ماتم کیا

اُن لوگوں کا رونا خاصکر کے مریم کا رونا تہِ دل سے تھا جو مسیح خداوند کے دل پر موثر ہوا یونانی میں ہے کہ آپ کو مضطرب کیا (۱۲-۲۷ و ۱۳-۲۱) میں بھی یہی لفظ ہے جسکا سمجھنا مشکل ہے لیکن آیت بالاے ان دو مقاموں کو کچھ سمجھ سکتے ہیں روح میں آہ ماری یعنے ایسی آہ جو تہِ دل سے نکلی۔ یہہ نشان انسانیت کا تھا اور اُس کی انسانیت کامل تھی اُس سے کامل ہمدردی ظاہر ہوئی یہہ جوش محبت تھا جو ظاہر ہوا بغیر گناہ کے اُس میں کوئی نامناسب حرکت نہ تھی اُسکا جوش معتدل اور بالگام تھا ہمارے جوش بے لگام اور بیقراری کے ہوتے ہیں جن میں کمزوری ہوتی ہے اُسکے جوش میں اور ہمارے جوش میں وہی فرق ہے جو صاف اور گدلے پانی میں ہے (ف) مسیح کے دل میں مریم کے دُکھ کا اثر ہوا عیسائیوں کے دلوں میں بھی دُکھوں کا اثر ہوتا ہے ہم ہندو بیراگیوں اور فقیروں اور اُن بیہودہ گیانیوں کی مانند نہیں ہیں جن کے دل پتھر ہو گئے ہیں اور انسانیت کا خاصہ کہ ہمدردی ہے دلوں سے بکوشش نکالتے ہیں اور بے رحم ہو جاتے ہیں اُس بری تعلیم کے سبب سے جو اُنہوں نے پیدا کی ہے عیسائی روتے ہیں لیکن نا امیدوں کی طرح نہیں روتے (۱ تسلونیقی ۴-۱۳) (ف) مسیح کی اس آہ کا سبب کیا تھا الٰہی محبت کا جوش اُس بربادی پر جو گناہ کے سبب دنیا میں آگئی ہے اور انسانی رحم اور محبت کا جوش بھی تھا جو ہمدردی کے سبب مناسب ہے اور شاید اُسمیں کچھ خفگی و افسوس کا بھی جوش ہو کہ اسقدر محنت اور خدمت کے بعد بھی ایمان میں کمزور ہیں دیکھو (مرقس ۸-۱۲ و یوحنا ۱۲-۲۷) سب لوگ اپنی بگڑی ہوئی طبیعت اور وبال گناہ کے سبب دُکھ درد میں رہتے ہیں لیکن مسیح بے گناہ اور درست طبیعت کا شخص تھا جسکو دُکھوں سے کچھ سروکار نہ تھا پر اُسنے ہمدردی اور رحم کے سبب سے آپ کو دُکھوں میں ڈالا (متی ۸-۱۷، عبرانی ۵-۱ سے ۲ و ۴-۱۵)

۳۴ (۳۴) اور کہا تم نے اُسے کہاں رکھا اُنہوں نے کہا اے خداوند آ اور دیکھ

صرف یہی ایک مقام ہے جہاں مسیح پوچھتا ہے کہ مجھے کچھ بتلا دو یعنے اُس کی قبر ورنہ اُسنے دنیا میں کبھی کسی سے کچھ نہیں پوچھا وہ ہر بات سے آگاہ تھا وہ ضرور جانتا تھا کہ اُسے کہاں رکھا ہے بلکہ وہ تو بیریا میں بیٹھا ہوا یہہ بھی جانتا تھا کہ اب لعازر کی جان نکل گئی ہے لیکن اُسنے اِسلئے پوچھا کہ دنیا جانے کہ لعازر کے دفن کرنے میں کچھ فریب نہیں ہوا بلکہ وہ لوگ آپ جنہوں نے دفن کیا ہے چلکر سب کے

سامنے کہیں کہ یہاں ہم نے مُردہ گاڑا ہی۔ اگسطین صاحب کہتے ہیں کہ اگر وہ سیدھی راہ لیکر بغیر دریافت کئے قبر پر چلا جاتا تو بے ایمان یہودی جو یروشلم سے آئے تھے یوں کہتے کہ اِس معاملہ میں کچھ فریب ہی

۳۵ (۳۵) یسوع رویا

ساری بیبل میں یہی سب سے چھوٹی دو لفظوں کی آیت ہی لیکن اُس میں بہت کچھ ہی کون رویا۔ یسوع رویا لفظ یسوع اور اُس شخص پر جسکا یہہ نام ہی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ وہ کیسا شخص ہی اور اُس سے رونا صادر ہوا تب ہم کیا کیا کچھ یہاں سے سیکھ سکتے ہیں۔ وہ یروشلم پر بھی رویا تھا (لوقا ۱۹-۴۱) وہاں ایک قوم کی ہلاکت پر افسوس تھا اور وہ ہلاکت دنیا کی نظروں سے اُسوقت پوشیدہ تھی لیکن اِس شخص کی نظروں کے سامنے تھی اس جگہ ایک دوست کی موت پر روتا ہی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اُسکے رونے سے رونا پاک ہو گیا کہ دوستوں کی موت پر رونا گناہ نہیں ہی بلکہ جوش محبت ہی اور ایسا غم بھی جو دل پر آوے پاک ہی۔ مسیح جانتا تھا کہ میں ابھی اُسے جلاؤنگا اور اِن سب کا غم خوشی سے بدل جائیگا تو بھی وہ رویا تاکہ اپنی انسانیت اور انسانی مشارکت اور ہمدردی کا اظہار کرے اور اُسکے بعد الوہیت کی ماہیت کو دکھلائے کہ سب اُسکو اللہ انسان سمجھیں نہ محض اللہ نہ محض انسان مگر اللہ انسان۔ مسیح کے سب معجزوں پر غور کرو کہ جب وہ کوئی الٰہی قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہی تو اُس کے ساتھ کچھ انسانیت کا بھی کام کرتا ہی۔ مسیح رویا رونیوالا انجی بہت پیارا ہی بہ نسبت اُس سنگدل مرشد کے جو ہمہ اوست کا قایل ہو کے اپنے دل کو پتھر بنا لیتا ہی۔ مسیح کا رونا انجیل میں دو جگہ مذکور ہی یہاں اور یروشلم پر لیکن ہنسنے کا کہیں ذکر نہیں ہی ہاں خوشی دل میں آنے کا ذکر ہی اور فرشتوں کی بابت نہ رونے کا نہ ہنسنے کا مگر خوش ہونے کا ذکر ہی کیونکہ رونا جسم و خون سے متعلق ہی اور ہنسنا کچھ سنجیدگی کے خلاف ہی

۳۶ (۳۶) سو یہودی بولے دیکھو اُسے کیسا پیار کرتا تھا

دوستوں کی پوشیدہ محبت اکثر جدائی کے وقت غم کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی ہی تب لوگ اُس محبت سے آگاہ ہوتے ہیں یہہ دنیا کا قاعدہ ہی۔ لیکن آیندہ جہان میں یہہ سب رونا اور غم اپنے مرکز کی طرف بہہ جائیگا یعنے بے ایمانوں کی طرف چلا جائیگا اور مسیح کے دل میں جو ہماری پوشیدہ محبت ہی خوشی و جلال کی صورت میں ظاہر ہوگی اُس وقت بے ایمان کہینگے کہ یہی لوگ خدا کے پیارے تھے اور خدا اِنسے کیسی محبت رکھتا تھا دیکھو یہہ حقیر عیسائی خدا کے کیسے پیارے تھے

۳۷ (۳۷) پر بعضوں نے اُن میں سے کہا کیا جسنے اندھے کی آنکھیں کھولیں یہہ نکر سکا کہ وہ بھی نہ مرتا

و باب کے معجزے کا ذکر کرتے ہیں جو یروشلم میں مشہور تھا اور یہہ بات اعتراض کے طور پر معلوم ہوتی ہو تو بھی اُس معجزے پر اُن کی طرف سے گواہی ہو (کیا یہہ نہ کر سکا) یہہ ساری بے ایمانی جو آدمیوں میں رہتی ہو الفاظ (کیا اور کیوں اور کسواسطے) بولا کرتی ہو اسلئے کہ انسان کی بگڑی ہوئی طبیعت ہمیشہ مشکلات کی طرف دیکھتی ہو پر ایمان خدا کی طرف تکتا ہو اور کہتا ہو جو اُس کی مرضی ہوئی سو اُسنے کیا اور جو چاہتا ہو سو کرتا ہو میں کون ہوں جو اگر مگر کروں میری مجوزہ تدبیروں سے تو وہ کام نہیں کرتا ہو لیکن اپنی حکمت و قدرت اور ارادہ سے وہ سب کام کرتا ہو

۳۸ (۳۸) پس یسوع اپنے دل میں پھر آہ کرتا ہوا قبر پر آیا۔ وہ ایک غار تھا اور اُس پر ایک پتھر دھرا تھا

آنسو بہانا چھوڑ دیا اور اندرونی آہ مارتا ہوا جوش کے ساتھ قبر پر آیا۔ وہ دنیا میں آیا تھا کہ موت پر فتح پائے اور موت کے پنجہ سے آدمیوں کو نکالے ابھی تک یہہ کام پورا نہیں کر چکا تھا کہ موت پر فتح یاب نہیں ہوا تھا اور موت کا ظلم یہاں دیکھتا ہو اور اُسپر آہ کرتا ہوا قبر پر جاتا ہو (وہ ایک غار تھا) یعنے نشیب اور سلامی سے اُس نشیب میں اُترتے تھے چنانچہ اب تک وہ ویسا ہی ہو اور لوگ وہاں دیکھنے کو جاتے ہیں (پتھر دھرا تھا) پہاڑوں میں اسطرح سے گاڑتے ہیں کہ ایک گڑھے میں مُردے کو ڈالکر پتھر دھر دیتے ہیں وہ پتھر کے نیچے پوشیدہ ہو جاتا ہو کیونکہ وہاں سنگستان ہو مٹی کی قبریں کھود نہیں سکتے (متی ۲۷-۶۶)

۳۹ (۳۹) یسوع نے کہا پتھر کو اُٹھاؤ۔ مُردہ کی بہن مارتھا نے اُسے کہا ای خداوند اُس سے تو اب بدبو آتی ہو کیونکہ اُسے چار دن ہوئے

مسیح میں قدرت تھی کہ پتھر خود بخود سرک جاتا لیکن وہ چاہتا ہو کہ آدمی اپنا کام جہاں تک اُنکی قدرت ہو کریں اور جہاں اُنکی قدرت نہیں چلتی وہاں خدا کا کام ہوگا جیسے قانا جلیل میں مٹکے آدمیوں سے بھروائے تھے مسیح کی قبر پر جو پتھر تھا وہ کسی آدمی سے نہیں اُٹھایا گیا تاکہ وہ اکیلا ہو کے نبی ہو مگر انسانوں کی قبر دنسے پتھروں کا اُٹھانا آدمیوں کا کام ہو اور جلانا اُسکا کام ہو ہندستان میں عیسائیوں کا یہہ کام ہو کہ تعصب اور نادانی اور ٹھوکر دنکے پتھروں کو وہ اُٹھائیں اور خداوند اپنی آواز سے اُن مُردوں کو جلائیگا مارتھا کا خیال ہو کہ مُردہ لاش کی بدبو کے سبب حقارت اور ذلت ہو

۴۰ (۴۰) یسوع نے اُسے کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا کہ اگر تو ایمان لائے تو خدا کا جلال دیکھیگی

اُسکے ایمان میں اور فہم میں کمزوری تھی اُسے بدبو کا خیال ہو مسیح جلال کا وعدہ کرتا ہو لیکن ایمان کو درمیان میں لاتا ہو (ف) مارتھا کہتی ہو کہ چار دن ہوئے لیکن مسیح کے سامنے چار دن کا مُردہ اور ہزاروں برس کا مُردہ اور چار گھنٹے کا مُردہ سب برابر ہیں وہ

آخری دن میں سب کو اُٹھائیگا اُن کو بھی جنکے جسمانی نشان تک بھی مٹ گئے ہیں (ف) لاش کی سڑن ایسی مکروہ ہی کہ پیاری بہن نفرت کرتی ہی

۴۱ (۴۱) تب اُنہوں نے پتھر کو وہاں سے جہاں مُردہ پڑا تھا اُٹھایا اور یسوع نے آنکھیں اُٹھائیں اور کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سُنی ہی

آدمیوں نے حکم مان لیا اور پتھر کو اُٹھایا کیونکہ اُنہوں نے مسیح کی بہت سی باتیں دیکھی اور سُنی تھیں اِسلئے اُنہوں نے اپنا کام کیا اب خدا کا کام باقی رہگیا (آنکھیں اُٹھائیں) آسمان کی طرف کیونکہ آسمان خدا کا تخت ہی جہاں وہ جلوس فرما ہی اگرچہ وہ آسمان اور زمین ہر دو کو بھرتا ہی تو بھی آسمان اُس کے جلال کا بڑا مظہر ہی داؤد کہتا ہی (زبور ۱۲۳-۱) میں نے اپنی آنکھ تیری طرف اُٹھائی ہی اے آسمان پر بیٹھنے والے - مسیح نے ایک بار اور بھی ایسا کیا تھا (۱۷-۱) اب مسیح نادیدنی باپ سے باتیں کرنے لگا بعض شریر یہودی نے کہا تھا کہ مسیح شیطان کی قدرت سے معجزے کرتا ہی اِس سبب سے بھی وہ خدا کے ساتھ سب کے سامنے ہمکلام ہوا تاکہ معلوم کریں کہ یہہ قوت خدا کی ہی (اے باپ) بڑے کام کے شروع میں نبیوں نے بھی خدا سے دعائیں کی ہیں اور ہمیں بھی دعا کرنا مناسب ہی لیکن یہہ جو مسیح نے کیا یہہ کچھہ دعا نہیں ہی صرف حاضرین کے لئے کچھہ تعلیم تھی وہ باپ کے ساتھہ رفاقت دکھلاتا تھا وہ فرماتا ہی کہ (میں شکر کرتا ہوں) اِس بات پر کہ تو نے میری سُنی ہی - بظاہر تو اُسوقت اُسنے کوئی درخواست نہیں کی تھی شاید وہ اپنے دلی ارادہ کو درخواست فرماتا ہی اور اُسکے منظور ہونے کو سُننا کہتا ہی یا اُسنے اِس سے پہلے کچھہ کہا ہوگا جب کہ آہ ماری تھی اُسوقت اُس کی روح نے کچھہ عرض کی ہو گی (رومی ۸-۲۶) خدا تعالیٰ ہماری حاجتوں اور سب مرادوں سے واقف ہی تو بھی فرض ہی کہ ہم زبان سے عرض کریں (ہوسیع ۱۴-۲ لوقا ۱۱-۲)

۴۲ (۴۲) اور میں نے جانا کہ تو ہمیشہ میری سُنتا ہی - پر اِن لوگوں کے سبب جو آس پاس کھڑے ہیں میں نے یہہ کہا تاکہ ایمان لائیں کہ تو نے مجھے بھیجا ہی

(ہمیشہ سُنتا ہی) یعنے جو کچھہ میرا ارادہ ہوتا ہی وہی تو کرتا ہی اور جو کچھہ تیرا ارادہ ہوتا ہی وہی میرا ہوتا ہی اس پر بہت زور ہی کہ جو میں چاہتا ہوں تو کرتا ہی (پر اِن لوگوں کے سبب) یعنے یہہ شکریہ جو میں علانیہ کرتا ہوں اُسکا سبب یہہ ہی کہ یہہ لوگ جو پاس کھڑے ہیں مجھے تیری طرف سے بھیجا ہوا یعنے تجھہ سے نکل کے دنیا میں آنیوالا سمجھیں (ایمان لائیں) میرے اوپر کیونکہ تجھے جانتے ہیں اور مجھے نہیں پہچانتے اِسلئے تیرے ساتھہ ہمکلام ہوکے آپ کو اُنپر ظاہر کرتا ہوں کہ وہ ایسا ایمان لائیں کہ (کہ تو نے مجھے بھیجا ہی) تیری ذات میں سے

نکلا ہوں اِسلئے خدائی کے کام مجھ سے ہوتے ہیں (ف) یہہ باتیں جو اُسنے کہیں ہمارے ایمان کے لئے مفید تھیں نہ مسیح کے لئے

(۴۳) اور یہہ کہکے بلند آواز سے چلّایا کہ اے لعاذر نکل آ ۴۳

(بلند آواز سے) وہ مثل جادوگروں کے پھس پھسایا نہیں کہ وہ اپنے ہونٹھوں میں کچھہ پڑھا کرتے ہیں لیکن اُسنے آواز بلند کرکے کہا (یشعیاہ ۸-۱۹) یہہ آواز اُس آیندہ آواز کا نمونہ تھا جو اسی مسیح سے نکلیگی اور تمام دنیا کے سب مُردے سُنینگے (۵-۲۵) کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنینگے (آیت ۲۸) وہ آیا تھا کہ لعاذر کو موت کی نیند سے جگائے تب اُسنے اُسے بلند آواز سے جگایا اور سب نے اُسکی آواز کو سُنا (۱۲-۱۷) مسیح کی بلند آواز نے لعاذر کو نہیں جلایا بلکہ اُسکی اُس قدرت نے جو آواز کے ساتھہ تھی (نکل آ) نہیں کہا کہ جی اُٹھہ گویا کہ وہ مسیح کے سامنے بھی مُردہ ہو جیسے سب آدمیوں کے سامنے مُردہ تھا وہ اللہ کے سامنے زندہ تھا جیسے سب مُردے اللہ کے سامنے موجود اور زندہ ہیں۔ مسیح بادشاہی اختیار سے بولا جیسے اُسنے یایر کی لڑکی اور نائین شہر کے جوان کو کہا تھا اور جیسے کسی کو کہا تھا کہ اپنا ہاتھہ لمبا کر اور کہا تھا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے اور جیسے ہوا اور دریا اور بخار کو بھی دھمکایا تھا اور جیسے کہا تھا کہ بستر اُٹھا کے چلا جا (ف) یہہ معجزہ انجیل کی آواز کا ایک نمونہ ہے جس سے مُردہ روحوں میں زندگی آجاتی ہے

۴۴ (۴۴) اور وہ جو مرگیا تھا کفن سے ہاتھہ اور پاؤں بندھے ہوئے باہر آیا اور اُسکا چہرہ گرداگرد رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ یسوع نے اُنہیں کہا اُسے کھولو اور جانے دو

اگر وہ پہلے سے موا نہ تھا تو اِس لپیٹ سے مرجاتا کیونکہ سانس گھٹ جاتا اُسکا تمام بدن بھی کتانی کپڑے سے خوشبو کے ساتھہ لپیٹا ہوا تھا جیسے کہ دفن میں یہودیوں کا دستور تھا (۱۹-۴۰ و اعمال ۵-۶) باہر آیا فوراً تمام سڑن رفع ہوگئی بدن درست ہوگیا جان بدن میں آگئی اور طاقت نکلنے کی بھی موجود ہوگئی سب کچھہ درست ہوگیا لیکن کفن وغیرہ نہیں کھل گیا کہ وہ سب یہودی جو دفن کے وقت نہ تھے اور اب تعزیت کے لئے آئے ہیں دیکھہ لیں کہ وہ فی الحقیقت مُردہ تھا اور سچ مچ مسیح نے جلا دیا ہے اور اِسلئے بھی کفن اُسے نہیں چھوڑتا ہے کہ وہ پھر مریگا چنانچہ ۳۰ برس بعد وہ پھر مرگیا تھا کیونکہ وہ قیامت کا اُٹھنا نہیں اُٹھا تھا ہاں قیامت کا نمونہ تھا (اُسے کھولو) یہہ کام تم کرو اُسے چھوڑو اور معجزہ کی کیفیت سے خوب واقف ہو جاؤ (ف) چار دن تک لعاذر کی جان کہاں رہی تھی بہشت میں رہی ہوگی جہاں ایمانداروں کی روحیں بعد انتقال فوراً جاتی ہیں (لوقا ۲۳-۴۳) حدیثوں میں ہے کہ لعاذر جی اُٹھنے کے بعد ۳۰ برس جیا اور کبھی کسی نے اُسے ہنستا نہیں دیکھا اگر یہہ درست ہے تو کوئی کیفیت اُس جہان کی ضرور اُسکے دل پر موثر ہوگی تھی۔ لعاذر نے اُس جہان کی بابت اپنا کوئی مشاہدہ بیان نہیں کیا ہے یہہ کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے پولوس رسول بھی فردوس میں

پہونچا یاگیا تھا اور اُسنے وہاں وہ باتیں سُنیں جنکا کہنا بشر کو جایز نہ تھا (۲ قرنتی ۱۲-۴) (ف) انجیلوں میں تین مُردوں کے جلانے کا ذکر ہی یایر کی لڑکی جو بستر پر تھی ایک جوان جنازہ میں تھا اور یہہ مُردہ جو قبر میں سڑ گیا تھا ان میں عمر کا درجہ بھی ہی اور مقامات کا فرق بھی ہی

۴۵ (۴۵) پس یہودیوں میں سے بہتیرے جو مریم کے پاس آئے تھے اور یسوع کے یہہ کام دیکھے اُس پر ایمان لائے

(بہتیرے) نہ سب کے سب کیونکہ لوگ اپنی اندرونی کیفیت کی رعایت سے نشانوں پر ملاحظہ کیا کرتے ہیں ہر کوئی سچائی کو صاف نہیں دیکھتا۔ بہتیرے ایمان لائے اُنکا ایمان لانا اُسوقت یہی تھا کہ اپنے دلوں میں یقین کر کے چلے گئے کہ وہ شخص مسیح موعود ہی شاید پنتکوست کے دن وہ بھی بپتسما پانے کو آئے ہوں ہاں ان لوگوں نے شہر یروشلم میں جا کے اس معجزے کا چرچا تو بہت کر دیا تھا اور اسی سبب سے جب خداوند یروشلم میں گیا تو بہت لوگ استقبال کو جمع ہو گئے تھے (۱۲-۱۱ و ۱۷ و ۱۸)

۴۶ (۴۶) پر بعضے اُنمیں سے فریسیوں کے پاس گئے اور جو یسوع نے کیا تھا اُن سے کہا

(۴۶ سے ۵۷) تک اِس معجزے کا نتیجہ مذکور ہی جو یہودیوں میں ظاہر ہوا بعض تو ایمان لائے جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور بعض ایمان نہ لائے تو بھی اُنہوں نے معجزہ پر کچھہ اعتراض نہیں کیا نہ اُسے دھوکھا بتلایا مگر ایک اور خیال کی کیچڑ میں دھس گئے کہ فریسیوں سے چلکر کہنا چاہیئے اور اُنکی صلاح اس شخص کی بابت سُننا چاہیئے۔ اِن آدمیوں کے دِل سخت تھے اُنہوں نے آنکھیں رکھتے ہوئے بھی نہ دیکھا (اعمال ۲۸-۲۴ سے ۲۸) سورج ایک ہی ہی خوشۂ گندم میں زندگی پیدا کرتا ہی اور جھیل سے زہر دار بخار اُٹھاتا ہی دو چوروں نے صلیب پر ایک ہی واقعہ دیکھا تھا ایک ایمان لا کے بہشت کو گیا دوسرا بے ایمان مر کے جہنم میں پہونچا انسان کے دل کی سختی کسی فعل اور دلیل اور مباحثہ و ترغیب سے نہیں جاتی لیکن یہہ سخت پتھر خدا کے فضل سے پگھلتا ہی

۴۷ (۴۷) سو سردار کاہنوں اور فریسیوں نے بڑی عدالت کو جمع کیا اور کہا ہم کیا کریں کہ یہہ آدمی بہت معجزے دکھاتا ہی

اب سانیڈرم جمع ہوئی جنکا میر مجلس کیفاس سردار کاہن تھا یہہ لوگ اُسوقت مسیح کے معجزات کے بارہ میں فکرمند تھے اور اِس فکر سے اُنہوں نے کچھہ فائدہ نہیں مگر اپنی موت کے لئے نقصان نکالا کیونکہ بدنیتی کے ساتھ فکر سے ایسے ہی نتیجے نکلا کرتے ہیں

(ہم کیا کریں) یعنے ہمیں اسوقت کچھہ کرنا ضرور ہی کہ مسیح کے کام کو روکیں (کہ یہہ آدمی بہت معجزے دکھاتا ہی) اگر یہہ لوگ مسیح کے معجزات کا انکار کرسکتے تو ضرور اسوقت کہتے کہ یہہ دھوکھے کی باتیں ہیں لیکن معجزے بہت تھے اور عام مشہور تھے اور گواہ بہت موجود تھے اِسلئے انکار کرنے کی جرات نہیں رکھتے تھے اِسلئے ناچاری سے کہتے ہیں کہ وہ بہت معجزے دکھاتا ہی (ف) وہ جو اِسوقت کے بعضے اہل غرض عقلمند کہتے ہیں کہ مسیح کے معجزے دھوکھا تھے یہہ اِن لوگوں کی نادانی ہی مسیح کی زندگی میں اُسی ملک کے دیکھنے والوں اور ممتاز وچیدہ ۷۲ عالموں کی مجلس یہہ کہتی ہی کہ یہہ شخص بہت معجزے دکھاتا ہی تو اب اِن پچھلے خیالی منکروں کے انکار کو کون صاحب سلیقہ آدمی مانیگا۔ کیا صرف اِس غلط خیال کی بنیاد پر کہ معجزہ ناممکن ہی اِس خیال میں تو خدا کی جلیل شان کا انکار ہی۔ اور پھر معتبر تواریخوں کے انکار کی کیا وجہہ ہی اور یہہ کہنا کہ اب کیوں کچھہ نہیں ہوتا یہہ بات کچھہ لائق نہیں ہی کیونکہ خدا تعالیٰ جب چاہے اور جو کچھہ چاہے سو کرے ہم کون ہیں جو کہیں کہ ہماری تجویز کے موافق اب بھی معجزے دکھلا اور امر خوق العادت کو عادت کر دے یہہ بات اگر کوئی کہے تو اپنی لیاقت سے بڑھکر بولتا ہی (ہم کیا کریں) کیا چپ رہیں اور وہ فروغ پا جائے اور اُس کی تعلیم جڑ پکڑ جائے یہی حال اب تک ہر ملک میں دین عیسائی کے ساتھہ ہی کوئی کہتا ہی کہ ہم بھی اسیطرح منادی کریں کوئی کہتا ہی کہ ہم تردید میں کچھہ لکھیں کوئی کہتا ہی کہ ہم اپنے مذہب کی مرمت کریں

۴۸ (۴۸) اگر ہم اُسے یونہیں چھوڑیں تو سب اُسپر ایمان لائینگے اور رومی آئینگے اور ہمارا ملک اور قوم بھی لے لینگے

خدا کی مرضی تو یہی تھی اور معجزات مسیحیہ کا یہی نتیجہ نظر آتا تھا جو ہو بھی گیا ہی آدمیوں کی تجویزوں سے کیا نکلا (یرمیا ۱۰—۹ و ۱۰) وہ ڈرتے تھے کہ جب بہت لوگ مسیح پر ایمان لائینگے تو رومی لوگ خفا ہونگے اور ہمارے ملک کو بالکل اپنے قبضہ میں لائینگے اور ہمیں بہت زیر دست کرکے اپنا غلام بنائینگے یہہ لوگ مثل ہیرودیس کے خدا کے ارادہ کو باطل کرنا چاہتے تھے۔ جس بات سے وہ ڈرتے تھے وہی بات ہوئی کہ رومی آئے شہر کو جلایا اور قوم کو بھی لے لیا لیکن درحقیقت ایسی سزا کا سبب یہہ تھا کہ مسیح کو کیوں قبول نہ کیا (متی ۲۲—۱سے ۱۴) وہ سمجھتے تھے کہ یہہ آفت ایمان لانے میں ہوگی پر یہہ آفت ایمان نہ لانے میں تھی (زبور ۲) اب ہندوستان کے مخالف سوچ لیں کہ اُنسے کیا ہوگا

۴۹ (۴۹) اور قیافا نام اُن میں سے ایک نے جو اُس سال سردار کاہن تھا اُنہیں کہا تم کچھہ نہیں جانتے

(قیافا) یہہ شخص اابرس سردار کاہن رہا تھا اور سردار کاہنوں کی کیفیت (متی ۲-۴) کی تفسیر میں دیکھو (تم کچھ نہیں جانتے) میں درست جانتا ہوں اور اچھی صلاح دیتا ہوں

۵۰ (۵۰) اور نہ سوچتے ہو کہ ہمارے لئے یہہ مفید ہو کہ ایک آدمی قوم کے بدلے مرے اور ساری قوم ہلاک نہو

وہ سمجھا تھا کہ مسیح کا مار ڈالنا بہتر ہو اور اگر ایسا کریں تو ہماری ساری قوم رومیوں کے ہاتھ سے بچیگی

۵۱ (۵۱) پر اُسنے یہہ اپنی طرف سے نہ کہا بلکہ اُس سال سردار کاہن ہوکے پیشین گوئی کی کہ یسوع قوم کے واسطے مریگا

یعنے یہہ بات جو اُس کے منہہ سے نکلی روح القدس کے القا سے تھی اور اس بات کا حقیقی مطلب وہ نہ سمجھا تھا کہ مسیح قوم کے بدلے مریگا اور اُس کی موت سے سارے ایماندار لوگ بچ جائینگے کہ وہ سارے جہان کے لئے کفارہ ہوگا۔ اُسنے اپنی بُری نیت سے خسیس مطلب سمجھا دیکھو خدا کے بھیدوں کا سمجھنا انسان کی دلی حالت کے ساتھہ کہاں تک علاقہ رکھتا ہو بیبل میں کئی شخصوں کا ذکر ہو جو بُرے آدمی تھے تو بھی روح القدس نے بعض بھیدوں کو اُن کے وسیلہ سے ظاہر کیا ہو فرعون نے سچا خواب دیکھا بلعام نے سچی پیشین گوئی کی ساؤل نے نبوت کی بنوخذنظر نے بھی سچا خواب دیکھا پیلاطوس نے روح کی ہدایت سے صلیب پر کتابہ لکھا یہاں سے ظاہر ہو کہ بغیر الٰہی محبت کے ہمارے دلوں میں اور کوئی نعمت مفید نہیں ہو (متی ۴ ۲-۲۴ و ۲ تسلونیقی ۲-۹ و استثنا ۱۳-۱ سے ۴ و ا قرنتی ۱۳-۱ سے ۳)

۵۲ (۵۲) اور نہ صرف قوم کیواسطے بلکہ اِسواسطے بھی کہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو باہم جمع کرے

یعنے نہ صرف یہودی قوم کے بچانے کو مسیح کفارہ ہوگا بلکہ تمام خدا کے فرزند یعنے وہ لوگ جو کلام الٰہی کے تخم سے پیدا ہوتے ہیں (۱-۱۲ و ۱۳ و ۳-۵ و افسی ۱-۱۰) اور (پراگندہ) ہیں تمام دنیا کی قوموں میں مسیح اُن سب کو جمع کرے اِس جہان میں وہ سب ایک ایمان اور ایک بپتسما اور ایک معبود اور ایک راہِ زندگی پر متفق ہوں اور آیندہ جہان میں درمیان ابدی خوشی کے سب کے سب اکٹھے ہوں

۵۳ (۵۳) سو وہ اُسی روز سے آپس میں مشورت کرنے لگے کہ اُسکو قتل کریں

وہ تو پہلے سے ہی اُسکے قتل کی بابت صلاح کیا کرتے تھے لیکن اِس وقت اس سردار کاہن نے جو سب سے بڑا بزرگ اُنمیں تھا

اُنکی تمیزوں کو اپنے قول اور فتوے سے راضی کر دیا کہ اب اُسکا مصمم ارادہ ہوگیا (ف) دین کے معتبر خادم جو کلام اللہ کے محافظ اور صحیح مطلب سمجھانے کے ذمہ دار ہیں جب کہ اپنے دل سے بدمنصوبے باندھکر بُری تعلیم نیکی کے پیرایہ میں دیتے ہیں تو اُس کی بڑی تاثیر لوگوں کے دلوں پر ہوتی ہی اور بدی پر خوب جرات پیدا ہو جاتی ہی بلکہ بعض کی روتی ہوئی تمیز کا بھی مُنہہ بند ہو جاتا ہی (۲ پطرس ۳-۱۶)

۵۴ (۵۴) اُسوقت سے یسوع یہودیوں میں اور بھی ظاہرانہ پھرتا تھا بلکہ وہاں سے جنگل کی نواح افرائیم نام ایک شہر میں گیا اور اپنے شاگردوں کے ساتھہ وہاں گذران کرنے لگا

(افرائیم شہر) یروشلم سے ۲۰ میل اُتر کی طرف ملک سامریہ کی حد پر واقع ہی۔ جب اُن میں اُسکے قتل کا ارادہ مصمم ہوگیا تو مسیح نے اُنکے درمیان علانیہ پھرنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ عید فسح سے پہلے مرنا نہیں چاہتا تھا اسی لئے عین وقت پر آیا اور آپ کو اُن کے ہاتھوں میں سونپ دیا

۵۵ (۵۵) اور یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی اور بہتیرے عید کے آگے دیہات سے یروشلم کو گئے تاکہ آپ کو پاک کریں

(عید فسح) یہہ وہی عید فسح تھی جس میں مسیح مصلوب ہونے کو تھا۔ اور بہت لوگ ارد گرد سے یروشلم میں آگئے تھے تاکہ (احبار ۲۲-۱ سے ۶) کے موجب آپ کو غسل اور روزہ نماز سے اور ریاضت وادار رسوم سے پاک کریں خدا دل کی پاکیزگی چاہتا ہی اور تمام رسوم شرعیہ اُسی مطلب پر مبنی ہیں کہ دل پاک ہوں مگر لوگ نادانی سے دلی پاکیزگی سے غافل ہو کر بدنی اور رسمی پاکیزگی کے ... پر ہو جاتے ہیں دین کی صورت کو دین سمجھہ لیا کرتے ہیں اور حقیقی دین ہاتھہ سے کھو دیتے ہیں خون کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں دل میں قسم قسم کی بُرائی بھری رہتی ہی مگر وضو و غسل شرعی ہوتا ہی

۵۶ (۵۶) اور یسوع کی تلاش کی اور ہیکل میں کھڑے ہوکے ایک نے دوسرے سے کہا تمہیں کیا گمان ہی کیا وہ عید میں نہ آئیگا

یہہ تلاش اُن لوگوں سے ہوئی جو دیہات سے آئے تھے کیونکہ اُن میں کچھہ دوست بھی تھے بعض اُس کی باتیں سُننے کے اور معجزات دیکھنے کے مشتاق تھے اور بعض ظاہری شرع کے پابند اور روحانی مطالب سے ناواقف اُس کے دشمن بھی تھے

وہ ایذا پہونچانے کی نیت سے تلاش کرتے تھے تو بھی مسیح عید میں ضرور آنیوالا تھا کیونکہ وہ ہر عید میں آیا کرتا تھا وہ حقیقی عابد تھا

(۵۷) اور سردار کاہنوں اور فریسیوں نے بھی حکم دیا تھا کہ اگر کوئی جانتا ہو کہ وہ کہاں ہے تو اطلاع کرے تاکہ اُسے پکڑ لیں ۵۷

(سردار کاہنوں) سردار کاہن بہت تھے حالانکہ ایک ہونا چاہئے دیکھو کیا لکھا ہے (متی ۲-۴) کی تفسیر میں (حکم دیا تھا) یہہ حکم سانیڈرم مجلس کا تھا جس نے مشورت کی تھی (آیت ۴۷) اُنکے دل میں جوش آیا ہوا تھا خونریزی کے شوقین تھے (**ف**) ایسا حکم کسی عدالت کا ماننا واجب ہے یا نہیں جواب یہہ ہے کہ حکام کی اطاعت حق بات میں فرض عین ہے لیکن غیر حق اور ظلم کی بات میں انصاف دلی کے حکم سے ایسی اطاعت غیر واجب ہے کہ کسیکو خون کے لئے بیگناہی کی حالت میں ظالم حاکموں کے سپرد کر کے آپ بھی خونیوں میں شامل ہوں

بارھواں باب

(۱) پس یسوع فسح سے پہلے چھہ روز آگے بیت عنیا میں آیا جہاں لعازر تھا جو موا اور جسے اُس نے مُردوں میں سے اُٹھایا تھا

(۱ سے ۸) تک بیت عنیا میں تیل ملنے کا ذکر ہے (آیا) شہر افرائیم سے آیا جسکا بیان (۱۱-۵۴) میں ہو چکا ہے جمعہ کے دن افرائیم شہر کو چھوڑا تھا اور کوہ زیتون میں آگیا تھا اور وہاں دوسرے روز کہ سبت تھا دن کو آرام کیا شام کو ۶ بجے بعد تمام ہونے سبت کے شمعون کوڑھی کے گھر میں ضیافت کھائی تھی۔ دنیا میں مسیح کا آخری سبت اِن خاص دوستوں میں گذرا تھا اور سبت کے بعد جو اتوار آیا وہ اُس مبارک ہفتہ کا پہلا دن تھا اور حکم تھا کہ اُس دن میں فسح کا برہ الگ کیا جائے (خروج ۱۲-۳) اُسی دن خداوند نے آپ کو یروشلم کے باشندوں پر ظاہر کیا کہ گدھے کے بچہ پر سوار ہوکے ہوشعنا کی آواز کے ساتھ یروشلم کی ہیکل میں آیا پھر رات کو بیت عنیا میں آگیا۔ پھر پیر کے روز یروشلم میں آیا اور انجیر کے درخت کو سوکھا دیا۔ منگل کے دن پھر یروشلم میں آیا اور لوگوں کو آخری باتیں سنائیں اور بوقت واپسی کوہ زیتون پر بیٹھ کے وہ باتیں فرمائیں جو (متی ۲۴ و ۲۵) بابوں میں ہیں۔ بدھ کے روز بیت عنیا میں رہا۔ اور جمعرات

سکے دن پھر یروشلم میں آیا اور فسح کھائی اور عشا کا دستور مقرر فرمایا اور اُسی رات کو وہاں پکڑا گیا۔ جمعہ کے دن مصلوب اور مدفون ہوگیا سنیچر کے روز قبر میں رہا۔ اتوار کے روز جی اُٹھا (ف) پہلے خداوند اُسے یکسو ہوگیا تھا اب کہ وہ وقت آیا جسمیں وہ کام ہونا چاہئے جسپر کُل بنی آدم کی نجات موقوف تھی تب وہ جرات اور دلاوری کے ساتھ خود بخود موت کی طرف آیا پس اُسوقت طرح دینا اور اسوقت آنا خالی از حکمت نہ تھا

۲ (۲) وہاں اُنہوں نے اُس کے لئے ضیافت کی اور مارتھا خدمت کرتی تھی پر لعاذر اُنمیں سے
ایک تھا جو اُسکے ساتھ کھانے بیٹھے تھے

اگرچہ اُس کی موت بہت نزدیک تھی اور وہ خوب جانتا تھا تو بھی بخوشی ضیافت میں شامل تھا مسیح نے کسی کی ضیافت کو کبھی نامنظور نہیں کیا جسنے بُلایا اُسکے گھر گیا کبھی فریسی کے گھر (لوقا ۷-۳۶) کبھی محصول لینیوالے (متی ۹-۱۱) یہہ خوش خلقی اور فائدہ رسانی کے سبب سے تھا۔ یہہ ضیافت شمعون کوڑھی کے گھر میں تھی اسکا مفصل بیان (متی ۲۶-۶) کی تفسیر میں ہم نے لکھدیا ہے اور (مرقس ۱۴-۳) میں بھی اسکا بیان ہے (مارتھا خدمت) یہہ عورت ہمیشہ خداوند کے ساتھ اپنی محبت خدمت میں ظاہر کیا کرتی تھی (لوقا ۱۰-۴۰) خدا کا فضل جو انسان کی روح پر ہوتا ہے وہ انسان کی فطری نیک عادات کو نہیں بدل ڈالتا بلکہ اُنہیں انجلا بخشتا ہے اور قوی کرتا ہے

۳ (۳) تب مریم نے آدھ سیر خالص اور بیش قیمت جٹا ماسی کا عطر لیکر یسوع کے پاؤں پر ملا اور اپنے
بالوں سے اُسکے پاؤں پونچھے اور گھر عطر کی بو سے بھر گیا

(پاؤں پر ملا) یہاں پاؤں کا ذکر ہے اور (۱۱-۲) میں صرف ملنے کا ذکر ہے نہ کسی عضو کا۔ متی و مرقس سر پر ملنے کا ذکر کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کے بیان کا زور اسوقت صرف مریم کی محبت کے اظہار پر ہے (متی ۲۶-۶ و مرقس ۱۴-۳ اور یوحنا ۱۱-۲) کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عطر سر پر ڈھالا گیا ہوگا جو بہہ کر پیروں تک آیا اور عورت نے اُسکے پیروں کو اپنے سر کے بالوں سے پونچھا یوحنا واقعہ کے اُسی حصہ پر زور دیتا ہے جہاں محبت کا بہت اظہار تھا پس کچھہ مخالفت اِن بیانوں میں نہیں ہے اور (لوقا ۷-۴۶) میں اور کسی عورت کا بیان ہے اور وہاں کسی فریسی کے گھر میں ضیافت تھی اور وہ واقعہ مسیح کے کام کے اوائل کا بیان ہے (آدھ سیر خالص اور بیش قیمت) یعنے قیمتی تھا اور خالص تھا اور بہت تھا اُس کی قیمت کا اندازہ ۳ سو دینار ہیں جسکے ۹۰ روپیہ ہمارے ملک کے ہوتے ہیں محبت خرچ پر فکر نہیں کرتی کیونکہ جو کچھہ مسیح پر خرچ ہوتا ہے وہ بیفایدہ پھینکا نہیں جاتا۔ الہیٰ محبت نے شاگردوں کے پاؤں دھوئے تھے انسانی محبت کو بھی اجازت ہے کہ مسیح کے پاؤں پونچھے (ف) بعض عیسائی کہا کرتے ہیں کہ گرجا وغیرہ کے لئے بہت خرچ کرنا نہیں چاہیے

بہت خرچ ہمارے گھروں کے لئے چاہئے ایسی باتیں وہی بولتے ہیں جو نہیں جانتے کہ ہم مسیح کے کیسے قرضدار ہیں (گھر عطر کی بو سے بھر گیا) اُسوقت وہ گھر خوشبو سے بھر گیا تھا لیکن اِسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کا سارا گھر جو کلیسیا ہے اُس محبت کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے کیونکہ بخشش وہ مقبول قربانی اور خوشبو ہے جو خدا کو پسند ہے (فلپی ۴–۱۸)

۴ و ۵ (۴ و ۵) سو اُسکے شاگردوں میں سے ایک یعنے شمعون کے بیٹے یہودا اسکریوطی نے جو اُسے حوالہ
کیا چاہتا تھا کہا (۵) کیوں یہہ عطر تین سو دینار کو نہ بیچا اور غریبوں کو نہ دیا گیا

اِس یہوداہ کے باپ کا نام صرف یوحنا نے یہاں بتلایا ہے جیسے کہ ملکوس کا نام بھی صرف اسی انجیل میں ہے (۱۸–۱۰) (کہا) یہاں لکھا ہے کہ صرف یہوداہ نے کہا تھا (متی ۲۶–۸ و ۹ مرقس ۱۴–۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ اور شاگرد بھی ایسی بات بولتے تھے پس مطابقت یوں ہے کہ پہلے یہوداہ نے یہہ اعتراض اُٹھایا اور بعض اور شاگرد بھی اُسکی رائے کے شریک ہو گئے تھے لیکن یہوداہ اِس اعتراض کا بانی تھا

۶ (۶) اُس نے یہہ نہ اِسلئے کہا کہ غریبوں کی فکر کرتا تھا بلکہ اِس لئے کہ چور تھا اور تھیلی رکھتا تھا اور
جو کچھ اُس میں پڑتا اُٹھا لیتا تھا

مسیح خداوند اُسکی کیفیت سے خوب واقف تھا تو بھی اُسے رسولوں میں شامل کر لیا اور رکھ چھوڑا تھا اِسلئے کہ ایک شریر آدمی ہر وقت ساتھ رہکر اور تمام بھیدوں کا واقف ہوکر مسیح کی راستبازی پر گواہ ہو اور اِسلئے بھی کہ جب کلیسیا میں ایسے بدبخت خادم دین ظاہر ہوں تو تعجب نہوا کرے۔ یہہ آدمی لالچی تھا اور بدی کی یہی جڑ اُسکے دل میں تھی اِس سے بے ایمانی اور ناشکری اور ریاکاری اور خونریزی یہہ سب گناہ نکلے (نہ اِسلئے) یعنے اِس اعتراض کا ظاہری سبب تو بڑی تدبیر کے ساتھ دینداری ظاہر کیا لیکن فی الحقیقت اعتراض کی جڑ لالچ تھا کہ عطر کا روپیہ غرباء کے نام سے اُس کی تھیلی میں آتا تو وہ خود اُس میں کچھ اُڑا لیتا۔ یہوداہ نے بدنیتی کا مطلب نیک نیتی کے لفظوں میں ظاہر کیا اسلئے بعض شاگرد اُسکے ساتھ متفق ہو گئے لیکن اُنکی نیت بخیر تھی اور اُنہوں نے دھوکھا کھایا۔ وہ لوگ جو مریم کی مانند ہیں فی الحقیقت غریبوں کی فکر وہی کرتے ہیں نہ وہ جو یہوداہ کی مانند ہیں

۷ (۷) سو یسوع نے کہا اُسے چھوڑ دے اُسنے یہہ میرے روز دفن کے لئے رکھا ہے

مسیح کے سارے بیان کا یہہ خلاصہ ہے مفصل بیان (مرقس ۱۴–۶ سے ۹) میں ہے جسکا جی چاہے وہاں دیکھے۔ شاید مریم کو یقین ہو گیا تھا کہ اب خداوند مسیح مرنے پر ہے اور پھر عطر ملنے کا موقع ہاتھ نہ آئیگا وہ جانتے تھے یا انتظام الٰہی سے یہہ کام اُسنے کیا تھا

۸ (۸) کیونکہ غریب ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں پر میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں

یعنے جسمانی طور پر ہمیشہ تمہارے ساتھ نہونگا روحانی طور پر ضرور ہمیشہ ساتھ ہوں۔ اور غریب دنیا میں برابر پائے جائینگے جب چاہو اُنکی مدد کرو

۹ (۹) پس یہودیوں میں سے بہت لوگ جان گئے کہ وہ وہاں ہے اور آئے نہ صرف یسوع کے سبب بلکہ اِسلئے بھی کہ لعاذر کو دیکھیں جسے اُس نے مُردوں میں سے جلایا تھا

اگرچہ یہہ لوگ رازجوئی کے طور پر آئے تھے لیکن خدا کی مرضی تھی کہ مسیح کا نام ابزیادہ مشہور ہو کیونکہ موت نزدیک تھی۔ لعاذر اُسوقت مسیح کی قدرت کا ایک زندہ نمونہ تھا جیسے اِسوقت وہ لوگ بھی جو گناہ کی موت سے زندہ ہوگئے ہیں مسیح کی قدرت کے نمونے ہیں اور لوگوں کو مسیح کی طرف کھینچتے ہیں

۱۰ (۱۰) پر سردار کاہنوں نے مشورت کی کہ لعاذر کو بھی مار ڈالیں

انجیل کے دشمن نامعقول اور بُرے آدمی کہلاتے ہیں (۲ تسلونیقی ۳-۲) یہہ بات نہایت درست ہے دیکھو اِس بے قصور لعاذر کو کیوں مارنا چاہتے ہیں اِسلئے کہ اُن کی عزت رہے مسیح نے لعاذر کو جلایا تو اب لعاذر کا کیا قصور ہے کہ وہ مارا جائے چاہئے کہ مسیح کی بابت فکر کیا جائے کہ وہ کون ہے نہ کہ لعاذر کو ماریں لیکن آدمی غصہ میں اندھا ہو جاتا ہے

۱۱ (۱۱) کیونکہ اُس کے سبب بہت یہودی گئے اور یسوع پر ایمان لائے تھے

کیا ان بہتوں نے دھوکھا کھایا تھا تو ثابت کرنا ضرور تھا کہ دھوکھا کھایا ہے۔ یہہ بہتیرے لوگ بیت عنیا میں گئے اور بعد تحقیقات مسیح کے اِس معجزے کے قایل ہوئے اور عیسائی ہو گئے لیکن دشمن جلتے ہیں یہہ دشمنی ہے یا حق جوئی ہے (ف) عیسائیوں کو مارنے سے اور انجیلوں کو جلانے سے اور واعظوں کو نکالنے سے یا بیہودہ گالیاں بکنے۔ یہہ یا جھوٹھی تہمتیں باندھنے سے عیسائی دین بند تو نہیں ہوسکتا بلکہ زیادہ جاری ہوتا ہے

۱۲ (۱۲) دوسرے دن بہت لوگوں نے جو عید میں آئے تھے یہہ سُنکے کہ یسوع یروشلم میں آتا ہے

(۱۲ سے ۱۹) مسیح کا پُرجلال علانیہ یروشلم میں داخل ہونا مذکور ہے اِس کے ساتھ (متی ۲۱-۱ سے ۱۱) کی تفسیر بھی دیکھو۔ چاروں

انجیلوں میں اس واقعہ کا بیان ہی اور ہر بیان سے کچھ مفید بات نکل آتی ہی۔ اسوقت اسرائیل کے سب فرقے شہر میں جمع تھے وہ سب کے سامنے علانیہ شہرت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا کہ کوئی نہ کہے کہ یہہ معاملہ کونے میں ہوا ہی (اعمال ۲۶-۲۶) پہلے اُسنے آپ کو مشہور ہونے سے روکا جہاں تک ہوسکا اور وہ جو اُسے بادشاہ بناتے تھے اُنسے الگ ہوا لیکن اب وہ ایک عالم میں اپنی پیروی کا حکم دیتا ہی تاکہ سب ایماندار گناہوں کی معافی حاصل کریں اسوقت وہ سب کی نظروں کو اپنی طرف کھینچتا ہی تاکہ سب اُس کی طرف ایمان کی آنکھہ سے دیکھیں اور جئیں

۱۳ (۱۳) کھجور کی ڈالیاں لیں اور اُس کے استقبال کو نکلے اور پکارے ہوشعنا مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہی اسرائیل کا بادشاہ

یہہ مضمون (زبور ۱۱۸-۲۵ و ۲۶) کا ہی یہودی لوگ اِس فتحمندی اور مبارکبادی کے مضمون کا استعمال عید خیمہ پر زیادہ کرتے تھے اِسبات کی یادگاری میں کہ جب مسیح موعود آئیگا تو وہ فتحمندی سے آدمیوں کے ساتھہ سکونت کریگا۔ ہوشعنا کے معنے ہیں اب نجات بخشئے (متی ۲۱-۹) کی تفسیر دیکھو۔ اِن لوگوں نے جو یہہ مضمون پکار کے سُنایا اس سے ظاہر ہی کہ اُن لوگوں کے خیال میں یہہ شخص مسیح موعود تھا۔ اور یہہ نعرہ خدا کے اشارہ اور تحریک سے تھا کیونکہ وہ فی الواقع مسیح تھا اور وہ اسوقت موت پر اور شیطان پر فتحمند ہونے کو تھا اور نجات بخشنے کو آیا تھا چنانچہ اُس نے بخشی بھی اور اپنی روح سے کلیسیا میں سکونت پذیر بھی ہوا۔ یہودی رومیوں کے قبضہ سے نجات چاہتے تھے لیکن یہہ ذلیل بات تھی کیونکہ سب آدمیوں پر بڑا غالب اور قابض شیطان ہی اُس سے خلاصی دینا اور اُس کے قبضہ سے نکالنا بڑی بات ہی یہودی اِس سر عظیم کو نہ سمجھے اور اُس کی ذلت و خواری کو دیکھہ کر بیدل اور بے ایمان ہوگئے اور وہی سب جو ہوشعنا بولتے تھے صلیب دے کہنے لگے (ف) یہہ ہوشعنا اُس دن کا بھی نمونہ تھا جبکہ وہ شیطان اور موت پر فتیاب ہوکے آسمانی یروشلم میں داخل ہوا تھا۔ اور اُسدن کا بھی نمونہ تھا جبکہ سب مقدس خرمے کی ڈالیاں لیکر کھڑے ہونگے (مکاشفات ۷-۹ و ۱۰)

۱۴ (۱۴ و ۱۵) اور یسوع گدھی کا بچہ پاکر اُس پر سوار ہوا جیسا لکھا ہی (۱۵) کہ اے صیہون کی بیٹی مت ڈر
۱۵ دیکھہ تیرا بادشاہ گدھی کے بچہ پر سوار آتا ہی

(ذکریا ۹-۹) میں یہہ پیشین گوئی تھی ناظرین وہاں سے نکالکے دیکھیں۔ یہہ پیشین گوئی لفظ بلفظ کیا خوب اسوقت پوری ہوئی تھی۔ مسیح صادق اور منجی اور فروتن اور حقیقی بادشاہ تھا اور صیہون کی بیٹی یعنے یہودیوں نے ہوشعنا بول کے خوشی بھی ظاہر

کی تھی اور خوب للکارے بھی تھے اور حقیقی صیہون کی بیٹی نے لازوال اور حقیقی خوشی حاصل بھی کی ہے اور وہ فروتنی سے گدھی کے بچہ پر
سوار بھی تھا اُسکی سلطنت کا اقتدار ملایم تھا وہ دنیاوی شوکت سے ہیبتناک ہوکے نہیں آیا ہاں دوسری دفع یوں بھی ہوگا (ف)
گدھے کی سواری جیسے ہندوستان میں ذلیل سمجھی جاتی ہے اُس ملک میں ذلیل سواری نہ تھی دیکھو ابراہیم گدھے کی سواری کرتے
تھے (پیدایش ۲۲-۳) اور یعقوب کے لڑکے بھی (پیدایش ۴۴-۳) اسیطرح قاضی اور نبی لوگ اور بڑے بڑے لوگ بھی گدھے پر
سوار ہوا کرتے تھے یہہ اُس ملک کا رواج تھا بیبل شریف میں گدھے کی سواری کا بہت ذکر ہے۔ اور وہ گدھے بھی اور قسم کے ہیں
نہ ہمارے ملک کی مانند

(۱۶) پر اُس کے شاگرد پہلے یہہ باتیں نہ سمجھے لیکن جب یسوع اپنے جلال کو پہونچا تب اُنہوں نے ۱۶
یاد کیا کہ یہہ باتیں اُسکے حق میں لکھی تھیں اور یہہ کہ اُنہوں نے اُسی سے یہہ سلوک کیا

یوحنا خود شاگرد ہے وہ اقرار کرتا ہے کہ پہلے میں بھی نہ سمجھا تھا لیکن پیچھے سمجھے جب کہ روح القدس کا انعام پایا اور مسیح اپنے
جلال میں جا پہونچا اُس کی پہلی باتیں اُسکے پچھلے کاموں سے ظاہر ہوئیں۔ پہلے کچھ دیکھا اور سُنا لیکن بھید دریافت ہوا جب
وہ چلا گیا اور دلوں میں اطمینان ڈالا اب معلوم ہوا اُسکے فلاں فلاں واقعات کا اور فلاں فلاں تعلیمات کا یہہ اور یہہ بھید تھا
اسیطرح اب ہم بھی بتدریج بھیدوں کو دریافت کرتے ہیں جلدی جلدی سب کچھ نہیں سمجھ سکتے تو بھی یہہ اچھا ہے کہ آدمیوں کے دلوں
میں بیج بویا جائے اور اسراری واقعات کا خزانہ ذہن میں جمع کیا جائے پیچھے اُسکا پھل اور قیمت بھی ظاہر ہوگی۔ مبارک ہیں وہ جن پر
اسی زندگی میں یہہ بھید کھل جاتے ہیں کہ گذشتہ غلطیوں کے تدارک کا وقت موجود رہتا ہے لیکن تدارک کا وقت گذر جانے کے بعد
جب ساری دنیا پر یہہ بھید کھلینگے تو حسرت کے سوا اور کیا حاصل ہوگا (ف) واقعات اور باتوں کو یاد دلانا اور بھیدوں کا انکشاف
بخشنا روح القدس کا کام ہے جب اُس روح کا یہہ کام ہوتا ہے اور سچائی آدمیوں کے خیالوں میں فتح پاتی ہے تب وہ سچائی کے
مغلوب ہوکر اُسکے مطیع ہو جاتے ہیں

(۱۷، ۱۸، ۱۹) پس اُن لوگوں نے جو اُس کے ساتھ تھے گواہی دی کہ اُسنے لعاذر کو قبر میں سے بلایا ۱۷ ۱۸
اور اُسے مُردوں میں سے اُٹھایا (۱۸) اسی سبب سے لوگ اُس کے استقبال کو نکلے کیونکہ اُنہوں نے سُنا تھا ۱۹
کہ اُس نے یہہ معجزہ دکھلایا (۱۹) تب فریسیوں نے آپسمیں کہا تم دیکھتے ہو کہ تم سے کچھ بن نہیں پڑتا دیکھو
کہ جہان اُسکا پیرو ہو چلا

یہہ سب بھیڑ جو مبارکبادی دیتی ہوئی اُس کے ساتھ ہوئی تھی اسکا ظاہری سبب تو وہی معجزہ تھا جو لعازر کے جلانے میں ظاہر ہوا تھا اور وہ مشہور ہو گیا تھا اور دیکھنیوالوں نے گواہی دیکے ثابت کیا تھا لیکن اِس ہجوم کا باطنی سبب وہی الہٰی تحریک تھی جس سے اُس کی موت سے پہلے اُس کے جلال کے لئے خدا نے لوگوں کو ابھارا تھا۔ فریسی اسباب سے خفا تھے کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ ہمارا وہ حکم کہ جو کوئی اُسکو مسیح مانے وہ عبادت خانہ سے خارج کیاجائے ناچیز ہو گیا اِسلئے اُنکا جی جل گیا۔ جو لوگ خدا کے ہاتھ کو کام کرتے ہوئے نہیں پہچانتے وہ خدا کے برخلاف خفا ہوا کرتے ہیں لیکن خدا کا ہاتھ اُن اہلِ فکر پر ہوا کرتا ہے جن کی نیت نیک اور دل با انصاف ہوا کرتا ہے

۲۰ (۲۰) اور اُنکے درمیان جو عید میں پرستش کرنے آئے تھے بعضے یونانی تھے

(۲۰ سے ۳۶) یہاں بعض یونانی یہودی مریدوں کا ذکر ہوا اور کچھہ تعلیم بھی ہے (یونانی تھے) قوم اور ملک کے اعتبار سے لیکن (پرستش کرنے آئے تھے) اِسلئے کہ مذہب یہود کے مرید ہو گئے تھے جیسے ایک خواجہ تھا (اعمال ۸: ۲۷) اور جیسے وہ لوگ تھے جنکا ذکر (اعمال ۱۲-۴۲) میں ہے۔ ایسے لوگ کچھہ کچھہ غیر اقوام میں ملتے ہیں جو خدا کے لوگوں کے ساتھہ ہم ایمان ہو جاتے ہیں اُن میں سے بعض مشہور اشخاص یہہ ہیں ملک صدق اور یترو اور ایوب و روت اور سبا کی ملکہ اور نعمان سریانی وغیرہ۔ یہہ وقت عید فسح کا تھا اور یہہ عید مسیحی کفارہ کا سایہ تھا اِسلئے اِس عید سے مغفرت عصیان کی بابت روح کی بھوکھہ پیاس کچھہ کچھہ بجھہ سکتی تھی اِسلئے یہہ یونانی مرید اِس عید پر آئے تھے اور عیدوں میں بھی آتے ہونگے لیکن اُنہیں یہہ خبر نہ تھی کہ اب ہم ایسی عید پر جاتے ہیں کہ جہاں حقیقی کفارہ ہوگا اور کل گذشتہ عیدین اور تمام رسوم مکمل ہونگی سب سائے اُٹھہ جائینگے اور عین ہر سایہ کا ظاہر ہوگا اور ہم خدا کے برہ کو ذبح ہوتا دیکھینگے وہ جو وسایل فضل کے نزدیک رہتے ہیں اور فضل کو قبول نہیں کرتے انتقام الہٰی کے لئے پک جاتے ہیں لیکن گنہگار لوگ دور سے مسیح کے پاس چلے آتے اور فضل حاصل کیا کرتے ہیں

۲۱ (۲۱ و ۲۲) سو وہ فیلبوس کے پاس جو بیت صیدا جلیل کا تھا آئے اور اُس سے عرض کرکے بولے
۲۲ اے خداوند ہم یسوع کو دیکھا چاہتے ہیں (۲۲) فیلبوس آیا اور اندریاس سے کہا اور پھر اندریاس اور فیلبوس نے یسوع کو خبر دی

وہ سیدھے مسیح کے پاس نہیں گئے ادب اور عزت کے لحاظ سے فیلبوس کے پاس آئے جسکا یونانی نام کچھہ علاقہ یونانیوں سے دکھلاتا ہے اور وہ غیر قوموں کے جلیل کا باشندہ بھی تھا (اے خداوند) بڑے تعظیم کا لفظ فیلبوس کی نسبت بولا یہہ اُستاد کے جلال

کے سبب سے تھا ہم سب مسیحی خادم مسیح میں ہو کے اُسکے نام سے عزت پاتے ہیں (دیکھنا چاہتے ہیں) یعنے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں شاید اپنی قوم کی طرف ہدایت اور برکت کے لئے اُسے بلاتے ہوں یا کچھ ہدایت اپنے لئے چاہتے ہوں معلوم ہوتا ہی کہ جب صلیب کا وقت نزدیک آیا تھا تو ایک خاص طور کا رعب و دبدبہ نرمی کے ساتھ مسیح میں نمایاں ہوگیا تھا (مرقس ۱۰-۳۲) اِسی لئے فیلبوس نے بھی دفعتاً سامنے جانے کی جرات نہیں کی لیکن اپنے ہموطن (۱-۴۴) بھائی کو صلاح کر کے ساتھ لیا اور دونو گئے (ف) اِسی طرح آج تک بعد صلاح دو یا تین یا زیادہ بھائی مسیح کے پاس دعا کرنے کو جایا کرتے ہیں خاص خاص باتوں میں

۲۳ (۲۳) اور یسوع نے اُنہیں جواب دیا اور کہا۔ وقت آیا کہ انسان کا بیٹا جلال پاے

تمام دنیا میں انجیل کا پھیلنا مسیح کی موت پر موقوف تھا مسیح کا جلال اور باپ کا جلال اسی موت سے ہوا اور مسیح تمام دنیا کی قوموں میں اسی موت کے سبب مقبول اور معزز ہوا (وقت آیا) جس کی انتظاری دنیا میں بہت ہوئی تھی۔ اب شیطان کے سر کچلنے کا وقت آیا اور اِس گھر کے جلال سے بھر جانے کا وقت آیا (حجی ۲-۷، ۸) وہ وقت آیا کہ شیلا کے پاس سب قومیں آئینگی (پیدایش ۴۹-۱۰) اب غیر قوموں کے پاس جانے کا اور اُن کے شمول کا بھی وقت آیا (کہ انسان کا بیٹا) یعنے ابن اللہ جو انسان بنا ہی (جلال پائے) صلیب پر اپنی محبت ظاہر کر کے کل ایمانداروں کی نگاہ میں قیمتی ٹھہرے۔ یہہ جلال ابن آدم کا ہی یعنے انسانی سرشت کا جلال مسیح تمام انسانیت کا مرکز ہی کل بنی آدم اُس میں ہو کے جلال پاتے ہیں اِسوقت مسیح کی نگاہ دُکھوں پر نہ تھی لیکن دُکھوں کے عمدہ نتیجہ پر بھی نظر تھی دکھوں کے نیک نتایج پر نگاہ رکھنے سے بہت فایدہ ہوتا ہی۔ شاگرد کہتے ہیں کہ یونانی لوگ ملاقات کے لئے آئے ہیں وہ فرماتا کہ ابن آدم کے جلال کا وقت آیا اب تمہیں اُن کی طرف جانے کا حکم ملیگا اور فضل کا دروازہ غیر اقوام کے لئے کھلیگا اور میں اُن میں عزت پاؤنگا وہ وقت اب آیا۔ تولد کے وقت غیر قوم مجوسیوں نے گویا خداوند کو پنگھوڑے میں دیکھا تھا اور وہ پورب سے آئے تھے یہہ پچھم سے آئے ہیں اور صلیب پر دیکھینگے مسیح کا خون جہان کی زندگی کا نتیجہ تھا

۲۴ (۲۴) میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کے نہ مرجائے اکیلا رہتا ہی پر اگر مرے تو بہت سا پھل لاتا ہی

وہ اپنی موت کا ذکر کرتا ہی یہودی مارنا چاہتے تھے یونانی ملاقات کے طالب تھے مسیح فرماتا ہی کہ اب میں مرونگا اور یہودیوں کا مطلب پورا کرونگا تاکہ غیر اقوام کا مطلب بھی ہو جائے

(گیہوں کا دانہ) جو بویا جاتا ہی (جب تک زمین میں گر کے نہ مرے) مٹی میں دب کر مرجاتا ہی پھر سرسبز ہوتا اور بہت سا پھل لاتا ہی

زندگی موت کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے یہہ الٰہی قانون روئیدگی میں سب کو نظر آتا ہے مسیح کا مطلب یہہ ہے کہ میری موت کا یہہ پھل ہوگا کہ لاکھوں لاکھہ آدمی دنیا کے ایماندار ہوجائینگے۔ اگر مسیح نہ مرتا تو آپ اکیلا کامل رہتا اور زندگی اُسی میں رہتی اور سب آدم زاد مردود اور بے زندگی رہتے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ موت سے سب امیدیں منقطع ہوجاتی ہیں (لوقا ۲۴—۲۰ و ۲۱) مسیح کہتا ہے کہ موت میں امیدلہ بڑے پھل ہیں (یشعیا ۵۳—۱۰۔ مکاشفات ۷—۹ و ۱۰)

۲۵ (۲۵) جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے اُسے کھوئیگا اور وہ جو اس دنیا میں اپنی جان کا دشمن ہے اُسے حیات ابدی کے لئے محفوظ رکھیگا

اب وہ شاگردوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم بھی اپنی جان کو عزیز نہ رکھو بلکہ موت کو قبول کرو میرے لئے کہ تمہاری جان حیات ابدی کے لئے خدا کے پاس محفوظ ہوگی (ف) مسیح کے شاگردوں نے اپنے خون سے مسیح پر گواہی دی جس سے پھل یہہ لگے کہ بہت لوگ عیسائی ہوگئے اور اب تک دیتے ہیں پر یہہ خاص موقعے آتے ہیں لیکن وہ اپنی تمام عمر اسی طور سے کاٹتے ہیں کہ گناہ کی نسبت مرکے راستبازی میں جیتے اور نیکی کے بہت سے پھل لاتے ہیں۔ یہہ باتیں جو اس آیت میں ہیں مسیح نے بار بار سنائی ہیں دیکھو (متی ۱۰—۳۹ و ۱۶—۲۵ لوقا ۹—۲۴ و ۱۷—۳۳ و ۱۴—۲۶) اسلئے کہ یہہ اُس کی سلطنت کا بڑا قانون ہے وہ خود دکھہ اُٹھاکے جلال میں داخل ہوا اور شاگردوں کو اسی راہ سے بلاتا ہے (اعمال ۱۴—۲۲) جو اُسکے دکھوں میں شریک ہیں وہ اُس کی عزت میں بھی شریک ہونگے (مکاشفات ۳—۲۱)

۲۶ (۲۶) اگر کوئی میری خدمت بجالائے وہ میری پیروی کرے اور جہاں میں ہوں وہاں میرا خادم بھی ہوگا۔ اگر کوئی میری خدمت کرتا ہے تو باپ اُس کی عزت کریگا

سپاہی کو سپہ سالار کی پیروی ضرور ہے حکم میں نمونہ میں ہدایت میں اور سب سے بڑی عزت یہہ ہے کہ ہم ابن اللہ کے پیرو ہوں ایسے لوگوں کی عزت خدا باپ سے ہوتی ہے اور یہہ مزدوری مسیح کے خادموں کی ہے۔ دین مسیحی دکھوں کا وعدہ کرتا ہے دنیاوی فواید کا کچھہ لالچ نہیں دیتا اگر کوئی اُسے پسند کرتا ہے تو حاضر ہو۔ جہاں مسیح ہے وہاں وہ بھی ہوگا دنیا کے درمیان مسیح دکھوں میں اور بے عزتی کے مقام میں تھا آسمان میں وہ جلال کے درمیان ہے یہہ آدمی بھی یہاں دکھوں میں اور بے عزتی میں اور وہاں جلال میں ہوگا

۲۷ (۲۷) اب میری جان مضطرب ہے اور میں کیا کہوں کہ ای باپ مجھے اِس گھڑی سے بچا لیکن میں تو اِسی گھڑی کیلئے آیا ہوں

یہاں اُس کی اِنسانیت کی دہشت کا بیان ہی کیونکہ جب بے نہایت بوجھ دنیا کے گناہوں کا اُس کی انسانیت کے سامنے آیا
تو اُسکی اِنسانیت کی جان دہل گئی اور ضرور تھا کہ دہل جائے تاکہ معلوم ہو کہ ایک اِنسان نے سب انسانوں کا بوجھ اُٹھایا ہی
گتسمنی کا بیان تو سب انجیلوں میں ہی لیکن اِس دہشت کا بیان صرف اِسی جگہ لکھا ہی (اب میری جان) یہاں جان کا ذکر ہی یعنے
انسانی جان مضطرب ہی (۱۳-۲۱) وہ جان میں مضطرب ہوا بہت سا غم اُس کی جان میں آگیا تھا (متی ۲۶-۳۸ مرقس ۱۴-۳۴)
اور یہہ غم بے نہایت تھا اُسکے دُکھوں کا ایک حصہ غم تھا اور دوسرا حصہ خوف تھا جو اِس عبارت سے ظاہر ہی کہ مجھے اِس گھڑی سے
بچا (عبرانی ۵-۷) مسیح کا غم اور خوف الہی غضب کے سبب سے تھا اور اسوقت اِن یونانیوں کے آنے سے وہ غم و خوف اُسکی
انسانیت کے خیال کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ گویا وہ فرماتا ہی کہ جیسے یہہ یونانی آئے ہیں ویسے لاکھوں لاکھ آدمی دنیا کی اطراف
سے آئینگے لیکن اُنکا آنا اور مجھ سے برکت پانا میری موت پر موقوف ہی اور میری موت میں وہ سب وابستہ ہیں کیونکہ اُن کے گناہوں کے
لئے میری موت ہی تب اُن سب کی سزا اس میری موت میں مندرج ہی اِسلئے اِس موت کی تلخی بڑی ہی اور میری اِنسانیت اِس بڑی تلخی
سے نہایت غمگین اور خوف زدہ ہی۔ اور اِس حالت میں اب میں کیا یوں کہوں کہ اے باپ مجھے اِس گھڑی سے بچا یہہ تو نہیں کہہ
سکتا کیونکہ میں اسی مطلب سے دنیا میں آیا ہوں (ف) یہاں دیکھو کہ بہت سی اندرونی لڑائیاں بغیر گناہ کے ہو سکتی ہیں مسیح
کی جان مضطرب تھی تو بھی اُس میں کوئی ایسا گناہ نہ تھا جسکی نسبت اضطراب آیا اور وہ آپ کو روکتا تھا اور دلاوری سے تھام کر
الہی مرضی کے تابع کرتا تھا

(۲۸) اے باپ اپنے نام کو جلال دے تب آسمان سے آواز آئی کہ میں نے جلال دیا ہی اور پھر جلال دونگا

شاگردوں سے بولتا بولتا باپ کی طرف مخاطب ہو گیا۔ اضطراب میں خدا کی طرف متوجہ ہونے سے آرام تسلی دلاوری روشنی
دل میں آیا کرتی ہی (اے باپ) خدا اُسکا باپ ہی کیونکہ وہ خدا سے نکلا اور دنیا میں آیا اور انسانیت بھی اُسکی روح القدس کے سایہ
سے پیدا ہوئی (اپنے نام کو جلال دے) یعنے میری انسانی گھبراہٹ کا لحاظ نہ چاہئے تیرے نام کی بزرگی ضرور ہی میرا جسم تو
کہتا ہی کہ مجھے بچا لیکن دل کہتا ہی کہ تیری مرضی ہو جو میری موت پر موقوف ہی تاکہ تیرا عدل و رحم کمال کو پہونچے اور جہان کے
لوگ بچ جائیں (آواز آئی) ایسی دعا کبھی بے جواب نہیں رہتی ہی باپ نے بیٹے کی التماس کا جواب دیا (میں نے جلال دیا ہی)
لعازر کے جلانے سے اور تیرے سارے معجزوں سے اور تیری ہدایتوں سے اور تیری ساری زندگی و پاکیزگی اور سب نمونوں سے
(پھر جلال دونگا) تیری موت سے اور جی اُٹھنے سے اور صعود سے اور اپنے دہنے تیری سرفرازی سے اور نزول روح القدس سے
اور دنیا کی حدود تک اِنجیل کی منادی سے اور تیرا نام ہر نام پر بلند کرنے سے اور سب مخالفوں پر تیری فتحمندی سے (ف) تین بار

آواز آئی تھی کام کے شروع میں (متی ۳-۱۷) اور جب موسیٰ و الیاس سے اپنے کفارہ کی بابت باتیں کرتا تھا (متی ۱۷-۵) اور اسوقت کہ دنیاوی زندگی کا آخری ہفتہ تھا یعنے عہد نبوت اور عہد کہانت اور عہد سلطنت کے شروع میں

۲۹ (۲۹) پس لوگوں نے جو حاضر تھے یہہ سُن کے کہا بادل گرجا اوروں نے کہا کہ فرشتے نے اُس سے باتیں کیں

یہہ آواز سب حاضرین نے سُنی لیکن سب سمجھے نہیں شاید عبرانی میں آواز ہوگی اور وہاں یونانی حاضر تھے اور یہودی شاگرد بھی تھے اِس لئے سب نہیں سمجھے لیکن بعض ضرور سمجھے اور لکھنیوالا بھی حاضر تھا وہ سمجھا (ف) یوحنا رعد کا فرزند رعد کی آواز کو سمجھتا ہے (مکاشفات ۴-۵ و ۸-۵ و ۱۰-۳) بعض تو اُس کو سمجھے اور بعض اتنا کچھ سمجھے کہ اُس آواز کو فرشتے کی باتیں کہا لیکن بعض موٹی سمجھ کے بھی تھے جو کچھ نہ سمجھے اور بادل کی گرج بتلایا۔ ہر کوئی خدا کی آواز نہیں سمجھ سکتا نہ سب کے سب ناقابل ہیں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اور بیٹا دو جدا اقنوم نہیں ہیں کیونکہ ایک دوسرے سے بولتا ہے

۳۰ (۳۰) یسوع نے جواب دیا اور کہا یہہ آواز میرے واسطے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے

یعنے مجھے تو معلوم ہے کہ خدا کا جلال ہوا ہے اور ہوگا لیکن تمہارے فائدہ کے لئے آواز آئی ہے تاکہ تم جانو کہ میں ابن اللہ ہوں اور مرنے کو آیا ہوں اور میری موت سے الٰہی جلال ظاہر ہوگا

۳۱ (۳۱) اب اس دنیا کی عدالت کیجاتی ہے اب اِس دنیا کا سردار نکالدیا جائیگا

(عدالت کی جاتی ہے) یعنے اب میں مصلوب ہونے پر ہوں اور میری صلیبی موت سے دنیا کی عدالت اب ہوتی ہے۔ یہہ دنیا دیر سے شیطان کے قبضہ میں رہی اب اُسپہ حکم ہوتا ہے یعنے شیطان کی سلطنت دنیا سے دفع ہونی شروع ہوتی ہے اور الٰہی سلطنت جاری ہونی شروع ہوتی ہے برگزیدہ اشخاص نجات کے لئے جدا ہونا شروع ہوتے ہیں اور وہ جو از خود ہلاک ہوتے ہیں اُن پر موت کا فتویٰ ہوتا ہے (اب اس دنیا کا سردار نکالدیا جائیگا) بہت لوگوں کے دلوں میں سے حدود دنیا تک برگزیدہ مومنین کے دلوں میں سے شیطان نکالا جائیگا وہ اپنے پورانے قلعوں میں سے نکلیگا اور ادھر اُدھر بھاگتا پھریگا اُس کی سلطنت کی جڑ اب کاٹی جائیگی کیونکہ اب عورت کی نسل شیطان کا سر کچلیگی۔ شیطان اب تک دنیا میں ہے اور لاکھوں لاکھ آدمی اُس کی زیر حکومت ہیں تو بھی اُس کی سلطنت کی جڑ کٹ گئی ہے اور مسیح خداوند اپنے جی اُٹھنے کے دن سے آج تک لاکھوں لاکھ آدمیوں کے دلوں میں فتحمند ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر طرف سے

لوگ آتے ہیں اور شیطان کے قبضہ تصرف سے چھوٹ کر مسیح کے بندے بنتے جاتے ہیں اور شیطان اپنے قدیمی قلعجات سے وہ خیالات وانتظامات جنہیں جابجا اور ملک بہ ملک آدمیوں کو گھیرے بیٹھا تھا چھوڑ چھوڑ بھاگتا جاتا ہے۔ جب سے کہ مسیح خداوند مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے ایک قسم کی عدالت ہو رہی ہے ہاں ایک اور قسم کی عدالت باقی ہے جو آیندہ ہے لیکن آیندہ عدالت اسی عدالت حال کے فتوؤں کے اجرا کا وقت ہے جو اِس عدالت میں مبارک ہے وہ آیندہ عدالت میں بھی مبارک ہوگا۔ یہہ آیت بہت گہری ہے غور طلب ہے۔ شیطان اِسوقت نافرمانبرداروں کے دلوں میں تاثیر کرتا ہے (افسی ۲-۲) اور بے ایمانوں کی عقلوں کو تاریک کرتا ہے (۲ قرنتی ۴-۴) اور بہت لوگوں کے دل اُسکا گھر ہیں (متی ۱۲-۲۹) لیکن مسیح اُسکو اپنے لوگوں کے دلوں میں سے نکالدیتا ہے اسی سلئے شیطان اُن کی فکر میں پھرتا ہے (۱ پطرس ۵-۸) مسیح نے بوسیلہ اپنی صلیبی موت کے شیطان کی بربادی کی ہے (عبرانی ۲-۱۴ و ۱۵) اور اُس کی قید سے اپنوں کو چھوڑایا ہے (لوقا ۴-۱۸) اور اُنہیں طاقت بھی بخشتا ہے کہ اُسکا سر کچلیں (عبرانی ۱۶-۲۰)

۳۲ (۳۲) اور میں اگر زمین سے اُٹھایا جاؤں تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا

(اُٹھایا جاؤں) یعنے صلیبی موت سے مروں جو کفارہ کی موت ہے (سب کو) ہر بشر کو نہیں مگر سب قوموں میں سے اُن سب کو جو برگزیدہ ہیں (اپنے پاس) یعنے کلیسیا کے اندر اور آسمانی مقامات میں (کھینچونگا) اپنے جی اُٹھنے کی طاقت سے اور روح القدس کی کشش سے اور اپنی عمدہ تعلیم سے جو الٰہی دانائی سے ہے اور اپنے معجزات سے جو قدرت الٰہی سے ہیں (ف) مسیح زور ظلم سے کسیکو نہیں کھینچتا لیکن محبت کی رسی سے کھینچتا ہے (ہوسیع ۱۱-۴ یرمیاہ ۳۱-۳) مسیح نے فرمایا تھا کہ خدا باپ کھینچتا ہے (۶-۴۴) یہاں فرماتا ہے کہ میں کھینچونگا خدا باپ کا کام اور اُسکا کام ایک ہی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ ہے لفظ کھینچونگا ظاہر کرتا ہے کہ آدمی بندھے ہوئے ہیں اور اُنکا چھٹکارا اُن کی طاقت سے نہیں ہوسکتا ہے وہ کریگا

۳۳ (۳۳) اُس نے یہہ کہا بتا دینے کو کہ وہ کس موت سے مریگا

لفظ اُٹھایا جاؤں آیت بالا میں مسیح نے اپنی صلیبی موت پر اشارہ کرکے فرمایا تھا اور یہہ پیشین گوئی تھی اور یہہ بھی اُس میں تھا کہ اُس کی موت کفارہ میں ہوگی اِسلئے مسیح مثل مقناطیس کے ہوگا اللہ کی طرف کھینچنے کے لئے

۳۴ (۳۴) لوگوں نے اُسے جواب دیا ہمنے شریعت سے سُنا ہے کہ مسیح ابد تک رہیگا اور تو کہتا ہے کہ انسان کے بیٹے کا اُٹھایا جانا ضرور ہے۔ یہہ انسان کا بیٹا کون ہے

(شریعت سے) لفظ شریعت یہاں تمام پرانے عہدنامہ کی نسبت لوگوں نے بولاہی جسمیں زبور وغیرہ سب کتب شامل ہیں (مسیح ابد تک رہیگا) یہہ خبر کئی جگہہ مرقوم ہی (زبور ۱۱۰-۴ یشعیاہ ۹-۶ حزقیل ۳۷-۲۵ دانیال ۷-۱۴ او ۲-۴۴ میکہ ۴-۷) یہہ بات تو یہودیوں کو معلوم تھی کہ یہہ سب کچھہ مسیح کے حق میں لکھا ہی لیکن باریک بھیدوں کے سمجھنے میں قاصر تھے وہ اسکی جسمانی سلطنت سمجھتے تھے نہیں جانتے تھے کہ وہ روحانی سلطنت قایم کریگا اور روحانی دشمنوں سے بچائیگا اُنہوں نے (یشعیاہ ۵۳-۷ و میکہ ۵-۲) کو بھی نہ سمجھا تھا کہ مسیح مثل برہ کے ذبح ہوگا اور دنیا میں آکے پھر چلا جائیگا اور پھر آئیگا۔ اب کہ وہ آیا اور کہتا ہی کہ مجھے مرنا ضرور ہی اور جاؤنگا اور پھر آؤنگا یہودی اُس کی باتوں کو کلام اللہ کی ہدایتوں سے ملا نہیں سکتے اسلئے دکھا کھاتے ہیں لیکن ہم جو مسیحی ہیں اسوقت اِن بھیدوں کو اُس کے فضل سے خوب سمجھتے ہیں (یہہ ابن آدم کون ہی) جس کے مرنے کا ذکر ہی وہ نہ سمجھے کہ یہہ وہی ابن آدم ہی جسکا ذکر (دانیال ۷-۱۳) میں ہی

۳۵ (۳۵) پس یسوع نے اُنہیں کہا نور اور تھوڑی دیر تمہارے ساتھہ ہی جب تک کہ نور تمہارے ساتھہ ہی چلو نہو کہ تاریکی تمہیں جاپکڑے اور وہ جو تاریکی میں چلتا ہی نہیں جانتا کہ کدھر جاتا ہی

اب مسیح اُنکے سوال کا جواب لفظاً نہیں دیتا مگر معناً دیتا ہی کیونکہ وہ جانتا ہی کہ جو باتیں اُنہیں میں نے کہی ہیں وہ بہت گہری ہیں اُنکے سمجھنے کے لیے باطنی روشنی چاہئے مناسب ہی کہ یہہ لوگ روشنی کی پیروی کریں تب اِن اسرار کو سمجھینگے (نور) یعنے میں نور ہوں (۱-۹ و ۹-۵) اور کچھہ عرصہ سے تمہارے درمیان موجود اور اب تھوڑی دیر تک ابھی تمہارے ساتھہ رہونگا۔ تمہیں لازم ہی کہ نور کی پیروی کرو یعنے میری ہدایتوں کو قبول کرو اگر پیروی نہ کروگے تو تم یہودیوں کو اندھیرا آگھیریگا اور اندھیرے میں نہ جانوگے کہ کدھر جاتے ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اُنہوں نے نور کو رد کیا (اعمال ۱۳-۴۶ و ۱۹-۹) تب روشنی غیر قوموں کی طرف چلی آئی اور یہودی اب تک اندھیرے میں پڑے ہیں ایک جہان نے معلوم کرلیا کہ مسیح موعود یہی شخص ہی یہودیوں کو اب تک یہہ نظر نہ آیا اور اُن کے پاس جو انکار کے دلایل ہیں جسکا جی چاہے اُنسے دریافت کرلے کہ وہ سب نادانی کے دلایل ہیں جنسے معلوم ہوجاتا ہی کہ یہودیوں کے دلوں میں اندھیرا ہی گویا اندھیرے نے پکڑلیا ہی وقت آئیگا جب وہ بھی اندھیرے میں سے نکلینگے

۳۶ (۳۶) جب تک نور تمہارے ساتھہ ہی نور پر ایمان لاؤ تاکہ نور کے فرزند ہو۔ یسوع نے یہہ باتیں کہیں اور جاکے اپنے تئیں اُنسے چھپایا

(نور پر) یعنے مجھ پر ایمان لاؤ (تاکہ نور کے فرزند ہو) مسیح کے مومنین نور کے فرزند ہیں کیونکہ مسیح نور ہی جو کوئی نور پر ایمان لاتا ہی نور کا فرزند ہو جاتا ہی (لوقا ۱۶-۸ وافسی ۵-۸ سے ۱۱) یہی لوگ دن کی اولاد ہیں (اتسلونیقی ۵-۵) نور سے نیا جنم پاکے نور کے فرزند ہوتے ہیں۔ اِسکا ثبوت یہہ بس ہی کہ ہمنے جو مسیح کے بندے ہیں مسیح کے پاس آکے ایک بڑی روشنی دیکھی ہی پہلے ہم اندھے تھے اب دیکھتے ہیں۔ یہہ باتیں فرماکے خداوند بیت عنیا کو چلا گیا (لوقا ۲۱-۳۷) تاکہ زندگی کا آخری وقت پیارے شاگردوں میں کاٹے منگل کی شام کو ہیکل کو چھوڑا، جمعرات کے دن جب شام نزدیک تھی یروشلم میں پھر آیا اپنی جان کا کفارہ دینے کو

۳۷ (۳۷) اور اگرچہ اُس نے اُنکے روبرو اتنے معجزے دکھائے پر وہ اُسپر ایمان نہ لائے

(اتنے معجزے) یعنے بہت سے۔ الیشع نبی نے ۱۲ معجزے دکھلائے تھے اور الیاس نے بہت تھوڑے اور لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰ نے ۶، معجزے دکھلائے تھے اور اگر یشوعہ سے ملاکی تک معجزات کا شمار کریں یعنے اُن معجزات کا جو کلام میں مذکور ہیں تو سب معجزے ۶، نکلتے ہیں۔ مسیح کے معجزے جو صرف انجیل یوحنا میں مرقوم ہیں سات ہیں لیکن اور بھی تھے جو مرقوم نہیں ہیں (۲۱-۲۵) معجزہ سے ایمان پیدا نہیں ہوسکتا ہاں یہہ معلوم ہو جاتا ہی کہ وہ شخص خدا کی طرف سے ہی یہی حال دلیلوں کا ہی کہ اِنسان کی دل کی سختی صحیح دلیلوں کو بھی قبول نہیں کیا کرتی ہی

۳۸ (۳۸) تاکہ یشعیاہ نبی کا کلام جو اُسنے کہا پورا ہو کہ اَی خداوند ہمارے پیغام پر کون ایمان لایا اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا

یہہ مطلب نہیں ہی کہ ایمان نہ لانے کا سبب یشعیاہ کا کلام تھا جو کہ (یشعیاہ ۵۳-۱) میں مرقوم ہی مطلب یہہ ہی کہ اُنہوں نے ایسی سختی دکھلائی کہ یہہ کلام پورا ہوگیا (خداوند کا بازو) یعنے قدرت الٰہی (لوقا ۱-۵۱)

۳۹ (۳۹) اِسلئے وہ ایمان نہ لا سکے کیونکہ یشعیاہ نے پھر کہا

یعنے وہ اپنے ارادہ سے ایسے سرکش بنگئے کہ اُنہیں ایمان لانا مشکل ہوگیا جیسے لکھا ہی (۷-۷) کہ دنیا تم سے دشمنی نہیں کر سکتی۔ یہہ مراد نہیں کہ دنیا میں دشمنی کی طاقت نہیں ہی طاقت تو ہی لیکن اپنی مرضی سے نہیں کرتی دیکھو (پیدایش ۳۷-۴) یوسف سے محبت کی بات نہ کر سکتے تھے طاقت تو تھی مگر اپنی مرضی سے اُسے عمل میں نہ لاتے تھے (۵-۴۰) تم نہیں چاہتے کہ مجھ پاس آؤ

انسان کی مرضی پوری آزادگی کو شامل ہو تسپر بھی کافر پر ایک ایسا وقت آجاتا ہی کہ ایمان لانے کی طاقت جاتی رہتی ہی بیان آیندہ پر غور کیجئے

۴۰ (۴۰) اُس نے اُن کی آنکھوں کو اندھا اور اُنکے دلوں کو سخت کیا ہی نہ ہو کہ آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور میں اُنہیں چنگا کروں

تمام بیبل میں اس آیت سے زیادہ ہیبتناک کوئی قول نہیں ہی لہذا اِس پر غور چاہئے یہہ آیت اناجیل میں چھہ جگہ لکھی ہی (متی ۱۳-۱۴ و ۱۵ مرقس ۴-۱۲ لوقا ۸-۱۰ و اعمال ۲۸-۲۶ و رومی ۱۱-۸) اور ایک آیت بالا ہی

اگر اِن سب مقامات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کہیں لکھا اس سختی کا سبب یشعیا نبی تھا اُسے خدا نے کہا جا اور دلوں کو موٹا کر دے (یشعیا ۶-۱۰) متی و مرقس میں ہی کہ لوگ آپ اِس سختی کے فاعل تھے اور مقاموں میں لکھا ہی کہ خدا اس سختی کا فاعل تھا اُسنے اُنکے دلوں کو ایسا کر دیا اور جب یشعیا نے ایسا کیا تو وہ بھی خدا کا کام ہوا جسنے اُسے حکم دیا تھا۔ توریت میں ۱۲ مقام ہیں ۶ جگہ لکھا ہی کہ فرعون نے خود اپنے دل کو سخت کر لیا اور ۶ جگہ لکھا ہی کہ خدا نے سخت کر دیا

مطابقت یوں ہی کہ اُن کی مرضی آزاد تھی اور خدا نے اُن کے سامنے ہدایت پیش کی اور دلایل بھی بخشے لیکن وہ لوگ اپنی نفسانی غرضوں کے درپی ہو کے الہٰی مرضی کے مقابلہ میں اُٹھے اور بہت اڑے پھر جب اُن کی آزاد مرضی اُنکی نفسانی خواہشوں کی طرف اسقدر مضبوط ہوگئی کہ وہ خدا کی مرضی اور ہدایت کے تابع بھی ہونا نہیں چاہتے تھے تو اس صورت میں خدا نے اُنہیں عدالتاً اُنکی مرضی پر چھوڑ دیا اور ایسا چھوڑا کہ اب وہ اُنہیں اپنی طرف سے روشنی اور برکت کشش نہیں دیتا اور یوں وہ زیادہ سخت ہو گئے گویا کہ پتھر بنگئے اور یہہ معاملہ اُن کے ساتھہ براہ عدالت ہوا۔ جب وہ ایمان لا سکتے تھے تو وہ اپنی مرضی سے ایمان نہ لائے اور نامراد چھوڑے گئے اب وہ ایمان نہیں لا سکتے نہ توبہ کر سکتے نہ بچ سکتے ہیں خدا سے ہٹتے ہٹتے یہاں تک ہٹے کہ ابد تک اُس کی حضوری سے محروم ہوئے۔ خدا نے اُنکے دلوں میں کینہ اور بغض اور تعصب اور لالچ اور شکوک نہیں بھر دیئے اُسنے تو فضل پیش کیا تھا اُنہوں نے اُس کے فضل کو ناپسند کیا اور بڑے زور سے تحقیر کے ساتھہ اپنی طرف سے پرے پھینکدیا اور خدا نے اپنی ہمہ دانی سے معلوم کر لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں تب اُس مبدا فیض نے اپنے فضل کو اُن کی طرف سے کھینچ لیا اِسلئے وہ اندھیرے میں کھڑے رہگئے یہی معاملہ فرعون کے ساتھہ گذرا اور سب سرکشوں کے ساتھہ ایسا ہوتا ہی جب اُن کی سرکشی اپنی حد کو پہونچ جاتی ہی اور حق ہی کہ یوں ہو۔ جب لکھا ہی کہ خدا نے سخت کر دیا تو مطلب یہی ہی کہ اُن کی سرکشی حد کو پہونچی خدا نے اپنا فضل اُن کی طرف سے عدالتاً کھینچ لیا اب زیادہ سخت ہو گئے دل موٹے ہو گئے کان بھاری ہو گئے آنکھیں اندھی ہوگئیں روح میں غنودگی آگئی (رومی ۱۱-۸) ظاہری حرکت

تو اُن کے درست معلوم ہوتے ہیں لیکن باطنی حواس بگڑ گئے اب خوب کفر بکتے ظلم اور بدی کے کام کرتے ہیں دنیا میں اپنا وقت پورا کر کے مرجائینگے اور اپنے گناہوں میں پھنسے ہوئے مرینگے اور ابد تک رفاقت الہٰی سے محروم رہکر اپنی بے ایمانی کی سزا میں پھنسے رہینگے

۴۱ (۴۱) یشعیاہ نے یہہ باتیں کہیں جب اُسنے اُسکا جلال دیکھا اور اُس کی بابت باتیں کیں

(اُسکا جلال دیکھا) یعنے مسیح کا جلال یوحنا رسول لفظ اُسکا مسیح کی نسبت بولتا ہے اور کہتا ہے کہ یشعیا نے مسیح کا جلال دیکھا تھا (یشعیا ۶-۱سے ۹) تک پڑھو صاف لکھا ہے کہ یہوواہ کا جلال دیکھا تھا تب مسیح یہوواہ ہے- پولوس رسول کہتا ہے کہ روح القدس نے یشعیا کی معرفت ہمارے باپ دادوں سے کہا تھا (اعمال ۲۸-۲۵) یہہ مقام بھید کا ہے اور تثلیث جلیل کا بیان ہے باپ بیٹا روح القدس ایک خدا ہے اور اِس لئے ایک کا جلال دوسرے کا جلال ہے (یشعیا ۶-۳ مکاشفات ۴-۸ سے ۱۱ و ۵-۱۲ سے ۱۴)

۴۲ (۴۲) باوجود اسکے سرداروں میں سے بھی بہتیرے اُسپر ایمان لائے پر فریسیوں کے سبب اُنہوں نے اقرار نہ کیا مبادا عبادت خانہ سے نکالے جائیں

(ایمان لائے) یہہ وہ ایمان نہ تھا جس سے نجات ہوتی ہے عقل سے پہچانا تھا کہ وہ مسیح ہے اسواسطے اس خیال کے ظاہر کرنے کی جرات نہوئی کہ خارج نہ ہو جائیں اُس قانون کے موافق جو یہودیوں نے نکالا تھا (۹-۲۲) اِس قسم کے ایمان اب ہندستان میں بھی بہت نظر آتے ہیں ایسے لوگ اس خیال سے کہ برادری سے خارج نہو جائیں ظاہراً اقرار نہیں کرتے نہ بپتسما لیتے ہیں اُن میں حقیقی ایمان نہیں ہے وہ ہرگز نہ بچینگے کیونکہ وہ ایمان جو بچاتا ہے ہمیشہ نڈر اور چالاک ہوتا ہے- توبھی یہہ امید ہے کہ شاید بزدلی نکلے اور دلیری وجرات کا فضل پاکے اپنی قوم میں سے نکلینگے جیسے یوسف ارمتیہ نیقودیمس تھے (ف) یہہ لوگ آدمیوں کے اخراج سے ڈرے خدا کے اخراج سے نڈرے جس سے ڈرنا واجب ہے اُس سے نہیں ڈرتے جن سے ڈرنا واجب نہیں اُنسے ڈرتے ہیں جب خدا کے گھر سے الگ ہیں تو آدمیوں میں شمول سے کیا فایدہ ہے خدا ایسوں کے خیالوں میں روشنی اور دلوں میں دلاوری بخشدے

۴۳ (۴۳) کیونکہ وہ آدمیوں کی عزت کو خدا کی عزت سے زیادہ عزیز جانتے تھے

یہہ اصلی بات تھی اور یہی بیماری آج تک اِن سب بزدلوں میں ہے کہ وہ اُس عزت کی قدر نہیں جانتے جو خدا سے ملتی ہے لیکن اُس

عزت کے درپے ہیں جو آدمیوں سے ہوتی ہی لیکن عقل سلیم اور خدا کا کلام یہہ کہتا ہی کہ فی الحقیقت عزت وہی ہی جو خدا سے ملتی ہی اور جھوٹ بھی ایک ہی ہی جو خدا کی نافرمانی میں ہی

۴۴ (۴۴) اور یسوع نے پکار کے کہا جو مجھہ پر ایمان لاتا ہی مجھہ پر نہیں بلکہ اُسپر جسنے مجھے بھیجا ہی ایمان لاتا ہی

(پکار کے) یعنے چلے جانے سے پہلے یہہ بات پکار کے کانوں میں ڈال گیا- مسیح کی عادت روزمرہ کی باتوں میں بلکہ نصایح میں بھی پکارنے کی نہیں تھی لیکن خاص خاص ضروری اشتہار اُسنے پکار کے دیئے ہیں اُن خاص باتوں کی بڑی قیمت دکھلانے کے لئے اور اِسلئے کہ جاگیں (متی ۲۷-۵۰ مرقس ۱۵-۳۹ یوحنا ۷-۲۸ و ۳۷ و ۱۱-۴۳) مسیح کا مطلب یہہ تھا کہ میں صرف انسان نہیں ہوں جسپر ایمان لانے سے تم ڈرتے ہو مجھہ میں الوہیت ہی اور اِس لئے مجھپر ایمان لانا خدا پر ایمان لانا ہی- نبی جو خدا سے بھیجے گئے اُنکو رد کرنا خدا کو رد کرنا ہی (۱ سموئیل ۸-۷) لیکن مسیح خدائے مجسم ہی اُسے رد کرنا اور خدا پر ایمان رکھنا اِس سے کیا فایدہ ہی

۴۵ (۴۵) اور جو مجھے دیکھتا ہی میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہی

یہہ مطلب نہیں ہی کہ خدا کی ماہیت کے جوہر کو جسمانی آنکھہ سے دیکھتا ہی لیکن اُس شخص کو دیکھتا ہی جو خدا میں ہی اور خدا کی ماہیت کا نقش ہی (عبرانی ۱-۳) خدا تعالیٰ آپ کو مسیح کی صورت میں دکھلاتا ہی- ایسی بات بولنا نبیوں کو جایز نہیں ہی کیونکہ وہ محض انسان ہیں اور ہر انسان میں کچھہ کمزوری ہی اور سب ناکامل ہیں سب نبیوں کا دیکھنا خدا کا دیکھنا نہیں ہی بلکہ خدا کے بندہ کا دیکھنا ہی اگر کوئی آدمی کسی نبی برحق کی نسبت بھی ایسا کہے تو کفر کا کلمہ ہوگا لیکن مسیح نے اپنی نسبت کہا اِسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی

۴۶ (۴۶) میں دنیا میں نور ہوکے آیا ہوں تاکہ جو کوئی مجھہ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے

اللہ تعالیٰ مجسم ہوکے دنیا میں آیا ہی اِس مراد سے کہ آدمیوں کو اندھیرے سے نکالے اور زندگی کی روشنی میں لائے کہ وہ خود حقیقی روشنی ہی (۱-۹) وہ مجسم ہوکے ظاہر ہوا کہ آدمیوں کو آدمیت یا انسانوں کو انسانیت سکھلائے گناہ کے غار میں سے اور وبال گناہ کے نیچے سے اور ابدی موت کے تحت سے نکالے اور الٰہی دانائی اور زندگی کی روشنی میں لائے لیکن یہہ نعمت اُسی کو ملتی ہی جو بوسیلہ ایمان کے مسیح کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہی اور اُسکا مطیع ہو رہتا ہی تب مسیح اُسکے دل میں سے تاریکی کو نکالتا ہی اور اُس میں روشنی بھر دیتا ہی اور وہ آدمی خدا کے ساتھہ ابد تک خوشی میں رہیگا

(۴۷) اور اگر کوئی میری باتیں سُنے اور ایمان نہ لائے تو میں اُسپر الزام نہیں کرتا کیونکہ ۴۷
اِسلئے نہیں آیا ہوں کہ دنیا پر الزام کروں بلکہ اِسلئے کہ دنیا کو بچاؤں

(الزام) سے مراد سزا کا فتویٰ دینا ہے یعنے ابھی میں بے ایمانوں پر سزا کا فتویٰ نہیں دیتا ہوں بلکہ مہلت بخشتا ہوں کہ وہ سوچ سمجھ لے میری یہہ پہلی آمد دنیا پر فتویٰ دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ نرمی سے بچانے کو آیا ہوں۔ مسیح نے اپنی ساری عمر میں نہ کسی کو سزا دی نہ کسی کو بد دعا کی نہ کبھی کسی کی شرارت کا مقابلہ بہ سختی کیا وہ غریبی کی حالت میں صرف نیکی ہی نیکی کرتا رہا صبر کے ساتھ اُس نے آمد اول کا حق خوب ہی اچھی طرح پورا کیا ہاں ایک درخت پر لعنت کرکے یہہ دکھلایا کہ مجھہ میں ایسی قدرت بھی ہے تاکہ آدمی ہوشیار ہو جائیں کہ وہ آمد دویم میں اُس آمد کا مطلب بھی ویسا ہی پورا کریگا جیسا چاہئے

(۴۸) جو مجھے حقیر جانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے الزام کرنیوالا ہے کلام ۴۸
جو میں نے کہا ہے وہی پچھلے دن اُسے ملزم ٹھہرائیگا

(جو مجھے حقیر جانتا) شاید کوئی اُسے بڑا اولوالعزم پیغمبر جانتا ہو اور اُسکا نام علیہ السلام کہکے ادب سے لیتا ہو اور اُس کی تعلیم و قدرت و پاکیزگی کی تعریف بھی کرتا ہو لیکن اُسکا حکم نہیں مانتا اُسکا کہلانا نہیں چاہتا اُسے اپنے دل کے تخت پر حاکم بناکے نہیں بٹھلاتا کسی غیر کا مرید بنا ہے ایسا آدمی بھی مسیح کی تحقیر کرنیوالا ہے کیونکہ اُسے اُسکے منصب سے گراتا ہے جو الوہیت کا منصب ہے پس محمدی اور ہندو اور یہودی اور سب لامذہب وغیرہ لوگ اُس کی تحقیر کرتے ہیں (میری باتوں کو قبول نہیں کرتا) یا تو منسوخ بتلاتا ہے یا چالاکی کرکے معنے بدلتا ہے یا اپنی نفسانی اور عقلی تجویزوں کے درپے رہتا غرض میری باتوں کو کسی طرح سے قبول نہیں کرتا (اُسکے لئے الزام کرنیوالا ہے) یعنے ایک چیز ہے جو اُسپر سزا کا فتویٰ دیگی (کلام جو میں نے کہا ہے) جو انجیل میں لکھا ہے اور اُس آدمی نے سُن لیا ہے (وہی پچھلے دن) لیک پچھلا دن بھی آنیوالا ہے جو عدالت الٰہی کا دن ہے خدا سے مقرر ہے (اعمال ۱۷–۳۱) جب مسیح پھر آئیگا (متی ۲۴–۳۶) قیامت اور عدالت ہوگی سب مُردے اُٹھینگے وہ آدمی بھی اُٹھیگا جس نے میری تحقیر کی اور میری باتوں کو قبول نہیں کیا تھا اُسوقت اُسے میرا وہ کلام یاد آئیگا جو اُسنے سُنا تھا تب وہ کہیگا ہائے میں نے سُنا تھا اور نہ مانا تھا اب وہ اُسی کلام کے الزام سے بے چین ہوگا (ف) یہہ منادیاں جو بازاروں میں عیسائیوں سے ہوتی ہیں جنہیں شریر ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں اور جن سے غافل لوگ بے پروا ہیں اِن منادیوں کی قیمت اُسدن اُن لوگوں پر کھل جائیگی کچھہ ضرورت نہوگی کہ مقدمہ ہو وہ کلام جو اُنہوں نے سُنا ہے اُنکے دلوں میں منقش ہو جائیگا اور مسیح آیندہ غضب سے نہ بچائیگا اور اپنے ساتھہ اُنہیں نہ رکھیگا یہی سزا کافی ہے کیونکہ اُسکے وعدوں میں دُکھہ ہے جیسے قربت میں سُکھہ ہے

۴۹ (۴۹) کیونکہ میں نے آپ سے نہیں کہا بلکہ باپ نے جس نے مجھے بھیجا ہی مجھ کو حکم دیا کہ کیا بولوں اور کیا کہوں

دیکھو (۷-۱۶ اسے ۱۸) یعنے باپ جس سے میں نکل کے آیا ہوں اُسنے مجھے جو کچھ بولنے اور کہنے کو کہا ہی وہی میں نے کہہ سُنایا ہی تب میرے منہ سے جو باتیں نکلی ہیں وہ کلام اللہ ہو میری انسانیت کے انسانی یا عقلی خیالات نہیں ہیں۔ خدا غیر فانی ہی اُسکا کلام بھی غیر فانی ہی پس میری باتیں مر نہیں سکتی نہ ہوا میں اُڑنیوالی ہیں جیسے سب فطرتیوں کا کلام ہی تمنے جو کچھ مجھ سے سُنا ہی یا انجیل میں سے سُنتے ہو یا تو اُسے اپنے دلمیں جگہ دیکے اُسکے مطیع ہو جاؤ ورنہ وہ کلام ابد تک دلونمیں الزام قایم رکھنے کے لئے موجود پاؤگے

۵۰ (۵۰) اور میں جانتا ہوں کہ اُس کا حکم حیات ابدی ہی پس جو میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھے کہا اُسی طرح کہتا ہوں

(حکم حیات ابدی ہی) یعنے اُسکے حکم کو ماننے سے آدمی کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہی۔ یہہ بات مجھے معلوم ہی۔ سب اہل فکر اور اہل فہم پر بھی یہہ بات روشن ہی کہ درست ہی خدا کی فرمانبرداری کر کے اُسکے حضور ابد تک جی سکتے ہیں (پس جو کچھ میں کہتا ہوں) یعنے میں جو یسوع مسیح ہوں ابن الانسان ہوں جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں (جس طرح باپ نے مجھے کہا اُسی طرح کہتا ہوں) میرا کلام خاص اللہ کا کلام ہی۔ نبیوں کا کلام بھی جو روح القدس کی ہدایت سے ہی اللہ کا کلام ہی اور اُس سارے کلام کا حاصل (۱ یوحنا ۳-۲۳) میں لکھا ہی اب بتلاؤ کہ اِس کلام کا منکر کہاں جاکے چھپیگا اور مقرر فرمانبردار کیا کچھ خدا سے پائیگا ناظرین خود سوچ لیں

تیرھواں باب

۱ (۱) عید فسح سے پہلے جبکہ یسوع نے جانا کہ میری گھڑی آپہونچی ہی کہ اس دنیا سے باپ کے پاس جاؤں سو اپنوں کو جو دنیا میں تھے پیار کر کے اُنہیں آخر تک پیار کرتا رہا

(جانا) یعنے اپنی الوہیت سے سب کچھ جانتا (میری گھڑی) یعنے وہ گھڑی جو باپ نے ازل سے مقرر کی تھی جسکے لئے

وہ آیا تھا (۱۲-۲۷) پہلے فرماتا رہا کہ میرا وقت ابھی نہیں آیا اب وُہ وقت آگیا مرنے کا وقت بھی اُٹھنے کا وقت عروج شریف کا وقت ۔اور اس وقت کا شروع جمعرات کی شام کا وقت تھا ۔ اور اسی رات میں فسح کا برہ کھانے کا حکم تھا (خروج ۱۲-۶ سے ۱۰) اسی شرع کے موافق مسیح اور اُسکے شاگردوں نے عین وقت پر فسح کا کھانا کھایا (متی ۲۶-۱۷) مخالف یہودیوں نے جو غصہ میں بھرے ہوئے خون مسیح کے درپے تھے صبح تک فسح نہیں کھائی (۱۸-۲۸) بڑے دُکھہ کا وقت آپہونچا تھا اور وہ اُس سے پورا پورا واقف بھی تھا تو بھی دلی اطمینان سے آخر تک اپنے شاگردوں کی رفاقت میں مصروف رہا اِسلئے کہ اُسکے دل میں سچی محبت تھی

۲ (۲) اور جب شام کا کھانا کھا رہے تھے اور ابلیس نے شمعون کے بیٹے یہوداہ اسکریوطی کے دل
میں ڈالا تھا کہ اُسے حوالہ کرے

(کھانا) وہی فسح کا کھانا ہے جو مسیح نے پطرس اور یوحنا کو بھیجکے تیار کرایا تھا (لوقا ۲۲-۸) یہہ وہی کھانا تھا جسمیں عشاء ربانی کی رسم مقرر ہوئی تھی یوحنا اس رسم کے مقرر کا کچھہ ذکر نہیں کرتا اِسلئے کہ تینوں انجیلوں میں اُسکا ذکر ہے اسیطرح یوحنا رسول بپتسما دینے کے حکم کا بھی کچھہ ذکر نہیں کرتا لیکن دونو ساکرمنٹوں کا روحانی مطلب خوب بیان کرتا ہے (۳-۵ و ۶-۴ و ۵) لوقا کہتا ہے کہ یہوداہ کی نسبت جو پیشینگوئی مسیح نے کی وہ عین کھانے کے وقت ہوئی تھی (لوقا ۲۲-۲۱) اِس سے ظاہر ہے کہ یہوداہ نے عشاء ربانی لی تھی (اُسکے دل میں الخ) اِس آدمی کے دل میں لالچ تھا جسکے وسیلہ سے ابلیس نے اپنا خیال اُسکے دل میں ڈالا شیطان جب کچھہ راہ پاتا ہے تب بُرے خیال دل میں ڈالتا اور موقع پاکر آپ بھی گھس آتا ہے

۳ (۳) تب یسوع یہہ جانکے کہ باپ نے سب کچھہ میرے ہاتھوں میں کر دیا اور میں خدا کے پاس سے
آیا اور خدا کے پاس جاتا ہوں

(یہہ جانکے) یعنے اِن لحاظ پیر دھوئے ۔ اُسنے تین باتوں پر لحاظ کرکے یہہ کام کیا اول آنکہ مجھہ مسیح کے کل خدائی باپ کی طرف سے سپرد ہوگئی ہے دویم آنکہ میں باپ کے پاس سے آیا ہوں یعنے آسمانی شخص ہوں نہ محض دنیاوی انسان سوم آنکہ اب خدا باپ کے پاس عرش مجید پر جانیوالا ہوں ۔ دنیا کے لوگ اپنی شان پر غور کرکے پھول اُٹھتے ہیں مسیح اپنی شان پر غور کرکے ایسا فروتن ہوگیا کہ پیر دھونے کو اُٹھا (ف) مسیح جب خدا کے پاس سے آیا تھا تو اُس نے خدا کو چھوڑ نہیں دیا تھا جیسے اب ہمارے پاس سے چلا گیا تو ہمیں بھی چھوڑ نہیں دیا (ف۲) خدا نے سب کچھہ اُسکے ہاتھوں میں کر دیا تھا اُسکے دشمن بھی اُسکے ہاتھہ میں تھے تو بھی اُسنے

اُن کی آزادگی میں دست اندازی نہیں کی اُن کی مرضی کو ہونے دیا (ف۸) یہہ تینوں باتیں جو آیت بالا میں ہیں ہمارے ایمان کی باتیں ہیں وہ جو ہمارا ایمان ہو وہ مسیح کا علم ہو

۴ (۴) کھانے سے اُٹھا اور اپنے کپڑے اُتار رکھے اور رومال لیکر اپنی کمر میں باندھا

(کھانے سے اُٹھا) یعنے کھانا کھاتے کھانا چھوڑ کے اُٹھا (کپڑے اُتار رکھے) شاید قبا یا چوغا جو مثل لبادہ کے یہودی پہنتے تھے اور کام کے وقت اُتار رکھتے تھے (رومال لیکر کمر باندھی) جیسے غلام اور نوکر کمر باندھکے خدمت کیا کرتے ہیں (لوقا ۱۲-۸)

۵ (۵) بعد اُسکے باسن میں پانی ڈھالا اور شاگردوں کے پاؤں دھونا اور رومال سے جو کمر میں بندھا تھا پونچھنا شروع کیا

(پانی ڈھالا) تاکہ شاگردوں کے پاؤں دھوئے جیسے کہ اپنا لہو بھی ڈھالا تھا کہ شاگردوں کی روحوں کو دھوئے (دھونا) یونانی میں تین جدا جدا لفظ ہیں جنکے معنے دھونے کے ہیں (نفتو) (لواہتی) (پہلونو) یہاں لفظ نفتو ہے جسکے معنے ہیں کسی عضو یا کسی چیز کا دھونا (مرقس ۷-۳) میں یہی لفظ چار پایوں کی نسبت آیا ہے اور لفظ لواہتی تمام بدن کا غسل ہے اور وہ اسی باب کی دسویں آیت میں ہے کہ وہ جو دھویا گیا یعنے تمام بدن کا غسل دیا گیا۔ اور لفظ پہلونو کپڑوں کا دھونا ہے اور وہ (مکاشفات ۷-۱۴) میں آیا ہے پس ہم یہاں سے بھی کچھہ سیکھہ سکتے ہیں (ف۱) کپڑے اتارنا کمر باندھنا پانی ڈھالنا دھونا پھر پونچھنا یہہ سب کام جو مسیح نے کئے کچھہ اشارے سے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ آسمانی بادشاہ نے اپنے جلال کا جامہ چھوڑا اور ہماری خدمت پر کمر باندھکے نوکر کی صورت پکڑی (فلپی ۲-۷ لوقا ۲۲-۲۷) اور اپنا خون ڈھالا (متی ۲۶-۲۸) اور ہماری روحوں کو غسل دیا اور ہر وقت ہماری لغزشوں کو معاف کرکے ہمیں صاف کرتا رہتا ہے (ف۲) مسیح نے جو کام اسوقت کیا وہ نوکر کا کام ہے اُسنے کسی غریب آدمی کو اِس کام کے لئے نہیں بھیجا بلکہ آپ کیا یہہ دکھلانے کو کہ کلیسیا کے درمیان یہہ کام خداوند آپ کرتا ہے (ف۳) جب خداوند سے ان شاگردوں کے پیر دھوئے گئے تو کسقدر خوشنما پیر ہو گئے ہونگے دیکھو کیا لکھا ہے (یسعیا ۵۲-۷)

۶ (۶) اور شمعون پطرس کے پاس آیا اور اُس نے اُسے کہا ای خداوند کیا تو میرے پاؤں دھوتا ہے

یہاں لفظ تو اور لفظ میرے پر پطرس کا زور ہے جیسے یوحنا نے بھی کہا تھا کیا تو میرے پاس آیا ہے (متی ۳-۱۴) پطرس مسیح کی عزت کرنا چاہتا ہے لیکن بھید کو نہیں سمجھتا وہ تعجب بھی کرتا ہے کہ میں حقیر گنہگار انسان ہوں یہہ خدا کا بیٹا ہے اور ایسا ذلیل کام میرے لئے

کرتا ہی۔ شاید پطرس ہی کی طرف سے مسیح نے دھونا شروع کیا ہوگا اور یہہ باتیں پہلے ہی ہو گئیں اسی لئے اور کسی شاگرد نے دم نہیں مارا
چپ چاپ پیر دھلوائے

(۷) یسوع نے جواب دیا اور اُسے کہا جو میں کرتا ہوں تو اب نہیں جانتا پر بعد اسکے جانیگا ۷

(بعد اسکے) یعنے اس کام کے بعد بتلاؤنگا۔ خداوند کے سب کام بعد وقوع کھلتے ہیں۔ کلیسیا آخر تک خداوند پر بھروسہ رکھتی ہی کہ دُکھوں کے بعد آرام اور تاریکی کے بعد روشنی آئیگی۔ خداوند کے اور بھی کچھہ بھید ہیں جو دنیا میں ظاہر نہیں آسمان پر ظاہر ہونگے۔ قیاس کہتا ہی کہ مسیح کے اِس فعل کی تاثیر رسولوں پر بہت ہوئی ہوگی

(۸) پطرس نے اُسے کہا کہ تو میرے پاؤں کبھی نہ دھونا یسوع نے اُسے جواب دیا اگر میں تجھے ۸
نہ دھوؤں تو میرے ساتھہ تیرا حصہ نہیں

(کبھی نہ دھونا) تعظیم کی راہ سے کہا اور اس بات پر خیال نہ کیا کہ تو پیچھے جانیگا یہی ہم سبھوں کا حال ہی (اگر میں تجھے نہ دھوؤں) یعنے اپنے خون سے تجھے پاک نہ کروں اور اپنی روح سے تجھے صاف نہ کروں (تو میرے ساتھہ تیرا حصہ نہیں) یعنے میرے ساتھہ تو پیوستگی حاصل نہیں کر سکتا نہ میرا شاگرد ہو سکتا نہ نجات پا سکتا یہہ بیان مسیح کا روح القدس کے غسل کی نسبت تھا (طیطس ۳ - ۵) یہہ نمونہ جو اسوقت مسیح نے دیا ظاہر مطلب اِسکا یہی تھا کہ مسیحی لوگ ایک دوسرے کی یوں خدمت کریں لیکن فی الحقیقت یہہ نمونہ اُس حقیقی خدمت کا عکس تھا جو مسیح نے اپنا خون بہا کے روحوں کے پاک کرنے میں کی تھی اور یہی سبب تھا کہ آیت بالا میں وہ اُس بلند مطلب کیطرف چلا گیا کہ اگر میں تجھے الخ اور وہ جو فرماتا تھا کہ پیچھے جانیگا وہ بھی اُنہیں صلیبی برکات کی طرف اشارہ تھا

(۹) شمعون پطرس نے اُسے کہا ای خداوند صرف میرے پاؤں کو نہیں بلکہ میرے ہاتھوں اور سر کو بھی ۹

اب کچھہ سمجھا اور چونک اُٹھا اور جانا کہ یہہ فضل ہی کہ وہ ہماری روحوں کو پاک کرتا ہی تب خوشی سے زیادہ مانگتا ہی (ف) پطرس کی تین باتوں پر جو اسوقت ظہور میں آئیں غور کرنا چاہئے پہلے تعجب کر کے کہا کہ تو میرے پاؤں دھوتا ہی اسکا سبب ناواقفی تھی کہ اُس کے اِس فعل کا مطلب نہ جانتا تھا لیکن جواب پایا کہ پیچھے جانیگا اب اُسکو چپ رہنا تھا لیکن انسانیت کا خبط اب نہیں چھوڑتا اور کہتا ہی کہ تو مجھے کبھی نہ دھونا تعظیم تو بہت کرتا ہی لیکن خدا کے فضل کو کھوتا ہی اور اپنا نقصان کرتا ہی تب اُس سے جو سراسر محبت ہی یہہ سنتا ہی کہ اگر میں تجھے نہ دھوؤں تو میرے ساتھہ تیرا حصہ نہ ہوگا تب اپنی نادانی سے گھبرا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ نہ صرف پاؤں

بلکہ میرے ہاتھ اور سر بھی یہہ بات اگرچہ بظاہر عمدہ ہے لیکن اس میں بھی غلطی ہے کہ ضرورت سے زیادہ مانگتا ہے کیوں نہیں سمجھتا کہ خداوند
وہی کام کرتا ہے جو مناسب ہے۔ پطرس نیک آدمی ہے تو بھی نیک آدمی کا مزاج بات بات میں غلطی کرتا ہے

۱۰ (۱۰) یسوع نے اُسے کہا وہ جو دھویا گیا ہے سوا پاؤں دھونے کے محتاج نہیں بلکہ سراسر پاک
ہے اور تم پاک ہو لیکن سب نہیں

(وہ جو دھویا گیا) یعنے جسکو میں نے اپنے خون سے پاک کر دیا اور اپنی روح میں غسل دیا ہے (سوا پاؤں) یعنے سر سے پاؤں تک
تو وہ پاک ہو گیا لیکن پیر جن سے اُسکو ہمیشہ چلنا پھرنا ہے گرد آلودہ ہوتے رہینگے اور اُسکو حاجت ہوگی کہ ہمیشہ پیر دھویا کرے دنیا میں
بہت کیچڑ ہے کہیں بہت خاک اُڑتی ہے۔ پاؤں سے مراد چال چلن یا رفتار ہے یعنے رفتار کی پاکیزگی ہمیشہ مطلوب ہے (۱ قرنتی ۲-۱۱) عیسائی
لوگ پاک ہیں تو بھی روزمرہ کی غلطیوں سے اور جسمانی نامناسب خواہشوں کے مطابق کچھہ کرنے سے اُنکو ہمیشہ پاکیزگی اور معافی بوسیلہ
دعاؤں کے حاصل کرنا ضروری ہے ہر روز توبہ کی ضرورت ہے ہر روز کے داغ مسیح کے خون میں دھونے ضرور ہیں عہد عتیق میں کاہن دوسرا
کاہن پاک کئے گئے تھے (احبار ۸-۵ سے ۲۴) پھر بھی ایک پیتل کا حوض بنایا گیا تھا کہ وہ لوگ اُس میں وضو کرکے خدا کے سامنے
جایا کریں (خروج ۳۰-۱۸ سے ۲۱) کاہنوں کی پاکیزگی مخصوصیت کا طور مسیح کے کفارہ کی پاکیزگی کا نمونہ تھا اور اُس حوض کا وضو
روزمرہ کی غلطیوں سے معافی مانگنے کا سایہ تھا اور اُس سارے معاملہ کا عین یہی تھا جو آیت بالا میں مسیح نے سنایا ہے۔ (تم پاک ہو)
یعنے تم جو میرے رسول ہو اور تم جو سب عیسائی ہو اور مسیح کے کفارہ پر اور اُس کی الوہیت معہ انسانیت پر ایمان رکھتے ہو اور خدا کی
ذات میں تثلیث جلیل کے قایل ہو تم پاک ہو تمہارے سارے گناہ مسیح پر ایمان لانے سے دھوئے گئے ہیں (لیکن سب نہیں)
کیونکہ یہوداہ اسکریوطی بھی اسوقت اُنمیں بیٹھا تھا اور ہر زمانہ کی مقدس کلیسیا میں یہوداہ کے چیلے گھسے رہتے ہیں جو صرف دنیا کو چاہتے
ہیں اُن میں کچھہ ایمان نہیں ہوتا اسلیئے مسیح نے کہا کہ سب نہیں یعنے صرف حقیقی ایماندار پاک ہیں اور سراسر پاک ہیں۔ مسیح کے شاگردوں کا
جھنڈ پاک تھا ایک ناپاک کے سبب سے جماعت کا حال بدل نہیں گیا تھا اسیطرح بدوضع لوگوں کے سبب سے خدا کی کلیسیا میں نقصان
نہیں آتا ہے اُسی بدوضع کی جان کا نقصان ہوتا ہے اور وہ خود اپنا نقصان آپ کرتے ہیں ہاں خدا کے دین کی حقارت اُن سے
ہوتی ہے لیکن صرف نادانوں کے سامنے نہ فہمیدہ اشخاص کے سامنے

۱۱ (۱۱) کیونکہ وہ تو اپنے حوالہ کرنیوالے کو جانتا تھا اسلیئے اُسنے کہا کہ تم سب پاک نہیں ہو

جب مسیح نے سب کے پیر دھوئے تو یہوداہ کے بھی دھوئے ہونگے تو بھی وہ ناپاک ہی رہا اِسکا سبب یہی تھا کہ دل میں بے ایمانی

اور شیطانی خیال لئے ہوئے بھائیوں میں بیٹھا تھا (آیت ۲) وہ پیر جو مسیح سے دھوئے گئے اُنہیں سے چلکر مخالفوں کے پاس اُسوقت گیا اور وہی قدم مخالفت میں اُٹھائے (آیت ۱۸) نالایق ناشکر لوگوں کو بھی نیکی دکھلانا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ کسی پاک دستور کا ظاہری نشان فضل نہیں بخشتا ہے اور نہ مسیح میں حصّہ پیدا کرتا ہے جب تک دل اور نیت پاک نہ ہو مسیح اُسے جانتا تھا تو بھی اُسکے ساتھہ وہی کیا جو سب کے ساتھہ کرتا تھا

۱۲ (۱۲) پس جب اُس نے اُنکے پاؤں دھوئے اور اپنے کپڑے پہنے تھے تو پھر بیٹھہ کر اُنہیں کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تم سے کیا کیا

(میں نے تم سے کیا کیا) یعنے اِس نمونہ میں اور اُس کام میں جو میں نے آسمان سے آکے تمہارے لئے کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ ابتک نہ اِسکو سمجھے تھے نہ اُسکو

۱۳ (۱۳) تم مجھے اُستاد اور خداوند کہا کرتے ہو اور تم خوب کہتے ہو کیونکہ میں ہوں

یعنے تمہارا ایسا کہنا درست ہے اِسلئے کہ میں سکھلانیوالا اور مالک بھی ہوں

۱۴ (۱۴) پس جو مجھہ خداوند اور اُستاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تمہیں بھی لازم ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھوؤ

مسیح نے یہہ سکھلایا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خدمت کرے اور محبت اور مہربانی سے پیش آئے اور مدد کرے جسقدر کر سکتا ہے۔ پیر دھونا سب سے چھوٹا کام تھا اور وہ سب محبت کے کاموں کا نمونہ تھا اِسلئے اُسنے یہہ نمونہ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں کچھہ ایسی رسم تھی (۱ سموئیل ۲۵-۴۱ و ۱ تمطاؤس ۵-۱۰) لیکن وہ اکثر غلاموں سے ایسا کام لیتے تھے کبھی کبھی آپ بھی اظہار الفت کے لئے ایسا کرتے تھے مسیح نے نمونہ دیا کہ شاگرد اِس طرح ایک دوسرے کی مدد و عزت اور خدمت کریں (ف) روم کے پاپا صاحب گڈ فرائیڈے یعنے مسیح کے مصلوب ہونے کے جمعہ سے پہلے جمعرات کی شام کو چند غریب آدمیونکو بلواتے ہیں اور اُنکے پیر دھویا کرتے ہیں اُس روز یہہ تماشا دیکھنے کو بڑی بھیڑ لگا کرتی ہے لیکن مسیح کا مطلب اس سالانہ تماشے سے پورا نہیں ہوتا ہے یہہ کوئی ساکرمنٹ تو نہ تھا ورنہ رسول اُسیوقت سے اُس کے درپے ہو جاتے جیسے عشا اور بپتسمہ کے درپے ہو گئے تھے لیکن یہہ جو پاپا صاحب کرتے ہیں پچھلی بدعت ہے اور غیر مفید کام ہے ہر بات میں بھائیوں کی مدد اور خدمت اور عزت کرنا مطلب تھا

نہ سال میں ایکبار چند غریبوں کے پیر دھوکر جہان کو تماشا دکھلا دیا اور پھر کسی کی کچھ خبر بھی نہ لینا۔ رسولوں کا رتبہ تمام کلیسیا میں
بہت بڑا رتبہ تھا مسیح نے مناسب سمجھا کہ اُنکو ایسی نصیحت دیجائے تاکہ اُن کے دلوں میں اپنے عالی رتبہ کے سبب سے مغروری نہ آجائے
سو ہم سب پر فرض ہی کہ فروتن اور خدمت گذار ہوں نہ افسروں کی مانند مغرور حاکم

۱۵ (۱۵) کیونکہ میں نے تم کو نمونہ دیا تا کہ جیسا میں نے تم سے کیا تم بھی کرو

(نمونہ) یہہ نمونہ ہی جسپر سب معاملات پرکھے جائینگے۔ یہہ کوئی ساکرمنٹ نہیں ہی کہ اُس جمعرات کی شام کو بڑا خادم دین
یہہ تماشا دکھلایا کرے پس یہہ روح کا حکم ہی حرف کا حکم نہیں ہی

۱۶ (۱۶) میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے خاوند سے بڑا نہیں ہا ور نہ بھیجا ہوا اپنے بھیجنیوالے سے بڑا ہی

یعنے میں خاوند ہوں تم نوکر ہو فضل کی مزدوری پر کام کرتے ہو تم رسول ہو میں رسول بنانیوالا ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ ہوں
پس دیکھو کہ میں نے کس طرح خدمت کی اُسی طرح تم بھی کیا کرنا عالی مزاج نہ بن بیٹھنا ورنہ میری پیروی میں فرق آجائیگا

۱۷ (۱۷) اگر یہہ باتیں جانتے اور اُن پر عمل کرتے ہو تو مبارک ہو

جاننا ایک بات ہی اُسپر عمل کرنا دوسری بات ہی اگر یہہ کرو تو مبارک ہو صرف جاننا کہ مالک کیا چاہتا ہی مفید نہیں ہی جبتک
عمل نہ ہو ایسا نوکر زیادہ مار کھائیگا اُس میں اور شیطان میں کیا فرق ہی شیطان بہت کچھہ جانتا لیکن سب سے زیادہ گناہ کرتا ہی
تم ایسے نہ ہو جانو اور مانو

۱۸ (۱۸) میں تم سب کی بابت نہیں کہتا میں جانتا ہوں جنہیں میں نے چُنا ہی لیکن (یہہ ہوا) تا کہ وہ
نوشتہ پورا ہو کہ اُسنے جو میرے ساتھہ روٹی کھاتا ہی مجھپر لات اُٹھائی ہی

(سب کی بابت نہیں کہتا) کہ تم سب پاک ہو (میں جانتا ہوں) یعنے میں ہمہ دان ہوں اور سب انجام تک دیکھتا ہوں (جنہیں میں
نے چُنا ہی) یہہ چُنا نجات کے لئے ہی یہودا کا حصہ اس برگزیدگی میں نہ تھا اگرچہ وہ بھی اُسی سے چُنا گیا تھا (۶-۷) وہ عہدہ رسالت
کے لئے چُنا گیا تھا اور یہاں جس برگزیدگی کا بیان ہی وہ نجات کی برگزیدگی ہی۔ برگزیدگی کا کام صرف اللہ کا کام ہی مسیح فرماتا ہی کہ یہہ
میں نے کیا ہی تب وہ اللہ ہی۔ گیارہ شاگرد جب دھوئے گئے تو پاک ہوئے بارہواں جب دھویا گیا تو زیادہ ناپاک ہو گیا ہو ناپاک

ہونا پاک ہی رہے (مکاشفات ۲۲-۱۱) یہہ برگزیدگی کا بیان بہت گہرا ہی اسمیں زیادہ فکر دوڑانا مناسب نہیں ہی اچھا ہی کہ ہم (رومی ۱-۴ سے ۸) تک بغور پڑھیں (اسنے جو میرے ساتھہ روٹی کھاتا ہی) اسوقت مسیح کے ساتھہ یہہ سب کھانا کھارہے تھے اور یہوداہ بھی کھاتا تھا یہہ بڑی رفاقت کا نشان تھا (مجھپر لات اُٹھائی ہی) جیسے بیل وغیرہ مالک کے لات مارتے ہیں بڑی بے مروتی کا کام ہی (تاکہ وہ نوشتہ) جو (زبور ۴۱-۹) میں ہی اور داؤد و اخیتفل کے حق میں ہی (پورا ہو) یعنے میرے حق میں مکمل ہوجاے

۱۹ (۱۹) اب میں تم سے اُس کے ہونے سے پہلے کہتا ہوں تاکہ جب واقع ہوجائے تم ایمان لاؤ کہ میں ہی ہوں

یعنے میں غیب کی بات تم پر ظاہر کرتا ہوں اس مراد سے کہ جب وہ بات پوری ہوجائے تو تم ایمان میں مضبوط ہوجاؤ اور یقین کرو کہ میں یہواہ اللہ ہوں (۸-۲۴)

۲۰ (۲۰) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ جو اُسکو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہی مجھے قبول کرتا ہی اور جو مجھے قبول کرتا ہی اُسے جسنے مجھے بھیجا ہی قبول کرتا ہی

یہی بات اُسوقت بھی فرمائی تھی جب پہلی بار منادی کرنے کو بھیجا تھا (متی ۱۰-۴۰) اب وہ دنیا سے جانے پر ہی اور شاگردوں کو اپنا ایلچی بناکے تمام دنیا میں بھیجتا ہی تب وہ پھر فرماتا ہی کہ تمہارا قبول کرنیوالا میرا قبول کرنیوالا ہی اور میرا قبول کرنیوالا اُس خدا کا قبول کرنیوالا ہی جسکی ذات میں سے میں نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ اسوقت یہوداہ اسکریوطی اپنی خدمت کے درجہ سے گرجاتا ہی (اعمال ۱-۲۵) اِس لئے مسیح یہہ بھی دکھلاتا ہی کہ یہوداہ کی نمک حرامی کے سبب تم سب شاگرد بےعزت نہیں ہوگئے ہو تمہاری وہی عزت اور تمہارا وہی رتبہ رسالت بحال اور قایم ہی

۲۱ (۲۱) یسوع یہہ کہکے روح میں مضطرب ہوا اور گواہی دیکے بولا میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک تم میں سے مجھے حوالہ کریگا

انسانی روح کی سرشت میں گھبرایا (۱۲-۲۷) کی تفسیر کو دیکھو (مضطرب ہوا) یعنے بیقراری و گھبراہٹ روح میں آئی اُس ہولناک موت کی ہیبت سے جس میں پوری تلخی و سختی تمام گنہگاروں کی سزا کی مندرج تھی جسکے لئے وہ کفارہ ہونے کو تھا (گواہی دیکے بولا)

یعنے بطور پیشین گوئی کے اُسنے یہوداکے حق میں یہہ کچھہ فرمایا (تم میں سے ایک مجھے حوالہ کریگا) یہہ بات ظاہر کرتی ہی کہ اسوقت اُس کی انسانی باطنی آنکھہ کے سامنے یہوداکی بیوفائی اور ابدی ہلاکت پیش آئی تھی اُسنے اُس کے پیرد ھوئے اور ۳ برس تک ساتھہ رکھا معجزے دکھلائے اور اُسکو بھی معجزے کرنے کی قدرت بخشی تھی پھر بھی وہ گرتا ہی کیونکہ اُس نے اپنا دل شیطان کا گھر بنالیا تھا اور اب وہ ابھاد دُکھہ میں جانے پر تھا مسیح کے پُرمحبت دل میں اس کمبخت کی ہلاکت سے بہت بیقراری آگئی کیونکہ وہ مثل دنیاوی فیلسوفوں کے اور ویدانتی ہندو فقیروں کے نہ تھا جنکے دل پتھر ہوتے ہیں لیکن مسیح کی انسانیت کامل انسانیت تھی جس میں رحم اور خدا کا خوف اور ہمدردی و محبت ہوتی ہی

(۲۲) پس شاگرد شبہہ میں ہوکے کہ وہ کسکی بابت بولتا ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۲۲

متی مرقس لوقا کی انجیلوں میں کچھہ اور اور باتیں بھی لکھی ہیں جو اسوقت ہوئی تھیں دیکھو متی ۲۶-۲۲ سے ۲۵ مرقس ۱۴-۱۹ لوقا ۲۲-۲۳) یعنے وہ سب دلگیر ہوگئے اور پوچھنے لگے کہ ای خداوند کیا میں ہوں اور یہہ بات ہرکوئی کہتا تھا اور وہ آپس میں بھی پوچھتے تھے کہ وہ کون ہی جو یہہ کریگا سب کے پیچھے یہودا نے بھی کہا کہ کیا میں ہوں اِسلئے کہ اگر چپ رہونگا تو سب میری طرف شک کرینگے اِس لئے وہ بھی بولا دل میں خیانت منہہ پر نیکی تھی کاشکے کوئی عیسائی ایسا نہو مسیح نے فرمایا کہ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو بہتر تھا اِسلئے کہ اُسنے اپنی زندگی کا دایرہ جلالیا تب یہہ بیقراری مسیح کی ہمدردی کے سبب یہودا کی ہلاکت پر تھی اگرچہ وہ بیوفا ہوگیا مگر وہ جو حقیقی وفادار ہی پورا افسوس کرتا ہی

(۲۳) اور اُس کے شاگردوں میں سے ایک جسے یسوع پیار کرتا تھا یسوع کی چھاتی پر تکیہ کئے بیٹھا تھا ۲۳

(شاگردوں میں سے ایک) یعنے خود اِس انجیل کا لکھنے والا یوحنا رسول (جسے یسوع پیار کرتا تھا) کیونکہ وہ سنجیدہ اور گہرا آدمی تھا مسیح نے اُسے زیادہ پیار کیا خداوند کے دل میں یوحنا کے لئے زیادہ محبت تھی اصحاب پر یوحنا کا فخر ہی اور مبارک فخر ہی اسی لئے یوحنا رسول اس عبارت کو بار بار سُناتا ہی (۱۹-۲۶ و ۲۰-۲ و ۲۱-۷ و ۲۰) (یسوع کی چھاتی پر تکیہ کئے بیٹھا تھا) بیٹھا تو تھا مگر خداوند یسوع کے سینہ کی طرف گھٹنے ٹیک رکھے تھے اور اُس کی طرف جھکا ہوا تھا محبت کے سبب سے

(۲۴) سو شمعون پطرس نے اُسے اشارہ کیا کہ دریافت کرے کہ جس کی بابت اُس نے کہی وہ کون ہی ۲۴

مسیح کی محبت یوحنا کی طرف پطرس کو معلوم تھی اسی لئے اُسنے دریافت کرنے کو اُسسے کہا رومی لوگ ہرجگہ پطرس کا رتبہ بڑا سمجھتے ہیں یہاں یوحنا زیادہ پیارا ہی

(۲۵) تب اُسنے یسوع کے سینہ پر گرکے اُسسے کہا اي خداوند وہ کون ہی ۲۵

یعنے اُسنے مسیح کے سینہ کی طرف بہت جھک کر سرگوشی کے طور پر پوچھا تاکہ اور لوگ نہ سُنیں اور اُس آدمی کو جو ایسا کرنیکا پہلے ہی مشہور نہ کریں یہہ شایستگی کی بات تھی

(۲۶) یسوع نے جواب دیا جسے میں نوالہ ترکرکے دیدونگا وہی ہی ـ اور اُسنے نوالہ ترکرکے شمعون ۲۶
کے بیٹے یہودا اسکریوطی کو دیا

یہہ جواب صرف یوحنا نے سُنا کیونکہ مسیح نے اُسکے کان میں کہدیا تھا ـ پر جو رکی داڑھی میں تنکا ہو دا بھی کچھہ سمجھہ گیا ہوگا اور جب نوالہ پایا تو اور بھی زیادہ سمجھا ہوگا کہ میری نسبت اشارے ہیں اور جب یہودا نے دیکھا دیکھی پوچھا کہ کیا میں ہوں تو مسیح نے اُسسے بھی چپکے سے کہدیا کہ توہی نے کہا (متی ۲۶ـ۲۳ لوقا ۲۲ـ۲۱)

(۲۷) اور بعد اُس نوالہ کے شیطان اُسمیں سمایا ـ سو یسوع نے اُسے کہا جو تو کرتا ہی جلد کر ۲۷

(بعد اُس نوالہ کے) اُس کی روح میں شیطان ایسا آگیا گویا اُس میں حلول کرگیا ـ اس آدمی کی نیت ناپاک تھی اس نے تھوڑی سی جگہ شیطان کو اپنے دل میں دے رکھی تھی (۱۲ـ۴ سے ۶) پھر شیطان نے اُسکا ہاتھہ پکڑکے پہونچا پکڑ لیا (۱۲ـ۱ و ۱۳ـ۲) کہ بدارادہ اُسکے دل میں ڈالدیا اسکے بعد اسوقت جو اُسکا پردہ فاش ہونے لگا تو شیطان مضبوطی سے اُس کے دل میں گھس بیٹھا اور اُس کی تمیز کو تاریک کر دیا اور اُسے اپنا ہتھیار بنالیا اور وہ اُسکے قبضہ میں پورے طور پر آگیا اب دیکھو کہ وہ اس سے کیسا بڑا گناہ کراتا ہی اور اُسے ہلاک کرکے دوزخ میں پہونچاتا ہی ـ یہی کام شیطان کا ہی ـ یہہ سب شریر جو دنیا میں خراب خستہ پھرتے ہیں اور اُنکے بُرے کام اور ہولناک انجام سُننے میں آتے ہیں اُن میں آہستہ آہستہ شیطان نے ترقی کی ہی عیسائیو تم بہت ہوشیاری چاہیئے (جو تو کرتا ہی جلد کر) یہہ الفاظ مسیح نے معمولی طور پر کہے تھے نہ ایسے طور پر جس سے سب لوگ سمجھہ جائیں کہ وہ کچھہ بدی کرنے پر ہی اسلیئے شاگردوں نے اِن الفاظ کا مطلب نیک طور پر سمجھا تھا لیکن یہودا سمجھہ گیا تھا کہ میرا ارادہ مسیح کو معلوم ہی اور کچھہ اوروں کو بھی معلوم ہوگیا ہی تو بھی یہودا کچھہ نہیں بولا چپ چاپ دل میں شیطان کو لئے ہوئے مجلس سے باہر نکل گیا

۲۸ (۲۸ و ۲۹) پر اُن میں سے جو کھانے بیٹھے تھے کسی نے نہ جانا کہ یہہ اُسے کسلئے کہا (۲۹) کیونکہ
۲۹ بعضوں نے گمان کیا کہ اِسلئے کہ یہوداہ کے پاس تھیلی تھی یسوع اُسے کہتا ہے کہ جو کچھ ہمکو عید کے لئے
درکار ہے مول لے یا یہہ کہ محتاجوں کو کچھ دے

اُنکے دل صاف تھے ایک دوسرے کی محبت وعزت اُنکے دل میں تھی اُنہوں نے اُس کی طرف نیک گمان کیا لیکن خداوند مسیح عالم الغیب تھا (تھیلی تھی) جسمیں لوگوں کا دیا ہوا پیسہ جمع ہوتا تھا اور اُسی سے اخراج ہوتا تھا۔ دیکھو خداوند مسیح کا حکم ہے کہ کل کی فکر نہ کرنا تو بھی اُسی کی اجازت سے یہہ تھیلی تھی جس میں کچھ پیسہ روپیہ جمع رکھتے تھے پس معلوم ہوگیا کہ اُس حکم کا مطلب کچھ اور ہے یعنے یہہ کہ تھیلی کا رکھنا یہہ ایک انتظامی بات تھی اور کل کی فکر کا بوجھ دل پر رکھنا اور بات ہے انتظامی بات میں آدمی مغلوب فکر نہیں ہوتا ہے اگر صاف دلی سے منتظم ہو سب کچھ انتظام کے طور پر رکھتے ہیں لیکن دل میں نہ کسی چیز کا بھروسہ ہے نہ کسی فکر میں دبے مرتے ہیں (عید کے لئے) یعنے قربانی وغیرہ معمولی رسوم کے لئے (یا محتاجوں کو کچھ دے) خداوند محتاجوں کو نقد پیسہ بھی بخشا کرتا تھا اگرچہ آپ بھی اُسی خیرات کے پیسہ میں سے کھایا کرتا تھا تو بھی اُسی میں سے خیرات بھی کیا کرتا تھا

۳۰ (۳۰) پس وہ نوالہ لیکے فی الفور نکلا اور رات تھی

(فی الفور) شیطان سخت حاکم ہے اپنے نوکروں سے جلدی کام کرایا کرتا ہے (نوالہ لے کے نکلا) کیونکہ کھانا تمام ہوگیا تھا اور اس سے ثابت ہے کہ اُسنے عشاء ربانی بھی لی تھی (نکلا) شیطان کے کام کے لئے گھر سے باہر نکلا۔ خدا کے گھر سے بھی نکلا۔ مقدسوں کی رفاقت میں سے بھی نکلا اور ایسا نکلا کہ پھر کبھی گھر میں نہ آئیگا۔ وہ جو اُس میں سما گیا تھا وہی اُسے یہاں سے نکال کے اپنے وطن میں لیگیا (اور رات تھی) شاید رات کے ۸ یا ۹ بجے ہونگے اندھیرے کے کام کے لئے مناسب وقت تھا دنیا میں تو رات تھی لیکن یہوداہ کے دل میں بھی رات تھی اور اُس کے دل میں ایسی رات ہوگئی تھی جس کی صبح کبھی نہوگی۔ کیونکہ تاریکی کا بادشاہ دل میں آگھسا تھا۔ اسوقت ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دل میں بھی بے چینی کی رات آگئی تھی کیونکہ الہی غضب کی گھٹا اُس کی طرف چلی آتی تھی لیکن اِس رات کی صبح تیسرے دن اتوار کے روز ہوگئی تھی۔ ہاں یہوداہ شریروں کی ابدی رفاقت میں جہاں محض نا امیدی ہے چلا گیا۔ جو کوئی حقیقی نور کو چھوڑ دیتا ہے وہ سخت اندھیرے میں جا پڑیگا کیونکہ اندھیرے کے حاکم کا مصاحب بن جائیگا

۳۱ (۳۱) جب وہ چلا گیا یسوع نے کہا اب انسان کے بیٹے نے جلال پایا اور خدا نے اُس سے جلال پایا

(چلا گیا) اپنی مرضی سے آپ جہنم میں چلا گیا۔ وہ چلا گیا لیکن مسیح اُس کی نسبت کچھ بُرا بھلا نہیں کہتا ہاں الٰہی فتح کی تعریف کرتا ہے۔ اسوقت کے بعد پھر مسیح نے کبھی ایک لفظ بھی اُس کی نسبت نہیں بولا (اب انسان الخ) یہاں لفظ ابن آدم سے وہ اپنی انسانی سرشت پر اشارہ کرتا ہے کیونکہ صلیبی موت سے اِنسان مرنیوالا تھا اور یہہ اُسکا جلال تھا کہ اُسنے دُکھ اُٹھا کے سب کے دُکھ مٹا دیئے (اور خدا نے اُس سے الخ) کیونکہ خدا نے مسیح کو اسکام کے لئے بھیجا تھا جہان پر فضل کر کے (ف) جب جھوٹھے عیسائی نکل جاتے ہیں تو اِس سے کچھ کلیسیا کا نقصان نہیں ہوتا ہے بلکہ فایدہ ہوتا ہے کہ ناپاکی نکل گئی

۳۲ (۳۲) اگر خدا اُس سے جلال پاتا ہے تو خدا اُسکو بھی آپ سے جلال دیگا اور اُسے فی الفور جلال دیگا

وہ فرماتا ہے کہ اگر میری موت سے خدا کی بزرگی ہوتی ہے تو یہہ بات تم اس طرح سے معلوم کرو گے کہ خدا باپ مجھے اپنی طرف سے جلال دیگا اور فی الفور دیگا دیر نہ ہوگی۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ جب وہ صلیب پر تھا خدا تعالیٰ نے اُسے ایسی بزرگی بخشی کہ صوبہ دار بت پرست نے بھی کہا کہ یہہ سچ مچ خدا کا بیٹا تھا کیونکہ زلزلہ کا آنا اور سورج اندھیرا ہو جانا اور چٹانوں کا شق ہونا وغیرہ ایسے امور واقع ہوئے جو مسیح کی بڑی عزت ظاہر کرتے تھے اور یقیناً وہ کام خدا سے تھے جس نے مسیح کو فی الفور بزرگی دی اور پھر وہ بزرگی تیسرے دن جی اُٹھنے کے وقت پورے طور پر ظاہر ہوگئی پنتکوست کے دن زیادہ چمکی اور ابتک وہ بزرگی برابر بڑھتی چلی جاتی ہے کہ وہ جہان میں مجسم ہوتا چلا جاتا ہے اور ایک خاص دن آتا ہے جبکہ تمام بنی آدم کو جو زندہ اور مُردہ ہیں یہہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ کون ہے اور کیسا ہے اور ہم جو اُس کے بندے ہیں ایمان سے جانتے ہیں کہ وہ اسوقت آسمان میں معہ اپنی انسانیت کے خدا کے پاس عزت کے مقام میں ہے

۳۳ (۳۳) اے بچو میں تھوڑی دیر اور تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مجھے ڈھونڈھو گے۔ اور جیسا کہ میں نے یہودیوں کو کہا کہ جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے ویسا اب تمہیں بھی کہتا ہوں

(اے بچو) صرف اسی مقام پر یہہ لفظ مسیح نے سنایا ہے جو نہایت محبت کا لفظ ہے دم رخصت یہہ لفظ بڑی تسلی کا باعث تھا اور اِسلئے کہ اُن سب نے مسیح سے روحانی جنم پایا تھا اور وہ سب روحانی باتوں میں اور قوتوں میں ابھی چھوٹے بچے تھے اِسلئے

بھی یہہ خطاب ہوا (ف) یوحنا کے پہلے خط میں یہہ لفظ کئی بار آیا ہے لیکن وہاں جوانوں اور باپوں کا بھی ذکر ہے تب رسول وہاں تینوں درجہ کے لوگوں سے جو کلیسیا میں تھے اور آخر تک رہینگے مخاطب ہے اور وہ لوگوں کو اپنے بچے نہیں بتلاتا لیکن مسیح اپنے بچے بتلاتا ہے (۲۱-۵) میں میرے برے لکھا ہے (میں تھوڑی دیر اور تمہارے ساتھ ہوں) یعنے موت تک یہہ بات انسانی سرشت کے لحاظ سے فرمائی تھی کیونکہ وہ الٰہی سرشت سے تو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ جی اُٹھنے کے بعد وہ اُنسے کئی بار ملا لیکن ساتھ نہیں رہا (تم مجھے ڈھونڈھوگے) دشمنوں کے طور پر نہیں لیکن محبت کے طور پر تلاش کروگے (متی ۲۸-۵) لکھا ہے کہ تم یسوع مصلوب کو ڈھونڈھتے ہو (یوحنا ۲۰-۱۵) اے عورت تو کسے ڈھونڈھتی ہے۔ اور شاگرد بھی قبر پر دوڑے آئے تھے اُنہوں نے مسیح کو ڈھونڈھا اور اب ہم سب عیسائی اُسے روحانی طور پر ڈھونڈھتے ہیں (اور جیسا الخ) دیکھو (۷-۳۴) جہاں مسیح خداوند چلا گیا ہے وہاں ہم اپنی طاقت اور قوت سے نہیں پہونچ سکتے ہاں جب ہمارا کام دنیا میں پورا ہوجاتا ہے تو وہ آپ ہمیں اپنے پاس بُلا لیتا ہے اُسکے لیجانے سے ہم وہاں پہونچتے ہیں۔ لیکن یہودی بے وقت ڈھونڈھینگے اور نہ پائینگے

۳۴ (۳۴) تمہیں نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت کرو تا کہ جیسے میں نے تم سے محبت کی تم بھی ایک دوسرے سے محبت کرو

(نیا حکم) یعنے میں اب رخصت کے وقت تمکو آپس میں برادرانہ محبت رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور یہہ نیا حکم ہے۔ فی الحقیقت تو یہہ نیا حکم نہیں ہے کیونکہ پرانے عہد نامہ میں بھی دیا گیا ہے (احبار ۱۹-۱۸) کہ اپنے بھائی کو اپنی مانند پیار کر۔ اور (۲ یوحنا آیت ۵) میں لکھا ہے کہ نیا حکم نہیں بلکہ وہی جو ہم شروع سے رکھتے ہیں۔ لیکن مسیح نے جو سب کا خداوند ہے اِس حکم کو نیا حکم فرمایا ہے اِسلئے یہہ بات غور طلب ہے دیکھو وہ کیا فرماتا ہے کہ جیسے میں نے تم سے محبت کی یعنے وہ جو پورانا حکم تھا میری محبت کے نمونہ میں آکے نیا حکم ٹھہر گیا مسیح کی محبت ایسی تھی کہ دنیا کے شروع سے کبھی سُننے میں نہیں آئی۔ کہ وہ اہل دنیا کے لئے جو مخالف و سرکش تھے اور لعنت کے نیچے دبے تھے اور شیطان کے سپاہی بنکر الٰہی مرضی و احکام کی تحقیر کرتے تھے جان دینے اور بچانے کے لئے آسمان سے اُتر آیا اور یہاں آکے بھی ایسی محبت دکھلائی کہ دنیا کے درمیان کوئی اُسکا نظیر نظر نہیں آتا اس لئے اُس کی محبت کے نمونہ پر محبت کرنا یہہ حکم نیا ہے۔ اور یہہ ایسی بات ہے کہ نیا عہد نامہ درحقیقت وہی عہد نامہ ہے جو پہلے تھا مگر نئے طور پر ظاہر ہوا ہے۔ اسی طرح مسیح کا ہر بندہ جو نیا مخلوق ہوتا ہے نئے طور پر الٰہی محبت اور برادرانہ محبت اُس کے دل میں جاری ہوجاتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ تمہارے درمیان میرے نمونہ پر محبت برادرانہ بنی رہے۔ غور سے دیکھو کہ خدا باپ سے بیحد محبت نکلی اور مسیح میں ظاہر ہوئی یہانتک کہ جہان کے انتظام میں جو الٰہی محبت ظاہر ہے اُس پر بھی یہہ محبت بدرجہا بلند ثابت ہوئی اور وہی محبت مسیح میں ہوکے

مسیحیوں کے درمیان بہتی ہوئی چلی آئی ۔ اور اب تک مسیحیوں کے درمیان وہ بہی ہے اور ہر ہر فرد مسیحی ایمانداروں کا اپنی اپنی محبت برادرانہ اور محبت الٰہی کو ہمیشہ مسیح کی محبت کے نمونہ پر ہر وقت بنانے میں لگا رہتا ہے اور یہی مطلب مسیح کا ہے

۳۵ (۳۵) اِس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو اگر آپس میں محبت رکھو

(شاگرد ہو) جس لفظ کا یہہ ترجمہ ہے یونانی میں وہ ایسا لفظ ہے جس کے معنے ہیں متعلم معہ پیروی کے یعنے وہ سیکھنیوالا جو سیکھنے اور بتلانے والے کی پیروی بھی کرتا ہے ۔ میرے شاگرد کا یہی نشان ہوگا کہ میری چیز اُس میں ہے یعنے کہ وہ محبت کا آدمی ہے اور نہ ایسی محبت کا آدمی ہے جیسے دنیا میں بعض لوگ محبت کے شخص ہوتے ہیں مگر میرے نمونہ کی محبت کا آدمی کہ اور آدمیوں کی جانوں کا اسطرح پر خیر خواہ ہو جسطرح پر میں نے خیر خواہی ظاہر کی ہے ۔ پس تمہارا اندرونی انسان اُس خاص پاک اور جلیل محبت کے بارہ میں مجھہ سے مشابہت پیدا کر کے تمکو دنیا پر میرا شاگرد ظاہر کریگا

۳۶ (۳۶) شمعون پطرس نے اُسے کہا اے خداوند تو کہاں جاتا ہے یسوع نے اُسے جواب دیا کہ جہاں میں جاتا ہوں تو اب میرے پیچھے ہو لے نہیں سکتا پر آگے کو میرے پیچھے ہو لیگا

پطرس ابتک صاف صاف نہیں سمجھتا تھا اِسلئے سوال کرتا ہے (کہ اے خداوند تو کہاں جاتا ہے) وہ سمجھا تھا کہ دنیا ہی میں وہ کسی اور جگہ جاتا ہے (جوابدیا کہ جہاں میں جاتا ہوں) یعنے فی الحال تو صلیب پر جاتا ہوں اور بعد جی اُٹھنے کے آسمان پر (تو اب میرے پیچھے ہو لے نہیں سکتا) خوف کھا کے دور بھاگے گا اب میں اُس دُکھہ میں جاتا ہوں کہ تو میرے پیچھے اُس دُکھہ میں جا نہیں سکتا کیونکہ مجھے تیرے لئے مرنا ضرور ہے تاکہ تو فضل پا کے قایم ہو جاوے (آگے کو میرے پیچھے ہو لیگا) یعنے جب کہ میں مرچکونگا اور جی اُٹھکر آسمان پر چلا جاؤنگا اور روح القدس کو بھیجونگا جس سے تو قایم و مضبوط ہو کر اپنا کام کر چکیگا پھر تو صلیبی موت اُٹھانے کو میری پیروی کریگا اور میرے لئے اپنی جان دیگا ۔ حدیث میں ہے کہ پطرس نیرو شہنشاہ کی ایذا رسانی کے عہد میں روم کے درمیان تھا اور عیسائی لوگ مارے جاتے تھے اُسے عیسائیوں نے مجبور کیا کہ وہ کہیں باہر چلا جائے تاکہ سلامت رہے اور کلیسیا کو منفعت ہو پس وہ آدھی رات کو شہر سے نکلا اور جنگل میں چلا جاتا تھا کہ مسیح خداوند اُسے ملا خداوند کے کندھے پر صلیب اور سر پر کانٹوں کا تاج تھا اُسوقت پطرس نے یہی لفظ کہی (اے خداوند تو کہاں جاتا ہے) فرمایا کہ میں روم میں مصلوب ہونے کو جاتا ہوں تب پطرس اُسکے قدموں پر گر پڑا اور جب اُٹھا تو کوئی اور نہ تھا وہ آپ اکیلا تھا اِسی جگہہ پر مدت مدید سے ایک گرجا بنا ہوا ہے اور اُس گرجا کا نام ہے (اے خداوند تو کہاں جاتا ہے) غرض پطرس سمجھہ گیا کہ یہہ رویا ہے میرے لئے پس وہ لوٹ آیا اور کچھہ عرصہ کے بعد پکڑا گیا اور درخواست کر کے اُلٹا مصلوب ہوا دیکھو (۲ پطرس ۱-۱۴)

میرا خیمہ (یعنے میرا بدن) جلد گرایا جائیگا جیسا کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے مجھپر ظاہر کیا ہے۔ بعض لوگ اِس روایت میں شک کرتے ہیں مگر شک کے وجوہات کو دیکھنا چاہئے صرف رومی لوگوں کو شکست دینے کے لئے اس روایت کی بےعزتی جائز نہیں ہے یادگاری کاگرجا بیوجہہ نہیں ہے اور بیان بالا خداوند مسیح کا کہ آگے کو تو میرے پیچھے ہولیگا اور پطرس کا بیان کہ مجھپر یہہ ظاہر ہوا ہے کہ اس روایت کی نسبت کچھہ قوت دکھلاتا ہے ناظرین آپ بھی سوچ لیں

۳۷ (۳۷) پطرس نے اُسے کہا اے خداوند کیوں میں تیرے پیچھے اب نہیں ہولے سکتا تیرے لئے اپنی جان دونگا

پطرس کے دل میں انسانی بہادری تھی یہ نہیں جانتا تھا کہ ابلیس روحانی دشمن سے جنگ ہے جو آدمیوں سے زیادہ زورآور ہے اُسکے مقابلہ میں درمیان دنیا کے آج تک مسیح یسوع خداوند کے سوا کوئی آدمی قایم نہیں رہا ہے۔ ہاں جب مسیح فتحمند ہولیگا تو اپنے سپاہیوں کو شیطان کے مقابلہ میں قوت دیکر فتحمند کریگا لیکن وہ یہہ قوت اپنے شاگردوں کو بغیر اپنی صلیبی موت کے نہیں بخش سکتا تھا یہہ گہرا بھید ہے سوچو

۳۸ (۳۸) یسوع نے اُسے جواب دیا کیا اپنی جان تو میرے لئے دیگا۔ میں تجھے سچ سچ کہتا ہوں کہ مرغ بانگ نہ دیگا جب تک کہ تو تین بار میرا انکار نہ کرے

(متی ۲۶—۳۴ مرقس ۱۴—۲۹ لوقا ۲۲—۳۱ سے ۳۴) وہ سب تقریریں جو مذکور ہیں اسیوقت ہوئی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ میں تیرے لئے اپنی جان دونگا مسیح فرماتا ہے کہ جان دینا تو درکنار رہا تو میرا اقرار بھی چھوڑ دیگا تو ابلیس کی ہیبت سے گر پڑیگا میرا انکار کریگا آج ہی کی رات میں مرغ کی دو بار بانگ سے پہلے تین بار تیری طرف سے میرا انکار ہو جائیگا (ف) خداوند مسیح گنہگاروں کے دل کے منصوبے اور اپنے مقدسوں کی کمزوریوں سے بھی آگاہ تھا اور بعض وقت اپنے لوگوں کو گرنے دیتا ہے تاکہ پھر اُٹھکر زیادہ مضبوط ہو جائیں اور اُنکے دلوں میں سے غرور نکلے اور وہ الہیٰ فضل کی قیمت سے خبردار ہوکر نہایت شکرگذار خدا کے ہوں اور کمزوروں کی برداشت کریں

چودھواں باب

(۱) تمہارا دل نہ گھبرائے تم خدا پر ایمان لاتے ہو مجھپر بھی ایمان لاؤ

اسوقت شاگردوں کے دل ضرور گھبرائے ہونگے کیونکہ اُنہوں نے خداوند سے سُنا تھا کہ ایک اُسے حوالہ کریگا اور ایک اُسکا انکار کریگا اور سب چھوڑ بھاگینگے اور پراگندہ ہونگے اور خداوند مسیح اب اُنہیں چھوڑتا ہے یہہ باتیں سُنکر گھبراہٹ اُنکے دلوں میں پیدا ہوئی ہوگی اِسلئے خداوند مسیح اُنہیں حقیقی باتوں سے تسلّی دیتا ہے (تم خدا پر ایمان رکھتے ہو) توریت شریف کے بموجب (مجھپر بھی ایمان لاؤ) یعنے جیسا ایمان خدا باپ پر رکھتے ہو ویسا ایمان مجھہ پر بھی رکھو یہہ کامل اور پورا ایمان ہے کہ خدا پر اور خدا کے بیٹے پر انسان کا ایمان ہو ـ یہہ ایمان موجب تسلّی ہے ایسے ایماندار کا انجام بخیر ہے ـ اگر مسیح خدا نہوتا تو ایسا بولنا جایز نہ تھا مسیح خداوند نے دلی گھبراہٹ کے دفعہ کا علاج یہی بتلایا ہے کہ خدا پر اور مجھہ پر ایمان ہو (ف) گھبراہٹ تو خداوند مسیح کے دل میں بھی آئی تھی (۱۲-۲۷) لیکن ہماری گھبراہٹ اور اُسکی گھبراہٹ میں بہت فرق ہے ہمارے دلوں میں باوجود ایمان کے بہت کمزوری اور آلایش رہتی ہے اُسکی گھبراہٹ صاف اور بے گدلاہٹ کے تھی کہ اُس کی انسانیت بے عیب تھی اُس کی گھبراہٹ نے ہماری گھبراہٹ کو تسلّی بخشی ہمیں مسیح پر ایمان لاکے دلوں میں آرام کرنا چاہئے کہ وہ ہمارے سارے خوف وخطرے اُٹھا چکا ہے تو بھی ہمارا دل گھبراجاتا ہے اور اُسکا علاج صرف یہی ہے کہ مسیح پر بھروسہ رکھیں وہاں سے مدد آئیگی

(۲) میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں نہیں تو یہہ تمہیں کہتا میں جاتا ہوں تا کہ تمہارے لئے جگہ طیار کروں ۲

اب وہ صاف بتلاتا ہے کہ میں کہاں جاتا ہوں اپنے باپ کے گھر جاتا ہوں ـ حکایت جولین قیصر نے جو مرتد تھا بزرگ بازل اسقف سے ایذارسانی کے دنوں میں کہا تھا کہ اب بولو کہاں رہوگے اسقف موصوف نے جواب دیا کہ آسمان میں یا آسمان کے نیچے ـ باپ کا گھر روحانی ابدی وازلی مکان ہے جسکا نمونہ یروشلم کی ہیکل تھی جو سلیمان سے خدانے نقشہ بتلاکر بنوائی تھی اُسکا عین جو روحانی ہیکل ہے وہ میرے باپ کا گھر ہے باپ اپنی ذات کے ظہور سے وہاں ہے میں بھی اب وہاں جاتا ہوں مع اپنی اِنسانیت کے (بہت مکان ہیں) جیسے ہیکل میں بہت حجرے یا کوٹھریاں تھیں (اسلاطین ۶-۵ سے ۱۰)

وہ میرے باپ کا گھر ہی بہت لمبا چوڑا اُس میں بہت سے مکان ہیں۔ فی الحقیقت گھر وہی ہے دنیا میں جو گھر کہلاتے ہیں یہہ گھر نہیں ہیں مسافروں کے خیمے ہیں حقیقی گھر آسمان میں ہے اور وہاں ابدی سکونت کے لئے بہت مکان ہیں ۔ اور بہت ہیں بمقدر بہت ہیں کہ ساری دنیا کے آدمیوں کے لئے کافی ہیں اگر وہ سب وہاں جانا چاہیں۔ البتہ ان مکانوں میں فرق ہے کیونکہ جلال میں بھی فرق ہے (میں تمہارے لئے جگہہ طیار کرنے کو جاتا ہوں) مکان تو ازل سے تیار ہیں لیکن اب میں اپنا خون چھڑک کے تمہارے لئے مخصوص کرنے کو جاتا ہوں (عبرانی ۹ - ۲۱ سے ۲۲) مسیح نے ہمارے لئے آسمان میں ابدی مکان طیار کر دئے ہیں اور وہاں جا کے ہمارے پاس اپنی روح بھیجدی ہے اور وہ روح ہمیں اُن مکانوں کے لایق بنا رہی ہے مکان ہمارے لئے طیار ہوئے اور ہم مکانوں کے لئے طیار ہوتے ہیں

۳ (۳) اور جب میں نے جاکے تمہارے لئے جگہہ طیار کی ہے تو پھر آؤنگا اور تمہیں اپنے ساتھہ لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو

یہہ ایک اور تسلی کی بات ہے کہ میں بعد تیاری پھر آؤنگا (۱ تسلونیقی ۴-۱۶ و یوحنا ۱۷-۲۲)

۴ (۴) اور جہاں میں جاتا ہوں تم جانتے ہو اور راہ بھی جانتے ہو

(تم جانتے ہو) کیونکہ پہلے میں نے تمہیں بتلا دیا ہے (۶-۶۲) یعنے اوپر جہاں وہ پہلے تھا اور جہاں سے اُترکے دنیا میں آیا اور راہ بھی بتلا دیا تھا کہ مجھے کفارہ میں مرنا ضرور ہے موت کی راہ سے میں وہاں جاؤنگا اور تم مجھہ میں ایمان کے وسیلہ سے قایم ہوکے دکھوں کی راہ سے صبر و برداشت کرکے میرے پیچھے آؤ گے اس قسم کے مضمون وہ اُنہیں کئی جگہہ سُنا چکا تھا اور وہ ان باتوں سے واقف تھے مگر انسانی مزاج کی جو کچھہ کیفیت ہے اُسے اہل تجربہ ہی جانتے ہیں ناسمجھہ آدمی اُس سے ناواقف ہیں

۵ (۵) تھوما نے اُسے کہا اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے اور کیونکر راہ جان سکیں

مسیح خداوند فرماتا ہے کہ تم جانتے ہو وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے فی الحقیقت تو جانتے تھے کیونکہ جو کچھہ کہ سُن لیا تھا وہ یاد تھا اور یہی جاننا تھا مگر اُن باتوں کے قبول کرنے میں سُست تھے وہ باتیں دل میں جم نہیں گئی تھیں زیادہ فہم کے طالب تھے۔ اور وہ فہم پیچھے روح القدس کے وسیلہ سے بخشا گیا تھا یہی سبب تھا کہ اُنہوں نے مسیح سے ملامت بھی اٹھائی تھی (لوقا ۲۴ - ۲۵)

(۶) یسوع نے اُسے کہا راہ اور سچائی اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے وسیلہ کے
باپ پاس نہیں آسکتا ہے

(راہ میں ہوں) یعنے میں صرف راہ بتلانیوالا نہیں جیسے اور نبی تھے بلکہ میں آپ ہی راہ ہوں۔ سب نبیوں نے اسی راہ
کی طرف دکھایا ہے یہہ وہ راہ ہے جو خدا کے پاس آدمیوں کو پہونچاتی ہے۔ پہلے دنیا میں یہہ راہ موجود نہ تھی ہاں اُسکی خبر نبیوں کو خدا
سے دی گئی تھی اور اُس راہ کی جگہ میں اُسکے نمونے سائے کے طور پر تھے جب مسیح آسمان سے اُترآیا اور انسان بنا اور الٰہی
شریعت کی ہماری طرف سے پوری اطاعت اور تعمیل کی اور کفارہ ہوا تب وہ راہ بنگیا اب جو کوئی چاہے اُسمیں ہو کے خدا
کے پاس پہونچ سکتا ہے۔ دنیا میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی راہیں تجویز کی ہیں اور وہ اُن میں چلتے بھی ہیں لیکن اِسکا
ثبوت نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ اُن راہوں میں ہوکر خدا کے پاس پہونچتے بھی ہیں بلکہ محقق صادق کو یقین ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ
اپنی راہوں میں چلکر ہرگز خدا کے پاس نہیں پہونچتے ہیں کیونکہ راہ وہی درست ہے جو خدا سے نکلے اور ہم تک پہونچے اِس راہ میں
آدمی گمراہ نہیں ہوسکتے یہہ زندہ راہ ہے جب دنیا کے سارے پل ٹوٹ جاتے ہیں اور سب راہیں گربڑ ہوجاتی ہیں یعنے نزع
کے وقت اور کوئی راہ نہیں ہے جس میں ہوکر روح خدا تک پہونچے لیکن یہی یسوع مسیح ابن اللہ اور ابن آدم ہے جس میں ہوکے
آدمی خدا کے پاس پہونچ جاتا ہے (سچائی میں ہوں) یعنے حق میں ہوں میں آپ حق ہوں حقیقی حکمت اور دانائی کے سارے
خزانے اُس میں پوشیدہ ہیں جو کوئی اُس میں قایم ہوتا ہے وہ سچائی میں قایم اور حقیقی معرفت نسے بھرپور ہوتا رہتا ہے (زندگی میں ہوں)
یعنے زندگی کا بانی اور داتا میں ہوں اور مجھہ میں سب کی زندگی پوشیدہ ہے۔ وہ جو راہ ہے گمراہ نہیں کرسکتا وہ جو حق ہے فریب
نہیں دیسکتا وہ جو زندگی ہے وہ ہمیں موت کے پنجہ میں نہیں چھوڑسکتا اسی راہ میں چلو اسی حق تک پہونچو اسی زندگی میں جیو
(کوئی بغیر میرے وسیلہ کے باپ پاس آنہیں سکتا) میں اکیلا آپ ہی وسیلہ ہوں دنیا کے شروع سے آخر تک کوئی دوسرا
آدمی یا فرشتہ یا کوئی ترکیب و تجویز یا کوئی محنت و مشقت و ریاضت یا کوئی انتظام ایسا نہیں ہے کہ خدا کے پاس آدمی کو
پہونچادے سارے سابقین مسیح کے نمونوں کے وسیلہ سے اور حال و آیندہ کے لوگ ہمی کے وسیلہ سے خدا تک پہونچے
اور پہونچتے ہیں یہہ خلاصہ تمام کتب انبیا کا ہے

(۷) اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے اور اب اُسے جانتے ہو اور اُسے دیکھا ہے

(اگر تم مجھے) یعنے میری شناخت سے خدا کی شناخت حاصل ہوتی ہے تم مجھے جانتے تو ہو لیکن جیسا چاہیے اب تک نہیں جانتے

یہودیوں کی مانند مسیح کی انسانی سرشت کا خیال ہو اور میری انسانی صورت سے ٹھوکر کھاتے ہو میری ماہیت ربانی سے اچھی طرح واقف نہیں ہوئے (ف) عارف لوگ جسقدر مسیح کو زیادہ پہچانتے ہیں اُسی قدر خدا کو زیادہ جانتے ہیں کیونکہ مسیح اندیکھے خدا کی صورت ہے (اور اب اُسے جانتے ہو) یعنے اب وقت آیا ہے کہ اُسے جانو کیونکہ نزول روح القدس کا نزدیک ہے جس سے مجھے اور اُسے پہچانوگے (اور اُسے دیکھا ہے) یعنے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے کیونکہ مجھے دیکھا ہے کہ میں خدا کی صورت ہوں

۸ (۸) فیلبوس نے اُسے کہا اے خداوند باپ کو ہمیں دکھلا تو ہمیں بس ہے

فیلبوس سمجھتا تھا کہ میں خدا کو جسمانی آنکھوں سے دیکھہ سکونگا یا رویا میں دیکھنے کی امید رکھتا ہوگا (تو ہمیں بس ہے) یعنے تسلی ونجات کے لئے دیدار الٰہی کافی ہے۔ یہہ انسان کے دل کی تمنا ہے کہ خدا کو دیکھے لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے (خروج ۳۳-۲۰) کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے اُس کے خاص دیدار کی برداشت کی قوت اُسکے جلال کے سبب کسی مخلوق میں نہیں ہے۔ اسی لئے وہ یسوع مسیح میں ہوکے ظاہر ہوا کہ اُس میں خدا کی صورت کو دیکھیں اور اُسمیں بھی ابھی دُھندلا سا دیکھتے ہیں (اقرنتی ۱۳-۱۲) ایک وقت آئیگا کہ جب نئے بدن میں ہونگے اُسوقت روبرو دیکھینگے پھر بھی یسوع مسیح میں دیکھینگے۔ فیلبوس کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمیوں میں فضل کے ساتھہ کچھہ نادانی بھی رہتی ہے جو مہلک نہیں ہے

۹ (۹) یسوع نے اُسے کہا اے فیلبوس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھہ ہوں اور تو نے مجھے نہیں جانا جسنے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے سو تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھلا

(اتنی مدت سے) فیلبوس سب شاگردوں سے پہلے بلایا گیا تھا (۱-۴۳) اور ابتک ساتھہ ہے اُسنے مسیح کو خوب دیکھا اُسکا مزاج اور اُس کی قدسیت اور اُس کی مختارانہ پاک تعلیم اور اُس کی قدرت بے حد ہوا اور دریا اور ارواح پر اور تبدیل ماہیت آب پر اور مُردے جلانے اور دفع امراض میں اور سب طرح کے معجزات میں دیکھی تھی یہہ سب کام خدا کے تھے شبہہ بھی نہیں گذرتا کہ خدا کے سوا کوئی غیر ایسا کام کرے فیلبوس نے اِن کاموں سے نہ پہچانا کہ وہ خدا تعالیٰ ہے اِسلئے فیلبوس کو ملامت ہوتی ہے کہ میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھہ ہوں اور تو نے مجھے ابتک نہ پہچانا کہ میں خداوند کریم ہوں (جسنے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے) کیونکہ میری اور اُس کی ایک ہی ماہیت ہے شخص دو ہیں ماہیت ایک ہے۔ یہہ ملامت اِسلئے نہیں ہے کہ فیلبوس میں ایمان مطلق نہ تھا ایمان تو تھا لیکن کمزور ایمان تھا مسیح مضبوطی بخشتا ہے

۱۰ (۱۰) کیا تو یقین نہیں لاتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھہ میں ہی یہہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں
آپ سے نہیں کہتا بلکہ باپ جو مجھہ میں رہتا ہی وہی یہہ کام کرتا ہی

(یقین) یعنے اِس بات پر کیا تیرا یقین نہیں ہی اگر نہیں ہی تو افسوس کی بات ہی کیونکہ جسکا ایسا یقین نہو وہ ہلاک ہو جائیگا اور جہنم سے نہ بچیگا (کہ میں باپ میں ہوں) یعنے اُس کی ماہیت اور میری ماہیت ایک ہی (اور باپ مجھہ میں ہی) یعنے وہ اپنی ماہیت مجھہ میں ہی کیونکہ اُس کی اور میری الٰہی سرشت ایک ہی ہی (یہہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں) یعنے میں جو انسانی سرشت بھی رکھتا ہوں اور میں جو تمہارے سامنے لفظوں میں زبان جسم سے بولتا ہوں (آپ سے نہیں کہتا) یعنے یہہ باتیں میری انسانی سرشت سے نہیں ہیں یعنے خدایا الوہیت مجھہ انسان مسیح میں ہو کے بولتی ہی (باپ جو مجھہ میں رہتا ہی) یعنے اللہ تعالیٰ جو انسانی الٰہی ذات سے مجھہ انسان کے ساتھہ میل رکھتا ہی (وہی یہہ کام کرتا ہی) یعنے ہدایت کے کام اور سب معجزات کے کام وغیرہ (ف) اسوقت چار باتوں پر ناظرین غور کریں (۱) جسنے مجھے جانا اُسنے باپ کو جانا یعنے جو میرا علم ہی وہی خدا کا علم ہی (۲) جسنے مجھے دیکھا خدا کو دیکھا یعنے میرا دیکھنا خدا کا دیکھنا ہی (۳) میں باپ میں ہوں باپ مجھہ میں ہی یعنے ماہیت ہم دونوں کی ایک ہی (۴) باپ جو مجھہ میں ہی وہی یہہ کام کرتا ہی اور وہی یہہ باتیں بولتا ہی یعنے میرا فعل اور اُسکا فعل ایک ہی اور میرا قول اور اُسکا قول ایک ہی۔ مسیح اس مقام پر اپنی الٰہی سرشت کی نسبت صاف صاف بولتا ہی جسکا نتیجہ یہہ ہی کہ ہم دو شخص ہیں جن کی ماہیت ایک ہی اور ایک ہی قوت و حکمت اور زندگی ہی

۱۱ (۱۱) میری بات یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھہ میں ہی نہیں تو اُن کاموں کے سبب
مجھہ پر ایمان لاؤ

(میری بات یقین کرو) یعنے میری اس تعلیم کو کہ میں باپ میں اور باپ مجھہ میں ہی اپنے دل کے درمیان یقین کے رتبہ پر رکھو (نہیں تو اُن کاموں کے سبب سے مجھہ پر ایمان لاؤ) یہاں دو باتیں ہیں اول آنکہ میں جو کہتا ہوں اُسے مان لو اور مجھے معتبر سمجھہ کے میری بات یقین کرو ایسا فرمانا مسیح کا حق تھا کیونکہ اُس کی تواریخ سے ثابت ہی کہ ایسا معتبر شخص دنیا میں کبھی کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ دوسری بات یہہ ہی کہ اگر تم میری بات یقین نہ کرو تو وہ کام جو مجھہ سے ظاہر ہوئے ہیں اُنکے سبب سے یقین کرو کہ میں خدا میں ہوں اور خدا مجھہ میں ہی۔ مسیح نے جو کام کئے عقل سلیم کہتی ہی کہ سوا خدا کے اور کوئی وہ کام نہیں کر سکتا۔ مسیح کے کام ایسے ہیں کہ نہ مسمریزم سے نہ اسپریچولزم سے نہ کسی صنعت سے ہو سکتے ہیں لیکن صرف خدا کی قدرت سے ہو سکتے ہیں اور ہر حق نبیوں کے کاموں سے

بھی وہ ممتاز ہیں کیونکہ مسیح نے اپنی قدرت الوہیت سے کئے اور تعلیم اپنے حق میں دی اور اختیار اپنا دکھلایا مسیح کے شاگردوں نے جو معجزات کئے مسیح کے نام سے کئے اور اُنہوں نے بھی تعلیم مسیح کے حق میں دی اور سب گذشتہ نبیوں نے جو کام کئے تھے خدا کے نام سے کئے تھے اور تعلیم خدا کے حق میں دی تھی۔ انسان کی روح کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا صرف اُس کے کاموں سے اُس کا وجود انسان میں ثابت ہوتا ہے اسی طرح خدا کے کاموں سے خدا کا وجود مسیح میں ثابت ہو گیا ہے (ف) قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ مسیح سے پوچھیگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ مریم کو خدا کے سوا تم دو خدا مانو مسیح کہیگا کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ یہہ سچ ہے کہ مسیح نے ہرگز کبھی اپنی والدہ کو خدا نہیں بتلایا نہ کوئی اُسکا شاگرد ایسا مانتا ہے یہہ تو نادانی کے سبب اتہام ہے ہاں مسیح نے آپ کو خدا میں اور خدا کو آپ میں ماہیت کی یگانگی سے ضرور بتلایا ہے اور یہہ وہی اعتقاد ہے جسپر ابدی خوشی انسان کی موقوف ہے

(۱۲) میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھہ پر ایمان لاتا ہے یہہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی ۱۲
کریگا۔ اور اُنسے بڑے کام کریگا کیونکہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں

(سچ سچ) گہری بات آتی ہے (جو مجھہ پر ایمان لاتا ہے) یہہ عموم ساری کلیسیا کے افراد کو شامل نہیں ہے صرف رسولوں میں اِسکا عموم ہے کیونکہ واقعہ اسی طرح سے گذرا ہے۔ دیکھو ابن اللہ کی قدرت کہ جب وہ جسم سے غیر حاضر ہوگا تب اپنے شاگردوں کو ایسے کام کرنے کی قدرت بخشیگا تاکہ دین کی پختگی کا کام وہ کریں (یہہ کام جو میں کرتا ہوں) یعنے جیسے معجزے کہ میں کرتا ہوں اپنی قدرت سے (وہ بھی کریگا) میری قدرت سے چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی (اعمال ۵-۱ سے ۱۰ و ۱۵ و ۱۳-۱۱ و ۱۹-۱۲) اور (اُنسے بڑے کام کریگا) یعنے جو معجزے مجھہ سے ظاہر ہوئے اُن کی نسبت کچھہ بڑے معجزے میرے اُن بعض شاگردوں سے ظاہر ہونگے۔ روحانی کام جسمانی کاموں کی نسبت فی الحقیقت بڑے ہیں اور وہ رسولوں سے ہونگے کیونکہ روح القدس نازل ہوگا اور دین کا سارا انتظام روحانی شاگردوں کے وسیلہ سے ہوگا۔ مسیح نے ملک یہودیہ میں تخم بویا شاگردوں نے فصل کاٹی کاٹنے کا وقت بونے کے وقت کی نسبت بڑا ہے پھر مسیح نے صرف یہودیہ میں کام کیا رسولوں نے تمام قوموں میں کام کیا صعود کے بعد رسولوں کی معرفت سے بہت کام ہوا پطرس کے وسیلہ سے ایک دن میں تین ہزار آدمی عیسائی ہو گئے مسیح خداوند کی تمام عمر میں بھی اتنے نہ ہوئے تھے مسیح خداوند نے کبھی غیر زبان نہیں بولی شاگردوں نے ایک دم میں ایسی قدرت پائی کہ بہت سی زبانیں بولنے لگے (کیونکہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں) یہہ سبب ہے کہ باقی کام شاگرد کرینگے کہ میں سر ہوں جب سر نے آسمان میں جلال پایا تو اپنے شاگردوں یعنے اعضاؤں کے وسیلہ سے زیادہ کام کرتا ہے معجزات دین کے

شروع میں بہت ہوئے اب معجزات بندہیں کیونکہ دنیا کی قوموں نے دین کو تھام لیا ہر ہر فرد منکر کے لئے معجزات کی ضرورت نہیں ہی ہاں روحانی معجزات یا کام ابتک بڑی ترقی پر ہیں مثلاً سوسائٹیوں کے کام اور کلیسیائی انتظامات کے کام اور ساری دنیا میں انجیل پھیلانے کے کام شروع کی نسبت حیرت افزا ترقی پر ہیں اور ان سب کاموں کا حقیقی فاعل مسیح ہی اور شاگردوں کے وسیلہ سے کرتا ہی

۱۳ (۱۳) اور جو کچھ میرے نام سے مانگوگے وہی کرونگا تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے

(جو کچھ) یہہ عموم تو ہی لیکن یہہ بھی کسی حد میں ہی اور خاص شاگردوں سے وعدہ ہی کیونکہ اُنکا خاص کام تھا اگرچہ اس وعدہ کا فیضان عام کلیسیا کے افراد کو شامل ہی (جو کچھ) یعنے وہ جو کلیسیا کے لئے مفید ہی یا جس چیز کی اپنی خدمت کے کام میں تمہیں حاجت ہوگی یا وہ سب چیزیں جنکے مانگنے کی اجازت ہی (میرے نام سے) مسیح کے نام سے کوئی سمجھدار عیسائی دنیاوی بیہودگی نہیں مانگ سکتا مگر ویسے ہی مضامین مانگ سکتا ہی جنکا نمونہ مسیح نے ہمیں اپنی دعا میں سکھلایا ہی (وہی کرونگا) یعنے میں کرونگا مانگوگے باپ سے کرونگا میں مانگوگے دنیا میں سنونگا میں آسمان پر وہ اپنی الوہیت کی شان دکھلاتا ہی اور مسیح نے ایسا ہی کیا ہی (مرقس ۱۶-۲۰) خداوند اُنکی مدد کرتا تھا لفظ خداوند یہاں مسیح کی نسبت لکھا ہی (اعمال ۱۳-۱۱) اب دیکھ خداوند کا ہاتھ تجھپر ہی (اعمال ۴-۳۰ و ۳۱) تیرے قدوس بیٹے یسوع کے نام سے نشانیاں اور کرامتیں ظاہر ہوں۔ اور یہہ دعا فوراً قبول ہوئی تھی (اعمال ۳-۶ و ۱۰) یسوع ناصری کے نام سے اُٹھہ اور چل۔ اُسی کے وسیلہ یہہ شخص تمہارے سامنے چنگا کھڑا ہی (ف) مسیح خداوند کا نام وہ نالہ ہی جس سے برکات سماوی بہکر آتے ہیں (تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے) تمہارے مانگنے سے اور میرے وہی کرنے سے باپ کی بزرگی بیٹے میں ہوگی اور یہہ باپ کی مرضی ہی کہ بیٹے کی ایسی بزرگی ہو جیسے باپ کی ہی اور اس سے باپ کا جلال ہی

۱۴ (۱۴) اگر میرے نام سے کچھ مانگوگے تو میں کرونگا

دوبارہ وہی بات فرماکے اس بات کی پختگی دکھلاتا ہی کیونکہ سب کچھ مسیح کے ہاتھ میں ہی (متی ۲۸-۱۸)

۱۵ (۱۵) اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں کو حفظ کرو

یعنے ایماندار کو میرے ساتھہ بڑی محبت رکھنا چاہئے اور محبت کا ثبوت میرے احکام پر عمل سے ہوتا ہے اور عمل ایسا چاہئے کہ اُس کے سب حکم دل پر نقش ہوں اور اعمال میں محفوظ نظر آئیں

۱۶ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلّی دینیوالا دیگا کہ تمہارے ساتھہ ابد تک رہے

(درخواست کرونگا) یعنے التماس کرونگا جیسے برابر والے آپس میں کرتے ہیں اور باپ میری درخوہست سے (تمہیں دوسرا تسلّی دینیوالا دیگا) جس سے تمہارے دل میری محبت میں اور میرے احکام حفظ کرنے میں زیادہ مضبوط ہونگے اور وہ (تمہارے ساتھہ ابد تک رہیگا) یعنے تمہارے دلوں میں اُس کی ابدی سکونت ہوگی (ف) یہاں تثلیث جلیل کے ہر سہ اقانیم کا ذکر ہے بیٹا درخوہست کرتا ہے باپ بھیجتا ہے وہ جو آتا ہے تیسرا شخص ہے جو ازلی وابدی ہے۔ اسوقت سے پہلے بھی شاگردوں نے روح القدس کو پایا تھا مگر خاص کام کے لئے ملا تھا اور وہ دلوں میں ٹھہرا نہیں جیسے دنیا کے شروع سے ہوتا آیا تھا لیکن اب جو مسیح اُسے بھیجیگا وہ ابدی سکونت کے لئے آئیگا یہہ وہی ہے جسکا وعدہ (یشعیا ۴۴-۳) میں تھا کہ میں اپنی روح تیری نسل پر اور اپنی برکت تیری اولاد پر نازل کرونگا (یوئیل ۲-۲۸) میں ہے کہ میں اپنی روح سب آدمیوں پر ڈھالونگا اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کرینگے (اعمال ۲-۱۷) کو بھی دیکھو (ف) یہہ مقام غور کا ہے اسلئے کہ مسلمان اس مقام کو زبردستی محمد صاحب کی طرف کھینچتے ہیں اور یہہ اُن کی بہت بڑی غلطی ہے وہ لفظ جسکا ترجمہ تسلّی دینیوالا ہوا ہے اصل زبان میں پاراقلیطس ہے پارا کے معنے ہیں پاس اور قلیو کے معنے ہیں بلانا اور ترکیب کے بعد یہہ معنے ہوجاتے ہیں کہ وہ جو اپنے پاس مدد کے لئے بلایا جاتا ہے چار مطلب ہیں جو اس لفظ میں مندرج ہیں (۱) اپنے پاس بلانا (۲) اپنی مدد کے لئے بلانا (۳) وکیل منت و اصرار کرنا جیسے وکیل کرتا ہے (۴) تسلّی دینا جیسے وکیل اپنے موکل کو دیا کرتا ہے۔ مسیح خداوند نے یہہ لفظ جسکے ایسے معنے ہیں روح القدس کے لقب کے لئے چن لیا ہے کیونکہ روح القدس کے سارے کام اور اُس کی ساری نعمتیں اس لقب میں درج ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ روحوں میں بُلایا گیا اور ایمانداروں نے اُس کے لئے دعائیں کیں اور اب تک سارے دنیا کے عیسائیوں میں اُس کے لئے دعا ہوتی ہے اور بے ایمانوں سے بھی کہا جاتا ہے کہ اپنے لئے خدا سے روح مانگو۔ اور جب وہ آتا ہے تو آدمی کی مدد کرتا ہے یعنے دینداری میں قایم رہنے کے لئے اور الٰہی بھیدوں کے سمجھنے کے لئے قوت بخشتا ہے وہ ہماری طرف سے ہمارا وکیل ہوکے خدا کے سامنے منتیں و اصرار کرتا ہے (رومی ۸-۲۶) پر وہ ہماری تسلّی کے لئے ہم سے ایسی باتیں کرتا ہے جیسے وکیل اپنے موکل کے لئے تسلّی و دلجوئی کیا کرتا ہے اور ہدایت کرتا ہے (رومی ۸-۱۴)

یہہ سب کیفیتیں محمد صاحب کی نہیں ہیں نہ وہ دلوں میں دعائیں کرکے بلائے جاتے ہیں اور نہ آسکتے ہیں نہ مدد کرسکتے ہیں نہ شفاعت کرسکتے ہیں نہ تسلی دیسکتے ہیں اُنکے قرآن میں کسی اہل فکر کے لئے کچھہ تسلی نہیں ہی

جب مسیح خداوند آسمان پر چلا گیا تو روح القدس کے لئے شاگرد دس روز تک دعا کرتے اور اُسے بلاتے رہے (اعمال ۱-۲ سے ۵ و ۲-۱ سے ۴) پھر اُسنے آکے وہی کام کئے اور اب تک کرتا ہی جو اُسکے لقب میں مندرج تھے اور وہ اب تک اپنے بندوں کے ساتھہ ہی کیونکہ وہ اللہ تعالی ہی نہ کوئی مخلوق شے اسی لئے وہ ہر کہیں حاضر ناظر اور موجود و مدد ہی اور دنیا سے انتقال کے بعد بھی ہر مومن کی روح کا وہ ابدی رفیق ہی یہہ تو لفظ پار اقلیطس کا اور اُس کی کیفیت کا بیان ہی۔ پھر دیکھو کہ آیت ۱۷ میں خود مسیح نے لفظ پار اقلیطس کی تفسیر کردی ہی (یعنے سچائی کی روح) یہہ تفسیر اُسی کی ہی جسنے اُس کی پیش گوئی کی ہی کہ وہ آئیگا اگر معترض کہے کہ یہہ تفسیر مسیح کی نہیں ہی یوحنا کی ہی تو بھی ہمارا کچھہ نقصان نہیں کیونکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں یہہ ساری کتاب ہی یوحنا کی لکھی ہوئی ہی تب یوحنا رسول مسیح کا یہہ مطلب سمجھتا تھا کہ وہ روح القدس کی نسبت فرماتا ہی پس ہم رسول کا مطلب چھوڑ کے معترض کا بیان کس دلیل سے مان لیں اگر معترض کہے کہ وہ تفسیر پیچھے کسی نے کردی ہی تو اُسکا ثبوت قدیمی نسخوں سے دینا معترض کے ذمہ ہوگا ورنہ وہمی بات پر اُسکے اعتراض کی بنیاد ہوگی۔ پھر دیکھو کہ آیت ۲۶ میں لکھا ہی کہ پار اقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا ہی تمہیں سب کچھہ سکھلائیگا اور جو کچھہ میں نے تمہیں کہا ہی تمہیں یاد دلائیگا۔ محمد صاحب مسیح کے نام سے نہیں آئے نہ اُنہوں نے حواریوں کو کچھہ سکھلایا ہاں اُنہیں روح القدس نے سب کچھہ سکھلایا اور انجیل لکھوائی (۱۵-۲۶) میں لکھا ہی کہ جب پار اقلیط جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا آوے تو وہ مجھپر گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھہ ہو یہہ لفظ کہ شروع سے میرے ساتھہ ہو بلا حجت حواریوں کے حق میں ہیں اور صاف مطلب ہی کہ حواری لوگ اور پار اقلیط یہہ دو مسیح کے گواہ ہونگے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حواریوں کی اور روح القدس کی گواہی انجیل میں اور مسیحی ایمانداروں کی ارواح میں موجود ہی ہاں اگر معترض ارواح مومنین کی گواہی نہ مانے تو حواریوں کی گواہی جو انجیل میں مرقوم ہی یقیناً مانیگا۔ اب اگر محمد صاحب پار اقلیط ہیں تو چاہئے کہ حواریوں کے ساتھہ گواہی میں اتفاق کریں لیکن وہ تو اُس گواہی کو جو حواریوں سے ہوئی جھٹلاتے ہیں اور اکیلے گواہ بنتے ہیں چھہ سو دس برس بعد غیر ملک میں ظاہر ہوئے۔ پھر دیکھو (۱۶-۷ و ۸) میں لکھا ہی کہ اگر میں نہ جاؤں تو پار اقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا۔ یہاں دو باتیں ہیں اول آنکہ پار اقلیط کا آنا مسیح کے جانے پر موقوف ہی کہ مسیح دنیا سے جاے اور خدا باپ کے سامنے اپنا کفارہ پیش کرے پھر وہ خدا کیطرف سے قبولیت کفارہ پر دلیل ہونے کے لئے اور اپنے بندوں کی آراستگی و پیراستگی روحانی کے لئے روح القدس کو اُنکے دلوں میں بھیجدے دوم آنکہ جب پار اقلیط آوے تو اہل دنیا کی

کونشنس یا تمیزدلی میں الزام کا کام کرے گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے اور ان لفظوں کا مطلب اسی آیت کی شرح میں چلکر دیکھنا۔ پس محمد صاحب نے تو یہہ کام نہیں کئے تمیزوں میں الزام پیدا کرنا یہہ کام روح القدس کا ہی یہہ کسی آدمی کا کام نہیں ہی آدمی اپنے مُنہہ سے کچھہ باتیں سُنا سکتا ہی اُس سے کچھہ الزام دلوں میں پیدا نہیں ہوسکتا حضرت نے جو کچھہ بیان گناہ کا اور راستی کا اور عدالت کا اپنی تعلیم میں کیا ہی اُس بیان ہی کو سلیم عقل کے آدمیوں کی تمیزیں قبول نہیں کرتی ہیں اور اسلئے بعض لوگ حضرت کو چھوڑکر مسیحی ہوجاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ کوئی اور راہ عقل سے نکال لیتے ہیں بہرحال وہ حضرت کی تعلیم اُنکے ہاتھہ سے چھوٹ جاتی ہی اور یہہ اِسلئے ہی کہ حضرت کی تعلیم کو اُن کی عقل پسند نہ کرکے اُنکے لئے کوئی اور راہ اُنہیں دکھلاتی ہی اور وہ جو پھنسے بیٹھے ہیں ضرور بے فکر ہیں یا تعصب سے بھرے ہیں چاہو تو اُنکی تقریریں سُنکے معلوم کرلو (ف) یہہ لفظ پاراقلیط (۱یوحنا ۲-۱) میں بھی لکھا ہوا ہی اور وہاں مسیح خداوند کی نسبت ہی یعنے اگر کوئی گناہ کرے تو یسوع مسیح جو عادل ہی باپ کے پاس ہمارا پاراقلیط ہی یعنے وکیل و مددگار اور سفارشی و شفیع اور ہماری طرف سے بولنیوالا یہہ اُسکا مطلب ہی پس اقنوم ثانی اور اقنوم ثالث ہردو کا یہہ لقب ہی اور یہہ دونو جو الوہیت کے اقنوم ہیں ہمارے لئے ایسے عجیب اور مفید کام کیا کرتے ہیں۔ کوئی آدمی پاراقلیط نہیں ہوسکتا

(۱۷) یعنے سچائی کی روح جسے دنیا نہیں پاسکتی کیونکہ اُسے نہیں دیکھتی اور نہ اُسے جانتی ہی لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھہ رہتی ہی اور تم میں ہوگی

(یعنے سچائی کی روح) یہہ لفظ پاراقلیط کی تفسیر ہی اور یہہ تفسیر خود مسیح نے کی ہی کہ وہ شخص جسکو میں نے پاراقلیط کہا ہی وہ صداقت یا حق کی روح ہی اور مسیح آپ حق ہی (۱۴-۶) اُس کی انسانیت بھی حق سے بھرپور تھی (۱-۱۷) تب پاراقلیط مسیح کی روح کا نام ہوا کیونکہ حق کی روح حق ہی روح برحق ہی (۱یوحنا ۵-۶) اس روح کا پانا وہی مسح ہی جو ساری سچائی میں تعلیم دیتا ہی (۱یوحنا ۲-۲۷) تمام سچائی کی راہ بتانا خدا کی باتیں کہنا رسولوں کو آیندہ کی خبریں دینا یہہ اُس روح کا کام ہی (یوحنا ۱۶-۱۳) (جسے دنیا نہیں پاسکتی) یعنے دنیا کے لوگ اپنی طاقت سے اُسے نہیں پاسکتے دنیا کے لوگ علوم میں ترقی کرکے بڑی فراولت سے بڑی عقل پیدا کرسکتے ہیں لیکن روح القدس کو اپنی کسی تدبیر سے نہیں پاسکتے (کیونکہ اُسے نہیں دیکھتی نہ اُسے جانتی ہی) دنیا اُسے نہیں دیکھہ سکتی محمد صاحب کو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا تھا لیکن پاراقلیط نادیدنی چیز ہی اور نہ اُسے جانتی ہی کیونکہ وہ انسانی فہم سے بلند و بالا ہی (لیکن تم اُسے جانتے ہو) تم جو میرے شاگرد ہو دیکھہ تو تم بھی نہیں سکتے مگر اُسے جانتے ہو اسلئے کہ تمہیں اُسکا علم اور وقوف بخشا گیا ہی (کیونکہ وہ تمہارے ساتھہ رہتی ہی اور تم میں ہوگی) یعنے وہ ایک موثر اور قادر اور پاک شخص ہی جو تمہارے دلوں کے اندر آگیا ہی اور آیندہ کو وہ تم میں زیادتی کے ساتھہ ہوگا جسکے وسیلہ سے تم عجیب

کام کروگے اور قوت وقدرت پاؤگے۔ ہاں اہل دنیا بھی اگر توبہ کریں اور مسیح پر انجیل کے موافق ایمان لائیں اور فروتنی سے حاضر ہوں اُسے پاسکتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں وہ روح حق سب کو بخشی جاتی ہے (رومی ۸-۱۱ و افسی ۶-۱۴)

(۱۸) میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا تمہارے پاس آؤنگا

(یتیم) وہ بچہ ہے جسکا باپ مرگیا ہو یا والدین دونو مرگئے ہوں (۱۳-۳۳) میں مسیح نے شاگردونکو بچہ کہا تھا اب فرماتا ہے کہ میرا دنیا سے جانا تمہارے لئے یتیمی کا باعث نہ ہوگا کہ تم بیکس اور دل شکستہ اور بے مددگار ہوجاؤ (میں تمہیں) یعنے خاص کرکے تم رسولوں کو اور عموماً دنیا کے آخر تک تمام جہان کے عیسائیوں کو (متی ۲۸-۲۰) یتیم نہ چھوڑونگا) یعنے تمہارے ساتھ برابر رہونگا (تمہارے پاس آؤنگا) یہہ قیامت کی آمد کا ذکر نہیں ہے اگر قیامت کی آمدکا ذکر ہوتا تو یوم الوداع سے یوم الحشر تک کلیسا ضرور یتیم رہتی اور یہاں صاف لکھا ہے کہ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا فی الحقیقت مسیح نے اپنی جماعت کو اب تک یتیم نہیں چھوڑا اپنی روح سے کلیسا کے درمیان ہر زمانہ میں موجود پایا گیا اور ہر سچے عیسائی کے ساتھ وہ موجود ہے کیونکہ ہر سچا عیسائی اُسکا بچہ ہے یا نسل (یشعیاہ ۵۳-۱۰ و ۱۱)

سوال یہہ ہے کہ آیا مسیح پھر آیا تھا یا نہیں صحیح جواب یہہ ہے کہ پنتکوست کے دن روح القدس نازل ہوا تھا اور اب تک روح القدس ایمانداروں میں موثر ہے تب مسیح خداوند روح القدس کے آنے کو اپنا آنا اور روح کا اُن میں رہنا اپنا رہنا بتلاتا ہے کیونکہ مسیح ہمارا پارا قلیط ہے (۱ یوحنا ۲-۱) اُس کی روح بھی ہمارا پارا قلیط ہے جب اُس کی روح آئی تو وہ خود آیا مسیح اپنے لوگوں کے ساتھ ہے اس زندگی میں اور موت میں اور ابد تک (اعمال ۷-۵۵ و ۲ قرنتی ۵-۸) ہاں وہ پھر بھی معہ جسم کے قیامت کے روز آئیگا جہان کی عدالت کرنے کو اور ہمیں معہ ہمارے جسموں کے اپنے ساتھ لینے کو

(۱۹) تھوڑی دیر باقی ہے کہ دنیا مجھے اور نہ دیکھیگی۔ پر تم مجھے دیکھتے ہو کیونکہ میں جیتا ہوں اور تم بھی جیوگے

(تھوڑی دیر باقی ہے) یعنے آج کی رات اور صبحکو ۱۲ پر تین بجے تک جب تک کہ مدفون ہوں دنیا کے لوگ مجھے دیکھ سکتے ہیں پھر (دنیا مجھے اور نہ دیکھیگی) یعنے پھر قیامت کے دن تک اہل دنیا مجھے نہ دیکھینگے چنانچہ اسیطرح سے ہوا کہ جب وہ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا تو صرف عیسائیوں نے اُسے دیکھا اور دنیا کے لوگوں نے یعنے بے ایمانوں میں سے کسی نے اُسے پھر نہ دیکھا (اعمال ۱۰-۴۰ و ۴۱) البتہ قیامت کے روز اُسے سب دیکھینگے ہر آنکھ اُسے دیکھیگی اور وہ بھی جنہوں نے اُسے چھیدا ہے اُسپر

نگاہ کرینگے (ذکریا ۱۲-۱۰) (پر تم مجھے دیکھتے ہو) یعنے تمہاری روحانی آنکھیں مجھے ہمیشہ دیکھتی رہینگی جی اُٹھنیکے بعد جسمانی آنکھوں سے شاگردوں نے اُسے باربار دیکھا آخر کو پانچ سو کے قریب تھے جنہوں نے دیکھا اور وہ اپنے جی اُٹھنے کا پورا ثبوت دیکر آسمان پر چڑھگیا اور ایمانداروں کی روحانی نظروں میں اب تک ہے (کیونکہ میں جیتا ہوں) مرگیا تھا پر جی اُٹھا اور ابتک جیتا ہے اور ابدتک جیتا رہیگا (اور تم بھی جیوگے) یعنے تم جو میرے لوگ ہو اپنے اندر فضل کی زندگی پاؤگے اور یہہ زندگی اسلئے ملیگی کہ میں زندہ ہوں میری زندگی تم میں موثر ہوگی اور اس راہ سے تم مجھے زندہ پہچانوگے۔ جڑ کی زندگی ڈالیوں میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور میں جڑ ہوں تم جو ڈالیاں ہو مجھہ سے روحانی زندگی اپنے اندر پاؤگے اور مجھے روحانی آنکھہ سے زندہ دیکھوگے ہماری زندگی مسیح کے ساتھہ خدا میں پوشیدہ ہے اور وہ جلالی زندگی ہے (کلسی ۳-۳و۴) لیکن فضل کی زندگی ہماری اس جسمانی زندگی میں اسوقت ہماری روحوں کے درمیان موجود ہوگئی ہے جس سے ہمیں اُس جلالی زندگی کا پورا یقین حاصل ہے اور یہہ سب کچھہ مسیح کی صلیبی موت اور پھر جی اُٹھنے کا نتیجہ ہے جو بوسیلہ ایمان کے ہمارے اندر ظاہر ہوا ہے اسکا ہم سب جو مسیحی ہیں کسی طرح انکار نہیں کرسکتے اور نہ ہم فریب خوردہ ہیں بلکہ یقیناً دنیا اندھی ہے

۲۰ (۲۰) اُس دن جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھہ میں اور میں تم میں ہوں

(اُسدن) یعنے جسدن میری زندگی تم میں موثر ہوگی اور تم جی اُٹھوگے ابھی تم اس سر عظیم کو نہیں سمجھہ سکتے لیکن جب جی اُٹھوگے تب معلوم کروگے (ف) یہہ عیسائی کب جی اُٹھے تھے جب کہ پنتکوست کے دن پاراقلیط الہٰ انمیں آیا تھا اُس دن فضل کی زندگی اُن میں آگئی تھی اور اُنہوں نے پہچانا تھا کہ فی الحقیقت مسیح یسوع خدا باپ میں ہے اور ہم اُس میں ہیں ایمان کے وسیلہ سے باین دلیل کہ اُس کی زندگی اور اُسکی روح ہمارے اندر آگئی ہے اسلئے وہ ہم میں ہے اور یوں اُسنے ہمیں خدا میں لے لیا ہے۔ یہہ نئی زندگی جو مسیح سے ملتی ہے اور ہماری جانوں میں موثر ہوتی ہے وہ ہمارے روحانی حواس میں بھی ایسی تاثیر کرتی ہے کہ ہم خدا کے بھیدوں کے سمجھنے کی قوت پاتے ہیں اور جب وہ وقت آئیگا کہ جلالی زندگی ظاہر ہوگی تو اور بھی زیادہ صاف صاف ہم خدا کے بھیدوں کو سمجھینگے

۲۱ (۲۱) جو میرے حکموں کو رکھتا ہے اور اُنہیں حفظ کرتا ہے وہی ہے جو مجھہ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھے پیار کرتا ہے میرے باپ کا پیارا ہوگا اور میں اُس سے محبت رکھونگا اور آپ کو اُس پر ظاہر کرونگا

مسیح کا مطلب یہہ ہے کہ یہہ وعدہ جو آیت بالا میں میں تم سے کرتا ہوں اسکے لئے یہہ شرط ہے کہ تمہارا ایمان مجھہ پر مُحبت ہو

اور محبت کا ثبوت میرے حکموں کی تعمیل سے ہو۔ میرے احکام کی واقفیت یا اُن کی سماعت کافی نہیں ہو جب تک کہ وہ دلوں پر ایسے نقش نہوں کہ عمل میں ظاہر ہو جائیں تب میری محبت ثابت ہوگی۔ غمگین دل اور رونیوالی آنکھ سے بھی محبت ثابت نہیں ہوتی ہو صرف عمل سے ثابت ہوتی ہو اور جب کوئی شخص میرے حکموں پر عمل کرکے اپنی محبت مجھ سے ظاہر کریگا اور یوں مجھے پیار کریگا تب وہ دیکھیگا کہ خدا باپ اُسکو پیار کرتا ہو اور خدا کا پیار جو اُس کی نسبت صادر ہوگا اُس آدمی پر روشن ہو جائیگا کیونکہ اُسکا دل آپ جان جائیگا کہ خدا کی محبت میری طرف ہو اور میں بھی جو یسوع مسیح ہوں اُس آدمی سے محبت رکھونگا بلکہ میں آپ کو اُسپر ظاہر کرونگا کہ اُسکی روحانی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹیگا اور وہ مجھے اپنی روحانی آنکھوں سے موجود دیکھیگا اور مُنہہ سے کہیگا خداوند میرے ساتھ ہو

۲۲ (۲۲) یہودانے (نہ اسکریوطی) اُسے کہا اے خداوند یہہ کیا ہو کہ تو آپ کو ہم پر ظاہر کیا چاہتا ہو
اور دنیا پر نہیں

(یہودانے) یہہ شخص یعقوب کا بھائی ہو اور لبّی کا بیٹا ہو لبی اور تھدی یہہ اُسکے دوسرے القاب ہیں (متی ۱۰-۳) اُسوقت یہودا اسکریوطی حاضر نہ تھا وہ نکل گیا تھا (یہہ کیا ہو) اِسکا سبب کیا ہو کہ تو آپ کو ہم پر ظاہر کرنا چاہتا ہو اور دنیا پر نہیں

۲۳ (۲۳) یسوع نے جواب دیا اور اُسے کہا اگر کوئی مجھے پیار کرتا ہو وہ میرے کلام کو حفظ کریگا
اور میرا باپ اُسے پیار کریگا اور ہم اُس پاس آئینگے اور اُس کے ساتھ سکونت کرینگے

آیت ۱۶ میں روح القدس کا ذکر تھا یہاں باپ اور بیٹے کا ہو۔ (جو مجھے پیار کرتا ہو) یعنے اُسکا سبب محبت ہو دنیا کے لوگ مجھے پیار نہیں کرتے اِس لئے خدا باپ بھی اُنہیں پیار نہیں کرتا اور اپنی محبت کے نشان اُنہیں نہیں بخشتا پر یہ لوگ یہہ کرتے ہیں اِسلئے باپ اُنہیں پیار کرتا ہو۔ اور میں اور باپ جو دو شخص ہیں اور ماہیت کی رو سے ایک ہی خدا ہو ہم روحانی طور پر اپنے محبوں کے دلوں کے نزدیک آئینگے اور اپنی روح کے وسیلہ سے اُنکے درمیان سکونت کرینگے

۲۴ (۲۴) جو مجھے پیار نہیں کرتا میری باتوں کو حفظ نہیں کرتا ہو اور یہہ کلام جو تم سنتے ہو میرا نہیں بلکہ باپ
کا ہو جس نے مجھے بھیجا ہو

یہہ سبب ہو کہ میں دنیا پر آپ کو کیوں ظاہر نہیں کرتا ہوں اِسلئے کہ وہ مجھے نہیں چاہتے اور میری باتوں کو حفظ نہیں کرتے

حال آنکہ میری باتیں محض میری انسانیت کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ باپ کی باتیں ہیں (۷ - ۱۶) پس وہ لوگ میری باتوں کی تحقیر کرکے کلام اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور اسلئے خدا کے سامنے تفرقی ہو جاتے ہیں نزدیکی نصیب نہیں ہوتی۔ اور یہہ باپ وہی ازلی و ابدی خدا ہے جس میں سے میں نکلا اور دنیا میں آیا ہوں

۲۵ (۲۵) میں نے یہہ باتیں تمہارے ساتھہ ہوتے ہوئے تم سے کہیں

میں نے بدنی حضوری میں یہہ باتیں تم سے کہی ہیں لیکن اُنکا انکشاف بہ تفصیل آیندہ کو معلوم کروگے

۲۶ (۲۶) لیکن تسلی دینیوالا یعنے روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب کچھہ سکھلائیگا اور جو کچھہ میں نے تمہیں کہا ہے تمہیں یاد دلائیگا

(تسلی دینیوالا) وہی پاراقلیط ہے آیت ۱۶ و ۱۷ کی تفسیر کو دیکھہ لو کہ یہہ وہ روح ہے جسے مسیح خداوند بھیجتا ہے (۱۵- ۲۶) وہی تمہیں سب کچھہ یعنے تمام دین مسیحی کی تعلیم دیگا اور شروع سے جو جو میں نے تمہیں کہا وہ سب بھی وہی روح القدس یاد دلائیگا مسیح نے سب کچھہ نہیں سکھلایا تھا کیونکہ وہ لوگ بغیر روح القدس پانے کے سب کچھہ کی برداشت نہ کر سکتے تھے تب وہ سب کچھہ سیکھنے کے لایق نہ تھے (۱۶-۱۲) جو کچھہ خدا کے بیٹے نے کہا لوگوں نے اُسکے الفاظ سُنے جب روح القدس پایا تب اُن الفاظ کے مطالب کھلے پس یاد دلانا اور کلام اللہ کا انکشاف بخشنا یہہ کام پاراقلیط کا ہے۔ مسیح کی ساری سرگذشت اور اُسکے دین کی ساری کیفیت جو کہ رسولوں نے اناجیل و خطوط اور اعمال و مکاشفات میں لکھی ہے اسی پاراقلیط کے سکھلانے سے لکھی ہے کہ اُسی کے یاد دلانے اور سمجھانے سے اور اُسی کی حفاظت سے یہہ سب کچھہ قلمبند ہوا ہے اور پاراقلیط اللہ تعالیٰ ہے اُسکے کام میں غلطی نہیں ہو سکتی ہے

۲۷ (۲۷) صلح تمہیں دیئے جاتا ہوں اپنی صلح تمہیں دیتا ہوں نہ جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں دیتا ہوں تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے

(صلح) یہہ وہ خاص اطمینان ہے جو مسیح نے ہمارے لئے اپنے کفارہ سے حاصل کیا ہے (رومی ۵-۱) اسی کا ترجمہ بعض لوگ سلامتی کرتے ہیں (دیئے جاتا ہوں) یعنے صرف صلح یا سلامتی کا لفظ نہیں سُناتا مگر فی الحقیقت صلح و سلامتی بخشدیتا ہوں (اپنی صلح تمہیں دیتا ہوں) یعنے اپنا اطمینان اور وہ سلامتی جو میں نے اپنی کمائی سے پیدا کی ہے تمکو بخشدیتا ہوں مسیح خداوند

نے دنیا میں کچھ دولت اور مال یا خلافت دنیاوی کی گدی نہیں چھوڑی اُس نے اپنی والدہ ماجدہ کو یوحنا رسول کے سپرد کیا
کہ فرزندانہ خدمت کرے اور اپنے بدن کے کپڑے سپاہیوں کو دیدیئے اور اپنا مُردہ بدن یوسف آرمتیہ کو سونپ دیا اور اپنی روح
خدا باپ کے ہاتھوں میں سونپ دی اور اپنی ساری روحانی پاک دولت جو حقیقی سلامتی ہو اپنے سب ایمانداروں کو سونپ
دی ہو (نہ جسطرح دنیا دیتی ہو) کہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام سلام کہتے ہیں مگر سلامتی کوئی کسیکو نہیں دیسکتا میں
جو قادر ہوں بخشدیتا ہوں اگر کوئی اُسے اپنے دل میں نہ رکھے تو یہہ اُسکا قصور ہوگا اور وہ بے سلامتی کے رہیگا مگر میں تو
دیتا ہوں (تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے) گھبراہٹ اور خوف رفع ہونا چاہئے یہہ سلامتی کی میراث پانے کے سبب
سے۔ مسیحی خاص مقدس لوگ اس سلامتی کے لطف کو ابتک اپنی روحوں میں پاتے ہیں اور اُسی سے نہال ہیں اور یہی
وہ چیز ہی جس سے حقیقی تسلی آدمی کی روح میں آتی ہو

۲۸ (۲۸) تم سن چکے ہو کہ میں نے تمہیں کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھے
پیار کرتے تو میرے اس کہنے سے کہ میں باپ پاس جاتا ہوں خوش ہوتے کیونکہ میرا باپ مجھسے بڑا ہی

(تم سُن چکے ہو) آیت ۲ و ۳ میں جو اُسنے کہا ہی کہ میں جاتا ہوں اور پھر آؤنگا تم میرے اِس کہنے سے خوش کیوں
نہ ہوئے غم زدہ سے کیوں ہوگئے میرا جانا تمہارا لئے سراسر مفید ہی اور میں جو جاتا ہوں سو اپنی انسانی سرشت کے
جاتا ہوں تب آدمیوں میں سے ایک کامل انسان خدا کے پاس آسمان میں جاتا ہی اور خدا تعالیٰ انسان سے ضرور بڑا ہی
تب انسان بہت بڑی جگہ میں جاتا ہی۔ مسیح خداوند اپنی الہٰی سرشت سے خدا باپ کے برابر ہی اسی لئے لکھا ہی (۱-۱ سے ۳)
کہ کلمہ خدا ہی اور سب کچھ اُس سے موجود ہوا (۵-۱۷ سے ۲۸) اُسنے خدا کو باپ کہکے آپ کو خدا کے برابر کیا۔ اُسنے
خدا کی عزت اپنے لئے چاہی وہ ساری الہٰی عدالت کا حاکم اور مُردوں کا جلانیوالا مثل خدا کے ٹھہرا وہ باپ کی مانند
سب کی زندگی اپنے اندر رکھنیوالا ہی (۱۰-۳۰ سے ۳۸) باپ اور بیٹا ماہیت کے اعتبار سے ایک واحد خدا ہی وہ باپسے
نکل کے دنیا میں آیا اور باپ کے کام آپ کئے یہہ سب مقامات اُس کی ماہیت الہٰی کا بیان کرتے ہیں لیکن وہ اپنی انسانی
سرشت سے ضرور باپ سے کمتر ہی اسی لئے اُسنے کہا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہی۔ مسیح انسان دنیا سے جاتا ہی الوہیت کی راہ سے
ہر کہیں حاضر ناظر ہی اور شاگردوں میں ابد تک رہتا ہی پھر وہ انسانیت کے ساتھ قیامت کے دن آئیگا۔ اس مقام پر مسیح خداوند
شاگردوں کو کچھ ملامت سی بھی کرتا ہی کہ تم مجھسے کچھ انسانی طور پر محبت دکھلاتے ہو کہ جدائی کی بات سُنکے غمگین سے ہوگئے ہو یہہ
محبت کچھ نہیں ہی روحانی طور پر پیار مطلوب ہی اور جب یہہ ہو تو میرے جانے کی خبر سُن کے خوش ہونا لازم تھا

۲۹ (۲۹) اور اب میں نے تمہیں اُس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا ہے تاکہ جب ہو جائے تم ایمان لاؤ

میں نے پہلے سے تمہیں غیب کی خبر دی ہے کہ میں مرنیوالا ہوں اور صلیبی موت سے بڑی بے عزتی کے ساتھ وہ مجھے مارینگے اور میں تیسرے دن جی اُٹھونگا اور پھر آسمان پر خدا کے پاس چلا جاؤنگا اور وہاں جا کے اپنے کفارہ کے مقبول ہونیکے نشان میں بار اقلیط کو تمہارے پاس بھیجدونگا اور وہ آکے تمہیں سب کچھ یاد دلائے اور سکھلائیگا اور یہہ پیش گوئی میں نے اِسلئے کی ہے کہ جب یہہ سب کچھ واقع ہو جائے تو تم یقین لاؤ کہ میں اپنی سب باتوں میں سچا ہوں

۳۰ (۳۰) آگے کو تم سے بہت باتیں نہ کرونگا کیونکہ اِس دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکی کوئی چیز نہیں

(آگے کو) یعنے اب بہت باتیں کرنے کا وقت نہیں رہا اور کچھہ کام درپیش ہے (کیونکہ اِس دنیا کا سردار آتا ہے) یعنے اب شیطان آتا ہے دیکھو (۱۲-۳۱) دنیاوی لوگوں کے دلوں میں حکومت کرنیوالا جسنے آدم اول کو جیت لیا ہے اب وہ مجھے دُکھ دینے کو آتا ہے اور اپنی ساری تکلیف کی فوج لاتا ہے کہ مجھ سے لڑائی کرے اور مجھے پھر آزماوے (اور مجھ میں اُس کی کوئی چیز نہیں) شیطان کی سب چیزیں ناپاک ہیں اور وہ اپنی کسی چیز کے سبب آدمیوں پر قابو پایا کرتا ہے مثلاً لالچ یا دنیاوی محبت یا عیش کی خواہش وغیرہ وغیرہ باتیں ہیں جو بُری ہیں اور اُنہیں چیزوں کے سبب سے وہ آدمیوں کو پھنسا لیتا ہے لیکن مجھ میں اُس کی کوئی چیز نہیں ہیں پاک اور بیراہوں کوئی چیز شیطان کی مجھ میں یعنے میری انسانیت میں نہیں میری انسانیت پاک اور بے عیب انسانیت ہے (ف) پہلے جب مسیح نے نبوت کے کام کی تکمیل کا شروع کیا تھا تو شیطان اُسکے پاس آیا تھا اور ۴۰ یوم تک مسیح کو آزمایا تھا پھر مسیح سے شکست پاکے چلا گیا تھا (متی ۴-۱ و ۱۱ لوقا ۴-۱۳) اب مسیح خداوند خود کاہن اور خود قربانی اور خود قربانگاہ بنکر مغفرت الٰہی کا دروازہ کھولنے پر ہے تو پھر شیطان آتا ہے کہ اپنی ساری تکلیفیں اُس کی جان پر ڈالکر اُسے آزمائے اور اگر ہو سکے تو اُسے گرائے اور کل بنی آدم کو نجات سے مطلق محروم کرکے ابد تک اپنے ساتھ دُکھ میں لیجائے۔ ظاہر ہے کہ شیطان کو اِسوقت پوری اجازت ہوئی کہ مسیح کو دُکھ دے اور اُس کی انسانیت پر حملہ کرکے اگر گرا سکتا ہے تو گرائے (لوقا ۲۲-۵۳) کہ یہہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے۔ ناظرین ان الفاظ پر غور کریں اور اِس بات پر بھی غور کریں کہ شیطان نے شاگردوں کو بھی پھٹکا تھا (لوقا ۲۲-۳۱) جو کوئی شیطان کی کوئی چیز اپنے اندر رکھتا ہے وہ

بڑے خطرے میں ہو کہ شیطان اپنی اُس چیز کے سبب سے اُسپر قابو پائیگا مناسب ہو کہ ہر ایماندار شیطان کی چیز اپنے پاس سے جلد پھینکدے اور مسیح کی طرف دوڑے

اسوقت خداوند مسیح نہیں فرماتا کہ یہوداہ اسکریوطی معہ ایک بھیڑ کے آتا ہو بلکہ وہ فرماتا ہو کہ اِس دنیا کا سردار یعنے شیطان آتا ہو اسلئے کہ شیطان یہوداہ میں سماگیا تھا اور وہ اپنے لوگوں کو اور اپنے ہتھیاروں کو لیکر مسیح کی طرف آتا تھا۔ مسیح فرماتا ہو کہ مجھہ میں اُس کی کوئی چیز نہیں فی الحقیقت بےگناہ محض تھا مسیح انسان کے موروثی گناہ سے بھی بچا اسلئے دستور مقرر سے الگ ہو کے کنواری مریم متبرکہ سے بے داغ گناہ کے وہ پیدا ہوا اور کبھی کوئی خطا اُس سے نہ ہوئی لوگوں نے اُسکی کیفیت میں بہت تفتیش کی ہو اور آج تک مخالف اسی بات کے درپے ہیں کہ اگر کچھہ عیب اُس میں پاویں تو ضرور ظاہر کریں لیکن کچھہ نہیں پاتے دنیا کے اور سب آدمیوں میں شیطان کی کوئی نہ کوئی چیز پائی گئی ہو اور اسی لئے وہ اُن میں طاقت ور رہا ہو آدم اور حوا میں شیطان نے کچھہ کمزوری پائی تھی اور اُنپر غالب آیا سب بزرگوں میں بھی شیطان نے کچھہ پایا اور اُنھیں ستایا لیکن ایک شخص یسوع مسیح ظاہر ہوا کہ اُس میں کوئی گناہ نہ تھا اور اسلئے وہ شیطان اور موت اور ہر طرح کے دُکھہ کا مستحق بھی نہ تھا تو بھی شیطان نے اُسے ستایا اور موت نے اُسے دبادیا اِسکا سبب کیا تھا آیت آیندہ پر غور کرو

۳۱ (۳۱) لیکن اِسلئے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا ویسے ہی کرتا ہوں۔ اُٹھو یہاں سے چلیں

یعنے تکالیف شیطان اور موت اور سب دکھوں کو جو میں اپنے اوپر آنے دیتا ہوں یہہ اسلئے ہو کہ دنیا کے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور باپ نے جو کام کرنے کا مجھے حکم دیدیا ہو وہی کام میں کرتا ہوں۔ میں اپنی محبت جو باپ سے ہو تعمیل حکم سے ظاہر کرتا ہوں اور باپ نے مجھے یہی حکم دیا ہو کہ تو آدمیوں کے گناہوں کے کفارہ میں اپنی جان دے اور پھر اپنی جان واپس لے لے۔ پس مسیح موا نہ اپنے لئے مگر ہمارے لئے (دانیال ۹-۲۴) (اُٹھو یہاں سے چلیں) اب تک اُسی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے تھے جہاں فسح کھائی تھی اور عشاء ربانی کا دستور مقرر کیا تھا اور جہاں سے یہوداہ نکلکر چلا گیا تھا اب خداوند وہاں سے اُٹھتا ہو اور اُس بالاخانہ کو چھوڑ دیتا ہو اور گتسمنی کے باغ میں جاتا ہو (متی ۲۶-۳۰) اسوقت حمد کا گیت گاکے باہر نکلتے ہیں کہ زیتون کے پہاڑ پر جائیں۔ راہ میں کدرون کا نالہ آتا ہو اُس تک پہونچتے پہونچتے جو باتیں راہ میں ہوئیں وہ سب ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ باب میں مرقوم ہیں

پندرھواں باب

۱ (۱) میں سچّے انگور کا درخت ہوں اور میرا باپ باغبان ہی

اب یہہ سب آیندہ باتیں راہ میں ہوتی چلی جاتی ہیں وہ فرماتا ہی کہ یہہ جو انگور کے درخت تم دنیا میں دیکھتے ہو یہہ حقیقی انگور نہیں ہیں مجازی ہیں حقیقی انگور کا درخت میں ہوں۔ اُس ملک میں انگور کے درخت بہت ہیں اِسلئے اکثر نبیوں نے انگور کی تمثیلیں دی ہیں (زبور ۸۰۔ ۸ سے ۱۳ اشعیاہ ۵۔ ۱ سے ۷ یرمیا ۲۔ ۲۱ حزقیل ۱۵۔ ۲ و ۱۹۔ ۱۰) قوم اسرائیل خدا کا انگوری درخت کہلاتا تھا کیونکہ وہ قوم مسیح اور اُس کی امت کا اُسوقت نمونہ تھا اب مسیح ظاہر کرتا ہی کہ (سچّے انگور کا درخت میں ہوں) یعنے یہودی لوگ جو خدا کا انگورستان کہلائے یہہ مجازی بات تھی حقیقی انگور میں ہوں وہ میرا سایہ تھے (ف) مسیح حقیقی نور ہی (۱۔ ۹) مسیح حقیقی روٹی ہی (۶۔ ۳۲) مسیح حقیقی انگور ہی۔ خدا کی ساری پیدایش جو دیکھتے ہو حقیقی چیزوں کے نمونے ہیں وقت آتا ہی کہ ان سب چیزوں کی حقیقت کھل جائیگی۔ مسیح خداوند انگور کی سب فضیلتوں اور خاصیتوں کا سرچشمہ ہی اور وہ حقیقی ہی اِسلئے جو کچھ میوہ ہم عیسائیوں میں ہی وہ سب مسیح سے ہی (میرا باپ باغبان ہی) یعنے اِس درخت انگور کا لگانیوالا اور محافظ اور مربی اور صاف کنندہ۔ اب دیکھینگے کہ دنیا میں کونسا مخالف ہی کہ مسیحی دین کو برباد کریگا اور خدا سے لڑیگا اور فتح پائیگا یہی سبب ہی کہ دین عیسائی قایم ہی اور سب مخالف ہر زمانہ میں یا تو مطیع ہوئے یا برباد ہوتے رہے ہیں کیونکہ اللہ اِس باغ کا باغبان ہی

۲ (۲) ہر ڈالی جو مجھہ میں پھل نہیں لاتی وہ اُسے توڑ ڈالتا ہی اور ہر ایک جو پھل لاتی اُسے صاف کرتا ہی تاکہ زیادہ پھل لائے

یہاں صرف عیسائیوں کا ذکر ہی کہ وہ ڈالیاں ہیں مجھہ درخت انگور کی۔ مسیحی ایماندار مسیح کے ساتھہ حقیقی علاقہ رکھتے ہیں اور یہہ ایمان کا علاقہ ہی اور یہہ نسبت ایسی ہی جیسے ڈالی کو درخت سے نسبت ہی پس وہ جو کہا کرتے ہیں کہ مسیح کی راستبازی سے عیسائی لوگ کیونکر راستباز ہو جاتے ہیں وہ یہاں اِس علاقہ پر غور کریں کہ یہہ امر تشبیہی بات نہیں ہی مگر حقیقی علاقہ ہی۔ ہمارے سب نیک اعمال جو ہمارے پھل ہیں اُسی تنہ کے رس سے ہیں اور ہماری شادابی اُسی سے ہی بد اعمال ہماری اپنی کرتوت ہی (ہر ڈالی جو مجھہ میں پھل نہیں لاتی)

یعنے ہر عیسائی جو مجھ میں ہو کے نیکی نہیں کرتا (وہ اُسے توڑ ڈالتا ہے) یعنے مسیح میں سے اُسے توڑ کے پھینکدیتا ہے کہ آگ میں جلانے کی
لکڑی ہو شاید دیر تک پھل کی انتظاری کر کے توڑتا ہے جنہوں نے مسیح کا بپتسما پایا یا مسیح کو پہن لیا (رومی ۶-۳) اور وہ مسیح کی
ظاہری کلیسیا میں شامل ہو گئے مگر یہہ کافی نہیں ہے جب تک مسیح کی زندگی اُن کی روحوں میں موثر نہ ہوا اور وہ لوگ روح کا پھل نہ لائیں
(گلاتی ۵-۲۲) روح کا پھل محبت خوشی صلح صبر خیر خواہی نیکی ایمانداری فروتنی پرہیز گاری ہے چاہئے کہ ہر عیسائی میں یہہ پھل ہو
اور یہہ پھل مسیح میں ہو کے ہو اُس سے الگ ہو کے اگر کوئی یہہ امور دکھلا دے وہ فی الواقع حقیقی پھل نہیں ہیں مصنوعی بات ہوگی
یا فطری اور یہہ دونو صورتیں غیر محمود ہیں روح کے پھل مطلوب ہیں جو محمود ہیں اور وہ مسیح میں ہو کے ہوتے ہیں (اور ہر ایک جو پھل
لاتی ہے وہ اُسے صاف کرتا ہے) اُس آدمی کو مسیح کے خون سے (عبرانی ۱۰-۲۲) روح القدس کی آگ سے (۱ پطرس ۱-۲۲)
ایمان کی بخشش سے (اعمال ۱۵-۹) دُکھوں اور مصیبتوں اور تنبیہات جلالیہ سے۔ ہر ایک مسیحی ایماندار میں بھی کچھہ کمزوری
اور کچھہ ناپسندیدہ بات ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے کوشش ہوتی ہے کہ اُسکی وہ ناپسندیدہ بات دور ہو جائے تاکہ وہ جو
پاک ہے زیادہ پاک ہو کیونکہ کوئی ایسا پاک نہیں ہے کہ زیادہ پاک ہونے کا محتاج نہو

۳ (۳) اب تم اُس کلام کے سبب جو میں نے تمہیں کہا پاک ہو

(پاک ہو) تم جو حاضر ہو پاک ہو یہودا چلا گیا وہ پاک نہیں ہے مگر تم گیارہ آدمی اور وہ سب جو ایماندار ہیں پاک ہیں (اُس
کلام کے سبب جو میں نے تمہیں کہا) نہ اپنے کاموں کے سبب سے نہ شرعی رسوم اور احکام بجا آوری کے سبب سے مگر یہہ
کلام کے سبب سے جو میں نے تم کو سنایا ہے اور تم نے اُسے قبول کیا ہے اور اپنے دلوں میں رکھہ لیا ہے اور وہ ایمان ہے جو میری
تعلیم سے مجھہ پر قایم ہوا ہے وہی تمہاری پاکیزگی کا سبب ہے تم اُس سے پاک ہو گئے اب پاکیزگی کے پھل لاؤ

۴ (۴) مجھہ میں قایم رہو اور میں تم میں جسطرح ڈالی۔ اگر درخت میں نہ رہے پھل نہیں لا سکتی
اسیطرح تم بھی نہیں مگر جبکہ مجھہ میں قایم رہو

(مجھہ میں قایم رہو) یہہ لفظ قایم اس جگہ سے شروع کر کے گیارہ آیت تک خداوند نے دس دفعہ سنایا ہے اسلئے کہ
اسپر بہت زور ہے۔ اگر مسیح محض انسان ہوتا تو وہ ایسا درخت ہرگز نہ ہوتا کہ جسکے تمام مومنین سلف و خلف ڈالیاں ہوں اور اگر وہ
خدا نہ ہوتا تو اُن سب ڈالیوں کو برکت رساں بھی نہ ہو سکتا (ف) مسیح میں قایم رہنا کیونکر ہوتا ہے اوّل اُس کی محبت میں
(آیت ۱۰) دوم اُس کی روح میں (۱ یوحنا ۲-۲۷) سوم اُس کی چال میں (۱ یوحنا ۲-۶) چہارم اُس کی روشنی میں

(یوحنا ۴-۶) (اور میں تم میں) یہہ بھی تمہاری کوشش سے ہوگا کہ میں تم میں رہوں کیونکہ اگرچہ میں خود یہہ چاہتا ہوں کہ تم میں رہوں تو بھی اختیار تمہارا ہی کہ مجھے اپنے اندر رہنے دو یا نہ رہنے دو اگر کوشش کرو کہ میں تم میں رہوں تو میں رہونگا اور تمہارا حال اچھا ہوگا (رومی ۵-۲) اور اس صورت میں تم مثل سبز ڈالیوں کے ہوگے جو درخت کے تنہ سے قوت پاتی ہیں اور جو مجھہ سے الگ رہوگے تو سوکھہ جاؤگے

۵ (۵) انگور کا درخت میں ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھہ میں قایم رہتا ہی اور میں اُسمیں وہی بہت
پھل لاتا ہی کیونکہ مجھسے جدا تم کچھہ نہیں کرسکتے

جو عیسائی نیک پھل نہیں لاتا وہ مسیح میں قایم نہیں ہی بلکہ مسیح سے جدا ہی یہہ اچھی شناخت ہی کہ جسقدر آدمی مسیح میں زیادہ قایم اور مضبوط ہوتا ہی اُسیقدر زیادہ پھل لاتا ہی کیونکہ بغیر رس کے میوہ نہیں ہوتا مسیح کا فضل جو باطنی فیضان ہی ہمارے اعمال نیک کا موقوف علیہ ہی۔ جو کوئی مسیح سے الگ ہو اور کچھہ نیکی کرتا ہی اُس کی نیکی خدا کو پسند نہیں ہی وہ اپنے چلن میں ایک قدم بھی خدا کی طرف نہیں چلتا جسقدر وہ نیکی دکھلاتا ہی وہ ملمع سازی ہی دل میں اُس کے کچھہ پاکیزگی نہیں ہی (ف) عقل باور نہیں کرتی کہ مسیح صرف انسان ہو اور اُس سے ایسی برکت نکلے کہ تمام جہان کے مومنین اُس سے یوں فیضیاب ہوں لیکن یہہ شخص یسوع مسیح اللہ انسان ہی اسلئے ایسی برکتوں کا سوتا ہی اور یقیناً ہی

۶ (۶) اگر کوئی مجھہ میں قایم نہ رہے وہ ڈالی کی طرح پھینکا جاتا اور سوکھہ جاتا ہی۔ اور لوگ اُنہیں
بٹورتے اور آگ میں جھونکتے ہیں اور وہ جل جاتے ہیں

(پھینکا جاتا ہی) توڑ کے پھینکا جاتا ہی اور خدا تعالیٰ توڑتا ہی اگرچہ بظاہر ایسے شخصوں کے لئے کلیسیا میں سے نکلنے کے اسباب کچھہ ہوں تو بھی فی الحقیقت خدا اُسے نکالتا ہی تاکہ اپنی کلیسیا کی بہتری کرے (سوکھہ جاتا ہی) یعنے ساری خیر خوبی روحانی جو کچھہ کہ اُس میں تھی جاتی رہتی ہی (لوگ بٹورتے) جھوٹھے مذاہب کے لوگ اُسے لیجاتے ہیں (آگ میں جھونکتے ہیں) یعنے تعلیمات ہیں اور اُن خیالات میں جو جل جانے کا باعث ہیں اُنہیں شامل کرلیتے ہیں قیامت کے روز ان سب کو فرشتے دوزخ میں پھینکدینگے (ف) ہر ڈالی کے لئے ایک بات ضرور ہی یا درخت میں رہے یا آگ میں جائے اب سب عیسائی ہوشیار ہو جائیں دیکھہ لو کہ وہ جو خداوند ہی کیا فرماتا ہی

۷ (۷) اگر تم مجھہ میں قایم رہو اور میری باتیں تم میں قایم رہیں۔ تو جو چاہو گے مانگو گے اور تمہارے لئے ہو گا

(تم مجھہ میں اور میری باتیں تم میں) یعنے تم میری محبت میں میرے مزاج میں اور میری نصیحتیں اور ہدایتیں اور وعدے و احکام تم میں قایم رہیں تو تم اشخاص مستجاب الدعوات ہو گے (ف) جو لوگ مسیح میں قایم ہوتے ہیں اور مسیح کا کلام اُنکے دلوں میں اور افعال میں محفوظ ہوتا ہے وہ لوگ دنیاوی مزاج نہیں رہتے بلکہ روحانی مزاج ہو جاتے ہیں تب اُنکی دعائیں بھی مثل اہل دنیا کے نہیں مگر خاص طور کی ہو جاتی ہیں جو کچھہ کہ وہ مانگتے ہیں خدا کے جلال کے لئے اُس کی مرضی کے موافق مانگتے ہیں اور خدا اُنہیں دیتا ہے (۱۴-۱۳ و ۱۴) کی تفسیر کو پڑھو

۸ (۸) میرے باپ کا جلال اس سے ہے کہ تم بہت پھل لاؤ سو تم میرے شاگرد ہو گے

(میرے باپ کا جلال) آدمیوں کی زندگی کی غایت یہی ہے کہ اُنسے خدا کا جلال ہو (۱ قرنتی ۱۰-۳۱) بہت پھل لاؤ یعنے نیکی کا پھل بہت سا لاؤ (ف) دنیا میں بغیر پھل کے تو کوئی آدمی نہیں ہے یا گناہ کا پھل موت کے لئے لاتے ہیں اور خدا کی بے عزتی کرتے ہیں یا نیک پھل لاتے ہیں جس سے خدا کا جلال اور ہماری ابدی خوشی ہوتی ہے۔ اسوقت اصلی پھل انسان کا صرف گناہ کا پھل ہے کیونکہ اس کی سرشت میں نقصان آگیا ہے لیکن وہ لوگ جو مسیح میں پیوند ہو جاتے ہیں وہ نئی پیدایش پا کے مسیح میں نیک پھل لاتے ہیں اور یہہ پھل آسمانی تاثیروں سے ہوتے ہیں۔ خدا کا جلال اس سے ہے کہ عیسائی لوگ بہت نیکی کریں اسی سے اُن کی مسیحیت کا ثبوت ہوتا ہے اور خدا کے کام اُن میں ظاہر ہوتے ہیں جب کہ وہ مسیح میں ہو کے بہت نیکی سرگرمی اور تندہی سے کرتے ہیں

۹ (۹) جیسا باپ نے مجھے پیار کیا ویسے ہی میں نے تمہیں پیار کیا میری محبت میں قایم رہو

جیسے خدا باپ کی محبت مسیح کی طرف بہت ہوئی ویسے ہی مسیح کی محبت ہماری طرف بہت ہوئی اور یہہ بات ایسی ہے کہ مسیح کی محبت میں قایم رہنا ہم پر واجب کرتی ہے اور جب ہم مسیح کی محبت میں غفلت دکھلاتے ہیں تو ضرور مسیح کی مہربانیوں کو بھول جاتے ہیں اور یہہ بڑی ناشکری ہے

۱۰ (۱۰) اگر تم میرے حکموں کو حفظ کرو تو میری محبت میں قایم ہو گے جیسا کہ میں نے اپنے باپ کے حکم حفظ کئے اور اُس کی محبت میں قایم ہوں

مسیح نے اپنے باپ کے احکام بجا لا کے اپنی محبت باپ کی طرف دکھلائی تم بھی مسیح کے احکام کو بعینہ خدا باپ کے احکام میں بجا لا کے اپنی محبت مسیح کیطرف ثابت کرو ثبوت محبت کی اور کوئی پختہ دلیل نہیں ہی مگر تابعداری

۱۱ (۱۱) میں نے یہہ باتیں تمہیں کہیں تا کہ میری خوشی تم میں بنی رہے اور تمہاری خوشی کامل ہو

(میری خوشی) یعنے وہ خاص خوشی جو میرے اندر ہی تم میں بنی رہے کیونکہ میں اپنی خوشی تمہیں دیئے جاتا ہوں اور وہ خوشی تمہارے دلوں میں اسی ایک طور سے ٹھہر سکتی ہی کہ تم تعمیل احکام سے محبت میں قایم رہو۔ یا آنکہ اگر تم میرے احکام کی بجا آوری سے میری محبت میں قایم رہوگے تو میرا دل تم سے خوش رہیگا اور یوں میری خوشی تمہاری نسبت بنی رہیگی اور ان دونوں صورتوں میں (تمہاری خوشی) جو میری خوشی سے پیدا ہوتی ہی (کامل ہوگی) یعنے ترقی پذیر رہیگی یہاں تک کہ ابدی خوشی میں پہونچوگے (ف) جو کوئی مسیح کی روح کو غمگیں کرتا ہی وہ اپنی خوشی کو برباد کرتا ہی اُس کا دل بے چین ہوگا اور جو کوئی مسیح کو خوش رکھتا ہی وہ اپنی خوشی کو بڑھاتا ہی

۱۲ (۱۲) میرا حکم یہہ ہی کہ ایک دوسرے کو پیار کرو جیسا کہ میں نے تمہیں پیار کیا ہی

(یہہ وہی نیا حکم ہی) جسکا ذکر (۱۳-۳۴) میں ہوگیا ہی اُسنے کہا تھا کہ میرے حکم حفظ کرو تب میری محبت میں قایم ہوگے اب وہ بتلاتا ہی کہ میرے حکم کیا ہیں اور اِس ایک حکم کو نمونہ کے طور پر پیش فرماتا ہی کیونکہ سارے احکام اُسی پر موقوف ہیں کہ اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو۔ آدمیوں سے تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ جیسا مسیح نے ہمیں پیار کیا ہی ویسا ہم ایک دوسرے کو پیار کریں مگر وہ چاہتا ہی کہ مسیح کی محبت ہمیشہ ہمارا نشانہ رہے اور ہم اپنی طاقت کے موافق اُس نمونہ پر کام کرنے کی کوشش کریں اگرچہ اُس بلندی کو کبھی نہیں پہونچ سکتے تو بھی ایسی کوشش سے ہم ایسا ہی کرتے ہیں جیسا اُس نے کیا

۱۳ (۱۳) کوئی اس سے زیادہ محبت نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے

دنیا میں سب چیزوں سے زیادہ عزیز جان ہی اور آدمی اپنی جان کے لئے سب کچھ دینے کو تیار ہی اگر کوئی کسی کے لئے اپنی جان دے تو اس سے زیادہ اور کوئی محبت کاملہ کا نشان دنیا میں نہیں ہی مسیح نے اپنے لوگوں کو ایسا ہی پیار کیا اسی نمونہ پر آپسمیں تم بھی محبت رکھو (افسی ۵-۲ و ۱ یوحنا ۳-۱۶) (اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے) یعنے یہاں تک تو آدمی کر سکتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی ایسا بھی نکلے کہ اپنی جان اپنے عزیز دوستوں کے لئے اِدے مگر مسیح نے اس سے بھی زیادہ کیا کہ اپنے

دشمنوں کے لئے جان دی (رومی ۵-۱۰) راستبازناراستوں کے لئے موا (۱پطرس ۳-۱۸) اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ دشمن دوست بنگئے اسیطرح تمہارے دشمن بھی دوست بن جائینگے جب تمہاری طرف سے دشمنی کے مقابلہ میں خیرخواہی اور دوستی دیکھینگے

۱۴ (۱۴) جو کچھہ کہ میں نے تمہیں فرمایا اگر تم کرو تو میرے دوست ہو

(اگر کرو) یہہ شرط ہی (دوست ہو) یہہ بہت بڑا لقب ہی خدا کا دوست ہونا کیسی عزت کی بات ہی اِس سے بڑی عزت اور کوئی نہیں ہی یہہ وہی بات ہی جس سے ابراہیم خلیل اللہ کہلایا (یعقوب ۲-۲۳) مسیح نے اپنے شاگردوں کو دوست فرمایا ہی اگرچہ اُنسے بڑی کمزوری وقوع میں آئی تھی کہ سب بھاگ گئے تھے اور ایک نے سخت انکار بھی کیا تھا تو بھی اُنہیں دوست فرماتا ہی خداوند ہم سبھوں کی کمزوریوں کو معاف بھی کریگا اگر ہم سیدھی چال چلیں

۱۵ (۱۵) آگے تمہیں خادم نہ کہونگا کیونکہ خادم نہیں جانتا کہ اُسکا خاوند کیا کرتا ہی پر میں نے تمہیں دوست کہا ہی اِسلئے کہ سب کچھہ جو میں نے اپنے باپ سے سُنا ہی تمہیں بتلایا

پہلے اُنہیں نوکر وخادم بتلایا تھا (متی ۱۰-۲۴ و ۲۵ یوحنا ۱۲-۲۶ و ۱۳-۱۴) اب اُنہیں دوست کا لقب بخشتا ہی اور اِسکا سبب یہہ ہی کہ اپنے باپ کی ساری مرضی اُنپر ظاہر کردی ہی دنیا میں جو آقا ہیں وہ اپنے نوکروں وخدمتگاروں سے بہت باتیں نہیں کرتے اُتنا بولتے ہیں جتنا نوکر کے لئے بولنا ضرور ہی لیکن مسیح نے اپنے خادموں کو آسمانی سلطنت کے سب اسرار بتلائے ہیں دیکھو (متی ۱۳-۱۱) اور وہ گھر کے مالک کی مانند ٹھہرے ہیں (متی ۱۳-۵۲) اگرچہ یہہ سرفرازی بخشی ہی تو بھی اُنہیں خادمانہ خدمت سے آزاد نہیں کردیا ہی ہاں ایسے خادم بنایا ہی جو دوست کی مانند ہوتے ہیں اور آخری وقت پر پھر اُنہیں خادم کے لقب سے یاد فرمائیگا (متی ۲۵-۲۳) کہ شاباش ای دیانتدار خادم۔ اور ہمیں حکم ہی کہ ہم آپ کو نکما نوکر سمجھیں (لوقا ۱۷-۱۰) تو بھی وہ پیارے دوست فرماتا ہی اور سرفرازی کا لقب بخشتا ہی

۱۶ (۱۶) تمنے مجھے نہیں بلکہ میں نے تمہیں چُن لیا اور مقرر کیا ہی تاکہ تم جاؤ اور پھل لاؤ اور تمہارا پھل باقی رہے تاکہ جو کچھہ میرے نام پر باپ سے مانگو وہ تمہیں دے

(تمنے مجھے نہیں چُنا) کہ اپنا دوست اور خداوند بناؤ لیکن میں نے (تمہیں چُن لیا) رسالت کے عہدے کے لئے (متی ۲۸-۱۹) اور ایک ابلیس کو بھی چُن لیا (یوحنا ۶-۷۰) تاکہ مسیح کی بابت اور اُسکے جھنڈے کی بابت ایک مخالف بھی گواہ ہو۔ خدا نے اپنے

لوگوں کو شروع سے چن لیا ہے کہ روح کی پاکیزگی اور سچائی پر ایمان لانے سے نجات پائیں (۲ تسلونیقی ۲–۱۳) یہہ فضل سے ہوا ہو نہ کسی خاص لیاقت کے سبب سے کہ اُسنے نالایقوں کو چنکر لایق بنا دیا (اور مقرر کیا ہے) یعنے ہر ایک کو ایک خاص مقام اور رتبہ میں رکھا ہے (تاکہ تم جاؤ) دنیا میں پھرو اور (پھل لاؤ) یعنے انجیل سنا کے لوگوں کو عیسائی کرو پس وہ چنے گئے منادی کرنے کے لئے اور لوگوں کو مسیح میں لانے کے لئے اور یہہ اُنکا پھل ہے (اور تمہارا پھل باقی رہے) یعنے کلیسیا جو تمہاری منادی سے تیار ہوگی آخر تک دنیا میں باقی رہیگی اور ابد تک خدا کے گھر میں رہیگی (تاکہ جو کچھ میرے نام پر) اِس کی تفسیر آیت ۷ کی ذیل میں دیکھو

۱۷ (۱۷) یہہ حکم تمکو دیتا ہوں کہ ایک دوسرے کو پیار کرو

وہی مضمون ہے جو آیت ۱۲ میں تھا پھر تاکید کے لئے وہ سناتا ہے۔ اگرچہ یہہ حکم سب عیسائیوں کے لئے ہے مگر خادمانِ دین کو اسکی تعمیل کرنا بہت ہی ضرور ہے تاکہ کلیسیا کا فایدہ ہو

۱۸ (۱۸) اگر دنیا تم سے عداوت کرتی ہے تو تم جانتے ہو کہ اُسنے تم سے آگے مجھہ سے عداوت کی

آیت ۱۸ و ۱۹ میں لفظ دنیا خداوند نے ۶ دفعہ سنایا ہے اور دنیا سے مراد بُرے آدمی ہیں جنکے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہے کہ وہ آخرت کو بھول گئے ہیں گویا خود دنیا بن گئے ہیں یہہ بُرے آدمیوں کا عیب ہے (عداوت کرتی ہے) عداوت کا سرچشمہ اُنکا دل ہے وہاں سے عداوت اُبلتی ہے غصہ اور کینہ اور نقصان کا ارادہ اُنکے دل سے نکلتا اور مُنہہ پر آتا ہے تب وہ جھوٹھہ بکتے تہمت لگاتے بد دعا کرتے اور کوستے اور گالیاں دیا کرتے ہیں اور جسقدر ہوسکتا ہے ہاتھہ سے بھی کرتے ہیں مسیح خداوند جانتا ہے کہ میرے شاگردوں کے ساتھہ ایسا ہوگا پس وہ اُنہیں یہہ فرما کے تسلی بخشتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ دنیا نے تم سے پہلے میرے ساتھہ عداوت کی ہے (ف) مسیح خداوند ایک خاص شخص ہے جس سے خاص دشمنی دنیا نے کی تھی کیونکہ وہ پاکیزگی جس سے دنیا دشمنی رکھتی ہے اُس میں مجسم تھی پہلے اُس سے دشمنی ہوئی پھر اُسکے لوگوں سے ہوتی ہے اُسی پاکیزگی کے سبب سے جو مسیح سے مسیحیوں میں آجاتی ہے۔ جب مسیحیوں سے دنیا عداوت کرتی ہے تو یہہ ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ دنیا کے نہیں ہیں تو بھی یہہ لوگ اپنے دشمنوں کو پیار کرتے ہیں دنیا کی طرف سے بے حد عداوت اُن کی طرف سے بے حد محبت ہوتی ہے یہہ کیسا معاوضہ ہے

۱۹ (۱۹) اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو پیار کرتی پر اسلئے کہ تم دنیا کے نہیں ہو بلکہ میں نے تمہیں دنیا سے چن لیا ہے اسواسطے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے

(دنیا کے ہوتے) اگرچہ عیسائی مرد عورت دنیا میں رہتے اور گھر و بار جائداد اور اسباب آسایش بھی رکھتے ہیں تو بھی وہ دنیا کے نہیں ہیں کیونکہ اُنکے دل کی تمنا اور اُنکا ارادہ اور اُنکے خیال اہل دنیا سے الگ ہیں یہہ سبب جدائی کا ہے اُنکے اقوال وافعال وخیالات سے اہل دنیا پر ملامت ہوتی ہے اسلئے وہ اُنسے جلتے ہیں (۲ تمطاؤس ۳-۱۲) یہہ ذکر حقیقی عیسائیوں کا ہے نام کے عیسائیوں کا یہاں ذکر نہیں ہے

۲۰ (۲۰) اُس بات کو جو میں نے تمہیں کہی یاد کرو کہ نوکر اپنے خاوند سے بڑا نہیں جب اُنہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستاوینگے اگر میرا کلام مانا تو تمہارا بھی مانینگے

(اُس بات کو) جو کہ (۱۳-۱۶) میں لکھی ہے یا وہ بات جو پہلے بوقت تقرر فرمائی تھی (متی ۱۰-۲۴ و ۲۵) مسیح کا یہہ مطلب ہے کہ میرا خادم میرے حال سے موافقت پیدا کریگا۔ پس اب اگر لوگ ہماری منادی کی پروا نہ کریں تو ہم کچھہ اُداس نہونگے بلکہ یاد کرینگے کہ خداوند مسیح کے ساتھہ کیا کچھہ ہوا

۲۱ (۲۱) لیکن یہہ سب کچھہ میرے نام کے سبب تم سے کرینگے کیونکہ وہ میرے بھیجنوالے کو نہیں جانتے

(میرے نام کے سبب) یعنے میرے سبب (متی ۱۰ باب ۲۲) میرے نام کی منادی کے سبب اور میرے اقرار کے سبب (میرے بھیجنوالے کو) یعنے جسنے مجھے آسمان سے زمین پر بھیجا ہے اور جس کی ذات میں سے میں ہوں یعنے اللہ تعالیٰ کو جسمیں سے میں نکلا اور دنیا میں آیا ہوں (نہیں جانتے) یعنے اُسے پیار نہیں کرتے عزیز نہیں رکھتے منہہ سے اُسکا نام لیتے ہیں دل اُس سے دور ہیں یا آنکہ جیسا جاننا چاہئے ویسا نہیں جانتے عقلی روشنی سے بعض اُس کی ہستی کے تو قایل ہیں مگر کماحقہ نہیں جانتے اسلئے وہ مجھے بھی نہیں پہچانتے اگر اُسے جانتے تو مجھے ضرور پہچانتے اسی طرح وہ تمہاری باتوں کی بھی قدر قیمت نہیں جانتے

۲۲ (۲۲) اگر میں نہ آیا ہوتا اور اُنہیں نہ کہتا تو اُنکا گناہ نہوتا لیکن اب اُن کے پاس اُنکے گناہ کا عذر نہیں

(اُنکا گناہ نہ ہوتا) یعنے میرے انکار کا گناہ اور میرے ساتھہ عداوت و مخالفت کا گناہ جو اسوقت اُنکے سر پر آگیا ہی یہہ نہوتا اور اور گناہ اُنکے اُنکے سر پر رہتے مگر یہہ گناہ اُنپر نہ آتا (اگر میں نہ آیا ہوتا) یعنے اگر میں مجسم ہوکے اُنکے درمیان حاضر نہوتا اب کہ آیا ہوں اور اُنہوں نے مجھے دیکھا ہی تو اُنہیں بہت موقع تھا کہ میری کیفیت پر فکر کرتے (اور اُنہیں نہ کہتا) کہ میں کون ہوں میں تو آگے صاف بتلا بھی دیا کہ میں کون ہوں اور دلایل بھی پیش کر دئے جنکے سبب سے عذر اُنکا جاتا رہا اُن میں طاقت شناخت کی بھی اور وسایل شناخت پیش ہوگئے تو بھی اُنکا ارادہ نہ ہوا کہ حق کو مانیں پس عذر اُٹھہ گیا اور اُنکے دل کی شرارت ظاہر ہوگئی۔ایک اور مقام میں مسیح خداوند اُن لوگونکا بھی ذکر کرتا ہی جنکے لئے کچھہ عذر باقی ہی اور اُنکا عذر اُن کی سزا میں بہ نسبت اِن لوگوں کے کچھہ تخفیف کا باعث بھی ہوگا (متی ۱۰-۱۵ و ۱۱-۲۰ سے ۲۴)

(۲۳) جو مجھہ سے عداوت کرتا ہی میرے باپ سے بھی عداوت کرتا ہی ۲۳

چنانچہ جو کوئی بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی عزت نہیں کرتا ہی (۵-۲۳) اور جیسے کہ جسنے بیٹے کو دیکھا اُسنے باپ کو دیکھا ہی (۱۴-۹) الوہیت کی یگانگی سے باپ اور بیٹا ایک ہیں (ف) بعض ایسے فریب خوردہ لوگ بھی ہیں کہ مسیح خداوند کو اُسکے پورے رتبہ سے نیچے گراتے ہیں اور اُس کی انجیل کی تحقیر کرتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم مسیح سے ہرگز دشمنی نہیں رکھتے بلکہ اُسکی عزت کرتے ہیں اور ہم خدا کو پیار کرتے ہیں یہہ لوگ بڑی غلطی میں ہیں اور مہلک غلطی میں ہیں قیامت کے روز اُنکا حشر خدا کے مخالفوں کے ساتھہ ہوگا

(۲۴) اگر میں نے اُنکے بیچ میں یہہ کام جو کسی دوسرے نے نہیں کئے نہ کئے ہوتے تو اُنکا گناہ نہوتا ۲۴
پر اب تو اُنہوں نے دیکھا تسپر بھی مجھہ سے اور میرے باپ سے عداوت کی

یہاں مسیح خداوند اپنے معجزوں کو پیش کرتا ہی کہ وہ اُسکے دعوے کے دلایل ہیں اور بعد اُنکے یہودیوں کے لئے کچھہ عذر نہیں رہتا ہی اور جبکہ وہ ایسی حالت میں بھی قبول نہیں کرتے تو بڑے گناہ کے نیچے آجاتے ہیں (ف) اس مقام پر مسیح خداوند نہ صرف اپنے معجزات کو دلایل دعوی بیان فرماتا ہی مگر وہ اپنے معجزوں کو تمام انبیا کے معجزات سے افضل اور اعلی بھی فرماتا ہی اور یقیناً ایسا ہی اگرچہ اور نبیوں نے بھی معجزے کئے لیکن ایسے معجزات کسی سے ظہور میں نہیں آئے اوروں نے خدا تعالی سے منت و سماجت کرکے کبھی کبھی کوئی معجزہ دکھلایا مسیح نے جو چاہا فوراً کیا اور ایسا کیا جیسا گھر کا مالک اپنے گھر میں اپنی چیزوں پر تصرف رکھتا ہی وہ کبھی ناکامیاب نہوا نہ کبھی غلطی کی اُسنے ظاہر کر دیا کہ تمام موجودات پر وہ حاکم ہی یہہ سب حال یہودیوں نے دیکھا پھر بھی اُسکے ساتھہ دشمنی کی کیونکہ اُنکے دلوں میں بڑی ناپاکی تھی۔مسیح اندیکھے خدا کی صورت تھا جب خدا کی صورت کے ساتھہ دشمنی کی تو خدا کے ساتھہ دشمنی ہوئی

۲۵ (۲۵) لیکن یہہ ہوا تا کہ وہ جو اُن کی شریعت میں لکھا ہی کہ اُنہوں نے مجھہ سے بے سبب عداوت کی پورا ہو

(اُنکی شریعت) یعنے پرانے عہدنامہ کی جلد میں دیکھو (زبور ۳۵-۱۹ و ۶۹-۴) یہہ داؤد کے حق میں لکھا ہی مگر داؤد مسیح کا نمونہ تھا اسلئے اِس فقرہ کی تکمیل مسیح کے حق میں ہوتی ہی (بے سبب) یعنے کوئی معقول سبب دشمنی کا نہ تھا صرف اُن کی شرارت تھی

۲۶ (۲۶) پر جب تسلی دینیوالا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنے سچائی کی روح جو باپ سے نکلتی ہی آوے تو وہ مجھہ پر گواہی دیگا

(تسلی دینیوالا) یعنے پاراقلیط جسکا ذکر (۱۴-۱۶ و ۲۶) میں ہی (جو باپ سے نکلتا ہی) ازل سے لیکر ابد تک وہ ہمیشہ باپ سے نکلتا ہی جب ضرورت ہوتی ہی تب وہ باپ سے نکل کے آیا کرتا ہی (جسے میں بھیجونگا) اُسکے بھیجنے میں میرا دخل بھی ہی اگرچہ وہ باپ سے نکلتا ہی مگر بھیجنے میں بیٹا باپ کے ساتھہ شامل ہی کیونکہ وہ جو خدا کی روح ہی وہی بیٹے کی بھی روح ہی (رومی ۸-۹ و گلاتی ۴-۶) جب وہ آوے (تو مجھپر گواہی دیگا) یعنے جب وہ دلوں میں آئیگا تو اُن کی تمیز دلوں میں میرا گواہ ہوگا اُس کی قدرت کی تاثیر سے اُنکے دل قایل ہونگے اور جانینگے کہ یسوع مسیح خداوند برحق اللہ اور انسان اور آدمیوں کے گناہوں کا کفارہ اور سب کا مالک ہی

۲۷ (۲۷) اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھہ ہو

(تم بھی) سب رسول مسیح کے گواہ ہیں (اعمال ۱۰-۳۹) کہ ہم اُن سب کاموں کے جو اُسنے یہودیوں کے ملک اور یروشلم میں کئے گواہ ہیں اور جیسے یوحنا کہتا ہی (۱ یوحنا ۱-۲ و ۳) جو کچھہ ہم نے دیکھا اور سُنا اُس کی خبر تمہیں دیتے ہیں۔ یہہ لوگ شروع سے دیکھنیوالے اور کلام کے خادم تھے (لوقا ۱-۲) اور ہر وقت ساتھہ تھے (اعمال ۱-۲۱) اور خدا کے چنے ہوئے گواہ تھے (اعمال ۱۰-۴۱) ایک تو یہہ لوگ ہیں اور دوسرا روح القدس گواہ ہی (اعمال ۵-۳۲) روح القدس جو ایک خاص شخص ہی اُس کی گواہی آدمیوں کی تمیز دل میں بوسیلہ کلام کے اور بوسیلہ ایک باطنی تاثیر اور روشنی کے اندرونی گواہی ہی اور رسولوں کی ظاہری گواہی ہی اور انہیں دو گواہوں کی گواہی سے مسیح خداوند آدمیوں کے دلوں میں مقبول ہوتا ہی۔ مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ میں تو جاتا ہوں مگر تم دنیا میں منادی کرو اور جو کچھہ تکلیف اہل دنیا سے پہونچے اُس کی برداشت کے لئے روح القدس کو تمہارے دلوں میں بھیجونگا جو تسلی کا باعث ہوگا اور تمہارے ساتھہ میرا گواہ ہوگا اور لوگ یا تو ان دو گواہوں کی گواہی سے ایمان لاکے بچینگے یا نہ ماننے کے زیادہ سزا کے سزاوار ہونگے

سولھواں باب

۱ (۱) یہہ باتیں میں نے تمہیں کہیں تاکہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ

(کیونکہ اب وہ مصلوب ہونے پر ہے اور بڑی دشمنی دنیا کی طرف سے بہ نسبت اُس کے ظاہر ہوگی پس یہہ باتیں جو میں نے گذشتہ بابوں میں سنائیں ہیں چاہئے کہ تمہاری تقویت دلی کا باعث ہوں کہ تم میری تکلیف دیکھہ کے ٹھوکر نہ کھاؤ اپنی حفاظت کرو اور دلاور ہو

۲ (۲) وہ تم کو عبادت خانوں سے نکال دینگے بلکہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جو کوئی تمہیں قتل کرتا ہے گمان کریگا کہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہوں

(نکال دینگے) کفر اور گمراہی کی تہمت لگا کے جیسے کہ اُنہوں نے اتفاق بھی کرلیا تھا ۹-۲۲) جسقدر عیسائی یہودیوں نے قتل کئے یہی سمجھا کہ ہم شریعت کے موافق خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں (اعمال ۲۶-۹ سے ۱۲) اسی خیال سے ستیفان کو مارڈالا (ف) تمام ممالک میں یہودیوں سے اور بت پرست لوگوں سے اور سب اہل کفر سے جو جو دکھہ عیسائیوں نے اُٹھائے وہ اسی غرض سے اُنہیں دیئے گئے تھے کہ گویا وہ لوگ نیکی کرتے ہیں علاوہ اسکے ۱۴۸۱ سے لغایت ۱۸۰۸ ہسپانیہ کے ملک میں انکوزیشن کے وسیلہ سے ۴۲ ہزار ۳ سو ۵۸ عیسائی رومی لوگوں نے جیتے ہوئے آگ میں جلا دئے اور دس ہزار انچاس آدمیونکی تصویر لکڑی وغیرہ سے بنا کے آگ میں جلائی یہہ کہکے کہ یہہ لوگ زندگی کے لایق نہیں ہیں رومی لوگ آپ کو حقیقی عیسائی سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کے جلانے میں بھی سمجھتے تھے کہ ہم خدا کی بندگی بجا لاتے ہیں دیکھو وہ لوگ کیسے نادان ہیں جو ہر بات میں سرگرمی کا نام دینداری رکھتے ہیں

۳ (۳) اور تم سے اسلئے ایسے سلوک کرینگے کہ اُنہوں نے نہ باپ کو جانا اور نہ مجھے

(۵ ۱ - ۲۱) کے ذیل کو دیکھو کہ جو لوگ عیسائیوں کو ستاتے وہ باپ سے اور بیٹے سے جیسا کہ چاہئے واقف نہیں ہیں اگرچہ

اُنہوں نے یا پنتماجی یا یا ہوا دینداری کے مدعی بھی ہوں جبکہ انسان کی تمیز خدا کی حقیقی معرفت کے نور سے روشن نہیں ہو تو وہی تمیز خونریزی اور ایذارسانی کا کبھی کبھی اچھا ہتھیار بن جاتی ہے

۴ (۴) لیکن میں نے یہہ باتیں تمکو کہیں تاکہ جب وہ گھڑی آئے تو تم یاد کرو کہ میں نے تمہیں کہا۔ اور میں نے شروع میں یہہ باتیں تمہیں نہ کہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ تھا

مسیح خداوند نے ابتدا میں ایسی باتوں سے اُنہیں نہیں ڈرایا وہ باتیں سناتا رہا جن کی وہ برداشت کر سکتے تھے عقاید میں اور چال چلن کے بارہ میں اور خلوص وجفاکشی وغیرہ ہر امر کے بارہ میں اُسنے بہ ترتیب اُنہیں تعلیم دی۔ اور اسوقت یہہ ضرور ہوا کہ یہہ سب کچھ اُنسے کہا جائے تاکہ جب یہہ سب دُکھہ آویں وہ نہ کہیں کہ خداوند ہماری مصیبتوں سے آگاہ نہ تھا اور کچھہ شبہہ نہو کہ اب بھی خبردار ہو یا نہیں اسلئے وہ فرماتا ہو کہ میں تو شروع سے یہہ سب کچھہ جانتا ہوں لیکن میں نے حکمتاً شروع میں تم سے یہہ نہ کہا تھا اب کہ جانے پر ہوں اسلئے آیندہ مصایب سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جو کچھہ تم پر گذریگا مجھے معلوم ہو تمہاری محنت اور جفاکشی جو میرے لئے ہو بیفایدہ نہ ہوگی

۵ (۵) پر اب اُس پاس جس نے مجھے بھیجا ہو جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھہ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہو

(پوچھتا) اسکے معنے ہیں نہیں سمجھتا یا آنکہ مجھہ سے دریافت کرکے مطلب معلوم نہیں کرتا کیونکہ (۱۳-۳۶) میں پطرس نے پوچھا تھا کہ اے خداوند تو کہاں جاتا ہو۔ اس سے ظاہر ہو کہ پوچھنے سے مطلب مسیح کا یہہ ہو کہ بات کو نہیں سمجھتا

۶ (۶) بلکہ اس لئے کہ میں نے یہہ باتیں تمہیں کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا

صرف یہہ سمجھتے تھے کہ خداوند ہم سے جدا ہونیوالا ہو اور ہم پر کوئی بڑی آفت آنیوالی ہو اسلئے دل غم سے بھر گیا تھا یہہ بات خوب طرح نہ سمجھے تھے کہ وہ خدا باپ کے پاس ہمارے بڑے فائدہ کے لئے جاتا ہو اُس کی موت سے اور پھر جی اُٹھنے سے اور عروج شریف سے کیا کیا عمدہ برکات ہم پر اور تمام جہان پر نازل ہونگی اگر ان باتوں پر خیال ہوتا تو دل غم سے نہ بھرتا۔
لیکن اُنہوں نے صرف جدائی اور دکھوں پر خیال کیا اسلئے دل غم سے بھر گیا

(۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فایدہ مند ہی کیونکہ جو میں نہ جاؤں تو تسلّی دینیوالا تمہارے پاس نہ آئیگا پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا

(سچ کہتا ہوں) آیندہ بات بڑی شاندار اور غور طلب ہی (کہ میرا جانا تمہارے لئے فایدہ مند ہی) اور بڑا ہی فایدہ اُس میں ہی جسکو تم نہیں سمجھتے پس دلوں میں غم کرنا نہ چاہئے (جو میں نہ جاؤں) اور اِسی جگہ جسم میں تمہارے ساتھ رہوں (تو پار اقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا) کیونکہ اُسکا آنا میری موت اور جی اُٹھنے اور صعود کرنے پر موقوف ہی اُسکا آنا میرے اِن کاموں کا پھل ہی جبتک مجھسے یہہ کام نہوں پار اقلیط نہیں آسکتا (اعمال ۲-۳۲ و ۳۳) اُسنے آسمان میں جاکے روح القدس کو انڈیل دیا اور بڑے انعام بخشدئے (افسی ۴-۱۱) مزاجوں کی تبدیلی اور نیا جنم اور دلوں میں الٰہی محبت کا اجرا اور جہان پر فتحمند ہونا اور خدا تعالیٰ کی حضوری کے لایق بننا یہہ سب کچھ روح القدس پر موقوف ہی اور روح القدس کا آنا مسیح کی موت و قیامت و صعود پر موقوف ہی تب اُسکا جانا ہمارے لئے بہت فایدہ مند ٹھہرا اگر وہ نہ جاتا تو ہمسے صرف جسمانی ملاقات رہتی۔ جب تک عیسائی لوگ مسیح کو صرف جسمانی طور پر پہچانتے ہیں روح القدس کو نہیں پا سکتے اور بڑے فایدے حاصل نہیں کر سکتے۔ ضرور تھا کہ مسیح ہمارا حقیقی سردار کاہن ہوکے پہلے اپنی جان کی قربانی چڑھائے اور اس قربانی کا خون لیکر پردہ کے اندر داخل ہو تب وہ اپنی جماعت کو برکت دے جیسے ہارون کو حکم تھا (احبار ۹-۲۲ و ۲۳ و ۱۶-۲ و ۱۴) روح القدس کا انعام جو پنتکوست کے دن ہوا اور جس سے نئے عہدنامہ کا شروع ہوا ہی یہہ انعام زمانہ سابق کے انعاموں سے الگ اور عالی شان انعام ہی اُس سے الٰہی بھیدوں کی حقیقت کھل گئی ہی اور برکات سماوی کی بارش شروع ہوگئی ہی لیکن یہہ سب کچھ مسیح خداوند کے صعود پر موقوف تھا (۷-۳۹)

(۸) اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا

(دنیا کو) یعنے دنیا کے لوگوں کو۔ پار اقلیط جو دنیا میں آئیگا اُسکا کام یہہ ہوگا کہ وہ اہل دنیا کو گناہ سے اور راستی و عدالت سے الزام دیگا۔ جس لفظ کا ترجمہ ملزم کیا گیا ہی وہ لفظ بہت جگہ آیا ہی اور اُس کے تین معنے ہیں اوّل ملامت کرنا جیسے وکیل موکل کو اُس کی تقصیر پر ملامت کیا کرتا ہی جیسے کہ یوحنا نے ہیرودیس کو ملامت کی تھی وہی لفظ ہی (لوقا ۳-۱۹) اور مسیح نے نیقودیمس کو ملامت کی تھی وہی لفظ ہی (یوحنا ۳-۱۰) میں اور ایسا ہی مطلب ہی (افسی ۵-۱۱ و ۱۳) میں۔ دوسرے معنے اُسکے نہ مثل وکیل کے مگر صرف ملامت یا الزام کے ہیں چنانچہ وہی لفظ ہی (عبرانی ۱۲-۵ مکاشفات ۳-۱۹) میں۔ اور تیسرے معنے اُسکے ہیں قایل کرنا دیکھو وہی لفظ ہی (یوحنا ۸-۹ و ۴۶ و ۱ قرنتی ۱۴-۲۴ و ۲ تمطاؤس ۴-۲ و طیطس ۱-۹) میں اِن سب

معنوں کا حاصل یہہ ہی کہ وہ عقل کو قایل کرتا ہی اور آدمی کی مرضی کو مغلوب کرتا ہی پس پاراقلیط جب آئیگا تو آدمیوں کی عقل کو قایل کریگا اور اُن کی مرضی کو حق کی طرف جھکائیگا اور حق کا مغلوب کریگا

۹ (۹) گناہ سے اِسلئے کہ وہ مجھپر ایمان نہ لائے

روح القدس اُنکا گناہ اُنپر ظاہر کرکے اُنہیں قایل کریگا اور وہ اپنی بے ایمانی کے گناہ سے قائل ہو کے اپنی تمیزوں میں الزام دیکھینگے۔ اگرچہ روح القدس مومن آدمی کو ہر قسم کے گناہ سے الزام دیتا ہی لیکن یہاں خاص بڑے گناہ کا ذکر ہی یعنے مسیح پر ایمان نہ لانا یہہ بڑا گناہ ہی کہ خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا مہربانی کرکے آدمیوں کے بچانے کو دنیا میں بھیجا کہ اُسپر ایمان لانے سے اُنکے گناہ معاف ہوجائیں لیکن بعض آدمیوں نے اُسے قبول نہ کیا باپ کی اور بیٹے کی بے عزتی کی اور اپنے گناہوں میں پھنسے رہے روح القدس اُن کی اِس بڑی خطا کو اُنپر ظاہر کرکے اُن کی تمیزوں میں الزام پیدا کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب پاراقلیط پنتکوست کے دن آیا اور لوگوں نے رسولوں کی منادی سُنی تو اُن کے دل چھد گئے اور رسولوں سے کہا کہ ای بھائیو ہم کیا کریں یعنے ہم سے بڑا قصور ہوا ہی اب اُسکا تدارک کیا کیا جائے تب رسولوں نے ایمان کی طرف اُنہیں بلایا اور اُسی شہر میں اُسی دن جب کہ پاراقلیط آیا تھا تین ہزار آدمی عیسائی ہوگئے تھے دیکھو پہلے اِن لوگوں سے کیسی بڑی سرکشی ہوئی تھی اب کس نے اِنکے دلوں کو قایل کرکے حق کا مغلوب کردیا اُسی پاراقلیط نے۔ اسیطرح اب تک تمام دنیا میں ہوتا ہی عیسائیوں کی منادی سے کچھہ نہیں ہوتا جب اِن کی منادی کے ساتھہ پاراقلیط کی مدد ہوتی ہی تب لوگ قایل ہوکے ایمان لاتے ہیں

۱۰ (۱۰) راستی سے اِسلئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے

روح القدس آکر راستے سے یعنے سچائی سے اُنکو اس طرح قایل کریگا کہ سچائی کو اُن پر ظاہر کر دیگا۔ یہاں راستی سے مُراد وہ بڑی اور حقیقی سچائی ہی جسکا دوسرا نام مسیح کی حقیت ہی یعنے یہہ کہ مسیح اپنے دعوے اور بیان میں سچا نکلا۔ اور یہہ بات اِس سے ظاہر ہوگی کہ میں مارا جا کر پھر جی اُٹھونگا اور خدا باپ کے پاس چلا جاؤنگا ایسا کہ تم مجھے دنیا کی آخر تک پھر جسم میں نہ دیکھوگے اور کہ میں جا کے آسمان سے برکات نازل کرونگا جس کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ مسیح فی الحقیقت سچا تھا اور اب باپ کے پاس ہی۔ یہہ بات پاراقلیط کے آنے سے ظاہر ہوگی کیونکہ جب پاراقلیط آیا تو صاف ثابت ہوگیا کہ مسیح اپنے وعدے میں سچا تھا اور اپنے فرمانے کے موافق آسمان میں باپ کے پاس ضرور پہونچا ہی تب ہی تو یہہ نعمت دہانسے یہاں آئی ہی پس یہہ ہدایت روح القدس کے آنے سے ہوئی۔ پہلے یہودیوں نے کہا کہ اُسپر دیو ہی اور بعلزبول اُسکا مددگار ہی اور کہ وہ

دغاباز ہی لیکن پار اقلیط نازل ہوا تو جان گئے کہ وہ حقیقی راستباز تھا اور اسی لئے وہ سب اُس پر ایمان لے آئے۔ اور جب پار اقلیط آگیا تو یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ حقیقی راستبازی جس سے آدمی خدا کے سامنے راستباز ٹھہرتا ہی نہ اعمال شرع سے ہی نہ فطری روشنی کی ہدایت سے ہی مگر صرف مسیح پر ایمان لانے سے ہی کہ وہ ہمارے نجات کے کام پورے کرکے آسمان پر باپ کے پاس چلا گیا ہوا اور پھر آکے ہمیں جلائیگا (جسکا ذکر یسعیا ۵۶-۱) میں تھا کہ میری راستبازی آشکارا ہونے پر ہی (یسعیاہ ۵۳-۱۱) میں لکھا ہی میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ اُنکی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھالیگا (یرمیا ۲۳-۶) اُسکا نام یہہ رکھا جائیگا خداوند ہماری راستبازی (دانیال ۹-۲۴) اُس مدت میں شرارت ختم ہو اور خطاکاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی پیش کیجائے۔ مسیح کا باپ کے پاس چلا جانا دلیل مقبولیت کی ہی اور وہ ہمارا کفارہ ہی پس ہمارا کفارہ مقبول ہوا اور ہمارے گناہ اُسکے نام سے معاف ہوئے اور ہم خدا کے سامنے راستباز ٹھہرے

11 (۱۱) عدالت سے اِسلئے کہ اِس دنیا کے سردار پر حکم کیا گیا ہی

(اِس دنیا کے سردار پر) یعنے شیطان پر جو ایک بدروح ہی اور اہل دنیا پر غالب ہی جس نے آدم اول کو جیت لیا تھا اور اُس کی اولاد پر قابض ہو کے اُنکے دلوں کو اپنے بس میں کرلیا ہی اور اُن کی قوتوں و اعضا کے وسیلے سے اپنے کام کیا کرتا ہی اُسپر (حکم کیا گیا ہی) یعنے ابدی سزا کا فتویٰ خدا کی طرف سے اُسپر ہوا ہی وہ اپنے پہلے درجے سے گر پڑا اور اُسکی نسبت حکم ناطق خدا کی طرف سے ہو گیا۔ اس شیطان نے اولاً مسیح کو آزمایا پھر صلیبی موت کے وقت آکے اپنی ساری قوت سے مسیح پر حملہ کیا اور دونو وقت مسیح سے مغلوب ہوا اور مسیح نے اُسکے سر کو کچلا اور عورت کی نسل نے جو مسیح خداوند ہی اُسپر فتح پائی اور شیطان نے شکست کھائی اور خدا کی عدالت نے اُسپر سزا کا فتویٰ دیدیا یہہ سارا مضمون کہ اِس دنیا کے سردار پر حکم کیا گیا ہی پار اقلیط آکے ظاہر کریگا اور لوگ معلوم کرینگے کہ مسیح فتحمند ہو کے گیا اور شیطان مغلوب ہو کے سزا کے حکم ناطق کے نیچے آگیا خدا کی عدالت اُسپر ہو گئی۔ مسیح پر ایمان نہ لانا بھی بڑا گناہ ہی اور کہ مسیح حقیقی راستباز ہی اور کہ شیطان نے اُس سے پوری شکست کھائی ہی اور ابدی سزا کا سزاوار ٹھہر چکا ہی یہہ تین باتیں خاص کرکے پار اقلیط کے آنے سے دنیا میں ظاہر ہونگی جب پار اقلیط آئیگا تو ان تین بھیدوں کو کھولدیگا چنانچہ آجتک جس آدمی میں خدا کی روح آجاتی ہی وہی اِن اعلیٰ مطالب کو سمجھ جاتا ہی بغیر روح القدس کے یہہ باتیں کسی کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں

12 (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں پر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے ہو

(بہت سی باتیں ہیں) اگرچہ مسیح نے جو کچھ باپ سے سُنا تھا اُنہیں بتلا دیا تھا (۱۵-۱۵) لیکن بعض اور باتیں بھی باقی رہیں تھیں جو رسولوں کی خدمت کے کام اور کلیسیا کے انتظام سے متعلق تھیں جو کہ پیچھے پاراقلیط نے آکے رسولوں کو بتلائیں (ف) مسیح کا یہہ قانون یاد رکھنا بہت ضرور ہے کہ برداشت کے موافق تعلیم دینا چاہئے اور بتدریج سب کچھ بتلانا بھلا ہے تاکہ معرفت کی گہرائی تک بسہولیت اُنہیں لیچلیں (ف) یاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھ باقی تھا وہ سب روح القدس نے آکر شاگردوں کو سکھلایا اور وہ سب کچھ کتاب اعمال اور خطوط اور مکاشفات میں مذکور ہے اب جو نئی باتیں اور نئی نئی ہدایتیں اور نئے نئے انتظام جو انجیل کے خلاف اور رسولی انتظام کے خلاف دنیا کے لوگ اپنی عقل سے نکالتے ہیں وہ سب بدعات اور خطرناک راہیں ہیں اُنسے بچنا چاہئے کیونکہ مسیح کی کل تعلیم انجیل متی سے شروع ہوکے مکاشفات تک تمام ہوگئی ہے

۱۳ (۱۳) لیکن جب وہ یعنے سچائی کی روح آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگا کیونکہ وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ سُنیگا سو کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبر دیگا

(ساری سچائی کی راہ) عہد جدید کی جلد میں مذکور ہے۔ پاراقلیط فرماتا ہے کہ سوا اُس نیو کے جو پڑی ہے کوئی دوسری نیو نہیں ڈال سکتا اور وہ یسوع مسیح ہے (۱ قرنتی ۳-۱۱) اور یہہ کہ اگر ہم بھی یا آسمان سے کوئی فرشتہ کسی دوسری خوشخبری کو سوا اُسکے جسے تم نے پایا سُناوے وہ ملعون ہو (بتائیگا) اسکے معنے صرف الکشاف یا فہم بخشی ہی کے نہیں ہیں بلکہ ہماری مرضی کو الٰہی تابعداری میں جھکانے کے بھی ہیں (تمام سچائی کی راہ) جو انسان کی نجات کے لئے ضرور ہے (اعمال ۲۰-۲۷ و ۱ قرنتی ۲-۱ و ۷ و ۱۰) (ف) یوحنا ۱۴-۲۶ میں لکھا ہے سکھلائیگا (۱۵-۲۶) میں ہے گواہی دیگا یہاں لکھا ہے بتائیگا آیت ۱۴ میں ہے میری بزرگی کریگا پس روح القدس ایک شخص ہے جو اقنوم ثالث ہے الوہیت کے اقنوم میں سے وہ صرف ایک تاثیر نہیں ہے

(وہ اپنی نہ کہیگا) اِسکا یہہ مطلب نہیں ہے کہ اُسکی اپنی باتیں مسیح کی باتوں سے مغایرت رکھتی ہیں مگر آنکہ سوا مغایرت شخصی کے مرضی میں اور قوت میں اور ذات میں محض یگانگی ہے اور باپ و بیٹا و روح القدس انسان کی نجات کے بارہ میں ایک ہی راہ پر اتفاق رکھتے ہیں (ف) اے دوستو خبردار رہو کہ منادیوں میں اپنی مرضی کے عقلی خیالات کبھی نہ سُنانا روح القدس جو تمہارے ساتھ مسیح کا ایک گواہ ہے وہ صرف مسیح کی باتیں بولتا ہے پھر انسان کون ہے کہ اپنی باتیں بھی ملاوے مسیح نے ہمیشہ باپ کی باتیں بولیں (۵-۳۰ و ۷-۱۶) بیٹا اکیلے باپ سے ہے اور اُس سے اپنی حکمت پاتا ہے روح القدس اب اور ابن سے ہے اور وہ اپنی حکمت اُنسے پاتا ہے (تمہیں آیندہ کی خبر دیگا) یعنے پیشینگوئی کرنے کی طاقت بخشیگا جیسے

اُکبس کو بخشی تھی (اعمال ۱۱-۲۸) اور آیندہ جلال کا انکشاف (رومی ۸-۱۴ سے ۲۳) اور مومنیں کے انجام کی خبریں (۱ قرنتی ۱۵-۱۵ و ۲ تسلونیقی ۲-۲ و ۱ تمطاؤس ۴-۱ و ۲ پطرس ۲-۱) پھر تمام پیشینگوئیوں کا دفتر پاراقلیط نے کتاب مکاشفات میں کھولدیا ہی (ف) آیندہ باتوں کا بیان جو خدا ہی دان کا خاصہ ہی یہہ پاراقلیط کا کام ہوگا اِسلئے کہ پاراقلیط اللہ تعالیٰ ہی کوئی آدمی پاراقلیط نہیں ہی جو غیب کی ایک بات بھی نہ جانے

۱۴ (۱۴) وہ میرا جلال ظاہر کریگا کیونکہ میری چیزوں سے لیگا اور تمہیں بتائیگا

(۱۴-۱۶) باپ بیٹے کو جلال دیتا ہی بیٹا باپ کو جلال دیتا ہی روح القدس بیٹے کی بزرگی کرتا ہی (میری چیزوں میں سے لیگا) یعنے میری ذات وصفات اور خاصوں میں سے اور میرے کاموں کے اسرار میں سے اور میری حکمتوں اور انتظاموں میں سے لیگا (تمہیں بتائیگا) یعنے تم بارہ رسولوں کو اور میرے سب بندوں کو اور بتائیگا اِسکے معنے یہہ ہیں تمہارے دلوں اور عقلوں میں انکشاف بخشیگا اور میری خوبیوں کو ظاہر کریگا یہی اصلی کام اُسکا ہوگا کہ مسیح کو ظاہر کرے تاکہ دنیا جانے کہ وہ حقیقی ابن اللہ اور کلمہ ازلی ہی اور کہ وہ مجسم ہوکے ایک بڑے مطلب کے لئے دنیا میں آیا تھا اور اُسنے کیا کیا کیا اور آیندہ کو وہ کیا کیا کرنیوالا ہی یہہ سب باتیں جب کھل جاتی ہیں تو لوگ ایمان لا کے مسیح کے بندے بن جاتے ہیں اور یوں اُسکا جلال ہوتا ہی یہہ کام پاراقلیط کا ہی۔ جو کلام دنیا میں ایسا نہیں ہی کہ جس سے مسیح کی بزرگی ہو یا وہ کلام جو انجیل مسیح کے خلاف ہی وہ ہرگز نہ روح القدس سے ہی نہ خدا سے ہی بلکہ آدمیوں کی بناوٹ ہی

۱۵ (۱۵) سب کچھہ جو باپ کا ہی میرا ہی اِسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگا اور تمہیں بتائیگا

(باپ کا ہی میرا ہی) مسیح خداوند اپنی الوہیت کی ماہیت سے باپ کے برابر ہی اور اللہ تعالیٰ ہی اقنوم ثانی ہی پس جو اللہ کا ہی وہ اُسکا ہی اور جو اُسکا ہی وہ اللہ کا ہی اور ماہیت انسانی سے وہ باپ سے کمتر ہی تو بھی اس ماہیت کی حیثیت سے سارا اختیار آسمان زمین کا اُسے بخشا گیا ہی اور روح القدس بھی اقنوم ثالث اور اللہ تعالیٰ ہی جو باپ اور بیٹے سے مستخرج ہوتا ہی سب چیزیں اُس کی بھی ہیں پر چونکہ وہ باپ اور بیٹے سے نکلتا ہی اور ساری الوہیت کی بھرپوری ابن میں ہی اِسلئے مسیح نے سب چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرکے فرمایا ہی کہ وہ میری چیزوں میں سے لیگا اور تمہیں بتائیگا

۱۶ (۱۶) تھوڑی دیر اور مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور مجھے دیکھوگے کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں

یعنے تین دن تک نظر نہ آویگا پھر جی اُٹھہ کے ۴۰ دن تک کبھی کبھی دکھلائی دیگا اور بعد اسکے آسمان پر اپنے باپ کے پاس چلا جاویگا۔ یہہ واقعہ جو ظہور میں آچکا ہے اسکا سمجھنا ہمیں آسان ہے مگر شاگردوں کے لئے اُسوقت اسکا سمجھنا مشکل تھا خاص کرکے اس سبب سے بھی کہ اُنکا خیال مسیح کی نسبت دنیاوی سلطنت کا تھا

۱۷ (۱۷) پس اُسکے بعض شاگردوں نے ایک دوسرے کو کہا یہہ کیا ہے جو وہ ہمیں کہتا ہے کہ تھوڑی دیر اور مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور مجھے دیکھوگے اور یہہ کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں

پیشین گوئیوں کو وقوع سے پہلے سمجھنا مشکل ہے بلکہ تمام روحانی باتیں بغیر ہدایت روح القدس کے سب سے اچھا اور ہوشیار آدمی بھی سمجھہ نہیں سکتا دیکھو (۸-۲۱ و ۲۲ و ۱۲-۳۳ و ۳۶ و ۱۴-۲ و ۳ و ۲۸ و ۱۶-۵ و ۷) پس شاگرد حیران ہیں کہ ان فقروں کا مطلب کیا ہے

۱۸ (۱۸) سو اُنہوں نے کہا کہ یہہ تھوڑی دیر جو وہ کہتا ہے ہم نہیں جانتے کہ کیا کہتا ہے

اب کون کہہ سکتا ہے کہ آدمی کی عقل روحانی رازوں کو اپنی طاقت سے سمجھہ سکتی ہے بلکہ قنداقی کا وزیر سچ کہتا تھا کہ جب تک کوئی مجھے نہ سمجھائے میں کیونکر سمجھوں

۱۹ (۱۹) پس یسوع نے جانا کہ مجھسے سوال کیا چاہتے ہیں اور اُنہیں کہا تم اِسکی بابت پوچھہ پاچھہ کرتے ہو جو میں نے کہا کہ تھوڑی دیر اور مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر اور مجھے دیکھوگے

خواہ آدمی مُنہہ سے بولے یا نہ بولے مسیح خداوند دلوں کے بھید جانتا ہے۔ مسیح ہمیشہ ایسے لوگوں کو سکھلاتا ہے جو دل سے رازجوئی کے مشتاق ہیں لیکن کج بحث تکراری آدمی کچھہ نہیں پاتے جب تک اُنکے دل سیدھے نہوں۔ اچھے آدمی ہمیشہ سُننے اور سمجھنے کو تیار ہیں کیونکہ جہاں نجات کے فضل کی جڑ ہے وہاں لوگ نادانی میں رہنے سے بےچین ہوتے ہیں

۲۰ (۲۰) میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم روؤگے اور نالہ کروگے پر دنیا خوش ہوگی اور تم غمگین ہوگے لیکن تمہارا غم خوشی سے بدل جائیگا

اب وہ فرماتا ہے کہ تھوڑی دیر جسمیں تم مجھے نہ دیکھوگے تمہارے لئے رونے کا اور ماتم وغم کا وقت ہوگا کیونکہ میں

مرنیوالا ہوں جب دُلہا دلہن سے الگ کیا جائیگا تب وہ روئیگی چنانچہ اسیطرح ہوا (لوقا ۲۳-۲۷ مرقس ۱۶-۱۰ اعمال ۹-۱۵)
اور کہ دنیا خوش ہوگی چنانچہ سردار کاہن اور حکام اور تماشا دیکھنیوالے یہودی مسیح کی صلیب کیوقت بہت خوش تھے اور
سر ہلا ہلا کے بکتے تھے لیکن (تمہارا غم خوشی سے بدل جائیگا) نہ آنکہ تمہارا غم خوشی کا باعث ہوگا بلکہ وہی غم بدل کے خوشی
بن جائیگا جیسے بانی دین بن گیا تھا۔ جب مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اسرار کفارہ روح القدس کی ہدایت سے کھل گئے
تو معلوم ہوگیا کہ بنی آدم کی بہبودی کی جڑ مسیح کی صلیبی موت میں اور اُس کے سب دُکھوں میں تھی پس وہی غم جسکے سبب
روتے تھے خوشی میں تبدیل ہوگیا اسی طرح ہم سب عیسائیوں کے سارے غم اور دُکھ جو مسیح میں ہیں آخرکار خوشی بن جائینگے

۲۱ (۲۱) عورت جب جننے لگتی ہے غمگین ہوتی ہے کیونکہ اُس کی گھڑی آپہونچی پر جب لڑکا جن چکی
تو اُس خوشی کے سبب کہ ایک آدمی دنیا میں پیدا ہوا درد کو پھر یاد نہیں کرتی

(غمگین ہوتی ہے) کیونکہ اُسکا درد بڑھایا جاتا ہے (پیدائش ۳-۱۶) اُسوقت عورت اُس لعنت سے جو دنیا پر گناہ
کے باعث آگئی ہے واقف ہوتی ہے لیکن جب (لڑکا جن چکی) جو پیدا ہونا تھا سو ہوگیا (درد کو پھر یاد نہیں کرتی) خوشی میں
آکے درد کو بھول جاتی ہے ایسا ہی حال سب عیسائیوں کا ہوگا کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسکو آسمانی باپ نے بنیامین کہا ہو
کہ اُسکی ما کلیسیا نے اُسے بنونی نہ بتلایا یعنی میرے غم کا بیٹا (پیدائش ۳۵-۱۸) جب تم مسیح کو پھر زندہ دیکھوگے تو بہت خوش
ہو جاؤگے (ف) مسیح خداوند کی پیدائش کے وقت اور موت کے وقت اور جی اُٹھنے کے وقت تمام انسانیت کے دردِ زہ
کی آواز سُننے میں آتی ہے۔ اور ہر ایک مسیحی کا نیا جنم کسی نہ کسیقدر دردِ زہ سے ہوتا ہے کلیسیا وہ عورت ہے جو روحوں کی بات
دردِ زہ سہتی ہے۔ خادمان دین کو مثل دردِ زہ کے بڑی تکلیف ہوتی ہے جب تک کہ مسیح لوگوں میں صورت نہ پکڑے (گلاتی
۴-۱۹) دیکھو کیا لکھا ہے (رومی ۸-۲۰ و ۲۳) جب تک قیامت نہ آوے یہی درد رہینگے اور جب مسیح پھر نظر آئیگا تب
تمام انسانیت کا بقیہ اپنا کفن پھینکدیگا اور جلالی لباس پہنکر مسیح کے ساتھ ہوگا۔ خدا کے فرزندوں کے لئے تین جنم دن
ہیں پہلا دن پیدائش جسمانی کا اُسوقت بچہ روتا ہے اور رشتہ دار خوش ہوتے ہیں دوسرا نئی پیدائش کا دن ہے بچہ توبہ
کرکے روتا ہے اور آسمان کے فرشتے اور سب مقدس خوش ہوتے ہیں تیسرا قیامت کے فرزند ہوکے اُٹھنے کا دن ہے
جسکا شروع آنسوؤں اور غم کے ساتھ موت کے وقت ہوا تھا لیکن اُس دن سب آنسو پونچھے جائینگے

(۲۲) پس تم کو بھی اب غم ہے پر میں تمہیں پھر دیکھونگا۔ اور تمہارا دل خوش ہوگا اور تمہاری ۲۲
خوشی کوئی تم سے نہ چھین لیگا

(اب غم ہے) غم کا شروع اب ہوگیا ہے کیونکہ مصیبت کی خبریں سُنی ہیں۔ صلیبی موت کے وقت اور بھی بہت غم ہوگا اور تیسرے دن تک رہیگا (میں تمہیں پھر دیکھونگا) چنانچہ (۲۰-۲۰) میں ہے کہ جب وہ اُنسے ملنے کو آیا تو وہ بہت خوش ہوگئے تھے مسیح کو زندہ دیکھا اور خوشی بہت ہوئی پھر پنتیکوست کے دن روح القدس سے معمور ہوکے نہایت مسرور تھے اور آمد ثانی کے وقت جب سب ایماندار اُسے دیکھینگے بے نہایت خوشی حاصل ہوگی (نہ چھین لیگا) یہہ خوشی قایم دایم ہوگی کیونکہ ابدی خوشی کا شروع اُس سے ہوگا۔ جب مسیح جی اُٹھا ہرچند کہ یہودیوں اور غیر قوم سرداروں نے شاگردونکو ستایا اور دُکھ دیا مگر وہ اپنی اُسی خوشی میں قایم تھے اور آج تک اُس خوشی کا ذایقہ جو مسیح سے ہے جو کوئی چکھہ لیتا ہے جاتا نہیں رہتا کوئی مخالف شخص یا کوئی مخالف شے یا کوئی دُکھ تکلیف اُس خوشی کو دل میں سے نکال نہیں سکتی

(۲۳) اور تم اُس دن مجھہ سے کچھہ سوال نہ کروگے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھہ تم ۲۳
میرا نام لیکے باپ سے مانگوگے وہ تمکو دیگا

جیسے کہ اب تمہارے دلوں میں سوال اُٹھتے ہیں روح القدس پانے کے بعد تمہاری اور ہی کیفیت ہو جائیگی بھیدونکو سمجھہ لوگے تب مجھہ سے سوال کی حاجت نہوگی اور اگر کوئی عرض یا سوال یا کچھہ طلب ہوگی تو میرا نام لیکے باپ سے مانگ لوگے اور وہ تمہیں بخشیگا بھید کھولدیگا مشکل کشائی کریگا اور جو کچھہ چاہتے ہو وہ دیگا کیونکہ میرے نام سے تم مقبول اور مستجاب الدعوات ہوجاؤگے اور اِسلئے بھی کہ روح پانے کے بعد تمہاری عرضیں مناسب ہونگی پس رسولوں کے ساتھ یہی معاملہ گذرا اور اب تک خداتعالیٰ مسیح کے نام سے اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور بڑی مہربانی دکھلاتا ہے

(۲۴) ابتک تم نے میرے نام سے کچھہ نہیں مانگا مانگو کہ تم پاؤگے تاکہ تمہاری خوشی کامل ہو ۲۴

پرانے عہدنامہ میں مسیح کے نمونوں اور سایوں کے وسیلہ سے ایماندار لوگ مانگتے تھے اور اُن کی دعائیں قبول ہوتی تھیں لیکن اب وہ ظاہر ہوگیا اور اپنی موت کے وسیلہ سے خدا اور انسان کا درمیانی ہوا اسلئے فرماتا ہے کہ اب میرے نام سے مانگو پہلے میرے نام سے کچھہ نہیں مانگا صرف نمونوں کے وسیلے سے حاجات پیش کیا کرتے تھے اب عین کے وسیلہ سے عرض کرنا چاہیے

اگرچہ ہم بعض وقت دعا کرتے ہیں اور کچھہ نہیں پاتے لیکن یہہ بھی ہمارے فایدے کے لئے ہی خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو مسیح کے نام سے سُنتا ہی اور قبول فرماتا ہی۔ عیسائی کی دعا جو مسیح کے نام میں ہی وہ کبوتر کی مانند ہی جو زیتون کی پتی مُنہہ میں لاتا ہی یا ایک سنہلی زنجیر جو خدا کے ہاتھہ میں ہی جب تک برکت نہ ملے آدمی اُسے نہیں چھوڑتا یا وہ موسیٰ کا عصا ہی کہ تسلّی کا پانی نجات کی چٹان سے نکالتا ہی یا وہ بھسوں والے جبڑے کی ہڈی ہی جس سے فلستی مارے جاتے ہیں یا وہ داؤد کی بربط ہی جس سے بدروح بھاگتی ہی یا وہ آسمانی خزانوں کے کھولنے کی چابی ہی مگر اسکا لطف ایمانداروں کو حاصل ہی اور خاص لوگ اِس برکت سے محظوظ ہیں

۲۵ (۲۵) میں نے یہہ باتیں تمثیلوں میں تمہیں کہیں پر وہ گھڑی آتی ہی کہ تمہیں تمثیلوں میں پھر نہ کہونگا بلکہ صاف صاف باپ کی خبر تمہیں دونگا

(یہہ باتیں) یعنے آسمانی بادشاہی کے بھید (تمثیلوں میں) جو ایک طور سے مخفی بیان ہوتا ہی تم سے کہے ہیں (پر وہ گھڑی آتی ہی) یعنے جس وقت کہ روح القدس نازل ہوجائیگی اور تمہارے خیالوں میں روشنی اور دلوں میں زندگی آجائیگی تو پھر میں (تمثیلوں میں) یعنے مخفی طور پر نہ کہونگا بلکہ صاف صاف کہونگا

۲۶ (۲۶) اُس دن میرے نام سے مانگوگے اور میں تمہیں نہیں کہتا کہ باپ سے تمہارے لئے
۲۷ درخوست کرونگا (۲۷) کیونکہ باپ تو تمہیں آپ ہی پیار کرتا ہی اِس لئے کہ تمنے مجھے پیار کیا اور یقین لائے کہ میں خدا سے نکلا ہوں

اسکا مطلب یہہ ہی کہ مجھپر ایسا ایمان لانے کے سبب سے کہ میں خدا سے نکلکے دنیا میں آیا ہوں اور اِس سبب سے بھی کہ تم نے مجھے پیار کیا ہی خدا تعالیٰ نے جو باپ ہی تمہیں پیار کرنا شروع کردیا ہی پس تمہاری دعاؤں کا قبول ہونا صرف میری درخوست ہی پر نہیں رہا بلکہ اُس خاص ایمان اور میری محبت کے سبب سے الٰہی محبت جو تمہاری طرف ہوگئی ہی اُسپر جا ٹھہرا ہی تم ایسا نہ سمجھو کہ خدا باپ تم سے محبت نہیں رکھتا ہی میں درخوست کرکے تمہیں مقبول کراؤنگا نہیں خدا باپ تمہیں پیار کرتا ہی اور میری درخوست انتظام کہانت اور درمیانی ہونے کے سبب سے ہوگی (۱۴-۱۶) میں ہی کہ میں درخوست کرکے تسلّی دہندہ کو بھیجونگا اور ۱۷ باب میں ایک بڑی سی درخوست مرقوم بھی ہی اور (عبرانی ۷-۲۵) میں لکھا ہی کہ وہ ہماری سفارش کے لئے ہمیشہ جیتا ہی

(عبرانی ۹ ۲۴) میں ہی کہ وہ آسمان میں ہمارے لئے حاضر ہی پس مسیح کا مطلب یہہ نہیں ہی کہ میں درخواست کرنا چھوڑ دونگا بلکہ یہہ مطلب ہی کہ خدا باپ تمہاری عرضیں اسلئے سننے کو تیار ہی کہ تم میری الوہیت پر ایمان رکھتے ہو اور مجھے پیار کرتے ہو پس میری وکالت تمہارے پیار کرنیوالے کے سامنے تمہارے لئے ہوگی نہ تمہارے مخالف کے سامنے جو تم سے خفا ہو

۲۸ (۲۸) میں باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں پھر دنیا سے رخصت ہوتا اور باپ کے پاس جاتا ہوں

وہ بتلاتا ہی کہ میں کون ہوں اور باپ کون ہی - باپ ازلی وابدی خدا ہی اور میں باپ میں سے یعنے اُس کی ذات میں سے نکلا ہوں تب میری اصل یہہ ہی کہ میں خدائے ازلی وابدی ہوں نور سے نور ہوں یہاں مسیح محض کلمہ ازلی کی بابت بولتا ہی جو خدا ہی اور باپ سے نکلا تھا اور دنیا میں آیا تھا تو بھی باپ کو چھوڑ نہیں دیا تھا اسی طرح اب کہ جسمانی طور سے دنیا کو چھوڑ دیا ہی تو بھی الوہیت کی راہ سے نہیں چھوڑا حاضر ناظر اور موجود ہی

۲۹ (۲۹) اُسکے شاگردوں نے اُسے کہا دیکھہ اب تو صاف کہتا ہی اور تمثیل میں نہیں بولتا

اب شاگرد اُس بات کا مطلب کچھہ سمجھہ گئے ہیں جس کی بابت کہتے تھے کہ یہہ کیا ہی جو وہ کہتا ہی کہ تھوڑی دیر مجھے اور نہ دیکھوگے اور کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں

۳۰ (۳۰) اب ہم جانتے ہیں کہ تو سب کچھہ جانتا ہی اور محتاج نہیں کہ کوئی تجھہ سے سوال کرے اِس سے ہمکو یقین ہوا کہ تو خدا سے نکلا ہی

اب وہ مسیح کی غیب دانی کا جو خدا کا خاصہ ہی اقرار کرتے ہیں اِس بیان سے ظاہر ہی کہ آیت ۱۹ میں یہہ الفاظ (کہ یسوع نے جانا) جو لکھے ہیں اُنکا مطلب یہہ ہی کہ اُسنے غیب دانی سے جانا تھا اسلئے شاگرد اُس کی الوہیت کا اقرار صاف صاف کرتے ہیں کہ تو خدا سے نکلا ہی پہلے بھی اُنہوں نے ایسی باتیں بار بار معلوم کی تھیں لیکن ہر تازہ دفعہ ایمان میں تازہ قوت بخشتا ہی (ف) اسوقت ایمان کا خوب اقرار کرتے ہیں اور صحیح وسچا اقرار ہی مگر ابھی وقت آتا ہی کہ چھوڑ کر بھاگ جائینگے اور ایک انکار بھی کریگا انسانی دل کے سبب سے لیکن جب روح القدس کو پایا تب خوب مستحکم ہوگئے تھے

۳۱ (۳۱) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا یہہ اب تمہیں یقین ہوا ہی

یعنے کیا اب یہہ یقین تمہیں ہوگیا ہو ایسا کہ اس پر ثابت و قایم رہوگے ابھی تو پُرانی انسانیت تم میں ہو جب تک بدل نہ جاؤ قیام مشکل ہو

۳۲ (۳۲) دیکھو گھڑی آتی ہو۔ بلکہ آ چکی ہو کہ تم میں سے ہر ایک پراگندہ ہوکے اپنی راہ لیگا اور مجھے اکیلا چھوڑ دوگے تو بھی اکیلا نہیں ہوں کیونکہ باپ میری ساتھہ ہو

(گھڑی) یعنے صلیبی موت کا وقت (آتی ہو یعنے آنیوالی ہو (بلکہ آچکی ہو) یعنے بہت نزدیک ہو کیونکہ وہ قریبًا پانچ پہر کے بعد مرنے پر تھا اور اِن شاگردوں کے بھاگنے کا وقت تو بہت ہی نزدیک تھا (ہر ایک پراگندہ) یعنے تم مجھے چھوڑ کے بھاگ جاؤگے (دیکھو ذکریا ۱۳؍۷ متی ۲۶–۵۶) اپنی راہ لیگا یعنے کوئی کدھر اور کوئی کدھر بھاگیگا تم پر ہول غالب ہو جائیگا پرانی انسانیت کا اچھا امتحان ہو جائیگا اور (مجھے اکیلا چھوڑ دوگے) اِن لوگوں نے نہ صرف سنگت چھوڑ دی تھی مگر بعض نے ایمان کا بھی انکار کیا تھا اور صلیب کے وقت سوا یوحنا کے اور کوئی وہاں حاضر نہ تھا ڈر کے مارے اِدھر اُدھر چلے گئے تھے (یوحنا ۱۹–۲۶) (ف) ضرور تھا کہ نجات دینے کے وقت مسیح اکیلا رہے (یشعیا ۶۳–۳) میں نے تن تنہا انگوروں کو کولھو میں کچلا اور لوگوں میں سے میرے ساتھہ کوئی نہ تھا (یشعیا ۵۰–۵ سے ۷) کو بھی دیکھو (ف ۲) مسیح فرماتا ہو کہ اگرچہ اسوقت اقرار ایمان کا کرتے ہو مگر تمہارے امتحان کا وقت نزدیک ہو اُسوقت تمہاری یہہ کیفیت ہوگی (تو بھی اکیلا نہیں ہوں) مسیح اپنے باپ سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا ہاں جب اُسنے صلیب پر یوں پکارا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتانی تو یہہ آواز اُس انسان کی تھی جو ہمارے لئے دُکھہ سہتا تھا اور اللہ کا برہ ہوکے ہمارے لئے غضب کی آگ میں جلایا جاتا تھا تو بھی حقیقتًا خدا نے نہیں چھوڑا اور نہ اُس شخص نے خدا کو چھوڑا۔ اِس فقرہ سے بہتوں نے تسلی پائی ہو کہ میں اکیلا نہیں ہوں۔ جب خدا ساتھہ ہو تو آدمی فی الحقیقت اکیلا نہیں ہو تمام دُکھوں میں خدا کی حضوری سے مدد آتی ہو اور یہہ بھی یاد رہے کہ اگر خدا میں اور آدمی میں صلح اور میل ہو تو وہ کہہ سکتا ہو کہ اکیلا نہیں ہوں بلکہ خدا میری ساتھہ ہو

۳۳ (۳۳) یہہ باتیں میں نے تمہیں کہیں تاکہ مجھہ میں صلح پاؤ دنیا میں مصیبت اُٹھاؤگے لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں دنیا پر غالب آیا ہوں

(یہہ باتیں) یعنے یہہ پیش گوئیاں اور سب نصیحتوں کی باتیں (میں نے تمہیں کہیں) پہلے سے تمہیں سنائیں اِس مراد

سے کہ (مجھ میں صلح پاؤ) خدا کے ساتھ صلح صرف مجھ میں ہوتی ہی تم میں اور تمہارے اعمال میں کچھ نہیں ہی (رومی ۵-۱) لیکن مجھ میں صلح پا سکتے ہو جب پھرو گے اور روح کی ہدایت سے سب کچھ سمجھو گے اور میری ان باتوں کو یاد کرو گے تب مجھ میں الٰہی صلح حاصل کرو گے البتہ (دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے) کیونکہ دنیا دُکھ کا گھر ہی اور مسیحی دیندار کے ساتھ اہل دنیا سے بہت مخالفت ہوتی ہی شیطان سے اور نفس امارہ سے بھی (۲ تمطاؤس ۳-۱۲) لیکن خاطر جمع رکھو یعنے گھبراؤ نہیں تمہارا انجام بخیر ہی اسلئے کہ میں نے دنیا کو جیت لیا ہی میں دنیا پر فتحمند ہوں اور میری فتحمندی تمہارے لئے ہی (ف) خداوند مسیح نے دنیا کو جیت لیا ہی آج تک کسی نے دنیا کو نہیں جیتا تھا کچھ نہ کچھ گناہ کا داغ دنیا سے سب لے گئے ہیں صرف ایک ہی شخص ہی یعنے یسوع مسیح جسنے دنیا کو جیت لیا ہی یوحنا رسول مسیح کی اس فتحمندی کا ذکر بہت کرتا ہی (۱ یوحنا ۲-۱۳ و ۱۴ و ۴-۴ و ۵ مکاشفات ۲-۷ و ۱۱ و ۱۷ و ۲۶ و ۳-۵ و ۱۲ و ۲۱ و ۱۲-۱۱ و ۱۵-۲ و ۱۷-۱۴ و ۲۱-۷) یہہ بیان مسیح خداوند کا گویا پچھلا وعظ اور آخری سلام تھا کہ خاطر جمع رکھو میں نے دنیا کو جیت لیا ہی چاہئے کہ عیسائیوں کو ہر مصیبت کے وقت یہہ فقرہ یاد رہے کہ اُسنے جسکے ہم ہیں دنیا کو جیت لیا ہی اور اُس کی فتحمندی ہمارے لئے ہی

سترھواں باب

۱ (۱) یسوع نے یہہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور کہا ای باپ گھڑی آپہونچی ہی اپنے بیٹے کو جلال دے تاکہ تیرا بیٹا بھی تجھے جلال دیوے

(یہہ باتیں) جو ۱۵ و ۱۶ باب میں مذکور ہیں یروشلم کی فصیل کے باہر اور قدرون کے نالہ کے اُس پار خداوند نے کہیں تھیں اور اُسی جگہ یہہ دعا بھی ہوئی جو اس باب میں ہی (ف) اس دعا کا نام دعاء تقدیس ہی ایسی دعا دنیا میں کبھی کسی نے نہیں کی اور نہ کسی غیر کی مجال ہی کہ ایسی دعا کرے کیونکہ یہہ ابن اللہ کی دعا ہی جو وہ اپنی جان فدیہ میں گذراننے سے پہلے سُناتا ہی اور سارے بھید کھولدیتا ہی یہہ دعا تمام الہامی کلام میں قدس الاقداس کا رتبہ یا مقام رکھتی ہی۔ اور ہمیں اس دعا میں یہہ نظر آتا ہی کہ ہمارا سردار کاہن کفارہ کے سرپوش کے پاس کھڑا ہی اور عجیب باتیں ہماری بابت اللہ تعالیٰ سے کر رہا ہی اور ہمیں اجازت ملی ہی کہ ہم اُن باتوں کو جو باپ اور بیٹے کے درمیان ہو رہی ہیں سنیں بلکہ ہمیں یہہ بھی بخشا گیا ہی کہ ان معاملات کو دیکھیں اِسلئے کہ پردہ پھاڑا گیا ہی (آسمان کی طرف) کیونکہ آسمان خدا باپ کے رہنے کی جگہ

ہو اگرچہ خداتعالیٰ زمین آسمان کو اپنی معموری سے بھر دیتا ہو اور آسمانوں کے آسمان اُسکی گنجائش نہیں رکھتے تو بھی اُسکا جلال
آسمان میں زیادہ نمایاں ہو اسی لئے وہ آسمانی باپ کہلاتا ہو (آنکھیں اُٹھائیں) فی الحقیقت تو اُسنے اپنا دل ابھارا تھا
اور دلی توجہہ کا اظہار آنکھوں کے اُٹھانے سے کیا تھا (زبور ۱۲۱-۱ و ۱۲۳-۱) دل اُٹھانے کے لئے ہمیشہ آنکھ کا اُٹھانا ضرور
نہیں ہو دیکھو ایک خراجگیر نے آنکھ نہیں اُٹھائی نیچے آنکھیں رکھیں تو بھی دل کو اُٹھایا تھا مسیح نے جو اسوقت ایسا کیا
اسلئے تھا کہ وہ شاگردوں کو دکھلاتا تھا تاکہ وہ جانیں کہ مسیح خدا سے باتیں کرتا ہو اور غور سے اِس دعا کو سُن لیں کیونکہ وہ
اُنکی سفارش باپ سے کرکے رخصت ہونے پر تھا اسیطرح جب وہ منہہ کے بل گرا تھا (متی ۲۶-۳۹ مرقس ۱۴-۳۵) تو بھی
دکھلاتا تھا کہ میں دُکھہ کی حالت میں کیونکر عاجزی سے دعا کرتا ہوں اور تم بھی ایسے وقت میں ایسا کرو (ف) خداتعالیٰ کے
سب وعدے اور تمام فطری انتظام دعا کی ضرورت کو دفع نہیں کرسکتے گو دینے کا وعدہ ہو اور انتظام بھی ہو تو بھی ضرور ہو کہ ہم مانگیں
(اور کہا اے باپ) اور نہیں کہا کہ اے ہمارے باپ اسلئے کہ اُس کی اور ہماری ابنیت میں بڑا فرق ہو وہ حقیقی بیٹا ہو ہم مجازی ہیں
(گھڑی آپہونچی ہو) یعنے میری صلیبی موت کا وقت بہت نزدیک ہو (ف) یہہ وہ گھڑی تھی جس کی انتظاری ۴ ہزار برس سے
ہو رہی تھی کہ عورت کی نسل شیطان کے سر کو کچلیگی اور شیطان اُسکی ایڑی کو کاٹیگا اب وہ وقت نزدیک آگیا پانچ یا چھہ پہر باقی
تھے (ف) یہہ گھڑی تقدیر لیزدی سے یا زبردستی سے مسیح پر نہیں آگئی تھی مگر اُس نے آپ اپنی مرضی سے اِس گھڑی کو
اپنے لئے چن لیا تھا کہ اپنی مرضی سے ہمارے لئے جان دے (اپنے بیٹے کو جلال دے) یعنے مجھے دنیا پر ظاہر کر کہ
میں ابن اللہ ہوں اور کہ اب جو مرنے پر ہوں موت کے وقت تیری طرف سے ایسے نشان ظاہر ہوں جن سے میری بزرگی لوگوں
کو معلوم ہو جائے اور جب مرجاؤں تو زندہ کرکے آسمان پر بلند کر اور روح القدس کو بھیجکر اپنے بیٹے کی بزرگی دنیا کو دکھلادے
(تاکہ تیرا بیٹا بھی تجھے جلال دیوے) تیری محبت جو بنی آدم کی طرف ہو اُسکا اظہار کرکے اور کہ آدمیوں کے دلوں میں تیری محبت
جاری کرکے اور دنیا کی حدوں تک انجیل کی منادی کراکے میں بھی تیرا جلال ظاہر کرونگا تو بیٹے کو جلال دے بیٹا تجھے
جلال دیگا۔ بیٹے میں دو ماہیتیں ہیں الوہیت کی ماہیت ہمیشہ جلال میں ہو اُسکا جلال کم اور زیادہ نہیں ہوتا ہو لیکن اسوقت
انسانی ماہیت کے لئے جلال مطلوب ہو تاکہ وہ باپ کے جلال کا باعث ہووے یعنے یہہ کہ مخفی جلال کو ظاہر کرے پس مسیح
خداوند اپنی انسانیت کے لئے سرفرازی اور قوت جفاکشی کا طالب ہو جسکا نتیجہ الٰہی جلال ہوگا کوئی مخلوق زمین آسمان میں
ایسا نہیں ہو جو ایسا کہہ سکے کہ تو یوں کر اور میں یوں کرونگا یہہ اُسی کی جرات ہو جو لاڈلا بیٹا ہو

---

۲ (۲) چنانچہ تو نے اُسے سب جسموں پر اختیار دیا ہو تاکہ سب کو جنہیں تو نے اُسے بخشا ہو حیات ابدی دے

(اُسے) یعنے انسان مسیح کو (سب جسموں پر) یعنے سب آدمیوں پر مسیح نے آدم ثانی ہوکر خدا سے اختیار پایا ہی (اقرنتی ۱۵-۲۷) سب کچھ اُسکے پاؤں تلے کردیا (فلپی ۲-۱۰) کہ یسوع کے نام پر ہر گھٹنا ٹکے (متی ۲۸-۱۸) سارا اختیار زمین آسمان کا اُسکا ہی یونانی میں لفظ سب نہ مذکر ہی نہ مونث لیکن ہر شی موجود کو شامل ہی (جنہیں تونے اُسے بخشا) اسکی تفسیر (۶-۳۷) کے ذیل میں دیکھو (حیات ابدی دے) مسیح کا اختیار تو ہر جسم پر ہی لیکن حیات ابدی صرف اُنہیں کو وہ بخشیگا جنہیں خدا باپ نے اُسے دیا ہی یعنے ایمانداروں کو جنہوں نے مسیح کو اپنا منجی اور سلطان قبول کیا ہی لفظ بخشا میں اُس انتظام الٰہی کا ذکر ہی جسکو ازلی برگزیدگی کہتے ہیں اور جسکی شرح کرنا مشکل ہی

(۳) پر حیات ابدی یہہ ہی کہ وہ تجھے اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تونے بھیجا ہی جانیں ۳

(اکیلا) یہہ لفظ وحدت فردی کے معنوں میں نہیں ہی لیکن ماہیت الوہیت کو تمام ماہیتوں سے ممتاز کرتا ہی (۱ تمطاؤس ۶-۱۵ و ۱۶) اکیلا حاکم ہی اور اکیلا بقا رکھتا ہی (سچّا خدا) یعنے بتوں اور بہی معبودوں کے برخلاف وہ حقیقی خدا ہی یہہ یوحنا رسول جسنے یہہ انجیل لکھی ہی اور جسنے یہہ الفاظ بھی مسیح سے سنکے یہاں قلمبند کئے ہیں وہ آپ ان لفظوں کا مطلب کیا کچھہ سمجھا تھا (۱ یوحنّا ۵-۲۰) ہم جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آیا اور ہمیں یہہ سمجھہ بخشی کہ اُس کو جو برحق ہی جانیں سو ہم اُس میں جو برحق ہی رہتے ہیں یعنے اُس کے بیٹے یسوع مسیح میں خدائے برحق اور یہی حیات ابدی بھی ہی پس معلوم ہوگیا کہ مسیح یسوع اقنوم ثانی ہوکے اکیلے سچے خدا میں شامل ہی اُس کی اور باپ کی شناخت کا نام حیات ابدی ہی اگر باپ اور بیٹے میں فرق ہوتا تو یوحنا کا وہ بیان جو خط میں ہی درست نہ ہوتا (ف) اس بیان سے روح القدس بھی الگ نہیں رہگیا کیونکہ وہ باپ اور بیٹے کا روح ہی جو باپ اور بیٹے سے نکلتا ہی (اور یسوع مسیح کو جسے تونے بھیجا ہی) یعنے وہ خدا کی ذات میں سے نکلا اور مجسم ہوکے دنیا میں آیا ہی (جانیں) یعنے پہچان کے قبول کریں اور اُس کی اطاعت اور محبت میں قایم ہوں۔ یہاں سے بھی مسیح کی الوہیت ظاہر ہی اگر وہ صرف انسان ہوتا تو کسی انسان کی شناخت سے حیات ابدی نہیں ملتی ہی خدا کی شناخت زندگی بخشتی ہی نہ کسی مخلوق کی باپ اور بیٹے کی شناخت کا بیان غور سے دیکھو (آیت ۸ و ۹ و ۲۵ میں اور ۱۵-۲۱ و ۱۶-۳ میں) خدا تعالیٰ بغیر مسیح کے آدمی کے لئے بھسم کرنیوالی آگ ہی اور وہ عبادت الٰہی جو بغیر مسیح کے ہوتی ہی بت پرستی ہی اور مسیح کے بغیر قبولیت کا خیال امید باطل ہی زندگی کی ندی کے حدود جنکے درمیان ہوکے آب حیات بہتا ہی یہہ ہیں کہ خدا کو اور مثل اُسکے مسیح کو اپنا معبود پہچانیں اور ان حدود کے باہر اگر کوئی آدمی حیات ابدی کا طالب ہی تو وہ اُسے ہرگز نہ پائیگا کتب سماویہ کی یہی صحیح تعلیم ہی

(۴) میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہی اور وہ کام جو تو نے مجھے کرنے کو دیا انجام کو پہنچایا ہی ۴

(تیرا جلال ظاہر کیا) میں نے یہہ کام کیا ہی کہ خدا کی ذات و صفات اور بزرگی کو اپنی ذات یعنے اپنے وجود میں ظاہر کیا ہی خدا کی صورت ہو کے خدا کو ظاہر کر دیا اور خدا کی پاکیزگی و مزاج اور قدرت کو اپنے اندر دکھلایا نیکی انصاف رحم اور سچائی اور الہی دانائی او قوت کا اظہار دنیا کے لوگوں کے سامنے اپنے مزاج میں اپنے معاملات میں اپنے نصایح میں اور اپنے معجزات میں ظاہر کیا ہی۔ خاص کر کے صلیبی موت میں جواب ہونے پر ہی خدا کا جلال ظاہر کیا ہی مسیح اُس فعل کو جو ہونے پر ہی کیا ہوا سمجھتا ہی مسیح نے وہ سب کام کئے جو خدا باپ نے اُسے کرنے کو بھیجا تھا اور ایسی درستی سے کئے کہ اُنمیں سرمو فرق نہ آیا

(۵) اور اب ای باپ تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدایش سے آگے ۵
تیرے ساتھ رکھتا تھا جلال دے

جہان کی پیدایش سے پیشتر خدا باپ کے ساتھ وہ الوہیت کا جلال رکھتا تھا اور اسوقت بھی وہ رکھتا ہی اور جسوقت کہ وہ مانگتا تھا اُسوقت بھی رکھتا تھا کہ اُسی جلال میں موجود تھا لیکن وہ جو اُسوقت مانگتا تھا اُس سے مراد یہہ تھی کہ میں جو اب مجسم ہو گیا ہوں میری ماہیت انسانی کو بھی وہ جلال بخشا جائے جو ہم دونو اقنوم میں ازل سے ہی دیکھو کیا لکھا ہی کہ انسانیت کو خدا میں لیا

(۶) میں نے تیرا نام اُن آدمیوں پر جنہیں تو نے دنیا میں سے مجھے دیا ہی ظاہر کیا وہ تیرے تھے اور ۶
تو نے اُنہیں مجھے دیا ہی اور اُنہوں نے تیرا کلام حفظ کیا ہی

(تیرا نام) یعنے ذات و صفات الہی کا اظہار کیا۔ جیسے موسیٰ پر بھی خداوند نے کیا تھا (خروج ۳۴-۵ سے ۸) (جنہیں تو نے مجھے دیا ہی) جیسے بھیڑیں گڈریہ کو اور مریض لوگ حکیم کو حفاظت اور صحت کے لئے دیئے جاتے ہیں (وہ تیرے تھے) تو نے اُنہیں چُن لیا تھا اور اُنہوں نے اپنے دل تجھے دیئے تھے تو نے اُنپر فضل کیا اور اُنہیں مجھے دیدیا اور میں نے اُنپر تجھے ظاہر کر دیا اب وہ تجھے اور مجھے پہچانتے ہیں (کلام حفظ کیا) یعنے تیرے احکام کو اُنہوں نے اپنے دلوں میں اور ذہن میں حفظ کیا ہی تیری محبت اُنکے دلوں میں ٹھہری ہی

(۷) اب جانتے ہیں کہ سب کچھ جو تو نے مجھے دیا ہے تیری طرف سے ہے

(سب کچھ) یعنے معجزات جو میں نے ظاہر کئے جن کی نسبت یہودیوں نے کہا کہ بعلزبول کی مدد سے ہیں اور تمام تعلیم جو میں نے دی جسمیں بیحد خوبی ہے جس کی نسبت یہودی کہتے ہیں کہ یہہ حکمت اسنے کہاں سے پائی۔ یہہ میرے شاگرد جنپر میں نے تیرا نام ظاہر کر دیا ہے اب جان گئے ہیں کہ یہہ سب خدا باپ کی طرف سے ہے میرے معجزے الٰہی قدرت سے ہیں میری تعلیم تیری حکمت میں سے ہے اور سب کچھ جو مجھہ میں ہے تیری طرف سے ہے

(۸) کیونکہ جو باتیں تو نے مجھے دیں میں نے اُنہیں دی ہیں اور اُنہوں نے قبول کیا اور ۸
یقین جانا کہ میں تجھہ سے نکلا ہوں اور ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے

(جو باتیں تو نے مجھے دیں) یعنے جو کچھہ میں نے تجھہ سے سنا صرف وہی اُنہیں سنایا ہے مسیح نے جو کچھہ خدا باپ سے پایا وہی شاگردوں کو سکھلایا سب خادمان دین پر فرض ہے کہ وہی باتیں سکھلائیں جو خدا کے کلام میں ہیں اپنی طرف سے کلام اللہ کے خیالوں میں اپنے عقلی خیال نہ ملائیں (قبول کیا) مان لیا (یقین جانا) یعنے دل کی گہرائی میں اس بات کو جگہہ دی کہ (میں تجھہ سے نکلا) یعنے ذات الٰہی میں سے ہوں نور سے نور خدا سے خدا اور کہ (تو نے مجھے بھیجا ہے) آسمان سے زمین پر مجسم کر کے بھیجا ہے۔ یہہ بات جو ابدی زندگی کا مرکز ہے اُنکے ایمان میں داخل ہو گئی ہے

(۹) میں اُنکے لئے منت کرتا ہوں۔ دنیا کے لئے منت نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ اُنکے لئے جنہیں ۹
تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ وہ تیرے ہیں

خداوند مسیح ہمارا سردار کاہن ہو کے ہر وقت ہمارے لئے سفارش کرتا ہے خدا باپ سے (منت) جس لفظ کا ترجمہ ہے وہ یونانی زبان میں (ہیردٹو) ہے اور اُس کے معنے التماس کے ہیں اور یہہ التماس مسیح نے صرف ایمانداروں کے لئے کیا اُس عہد سے لیکے آخری دن تک جتنے مسیحی ایماندار ہیں اس التماس یا سفارش میں سے حصہ پاتے ہیں یہہ شفاعت کا مقام ہے ہاں مسیح نے ایک وقت بے ایمانوں کے لئے بھی دعا کی تھی یعنے اپنے قاتلوں کے لئے جب وہ اُس کے ہاتھہ پاؤں میں میخیں ٹھوکتے تھے لیکن یہہ خاص التماس جو یہاں ہے اسمیں کسی بے ایمان کا حصہ نہیں ہے یہہ نعمت شفاعت خاص ایمانداروں کے لئے ہے پس کسی دوسرے کی ایسی سلامتی نہیں ہے جیسے عیسائی آدمی کی سلامتی ہے اگرچہ ایماندار عیسائی کیسا ہی کمزور کیوں نہ ہو اُس کے لئے مسیح کا التماس

کافی اور شافی ہی (ف) جو لوگ مسیح کے نہیں ہیں جب وہ ایسی بات سُنتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے لوگوں کی ایسی رعایت کرتا ہی تو بہت خفا ہوتے ہیں میں اُنسے پوچھتا ہوں کہ اگر خدا ایسا ہوتا کہ بدوں اور نیکوں کو برابر جانتا تو اپنی ہی تمیز سے پوچھو کہ وہ خدا کیسا ہوتا۔ ہمارا خداوند یسوع مسیح سب سے محبت رکھتا ہی دشمنوں کو بھی پیار کرتا ہی اور اُنکے بچانے کی کوشش کرتا ہی اگر وہ خود بچنا نہ چاہیں تو اُنکا خون اُن کی گردن پر ہی

۱۰ (۱۰) اور سب میرے تیرے ہیں اور تیرے میرے ہیں اور میں اُن میں جلال پاتا ہوں

(سب میرے تیرے ہیں) یہہ بات تو سب آدمی بول سکتے ہیں کہ سب کچھ جو ہمارے پاس ہی خدا کا مال ہی مگر یہہ دوسرا فقرہ کہ (تیرے میرے ہیں) کوئی مخلوق نہیں بول سکتا مسیح ایسا بولتا ہی اسلئے کہ وہ الوہیت کی راہ سے باپ کے برابر ہی ذات ایک ہی ماہیت واحد ہی مرضی اور صفات اور قدرت اور حکمت دونوں کی ایک ہی جو چیز اُس کی ہی وہ اِس کی ہی ہاں دوست اور دشمن بھی مشترک ہیں جو خدا کے دوست ہیں وہ مسیح کے دوست ہیں جو خدا کے دشمن ہیں وہ مسیح کے دشمن ہیں

۱۱ (۱۱) اور میں آگے دنیا میں نہونگا۔ پر یہہ دنیا میں ہیں اور میں تجھہ پاس آتا ہوں ای قدوس
باپ اپنے ہی نام سے اُنہیں جنہیں تو نے مجھے دیا ہی محفوظ رکھہ تاکہ ہماری طرح ایک ہو جائیں

(دنیا میں نہونگا) جسم کے طور پر بدن سے غیر حاضر ہونگا (پر یہہ دنیا میں ہیں) آخری دن تک میرے لوگ دنیا میں رہینگے اور بڑی مصیبتیں میرے نام کے سبب اُنپر آئینگی (ای قدوس باپ) جو نہایت پاک ہی (اپنے ہی نام سے) اصل میں ہی کہ اپنے ہی نام میں محفوظ رکھہ اپنے پاک نام کے اندر اُنکی حفاظت فرما نہ نام کے باہر مگر نام کے اندر حفاظت ہو جائے۔ میں درمیانی ہو کے آسمان میں آتا ہوں کہ حقیقی کفارہ کا سرپوش ہو کے صندوق عہد کے سامنے آسمانی قدس الاقداس میں انکے لئے حاضر رہوں اور یہہ دنیا میں ہیں یعنے دنیا کے ساتھہ کُشتی اور جنگ میں رہینگے (ف) خدا کا نام محکم برج ہی (امثال ۱۸-۱۰) مسیح کی کلیسیا اُس میں محفوظ رہتی ہی اور سب مقدسوں کی سلامتی اور انجام بخیر ہونے کی وجہہ یہی سفارش ہی (ایک ہو جائیں) فی الحال اِن میں یگانگی نہیں ہی لیکن چاہئے کہ ہو جائے۔ مجھہ میں اور تجھہ میں ازل سے ذاتی اور صفاتی یگانگی ہی اِن میں محبت اور ایمان کی یگانگی ہو جائے کہ مسیح میں ہو کے ایک بدن اور ایک روح ہو جائیں (ہماری طرح) کوئی نبی نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا کے ساتھہ ایک ہوں مگر مسیح کہتا ہی کہ جیسے ہم ایک ہیں کیونکہ وہ اللہ ہی

۱۲ (۱۲) جب تک کہ میں اُنکے ساتھ دنیا میں تھا تب تک میں نے تیرے نام میں اُنکی حفاظت کی جنہیں تو نے مجھے دیا ہے اُن کی میں نے نگہبانی کی اور کوئی اُن میں سے ہلاک ہوا مگر ہلاکت کا فرزند تاکہ نوشتہ پورا ہو

(حفاظت کی) میں نے حفاظت کی خدا کے سوا کون ہے کہ آدمیوں کی حفاظت خدا کے نام میں کرے یہہ تو الوہیت کا کام ہے مسیح نے الوہیت کا کام کیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ ہے (زبور ۱۲۱ - ۳ سے) سب زبور دیکھو (تیرے نام میں) اُسی محکم برج میں جنہیں تو نے مجھے دیا ہے آیت ۹ میں اِس فقرہ کی تفسیر ہے (کوئی اُن میں سے ہلاک نہوا) ازلی برگزیدوں میں سے کوئی جہنمی نہ ہوا اُن کی حفاظت ہوئی مسیح سے پس مسیح کے سب لوگوں کا انجام بخیر ہے (مگر ہلاکت کا فرزند) وہ ایک ہلاک ہوا کیونکہ ہلاکت کا فرزند تھا نہ تقدیر سے مگر اُس کی طبیعت موت کی طرف مایل ہو گئی تھی موت کے کام روح میں گھس گئے تھے ہاں وہ روحانی نعمتوں میں شریک ہوا تھا لیکن روحانی زندگی میں شریک نہوا تھا مسیح اُسکی حفاظت کے بھی درپے رہا لیکن وہ خود اُس کے مقام میں سے نکل بھاگا اور ابدی موت کے سمندر میں کود پڑا وہ علم الٰہی میں ہلاکت کا فرزند تھا جیسے دجال بھی ہلاکت کا فرزند ہے (۲ تسلونیقی ۲ - ۳) بعض آدمی اپنی طبیعت میں سے موت کو نکلنے نہیں دیتے روح اللہ اور کلام اللہ کا مقابلہ کرتے ہیں اور دنیا پرستی سے مایل رہتے ہیں آخر کو ہلاک ہو جاتے ہیں (تاکہ نوشتہ پورا ہو) نوشتہ سے مراد مسلمانوں کے محاورہ کے موافق تقدیری تحریر نہیں ہے لیکن (زبور ۴۱ - ۹) مراد ہے (اور پورا ہو) اس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پیشینگوئی اُس کی ہلاکت کا سبب ہووے لیکن یہہ مطلب ہے کہ اُس نوشتہ میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دیگئی تھی کہ ایک آدمی ایسا کام کریگا سو اُسنے اپنی سرکشی سے آپ کو برباد کر کے اس نوشتہ کی تکمیل دکھلائی

۱۳ (۱۳) پر اب میں تیرے پاس آتا ہوں اور یہہ باتیں دنیا میں کہتا ہوں تاکہ میری خوشی اُن میں کامل ہو رہے

(آتا ہوں) یہہ بات چھہ ہفتہ کے بعد ہوئی تھی کہ وہ آسمان پر چلا گیا (اعمال ۱ - ۳) مسیح خداوند اب فضل کے تخت کے پاس جانے پر تھا (آیت ۱۱) اور درمیانی ہو کے کاہن والی دعا میں یہہ باتیں دنیا کے درمیان کھڑا ہوا فرماتا تھا تاکہ اُس کی خوشی اُن میں کامل ہو رہے (۱۵ - ۱۱) کی تفسیر خوشی کی بابت دیکھو

۱۴ (۱۴) میں نے تیرا کلام اُنہیں دیا ہی اور دنیا نے اُنسے عداوت رکھی اِسلئے کہ دنیا کے نہیں
ہیں جیسے میں دنیا کا نہیں ہوں۔

خدا باپ نے برگزیدہ لوگوں کو مسیح کو دیا اور مسیح نے ان لوگوں کو خدا کا کلام دیا جو دلوں میں پیوند ہو جاتا ہی اور آدمیوں کو بدل کرکے خدا میں وصل کرتا ہی اور دنیا اُنسے دشمنی کرتی ہی اِسلئے کہ وہ لوگ اُس کلام کے سبب سے دنیا کے نہیں رہتے ہیں جیسے کہ مسیح بھی دنیا کا نہ تھا

۱۵ (۱۵) میں یہہ منت نہیں کرتا کہ تو اُنہیں دنیا میں سے اُٹھالے بلکہ یہہ کہ تو اُنہیں بُرائی
سے بچائے

دنیا میں رہنے دے تاکہ کارِ خدمت کے لئے مفید ہوں اور دنیا کو نمکین کریں اور اُس میں روشنی بخشیں لیکن صرف حفاظت بدی سے مطلوب ہی اور بد سے بھی اور آزمائشوں میں بھی حفاظت چاہئے کہ گر نہ پڑیں - یہانسے معلوم ہوگیا کہ مسیح کا منشا یہہ ہی کہ میرے لوگ دنیا سے الگ مثل فقیروں کے جنگلوں اور پہاڑوں میں نہ بھاگیں مگر دنیا کے بیچ میں اڑے رہیں اور بدی سے الگ رہیں یہہ بڑی بہادری ہی اور اسی سے کام چلتا ہی اور عیسائی اُسیوقت مفید ہو سکتے ہیں جبکہ دنیا میں نیکی کے ساتھ رہیں

۱۶ (۱۶) وہ دنیا کے نہیں ہیں جیسے میں دنیا کا نہیں ہوں

(۱۵-۱۹) کی تفسیر کو دیکھو مسیح خداوند بعض مضامین بار بار سُناتا ہی تاکید کے لئے کہ خوب یاد رہیں - وہ فرماتا ہی کہ میں دنیا کا نہیں ہوں اور جب یہہ لوگ میری روح پائینگے تو یہہ بھی دنیا سے الگ ہونگے اور جیسے میرے ساتھہ دنیا نے دشمنی کی ہی ان کے ساتھہ بھی ہوگی پس ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ سے ضرور ہی

۱۷ (۱۷) اُنہیں اپنی سچائی سے پاک کر تیرا کلام سچائی ہی

(سچائی سے) اصل زبان میں ہی کہ سچائی میں (پاک کر) سچائی کا پھل پاکیزگی ہی (تیرا کلام سچائی ہی) حقیقی سچائی کلام اللہ ہی جو بیبل شریف میں ہی یعنے الہامی کلام جو اللہ تعالیٰ سے آیا ہی مسیح خداوند دکھلاتا ہی کہ کلام اللہ سے انسانی روح کا تقدس

ہوتا ہی جب کہ وہ کلام اللہ کو سُنتے ہیں اور اُسے دل میں جگہ دیتے ہیں اور اعمال واقوال اور عقاید میں ظاہر کرتے ہیں تب یہہ نشان ہی کہ اندرونی تقدس حاصل ہوا ہی (پاک کر) اسکے معنے ہیں کہ اُنہیں تقدس بخشدے

۱۸ (۱۸) جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا ہی میں نے بھی اُنہیں دنیا میں بھیجا ہی

یعنے جیسے میں نے انسان ہوکے خود بخود رسالت کا کام نہیں اُٹھالیا بلکہ تو نے مجھے بھیجا اسیطرح ان لوگوں نے بھی جو میرے رسول ہیں از خود رسالت کا کام نہیں لے لیا ہی بلکہ میں نے اُنہیں رسول اللہ مقرر کرکے دنیا میں بھیجدیا ہی یاد رہے کہ ہماری رسالت مسیح کی رسالت سے برابر میں مساوی نہیں ہی یہاں صرف ارسال کے بارہ میں تشبیہہ ہی سو اس سے یہہ سیکھنا چاہئے کہ جب تک کوئی آدمی خدا سے بھیجا نہ جائے اس خدمت میں دست اندازی نہ کرے (ف) ابن اللہ کا یہہ مرتبہ ہی کہ آدمیوں کو رسول اللہ مقرر کرے کیونکہ اُسکا کام اور خدا کا کام ایک ہی

۱۹ (۱۹) اور اُنکے واسطے میں اپنی تقدیس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی سے مقدس ہوں

(اپنی تقدیس) یعنے میں آپ کو اُن کی نجات کے کام کے لئے مخصوص کرتا ہوں مسیح آپ ہی کاہن ہی آپ ہی قربانی ہی آپ ہی قربانگاہ ہی آپ اپنی تقدیس کرتا ہی اور اُن کی تقدیس کے لئے التماس کرتا ہی کہ (مقدس ہوں) اسی دنیا میں اب مقدس ہو جائیں (سچائی سے) یعنے کلام اللہ سے اور مسیح سے مقدس ہو جائیں

۲۰ (۲۰) میں صرف اُنہیں کے لئے نہیں بلکہ اُنکے واسطے بھی جو اُنکے کلام سے مجھپر ایمان لائینگے منت کرتا ہوں

پہلے اُسنے اُن ایمانداروں کے لئے التماس اور سفارش کی تھی جو اُسوقت موجود تھے اب وہ اُن کے لئے بھی التماس کرتا ہی جو آیندہ زمانوں میں ایماندار ہونگے (اُنکے کلام سے مجھپر ایمان) یعنے رسولوں کی منادی سُنکر مجھپر ایمان لائینگے یا رسولوں کے نوشتے پڑھکر ایمان لائینگے (اُنکے کلام سے) وہ کلام تو اللہ تعالیٰ کا ہی لیکن اُنکے منہہ سے سُنایا گیا ہی اِسلئے خداوند نے اُسے اُنکا کلام کہا ہی

۲۱ (۲۱) تاکہ سب ایک ہوں جیسے کہ تو اَی باپ مجھ میں اور میں تجھ میں تاکہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں تاکہ دنیا یقین لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہی

اب وہ رفاقت اور یگانگی کے لئے دعا کرتا ہے کہ (ایک ہوں) نیت میں ارادہ میں ایمان اور امید و محبت میں ایک ہوں
اُنکے جسم تو مختلف ہونگے اور بعض دستورات انتظامی بھی جدا ہونگے تو بھی ایک ایمان ایک بپتسما ایک خدا اور سب کے سب
ایک ہی محبت کے بند میں بندھے ہیں۔ اور یہہ یگانگی اُس نمونے پہ ہو جو مجھہ میں اور تجھہ میں ہے ابن اور اب میں جو یگانگی اور محبت
ہے اُسی نمونے پر اور اُسی میں شامل ہو کے وہ سب ایک ہو جائیں حالانکہ جدائیاں اور اختلافات اُن میں نہ رہیں۔ اور یہہ کیفیت
ان سب شاگردوں کی دنیا دیکھے اور معلوم کرے کہ مسیح سے یہہ ہوا ہے تب مسیح ضرور اللہ سے بھیجا ہوا تھا کہ اُسنے ان لوگوں
میں کیسی رفاقت اور یگانگی پیدا کر دی ہے کہ یہہ سب خدا میں ہو کے آپس میں بڑی موافقت سے گذران کرتے ہیں

(۲۲) اور وہ جلال جو تونے مجھے دیا ہے میں نے اُنہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ۲۲
ہم ایک ہیں

(وہ جلال) یہہ رفاقت اور یگانگی کا جلال ہے جو مسیح انسان کو خدا نے دیا تھا کہ انسانیت کو الوہیت میں لیا اور آدمی
نے خدا کے ساتھہ میل پایا یہہ جلال خداوند یسوع مسیح کی انسانیت کو اللہ نے بخشا تھا (میں نے اُنہیں دیا) وہی جلال
میں نے کل مومنین کو بخشدیا کہ خدا کی رفاقت میں داخل ہوں کیونکہ وہ لوگ مسیح کے وسیلہ سے الٰہی طبیعت اور مزاج میں داخل
ہو جاتے ہیں اور معافی پا کے اللہ کے نزدیک جاتے ہیں اور خدا کی رفاقت میں آجاتے ہیں (تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک
ہیں) ہم یعنے باپ اور بیٹا اور روح القدس ہم تین شخص ہیں اور ایک ہیں ویسے وہ سب آدمی جو میرے شاگرد ہیں مختلف اجسام
و ارواح اور مختلف اقوام اور مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں ہونگے مگر ایک ہو جائیں روح القدس کی تاثیر سے اور یوں
خدا تعالیٰ کے ساتھہ بھی اور آپس میں بھی یکتائی نظر آئے یہہ ایک بڑی نعمت ہے جو مسیح انسان نے خدا سے پائی اور ہمیں بخشدی
ہے (ف) ایک خاص جلال مسیح خداوند کا اور ہے جسکو کوئی آدمی پا نہیں سکتا جسکا ذکر (آیت ۵) میں اور (ططاؤس ۶-۱۶) میں
ہے اُس جلال کا یہاں ذکر نہیں ہے یہاں رفاقت کے جلال کا بیان ہے ہاں ایک اور جلال ہے جو مسیح کی صورت کا عکس ہے اور ہم
میں گرتا ہے وہ ابھی ہمارے اندر کامل نہیں ہے ہاں کامل ہوتا رہتا ہے اور آخر کو کامل ہو جائیگا یہہ جلال روح القدس کے
وسیلہ سے ہم میں پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے اُسی کا بیان (۲ قرنتی ۳-۱۸) میں ہے مسیح نے یہہ جلال عیسائیوں کو
دیدیا اور اُسکا شروع اُن میں فی الحال ہوگیا ہے جسقدر مسیح اُنپر زیادہ ظاہر ہوتا ہے اُسیقدر اس جلال میں اُنکی ترقی
ہوتی رہتی ہے

۲۳ (۲۳) میں اُن میں اور تو مجھہ میں تاکہ وہ ایک ہوکے کامل ہوں اور دنیا جانے کہ تونے
مجھے بھیجا ہی اور اُنہیں پیار کیا ہی جسطرح کہ مجھے پیار کیا ہی

(میں اُن میں) مسیح خداوند اپنی روح ہمیں بخش کے اور ہمیں الٰہی طبیعت میں شامل کرکے اور ہمارا سر ہوکے ہم میں ہوتا ہی (اور تو مجھہ میں) اُسکی انسانیت کے ساتھہ الوہیت کے میل کے سبب سے جو ہو چکا ہی اور ابد تک رہیگا۔ پس جبکہ خدا مسیح میں ہی تو مسیح کا فعل خدا کا فعل اور مسیح کا قول خدا کا قول ہی خدا تعالیٰ خاص طور پر مسیح میں ہی اور مسیح عیسائیوں میں ہی بقدر اُنکے تبدیل مزاج اور ایمان اور فیض روح القدس کے (تاکہ وہ ایک ہوکے کامل ہوں) اُن میں یگانگی ہو جائے اور یوں وہ اپنے کمال کی طرف پہونچیں مسیح کا بڑا زور یگانگی پر ہی خصوصاً رخصت کے وقت وہ اُنہیں اسی وصیت پر قایم کرنا چاہتا ہی (دنیا جانے) یعنے دنیا کو اِس یگانگی سے معلوم ہوگا کہ (تونے مجھے بھیجا ہی) یعنے میں جو عیسائیوں کی روحوں میں بستا ہوں خدا کی طرف سے بھیجا ہوا سچا شخص ہوں کہ میں نے اُنھیں اپنے اندر لیکے خدا سے ملا دیا ہی پس اس یگانگی سے الٰہی میل ہی دیکھینگے (اُنہیں پیار کیا ہی) کہ مسیحی لوگ خاص پیار کے ساتھہ مخصوص ہیں الٰہی پیار اُن میں نمایاں ہوگا یگانگی سے کہ مدد روح سے جو خدا کی روح ہی اُن میں یگانگی اور طبیعت الٰہی ظاہر ہوگی لوگ جانینگے کہ خدا انکی طرف ہی اور اُنہیں پیار کرتا ہی (جسطرح کہ مجھے پیار کیا ہی) بیٹے کی طرف باپ کا بیحد پیار ہی اور وہی پیار ایمانداروں میں نمایاں ہوتا ہی عکس کے طور پر مسیح سے اُن میں گرتا ہی اور یہہ ایک اندرونی دلیل ہوتی ہی عیسائیوں کے انجام بخیر کی نسبت اور مسیح خداوند کی حقیت پر بھی

۲۴ (۲۴) اَی باپ میں چاہتا ہوں کہ وہ جنہیں تونے مجھے دیا ہی جہاں میں ہوں میرے ساتھہ ہوں
تاکہ وہ میرا جلال جو تونے مجھے دیا ہی دیکھیں کیونکہ تونے مجھے دنیا کی پیدایش سے آگے پیار کیا ہی

(جہاں میں ہوں) یعنے الوہیت کی راہ سے جس رتبہ اور منصب اور مقام میں میں ہوں اور میری انسانیت کی راہ سے اب جہاں میں جانیوالا ہوں یعنے آسمان میں عرش مجید پر جو الوہیت کے جلال کا مقام ہی (میں چاہتا ہوں) یعنے میرا شوق اور میری خوشی کی تمنا اور دل کی آرزو یہہ ہی کہ (وہ جنہیں تونے مجھے دیا ہی) یعنے حقیقی عیسائی جو خدا کے برگزیدہ ہیں اور اِس جہان میں میرے جلال کے اندر شریک ہوئے ہیں جن کے دلوں میں الٰہی محبت میں نے جاری کی ہی وہ سب (میرے ساتھہ ہوں) یعنے آخر کو سب میرے پاس آجائیں اور اُسی مقام میں پہونچیں اور وہ (سب میرا جلال دیکھیں) یعنے پاویں جیسے موت کا دیکھنا مرنا ہی اور زندگی کا دیکھنا جی اُٹھنا ہی اسی طرح جلال کا دیکھنا جلال میں شامل ہونا ہی (ف) مسیح فرماتا ہی کہ جب جہان پیدا نہوا تھا

اور میں تیرے ساتھ تھا اور تیرے پیار و جلال میں تھا اُسوقت کا لطف یہہ عیسائی لوگ وہاں میرے پاس آکے دیکھ سکتے ہیں
یہہ خدا کے بیٹے کی مرضی اور خوشی اور تمنا ہے اور خدا کی بھی یہی مرضی ہے (لوقا ۱۲-۳۲) اے چھوٹے جھُنڈ مت ڈر کیونکہ تمہارے
باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے - یہہ وہ مقام ہے جسکا بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ فہم انسانی سے بلند و بالا ہے (ف)
مسیح کے دل کی آسودگی ہو نہیں سکتی جب تک کہ وہ اپنوں کو وہاں نہ لیجائے

۲۵ (۲۵) اے عادل باپ دنیا نے تجھے نہیں جانا - پر میں نے تجھے جانا ہے اور اُنہوں نے
جانا ہے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے

(اے عادل باپ) جو کہ ہر آدمی کو اپنی عدالت سے اُسکے کاموں کے موافق جزا و سزا دیتا ہے (ایوب ۳۴-۱۱ زبور ۶۲-۱۲
و امثال ۲۴-۱۲) باپ کی عدالت اُن کی طرف بھی بے تبدیل ہے جو انجیل شریف کو رد کرتے ہیں اور یہہ بھی محبت کا ایک
حصہ ہے (متی ۱۱-۲۵ سے ۲۷) کی تفسیر پڑھو - یہاں مسیح خداوند باپ کی عدالت کا ذکر کرتا ہے جو اسی شخص کے وسیلہ سے ہوگی اور
اسی بیان کے ساتھ وہ دنیا کی نادانی کا ذکر افسوس کے ساتھ کرتا ہے کہ (دنیا نے تجھے نہ جانا) اپنی عقلی رہنمائی سے بعض
آدمی اُس کی ہستی کے تو قایل ہوئے اور کہا کہ کوئی قادر و حکیم صانع ہے مگر جیسا کہ وہ اپنی ذات و صفات اور مرضی میں ہے
ویسا اُسے دنیا کے لوگوں نے نہ جانا اپنے ہی خیالوں کے درپے رہے (پر میں نے تجھے جانا ہے) جیسا کہ جاننا چاہئے تھا مسیح
نے انسانیت کی راہ سے بھی خدا کو ایسا پہچانا جیسا کہ وہ ہے اور وہ الوہیت کی راہ سے باپ کے برابر ہے علم میں اور سب
باتوں میں (اور اُنہوں نے جانا ہے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے) یعنے میں تیری طرف سے ہوں یہہ علم ان میرے شاگردوں کو حاصل
ہو گیا ہے میری قدرتوں اور دانائی اور الٰہی طبیعت کو دیکھکر یہہ علم اُنہیں حاصل ہو گیا ہے

۲۶ (۲۶) اور میں نے تیرا نام اُنپر ظاہر کیا ہے اور ظاہر کرونگا تاکہ جس پیار سے تو نے مجھے پیار کیا ہے
وہ اُنمیں ہو اور میں اُن میں ہوں

(تیرا نام) یعنے تیری ذات کا اظہار کہ تو واحد فی التثلیث ہے اور تیری صفات کا اظہار کہ نہایت قدوس اور عادل و رحیم اور
پُر محبت وغیرہ ہے اور تیری مرضی کا اظہار کہ تو کیا چاہتا ہے اور تیرے ارادوں کا اظہار اور تیرے کلام کا اظہار اور اُنکے مطالب
و مقاصد حقیقی کا بیان میں نے اِن اپنے شاگردوں پر کر دیا ہے (اور ظاہر کرونگا) جبکہ آسمان پر جاکے روح القدس کو اُنپر نازل
کرونگا تب اُنپر بہت کچھ ظاہر ہو جائیگا - اور یہہ کام میں نے اِسلئے کیا ہے کہ وہ پیار جو تو نے مجھے کیا ہے اُنکے درمیان جاری

ہوجائے اور اُن کی روحوں میں قرار پکڑے اور اُنکے سویدا، دل تک پہونچے اور اُن میں ابد تک وہ پیار رہے (اور میں اُنمیں ہوں) یعنے اُنکے دلوں میں جیسے ہیکل میں خدا کا ہوتا تھا (۲ قرنتی ۱۲-۵) (ف) خداوند مسیح سے ہم عیسائیوں نے خدا کو پہچانا ہو اور اُس پیار کو بھی سمجھا ہو بلکہ وہ پیار ہمارے دلوں میں موثر ہو اور مسیح خداوند بھی البتہ اپنی روح سے ہمارے دلوں میں سکونت پذیر ہو کہ ہمارا حاکم ہوکے ہمارے دلوں میں رہے - دعاء تقدیس اب تمام ہوئی

اٹھارھواں باب

(۱) یسوع یہہ کہکے اپنے شاگردوں کے ساتھ کدرون کے نالہ کے پار گیا وہاں ایک باغچہ تھا جسمیں وہ اور اُسکے شاگرد داخل ہوئے

(یہہ کہکے) یعنے ۱۴ باب سے ۱۷ باب تک جو باتیں ہیں وہ کہکے نالہ کے پار گیا دوسرے انجیل نویس کہتے ہیں کہ عشاء ربانی کے بعد زیتون کے پہاڑ پر چلا گیا (متی ۲۶-۳۰ مرقس ۱۴-۲۶ لوقا ۲۲-۳۹) یوحنا رسول یہاں کہتا ہو کہ یہہ باتیں نالہ کے اِسی طرف فرماکر پار گیا تھا (۱۴-۳۱) میں ہو کہ بالا خانہ سے باہر آگیا اور راہ میں وہ سب بیان سُنائے نالہ کے اسطرف دعاء تقدیس کی اور بعد دعاء تقدیس کے نالہ کے اُس پار جاتا ہو (کدرون کا نالہ) کدرون کے معنے ہیں کالا یا وہی لفظ ہو جو کدورت مشہور ہو یہہ برساتی نالہ ہو اور اُس ملک میں اکثر موسم سردی میں بارش ہوتی تھی اور وہ نالہ بہا کرتا تھا اسوقت موسم سردی کی تھی شاید بارش نہیں ہوئی کہ نالا سوکھا پڑا تھا- یہہ وہی نالہ ہو جس میں ہوکر ہیکل کی قربانیوں کا لہو بہا کرتا تھا- اسوقت تمام قربانیوں کی اصل یعنے خدا کا برّہ نالہ کے اس طرف بعد تقدیس کے اپنا خون بہانے کو اُس کے پار اُتر گیا اور پار اُترتے ہی دُکھ کا شروع ہوا یعنے جان کنی شروع ہوئی اس مقام پر خوب سوچو- اُس ملک کے سب یہودی اور شاید اُنہیں سے معلوم کرکے وہاں کے سب مسلمان بھی یہہ کہتے ہیں کہ آیندہ قیامت اُسی وادی میں ہوگی جہاں وہ نالہ ہو- داؤد بادشاہ جو مسیح کا نمونہ تھا ابی سلوم سے بھاگ کر اسی نالہ کے پار گیا تھا (۲ سموئیل ۱۵-۲۳) اب ہمارا منجی اور مالک اُس نالہ کے پار گیا ہو (وہاں ایک باغچہ تھا) وہی گتسمنی ہو جو زیتون کے پہاڑ پر ہو جسکے گرداگرد اب تک پکا پشتہ بندھا ہو

(۲) اور یہودا اُسکا حوالہ کرنیوالا بھی وہ جگہ جانتا تھا کیونکہ یسوع اکثر اپنے شاگردوں کے ساتھ وہاں جمع ہوتا تھا ۲

(جانتا تھا) یہوداعشاء ربانی لیکر اُنسے الگ ہوکر دشمنوں کی طرف چلا گیا تھا اُسکے پیچھے مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ اُس بالاخانہ سے نکلا اور راہ میں وہ سب کچھ سُنایا اور اب باغیچہ میں آگیا یہودا جانتا تھا کہ مسیح وہاں جاکے بیٹھا کرتا ہے اور شاگردوں کو وہاں تعلیم دیا کرتا ہے (ف) نیکی کی پہچان بدنیت آدمی کے لئے کبھی کبھی بدی کی غایت ہوجاتی ہے۔ مسیح کی عادت تھی کہ وہاں رات بتاوے (لوقا ۲۱-۳۷) کریزاسٹم صاحب کہتے ہیں کہ خداوند اکثر گھر سے باہر رات بتایا کرتا تھا (ف) اس شریر آدمی نے جہاں بیٹھکر پاکیزگی اور تسلی اور زندگی کی باتیں سُنیں تھیں اُسی جگہ میں غدر اور اپنے مالک کے ساتھ بدسلوکی کی (ف) اس باغیچہ میں جو کچھ مسیح نے کہا دوسری انجیلوں میں لکھا ہے یوحنا نے اُس بیان کو چھوڑ دیا ہے اُنکا بیان کافی سمجھا اور جو باتیں اُنسے رہگئی تھیں اُسنے اُن سب کو لکھدیا ہے

۳ (۳) پس یہوداسپاہیوں کا غول اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے لے کے قندیلوں اور مشعلوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا

(سپاہیوں کا غول) گمان ہے کہ رومی سپاہیوں کی کوئی کپتنی ہوگی جو اکثر ہیکل کی حفاظت کے لئے پیلاطوس کی طرف سے عیدوں کے وقت پر سانیڈرم کے پاس مدد کے لئے آتے تھے اور یہودیوں کے پیادے جدے تھے (آیت ۲) (قندیلوں اور مشعلوں) خوب چاندنی رات تھی کیونکہ چاند کی چودھویں رات تھی توبھی یہہ لوگ مشعلیں لائے شاید اُنہیں گمان تھا کہ درختوں کے سایوں میں اُسے تلاش کرنا پڑیگا (ہتھیار) یہوداکو معلوم تھا کہ مسیح کے پاس مقابلہ کے لئے کچھ ہتھیار نہیں ہیں توبھی وہ صلح کے شاہزادے کو ہتھیاروں کے ساتھ قید کرنے کو آیا اور جہان کے نور کو مشعلوں کے ساتھ تلاش کرنے نکلا کیونکہ اُسکے دل میں صلح اور روشنی نہ تھی

۴ (۴) پس یسوع سب کچھ جو اُسپر ہونیوالا تھا جان کے آگے بڑھا اور اُنہیں کہنے لگا کسے ڈھونڈتے ہو

(جانکے) یعنے سب دکھوں کو جو اُسپر آنیوالے تھے جانتا تھا اور جان کے آگے بڑھا اپنے دکھوں کا استقبال کیا (ف) دنیا میں جو سب سے اچھے شہید گذرے ہیں اُن میں سے کسی نے کبھی یقین کر کے نہیں پہچانا کہ مجھپر کیا گذریگا اُنکو ہمیشہ یہہ گمان رہا کہ شاید میری جان کسی طرح بچ جائیگی یا شاید مارا جاؤں لیکن مسیح نے یقین کر کے جانا کہ ضرور مرونگا اور بُرے دکھوں سے مرنا ہوگا توبھی وہ دلاوری کے ساتھ آگے آیا (آگے بڑھا) یعنے چاند کی روشنی میں آیا اور درختوں کے سایہ سے جہاں وہ

دعا مانگتا تھا نکلا (متی ۲۶ - ۳۶ سے ۴۶) (کسے ڈھونڈتے ہو) اُنسے باتیں کرتا ہے تاکہ وہ اُسپر نگاہ کریں اور شاگرد اِدھر اُدھر کھسک جائیں (ف) جب لوگ مسیح کو ڈھونڈتے تھے کہ بادشاہ بنائیں تب وہ اُنسے بھاگا تھا اب کہ موت کے لئے تلاش کرتے ہیں تو ملنے کو سامنے آتا ہے وہ دکھلاتا ہے کہ میں آپ کو موت کے لئے سپرد کرتا ہوں اور دشمنوں کے ہاتھوں میں آپ کو خوشی سے سونپ دیتا ہوں (ف) آدم اول کی تلاش بھی باغ میں ہوئی تھی لیکن اُسنے آپ کو درختوں کے پتوں میں چھپایا تھا کیونکہ گنہگار ہوگیا تھا آدم دوسرا پتوں کے سایہ میں سے باہر آتا ہے کیونکہ بیقصور اور پاک ہے پہلے آدم نے آزمائش کرنیوالے سے شکست کھائی اور بہشت کو کھو دیا دوسرا آدم شیطان پر فتح پاتا ہے اور بہشت کو اپنی کلیسیا کے لئے حاصل کرتا ہے پہلے آدم نے حوا کو کہ بنی آدم کا گویا وہ منبع تھی قصوروار بتلایا مسیح اپنے شاگردوں کو بیقصور کہتا ہے جو تمام کلیسیا کے منبع تھے

(۵) اُنہوں نے اُسے جواب دیا یسوع ناصری کو یسوع نے اُنہیں کہا میں ہوں اور یہودا اُسکا ۵
حوالہ کرنیوالا بھی ساتھ کھڑا تھا

یہودا نے جو مسیح کو چوما تھا اُس کا ذکر یہاں نہیں ہے یوحنا نے اُس بیان کو حذف کر دیا ہے (یسوع ناصری کو) سبب عزلت سے نام لیتے ہیں ناصری بتلاتے ہیں حال آنکہ تولد اُسکا بیت لحم میں ہوا تھا اور مریم و یوسف بیت لحم کے باشندے تھے (متی ۲ : ۱) لیکن ناصرے میں جا بسے تھے (لوقا ۲ - ۴ و ۳۹ و ۵۱) یسوع نے کہا (میں ہوں) بظاہر یہہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ یسوع ناصری جسے تم تلاش کرتے ہو میں ہوں لیکن درحقیقت اِن الفاظ میں الوہیت پر اشارہ تھا (۸ - ۲۴) کی تفسیر کو دیکھو - اسی طرح مسیح نے کہا تھا کہ میں ہوں جب دریا کی لہروں پر چلتا تھا اور سامری عورت سے بھی کہا تھا کہ میں ہوں اور سانہیڈرم کے سامنے بھی فرمایا تھا کہ میں ہوں

(۶) سو جونہیں اُسنے اُنہیں کہا کہ میں ہوں وہ پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے ۶

الوہیت کے دبدبہ کی تاثیر سے جو لفظ میں ہوں سے نکلی وہ سب گر پڑے تھے - مسیح نے اُنہیں اپنی الٰہی طاقت سے گرا دیا تاکہ دکھلا دے کہ میں مجبوری سے پکڑا نہیں جاتا ہوں میری قدرت ایسی ہے کہ چاہوں تو نہ مروں مجھے اختیار ہے کہ جان دوں یا نہ دوں - تمہارے پاس بہت ہتھیار بہت سپاہی اور پیادے ہیں میرے پاس دنیاوی سامان کچھ نہیں ہے تو بھی لفظ میں ہوں میں وہ قدرت ہے کہ تم سب کو زمین پر گرا دیتا ہوں پس میں تو ایک اشارہ سے تمام زمین آسمان کو تہہ و بالا کر سکتا ہوں

اگرچاہوں لیکن میں لوگوں کے کفارہ میں اپنی جان دینے کو آیا ہوں اسلئے از خود آپ کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔اگر یہہ لوگ اسوقت توبہ کرتے اور ایمان لاتے تو بچ جاتے لیکن پیچھے بھی جو جو ایمان لائے ہونگے معافی ہوئی ہوگی (ف) مسیح کی قدرت دشمنوں پر بھی غالب ہی مگر وہ نہ کسی کو جبراً کھینچتا اور نہ کسی کو جبراً دھکیلتا ہی نجات پانا یا نہ پانا اُن کی خوشی پر چھوڑتا ہی صرف منادی کی آواز سے بلاتا ہی نہ الٰہی جبری قوت سے (ف) دیکھو اسوقت مسیح فروتنی اور عاجزی کے لباس میں آیا تھا اور اُس کی آواز میں یہہ تاثیر تھی جب جلال میں آئیگا تو آواز میں کیا کچھہ اثر نہوگا (اعمال ۲۶-۱۴) پولوس اور اُسکے ساتھی بھی اُسکی جلالی آواز کی تاثیر سے زمین پر گر پڑے تھے (ف) اسوقت مسیح دشمنوں کو گراتا ہی اور شاگردونکو موقع بخشتا ہی کہ چلے جائیں گویا اُنہیں قدرت کی آڑ میں چھپاتا ہی کہ بچیں

۷ (۷) تب اُس نے اُنسے پھر پوچھا کہ کسے ڈھونڈتے ہو وہ بولے یسوع ناصری کو

(پھر پوچھا) پھر وہی سوال ہی اب اُنہیں اجازت ہوتی ہی کہ اُسے پکڑلیں اور وہ قوت و تاثیر پوشیدہ ہوتی ہی کہ اب وہ اپنی تمیزوں کے موافق کام کریں

۸ (۸) یسوع نے جواب دیا میں نے تمہیں کہا ہی کہ میں ہوں پس اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو اُنہیں جانے دو

(اُنہیں جانے دو) مسیح نہیں چاہتا کہ اُن میں سے کوئی بھی ہلاک ہو کیونکہ اُنکا کام ابھی دنیا میں باقی ہی کہ دین کا سارا انتظام وہ کرینگے۔اور یہہ بھی ہی کہ مسیح اِسوقت اکیلا ہو کے مشتاق موت کا ہی (ف) آدمی کی موت کسی دشمن کے زور پر نہیں مگر خدا کی اجازت پر ہی

۹ (۹) یہہ اِس لئے ہوا تا کہ وہ بات جو اُس نے کہی پوری ہو کہ جنہیں تو نے مجھے دیا ہی میں نے اُن میں سے کسی کو نہ کھویا

(کسیکو نہ کھویا) دیکھو (۱۷-۱۲) یہہ بات تمام مومنین کے حق میں ہی جو برگزیدہ ہیں اسوقت یہہ شاگرد سب قایم مقام تھے۔ اور نہ کھویا سے مراد یہہ ہی کہ روحانی ابدی موت سے سب کو بچا لیا۔اسوقت صرف بدنی موت سے بچاؤ نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں روحانی حفاظت ہوئی تھی کہ کوئی بھی اُنمیں سے بہ ہلاکت ابدی ہلاک نہ ہوا اُسوقت کی بدنی سلامتی روحانی ابدی سلامتی کا نمونہ تھا

۱۰ (۱۰) تب شمعون پطرس نے تلوار جو اُس پاس تھی کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلائی اور اُسکا دہنا کان اُڑا دیا اور اُس نوکر کا نام ملکوس تھا

اس نوکر کا نام صرف یوحنا نے بتلایا ہے کہ ملکوس تھا (کھینچی) معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کلہاڑا مارتے ہیں اسطرح پر تلوار ماری تھی اور اُسکا ارادہ تھا کہ ملکوس کا سر چیر ڈالے (کان اُڑا دیا) سر میں نہ لگی کان پر گذر گئی اور کان کٹ کر چمڑے میں لگا ہوا گلے کی طرف لٹک گیا ہوگا۔ شاگردوں کے پاس دو تلواریں تھیں جلیل سے ہمراہ لائے ہونگے (لوقا ۲۲-۳۸) مسیح نے جو تلوار مول لینے کی اجازت دی تھی اُسکا منشا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسب دستور دنیاوی سامان جو مناسب ہیں رکھنے کی اجازت دیتا ہے اور سکھلاتا ہے کہ پہلے میں نے تم کو بے سامان بھیجا تھا اور سفر کا سامان رکھنے سے منع کیا تھا یہہ دکھلانے کو کہ میری قوت اور قدرت تمہارے ساتھ ہوگی لیکن اب میں آسمان پر جاتا ہوں اور تم دنیا میں بڑے بڑے سفر کروگے سب ضروری سامان حسب دستور رکھنا منع نہیں ہے اپنی حفاظت کے لئے سب چیزیں جو مطلوب ہیں ساتھ رکھو پس وہ بات اُسی جگہ ختم ہو چکی تھی یہہ مطلب نہ تھا کہ جب لوگ مجھے پکڑنے آویں تب تلوار چلائی جائے پطرس نے غصہ میں آکے اور مسیحی محبت کا اظہار دکھلاکے اُسوقت اپنی مرضی سے تلوار چلائی اِسلیئے مسیح خداوند سے کچھہ ملامت بھی اُٹھائی تھی

۱۱ (۱۱) تب یسوع نے پطرس کو کہا اپنی تلوار میان میں کر کیا وہ پیالہ جو باپ نے مجھے دیا ہے نہ پیوں

پہلے یوں کہا کہ یہانتک رہنے دے (لوقا ۲۲-۵۱) یعنے یہانتک تیری محبت کا اظہار ہو چکا زیادہ تکلیف نہ اُٹھا اور کچھہ اور بھی فرمایا تھا (متی ۲۶-۵۲ سے ۵۴) پھر یہہ کہا جو آیت بالا میں ہے مسیح کا مطلب یہہ تھا کہ میری لڑائی دنیاوی ہتھیاروں سے نہیں ہے بلکہ میرا جنگ روحانی ہتھیاروں سے ہے جو صبر و برداشت اور راستی وغیرہ کے ہیں اور میری فتح یقینی ہے جسمیں کچھہ شبہہ نہیں ہے (کیا وہ پیالہ) یہہ لفظ (متی ۲۶-۳۹) میں بھی ہیں پیالہ سے مراد وہ دُکھہ ہیں جو خدا تعالیٰ اندازہ سے دیا کرتا ہے مسیح کا پیالہ سب آدمیوں کے پیالوں سے جدا تھا (باپ نے مجھے دیا) خدا مہربان باپ ہے اور باپ بیٹے کا ازلی پیار ہے باپ نے جو پیالہ بیٹے کو دیا مہربانی کے ہاتھہ سے دیا ہے بیٹا بھی باپ کے پیالہ کو عزت سے لیتا ہے اور خوشی سے پیتا ہے پہلے مسیح نے اپنا پیالہ پی لیا پھر وہ ہمیں بھی اندازہ سے دیا کرتا ہے تعظیم سے لینا اور ادب سے پینا چاہئیے تمام مصائب الٰہی بخشش ہیں (نہ پیوں) کیا تیرا یہہ ارادہ ہے ہاں پطرس کا یہی ارادہ تھا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ حاشا للہ یہہ تجھہ پر کبھی نہوگا (متی ۱۶-۲۲) اگر مسیح اُس پیالہ کو نہ پی لیتا تو کل بنی آدم ابد تک اُسے پیا کرتے اُسکے پیالہ میں تمام شریعت کی لعنتیں اور گناہ کے وبال اور

ساری ہیبتیں اور تمام الٰہی عدالت کے انتقام اور تمام شیطانی دُکھ بھرے تھے بدنی اور روحانی مصایب اُسمیں تھے تو بھی وہ پیالہ تھانہ منہ

۱۲ (۱۲) پس سپاہی اور صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے ملکے یسوع کو پکڑا اور باندھا

سپاہی اور صوبہ دار سرکاری لوگ تھے پیادے سانیڈرم کے چپراسی ہونگے (باندھا) جیسے اضحاق قربانی کے لئے باندھا گیا تھا (پیدایش ۲۲-۹) یا جیسے وہ مینڈھا تھا جسکے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے (پیدایش ۲۲-۱۳) یا وہ اُنکے ہاتھ میں ایسا آگیا جیسے فلستیوں کے ہاتھ میں عہدنامہ کا صندوق آگیا تھا اُسوقت زور آور سمسون باندھا گیا جو قادر مطلق ہے وہ قید ہوگیا خالق مخلوقات سے باندھا گیا خداوند اپنی رعیت سے باندھا گیا جیسے چور اور خونی باندھے جاتے ہیں اسیطرح وہ باندھا گیا وہ جو شیطان کی زنجیروں اور گناہوں کی بندشوں سے آزاد کرنے کو آیا تھا آدمیوں کی رسیوں سے باندھا گیا وہ باندھا گیا جسنے ابھی ان سب کو ایک لفظ بول کے گرا دیا تھا اب وہ آپ سے اُنکے ہاتھ میں آگیا۔ صرف یوحنا لکھتا ہے کہ وہ باندھا گیا تھا۔ اسیوقت سب شاگرد بھاگ گئے تھے۔ یہہ مقام وہی موریا کی پہاڑی کا تھا جہاں اضحاق و مینڈھا اُسکے نمونے باندھے گئے تھے۔ اسوقت ایک جوان چادر اوڑھے ہوئے شاید سوتے سے اُٹھا ہوگا مسیح کے پیچھے ہولیا تھا اور سب چلدیئے تھے اور اس جوان پر بھی جب سپاہیوں نے ہاتھ ڈالا تو وہ بھی اپنی چادر اُن کے ہاتھوں میں چھوڑ کر بھاگا تھا (مفسرین گمان کرتے ہیں کہ شاید یہہ مرقس ہوگا) (مرقس ۱۴-۵۱)

۱۳ (۱۳) اور پہلے اُسے حنا کے پاس لیگئے کیونکہ وہ قیافا کا جو اُس برس سردار کاہن تھا سسر تھا

(حنا) قیافا کا خسر ہے اسوقت وہ سردار کاہن نہ تھا لیکن سردار کاہن کا خسر تھا اسوقت سے پہلے یہہ حنا سردار کاہن تھا اسکا ذکر (متی ۲۶-۵۷) کی تفسیر میں دیکھو حنا۔ کا ذکر اور انجیل نویس نہیں کرتے ہیں صرف سانیڈرم کا اور قیافا کا ذکر کرتے ہیں سبب یہہ ہے کہ وہ سب اختصار کرتے ہیں مسیح پہلے حنا کے پاس پہونچایا گیا۔ اور اُسنے آزمایش کر کے قیافا کے پاس بھیجدیا اور جب صبح ہوئی تو سانیڈرم کے سامنے بھیجا گیا جہاں قیافا میر مجلس تھا پھر وہاں سے پیلاطوس کے پاس بھیجا گیا وہاں سے ہیرودیس کے سامنے لایا گیا پھر وہاں سے پیلاطوس کے پاس واپس کیا گیا اور تمام گروہ حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا۔ پس تمام حکام دینی اور دنیاوی اور رومی و یہودی اور خاص و عام لوگوں سے بھی اُسپر موت کا فتویٰ دیا گیا یہہ عجیب واقعہ ہے اس میں بھید ہے

(۱۴) یہہ وہی قیافا تھا جسنے یہودیوں کو صلاح دی کہ قوم کے بدلے ایک آدمی کا ہلاک ہونا مفید ہی ۱۴

(ہلاک ہونا مفید ہی) اسکی شرح (۱۱-۵۱) کی ذیل میں دیکھو۔ جس مطلب سے وہ مفید بتلاتا ہی وہ مطلب اُس کی بے انصافی اور بدنیتی سے ہی اور جس مطلب سے وہ درحقیقت مفید ہی وہ خدا کے پاک ارادہ میں ہی جسکا اجر قیافا نہیں پاسکتا اپنی بُری نیت کے سبب سے

(۱۵) اور شمعون پطرس اور دوسرا شاگرد یسوع کے پیچھے ہو لئے اور وہ شاگرد سردار کاہن کا ۱۵
جان پہچان تھا اور یسوع کے ساتھ سردار کاہن کے دیوان خانہ میں گیا

پطرس دلاور آدمی تھا اُس کی ہمت اوروں سے زیادہ تھی اور سب تو بھاگ گئے یہہ دو پیچھے پیچھے آئے یہہ دیکھنے کو کہ اب کیا ہوتا ہی (دوسرا شاگرد) خود یوحنا ہی اپنا نام فروتنی کے سبب سے نہیں لیتا (۲۰-۲ و ۳ و ۸) یہہ آدمی معزز تھا اور اسکا گھر بھی یروسلم میں تھا تب ہی تو مبارک مریم کو صلیب کے وقت اپنے گھر میں لے آیا تھا تاکہ اُس کی ماموریت سے سردار کاہن کا واقف بھی تھا محل کے اندر جانے کی جرأت اسی تعارف کے سبب سے تھی لیکن پطرس جیسی تھا یوحنا اور پطرس کے درمیان بہت دوستی تھی اور یہہ دونو شخص رسولوں میں ممتاز بھی نظر آتے ہیں (اعمال ۴-۱۳)

(۱۶) پر پطرس دروازہ پر باہر کھڑا رہا سو دوسرا شاگرد جو سردار کاہن کا جان پہچان تھا باہر ۱۶
نکلا اور دربان سے بول کے پطرس کو اندر لایا

یوحنا ظاہر کرتا ہی کہ پطرس کی آزمایش اور لغزش کے کام میں میرا بھی حصہ ہوا ہی کہ میں اُسے اندر لایا اگر یہہ شخص اُسے اندر نہ لاتا تو وہ آزمایش میں نہ پڑتا۔ ہاے افسوس کہ ہم سب نادان اور گنہگار ہیں پر شکر ہی کہ خداوند ہم سب کو بچاتا ہی

(۱۷) تب اُس لونڈی نے جو دربان تھی پطرس کو کہا کیا تو بھی اس آدمی کے شاگردوں میں ۱۷
سے نہیں ہی وہ بولا میں نہیں ہوں

اُسوقت مسیح خداوند اُس کمرے میں تھا جو دالان عدالت کے کچھ اوپر تھا اور پطرس دالان کے سامنے نیچے کھڑا تھا (مرقس ۱۴-۶۶) خداوند نے اوپر کھڑے ہوئے نیچے کی طرف پطرس پر نگاہ کی تھی (لوقا ۲۲-۶۱) (دربان تھی) اکثر لونڈیاں دربانی کرتی تھیں (اعمال ۱۲-۱۳) (کیا تو بھی) لفظ تو بھی ظاہر کرتا ہی کہ وہ لونڈی یوحنا کو تو جانتی تھی کہ مسیح کا شاگرد ہی

اِسی لئے پطرس کو کہتی ہو کیا تو بھی شاگرد ہی جو اندر آیا ہی۔ شاید وہ اسبات سے ڈری ہو گی کہ اُسنے بے وقت رات کو ایک اجنبی آدمی اندر آنے دیا ہی اور اپنی دربانی کے کام میں قصور کیا ہی پس وہ پوچھتی ہی کہ تو کون ہی کیا شاگرد ہی جو اندر گھس آیا ہی یا کوئی غیر ہی (وہ بولا میں نہیں ہوں) یعنے میں شاگرد نہیں ہوں یہہ پطرس کا پہلا انکار تھا۔ اور انجیلوں میں تینوں انکار پے در پے مذکور ہیں لیکن یہاں یوحنا رسول پہلے اور دوسرے انکار کے درمیان کچھ اور کاموں کا بھی ذکر کرتا ہی۔ اگر پطرس کہتا کہ ہاں میں بھی شاگرد ہوں تو وہ لونڈی چپ کر جاتی اُسے مار نہ ڈالتی جیسے یوحنا کو نہیں مار ڈالا نہ کوئی اُسے پکڑتا جیسے یوحنا کو نہ پکڑا کیونکہ مسیح کی طرف سے شاگردوں کے پکڑنے کی اُس وقت اجازت نہ تھی اُس نے فرما دیا تھا کہ انکو جانے دو اور یہودی بھی اُسوقت صرف مسیح کے درپے تھے نہ شاگردوں کے لیکن پطرس نے ہمت ہار دی اور ڈر گیا۔ اے پطرس تو نے یہہ کیا کیا تو نے تو کہا تھا کہ میں تیرے لئے اپنی جان دونگا تو تو ایک لونڈی سے ڈر گیا اور ایسا ڈرا کہ اپنی جان بربادی کے حوالہ کر دی۔ پس وہ جو بڑی دلاوری کے مدعی ہیں یاد رکھیں کہ آدمی بغیر الہٰی مدد کے قایم نہیں رہ سکتا۔ اسوقت مسیح نے بھی اُسے گرنے دیا تاکہ عمر بھر اپنی قوت پر بھروسہ نہ رکھے اور اُس کی نظر نیچی رہے قیاس تو چاہتا ہی کہ پطرس نے عمر بھر کلیسیا میں اور گنہگاروں پر بہت سختی نہ دکھلائی ہو گی (ف) شیخی مارنا اور خود بخود امتحان کی جگہ میں جانا اور دعا نہ مانگنا یہہ کام بڑی نادانی کے ہیں

۱۸ (۱۸) اور نوکر اور پیادے جاڑے کے سبب کوئیلوں کی آگ سلگا کر کھڑے تاپتے تھے اور پطرس اُنکے ساتھ کھڑا تاپتا تھا

اسوقت پطرس کھڑا تھا اور کھڑے کھڑے یہہ انکار کر گذرا تھا۔ اسکے بعد وہ بیٹھ گیا تھا (متی ۲۶-۶۹) یہہ واقعہ ماہ اپریل میں ہوا تھا اور وقت رات کا تھا اور آدھی پر تین بجے تھے سردی بہت تھی کیونکہ شہر یروشلم سمندر سے دو ہزار چار سو فٹ اونچا ہی کبھی کبھی ماہ مارچ میں بہت سردی ہوتی ہی پس ہندوستان کے عوام الناس اپنے ملک کے موسم پر قیاس کر کے بڑہ مہربانی غلطی میں نہ پڑیں (ف) یہہ بھی یاد رہے کہ موذیوں کی آگ تاپنے سے سوا نقصان کے کچھ فایدہ نہیں ہوتا ہی

۱۹ (۱۹) پس سردار کاہن نے یسوع سے اُسکے شاگردوں اور اُسکی تعلیم کی بابت سوال کیا

(سردار کاہن) یعنے حنا نے جو پہلے سردار کاہن تھا اگرچہ اسوقت اُسکا داماد قیافا اس عہدہ پر ہی لیکن وہ بزرگی اور رشتہ داری کے لحاظ سے کاموں میں دخل دیتا ہو گا (آیت ۲۴) سے ظاہر ہی کہ بعد سوال و جواب کے اِس حنا نے

مسیح کو قیافا کے سامنے بھیجدیا تھا جو کہ باختیار عہدہ دار تھا اور ایک ہی محل میں درمیان جدے جدے حصّوں کے وہ رہتے تھے۔ یہہ لوگ اپنی دنیاوی شوکت قایم رکھنے کے لئے مسیح کے خون کے پیاسے تھے اسی لئے توریت کو بےوقت مقدمہ کرتے ہیں اور مار ڈالنے کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں (شاگردوں اور تعلیم کی بابت پوچھا) شاید شاگردوں کی تعداد پوچھی ہوگی کہ کتنے لوگ تیرے شاگرد ہوئے ہیں اور وہ کون کون ہیں اُنکے نام کیا ہیں تاکہ اُسکے جتھہ کی قوت دریافت کرے یا اسلئے کہ یہودیوں کے سامنے کہیگا کہ اسنے اسقدر آدمی گمراہ کرلئے ہیں یا اسلئے کہ شاید اُن میں سے کوئی ایسا آدمی بھی پائیگا جو مسیح پر کچھہ الزام لگا سکیگا۔ اور تعلیم کی بابت بھی پوچھا کہ تو کیا سکھلاتا ہی تاکہ اُس کی تعلیم میں سے کچھہ بات پکڑکر اُسے قصوروار ٹھہرائے اور اُسے جھوٹا نبی کہے اور اُسکے قتل کا فتویٰ نکالے دیکھو (استثنا ۱۳ ۱-سے ۵)

۲۰ (۲۰) یسوع نے اُسے جواب دیا کہ میں نے ظاہراً عالم سے باتیں کیں۔ میں نے ہمیشہ عبادتخانہ اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھہ نہیں کہا ہی

مسیح جانتا تھا اور ہم سب بھی جانتے ہیں کہ حنا کا وہ سوال نیک نیتی سے بامید واقفی نہ تھا بلکہ بدنیتی سے پھنسانے کے لئے حیلہ جوئی تھی (یسعیا ۲۹ - ۱۲) پر غور کرو کہ کیا لکھا ہی۔ پس مسیح خداوند شاگردوں کی بابت کچھہ جواب نہیں دیتا کیونکہ وہ پہلے فرما چکا ہی کہ اُنہیں جانے دو یہہ الٰہی بندوبست ہی کہ کسی شاگرد پر اسوقت دست اندازی نہوگی ہاں اُسنے تعلیم کی بابت جوابدیا کہ میں نے ایک عالم سے یعنے ہزارہا ہزار آدمیوں سے باتیں کہیں ہیں نہ پوشیدہ طور سے مگر علانیہ اور ظاہراً کلام کیا ہی اور ہمیشہ اور عبادت خانوں اور ہیکل کے درمیان کلام کیا ہی خصوصاً عیدوں کے وقت پر کہ سب یہودیوں کو سال میں تین دفعہ جمع ہونے کا حکم تھا میں نے اپنی تعلیم سب کو سنائی ہی

۲۱ (۲۱) تو مجھہ سے کیوں پوچھتا ہی اُنسے پوچھہ جنہوں نے سنا ہی کہ میں نے اُنہیں کیا کہا دیکھہ وہ جانتے ہیں جو میں نے کہا ہی

مسیح خداوند فرماتا ہی کہ مقدمہ کے وقت مجھہ سے نہیں پوچھنا چاہئے کہ میں کیا تعلیم دیتا ہوں پہلے سننے والوں سے پوچھنا چاہئے کہ میں نے اُنہیں کیا کہا ہی پہلے مدعی اپنا دعویٰ پیش کریں یہہ انصاف کی راہ ہی (ف) دیکھو مسیح خداوند مخالف آدمی سے اپنا حق مانگتا ہی اور انصاف چاہتا ہی اگرچہ مظلوم ہی پس عیسائی بھی مظلومی کی حالت میں اپنی دادخواہی کرسکتے ہیں اسمیں کچھہ عیب نہیں ہی۔ فرماتا ہی کہ میں نے پوشیدگی میں کچھہ نہیں سکھلایا جو کچھہ کہا علانیہ کہا اور سب جانتے ہیں

مسیح کی باتیں سب آدمیوں کی باتوں سے زیادہ ترقیمتی ہیں تو بھی ظاہر ہیں نہ پوشیدہ اور وہ باتیں سچی اور بہت گہری بھی ہیں تو بھی سب کے سامنے کھلی ہیں جسکا جی چاہے اُٹھے اور پڑھ لے مسیح کی باتیں کچھ عیب دار نہیں ہیں کہ صرف یاروں سے کہی جائیں اور ایک بے وقوف گروہ کانا پھوسی کر کے اُنہیں چھپائی پھرے دیکھو باطل مذاہب کی باتوں میں اور مسیح کے دین کی باتوں میں کیسا فرق ہے

۲۲ (۲۲) جب اُسنے یہہ کہا پیادوں میں سے ایک نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے تماچہ مارا اور کہا کیا تو سردار کاہن کو یوں جواب دیتا ہے

شریر اور بے انصاف حاکموں کے نوکر بھی شریر ہوتے ہیں پس پیادے نے افسر اعلیٰ کے سامنے ایسی بے انتظامی دکھلائی اور اس سردار کاہن نے اُسے کچھ نہ کہا اِسی سے ظاہر ہے کہ کیسی عدالت تھی۔ ظالم حاکم قیدیوں کو اور مجرموں کو اور اُنکو جنپر کچھ تہمت ہوتی ہے دُکھ دیا کرتے ہیں لیکن منصف خداترس لوگ ایسا نہیں کرتے ہیں۔ خداوند کے حق میں جو خبر تھی پوری ہوئی (یشیا۔ ۵۰-۶) (ف) اسوقت مسیح نے تماچہ کھا کے دوسرا گال اُس کی طرف نہیں پھیر دیا جیسا کہ (متی ۵-۳۹) میں نصیحت دی تھی پس اُس نصیحت کا مطلب ظاہر ہوگیا کہ برداشت اور صبر مراد ہے اور ظلم اُٹھا کے نرمی سے سچا جواب دینا بھی صبر کی منافی نہیں ہے

۲۳ (۲۳) یسوع نے اُسے جواب دیا اگر میں نے بُرا کہا تو بُرائی کی گواہی دے پر اگر اچھا کہا تو مجھے کیوں مارتا ہے

مسیح خداوند دین کے بارہ میں زور زبردستی کرنے سے منع فرماتا ہے لیکن زبان سے بولنے کو منع نہیں کرتا عیسائیوں کا ایک ہتھیار زبان ہی ہے جبکہ وہ نرمی سے سچا جواب دیتے ہیں اگر مسیح چاہتا تو اس پیادے سے بآسانی انتقام لیتا جیسے الیاس نے کیا تھا (۲ سلاطین ۱-۱۰ و ۱ سلاطین ۱۳-۴) لیکن وہ ہمیں صبر کی راہ سکھلاتا ہے اور یہہ بھی کہ ظالم کی تمیز کے سامنے انصاف کی روشنی چمکانا کافی ہے

۲۴ (۲۴) اور حنا نے اُسے بندھا ہوا قیافا سردار کاہن کے پاس بھیجا

اس سے ظاہر ہے کہ پطرس کا پہلا انکار حنا کے محل میں ہوا تھا دوسرے انجیل نویس کہتے ہیں کہ قیافا کے محل میں ہوا تھا مطابقت یہہ ہے کہ محل تو ایک ہی تھا پر محل کے اندر مکان جدے جدے تھے اور وہ دونوں ایک ہی محل کے دو حصوں میں رہتے تھے (بندھا ہوا) یعنے ہتھکڑی پڑی ہوئی تھی۔ مسیح تو بآسانی اُن ہتھکڑیوں کو توڑ سکتا تھا لیکن وہ اِسلئے بندھا رہا کہ محبت کی زنجیر سے جکڑا ہوا تھا کہ ہمیں گناہ اور دنیا اور شیطان کی ہتھکڑیوں اور زنجیروں سے چھوڑائے ورنہ ہم کبھی آزاد نہ ہوتے

۲۵ (۲۵) اور شمعون پطرس کھڑا تاپ رہا تھا سو اُنہوں نے اُس سے کہا کیا تو بھی اُس کے
شاگردوں میں سے نہیں ہو اُسنے انکار کیا اور کہا میں نہیں ہوں

دیکھو (متی ۲۶-۶۱ سے ۷۵) یہہ دوسرا انکار ہو پہلے انکار کی نسبت زیادہ سخت انکار ہو

۲۶ (۲۶) سردار کاہن کے نوکروں میں سے ایک نے جو اُس شخص کا جسکا کان پطرس نے اُڑا دیا
تھا رشتہ دار تھا کہا کیا میں نے تجھے اُسکے ساتھ باغچہ میں نہیں دیکھا

اب ملکوس کا کوئی رشتہ دار پطرس پر حملہ کرتا ہو جو زیادہ تر خوف کا باعث ہوا اِسلیئے اب پطرس کا دل بہت ڈر گیا اور اسواسطے تیسرا انکار بشدت کرتا ہو جسکا ذکر متی میں ہو کہ لعنت کی قسمیں کھانے لگا (ف) ہر آدمی کی اپنی دلی حالت تو یہہ ہو لیکن وہ لوگ جو شہید ہوگئے جنہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ جانا یقیناً اُنہوں نے بیرونی تاثیر اور الٰہی قوت پائی تھی

۲۷ (۲۷) تب پطرس نے پھر انکار کیا اور وہیں مرغ نے بانگ دی

پطرس کے تین انکاروں کا تو یہاں ذکر ہو لیکن توبہ کا ذکر یہاں نہیں ہو دوسری انجیلوں میں ہو

۲۸ (۲۸) تب یسوع کو قیافا پاس سے حاکم کی بارگاہ میں لے گئے اور صبح تھی اور وہ آپ بارگاہ
میں نہیں گئے تاکہ ناپاک نہوں بلکہ فسح کھائیں

یوحنا نے وہ ذکر بھی چھوڑ دیئے کہ قیافا کے سامنے کیا کیا ہوا متی مرقس لوقا نے اُنکا بیان کیا ہو (متی ۲۶-۵۶ سے اور مرقس ۱۴-۶۴) (بارگاہ) یعنے پرِطوریم یا رومی حاکم کے محل میں لیگئے اپنی طرف سے سانیڈرم نے موت کا فتوی دیدیا تھا مگر اجرائے فتوی کے لئے کیونکہ فتوی کا جاری کرنا اُن کی طاقت میں نہ تھا (آیت ۳۱) اب وہ اُسے دینی کچہری سے دنیاوی کچہری میں لائے (صبح تھی) ۵ یا ۶ بجے ہونگے اُسکے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ علی الصباح اندھیرے اندھیرے اُٹھ کے گھروں سے دوڑے اور جمع ہوکر فتوی لگا لیا۔ اور حاکم کے محل کے پاس جاکے باہر کھڑے رہگئے اندر نہیں جاتے کہ غیر قوم کی چھت تلے جاکے ناپاک نہوں کیونکہ فسح اب تک نہیں کھائی تھی مسیح کے مارنے کے تردد میں فسح کا وقت گذر گیا تھا رسمی ناپاکی سے بچتے تھے حقیقی ناپاکی جو خونریزی ہو دل میں تھی وہ جو ظاہری رسوم پر بڑے غیر تمند نظر آتے ہیں اکثر اخلاقی باتوں میں بہت کمزور ہوتے ہیں۔ دوسرے

روز سبت کا آرام بھی چھوڑ دیا تھا اور پیلاطوس کے حضور میں پہرہ مانگنے کو گئے تھے اور قبر پہ مہر بھی لگائی تھی چور اور خونی اور بدکار آدمی بہت نکتہ چینی کیا کرتے ہیں پیلاطوس کا گھر ایسا ناپاک نہ تھا جیسا اُنکا دل اندر سے ناپاک تھا سمجھتے تھے کہ ہم اُسکے گھر میں جانے سے ناپاک ہونگے لیکن فی الحقیقت اُسکا گھر اُنسے ناپاک ہوتا تھا۔ مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ درست وقت پر فسح کھائی اور اُس رسم کی تکمیل کر دی ان لوگوں کو ساری رات تردد اور فکر اور جعلسازی اور مسیح کو دُکھ دینے میں فسح کھانے کی اب تک فرصت نہ ہوئی

۲۹ (۲۹) سو پیلاطوس اُن پاس نکل آیا اور کہا تم اس آدمی پر کیا نالش کرتے ہو

وہ خود محل کے باہر آگیا اسلئے کہ یہودی اسوقت اندر جانے سے معذور تھے اُسنے بڑی مہربانی دکھلائی کہ محل سے باہر نکل آیا اور پوچھا کہ اس پر کیا نالش ہے وہ کچھ کچھ تو مسیح کی بابت جانتا تھا لیکن اسوقت قاعدے کے موافق پوچھتا ہے

۳۰ (۳۰) اُنھوں نے جوابدیا اور اُسے کہا اگر یہہ بدکار نہوتا تو ہم اُسے تیرے حوالے نہ کرتے

(بدکار) بتلاتے ہیں مگر بدی کا بیان نہیں کرتے کیونکہ اُن کی دینی باتوں میں جھگڑا تھا جس کی پیلاطوس کچھ پروا نہیں کرتا اسلئے مقدمہ کی صورت صاف نہیں دکھلا سکتے صرف بدکار کہتے ہیں اور اپنے فتوے کا اجرا چاہتے ہیں آپ معتبر بنتے ہیں کہ ہم بدکاروں ہی کو تیرے پاس لایا کرتے ہیں کیونکہ ہم منصف اور نیکوکار ہیں۔ چاہتے ہیں کہ مقدمہ کی صورت حال وہ نہ سُنے اور فتویٰ ہمارا اُسپر جاری کر دے (ف) اُسکو بدکار بتلاتے ہیں جسمیں کچھ قصور نہ تھا جسنے رحم اور نیکی کے کام کئے اور جس کی زبان میں چھل بل پایا نہ گیا اور آج تک جسکا قصور کوئی مخالف دکھلا نہیں سکا

۳۱ (۳۱) پیلاطوس نے اُنہیں کہا تم اُسے لیجاؤ اور اپنی شریعت کے مطابق اُس کی عدالت کرو
پس یہودیوں نے اُسے کہا ہمیں کسیکو قتل کرنا روا نہیں

وہ کہتا ہے کہ میں بغیر مقدمہ سُننے کے قتل کا فتویٰ نہیں دے سکتا تم اپنی شریعت کے مطابق جہانتک تمہارا اختیار ہے کام کرو یہہ کہتے ہیں (ہمیں کسیکو قتل کرنا روا نہیں) یعنے موت کی سزا کسی مجرم کو ہم نہیں دے سکتے۔ واضح ہو کہ جب ارکلاوس ہیرودیس کلاں کا بیٹا تخت سے اُتارا گیا تھا تو ملک یہودیہ کامل طور پر رومیوں کا علاقہ ہو گیا تھا اور موت کی سزا کا اختیار یہودیوں سے لے لیا گیا تھا ایسی سزا صرف رومی حاکم دے سکتا تھا عصا یہودیوں کے ہاتھ میں سے جاتا رہا تھا جیسے کہ (پیدائش ۴۹- ۱۰) میں خبر تھی

یہودی ایسے مفسد تھے کہ ایسا اختیار جاتے رہنے کے بعد بھی بلوہ کرکے بعض لوگوں کو مار ڈالتے تھے اسطرح استیفان کو مار ڈالا تھا۔ پس وہ کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہیں اور ہمارا ایسا اختیار نہیں ہے تیرا ایسا اختیار ہے تو اسے بغیر مقدمہ سننے کے ہماری خاطر سے مار ڈال کیونکہ یہہ بدکار ہے اور اسکی بدکاری ہمیں ہی معلوم ہے جو ہم بیان نہیں کرسکتے کچھہ ہو تو کہیں

۳۲ (۳۲) یہہ اسلئے ہوا تا کہ یسوع کی بات جو اُسنے اپنی موت کی وضع بتلانے کو کہی تھی پوری ہو

(۳-۱۴ و ۸-۲۸) میں اُسنے بتلایا تھا کہ میں صلیبی موت سے مارا جاؤنگا اگر یہودی اپنے دستور کے مطابق اُسے مارتے تو سنگسار کرتے لیکن صلیبی موت سے مارنا رومیوں کا دستور تھا کہ بڑی ہیبت ناک وضع ہے اور بڑی بے عزتی کی موت ہے غلاموں کو اور مفسدوں کو اور اُن سپاہیوں کو جو لڑائی میں سے بھاگ جاتے تھے اور سب ذلیل دہاجی اور حقیر مجرموں کو رومی لوگ اس صلیبی موت سے مارتے تھے اور کلام اللہ میں لکھا تھا کہ ایسی موت سے مرنیوالا خدا کا ملعون ہے (استثنا ۲۱-۲۳ و گلاتی ۳-۱۳) مسیح نے پہلے سے کہا تھا کہ میں اس لعنتی موت سے مرونگا اور یہودی بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ اس ذلیل دہولناک موت سے مرے۔ شاید یہودیوں کی نیت میں یہہ بھی ہو کہ مسیح کے خون کا وبال رومیوں پر ہو اور ہمارا مطلب مفت میں نکل آئے لیکن اس میں خدا کا مطلب بھی بہت ہی گہرا اور مفید تھا کہ ہم پر سے لعنت ہٹ جائے اور خدا کا بیحد فضل ہم پر ہو وے سو ہو گیا

۳۳ (۳۳) سو پیلاطوس پھر بارگاہ میں داخل ہوا اور یسوع کو بُلایا اور اُسے کہا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے

(بُلایا) سپاہی اندر لیگئے ہونگے وہاں یہودی حاضر نہ تھے مسیح کیلا اندر لایا گیا تھا اور اب وہ اُس سے ایسی بات پوچھتا ہے اگر مسیح اُسکا اقرار کرے تو پیلاطوس اُسپر حملہ کرنے کا موقع پائے کیونکہ اُسکا فرض تھا کہ ایسے مدعی کو جان سے مارے اور یہودیوں کو بھی خوش کرے

۳۴ (۳۴) یسوع نے جواب دیا کیا تو یہہ آپ سے کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھہ سے کہا ہے

اس کلام میں نہ اقرار ہے نہ انکار یہہ کچھہ اور ہی بات ہے پس ہر وقت ہر سچائی کا اظہار بھی بے موقع بات ہے۔ مسیح کا یہہ مطلب ہے کہ مجھے دنیاوی بادشاہی کا مدعی قرار دینا کس کی طرف سے ہے اگر تو اپنی طرف سے کہتا ہے تو تیرے پاس اس الزام کا ثبوت

کیا ہی اور اگر تیرے سامنے کسی غیر کی طرف سے ایسی نالش مجھ پر ہوئی ہی تو مدعی کو اپنا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے کہ میں دنیاوی بادشاہی کا کیونکر مدعی ہوں ہاں میں بادشاہی کا مدعی تو ہوں مگر جس معنے سے مدعی ہوں اُس معنے سے تم عدالتاً مجھ پر حملہ نہیں کر سکتے ہو

(۳۵) پیلاطوس نے جواب دیا کیا میں یہودی ہوں تیری ہی قوم نے اور سردار کاہنوں نے تجھے میرے حوالہ کیا ہی تو نے کیا کیا ہی

(کیا میں یہودی ہوں) کہ یہود کے مسایل میں دخل دوں تیری قوم نے اور حننا اور قیافا نے تجھے میرے حوالہ کیا ہی اور میں نہیں جانتا کہ تو نے کیا خطا کی ہی میں سچائی کو جاننا چاہتا ہوں (آیت ۳۴) کے مضمون سے مسیح خداوند نے اس شخص کے دل کو اصل مطلب بادشاہی کا دریافت کرنے کے لئے کیا خوب تیار کر دیا تھا

(۳۶) یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہی اِس دنیا کی نہیں ہی اگر میری بادشاہی اس دنیا کی ۳۶
ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا پر اب میری بادشاہی یہاں کی نہیں ہی

یعنے میں ضرور بادشاہ تو ہوں لیکن آسمانی بادشاہ ہوں روحوں میں حکومت کرنیوالا ہوں مگر اُنکے گمان کے موافق میں دنیاوی بادشاہ نہیں ہوں۔ اگر میں دنیاوی بادشاہ ہوتا تو میرے پاس سپاہی ہوتے اور میری طرف ہو کے لڑتے لیکن لڑنے کے لئے کوئی حاضر نہیں ہی اور نہ کہیں کوئی لڑا تھا یہاں کی یعنے دنیا کی بادشاہی میری نہیں ہی یہاں کی نہیں وہاں کی ہی تاکہ خداوند خدا آدمیوں کے دلوں میں حکومت کرے

(۳۷) تب پیلاطوس نے اُسے کہا پس کیا تو بادشاہ ہی یسوع نے جواب دیا کہ تو ہی کہتا ۳۷
ہی کیونکہ میں بادشاہ ہوں میں اِسلئے پیدا ہوا اور اِسواسطے دنیا میں آیا ہوں کہ سچائی پر گواہی دوں جو کوئی سچائی سے ہی میری آواز سُنتا ہی

(کیا تو بادشاہ ہی) یہہ بات پیلاطوس نے ٹھٹھہ سے کہی تھی مطلب تو سمجھہ گیا تھا مگر اس دعوے پر ٹھٹھہ کرتا ہی (تو ہی کہتا ہی) یعنے اگرچہ ٹھٹھہ سے تو بولتا ہی مگر جو امر فی الحقیقت صحیح ہی تیرے ہی مُنہہ سے نکلتا ہی کیونکہ میں فی الحقیقت آسمان کا بادشاہ ہوں

(میں اِسلئے پیدا ہوا) یعنے میں مسیح انسان دنیا میں اسی مطلب سے پیدا ہوا ہوں (اور آیا ہوں) یعنے کلمۃ اللہ جو اُس پیدا شدہ انسان میں ظاہر ہوا ہے وہ آسمان سے آیا ہے خدا سے نکلا اور دنیا میں آیا ہے (کہ سچائی پر گواہی دوں) مسیح خداوند آدمیوں پر حقیقی سچائی کو ظاہر کرتا ہے اسوقت پیلاطوس کے سامنے بھی سچائی کو پیش کرتا ہے اگر وہ دریافت کرنا چاہے تو اُس سے معلوم کر سکتا ہے (جو کوئی سچائی سے ہے) یعنے سچائی کا بھوکھا پیاسا ہے (میری آواز سنتا ہے) یعنے میری آواز کو پہچان لیتا ہے اور مان بھی لیتا ہے

۳۸ (۳۸) پیلاطوس نے اُسے کہا سچائی کیا ہے۔ اور یہہ کہکے پھر یہودیوں کے پاس باہر گیا
اور اُنہیں کہا میں اُسکا کچھہ قصور نہیں پاتا

(سچائی کیا ہے) سوال تو خوب کیا تھا مگر جواب سننا نہیں چاہتا سوال کر کے چلدیا اسلئے کہ سچائی کا بھوکھا پیاسا نہ تھا وہ سچائی کا طالب نہ تھا سمجھتا تھا کہ سچائی صرف ایک لفظ ہے جس سے نادان فریب کھاتے ہیں اُسکے کان سچائی کے سُننے کو تیار نہ تھے بے اعتقادی کے باعث زیادہ بے پرواہ تھا اکثر دولتمند اور بعض حاکم اور وہ سب جنکے دل دنیا میں پھنسے ہیں اُن باتوں کو ٹھٹھہ میں اُڑایا کرتے ہیں جنمیں اُن کی زندگی ہے۔ تو بھی پیلاطوس نے جان لیا کہ یہہ دین کی بابت ہے اور کوئی قصور اس شخص میں نہیں ہے اِسلئے باہر نکل آیا اور یہودیوں سے کہدیا کہ اُس میں کچھہ قصور نہیں پاتا

۳۹ (۳۹) پر تمہارا دستور ہے کہ میں فسح میں تمہارے لئے ایک کو چھوڑ دوں پس کیا تم چاہتے ہو
کہ تمہارے لئے یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں

شاید اسوقت مسیح خداوند پیلاطوس سے ہیرودیس کے پاس بھیجا گیا تھا جسکا ذکر (لوقا ۲۳-۶ سے ۱۲) میں ہے

۴۰ (۴۰) تب سب پھر چلّائے اور بولے اسکو نہیں بلکہ برابا س کو لیکن برابا س ڈاکو تھا

مسیح کو جو زندگی کا مالک اور داتا ہے مار ڈالنا چاہتے ہیں لیکن بٹ مار کو جو ڈاکو اور ہلاکو ہے اور اُنکے مال چھین لیتا ہے اپنے گھروں میں بچا کے لانا چاہتے ہیں اور لے بھی آئے یہہ دنیا کی کیفیت ہے بھلوں کو نکالتے اور بدوں کو پالتے ہیں سچائی کی مخالفت ہو کذب کی محبت ہے۔ یہہ چلّانا عام یہودیوں کی طرف سے تھا جیسا کہ وہ اپنے بزرگوں سے سکھلائے گئے تھے

اُنیسواں باب

(۱) تب پیلاطوس نے یسوع کو پکڑ کے کوڑے مارے

(کوڑے) یہہ رومیوں کا دستور تھا کہ صلیب دینے سے پہلے کوڑے مارا کرتے تھے اور کوڑے مارنے کے وقت اُس آدمی کو کسی ستون سے باندھتے تھے اور پشت برہنہ کرکے پست پر کوڑے مارتے تھے اور کوڑا اُنکا یہہ تھا کہ لکڑی کے دستہ میں چند تسمے چمڑے کے ہوتے تھے جنکے سروں پر ہڈی یا لوہے کے ٹکڑے لگے رہتے تھے تاکہ بدن میں گھس جائیں اور خوب قیما لپشت کا کرڈالیں یہہ نہایت دردناک سزا تھی جس سے بدن کا گوشت اُڑ جاتا تھا۔ پیلاطوس نے اپنی تمیز کے خلاف یہہ کام کیا وہ جانتا تھا کہ مسیح بے قصور ہے اور کوڑے مارنے کے بعد بھی بے قصور بتلاتا رہا (آیت ۴ و ۱۲) توبھی اُسے مارتا تھا یہودیوں کی رضامندی کے سبب سے پس یہودیوں کی رضامندی انصاف کی نسبت اُسے زیادہ عزیز تھی تاکہ اُن میں عزیز حاکم ہوکے رہے۔ مسیح خداوند نے ہمارے لئے مار کھائی دیکھو کیا خبر تھی (یشعیا ۵۳ - ۵ و ا پطرس ۲-۲۴)

(۲) اور سپاہیوں نے کانٹوں سے تاج گوندھکے اُسکے سر پر رکھا اور اُسے ارغوانی پوشاک پہنائی اور کہا

مسیح نے جو کہا تھا کہ میں بادشاہ ہوں تو یہہ لوگ اب اُس سے ٹھٹھہ کرتے ہیں گویا بادشاہی لباس اُسے پہناتے ہیں۔ کانٹوں کا تاج گوندھا جسمیں سوئین یا بڑے بڑے کانٹے تھے اور وہ تاج اُسکے سر میں دباکے پہنایا تھا کہ کانٹے سر میں گھس گئے تھے اور ارغوانی کپڑے پہنائے تھے دوسری جگہہ میں لکھا ہے کہ ہاتھ میں سرکنڈا دیا تھا گویا بادشاہی کا عصا ہے یوں دُکھ دیکے سپاہیوں نے ٹھٹھہ کیا اور خداوند نے یہہ بھی سہا (متی ۲۷ - ۲۶ سے ۳۰ مرقس ۱۵-۹ سے ۲)

(۳) ای یہودیوں کے بادشاہ سلام اور اُنہوں نے اُسکے تماچے مارے

یہہ طعنہ اور ٹھٹھہ کا سلام تھا اور کچھہ بے عزتی بھی کی تھی جسکا ذکر (مرقس ۱۵-۱۴) میں ہے مسیح خداوند درحقیقت بادشاہوں کا بادشاہ اور کل سلاطین کا اکیلا حاکم ہے اور سب کو اُسی کے تخت عدالت کے سامنے حاضر ہونا ہے لیکن یہہ بھی ایک وقت تھا خاص مطلب کے لئے

(۴) تب پیلاطوس پھر باہر گیا اور اُنہیں کہا دیکھو میں اُسے تمہارے پاس باہر لے آیا ۴
ہوں تاکہ تم جانو کہ میں اُسکا کچھ قصور نہیں پاتا

(پیلاطوس) نے تین بار کہا کہ میں اُسکا کچھ قصور نہیں پاتا ایک اس جگہ اور (۱۸-۳۸ و ۱۹-۶) میں پیلاطوس نے دیر تک اُس کی بابت فکر کیا اور ان تین آزمائشوں میں اُسے آزما کے کہا کہ بے قصور ہے۔ فی الحقیقت وہ بے عیب برہ تھا خدا سے آیا تھا آدمیوں کے گناہوں کے لئے کفارہ ہونے کو تسپر بھی پیلاطوس نے اُس بے قصور کو صلیب دینے کا حکم دیدیا اِسلئے کہ وہ یہودیوں سے ڈرتا تھا کہ یہہ شریر لوگ قیصر روم کے سامنے پیلاطوس پر نالش نہ کریں اور نہ کہیں کہ ایک شخص بادشاہی کا مدعی تھا اور ہمنے اُسے پیلاطوس کے حوالہ کیا تھا لیکن اُسنے اُسے چھوڑ دیا اور نہ مار اپس کوئی آفت قیصر کی طرف سے یہہ لوگ لائینگے اِسلئے بے قصور کے مارنے کا حکم دیدیا۔ مسیح کا دل کیسا پاک اور صابر تھا کہ ساری بے عزتی اور مصیبتوں کی اُسنے برداشت کی اور بے زبان برہ ہو رہا چپ رہا کچھ نہ بولا۔ اُسوقت پیلاطوس اُسے بھیڑ کے سامنے لایا تاکہ یہودی اُس کی خستہ حالت کو دیکھیں شاید کسی کو رحم آوے اور کوئی کہے اُسے چھوڑ دے لیکن وہ سنگدل کب نرماتے تھے

(۵) سو یسوع کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطوس نے اُنہیں ۵
کہا دیکھو اس آدمی کو

(دیکھو اس آدمی کو) یعنے اس کی خستہ حالت کو اور اسکے صبر کو اور اس کی بے گناہی کو تاکہ تمہیں رحم آوے اسوقت غور سے پڑھو (یسعیاہ ۵۲-۱۳ و ۱۴ و ۵۳-۲ کو

(۶) پس جب سردار کاہنوں اور پیادوں نے اُسے دیکھا تو یوں کہکے چلّائے کہ اُسے صلیب دے ۶
صلیب دے پیلاطوس نے اُنہیں کہا تم ہی اُسے لیجاؤ اور صلیب دو کیونکہ میں اُسکا کچھ قصور نہیں پاتا

جب سردار کاہن ایسا چلّائے تو عوام بھی وہی بولی بولے ہونگے۔ پیلاطوس کہتا ہے کہ میں کیونکر اُسے صلیب دوں میری رائے میں وہ بے قصور ہے تم آپ اُسے لیجاکر صلیب دو کہ خون کا وبال تم پر ہو نہ مجھپر۔ خداوند کے لئے اُسوقت بت پرست پیلاطوس کے دل میں بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ رحم تھا پر یہہ دینداری کے مدعی خون بیگناہ کے پیاسے

تھے۔ ظاہر تو یہہ ہی مگر باطنی بھید اسمیں یہہ تھا کہ بہ نسبت یہودیوں کی چلاہٹ کے کل بنی آدم کے گناہوں کی چلاہٹ یہی تھی کہ اُسے صلیب دے تاکہ گنہگاروں کی نجات ہو جو اُسپر ایمان لاتے ہیں یہہ بھید الٰہی ارادہ میں تھا جو پیچھے خوب ظاہر ہو گیا

۷ (۷) یہودیوں نے اُسے جواب دیا کہ ہم شریعت والے ہیں اور ہماری شریعت کے مطابق وہ قتل کے لایق ہی کیونکہ اُسنے آپ کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا ہی

پیلاطوس نے کہا تھا کہ دیکھو اِس آدمی کو۔ وہ کہتے ہیں کہ اسنے تو آپ کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا ہی تو اُسے آدمی کہتا ہی وہ آپ کو ابن اللہ کہتا ہی یعنے آپ کو خدا کی ذات میں سے بتلاتا ہی۔ یہہ دوسری نالش تھی جو اب پیش کی گئی پہلے کہا تھا کہ وہ سلطنت کا مدعی ہی اب کہتے ہیں کہ ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہی اور ایسا آدمی ہماری شریعت کے موافق قتل کے لایق ہی (استثنا ۱۸۔۲۰ و احبار ۲۴۔۱۶) یہہ آیتیں نادانی سے اُسپر جماتے تھے

۸ (۸) جب پیلاطوس نے یہہ بات سُنی تو زیادہ ڈرا

(یہہ بات) یعنے کہ وہ آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہی دل میں خوف آگیا کہ شاید وہ خدا کا بیٹا ہو اور میں نے جو اُس کی ایسی بے حرمتی کی ہی شاید کوئی آفت مجھپر آوے پہلے بھی کچھ خوف الٰہی اُسکے دِل میں تھا لیکن اُس کی بیگناہی اور صبر کے دیکھنے سے تھا اب ابن اللہ کا لفظ سُن کے وہ خوف زیادہ بڑھگیا اور اُسی وقت کوئی آدمی محل میں سے اُسکی بی بی کی طرف سے آیا اور کہا کہ بی بی کہتی ہی کہ خبردار اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھنا کیونکہ میں نے آج رات خواب میں اُس کے سبب بہت تصدیع پائی ہی (متی ۲۷-۱۹) دیکھو پیلاطوس کی تمیز میں کہاں تک روشنی آگئی کچھ بات مسیح میں دیکھتا ہی کچھ مخالفوں میں سے پاتا ہی کچھ عالم غیب سے بوسیلہ ہمکنار دوست بی بی کے سُنتا ہی تو بھی اس ساری روشنی کو بے انصافی اور دنیاوی خوف کے خاک میں دبا دیا (ف) بت پرست آدمی لفظ ابن اللہ سُنکے ڈرا سردار کاہن یہہ سُنکے کچھ بھی نہ ڈرے (متی ۲۶-۶۵)

۹ (۹) اور پھر بارگاہ میں داخل ہوا اور یسوع سے کہا تو کہاں کا ہی پر یسوع نے اُسے جواب نہ دیا

(تو کہاں کا ہی) پوچھتا ہی کہ تو آسمان کا کوئی شخص ہی یا زمین کا آدمی ہی (کچھ جواب نہ دیا) جیسے ہیرودس کو بھی جواب نہ دیا تھا (لوقا ۲۳-۹) اور سردار کاہن کو بھی جواب نہ دیا تھا (متی ۲۶-۶۲) خداوند مسیح نے خاص اُن موقعوں پر

اسوقت جواب نہیں دیاہی جو اُس کی رہائی کے موقع تھے کیونکہ وہ چھٹنا نہیں چاہتا مرنا چاہتاہی وہ کچھ کوشش نہیں کرتا کہ میں چھُٹ جاؤں اِس لئے چپ ہی اپنی الوہیت کو پیلاطوس پر ظاہر نہیں کرتا جیسے شاگردوں پر کی تھی دیکھو اُس کی نسبت کیا خبر تھی (یشعیا ۵۳-۷) ہاں اُسنے پیلاطوس سے کہا تھا کہ میری بادشاہی اِس جہان کی نہیں ہی یعنے میں آسمانی بادشاہ ہوں پھر اب پیلاطوس کیوں پوچھتاہی کہ تو کہاں کاہی جسقدر روشنی کسی کو بخشی جاتی ہی اگر وہ آدمی اُسے کام میں نہ لائے اور اُسکی قدر نہ جانے تو زیادہ روشنی پانے کی امید بہت کم ہی لیکن جس نے جتنا پایا اگر وہ اُسے کام میں لائے تو زیادہ پاتا جاتاہی

۱۰ (۱۰) سو پیلاطوس نے اُسے کہا تو مجھ سے نہیں بولتا کیا نہیں جانتا کہ مجھے اختیار ہی چاہوں تو تجھے صلیب دوں اور چاہوں تجھے چھوڑ دوں

(تو مجھ سے نہیں بولتا) خفا ہو کے اور اپنے عہدہ کے غرور میں آکے یہہ کہا کہ تو مجھ سے نہیں بولتا کہ میں قیصر روم کا نایب اور قایم مقام ہوں مجھے مار ڈالنے کا اور چھوڑ دینے کا اختیار ہی (ف) یہہ بات جو اُسنے کہی نادانی کی تھی کیونکہ درحقیقت کسی عادل بادشاہ یا حاکم کا ایسا اختیار نہیں ہی کہ جو چاہے سو کرے اگر کوئی مجرم ہی تو اُسے بے سزا چھوڑنا جایز نہیں ہی اور اگر کوئی بے گناہ ہی تو تجھے اختیار نہیں ہی کہ اُسے مارے۔ اُسنے خود کہا کہ وہ بے قصور ہی اور خود کہتاہی کہ میرا اختیار چھوڑنے کا ہی تو بھی بے قصور کو نہ چھوڑا پس ان باتوں سے اُسنے اپنی روح پر آپ فتویٰ دیا کہ خدا کی عدالت میں سزا کے لایق ہی کہ اپنی تمیز اور عہدہ کے خلاف کام کیاہی

۱۱ (۱۱) یسوع نے جواب دیا اگر یہہ تجھے اوپر سے دیا نہ جاتا تو مجھ پر تیرا کچھ اختیار نہوتا اس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالہ کیا اُسکا گناہ زیادہ ہی

(یہہ) یعنے اختیار (اوپر سے دیا نہ جاتا) یعنے اللہ تعالیٰ سے کیونکہ ساری حکومتیں اللہ سے دیجاتی ہیں (تو مجھ پر تیرا کچھ اختیار نہ ہوتا) تمام زمین آسمان کا اختیار مسیح کا ہی (متی ۲۸-۱۸ کلسی ۱-۱۶) پس جبکہ پیلاطوس کو یہہ اختیار اوپر سے دیا گیا تو خود مسیح سے دیا گیا گویا وہ اُس سے کہتاہی میں نے خود تجھے یہہ اختیار دیاہی اور اسلئے تیرا قصور بھی بہت نہیں ہی ہاں بے انصافی کا قصور تیرا ہی (جسنے مجھے تیرے حوالہ کیا) یعنے سانیڈرم نے (اُسکا گناہ زیادہ ہی) گناہ تو تیرا بھی ہی کہ بے انصافی کرتاہی لیکن سانیڈرم کا زیادہ گناہ ہی پس اختیار تو مجھ سے دیا گیاہی لیکن اختیار کا استعمال غیر مناسب تم دونو کرتے ہو

۱۲ (۱۲) اُسوقت سے پیلاطوس نے قصد کیا کہ اُسے چھوڑ دے پر یہودی چلّائے اور بولے اگر تو
اُسکو چھوڑ دیتا ہے تو تو قیصر کا دوست نہیں کہ جو کوئی آپ کو بادشاہ بناتا ہے قیصر کا مخالف ہے

(قصد کیا) یعنے مضبوطی کے ساتھ دل میں ارادہ آگیا کہ چھوڑ دے یہودی یہہ کیفیت معلوم کر کے چلّائے کہ چھوڑنا اُسکا قیصر کی دوستی کے خلاف ہے اور اِس فقرہ میں یہودی اشارہ کر گئے کہ اگر تو چھوڑے تو ہم تجھے تیرے عہدہ سے خارج کرائینگے ایسا دعویٰ کر کے کہ تو نے مخالف قیصر کو چھوڑ دیا ہے یہہ نالش بظاہر تو درست تھی لیکن فی الحقیقت جھوٹھی نالش تھی مسیح ہرگز دنیاوی سلطنت کا مخالف نہ تھا روحانی سلطنت کا مدعی تھا

۱۳ (۱۳) پیلاطوس یہہ بات سُنکے یسوع کو باہر لایا اور اُس مقام میں جو چبوترا اور عبرانی میں گبّتا کہلاتا
ہے عدالت کی مسند پر بیٹھا

(چبوترا) جہاں بیٹھ کر عدالت کیا کرتا تھا۔ پیلاطوس یہودیوں کے اُس اشارہ سے بہت ڈر گیا اور دل میں سے سب رحم اور انصاف اور الٰہی خوف کو نکال ڈالا کیونکہ الٰہی عزت کی نسبت دنیاوی عزت کا زیادہ طالب تھا اسوقت عہدہ جاتے رہنے کا خوف دل میں پیدا ہو گیا پس وہ قیافا کے فتویٰ پر اجرا کا حکم دینے کو طیار ہو گیا کہ مسیح مارا جائے اور یہودی و پیلاطوس برباد نہوں یہہ سب ظالم عدالت الٰہی کے سامنے حاضر ہونگے اور خدا انکا انصاف انکے کاموں کے موافق کریگا

۱۴ (۱۴) اور فسح کی طیاری کا دن اور چھٹی گھڑی کے قریب تھا اور اُسنے یہودیونکو کہا دیکھو اپنا بادشاہ

(فسح کی طیاری کا دن تھا) یعنے وہی دن تھا جسمیں فسح کا برہ دو زوالوں کے درمیان ذبح ہوا کرتا تھا (خروج ۱۲-۶ گنتی ۹-۳) پھر (مرقس ۱۵-۴۲) میں ہے کہ طیاری کا دن تھا جو سبت سے پہلا ہے پس مرقس سبت کی طیاری کا دن بتلاتا ہے کیونکہ کل سنیچر آنیوالا تھا اور آج جمعہ تھا جس میں سنیچر کے لئے خوراک طیار کرتے تھے۔ یہہ عید فسح جمعہ کے دن آپڑی تھی کیونکہ یہہ عید پھرتے دنوں میں آیا کرتی تھی (متی ۲۶-۱۷) کی تفسیر پر غور کرو (چھٹی گھڑی کے قریب تھا) یہہ فیصلہ کے وقت کا ذکر ہے (مرقس ۱۵-۲۵) میں صلیب پر چڑھانے کا وقت لکھا ہے کہ تیسرا گھنٹہ تھا اور یہہ یہودی حساب سے ۹ بجے کا وقت ہوتا ہے پس یہہ چھٹی گھڑی جو یہاں مرقوم ہے رومی حساب کے موافق ہے اور رومی حساب وہی تھا جو اسوقت انگریزی حساب ہے یعنے چھہ بجے صبح کو

مقدمہ ہوا اور ۳ گھنٹے میں سب کچھ ہو چکا ۹ بجے جا کے صلیب دی ۳ گھنٹے کچھ اندھیرا نہیں آیا ۱۲ بجے سے ۳ بجے تک اندھیرا رہا اور ۳ بجے اُس نے جان دی

۱۵ (۱۵) پر وہ چلّائے کہ لیجا لیجا اُسے صلیب دے۔ پیلاطوس نے اُنہیں کہا کیا تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہے

ظالم اور مخالف بت پرست آدمی کو مسیح سے زیادہ پسند کیا اور خدا یا دشاہ کو بھی بھول گئے دشمنی انسان کے دل کی آنکھ کو خوب اندھا کر دیتی ہے اُسوقت خوب ثابت ہو گیا کہ عصا یہودیوں سے جاتا رہا ہے اور شیلا آگیا ہے (پیدایش ۴۹-۱۰)

۱۶ (۱۶) تب اُسنے اُسے اُنکے حوالہ کیا کہ مصلوب ہوا اور وہ یسوع کو پکڑ کے لے گئے

اسیوقت شاید اُسنے ہاتھ دھوئے ہونگے (متی ۲۷-۲۴) اس آدمی نے دنیاوی عہدہ قایم رکھنے کے لئے یہہ ظلم کیا تھا وہ عہدہ بھی جاتا رہا اور بے عزت ہو کے خودکشی کی

(۱۷) اور وہ اپنی صلیب اُٹھائے ہوئے اُس جگہ کو جو کھوپری کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتھا ہے باہر گیا

(صلیب اُٹھائے ہوئے) وہاں سے مسیح نے خود صلیب اُٹھائی تھی جو اُنہوں نے اُٹھوائی ہو گی راہ میں آکے شمعون کو بیگار پکڑا اور اُس سے اُٹھوائی (لوقا ۲۳-۲۶) یہہ صلیب جو مسیح خداوند اُٹھا کے وہاں سے نکلا بظاہر بڑی خواری کی حالت تھی مگر بنظر غور اگر دیکھیں تو معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ فتحمند بادشاہ تھا جو فتح کا جھنڈا لیکر نکلا چلا جاتا تھا (گلگتھا) اسی کو گلوری کہتے ہیں اسکا ذکر (متی ۲۷-۳۳) کی تفسیر میں پڑھو۔

۱۸ (۱۸) وہاں اُنہوں نے اُسے اور اُس کے ساتھ دو کو تصلیب کیا ہر طرف ایک اور یسوع کو بیچ میں

اسوقت (متی ۲۷-۳۸) کی تفسیر دیکھو۔ صلیبی موت بہت سخت موت تھی مسیح کی موت کے بعد تین سو برس تک یہہ سزا جاری رہی تھی جب قسطنطین بزرگ جو عیسائی بادشاہ تھا تخت نشین ہوا اُسنے مسیح کی صلیب کی عزت کر کے اس موت کا دستور موقوف کر دیا اور اب دنیا میں کہیں ایسی موت نظر نہیں آتی ہے

۱۹ (۱۹) اور پیلاطوس نے ایک کتابہ بھی لکھا اور صلیب پر لگا دیا وہ لکھا یہہ تھا کہ یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ

(متی ۲۷-۳۷) کی تفسیر پڑھو۔ گمان ہے کہ یہاں یونانی نوشتہ کی نقل یوحنا نے کی ہے

۲۰ (۲۰) سو اُس کتابہ کو بہت یہودیوں نے پڑھا کیونکہ وہ مقام جہاں یسوع مصلوب ہوا شہر کے نزدیک تھا اور وہ عبرانی و یونانی اور لاطینی میں لکھا تھا

خوب شہرت ہوگئی تین زبانوں میں لکھنے سے اور شہر کے نزدیک ہونے سے کیونکہ عید کے میلے میں بہت لوگ حاضر تھے اکثروں نے پڑھا اور بہتوں نے سنا ہوگا صلیبی موت کا خوب ثبوت ہوگیا اور مسیح کی بادشاہی کا اقرار سب نے خوب سن لیا اور اچھی مجمل منادی اُسوقت مخالف سے ہوگئی جسکا بھید پیچھے کھلا

۲۱ (۲۱) تب یہودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلاطوس کو کہا یہودیوں کا بادشاہ مت لکھہ بلکہ یہہ کہ اُس نے کہا میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں

یہودیوں کے سردار کاہنوں کو شرم آئی کہ وہ حقیر و ذلیل حالت میں ہوکے ہمارا بادشاہ کہلائے وہ اُس کی بادشاہی کو پسند نہیں کرتے اس میں اُن کی بے عزتی اور مسیح کے دعوے کی تائید تھی پس وہ کہتے ہیں کہ یوں نہ لکھہ بلکہ یوں لکھہ جس سے اُنکا مطلب نکلے

۲۲ (۲۲) پیلاطوس نے جواب دیا کہ میں نے جو لکھا سو لکھا

یعنے اس معاملہ میں میں تمہاری بات نہیں سنتا ہوں جو میں نے لکھہ دیا سو لکھہ دیا اب وہ کتابہ نہیں بدل سکتا ہم سمجھتے ہیں کہ یہہ کتابہ باطنی تحریک سے تھا اور یہہ عبارت لاتبدیل تھی

۲۳ (۲۳) اور سپاہیوں نے جب یسوع کو صلیب دے چکے اُسکے کپڑوں کو لیا اور چار حصے کئے ہر سپاہی کے لئے ایک حصہ اور اُسکے کرتے کو بھی لیا اور کرتا بن سیا سراسر بنا ہوا تھا

(کرتا) شاید کسی ایماندار بی بی نے خداوند کے لئے بنایا ہوگا یوحنا نے یہہ بیان متی کی نسبت زیادہ لکھا ہی

۲۴ (۲۴) سو اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم اُسے نہ پھاڑیں بلکہ اُسپر چٹھی ڈالیں کہ کسکا ہوگا
یہہ ہوا تاکہ نوشتہ جو کہتا ہی کہ اُنہوں نے میرے کپڑے بانٹے اور میرے کُرتے پر چٹھی ڈالی پورا ہو

(زبور ۲۲-۱۸) کو دیکھو داؤد مسیح کا نمونہ تھا اُسکا وہ بیان مسیح میں جو داؤد کا عین ہی پورا ہوگیا۔ آدم کی برہنگی چھپانے کو خدا نے چمڑے کے کپڑے پہنائے تھے دوسرا آدم شیطان کا سر کچلنے کو آیا ہی جسمیں ہوکے انسانیت بحال ہوتی ہی وہ برہنہ کیا گیا اور اُسکے کپڑے گویا کسوٹ لئے جاتے ہیں مگر کرتا اندرونی پوشاک جو نہ سیا ہوا بلکہ صنعت سے بُنا ہوا تھا جسکے اندر خداوند کا جسم شریف رہتا تھا وہ پھاڑا نہیں جاتا کیونکہ وہ کلیسیا مقبولہ کا نمونہ تھا ثبوت رہتا ہی بالائی پوشاک پھاڑ کے بانٹ لی اندرونی پوشاک کو نہیں پھاڑ سکتے مسیحی کلیسیا جو الٰہی بناوٹ سے بنی ہوئی ہی جسمیں خداوند مسیح سکونت رکھتا ہی وہ پھاڑی نہیں جاسکتی پس جو کوئی کلیسیا کو ٹکڑے ٹکرے کرنا چاہتا ہی وہ کیسا نادان ہی

۲۵ (۲۵) اور یسوع کی صلیب پاس اُس کی ما اور اُس کی ما کی بہن مریم کلیوپاس کی زوجہ اور مریم مگدلیا کھڑی تھیں

یہاں تین مریم حاضر ہیں اول خداوند کی ما مریم جسکی جان کے اندر اسوقت تلوار گذرتی ہی جب مسیح ۴۰ یوم کا بچہ تھا یہہ پیشین گوئی شمعون کی معرفت روح القدس سے ہوئی تھی آج ۳۳ برس بعد پوری ہورہی ہی (لوقا ۲-۳۴ و ۳۵) دوسری ایک اور مریم ہی جو مریم مقبولہ کی بہن ہی درمسیح کی خالہ ہی مریم مقبولہ کی بہن کا یہاں ذکر ہی مگر کہیں نہیں لکھا کہ اُسکا کوئی بھائی بھی تھا اگر مریم کا کوئی بھائی ہوتا تو داؤدی وراثت اُسکا حق ہوتا اور جب کوئی بھائی نہ تھا تو وراثت مریم کی ہوئی تھی اور وہی داؤدی وراثت مریم سے مسیح کو پہونچی تھی یہہ دوسری مریم کلیوپاس کی زوجہ تھی یہہ وہ کلیوپاس نہیں ہی جسکا ذکر (لوقا ۲۴-۱۸) میں ہی یہہ وہ کلیوپاس ہی جو یعقوب دیوسی کا باپ ہی اسلئے یہہ دو شخص خداوند کے خالہ زاد بھائی ہیں (مرقس ۱۵-۴۰ متی ۱۰-۳) کی شرح میں اسکا ذکر لکھا ہی تیسری مریم مگدلینی تھی۔ چوتھی سلومی بھی حاضر تھی اُسکا نام یوحنا نے چھوڑ دیا ہی (مرقس ۱۵-۴۰) یہہ دیندار عورتیں صلیب کے وقت حاضر تھیں اور دفن کے وقت قبر کے پاس موجود تھیں (متی ۲۷-۶۱) اور تیسرے دن جب مسیح جی اُٹھا تو سب سے پہلے یہہ عورتیں قبر پر موجود تھیں۔ مردوں میں سے سوا یوحنا کے اور کسی کا ذکر نہیں ہی کہ صلیب کے وقت پاس تھا

۲۶ (۲۶) سو یسوع نے اپنی ما اور اُس شاگرد کو جسے یسوع پیار کرتا تھا پاس کھڑے ہوئے دیکھکے
اپنی ماکو کہا ای عورت دیکھہ تیرا بیٹا

(ای عورت) چنانچہ (۲-۴) میں بھی اسیطرح کہا تھا (دیکھہ تیرا بیٹا) یعنے اچھا بیٹا ہوگا تیری خدمت اور عزت کریگا اسوقت مریم کی عمر ۵۰ برس کی ہوگی مسیح نے یوحنا کو اپنی والدہ کی فرزندی میں دیدیا۔

۲۷ (۲۷) پھر شاگرد کو کہا دیکھہ تیری ما اور اُسی گھڑی سے وہ شاگرد اُسے اپنے گھر لیگیا

(دیکھہ تیری ما) یعنے حقیقی والدہ کے برابر اُس کی عزت و خدمت کر (اُسی گھڑی) اُسنے حکم کی تعمیل فوراً کی (اپنے گھر لیگیا) شہر یروشلم میں یوحنا کا کوئی گھر تھا وہ اُس والدہ ماجدہ کو اپنے گھر اُسی وقت لیگیا تاکہ خداوند کا دُکھہ زیادہ نہ دیکھے تو بھی وہ کیسی آہ مارتی ہوئی گئی ہوگی۔ یوحنا اُسے گھر پر پہونچا کے پھر فوراً صلیب کے پاس آ کھڑا ہوا تھا (آیت ۳۵)

۲۸ (۲۸) بعد اسکے یسوع نے جان کے کہ اب سب کچھہ تمام ہوچکا تاکہ نوشتہ پورا ہو کہا پیاسا ہوں

اتنا دُکھہ درد مسیح کو دیا گیا جس کا بیان اوپر ہوچکا ہی لیکن اُس نے کچھہ شکایت نہیں کی بلکہ آہ بھی اُس کے منہہ سے نہیں نکلی بے زبان برہ کی مانند چپ چاپ رہا مگر اب سب کچھہ ہوچکا یعنے سب کچھہ تمامی پر آیا تو کہا (پیاسا ہوں) صلیب پر جو بدنی دُکھہ ہوتا ہی اُسکے سبب سے اور جان کنی کے سبب سے بڑی پیاس لگی ہوگی۔ اور الٰہی عدالت کی سزا کا دُکھہ بھی اسی لفظ پیاس میں بیان ہوا ہی کیونکہ ایک دولتمند جب دوزخ کے دُکھہ میں تھا تو لعازر سے ایک بوند پانی مانگتا تھا اور وہ ابدی پیاس تھی جسکے ہم سب سزاوار تھے مسیح نے ہمارے لئے اُس پیاس کی بھی برداشت کی اور ہمیں اُس پیاس سے بچا لیا

۲۹ (۲۹) پس وہاں ایک برتن سرکہ سے بھرا ہوا دھرا تھا سو اُنہوں نے اسفنج کو سرکہ سے بھر کے اور زوفا پر رکھہ کے اُسکے مُنہہ میں دیا

(متی ۲۷-۴۸) کی تفسیر دیکھو۔ وہ پیشین گوئی جو (زبور ۶۹-۲۱) میں لکھی تھی اُنہوں نے خود پوری کی

۳۰ (۳۰) جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تھا تو کہا پورا ہوا۔ اور سر جھکا کے جان دی

(پیا تھا) یعنے چکھا تھا (متی ۲۷-۳۴) کی تفسیر دیکھو (کہا پورا ہوا) یعنے وہ کام جو باپ نے مجھے کرنے کو دیا تھا اب بے نقص اور بے داغ انجام کو پہونچ گیا محنت کی خدمت تمام ہوئی دُکھ کا پیالہ اُس کی انسانیت نے پالیا۔ تمام دنیا کے گناہوں کا بوجھ انتہا تک اُٹھالیا۔ قربانی اور کفارہ کا کام مکمل ہوگیا (اور سر جھکا کے جان دی) یعنے اپنی مرضی سے اپنی جان نکلنے دی کیونکہ اُسکا اختیار تھا اپنی جان پر چاہے دے چاہے نہ دے۔ مسیح نے عین اُسی وقت پر جان دی جبوقت وہ مرنا چاہتا تھا اور وہ وقت اُسکے کاموں کی تکمیل کا تھا (سر جھکا کے جان دی) فرمانبردار بیٹے نے باپ کو ادب اور تعظیم سے جان دی تاکہ ابد تک باقی رہے جان باپ کو سونپ دی اور بدن شاگردوں کو بخشا تاکہ عزت سے دفن کریں

۳۱ (۳۱) پس اسلئے کہ طیاری کا دن تھا یہودیوں نے پیلاطوس سے عرض کی کہ اُنکی ٹانگیں توڑی اور لاشیں اُتاری جائیں تاکہ سبت کو صلیب پر نہ رہ جائیں کیونکہ اُس سبت کا دن بڑا تھا

اب خونی یہودی اپنی عبادت کا فکر کرتے ہیں کہ اچھی طرح سبت کو مانیں مچھر چھانتے اور اونٹ نگلتے ہیں (ٹانگیں توڑی) تاکہ زندہ ہوکر نہ بھاگیں اور اگر کچھہ رمق جان کی باقی ہو تو بالکل مرجائیں (سبت کو صلیب پر نہ رہ جائیں) کہ زمین ناپاک نہ ہو دیکھو کیا لکھا ہے (استثنا ۲۱-۲۳) کہ مجرم مقتول جو پھانسی دئے جائیں اُسی روز مدفون ہوں (سبت کا دن بڑا تھا) وہ سبت نہ مثل ہر ہفتہ کے معمولی سبت تھا لیکن اس روز بے خمیری روٹی کا دن بھی تھا (احبار ۲۳-۴ و ۵) کیونکہ عید فسح کے دوسرے دن بے خمیری روٹی کی عید تھی اُسی روز ہفتہ آپڑا اور یوں دو سبت جمع ہوگئے گویا حج اکبر کا دن تھا

۳۲ (۳۲) تب سپاہی آئے اور پہلے کی ٹانگیں توڑیں اور دوسرے کی جو اُسکے ساتھ مصلوب ہوا تھا
۳۳ (۳۳) لیکن جب اُنہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ مرچکا ہے تو اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں

(مرچکا ہے) سپاہیوں نے اُسے دیکھ کے خوب معلوم کرلیا کہ مرچکا ہے کچھہ شبہ موت میں نہیں ہے تب مناسب نہ جانا کہ مُردہ کی ٹانگیں توڑیں شاید وہ دو چور کچھہ سسکتے ہونگے اسلئے اُن کی ٹانگیں توڑ کر بالکل مار ڈالا مگر یسوع کہ مرچکا تھا اُس کی ٹانگیں توڑنا ضرور نہ جانا۔ اور خدا تعالیٰ سے بھی اجازت نہ تھی کہ مُردہ مسیح کے بدن کی بیحرمتی کریں پہلے جسقدر بیحرمتی ہوئی الٰہی اجازت سے تھی اب وہ اپنا سب کام پورا کرچکا اور مرچکا اب اُس کی ٹانگیں توڑنا بیفایدہ کام تھا اور چونکہ مسیح خدا کی طرف سے فسح کا برہ ہوکے تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ تھا اور حکم تھا کہ اُس برہ کی جو اُس کے نمونہ پر سال بسال قربانی دیا جاتا تھا کوئی ہڈی توڑی نہ جائے (خروج ۱۲-۴۶) اس الٰہی انتظام میں یہہ دکھلایا گیا تھا کہ اُس برہ کے عوض کی کوئی ہڈی توڑی نہ جائیگی

(۳۴) بلکہ سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور لہو اور پانی نکلا ۳۴

(پسلی چھیدی) ایک سپاہی کو اِس کام کی اجازت اللہ سے ہوئی کہ مسیح کی پسلی بھالے سے چھیدے - اور اُس میں ایک نہایت اعلیٰ مقصد تھا جو تمام خداکشی کا حاصل تھا (پسلی چھیدی) یعنے پسلی میں بھالا مارا اور گہرا چوڑا زخم کر دیا جس میں ہاتھ جاسکتا تھا (۲۰-۲۷) یہہ ٹانگیں توڑنے سے بھی زیادہ ہیبتناک کام ہوا (ف) وہ بے ایمان لوگ جو بے انصافی سے کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر سے سسکتا ہوا اُترا تھا بالکل مر نہ گیا تھا اُنکا جواب یہہ بھی ہو کہ اگر سسکتا اُترا تھا تو اُس بھالے نے جان کی رمق اُس میں کیونکر چھوڑی تھی بھالا تو ایسا کاری لگا تھا کہ اُسکا جگر بھی بیند دیا تھا جہانسے لہو اور پانی نکلا تھا کیا وہ جسکا جگر بیند ھا جائے زندہ رہ سکتا ہو (اور فی الفور لہو اور پانی نکلا) ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ اگر بشدت جانکنی ہو اور دیر تک رہے تو ایک قسم کی رطوبت دل کے اور دل کے پردوں کے درمیان پیدا ہو جاتی ہو اور کبھی کبھی بہتایت سے ہوتی ہو اگر بالفرض مسیح میں کچھہ بھی جان باقی ہوگی تو اُسوقت نکل گئی ہوگی کیونکہ مُردہ کے دل سے خون کا اخراج جان کا اخراج ہو بہر کیف مسیح ضرور مر گیا تھا - قرآن کا بیان کہ وہ نہیں مارا گیا بالکل غلط ہو اگرچہ ہزار بیجا تاویلیں کر کے مسلمان اگر مگر کریں پر اُنکا بیان درست نہیں ہو سکتا ہو (لہو اور پانی نکلا) دیکھو یہی یوحنا جسنے یہہ بیان یہاں سنایا ہو اپنے خط میں کیا کہتا ہو (۱ یوحنا ۵-۲) یہہ وہی ہو جو پانی اور لہو سے آیا - اس پانی اور لہو کے دو نشان مسیح کی کلیسیا میں دو ساکریمنٹ مقرر ہیں یعنے بپتسما اور عشاء ربانی مسیح کے خون سے گناہوں کا کفارہ ہوا اور پانی سے جو روح القدس کا ظاہری نشان ہو دلوں کی صفائی اور آلودگیوں سے غسل ہوتا ہو یعنے راستبازی اور پاکیزگی مسیح کی موت سے ہمارے لئے نکلی **بیت**

آب و خوں جو بہے تھے ترے چھدے پہلو سے + وہ گناہ کی دوا ہو دوزخ سے بچانے کو

کریزاستم صاحب کہتے ہیں کہ عیسائیو جب تم عشاء ربانی میں پیالہ لینے کو آتے ہو تو ایسی حرمت اور ادب سے آؤ گویا اُسی عین چھدے پہلو سے پینا چاہتے ہو (ایک نے پسلی چھیدی) یہہ ایک سپاہی کا کام تھا لیکن (ذکریا ۱۲-۱۰ و مکاشفات ۱-۷) میں لکھا ہو کہ اُنہوں نے چھیدا جمع کا صیغہ ہو پس یہہ فعل تمام بنی آدم کی طرف منسوب ہو اور حقیقت یہی ہو کہ سب آدمیوں نے کہ گنہگار ہیں مسیح کو چھیدا ہو اُسی ایک سپاہی کے وسیلہ سے سب نے یہہ کام کیا ہو کیونکہ سب نے گناہ کئے سب کے سب عدالتاً ابدی موت کے لایق ہوگئے لیکن مقتضاء رحم الٰہی نے مسیح میں عدالت کو پورا کیا اور سب کے لئے زندگی کی راہ کھولدی (ف) یہہ چھید ایک کھڑکی کھل گئی جس سے مسیح کے سویدا ور دل تک نظر کر کے اُس کی اور باپ کی محبت کو دیکھہ سکتے ہیں - لعاذر کی قبر پر رو کے مسیح نے اپنی محبت اُسکی طرف آنسوؤں سے دکھلائی تھی یہاں اپنی پسلی سے پانی اور خون بہا کے تمام جہان کی نسبت اپنی محبت

کو ظاہر کر دیا (ف۲) پہلا آدم بھاری نیند میں سو گیا تھا تا کہ حوا پیدا ہو اور اُسکی پسلی سے نکالی جائے (پیدائش ۲-۲۱ سے ۲۴) اب دوسرا آدم حقیقی بھاری نیند سے کہ موت ہی سو گیا ہی اور اُس کی پسلی سے زندہ کلیسیا جو سب ایمانداروں کی ماں ہی پیدا ہوتی ہی اور اُسی پانی اور لہو سے پیدا ہوئی اور وہ مسیح کی دُلہن ہی (ف۳) کوئی کہتا ہی کہ مسیح کی راستبازی اور پاکیزگی سے عیسائی لوگ کیونکر راستباز اور پاک ہوتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہی آب و خون جو اُسکے چھدے پہلو سے بہے تھے اُنہیں سے عیسائی پیدا ہوتا ہی وہی آب و خون عیسائی کی نئی پیدائش کا مادہ ہیں جن میں راستبازی اور پاکیزگی ہی (ف۴) اسوقت حقیقی طور پر حقیقی چٹان مارا گیا ہی کہ زندگی کا پانی یہہ نکلا (۱ قرنتی ۱۰-۴) اب وہ چشمہ کھل گیا جسمیں سب گناہ آلودہ انسان غسل کر کے پاک ہو جاتے ہیں (ذکریا ۱۳-۱) اب نجات کے کنوئیں کھود دے گئے ہیں جنکا ذکر (یشعیا ۱۲-۳) میں ہی

۳۵ (۳۵) اور جس نے یہہ دیکھا ہی گواہی دی ہی اور اُس کی گواہی سچی ہی وہ جانتا ہی کہ سچ کہتا ہی تا کہ تم بھی ایمان لاؤ

یوحنا کہتا ہی کہ یہہ واقعہ فی الحقیقت اسی طرح سے وقوع میں آیا ہی اور میں نے بچشم خود دیکھا ہی اور سچی گواہی دیتا ہوں اِس مراد سے کہ تم بھی ایمان لاؤ اور نجات پاؤ

۳۶ (۳۶) کیونکہ یہہ ہوا تا کہ وہ نوشتہ پورا ہو کہ اُسکی کوئی ہڈی توڑی نہ جائیگی

(وہ نوشتہ) جو (خروج ۱۲-۴۶ گنتی ۹-۱۲) میں ہی۔ عید فسح کا برہ مسیح خداوند کا نمونہ تھا (۱-۲۹ و ۱ قرنتی ۵-۷) اسوقت جو اُس کی ہڈی توڑی نہ گئی یہہ خدا کے نادیدہ ہاتھ کی حفاظت تھی اور یہہ بھی اُسی کی بات تھی جس نے نمونہ میں ہڈی توڑنے سے منع کر رکھا تھا کہ مسیح کے آیندہ کفارہ کی وہ تصویر درست رہے

۳۷ (۳۷) اور پھر دوسرا نوشتہ کہتا ہی کہ وہ اُسپر جسے اُنہوں نے چھیدا ہی نظر کرینگے

(دوسرا نوشتہ) دیکھو (ذکریا ۱۲-۱۰) میں کیا لکھا ہی (نظر کرینگے) ایماندار لوگ ایسی نظر کرینگے جیسے زندگی کے لئے پیتل کے سانپ پر نظر کی تھی اور بے ایمان قیامت کے روز اُسے دیکھینگے اور افسوس کرینگے کہ وہ ہمارے گناہوں کے لئے مصلوب ہوا تھا تو بھی ایمان نہ لا کے برباد ہوئے یہہ حسرت کی نظر ہوگی۔ خوشی کی نظر اور حسرت کی نظر ہوگی (ف) ذکریا کی پیشین گوئی میں لکھا ہی کہ وہ جو چھیدا جائیگا خدا ہی لیکن یہاں تو یسوع مسیح چھیدا گیا ہی پس یسوع مسیح خدا اور انسان دونو ہی

۳۸ (۳۸) اور بعد اسکے یوسف ارمتیہ نے جو یسوع کا شاگرد تھا لیکن یہودیوں کے ڈر سے چھپا ہوا
پیلاطوس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش کو اُتار لیجائے اور پیلاطوس نے اجازت دی سو
اُسنے آکے یسوع کی لاش اُتار لی

اب مسیح کے دفن کا ذکر ہے اور یہی ایک دنیا میں ایسا دفن ہے جسنے قبر پر فتح پائی ہے اور قبر کو مدفون کر دیا ہے اور جس سے قبر خوبصورت ہو گئی ہے اور سارے ایمانداروں کے لئے خوشی کا باعث ہے (متی ۲۷-۵۷ سے ۶۶) تک اسکا بیان ہے متی کی تفسیر میں دیکھو۔ یہہ بات یوسف کے لئے بڑی عزت کی تھی کہ وہ شاگرد تھا لیکن اُسمیں یہہ کمزوری بھی تھی کہ پوشیدہ تھا یہودیوں کے خوف سے علانیہ اقرار نہ کیا تھا لیکن اب اُسے خدا نے ہمت بخشی کیونکہ اب اُسکے لئے کچھہ کام نکلا متی کہتا ہے کہ دولتمند تھا (متی ۲۷-۵۷) مرقس کہتا ہے کہ نامور مشیر تھا (مرقس ۱۵-۴۳) یعنے سانیڈرم کا ممبر تھا لوقا کہتا ہے کہ الٰہی بادشاہی کا منتظر تھا (لوقا ۲۳-۵۰) تب وہ نیک آدمی تھا اور یہودیوں کے کام میں ہرگز شریک نہ تھا سانیڈرم جب جمع ہوئی تھی وہاں بھی حاضر ہوگا مگر ۷۲ شخصوں میں ایک کی کون سُنتا ہے۔ انجیل نویس لوگ اس یوسف کا اور نیقودیمس کا کام یہاں بیان کرتے ہیں اور اُنکی حرمت و عزت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خدا سے مدد پائی تھی اُنکے دلوں میں دلاوری اللہ نے ڈالی اُنہوں نے خداوند مسیح کے بدن کے دفن کا کام اپنے ذمہ میں لے لیا اور یہودیوں کو دکھلادیا کہ جس کی تم نے بے عزتی کی ہے ہم اُسکی عزت کرتے ہیں (ف) یاد رکھو کہ مُردوں کی لاش کی حرمت کرنا نیک آدمیوں کا کام ہے (اعمال ۸-۲) مسیح کی موت شریروں کے ساتھہ ہوئی یعنے چوروں کے ساتھہ مصلوب ہوا لیکن دفن اُسکا دولتمندوں کے ساتھہ ہوتا ہے یہہ خبر پہلے سے تھی (یشعیاہ ۵۳-۹) یہہ آدمی دلاوری کر کے پیلاطوس کے پاس گیا اور شاید اسی کام کے سبب سے حواریوں نے اُسے شاگرد پہچانا ہوا ایمان کی بہادری اکثر خطرناک کاموں میں ظاہر ہوا کرتی ہے (اجازت دی) لیکن اجازت سے پہلے پیلاطوس نے اُس صوبہ دار کو جسکے ذمہ میں یہہ صلیب کا کام تھا بُلا کے تحقیق کر لیا تھا کہ وہ مر چکا ہے یا نہیں جب اُس کے سامنے سرکاری طور پر صوبہ دار سے مسیح کی موت پر گواہی ہو گئی تب اُس نے اجازت دفن کی اس امیر آدمی کو دی اب خداوند کی لاش دوستوں کے ہاتھہ میں آگئی اور تمام بیحرمتی سے بچ گئی اور عزت سے دفن ہوتی ہے

۳۹ (۳۹) اور نیقودیمس بھی جو پہلے یسوع پاس رات کو گیا تھا آیا اور پچاس سیر کے اٹکل مُر اور
عود ملا کے لایا

(رات کو گیا تھا) دیکھو (۳۔ ۹ و ۱۰) یہہ وہی شخص ہے جو مسیح کے لئے سانہیڈرم میں ایک دفعہ جھگڑا بھی تھا (۷۔ ۵۰) اب اسنے بھی جرات پائی اور اپنا پوشیدہ ایمان ظاہر کر دیا (ف) بعض شاگرد مسیح کے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنکو ظاہری کلیسیا نہیں جانتی نہ سب ایمان پہچانتے ہیں اسلئے کہ وہ پوشیدہ شاگرد ہوتے ہیں توبھی وہ ہمیشہ پوشیدہ رہ نہیں سکتے حقیقی ایمان جو اُن میں ہوتا ہے وہ ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا (مُر و عود لایا) خوشبو لایا جلانے کے لئے۔ یہہ وہ پھل تھا جو ایمان کے سوراخ میں سے نکلا تھا یوں کہیں کہ اندھیری سے پو پھٹی اور پو پھٹنے سے دن ہو گیا تھا۔ دیکھو یہہ وہی نیقودیمس ہے جسکو مسیح نے شروع میں کہا تھا کہ جس طرح موسیٰ نے بیابان میں سانپ کو اُٹھایا اُسی طرح ابن آدم کا اُٹھایا جانا ضرور ہے اب اس شخص نے مسیح کو صلیب پر اُٹھایا ہوا دیکھہ لیا (ف۲) معلوم ہوتا ہے کہ دفن کے وقت شاگردوں میں سے کوئی بھی حاضر نہ تھا ہاں صرف عورتیں قبر کے سامنے کھڑی تھیں لیکن یہہ دو شخص جو دولتمند اور عالم اور باعزت تھے دفن کے لئے مستعد ہو گئے اور اپنے پوشیدہ ایمان کو ظاہر کر دیا۔ دیکھو وہ شاگرد جو پہلے دلاور تھے اور سب کے سامنے جگہ جگہ ۳ برس تک شاگردی کا اقرار کرتے پھرے اسوقت بھاگ گئے اور جلی ہوئی رسی کی مانند ہو گئے مگر کمزور شاگرد مثل داؤد کے میدان جنگ میں بہادری کے لئے نکل آئے مسیح کی موت کی تاثیر سے بڑی طاقت ان میں آگئی اور وقت بھی انہیں امیروں کے کام کرنے کا تھا (زبور ۵۴۔ ۸) اُن غریبوں کی کہاں جرأت تھی کہ پیلاطوس سے لاش مانگ لائیں اور دفن کر کے آپ کو شاگرد دکھلائیں مسیح خداوند اب تک ہر درجہ کے آدمی سے اپنی کلیسیا میں ہر قسم کا کام حسب موقع لیا کرتا ہے

(۴۰) سو اُنہوں نے یسوع کی لاش لے لی اور سوتی کپڑوں میں خوشبوؤں کے ساتھ کفنائی جیسا کہ دفن کرنے میں یہودیوں کا دستور تھا ۴۰

یہہ جو اُنہوں نے کیا یہہ مشہور دستور تھا اہل عزت کے لئے وہی دستور یہہ لوگ مسیح کے لئے عمل میں لائے اور اس سے اُنہوں نے خوب ظاہر کیا کہ مسیح خداوند عزت کے لائق ہے اور ہم اُن لوگوں میں نہیں ہیں جنہوں نے اُس کی بےحرمتی کی اسوقت اگرچہ آفتاب صداقت غروب ہو گیا تھا مگر دو ستارے کسقدر روشنی دینے کو وہاں نکل آئے تھے یعنے یوسف اور نیقودیمس (ف۱) دیکھہ لو کہ یہہ دونو شخص دوست تھے اور دوستی کا کام خوب اچھی طرح سے کیا اگر ان دوستوں کو کچھہ بھی گمان ہوتا کہ مسیح میں کوئی رمق زندگی کی باقی ہے توکیا عقل مانتی ہے کہ وہ اُسے اسطرح کفناتے کہ کفنانے کا طور ہے وہ رمق جان کی نکال ڈالتا اگر پوری زندگی کے آدمی کو اسطرح کفنائیں جسطرح مسیح کفنایا گیا تو ہرگز وہ زندہ نہیں رہ سکتا (ف۲) مسیح خداوند دنیا میں دو دفعہ امیر تھا اول تولد کے بعد جب مجوسی سونا لائے تھے اور اب دفن کے وقت کہ یہہ لوگ سامان دفن لائے ہیں

۴۱ (۴۱) اور اُس جگہ جہاں وہ مصلوب ہوا ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جسمیں کبھی کوئی نہ دھرا گیا تھا

(ایک باغ تھا) باغ موت اور زندگی کا اچھا نمونہ ہو خزاں اور بہار کی موسم میں باغ میں قبر خوب سجتی ہو مناسب ہو کہ ہمارے قبرستانوں میں پھول کے پیڑ مثل باغ کے ہوں ہماری قبریں سونے کے کمرے ہیں جہاں ایمانداروں کے بدن مٹی میں آرام کرتے ہیں جبتک کہ ابدی زندگی کے لئے جاگیں (رومی ۶-۴ سے ۸) یہہ باغ شہر کے باہر تھا مناسب ہو کہ قبرستان شہر کے باہر ہوں (ایک نئی قبر تھی) یعنے پتھر میں کھودا ہوا ایک غار تھا اُس قبر میں اب تک کوئی غیر مردہ رکھا نہ گیا تھا کنواری قبر تھی (ف) مسیح خداوند نے موت کی وادی کو اپنے سے باغ بنا دیا کفارہ باغ میں ہوا مدفون باغ میں ہوا روح باغ فردوس میں چلی گئی (لوقا ۲۳-۴۳) مسیحی ایمانداروں کے بدن جو مسیحی امید میں بوئے جاتے ہیں بہار کیوقت جلال کے ساتھ اپنی روحوں میں جا شامل ہونگے

۴۲ (۴۲) سو اُنہوں نے یسوع کو یہودیوں کی طیاری کے سبب وہیں رکھا کیونکہ یہہ قبر نزدیک تھی

(متی ۲۷-۶۰ مرقس ۱۵-۴۶) (طیاری کے سبب) ۶ بجے شام کو سبت شروع ہونے کو تھا اور عید فطیر کی طیاری کا دن تھا اِسلئے خوشبو ملنے کا وقت نہ تھا پس جلدی کر کے کفنایا اور نزدیک کی قبر میں دفن کر دیا - یہہ ذخیرہ کا بیان یوحنا نے لکھنا چھوڑ دیا ہو

بیسواں باب

(۱) اور ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی تڑکے کہ ہنوز اندھیرا تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ڈھلکا دیکھا

(ہفتہ کے پہلے دن) یعنے اتوار کے روز - اُسی روز سے اتوار کا دن خداوند کا دن کہلانے لگا ہو کیونکہ مسیح اُس روز قیامت کی زندگی سے مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا (تڑکے کہ ہنوز اندھیرا تھا) یعنے بڑی فجر تھی سبت تو شام ہی کو تمام ہو گیا تھا لیکن رات کو آنا مشکل تھا علی الصباح آئی کیونکہ محبت اور حسرت کی آہ نے دل کو بے چین کر رکھا تھا - یہہ عورتیں اندھیرے اندھیرے

پو پھٹنے کے وقت گھر سے نکلیں تھیں اور قبر تک جاتے جاتے زیادہ روشنی ہوگئی تھی (مریم مگدلیا) صرف وہی اکیلی نہ تھی بلکہ اُس کے ساتھ دوسری مریم بھی تھی (متی ۲۸-۱) اور سلومی و یوحنہ بھی تھیں (مرقس ۱۶-۱ و لوقا ۲۴-۱۰) پھر دیکھو کہ مریم خود کیا کہتی ہے (آیت ۲) اور ہم نہیں جانتے اُسے کہاں رکھا ہے وہ اُن عورتوں کو ہم کے صیغہ جمع میں شامل کرکے بولتی تھی یوحنا صرف اُسی کا نام اس لئے لیتا ہے کہ وہ اُن کی گویا پیشوا اور بولنیوالی اور زیادہ سرگرم اِس معاملہ میں تھی (قبر پر آئی) تاکہ لاش پر خوشبو ملے کیونکہ اُنہیں دفن کیوقت خوشبو ملنے کی فرصت نہ ملی تھی۔ خوشبوئیں تو اُن عورتوں نے جمعہ ہی کے دن جبکہ یوسف دفن کا بندوبست کر رہا تھا بازار سے خرید لی تھیں لیکن ملنے کا موقع نہ پایا تھا کہ سبت کی طیاری کے سبب وہ جلد دفن کیا گیا تھا پس خوشبوئیں اُٹھا کے رکھدی تھیں دوسرا دن سبت کا آگیا تھا جس میں کچھہ کام نہ ہوسکتا تھا تیسرے دن اتوار کو علی الصباح قبر پر آئیں۔ اور راہ میں سوچتی آتی تھیں کہ قبر کے مونہہ پر سے اُس بھاری پتھر کو ہمارے لئے کون ہٹائیگا کہ ہم قبر کے اندر جاکے لاش کو خوشبو ملینگی (مرقس ۱۶-۱ سے ۴) لیکن جب قبر پر پہونچیں تو (پتھر کو قبر سے ڈھلکا دیکھا) یہہ پتھر کیونکر ڈھلکایا گیا (متی ۲۸-۲ سے ۵) مریم کے آنے سے کچھہ پہلے فرشتے نے پتھر کو ڈھلکایا تھا اور پہرہ والے مُردہ سے ہوکے اپنے گھروں کو چلے آئے تھے کہ سردار کاہنوں کو جاکے کہیں کہ یہہ نوبت گذری ہے اس عرصہ میں مریم وہاں جا پہونچی اور پتھر کو ڈھلکا ہوا دیکھا وہ کہتی آتی تھی کہ ہمارے لئے کون یہہ کام کریگا خدا نے اُسکے لئے یہہ کام فرشتہ سے کرا رکھا تھا۔ یہہ ڈھلکا ہوا پتھر مسیح کے جی اُٹھنے کا پہلا نشان تھا جسکو وہ اُسوقت نہ سمجھتے تھے۔ دوسرا نشان قبر کا خالی ہونا تھا کہ لاش اُس میں نہ تھی ضرور ان عورتوں نے قبر میں جھانک کے دیکھا ہوگا کہ لاش کا کیا حال ہے مگر لاش نہ پائی اسواسطے تو وہ کہتی ہیں کہ اُسے قبر سے نکال لیگئے یعنے اُس کی لاش وہاں نہیں ہے (آیت ۲) صرف پتھر ڈھلکا دیکھکر ایسا نہیں کہہ سکتی تھیں جب تک کہ اندر نہ جھانکا ہو (لوقا ۲۴-۳) میں ہے کہ قبر کے اندر جاکے لاش نہ پائی تھی وہ قبر کمرہ نما تھی جس میں آدمی بیٹھہ سکتا اور کھڑا بھی ہوسکتا تھا اور وہ چٹان میں کھودی ہوئی تھی اور امیر آدمی کے لئے تھی اس لئے ایسی فراخ اور عمدہ تھی

۲ (۲) تب شمعون پطرس اور دوسرے شاگرد کے پاس جسے یسوع پیار کرتا تھا دوڑی آئی اور اُنہیں کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لیگئے اور ہم نہیں جانتے کہ اُنہوں نے اُسے کہاں رکھا ہے

شاید مریم مگدلیا نے ساتھہ کی عورتوں کو وہیں چھوڑا اور اکیلے پطرس و یوحنا کی طرف شہر میں دوڑی آئی یوحنا کا گھر شہر کے اندر تھا اور شاید پطرس وہاں مہمان ہوگا۔ مریم مگدلیا اسطرف آئی اور ساتھہ کی عورتیں اُسی جگہ یا کہیں راہ میں رہ گئیں اور ابھی تک خداوند کو کسی نے نہیں دیکھا اسیلئے تو یہہ بات جو آیت بالا میں ہے کہ مریم نے پطرس و یوحنا سے کہی اور گھبرائی ہوئی تھی کہ دوڑی

ہوئی آئی تھی (خداوند کو) ابتک یسوع کو خداوند کہتی ہے اگرچہ وہ مرگیا لیکن اُسکے دل کی امید نہیں مری۔ جمعہ کے روز پطرس نے مسیح کا انکار کیا تھا مگر اُسیوقت باہر نکل کے توبہ کی تھی اور زار زار رویا تھا اور پھر سب بھائیوں میں آملا تھا۔ پطرس اور یوحنا یہہ دو شخص رسولوں میں ضرور معزز تھے مریم اپنے دُکھ میں اپنے معزز بھائیوں سے مدد کی اور صلاح کی طالب تھی اسلئے تو اُنکے پاس آئی۔ اور یہہ خبر اُنہیں دے کے پھر وہ قبر کی طرف گئی اور اُن سب عورتوں کے ساتھ ملکے قبر پر حاضر تھی ابھی تک یہہ دونو رسول نہ آئے تھے بلکہ راہ میں تھے۔ کہ ان عورتوں نے قبر میں پھر جھانکا تو ایک فرشتہ بیٹھا دیکھا جسنے ان سے وہ باتیں کہیں جو (مرقس ۱۶-۵ سے ۸) تک مرقوم ہیں پس یہہ عورتیں اسوقت ہیبت زدہ ہوگئیں اور قبر سے الگ جا کھڑی ہوئیں اور خوف کے مارے کسی سے کچھہ نہ کہا (لوقا ۲۴-۴) میں ہے کہ دو فرشتے پاس کھڑے تھے مفسرین سمجھتے ہیں کہ یہہ ایک ہی رویا ہے مرقس نے صرف بولنیوالے فرشتہ کا ذکر کیا ہے اور وہ دوسرا فرشتہ جو چپ تھا اُسکا ذکر چھوڑ دیا ہے وہ فرشتہ پہلے بیٹھا نظر آیا تھا اور پھر وہ کھڑا ہوگیا تھا

(۳) تب پطرس اور دوسرا شاگرد نکلے اور قبر پر گئے

نکلے اپنے گھر سے کچھہ فکر کے بعد نکلے تھے شاید گھڑی یا آدہ گھڑی کے بعد نکلے ہوں

۴ (۴) اور وہ دونو ساتھہ ساتھہ دوڑے پر دوسرا شاگرد پطرس سے بڑھگیا اور پہلے قبر پر پہونچا

دوڑ میں کوئی آگے بڑھجاتا ہے اور کوئی پیچھے رہ جاتا ہے مگر دونو شاگرد ہیں دونو کے نام زندگی کے دفتر میں مرقوم ہیں دونو کے لئے خدا کا شکر ہو ایک ہمیشہ جواب دینے کو بات کی تحقیق کرنے کو اور کام کے کرنے کو تیار تھا دوسرا بہت محبت کا آدمی اہل فکر میں سے تھا۔ رعد کا فرزند آگے بڑھگیا اور خیالوں میں بھی آگے بڑھگیا۔ یوحنا کہتا ہے کہ میں اور پطرس دونو دوڑے تھے پطرس پیچھے رہگیا میں آگے بڑھگیا اور پہلے قبر پر آپہونچا

۵ (۵) اور اُس نے جھانک کے سوتی کپڑے پڑے دیکھے

قبر میں جھانک کر دیکھا لیکن اندر جانے کی جرأت نہ کی وہاں دیکھا کہ سوتی کپڑے جن میں خداوند دفن ہوا تھا (۱۹-۴۰) قبر کے اندر پڑے ہیں اور کچھہ نہیں ہے۔ مسیح خداوند مُردوں میں سے جی اُٹھا اور کفن کو قبر میں پھینک کر چلا گیا کیونکہ وہ پھر اُسے نہ پہنیگا لعاذر کفن سمیت باہر آیا تھا جسے آدمیوں نے کھولا کیونکہ اُسے پھر مرنا تھا اس لئے کفن کو چھوڑ

نہ سکا تھا قیامت کا جی اُٹھنا یہی ہے کہ پھر نہ مرے یہہ صرف مسیح کے لئے ہو گیا دنیا کے شروع سے کوئی مُردہ اس طرح نہ جیا تھا

(۶) تب شمعون پطرس اُسکے بعد پہونچا اور قبر کے اندر گیا اور سوتی کپڑے پڑے ہوے دیکھے ۶ ۷
(۷) اور رومال جس سے اُس کا سر بندھا تھا سوتی کپڑوں کے ساتھہ نہیں پر جدا لپٹا ہوا ایک جگہ پڑا دیکھا

اسیوقت مریم مگدلینی پھر قبر پر آ گئی تھی اور وہ سب عورتیں رویت فرشتوں سے خوف زدہ ہو کے کچھہ فاصلہ پر کھڑی تھیں پطرس آیا اور اندر قبر کے گیا اور سوتی کپڑے دیکھے۔ مسیح نے وہ کپڑے اُتار پھینکے تھے اور کچھہ نورانی باطنی پوشاک پہن لی ہوگی اور رومال لپٹا ہوا الگ پڑا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ پھرتی کر کے قبر سے نہیں گیا مگر آرام سے رومال لپٹا ہوا جدا رکھدیا ہے

(۸) تب دوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا اندر گیا اور یقین کیا ۸

یوحنا بھی اندر گیا پطرس کی دلاوری سے دل میں ہمت آئی اور وہاں جا کے اُن کپڑوں کو دیکھا اور (یقین کیا) یعنے یوحنا ایمان لایا کہ مسیح بموجب ارشاد کے ضرور جی اُٹھا ہے لیکن پطرس نے اب تک جی اُٹھنے کا یقین نہیں کیا تھا وہ صرف تعجب میں تھا کہ یہہ کیا بات ہے (لوقا ۲۴-۱۲)

(۹) کیونکہ وہ ہنوز نوشتوں کو نہ جانتے تھے کہ اُسکا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور ہے ۹

(نوشتوں کو) یعنے اُن مضامین کو جو اِس بارہ میں درمیان کلام اللہ کے مرقوم ہیں مثلاً (زبور ۱۶-۱۰ ۔ اشعیا ۵۳-۱۰ وغیرہ) اور اُن رسمی نمونجات کو بھی نہ سمجھے تھے جنمیں یہہ جی اُٹھنا دکھلایا گیا تھا۔ جب تک خدا تعالیٰ انسان کی باطنی آنکھیں نہ کھولدے الٰہی بھید نظر نہیں آتے ہیں اور اچھے و نیک لوگ بھی بغیر بتلائے نہیں سمجھتے ہیں نوشتوں کو پڑھتے ہیں مگر نہیں سمجھتے۔ ہاں یہہ پردہ مسیح سے ہٹ جاتا ہے جب ہم اُسپر ایمان لاتے ہیں اور پیشینگوئیاں جب پوری ہوتی ہیں تب کھلتی ہیں

(۱۰) تب وہ شاگرد اپنے لوگوں کے پاس پھر گئے ۱۰

پطرس و یوحنا چلے گئے یوحنا صرف اُن نشانوں سے یقین کر کے گیا کہ مسیح جی اُٹھا ہے پطرس حیرانی میں گیا کہ یہہ کیا معاملہ ہے

آیا وہ جی اُٹھا ہی یا کوئی اُس کی لاش اُٹھالے گیا ہی پس یہہ دونو اپنے گھر پر چلے آئے جہاں اُنکے لوگ تھے

(۱۱) لیکن مریم باہر قبر کے پاس روتی کھڑی رہی سو جوں روتی ہوئی قبر میں جھکی ۱۱
(۱۲) تو دو فرشتوں کو سفید کپڑے پہنے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائنتی جہاں یسوع ۱۲
کی لاش پڑی تھی بیٹھے دیکھا

اب دونو رسول چلے گئے مریم کھڑی روتی ہی اُسکے دل میں بہت محبت تھی اور اُسکو مسیح سے بہت اُمید تھی اور اِس میں سے مسیح نے سات دیو نکالے تھے (لوقا ۸ - ۲) اور اسنے مسیح کے بہت معجزے دیکھے تھے اور عجیب تعلیم سُنی تھی اور گناہوں کی معافی بھی پائی تھی پس اِس عورت نے اپنا دل اُسکے لئے اُنڈیل دیا تھا اگرچہ یہہ سب عورتیں خداوند سے محبت رکھتی تھیں لیکن مریم مگدلینی کے دل میں سب سے زیادہ محبت تھی (ف) لعاذر کی قبر پر جب مسیح رویا تو لوگوں نے کہا دیکھو لعاذر کو کیسا پیار کرتا تھا اسوقت ہم لوگ مریم کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو خداوند کو کیسا پیار کرتی تھی سب چلے گئے وہ کھڑی روتی ہی۔ اس عورت نے اپنی محبت سے اور اپنے دلی غم سے اور اپنے آنسوؤں سے مسیح کے دل کو اپنی طرف کھینچا کہ وہ سب سے پہلے اس پر ظاہر ہوا۔ اسوقت روتے ہوئے جو اُسنے قبر میں جھانکا تو وہاں دو فرشتے دیکھے اُن کی سفید پوشاک تھی کیونکہ نور کے جہان سے آئے تھے تبدیل صورت کے وقت مسیح کی بھی پوشاک سفید ہوگئی تھی یہہ سفیدی پاکیزگی کا نشان تھا۔ فرشتے قبر کے اندر بیٹھے تھے لاش تو قبر میں نہ تھی تو بھی جائے لاش کے سرہانے و پائنتی ادب کے لحاظ سے بیٹھے تھے ظاہر کرتے تھے کہ ہم مسیح کے خادم ہیں (ف) یہاں بڑے درجہ کے لئے کچھ تکرار نہ تھی وہ جو پیروں کی طرف بیٹھا تھا اپنی جگہ سے ایسا خوش تھا جیسے وہ جو سرہانے بیٹھا تھا۔ فرشتے ہر خدمت کو جو ملتی ہی بغیر کڑکڑائے خوشی سے کرتے ہیں۔ یہہ آدمیوں کی غلطی ہی جو مدارج تلاش کرتے ہیں اور چھوٹی خدمت سے خفا ہوتے ہیں جو خدمت خدا دیتا ہی وہ لینا چاہئے۔ یہہ فرشتے ایسے بیٹھے تھے جیسے کفارہ کے سرپوش پر کروبیم تھے (ف) غور کرنا چاہئے کہ یہہ فرشتے جو عام طور پر نظر نہیں آتے ہیں کلام اللہ میں بھی خاص وقتوں پر اُنکے نظر آنے کا ذکر ہی یوحنا بن ذکریا اور خداوند مسیح کی پیدایش کی خبر لائے تھے پھر تولد شریف کے وقت گڈریوں کو دکھلائی دیئے تھے پھر آزمایش کے بعد مسیح کی خدمت کرنے آئے تھے اور گتسمنی کے باغ میں جان کنی کے وقت دکھلائی دیئے تھے اب جی اُٹھنے کے بعد حاضر ہیں پھر صعود کے وقت اُنکا ذکر ہی اُسکے بعد پھر ذکر نہیں ہی لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مسیح کی آمد ثانی کے وقت اُسکے جلال کے لئے فرشتوں کی فوجیں ظاہر ہونگی اُس وقت منکریں ملائکہ شرمندہ ہونگے اور یہہ کہنے سے باز آئینگے کہ ملائکہ قوائے انسانیہ کا نام ہی

(۱۳) اور اُنہوں نے اُسے کہا ای عورت تو کیوں روتی ہی اُس نے کہا اِس لئے کہ میرے ۱۳
خداوند کو اُٹھا لیگئے اور میں نہیں جانتی کہ اُسے کہاں رکھا ہی

ہمیشہ فرشتوں کو دیکھکے کچھ نہ کچھ خوف آدمی کے دل میں آیا ہی لیکن اسوقت دیکھتے ہیں کہ مریم مگدلیا ان فرشتوں سے نہیں ڈری وہ سب عورتیں فرشتوں کی پہلی رویت میں بہت ڈرگئی تھیں شاید مریم اُسوقت بھی نہ ڈری ہو اور اسی لئے جب وہ دو رسول قبر پر آئے تو اُنکے پاس بھی یہہ مریم آکھڑی ہوئی تھی وہ سب خوف زدہ نہ آئیں تھیں دور کھڑی رہی تھیں اور جب رسول چلے گئے تو یہہ مریم اکیلی قبر پر کھڑی رہی اسکا سبب یہی ہی کہ مسیح کی محبت میں دیوانی سی ہوگئی تھی کسیکی کچھہ پرواہ نہیں کرتی صرف خداوند کو ڈھونڈھتی ہی فرشتہ کہتا ہی ای عورت تو کیوں روتی ہی یہہ ہمدردی کی آواز سُنکے اُسنے اپنا دلی دکھہ زور کے ساتھہ اوگلدیا اور کہا اِسلئے روتی ہوں کہ میرے خداوند کو اُٹھا لیگئے اُس کی لاش قبر میں نہیں ہی اور میں نہیں جانتی کہ اُسے کہاں لیجا کر رکھدیا ہی اِسلئے جہان میرے سامنے تاریک ہی (ف) کبھی کبھی ہم لوگ ہنسنے کی جگہ میں نادانی سے بہت رویا کرتے ہیں اور رونے کی جگہ میں بیوقوفی سے ہنسا کرتے ہیں

(۱۴) اور یہہ کہکے پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ جانا کہ یسوع ہی ۱۴

(پیچھے پھری) یعنے قبر میں جھانکنے سے ہٹی۔ محبت کی خدمت سب خدمتوں سے زیادہ قیمتی ہی محبّت انسان کو خدا کے سامنے قربان کرتی ہی محنت کا کام اور ہی اور محبت کا کام اور ہی اور محنت کے ساتھہ محبت بھی ہو تو کیا کہنا ہی۔ اسوقت مریم کے دل میں بہت بیقراری ہوگی۔ تب ہی تو وہ خداوند دلوں کا جاننیوالا آپ فوراً اپنا دیدار بخشنے کو غیب سے آحاضر ہوا کہ بیت بیقراری مریم کے دل میں آگئی تھی وہ اپنے پیاروں کی دلجوئی بہت کیا کرتا ہی۔ مریم نے خداوند کو نہ پہچانا اُسنے سمجھا کہ کوئی آدمی آکھڑا ہوا ہی کیونکہ اُس کی آنکھیں بند تھیں جیسے عماوس کی راہ میں دو شاگردوں نے نہ پہچانا تھا جب تک کہ خداوند نے اُنکی آنکھوں کو نہ کھولا

(۱۵) یسوع نے اُسے کہا ای عورت تو کیوں روتی ہی کسے ڈھونڈھتی ہی۔ اُسنے یہہ سمجھکے کہ ۱۵
باغبان ہی اُسے کہا ای خداوند اگر تو نے اُسکو یہاں سے اُٹھایا ہو تو مجھے کہہ کہ اُسے کہاں
رکھا ہی کہ میں اُسے لیجاؤں گی

(ای عورت) وہی بات ہی جو ابھی فرشتوں نے کہی تھی کیونکہ وہ بھی مسیح کے بھیجے ہوئے تھے یہہ سوال آدمی کے سارے تفتیش پوچھتا ہی اور خوشی سے بھر دیتا ہی اور سفید پوشاک پہناتا ہی مریم کے لئے فی الحقیقت اسوقت کوئی سبب رونے کا نہ تھا لیکن ناواقفی سے زندہ کو مُردہ سمجھکے روتی تھی اب مسیح سامنے زندہ کھڑا باتیں کرتا ہی تو بھی وہ روتی ہی کیونکہ نہیں پہچانتی آنکھوں پر پردہ پڑا ہی (کسے ڈھونڈھتی ہی) یعنے جسے ڈھونڈھتی ہی وہ تو سامنے موجود ہی (ف) جب سے مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہی اُسوقت سے ہم سب لوگ بغیر رونے کے قبروں پر کھڑے ہو سکتے ہیں مریم نے اُسے باغبان سمجھا اور مسیح کو اب تک مُردہ سمجھتی ہی ابھی فرشتے نے کہا کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہی (مرقس ۱۶- ۵ و ۶) تو بھی مریم نے اُس خبر پر توجہ نہیں کی اور خود مسیح سے پوچھتی ہی کہ مسیح کی لاش کہاں ہی (میں اُسے لیجاؤنگی) اُسکا ارادہ ہی کہ اگر مسیح کی لاش ملجائے تو آپ اُٹھا کے لیجائے اور اچھی طرح کہیں دفن کرے لاش کا اُٹھا کے لیجانا اُسکے لئے مشکل تھا تو بھی افراط محبت میں دیوانی ہو رہی ہی

۱۶ (۱۶) یسوع نے اُسے کہا ای مریم وہ پھر کے اُس سے بولی ربونی یعنے ای استاد

(ای مریم) سچا گڈریہ اپنی بھیڑ کا نام لیکے بُلاتا ہی اور محبت سے بولتا ہی اور وہ کہتی ہی (ربونی) اب پہچان لیا اُسکی بھیڑ نے اُس کی آواز پہچان لی جب پہلے کہا تھا ای عورت تو کیوں روتی ہی تو اُس کی آواز نہ پہچانی تھی کیونکہ خود مسیح نے آپ کو ظاہر کرنے میں وقفہ کیا تھا تاکہ اُسکے مُنہہ سے وہ بات سُنے کہ میں اُسے لیجاؤنگی یہہ محبت کی بڑی قیمتی بات تھی لیکن اب مسیح نے چاہا کہ آپ کو اُسپر ظاہر کرے تب الہٰی شیریں آواز سے جو سچے گڈریہ کی ہی اُسے بُلایا اور اُسنے اُسے پہچانا اور کہا ربونی یہہ وہی بات ہی جو گذشتہ زندگی میں ہمیشہ مسیح کو وہ کہا کرتی تھی (ف) مسیح خداوند جی اُٹھنے کے بعد سب سے پہلے اس عورت پر ظاہر ہوا عورت کے سبب سے پہلے دنیا میں گناہ آیا تھا عورت ہی پر پہلے ابدی صداقت ظاہر ہوئی اُس کے بعد مردوں پر ظاہر ہوگی دنیا کی حدوں تک

۱۷ (۱۷) یسوع نے اُسے کہا مجھے مت چھو کیونکہ میں ہنوز اپنے باپ کے پاس نہیں چڑھ گیا
پر میرے بھائیوں کے پاس جا اور اُنہیں کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے
خدا اور تمہارے خدا کے پاس چڑھ جاتا ہوں

ظاہر ہی کہ مریم اُسے پہچان کے اُسکے قدموں پر گرتی تھی مگر مسیح نے فرمایا کہ (مجھے مت چھو) مسیح نے قدم چھونے سے

اُسوقت مریم کو منع کیا لیکن ذراسی دیر کے بعد اور عورتوں نے اُسے دیکھا اور قدم پکڑے تھے اور سجدہ کیا تھا (متی ۲۸-۹)
خداوند نے انکو منع نہیں کیا تھا بلکہ قدم پکڑنے کی اجازت دی تھی اور تھوما کو کہا تھا کہ اپنی اُنگلی اور ہاتھ سے مجھے چھو
(آیت ۲۷) پس اس ممانعت کا جو مریم کو ہوئی کوئی خاص سبب ہو ظاہر ہو کہ مریم اُس کی جسمانی ظاہری ملاقات کی بیحد محبت
رکھتی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ جسمانی حاضری کا شوق وہ چھوڑے اور روحانی الوہیت کی حاضری پر دل لگادے اور سمجھے کہ مسیح
اب اور کچھ ہوگیا ہو اگر مریم کا ارادہ صرف یہہ ہوتا کہ اُسے زندہ دیکھکر تسلی پائے تو مسیح اُسے قدم چھونے سے منع نہ کرتا مگر وہ
چاہتی تھی کہ پہلے کی طرح مسیح اُنکے ساتھ رہے اِسلئے اُسنے فرمایا کہ مجھے مت چھو یعنے میرے قدموں کو آسمان پر جانے سے
بند نہ کریں تو اپنے باپ کے پاس جانیوالا ہوں چھونے کا خیال چھوڑ اب جسمانی طور پر دیکھنا اور چھونا نہ ہوگا ایمان سے چھوؤگے
اور دیکھوگے (ف ۱) مسیح جی اُٹھکے ۴۰ دن دنیا میں رہا اور صرف ۱۲ یا ۱۳ دفعہ شاگردوں سے کہیں کہیں ذراسی دیر کے لئے
ملا اور پھر غایب رہا اس سے دو مطلب اُسکے تھے اول بار بار کی ملاقات سے ظاہر کیا کہ میں فی الحقیقت زندہ ہوں اور اکثر غایب
رہنے سے اُنہیں سکھلایا کہ باطنی حاضری پر دل لگائیں اور جسمانی ملاقاتوں کا اور ہمنشینی کا خیال چھوڑیں گویا بچوں کا دودھ
چھوڑایا کہ وہ جو پہلے اُسے انسان پہچانتے تھے اب اُسے خدا، حاضر ناظر جانیں اور اپنا دل آسمان کی طرف انڈیل دیں پس وہ گویا
یوں فرماتا ہو کہ مجھے اپنی طرف نہ کھینچو لیکن میری طرف کہ میں آسمان میں ہوں تم کھنچو یہی خاص وجہہ چھونے سے ممانعت کی تھی
(ف ۲) رومی لوگ ہمیشہ جسمانی حاضری پر زور دیتے ہیں اِسلئے تصویرات رکھتے اور عشاء میں بعینہ بدن کے قایل ہیں یہہ بات مسیح
کی تعلیم اور عقل کے خلاف ہو وہ آسمان میں ہو ہم اُسے جسمانی ہاتھ سے چھو نہیں سکتی لیکن روح سے ایمان سے چھوتے ہیں (میرے
بھائیوں کے پاس جا) وہ اُسے کلیسیا کیطرف بھیجتا ہو جنکے ساتھ مل بیٹھکے عمر بسر کرنا چاہئے۔ اور وہ اُنہیں بھائی فرماتا ہو
اور اُن کی کمزوریوں پر کچھ ملامت نہیں کرتا کہ چھوڑکے بھاگ گئے تھے وہ اُنہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا (عبرانی
۲-۱۱ و ۱۲ یوحنا ۱۵-۱۵) (ف ۳) بعضے دنیادار کبھی کبھی اس دنیا کی سرفرازی پاکے پرانے دوستوں کو بھول
جاتے ہیں مسیح سب مدارج سے اعلیٰ ترین درجہ پاکے عرش مجید پر جاتا ہو اور ہمیں بھائی کہتا ہو اُس کی حمد ابد تک ہو (ف ۴)
انجیل شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ کبھی کسی آدمی نے مسیح کو بھائی کہنے کی جرات کی ہو لیکن وہ خود ہمیں اپنے فضل سے بھائی
کہتا ہو (اور اُنہیں کہہ) تو خبر دے سب رسولوں کو اور ساری کلیسیا کو تو بشارت دہندہ ہو کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہو
اور آسمان پر جاتا ہو پس دنیا میں پہلی مبشر عورت ہو کیونکہ عورت کی نسل نے شیطان کا سر کچلا اب عورت بشارت لیکر آتی ہو
(کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ) ہمارے باپ نہیں کہتا کیونکہ اُس کی ابنیت سرشت الٰہی سے ہو وہ نور سے نور خدا
سے خدا ہو اور ہم فضل سے نیا جنم پاکے لےپالک ہوئے ہیں (ف ۵) باپ اور بیٹے کو خلط ملط بھی نہیں کرسکتے

کیونکہ وہ جو چڑھ جاتا ہے وہی نہیں ہے جس کے پاس جاتا ہے اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس) مسیح الوہیت کی راہ سے
باپ کے برابر ہے اور انسانیت کی راہ سے باپ سے کمتر ہے پس وہ خدا باپ کو اپنا خدا بھی کہتا ہے اور ہمارا خدا بھی فرماتا ہے اور
اس مضمون میں بھی وہ آپ کو ہم سے جدا کرتا ہے کیونکہ اُس کی پیدایش انسانی اور اُس کی روح انسانی کی موجودگی خاص طور پر
خدا سے ہوئی تھی اور اُسکی انسانیت مظہر الوہیت تھی اور ہم سب کی پیدایش اور انسانیت یکساں ہے (چڑھ جاتا ہوں) حال کا صیغہ ہے
لیکن ۴۰ یوم بعد گیا تھا اُسنے فعل آیندہ کو بصیغہ حال استعمال کیا ہے

(۱۸) مریم مگدلینا آئی اور شاگردوں کو خبر دی کہ میں نے خداوند کو دیکھا ہے کہ اُس نے
مجھ سے یہہ باتیں کہیں

اب مریم نے جاکے شاگردوں کو اُسکے جی اُٹھنے کی خبر دی اور یہہ سب باتیں کہیں لیکن وہ یقین نہ لائے (مرقس ۱۶-۹ سے ۱۱)
اس کے بعد مسیح خداوند نے آپ کو ان سب عورتوں پر جو دوسری جگہ میں کھڑی تھیں ظاہر کیا (متی ۲۸-۹) اُن عورتوں نے
پہلے فرشتے سے کچھہ سنا تھا اور ڈر کے مارے چپ ہو رہیں تھیں اسی اثنا میں بعد ملاقات مریم کے مسیح اُن سے مل گیا
اور وہ اُسے سجدہ کر کے شاگردوں کو خبر دینے گئیں مریم اُن سے پہلے جاکے خبر دے چکی تھی کہ میں نے خداوند کو
دیکھا ہے اب اُنہوں نے آکے خبر دی تب شاگرد بہت حیران ہو گئے (لوقا ۲۴-۲۲ سے ۲۴) دنیا میں پہلی منادی
مسیح کے جی اُٹھنے کی بابت عورتوں سے ہوئی ہے۔ اُس کے بعد مسیح نے آپ کو پطرس پر ظاہر کیا کیونکہ وہ کلیسیا
میں پہلا خادم دین تھا (لوقا ۲۴-۳۴ و ۱ قرنتی ۱۵-۵) پھر مسیح عماوس کی راہ میں دو شاگردوں پر ظاہر ہوا۔ اور اب شام ہو گی
سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے چار طرف سے بلکہ پانچ طرف سے آواز آنے لگی کہ مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ مریم مگدلینا نے
دیکھا۔ اور سب عورتوں نے دیکھا۔ پطرس رسول نے دیکھا اور دو شاگردوں نے دیکھا۔ اُس طرف یہودیوں میں پہرہ والوں سے
کانا پھوسی ہونے لگی کہ فرشتہ آیا اور زلزلہ ہوا اور سپاہی مُردہ سے ہو گئے یہہ حال تو صبح سے لیکر شام تک کا ہے اب رات
کی کیفیت سنو

19 (۱۹) پھر ہفتے کے اُسی پہلے دن شام کے وقت جب اُس جگہہ کے دروازے جہاں شاگرد جمع
ہوئے تھے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہوا اور اُنہیں کہا تم پر سلام

(جمع ہوئے تھے) کلیسیا کی پہلی جماعت اتوار کے روز یہہ تھی یا کہو کہ اتوار کی پہلی بندگی یہہ ہوئی تھی کہ مسیح کی بابت

فکر کرنے کو جمع ہوئے تھے اور اُن لوگوں میں بعض ایسے تھے کہ دن میں مسیح کو دیکھ چکے تھے اور بعضے شک میں تھے اور سب جمع ہوگئے تھے
کہ ایک دوسرے کی سنیں - یہہ لوگ بڑے خوف کے وقت میں بھی جمع ہوگئے تھے یاد کرو کہ پولوس رسول نے کیا کہا ہے (عبرانی ۱۰-۲۵)
کہ بھائیو جمع ہونے سے باز نہ آنا- اگرچہ صلیب کے وقت سب بھاگ گئے تھے اور نالایق نکلے تھے لیکن اب خداوند ان سب کو
بحال کرتا ہے اور زیادہ فضل بخشدیتا ہے (دروازے بند تھے) کنڈی وغیرہ لگائی ہوگی اور چپ چاپ اِدھر اُدھر سے وہاں آپہونچے
ہونگے ایک نے دوسرے کو اشارہ دیا ہوگا کہ فلاں مکان میں سب بھائی ہیں جمع ہو جائیں اور خداوند کی بابت فکر کریں دیکھو
ان خوف زدوں کمزوروں جفاکشوں کی یہہ بنیادی مجلس تھی جسکے دروازے بند تھے کون سمجھ سکتا تھا کہ وہ مجلس ایسی ترقی
پائیگی کہ ساری دنیا کو دبالیگی اور ہرکہیں کھلا کھلے اُنکے عبادت خانے اور وعظ کے مقام ہونگے اسوقت یہہ لوگ جمع ہوکے
جو باتیں کہہ رہے تھے اُنکا بیان سنو (لوقا ۲۴-۳۳ سے ۳۶) اسی اثنا میں (یسوع آیا) کسی نے اُسکے لئے دروازہ
نہیں کھولا تو بھی وہ اندر آگیا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُسکی جلالی حالت فہم سے بالکل بلند و بالا ہے- اُسکا بدن کبھی
دیدنی تھا کبھی نادیدنی اور جسم اُسکا باوجود ہڈی اور گوشت کے کبھی غایب تھا اور کبھی ظاہر تھا یہہ وہی شخص تھا جو اپنی گذشتہ
زندگی میں بھی تعجب کا باعث تھا اُسنے پہلے بھی دکھلایا تھا کہ وہ جسم کے معمولی قانون پر تصرف کا پورا اختیار رکھتا ہے- جب
ناصرے کے لوگ اُسے پہاڑ پر لیگئے تھے کہ نیچے گرادیں تو وہ اُنکے بیچ میں سے غایب ہوکے نکل آیا تھا (لوقا ۴-۳۰) اسی طرح
ایکبار ہیکل کے درمیان سے غایب ہوکے نکل آیا تھا جب یہودی اُسے پتھراؤ کرنا چاہتے تھے (یوحنا ۸-۵۹) وہ پانی پر ایسا چلا تھا جیسے لوگ زمین پر
چلتے ہیں اور پطرس کو بھی پانی پر چلایا تھا (متی ۱۴-۲۹) لیکن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد ایسا تصرف اور اختیار اُسنے زیادہ دکھلایا ہے
تاکہ ہمیں سمجھادے کہ ہمارے ذلیل بدن کو بھی وہ اپنے جلیل جسم کی مانند بدل ڈالیگا (ف) دروازہ بند ہو تو کیا خوف ہے ایسا دروازہ
کوئی نہیں ہے کہ اُسکے بند ہونے سے مسیح اندر نہ آسکے وہ مع اپنے جسم کے ہر کہیں آجاسکتا ہے کیونکہ اُسنے انسانیت کو الوہیت میں لیا اور
اُس کی قدرت انسانی وہم و خیال سے بلند و بالا ہے اسی لئے ہماری یہہ امید ہے کہ وہ ہمارے لئے سب کچھ کرنے سکتا ہے (اور بیچ میں
کھڑا ہوا) آیا اُسکے معنے یہہ ہیں کہ غیب سے آحاضر ہوا اور مجلس کے بیچوں بیچ کھڑا دکھلائی دیا تاکہ سب دیکھیں اور وہ سب پر ظاہر ہو کہ
میں مُردوں میں سے جی اُٹھا ہوں چاہئے کہ تمہارے درمیان کسی کے دل میں شک شبہہ نہ رہے سب کے سب بیچ میں کھڑا دیکھیں
(اور اُنہیں کہا تم پر سلام) یہہ ایسی بات نہیں ہے جیسے ملاقات کے وقت لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ اُنکی عادت اور رسم کی بات ہے
لیکن مسیح خداوند حقیقی سلامتی یا الٰہی اطمینان ہمیں بخشتا ہے کیونکہ اُسنے اپنی موت سے کہ ہمارے گناہوں کے کفارہ میں تھی الٰہی
سلامتی ہمارے لئے حاصل کی تھی اور اب ہمیں بخشدیتا ہے اُسنے خدا کے اور آدمیوں کے درمیان صلح و سلامتی پیدا کردی (افسی ۲-۱۴
سے ۲۲) یہہ سلام جو اُسنے بخشا نہ صرف اُنہیں کے لئے تھا جو وہاں اُسوقت حاضر تھے بلکہ کل کلیسیا کے لئے تھا جو قیامت تک

مقبول کلیسا ہی اور اُس طرف آدم تک سب ایمانداروں کو پہونچا تھا (ف) یہہ سلام وہی پچھلا لفظ تھا جو اُسنے موت سے پہلے سنایا تھا (۱۶-۳۳) اور اب یہہ وہی پہلا لفظ تھا جو کہ مُردوں میں سے جی اُٹھ کے اُسنے سُنایا ہی یہہ وہی صلح وسلامتی ہی جواب تک ہمارے دلوں میں حکومت کرتی ہی (قلسی ۳-۱۵) اور یہی وہ نعمت ہی جو اُسنے ہمارے لئے اپنے وصیت نامہ میں چھوڑی تھی (۱۴. ۲۷ و ۱۶-۳۳) اُسنے اِس ملاقات میں دو دفعہ یہہ سلام سُنایا (آیت ۲۱) یہہ تاکید کے لئے تھا کہ تمہاری سلامتی مستحکم اور پختہ ہی اور ضرور روحوں میں موثر اور دلوں میں موجود ہوگی

۲۰ (۲۰) اور یوں کہکے اپنے ہاتھوں اور پسلی کو اُنہیں دکھایا سو شاگرد خداوند کو دیکھہ کے خوش ہوئے

(ہاتھوں اور پسلی کو) (لوقا ۲۴-۳۹) میں ہی کہ پاؤں بھی دکھلائے تھے لیکن شاگرد ڈر گئے تھے اور یہہ خیال کیا کہ ہم روح کو دیکھتے ہیں اُسنے فرمایا کہ روح میں جسم اور ہڈی نہیں ہوتی ہی لیکن تم مجھے ٹٹولو کہ مجھہ میں جسم اور ہڈی ہی میں صرف روح نہیں ہوں مگر جسم سمیت جی اُٹھا ہوں ۔ اب خوشی کے مارے بے اعتقاد رہتے اور تعجب کرتے تھے تب مسیح نے کہا تمہارے پاس کچھہ کھانے کو ہی تاکہ اُنہیں کچھہ کھا کے دکھلائے کہ میں معہ جسم کے جی اُٹھا ہوں پس اُنہوں نے بھونی مچھلی اور شہد کا چھتہ اُسے دیا اُسنے لیکر اُنکے سامنے کھایا تب شاگردوں کو پورا یقین ہوا کہ وہ معہ جسم کے جی اُٹھا ہی اور اب اُنکے دل میں بہت سی خوشی آگئی اور اُنکا غم خوشی ہوگیا ۔ یہہ مسیح کے دیدار شریف کا پانچواں مرتبہ تھا اور سب انجیلوں میں اسکا ذکر ہی اور ایکطرح سے یہہ پہلا دیدار شریف ہی جو جماعت کے سامنے وقوع میں آیا ۔ مسیح خداوند معہ جسم کے جی اُٹھا اور نئے بدن میں آیا تو بھی ہاتھوں اور پیروں میں میخوں کے نشان اور پسلی میں بھالے کا سوراخ موجود تھا ۔ دکھلانے کے لئے تاکہ اُنکے ایمان کا چارہ ہوا اور یہہ نشان اُس کے بدن میں اب تک موجود ہیں اور جب وہ قیامت کے دن آئیگا تو یہہ سب نشان موجود ہونگے کیونکہ وہ اُسپر نظر کرینگے جسے اُنہوں نے چھیدا ہی ۔ دیکھو تخت اور چاروں جانداروں کے درمیان اور بزرگوں کے بیچ برہ یوں کھڑا تھا کہ گویا ذبح ہوا ہی ۔ مسیح کی صلیبی موت بڑی قیمتی چیز ہی ابد تک اُسکی یادگاری اور شکرگذاری ہوگی

۲۱ (۲۱) تب یسوع نے پھر اُنہیں کہا تم پر سلام جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہی میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں

(تم پر سلام) یعنے وہی الٰہی سلامتی اور صلح واطمینان جو نہ مثل اہل دنیا کے ایک محاورہ ہی مگر فی الحقیقت الٰہی سلامتی تم پر ہی اسوقت رسولوں کو سلامتی بخشتا ہی تاکہ دنیا کی حدوں تک مومنین بندوں کو پہونچاویں (دیکھو متی ۱۰-۱۲ و ۱۳) کو پہلے یہہ لوگ رسول مقرر ہوئے تھے اور صرف یہودیوں کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ بلائے ہوؤں کو بلا لائیں (متی ۱۰-۵) مگر بلائے ہوئے نالایق نکلے اور شادی کا کھانا سب کچھہ تیار ہی اسلئے اب یہہ لوگ سارے جہان کے لئے رسول مقرر ہوتے ہیں کہ اُنکے وسیلہ سے بشارت

اور سلامتی حدود دنیا تک پہونچ جائے (ف) خادمان انجیل کی رسالت کی بنیاد الٰہی سلامتی و اطمینان ہے اور وہی سلام ہے یہہ لوگ سلامتی بخشندہ انجیل چاروں طرف سے لیکر جاتے ہیں (افسی ٦-٥) اگر کوئی خادم دین یہہ سلامتی اپنے دل کے اندر نہ رکھے تو وہ اوروں کے لئے سلامتی کا رسول نہیں ہوسکتا ہے (جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہے) لفظ جسطرح کے معنے میں جس اختیار سے یعنے نجات دینے کے بارہ میں جو طاقت اور قدرت میری ہے اور میں نے باپ سے پائی ہے وہی طاقت و اختیار دیکر اب میں تمکو دنیا میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں آسمان کو جاتا ہوں اور تم میری عوض دنیا میں کام کروگے پس جماعتیں جمع کرو اور ترتیب و انتظام کے سب کام کرو اور وہی قوت تمہارے ساتھ ہوگی (بھیجتا ہوں) حکم ہے ضرور جانا ہوگا اور کام کرنا ہوگا

۲۲ (۲۲) اور یہہ کہکے اُنپر پھونکا اور اُنہیں کہا روح القدس لو

(پھونکا) جسطرح خدا باپ نے آدم میں زندگی کا دم پھونکا تھا اُسی طرح ابن اللہ نے نئی زندگی کا دم رسولوں میں پھونکا تاکہ کلیسیا نئی زندگی سے نئی انسانیت میں جی اُٹھے اور مسیح کی زندگی اُن میں موثر ہو جائے (پھونکا) یعنے اپنے مُنہہ کی ہوا اُنپر ڈالی ہوا روح القدس کا نمونہ ہے (۳-۸ و اعمال ۲-۲ حزقیل ۳۷-۹) لیکن روح القدس نہ ہوا میں ہے مگر باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے جسطرح انسانی سانس انسان سے نکلتا ہے اور آدمی جب بولتا ہے تو سانس کے وسیلہ سے باتیں کرتا ہے (ف) اس پھونکنے میں خداوند مسیح نے اُنکو ایک نمونہ دیا تھا اُس روح القدس کے بہاؤ کا جو ابتدا سے پنتکوست تک . ان آنیوالا تھا اور جسکا اجرا آخری دن تک مومنین کی ارواح میں کلیسیا کے درمیان رہنیوالا تھا ۔ اسوقت سے پہلے شاگردوں نے کچھہ روح پائی تھی پاکیزگی کے لئے اور معجزات پر قدرت بھی پائی تھی لیکن اسوقت خداوند وعدہ دیتا ہے کہ ترتیب و انتظام کلیسیا کے لئے اور نوشتوں کے حقیقی مطالب دریافت کرنے کے لئے خاص طور پر روح اللہ تم کو ملیگا (لوقا ۲۴-۴۵) خداوند مسیح جب کسی آدمی کو کسی خدمت پر مقرر کرکے بھیجتا ہے تو اُسے اُس کام کے لئے لیاقت بھی بخشدیا کرتا ہے رسالت کی خدمت کے لئے روح القدس کی بخشش دینا یہہ لیاقت ہے (اعمال ۱۳-۹) پنتکوست کے دن جو فضل پایا اُسکا نزول اچانک نہ ہوا تھا مگر اسی پھونک کی تکمیل ہوئی تھی اسوقت مسیح نے خاص طور پر اور خفیتہً شاگردوں کو انعام اور فضل بخشدیا پنتکوست کے دن اُسکا اظہار علانیہ طور پر کرایا یعنے اُسی خفیہ انعام کا ظہور کیا (ف) اگر خادمان دین کی خدمت روح القدس کی طاقت سے نہ ہو تو وہ خدمت کچھہ نہیں ہے (۱ قرنتی ۲-۴) یہی کلیسیا کی میراث ہر زمانہ میں ہے (اور اُنہیں کہا روح القدس لو) پھونکا اور یہہ فرمایا بھی - یہی لفظ خادمان دین کے تقرر میں کلیسیا کے درمیان نسلاً بعد نسلاً چلے آتے ہیں جسطرح عشاء ربانی میں خداوند مسیح کے عین الفاظ سُنائے جاتے ہیں - دیتا تو مسیح ہے نہ کوئی انسان مگر آدمی اُس کے الفاظ سناتے ہیں کیونکہ کلیسیا کا انتظام بذریعہ اپنے بندوں کے وہ آپ ہر زمانہ میں کرتا ہے یہہ جو بادی

مقرر ہوتے ہیں جو مشنری یا رسول ہیں یہہ سب خداوند مسیح سے مقرر ہوتے ہیں وہ سب مسیح سے اس عہدہ کو پاتے ہیں اور یہہ عہدہ بہ ترتیب کلیسیاؤں کے وسیلہ سے مسیح دیتا ہے تب وہی الفاظ جو مسیح نے سُنائے تھے رسولوں کے تقرر میں اب بھی بزرگ خادم دین سے تقرر خادمان میں سُنائے جاتے ہیں اسیطرح مغفرت کے کلمات اور گناہوں کی معافی کی خبر بھی اسی بنیاد پر سُنائی جاتی ہے سُنانیوالا خدا کی طرف سے سُناتا ہے نہ اپنی طرف سے پس کوتاہ اندیش اور غلط فہم معترضوں کی تہمت بیجا ہے مسیح نے جب کہا کہ روح القدس لو تو یہہ اسلئے تھا کہ اُسکا اختیار روح القدس دینے کا ہے اور جب اسقف صاحب سب قسیسوں کے ساتھ کسی کے تقرر کیوقت یہہ کہتے ہیں تو یہہ اسلئے ہے کہ وہ مسیح کیطرف سے کہتے ہیں نہ اپنی طرف سے

(۲۳) جنکے گناہ تم معاف کرو اُنکو معاف کئے جاتے ہیں جنکے تم قایم رکھو اُنکے قایم رہے ہیں ۲۳

گناہوں کی معافی کا اختیار مسیح خداوند اپنے رسولوں کو جو کلیسیا کے مدبر ہیں عنایت کرتا ہے اور یہہ بہت بڑی اور گہری بات ہے (متی ۱۶-۱۹ و ۱۸-۱۸ سے ۱۹) کی تفسیر بھی دیکھہ لو مسیح کے خادم گھر کے مالک تو نہیں ہیں مگر مالک کی مانند ہیں کیونکہ اُسکی روح پاک اُس کی کلیسیا میں کام کرتے ہیں اور انکے فتوے جبکہ یہہ لوگ ایمان سے اور نیک نیتی سے بہ تحریک روح القدس دیتے ہیں تو آسمان پر منظور ہوتے ہیں۔ پرانے عہدنامہ میں بھی خدا کی طرف سے خادموں کو بڑے اختیارات بخشے گئے تھے دیکھو (یرمیاہ ۱-۱۰) آج کے دن میں نے تجھے قوموں پر اور سلطنتوں پر اختیار دیا کہ اُکھاڑے اور ڈھاوے اور ہلاک کرے اور گرادیوے اور بناوے اور لگاوے۔ اسکے مرادف اور مقامات بھی ملینگے خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بعض وقت ایسے اختیارات بھی دیا کرتا ہے اور اُسی کی روح اُن میں ہو کے ایسے کام بھی کرتی ہے تب کرنیوالا وہ آپ ہوتا ہے۔ گناہ معاف کرنا صرف خدا کا کام ہے کیونکہ قرضدار کو سوا قرض خواہ کے اور کوئی چھوڑ نہیں سکتا ہے ہاں اگر قرض خواہ کسی غیر کو ایسا اختیار بخشدے کہ میرے قرضداروں کو تو چھوڑ سکتا ہے تو وہ غیر بھی ایسا کام کرسکیگا۔ زمین پر گناہ معاف کرنے کا ابن آدم کا اختیار ہے اور اُسنے اپنا یہہ اختیار اپنے رسولوں کو بھی دیا لیکن کسطرح سے دیا اسطرح سے دیا جیسے بادشاہ اپنے تحت کے حاکموں کو اختیارات دیا کرتا ہے کہ اگر قانوناً اور دستور کے موافق لوگ کام کریں تو بخشش اور انعام جو مقرر ہیں تم اُنہیں دیدو چنانچہ داؤد نے کہا کہ میں نے خداوند کا گناہ کیا یعنے داؤد نے توبہ و پشیمانی کے ساتھہ اپنے گناہ کا اقرار کیا تو فوراً ناتن نبی نے بھی گناہوں کی معافی کی خبر اُسے دی کہ خدا نے بھی تیرا گناہ معاف کیا کہ تو نہ مریگا (ف) فکر کیجئے کہ مسیح کے رسولوں نے ایسا اختیار تو پایا مگر ساری انجیل میں کہیں نظر نہیں آتا کہ اس اختیار کو کبھی وہ کام میں بھی لائے تھے یا نہیں پھر یہہ کیا ہے جو رومیوں نے گناہوں کی معافی کی بابت دوکان کھولدی ہے یہہ آدمیوں کا تجاوز ہے۔ البتہ کوئی خاص وقت ایسا بھی آجاتا ہے خصوصاً موت کے نزدیک جب کوئی گنہگار

سچی توبہ کا اظہار کرتا ہے اور خدا کی روح خادم دین کے دل کو اُبھارتی ہے کہ اُسے مغفرت کی خبر سنائے تاکہ وہ تسلی پاوے اور یقین کرے کہ وہ بچ گیا ہے۔ مغفرت دہندہ نہ وہ خادم ہے لیکن وہ شخص ہے جسکا یہہ خادم ہے

(۲۴) اور تھوما بارہوں میں سے ایک جسکا لقب ددمس تھا یسوع کے آنے وقت اُنکے ساتھ نہ تھا ۲۴

(تھوما) عبرانی لفظ ہے بمعنے توام یعنے جوڑیا ددمس یونانی ہے اُسی معنے میں اسوقت یہہ رسول غیر حاضر تھا اور غیر حاضری کا سبب کچھہ معلوم نہیں ہے شاید اُس کی طبیعت زیادہ غمگین تھی۔ اور جب مسیح موا تو وہ زیادہ ناامید ہوگیا تھا تو بھی حقیقی محبت اُس کے دل میں تھی جو ناامیدی کی خاک میں اُسوقت کچھہ دب گئی تھی۔ آندھی جب چلتی ہے بعض درخت ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض جھک جاتے ہیں یا شاید جب یہہ لوگ مسیح کو چھوڑ کے بھاگے تھے اُسوقت سے اب تک تھوما بھائیوں میں نہیں آیا یا کوئی اور سبب ہو جو معلوم نہیں ہے۔ اِسوقت اسنے غیر حاضر ہوکے بہت کچھہ کھو دیا جیسے کہ آج کل بھی وہ سب کھوتے ہیں جو بھائیوں سے جدا رہتے ہیں اور گرجہ سے غیر حاضر رہا کرتے ہیں وہ جو رسولوں کی رفاقت کو چھوڑ دیتے ہیں بہت برکتوں کو کھو دیتے ہیں۔ یہہ شخص اسوقت مسیح کے اِس دیدار جلالی سے محروم رہا اور خداوند کی پھونک سے بھی محروم رہا۔ یہہ معلوم نہیں ہے کہ اسوقت کی پھونک سے اسنے بھی روح القدس پایا تھا یا نہیں پایا بعض کا خیال ہے کہ نہیں پایا محروم رہا ہاں آیندہ وقت میں اُس نے روح کو پایا اور بعض سمجھتے ہیں کہ باوجود غیر حاضری کے اُسنے بھی اس پھونک سے حصہ پایا تھا جیسے موسیٰ کے وقت میں جب ستر بزرگوں کو خدا نے روح دی تھی اُنمیں سے دو آدمی الداد و میداد غیر حاضر تھے اور اُنکو بھی روح ملگئی تھی (گنتی ۱۱-۲۶ و ۲۷) دیکھو یہہ انجیل نویس جو الہام سے لکھتے ہیں نہ اپنے قصور چھپاتے ہیں نہ غیر کے کیونکہ وہ بے ریا ہیں صاف دل سے سب واقعات سناتے ہیں

(۲۵) تب اور شاگردوں نے اُسے کہا ہمنے خداوند کو دیکھا ہے پر اُسنے اُنہیں کہا جب تک کہ میں ۲۵
اُسکے ہاتھوں میں میخوں کے نشان نہ دیکھوں اور میخوں کے نشانوں میں اپنی اُنگلی نہ ڈالوں اور اپنے ہاتھہ کو اُس کی پسلی پر نہ رکھوں یقین نہ کرونگا

(کہا) معلوم نہیں کسوقت کہا شاید دوسرے دن یا آیندہ اتوار تک کسی اور دن میں جب وہ ملا ہوگا (شاگردوں نے کہا) معلوم ہوا کہ نہ ایک شاگرد نے مگر کئی شاگردوں نے کہا تھا سب شاگردوں میں تھوما کچھہ موٹی عقل کا آدمی تھا جی اُٹھنے کی پیشین گوئی مسیح سے سب نے سُنی تھی مگر وہ نہ سمجھے تھے یہہ بھی نہ سمجھا تھا لیکن اِسوقت اسکو نہ صرف چند عورتیں یہہ خبر دیتی

تھیں مگر بعض بھائی اور رسول خبر دیتے تھے کہ ہمنے دیکھا ہے تو بھی اس کے دل میں زیادہ سختی ہوئی اور اُسنے صاف کہا کہ میں تمہاری بات کا یقین نہ کرونگا جب تک ایسی تحقیقات کے ساتھہ آپ نہ دیکھہ لوں۔ اچھا ہوا کہ اتنا بڑا شک اُسکے دل میں آیا تاکہ ہم سب کے شکوک ہمیشہ کے لئے دفعہ ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک یوں نہ دیکھوں نہ مانونگا دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ جبتک ہم نہ دیکھیں یا نہ سمجھیں نہ مانینگے اُن کی عقل ہر بات میں ایمان پر سبقت چاہتی ہے لیکن بعض اموروں میں جہاں ایمان کو عقل پر سبقت ہے تھوما اُن لوگوں کا نمونہ ہے جو بڑی دیانت کے ساتھہ تفتیش کرتے ہیں اور بغیر ثبوت کے کسی بات کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھوما میں نہ کچھہ تعصب تھا نہ دشمنی اور نہ کچھہ بے پرواہی تھی تو بھی وہ ایمان لانے کو جلد تیار نہ تھا وہ کہتا ہے کہ اگر میں اُسے دیکھہ بھی لوں جیسے کہ تم کہتے ہو کہ ہمنے اُسے دیکھا ہے تو بھی میں یقین نہ کرونگا کہ یہہ وہی یسوع ہے جو مر گیا تھا جب تک کہ اُسکے زخموں کو یوں تحقیق نہ کروں۔ وہ ایمان لانے سے ناراض نہ تھا مگر غلطی میں پڑنے سے خوف کھاتا تھا جیسے نتھانئیل نے کیا (۱-۴۶) پس یہہ شخص تحقیقات میں سختی دکھلا کے اور یہہ کہکے کہ یقین نہ کرونگا بے ایمانی میں تھا۔ خداوند مسیح اپنی الہٰی قوت سے یہہ باتیں سُنتا تھا اگرچہ وہاں جسم سے حاضر نہ تھا

۲۶ (۲۶) اور آٹھہ روز بعد جب اُس کے شاگرد پھر اندر تھے اور تھوما اُنکے ساتھہ تھا تو دروازے بند ہوتے ہوئے یسوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہوکے بولا تم پر سلام

(آٹھہ روز بعد) دوسرے اتوار کو یعنے پہلے اتوار کو وہ پانچ دفعہ نظر آیا اور ہفتہ بھر غیر حاضر رہا اب دوسرے اتوار کو چھٹی بار اور مجمع میں دوسری بار پھر نظر آتا ہے۔ شاگردوں نے شروع سے اتوار کو مقدس اور مخصوص سمجھا اور مسیح نے دوسرے اتوار میں بھی نظر آکے اس دنکو مخصوص دکھلایا اتوار کا دن خداوند کا دن ہے (مکاشفات ۱-۱۰ و اعمال ۲۰-۷ و ۱ قرنتی ۱۶-۲) شاگرد پھر اندر تھے عبادت کے لئے جمع ہوئے تھے یا شاید خداوند کی ملاقات کے منتظر ہوں (تھوما ساتھہ تھا) ساتھہ تو آیا مگر دل میں جی اُٹھنے کا یقین نہ تھا (یسوع آیا) پھر خداوند اسیطرح ظاہر ہوا دیکھو (آیت ۱۹ و ۲۱) کی تفسیر۔ یہہ اُسکے دیدار شریف کا مجمع کے درمیان دوسرا مرتبہ ہے

۲۷ (۲۷) پھر اُسنے تھوما کو کہا اپنی اُنگلی پاس لا اور میرے ہاتھوں کو دیکھہ اور اپنا ہاتھہ پاس لا اور میری پسلی پر رکھہ اور بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا

مسیح خداوند ہفتہ بھر تھوما کو نظر نہیں آیا اور اُسے شک کے غار میں سے نہیں نکالا سب شاگردوں کے لئے وہ ہفتہ خوشی کا تھا

تھوما کے لئے غم اور بے ایمانی کا ہفتہ تھا صرف اپنے قصور کے سبب سے غیر حاضر ہو کے پہلے دیدار کا موقع کھو دیا پس جو کوئی برکت کا ایک موقع کھو دیتا ہی اُسے دوسرے موقع تک ٹھہرنا ضرور ہی شاید کہ ہاتھ آوے مسیح خداوند اپنے لوگوں کی کمزوریوں پر رحم کرتا ہی اپنی بھیڑوں میں سے اگر کوئی غار میں جا پڑے تو اُسے مہربانی سے نکال لیتا ہی۔ ہاں اگر کوئی فریسی یا کوئی اور بے ایمان آدمی جو مسیح کا نہیں ہی ایسا کہتا کہ جب تک نہ دیکھوں نہ مانونگا تو شاید وہ کبھی کچھ نہ دیکھتا اور بے ایمانی میں مرجاتا لیکن وہ اپنے لوگوں سے کچھ دریغ نہیں کرتا وہ لاڈلے ہیں وہ جرأت کر کے بڑی نعمتیں مانگتے ہیں جو غیر لوگ نہیں مانگ سکتے اور وہ اُنکی مراد پوری کرتا ہی۔ اب مسیح حاضر ہو کے بعد سلام اللہ بخشنے کے فوراً تھوما کی طرف مخاطب ہوا کہ اُسے بے ایمانی میں سے نکالے۔ اور وہی بات بولا جو تھوما نے اُس کی غیر حاضری میں کہی تھی اور وہ غیب دان ہو کے سنتا تھا فرماتا ہی کہ جیسی تحقیقات تو چاہتا ہی کر دیکھ میں وہی ہوں وہی زخم موجود ہیں ہاتھ رکھ اُنگلی ڈال (بے ایمان مت ہو) اُسکا ایمان اب تک مطلق بجھ نہیں گیا تھا لیکن خوف بجھنے کا تھا ابھی ایمان شک کے مقام میں آگیا تھا۔ اگر ہم اپنی آنکھوں کو اُن سچائی کے دلایل سے جو سب کے لئے موجود ہیں بند کرلیں اور شکوک میں رہیں تو ہمارے شکوک بے ایمانی بن جائینگے۔ تھوما کو مناسب تھا کہ شاگردوں کی گواہی پر ایمان لاتا لیکن اُسنے بہت سختی دکھلائی تب مسیح نے اُس خاص پیار کے سبب جو اپنوں سے رکھتا ہی رحم کر کے جسطرح جسے کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا اُسے دکھلایا اور ملامت بھی کی اور کہا کہ بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا۔ وہ سب جو کہتے ہیں کہ مسیح مُردوں میں سے جی نہیں اُٹھا بے ایمان ہیں

۲۸ (۲۸) تھوما نے جواب دیا اور اُسے کہا ای میرے خداوند اور ای میرے خدا

(ای میرے خداوند) یعنے کہ تو میرا خداوند ہی میں آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں (ای میرے خدا) تو میرا خدا تعالیٰ ہی میں تجھ پر ایمان لایا۔ مسیح کا جلال مثل سیلاب کے اُسپر آگیا اور اُس کی الوہیت اُسپر خوب کھل گئی سب کچھ جو مسیح میں اُسنے پہلے دیکھا تھا سامنے آگیا اور ثابت ہوا کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہی (رومی ۱-۴) مسیح خداوند کو اسی وقت سب سے پہلے اس رسول نے خدا تعالیٰ اِستقام پر کہا ہی یہہ پہلا وقت ہی کہ وہ آدمیوں سے خدا پہچانا گیا۔ تھوما پہلا شاگرد ہی جسنے اقرار کیا کہ مسیح اللہ تعالیٰ ہی۔ دیکھو وہ جو بے ایمان ہو چلا تھا اور تحقیقات میں سخت تھا اب کیسا ذور آور ایماندار بن گیا مسیح کو خدا تعالیٰ کہتا ہی اور مسیح قبول کرتا ہی اور نہیں کہتا کہ تو مجھے خدا کیوں کہتا ہی بلکہ فرماتا ہی کہ یہہ ایمان صحیح ہی۔ مسیح کے رسولوں نے لوگوں کو اپنی پرستش سے بشدت روکا کیونکہ وہ آدمی تھے اور پہچانتے تھے کہ عبادت اور پرستش لینے کا حق صرف خدا کا ہی (اعمال ۱۰-۲۶ و ۱۴-۱۴) تو بھی یہہ لوگ مسیح کو معبود سمجھتے تھے اور اُس کی عبادت بجا لاتے تھے اور بڑی دیر کے بعد بہت سے ثبوت دیکھکر مسیح کی الوہیت کے قایل ہوئے تھے کیونکہ مسیح خداوند فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی جو جسم میں ظاہر ہوا۔ اس تھوما کو خداوند مسیح نے ایسی بزرگی بخشی

کہ وہ ہمارے ملک ہندوستان کا رسول ہو کے ہند میں آیا وہ اللہ کا پیغمبر تھا جو ہماری طرف بھیجا گیا پس اُسی کے اقرار کے موافق اس سارے ملک کو اقرار کرنا چاہئے کہ یسوع مسیح ہمارا خداوند خدا ہے

۲۹ (۲۹) یسوع نے اُسسے کہا تھوما اسلئے کہ تونے مجھے دیکھا ہے ایمان لایا مبارک وہ ہیں جو نہیں دیکھتے تو بھی ایمان لاتے ہیں

(تونے مجھے دیکھا) سب رسولوں نے بھی پہلی بار اُسے دیکھا تھا اور دیکھکر ایمان لائے تھے اور ضرور تھا کہ پہلے دیکھا جائے تب ایمان کے لئے موقع ہو مگر ملامت اسبات پر ہے کہ دیکھنیوالوں کی گواہی کو تونے تسلیم کیوں نہ کیا جب کہ معزز گواہ موجود ہوگئے تھے جو کہتے تھے کہ ہمنے خداوند کو دیکھا ہے پس تونے گواہی کی تحقیر کیلئے کی

تمام جہان میں صرف گواہی پہونچیگی اور لوگ گواہی پر ایمان لاکے نجات پائینگے اور یوں وہ سب دید سے شنید پر یقین لاکے مبارک ہونگے۔ خداوند مسیح نے جی اُٹھنے کے بعد بہ یوم تک بار بار نظر آکے اسبات کی طیاری خوب پختگی سے کی کہ آیندہ کو سب لوگ بغیر دیکھنے کے رسولوں کی گواہی پر ایمان لاکے نجات پائیں (عبرانی ۱۱-۱ و ۱ پطرس ۱-۸)

۳۰ (۳۰) اور یسوع نے بہت سے اور معجزے جو اس کتاب میں نہیں لکھے گئے اپنے شاگردوں کے سامنے دکھائے

مسیح نے اور معجزے بھی کئے تھے جو رسولوں نے نہیں لکھے یوحنا نے چند معجزے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں لکھدئے ہیں۔ لیکن وہ اور معجزے جو رسولوں سے قلمبند نہیں ہوئے اگر کوئی آدمی حدیثوں میں سے نکال کے سُنائے تو اُنکی نسبت ہم اسلئے یقین نہیں کیا کرتے کہ اُن کی سند معتبر نہیں ہے اور معتبر سند صرف کلام اللہ کی ہے تو بھی ہم کلام اللہ سے قایل ہیں کہ اور معجزے بھی تھے لیکن صحیح طور پر یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ فلاں فلاں ہیں کیونکہ مسیح کے ساتھیوں سے قلمبند نہیں ہوئے پس اب اُن کی نسبت سکوت واجب ہے

۳۱ (۳۱) لیکن یہہ لکھے گئے۔ تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے اور یہہ کہ ایمان لاکے اُس کے نام سے زندگی پاؤ

یہہ غرض ہے کہ اس انجیل کے لکھنے سے مسیح کے جسقدر معجزے یہاں بیان ہوئے ہیں وہ اُن بہت میں سے بطور انتخاب یہہ چند ہیں۔ اگر کوئی آدمی ان چند سے قایل نہو تو وہ سب معجزے سُنکے بھی قایل نہ ہوگا پس ایمان کے لئے اتنا بیان کافی ہے تاکہ تم سب جو اس انجیل کے پڑھنے اور سُننے والے ہو ایمان لاؤ۔ دو باتوں پر اول آنکہ یسوع ابن مریم موعود مسیح ہے جسکی انتظاری دنیا کی شروع سے مومنین میں ہوتی آئی

دویم یہہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہی جسکا ذکر (زبور ۲) میں تھا اور اس ایمان کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ یسوع مسیح کے نام سے الہٰی زندگی جو ابدی زندگی ہی تم پاؤگے۔ یوں ایمان لا کے یہہ زندگی پاؤ یہہ زندگی بغیر اسی ایمان کے مل نہیں سکتی ہی جو کوئی ایسا ایمان نہ لائے وہ اِس زندگی سے محروم رہیگا۔ مسیح خداوند کی ذات وصفات اور اُسکا مزاج اور تعلیم اور پاکیزگی اور نیک نیتی اور فیض رسانی اور جفاکشی اور صبر وغیرہ پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ وہ مسیح ہی اور ابن اللہ ہی اور ابدی زندگی اُسی کے نام سے ملتی ہی

اکیسواں باب

(۱) اور بعد اِس کے یسوع نے پھر اپنے تئیں دریاء طبریاس کے کنارہ شاگردوں کو دکھایا اور اِس طرح ظاہر ہوا

(بعد اسکے) یعنے واقعہ گذشتہ کے بعد کسی اور دن کہ سبت کا دن نہ تھا (دریاء طبریاس) یہہ وہی دریا ہی جہاں خداوند پانی کی لہروں پر چلا تھا اور طوفان کو دھمکا کے تھام دیا تھا اور اُسی جگہ مچھلیاں پکڑوائی تھیں اور محصول کا سکہ مچھلی کے منہ سے نکلوایا تھا اسی کے کنارے جماعتوں کو روٹی کھلائی تھی اور دیوؤں کی فوج بھی اسی جگہ نکالی تھی جب دو ہزار سوار ہلاک ہوئے تھے۔ اسی دریا کے کناروں پر بیت صیدا اور کرازین اور کفرناحوم شہر بستے تھے جہاں مسیح نے بہت معجزے دکھلائے تھے۔ یہود یہ میں کوئی اور جگہ ایسی نہ تھی کہ اس علاقہ سے زیادہ وہاں کے لوگ مسیح سے واقف ہوں۔ پس اس جگہ پر اس ملاقات کا سبب عقلاً بھی معلوم ہوتا ہی کہ شاگردوں کو وہاں ملکے سب گذشتہ باتیں یاد دلاتا ہی کہ سب کچھ اُنکے خیال میں تازہ ہو جائے اور یہہ وہ جگہہ بھی تھی جہاں سے اُسنے ان شاگردوں کو بلایا تھا کہ میں تمہیں آدمیوں کا مچھوا بناؤنگا۔ یہہ نہیں معلوم کہ اس دریاء طبریاس کے کنارہ پر کونسی خاص جگہ تھی جہاں اب وہ ظاہر ہوا ہی لیکن گمان ہی کہ بیت صیدا کے قریب نظر آیا ہوگا کیونکہ وہ پطرس اور اندریاس کا شہر تھا اور یہہ لوگ وہاں آگئے تھے اور کشتی بھی پطرس کی تھی یا کسی اور رشتہ دار کی ہو (اور اس طرح ظاہر ہوا) ظہور کے طور پر غور کرنا چاہئے اسی لئے لفظ اس طرح پر عبارت میں زور ہی تا کہ ہم وارداتوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی غور کرکے روحانی فایدے حاصل کریں

(۲) کہ شمعون پطرس اور تھوما جو دودمس کہلاتا ہے اور قانائے جلیل کا نتھانیئل اور زبدی کے بیٹے اور اُسکے شاگردوں میں سے اور دو اکٹھے تھے

اس آیت میں سات آدمیوں کا ذکر ہے۔ پطرس تھوما نتھانیل یوحنا یعقوب اور دو اور تھے جنکا نام نہیں لکھا لوگ گمان کرتے ہیں کہ فیلبوس اور اندریاس ہونگے۔ یہہ معلوم ہے کہ جب یروشلم میں دو ملاقاتیں علانیہ مجمع میں ہو چکی تھیں تو سب شاگرد جلیل کی طرف چلے گئے تھے (متی ۲۸-۷ و ۱۰) لیکن اسوقت سات آدمی ہیں جو خداوند کو یہاں دیکھتے ہیں متی و شمعون کنانی اور چھوٹے یعقوب اور دوسرے یہوداکا یہاں ذکر نہیں ہے شاید یہہ چار کسی اور جگہ میں اُترے ہونگے یہہ بھی بھائیوں کے ساتھہ نزدہ کے اس ملاقات سے محروم رہگئے تھوما پہلے غیر حاضر رہکے کچھہ کھو چکا تھا اسی لئے اب پطرس و یوحنا کو لپٹا رہتا ہے۔ نتھانایل گمان ہے کہ برتلما ہے۔ اور یوحنا رسول نے صرف اسی جگہ میں اپنے باپ زبدی کا نام لکھا ہے

(۳) شمعون پطرس نے اُنہیں کہا کہ میں مچھلے کے شکار کو جاتا ہوں اُنہوں نے اُسے کہا ہم بھی تیرے ساتھہ چلینگے اور نکل کے فی الفور کشتی پر چڑھے پر اُس رات کو کچھہ نہ پکڑا

(شکار کو جاتا ہوں) پطرس غریب آدمی تھا اُسے اپنی گذران کے واسطے کام کرنا ضرور تھا اور شکار کرنا اُسکا پیشہ تھا منادی کا کام اب تک شروع نہوا تھا کیونکہ اب تک پنتکوست کا دن نہ آیا تھا اپنے حرفہ کے وسیلہ سے روٹی پیدا کرنا سُست بیٹھنے سے بہتر ہے سست آدمی کا نقصان بہت ہوتا ہے محنت دل اور بدن کے لئے بھی مفید ہے۔ ان لوگوں کا پیشہ اچھا تھا اسلئے اُسکا کرنا مناسب تھا لیکن متی پھر محصول کی چوکی پر اگر جاتا تو یہہ اور بات تھی۔ کرنز استم صاحب کہتے ہیں کہ جب خداوند مسیح جسمانی طور پر ساتھہ نہ تھا اور خاص طور پر روح القدس بھی نہ پائی تھی تو ضرور پیشہ میں مشغول ہونا بہتر تھا۔ دیکھو ان آدمیوں کی ایسی محتاجی تھی کہ خوراک پیدا کرنے کے لئے مچھلی پکڑنے کو گئے تو بھی یہہ وہی لوگ تھے جنپر مسیح کی کلیسیا قایم ہونے کو تھی اور اُنکے نام آسمانی یروشلم کی بنیادوں پر لکھے تھے یہی لوگ تمام مسیحی کلیسیا کے جو اسوقت دنیا کے تیسرے حصہ پر پھیل گئی ہے بانی مبانی تھے روٹی کے ایسے محتاج تھے اور حرفہ ایسی غریبی کا تھا اور لیاقت علمی کچھہ نہ تھی تب یہہ سب کچھہ جو انسے ہوا ہے خدا سے ہوا ہے اسلئے ضرور عیسائی دین خدا سے ہے اور مسیح ابن اللہ ہے اور ہماری امید درست ہے اور ہمارا ایمان برحق ہے اور ہمارے مخالف غلطی پر ہیں (کشتی پر چڑھے) کشتی اپنی ہوگی جو فی الفور کام میں لائے (لوقا ۵-۲) (اُس رات کو کچھہ نہ پکڑا) سمندر میں رات کے وقت اکثر مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں

لیکن ان لوگوں نے رات بھر محنت کی اور سمندر میں کشتی پر رہے اور جال ڈالتے رہے اور کچھ ہاتھ نہ آیا اسمیں بھی کچھ حکمت الٰہی تھی جو صبح کو ظاہر ہوئی اور وہ نہ جانتے تھے اُنکا دل محنت اور ناکامیابی سے بہت تنگ ہوگیا ہوگا

(۴) اور جب صبح ہوئی تھی یسوع کنارہ پر کھڑا تھا لیکن شاگردوں نے نہ جانا کہ یسوع ہے ۴

(صبح ہوئی) یعنے پو پھٹنے کے وقت ایک آدمی کنارے پر کھڑا نظر آیا اور اچانک موجود ہوگیا تھا غیب سے آکھڑا ہوا تھا (نہ جانا) شاید کچھ دوری کے سبب سے یا اُن کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں (لوقا ۲۴-۱۶ یوحنا ۲۰-۱۴)

(۵) سو یسوع نے اُنہیں کہا اے لڑکو کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے اُنہوں نے اُسے ۵
جواب دیا کہ نہیں

وہ تو آپ جانتا تھا کہ کچھ نہیں پکڑا مگر اُنکو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جیسے سامری عورت سے کہا تھا کہ مجھے پینے کو دے (۴-۷) کشتی کنارہ سے قریب سو گز کے تھی تب ضرور پکار کے بولا ہوگا لیکن آواز بہت شیریں تھی مہربان باپ کی آواز تھی کہ اے لڑکو الخ اِس لفظ میں اپنا علاقہ اُنکے ساتھ اور اُنکا علاقہ اپنے ساتھ اور کیا خوب علاقہ دکھلاتا تھا اور پوچھتا تھا کہ کھانے کو کچھ ہے یا نہیں وہ اُن کی فکر میں اپنی فکر کو شامل کرکے ہمدردی دکھلاتا تھا جواب سُنا کہ کچھ نہیں ہے

(۶) اُس نے اُنہیں کہا کشتی کے دہنی طرف جال ڈالو تو پاؤ گے پس اُنہوں نے ڈالا ۶
اور مچھلیوں کی کثرت سے پھر کھینچ نہ سکے

(دہنی طرف جال ڈالو) پطرس و یوحنا کو اسوقت وہ بات یاد آئی ہوگی جو اسی دریا پر گذری تھی (لوقا ۵-۷) اسی جگہ اب پھر وہ مچھلیاں پکڑواتا ہے اور یہہ معجزہ ہوتا ہے شاگردوں کی محنت پر برکت دینے کے لئے۔ یہہ لوگ رات بھر کی محنت سے تھک گئے تھے اور ضرور کشتی کے چار طرف جال ڈالتے رہے ہونگے لیکن کچھ ہاتھ نہ آیا تھا اب صبح کو چپا مار کے گھر جانے پر تھے کہ خداوند آگیا اور سکھلاتا ہے کہ میری ہدایت کے موافق کام کرنا چاہئے (تو پاؤ گے) ساری باتوں میں مسیح کی ہدایت پر چلنے سے برکت ہوتی ہے (پس اُنہوں نے ڈالا) کچھ عذر نہیں کیا اور نہ کہا کہ رات بھر محنت کرکے تھک گئے ہیں اب کیا ہوگا لیکن فوراً فرمانبرداری کی تب اتنی مچھلیاں جال میں آگئیں کہ کھینچنا مشکل ہوگیا۔ خداوند مسیح جانتا تھا کہ مچھلیوں کا غول کہاں ہے کیونکہ سمندر میں مچھلیاں

غول غول ہوکر چلتی ہیں یا اُسکے حکم سے غول جمع ہوکر جال میں آگیا ہو کیونکہ تمام موجودات پر اُسکا حکم چلتا ہی اِسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی یہاں سے بھی ثابت ہی کہ وہ ہمہ دان اور قادر ہی

۷ (۷) تب اُس شاگرد نے جسے یسوع پیار کرتا تھا پطرس کو کہا خداوند ہی سو شمعون پطرس نے یہہ سُنکے کہ خداوند ہی کُرتا کمر سے باندھا کیونکہ ننگا تھا اور اپنے تئیں دریا میں ڈال دیا

(اُس شاگرد نے) سب سے پہلے اسوقت یوحنا نے مسیح کو پہچانا کیونکہ وہ رعد کا فرزند تھا اُس کے خیال نے جلد شناخت میں سرعت کی اور قدرت سے قادر کو پہچانا۔ اور پطرس پھرتی کرتا ہی اپنی برہنگی کو جلد کُرتے سے چھپاتا ہی خداوند کا ادب کرکے اور آپ کشتی میں سے پانی میں کود پڑا اور شاگردوں کے ہاتھوں میں جال کو چھوڑ دیا کچھہ پرواہ مچھلیوں کی نہیں کی۔ وہ جانتا تھا کہ کشتی کچھہ دیر میں کنارہ پر آئیگی چاہتا ہی کہ جلد اُسکے پاس آپ حاضر ہو جائے

۸ (۸) پر باقی شاگرد مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے کشتی پر آئے کیونکہ کنارہ سے دور نہ تھے مگر قریب دوسو ہاتھہ کے

پطرس سب سے پہلے پاس آکھڑا ہوا۔ دوسرے لوگ بھی جلدی آگئے کیونکہ سو گز کا فاصلہ نزدیک کا فاصلہ تھا اور جال کھینچتا ہوا چلا آیا

۹ (۹) جوں کنارہ پر آئے اُنہوں نے کوئیلوں کی آگ اور اُس پر مچھلی رکھی ہوئی اور روٹی دیکھی

خداوند مسیح نے اپنی قدرت سے بطور معجزہ کے اپنے شاگردوں کے واسطے خوراک تازہ تیار کر دی تھی کہ محنت کشیدہ شاگرد آتے ہی آسودہ ہوں۔ یہہ وہی خداوند ہی جسنے الیاس کے لئے روٹی اور پانی رتمہ کے درخت کے نیچے موجود کر دیا تھا (اسلاطین ۱۹-۶) جب اُسنے کہا تھا کہ اے لڑکو تمہارے پاس کچھہ کھانے کو ہی شاید وہ سمجھتے ہوں کہ یہہ کوئی آدمی ہی جو ہم سے کھانا مانگتا ہی اب معلوم ہوا کہ وہ دینا چاہتا تھا خداوند مسیح جب ہم سے کچھہ مانگتا ہی تو مطلب دینے کا ہوتا ہی عورت سے پانی مانگا تھا اور زندگی کا پانی دینا چاہتا تھا وہ بھرپور ہی اُسے کچھہ حاجت نہیں ہی وہ داتا ہی اُسنے جب بھوکھا تھا اپنے لئے شیطان کے کہنے سے روٹی نہیں بنائی مگر شاگردوں کے لئے اور جماعت کے لئے قدرت سے روٹی تیار کر دی

۱۰ (۱۰) یسوع نے اُنہیں کہا اُن مچھلیوں میں سے جو تم نے پکڑیں لاؤ

(تمنے پکڑیں) نہ اپنی قدرت اور دانائی سے پکڑیں مگر اُس نے پکڑوائیں تھیں تو بھی وہ اپنا کام اُن کی طرف منسوب کرتا ہے کہ تم نے پکڑیں الٰہی قدرت کو اُن کی محنت میں شامل کرتا ہے (لاؤ) یعنے پیش کرو کہ میری اور تمہاری خوشی کا باعث ہوں (۱ کرنتی ۳-۹) ہم خدا کے ہم خدمت ہیں - خدا ہی ہے جو تم میں اپنی مرضی کے موافق چاہنا بھی ہے اور عمل میں لانا بھی پیدا کرتا ہے (فلپی ۲-۱۳)

۱۱ (۱۱) شمعون پطرس نے چڑھ کے جال ایکسو ترپن بڑی مچھلیوں سے بھرا ہوا کھینچا اور اگرچہ اتنی بہت تھیں پر جال نہ پھٹا

(۱۵۳) مچھلیاں تھیں اور (بڑی تھیں) چھوٹی مچھلی کوئی نہ تھی - ایک سو ترپن کی تعداد بھی کسی خاص مطلب پر اشارہ ہوگا اور اُن سب کا بڑا ہونا بھی کچھ معنے رکھتا ہوگا مفسروں نے اس بارہ میں اپنے خیال بہت دوڑائے ہیں اُن میں سے میں صرف ایک خیال یہاں لکھتا ہوں ایک سو ترپن میں عدد ۳ ہے جو سرے پر ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تثلیث مجید پر اشارہ ہو جسکے زیر سایہ ایکسو پچاس کا عدد ہے اور ایک سو پچاس کا عدد کل نجات یافتہ مقدس کلیسیا کا نشان ہو - اس طرح پر کہ اُس میں سے سو کا عدد جو پچاس کے بعد ہے وہ غیر قوموں کے لئے ہو جسکا منشا محض کثرت دکھلانا ہو اور پچاس کا عدد مقدسان قوم یہود کا بیان کرتا ہوا اور اُنکے سال مقبول سے لیا گیا ہے جسکا حاصل یہہ نکلتا ہو کہ یہودیوں میں سے تھوڑے اور غیر قوموں میں سے بہت اور یہہ سب کے سب تثلیث جلیل پر ایمان لا کے بچینگے اور خداوند کی قدرت سے اور رسولوں کی محنت سے تیار ہو کر خداوند کے پاس ابدی زندگی اور خوشی میں پہونچینگے (ف) اوگسطین بزرگ کہتے ہیں کہ (لوقا ۵-۱) میں جو مچھلیاں پکڑوانے کا ذکر ہے اُس میں اور اِس بیان میں بہت فرق ہے وہ بیان ہے اُس کلیسیا کا جو دنیا میں نظر آتی ہے یہہ بیان ہے اُس کلیسیا کا جو مقبول جماعت ہے وہاں بُری بھلی مچھلیاں سب شامل ہیں یہاں سب بڑی ہیں یعنے پر جلال وہاں مسیح آپ پانی میں تھا یہاں کنارہ پر کھڑا ہے وہاں بُری مچھلیاں پھینکی گئیں یہاں سب بیش ہیں وہاں جال پھٹنے لگا یہاں نہ پھٹا وہاں کشتی ڈوبنے لگی یہاں ڈوبنے کا کچھ ذکر نہیں ہے وہاں کچھ شمار نہ تھی یہاں شمار ہے وہاں مسیح نے فرمایا کہ اب سے تم آدمیوں کے مچھوے ہوگے یہاں فرماتا ہے کہ ناشتا کرو یعنے میرے ساتھ ابدی خوشی میں شریک ہو جاؤ - وہ بیان ہم لوگ اسوقت دنیا میں دیکھتے ہیں یہہ معاملہ آخر میں دیکھینگے

۱۲ (۱۲) یسوع نے اُنہیں کہا آؤ ناشتا کرو - اور شاگردوں میں سے کسی کو جرأت نہ تھی کہ اُس سے پوچھے کہ تو کون ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خداوند ہے

(آؤ ناشتا کرو) اُسی بات کا نمونہ ہے کہ اے میرے باپ کے مبارک بندو آؤ اُس بادشاہی کو میراث میں لو - الٰہی قدرتی خوشی کی

خوراک کھاؤ (جرأت نہ تھی) کیونکہ اُس کی شناخت اور معرفت سے بھرپور ہوگئے تھے چنانچہ اُسوقت ہم اُسے دیکھینگے جیسا کہ وہ ہی اُس کی شناخت سے بھرپور ہوجائینگے

۱۳ (۱۳) پس یسوع نے آکے روٹی لی اور اُنہیں دی اور اِسیطرح مچھلی بھی

جیسے کہ وہ آپ آیندہ وقت میں میزبان بنے گا اور اُنہیں جو اُسکی خدمت کرتے ہیں ابدی زندگی اور خوشی کی روٹی کھانے کو دیگا

۱۴ (۱۴) یہہ تیسرا مرتبہ تھا کہ یسوع نے مُردوں میں سے جی اُٹھکے اپنے تئیں شاگردوں کو دکھلایا

(تیسرا مرتبہ تھا) سب رسولوں کے درمیان ظاہر ہونے کا لیکن درحقیقت ساتواں مرتبہ تھا کہ اِن تین دفعات سے پہلے وہ چار دفعہ اور بھی بعض پر ظاہر ہوچکا تھا۔ خداوند مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد دس بارہ دفعہ نظر آیا ہے مختلف مقاموں میں اور مختلف وقتوں میں اور مختلف اشخاص کو دکھلائی دیا ہے اُسنے اپنا زندہ ہونا خوب ثابت کردیا کہ یہہ معاملہ کسی طرح مشتبہ نہ رہے تاکہ ایمانداروں کے ایمان میں نقصان نہ آوے۔ اور ہر ظہور کیوقت کوئی خاص ہدایت اور کوئی خاص مطلب اُسکا تھا اسوقت اُسنے کلیسیا کا انجام دکھلایا اور اسکے بعد اب وہ پطرس رسول کو کلیسیا کا چوپان یا پاسٹر مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اپنے کام پر جائے

۱۵ (۱۵) اور جب ناشتا کرچکے یسوع نے شمعون پطرس کو کہا۔ اے شمعون یوناس کے بیٹے کیا تو مجھے اِن سے زیادہ پیار کرتا ہے اُسنے اُسے کہا اے خداوند تو جانتا ہے کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں اُسنے اُسے کہا میرے برّے چرا

جب پاسٹر مقرر کئے جائیں تو ضرور اُنسے دریافت کرنا چاہئے کہ اُن میں الٰہی محبت ہے یا نہیں کیونکہ اِس خدمت کی لیاقت الٰہی محبّت پر موقوف ہے۔ خداوند مسیح نے اسوقت شیریں کلام میں اور اُن کی محنت پر برکت دینے میں اور کھلانے میں پہلے اپنی محبت اُنکی طرف دکھلائی پھر اُن میں اپنی محبت تلاش کرنے لگا اور یہہ سکھلایا کہ اگر میری محبّت تمہارے دلوں میں ہے تو اُس محبت کو میری کلیسیا کی خدمت میں صرف کرکے دکھلاؤ میں اسی بات سے راضی ہوں (برّے) یہہ نو مرید کمزور در پرورش روحانی کے محتاج شیر کے حاجتمند لوگ ہیں اُن کی حفاظت اور پرورش کا حکم پطرس کو دیا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو خداوند لفظ میرے میں اپنی طرف منسوب کرتا ہے کیونکہ مسیح نے اُنکو اپنے خون سے خریدا ہے وہ قیمتی ہیں اُنہیں حقیر نہ جاننا چاہئے (اے شمعون یوناس کے بیٹے) پطرس کے باپ کا نام یوناس تھا یعنے

یوحنا۔ پرانے اچھے قلمی قدیمی نسخوں میں یوحنا لکھا ہی۔ اسوقت مسیح خداوند اُسے کیفاس نہیں کہتا جوکہ اُس نے اُسے لقب بخشا تھا (متی ۱۶:۱۸) مگر اُس کے جسمانی باپ کا نام لیکر اُس کی اصلی انسانی طبیعت کی طرف اشارہ کرتا ہی (کیا تو مجھے اِنسے زیادہ پیار کرتا ہی) اِنسے یعنے ان سب شاگردوں سے زیادہ جیسا کہ تونے دعوی کیا تھا (متی ۲۶-۳۳ یوحنا ۱۳-۳۷) وہ سب سے زیادہ محبت کا مدعی ہوا تھا اور اعلیٰ رتبہ کی محبت کا دعویدار بنا تھا (ف) یونانی میں دو لفظ ہیں (اگاپو) یہہ اعلیٰ رتبہ کی محبت ہی (فیلو) یہہ کم درجے کی محبت ہی جو طبیعت سے علاقہ رکھتی ہی (۱۳-۳۴ و ۱۴-۱۵ و ۲۱ و ۲۸) میں اگاپو ہی یعنے اعلیٰ رتبہ کی محبت پہلے پطرس اِسی محبت کا مدعی ہوا تھا لیکن صلیب کے وقت مسیح کا انکار کیا اور اب بہت شرمندہ ہی اِسلئے اب وہ ایسی محبت کا دم نہیں مار سکتا (ہاں ای خداوند تو جانتا ہی) پطرس اسوقت گھبراکے مسیح کی ہمہ دانی کی پناہ میں چھپتا ہی کہ تو میرے حال سے پورا واقف ہی۔ محبت کی جڑ تو اُس میں تھی انکار کے وقت بھی معدوم نہیں ہوئی مگر ہیبت کے نیچے دب گئی تھی۔ اسوقت مسیح نے دو لفظ اُسکے پکڑ لئے تھے ایک تو اِنسے زیادہ دوسرا اگاپو یعنے اعلیٰ محبت لیکن پطرس اب انکا اقرار نہیں کر سکتا شرمندہ ہی کدھر مُنہہ چھپائے پس اُس کی ہمہ دانی کے سایہ میں پناہ لیتا ہی کہ تو جانتا ہی (کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں) لفظ اِنسے زیادہ کا چھوڑ دیا کہ اُسکے بولنے سے شرم آتی ہی اور اگاپو بھی چھوڑتا ہی اور لفظ فیلو بولتا ہی اب وہ خوب درست ہو گیا۔ خداوند اگر ہم سب کا حساب لے تو کیا ہوگا

۱۶ (۱۶) اُسنے دوبارہ اُسسے پھر کہا ای شمعون یوناس کے بیٹے کیا تو مجھے پیار کرتا ہی وہ بولا ہاں
ای خداوند تو تو جانتا ہی کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں اُسنے اُسسے کہا میری بھیڑیں چرا

اب خداوند نے بھی (لفظ اِنسے زیادہ کو) اپنے سوال میں سے چھوڑ دیا کہ پطرس اب اُس سے گھبراتا ہی لیکن خداوند پھر وہی لفظ اگاپو بولتا ہی یعنے اِنسے زیادہ نہیں مگر اعلیٰ محبت تو تو رکھتا ہی پطرس اس لفظ کی بھی برداشت نہیں کر سکتا وہ فیلو کہتا ہی (میری بھیڑیں چرا) بھیڑیں یہہ وہ عیسائی ہیں جو بچے نہیں رہے روحانی تعلیم میں اور مزاج میں ترقی کر گئے اِنکے واسطے اور قسم کی خوراک چاہئے وہ برے نہیں رہے بھیڑیں ہیں تو اُنکو بھی خوراک دے انکی ہدایت میں زیادہ عقل درکار ہوگی (دیکھو ا پطرس ۵-۲) میں پطرس خود پاسبانوں کو کیا کہتا ہی

۱۷ (۱۷) اُس نے اُسسے تیسری مرتبہ کہا ای شمعون یوناس کے بیٹے کیا تو مجھے پیار کرتا ہی تب
پطرس اسلئے کہ اُسنے تیسری بار اُسسے کہا کیا تو مجھے پیار کرتا ہی دلگیر ہوا اور اُسکو کہا تو تو سب کچھ
جانتا ہی تجھے معلوم ہی کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں یسوع نے اُسکو کہا تو میری بھیڑیں چرا

اب مسیح نے سوال میں لفظ اگاپو بھی چھوڑ دیا اور فیلو جو پطرس نے دو بار بولا تھا اپنے سوال میں رکھ لیا تب مطلب یہہ ہوتا ہے کہ نہ اُس سے زیادہ نہ بڑی محبت مگر چھوٹے درجہ کی محبت کا تو تو مدعی ہے اگر ایسا بھی ہے تو اب تو اس محبت میں بھی آزمایا جاتا ہے میں تو اس تھوڑی محبت کو بھی منظور کرتا ہوں مگر تو اس محبت کو میری کلیسیا کی خدمت میں دکھلا اُنہیں تعلیم دے اور مضبوط کر (دلگیر ہوا) نہ تین دفعہ سوال ہونے کے سبب سے دلگیر ہوا مگر اسلئے دلگیر ہوا کہ تیسری بار خداوند نے لفظ فلو کو پکڑ لیا ہے کہ اچھا یوں ہی صحیح پطرس اس سے بھی گھبراتا ہے۔ ہم سب کی یہی کیفیت ہے ہم خداوند کی قوت اور قدرت سے کچھ کر سکتے ہیں نہ اپنی طاقت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت پطرس کو اپنے وہ تین انکار یاد آئے ہونگے کہ وہ بھی ہر انکار میں ترقی کرتا چلا گیا تھا پہلے کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا پھر قسم کھا کے انکار کیا پھر سخت لعنت کی قسمیں کھائیں تھیں اور سب شاگردوں سے زیادہ مدعی بڑی محبت کا بنا تھا اب جو خداوند اُس کی محبت کو ٹٹولتا ہے تو وہ اپنے دعوے کے الفاظ میں سے ایک ایک لفظ کو چھوڑتا چلا آیا آخر کو یہاں آکے لفظ فیلو پر دم لیا ہے خداوند اسکو بھی پکڑتا ہے کہ یہہ محبت بھی کلیسیا کی خدمت میں دیکھی جائیگی اِسلئے وہ گھبرا گیا اور دلگیر ہوا اور اپنا زور لفظ فیلو پر سے بھی ہٹاتا ہے اور آپ کو خداوند کے آگے پھینک دیتا ہے کہ میرے سارے حال سے تو آگاہ ہے تو تو سب کچھ جانتا ہے تجھے معلوم ہے لفظ جانتا اور معلوم میں بھی اصل زبان کے اندر کچھ فرق ہے پہلا لفظ جاننا ہمہ دانی کی نسبت ہے دوسرا لفظ معلوم میں نظر رکھنے کے معنے میں ہے یعنے تو ہمہ دان ہے اور سب کچھ تیری آنکھوں کے سامنے ہے تجھ سے کوئی بھید چھپا نہیں ہے جو کچھ ہوں تیرے سامنے ہوں (۲-۲۵) میں اسی علم الہٰی کا ذکر ہے مسیح فرماتا ہے (میری بھیڑیں چرا) جس لفظ کا ترجمہ چرا ہوا ہے وہ لفظ (بسکین) ہے اُس کے معنے ہیں کھلا اور برّوں کی نسبت بھی وہی لفظ ہے یعنے کھانا کھلانا نہ جانوروں کی طرح چرانا ہاں (آیت ۱۶) میں لفظ (پوے مے مین) ہے یعنے گھاس چرانا اور یہہ لفظ سوروں کی نسبت آیا ہے (متی ۸-۳۰ و ۳۳ مرقس ۵-۱۱ و ۱۴ لوقا ۸-۳۲ و ۳۴ و ۱۵-۱۵) اردو میں جو لفظ چرا آیا ہے شاید بھیڑ اور برے کی رعایت سے مترجم نے ایسا ترجمہ کیا ہے مگر اصل میں کھانا کھلانا ہے جس میں سنجیدگی سے تعلیم نصیحت اور روحانی پرورش پر اشارہ ہے مسیح نے ہر وقت میرے برے اور میری بھیڑیں فرمایا ہے کیونکہ وہ مسیح کا مال ہیں اور رسول کو سپرد ہوتے ہیں پس چاہئے کہ اُسکا مال سمجھ کے اُسکے لئے اُنکی خدمت کیجائے اور اُنکی روحوں کی پرورش الہٰی باتوں میں ہووے

۱۸ (۱۸) میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں جب تو جوان تھا تو اپنے آپ ہی کمر باندھتا اور جہاں کہیں چاہتا تھا جاتا تھا پر جب تو بوڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھ پھیلائیگا اور دوسرا تیری کمر باندھیگا اور وہاں جہاں تو نہ چاہے تجھے لیجائیگا

اب خداوند مسیح یہہ بتلاتا ہی کہ تو جس نے پہلے بڑی محبت کا دم بھرا تھا اور امتحان کے وقت ثابت قدم نہ نکلا اور اسوقت محبت کا
دعوی کرنے سے تھرتھراتا ہی اب میں تجھے تیرا انجام بتا دیتا ہوں کہ آخر کو تو میری محبت میں ایسا مضبوط اور سرگرم ہو جائیگا کہ
میرے لئے اپنی جان دیگا جیسا کہ تو نے کہا تھا (۱۳-۳۷) وہی بات ہوگی کہ تو بڑی قوت پائیگا اور محبت کے کام میں پختہ
نکلیگا (سچ سچ) یہاں بھاری بات کا ذکر ہی اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد بھی خداوند کا وہی محاورہ ہی (جب تو
جوان تھا) یعنے عمر کے اوائل میں یا دینداری اور ایمانداری کے شروع میں کہ جوانی تھی (تو اپنی کمر آپ باندھتا اور جہاں کہیں
چاہتا تھا جاتا تھا) یعنے تو پورا آزاد تھا دنیا میں اپنی خوشی سے چلتا پھرتا تھا اور مسیح کو چھوڑ کے بھی بھاگ گیا تھا کیونکہ پورا
آزاد تھا اچھی طرح سے محبت کی قید میں جکڑا نہیں گیا تھا (جب بوڑھا ہوگا) یعنے عمر رسیدہ اور دینداری میں پختہ ہوگا
(تو تو اپنے ہاتھ پھیلائیگا) جب دشمن تیری مشکیں باندھنے کو آئینگے اور تجھے قید کرینگے تو تو اُنکے سامنے اپنے ہاتھ
پھیلائیگا (اور دوسرا تیری کمر باندھیگا) یعنے تجھے مجرم کی مانند جکڑینگا تیری مشکیں باندھی جائینگی اور وہاں جہاں تو نہ چاہے تجھے
لیجائیگا) یعنے موت میں لیجائیگا جسکو تو نے میرے لئے پہلے نہ چاہا تھا اور جان بچانے کو بھاگا آخر کو تو محبت میں ایسا
مضبوط ہو جائیگا کہ میرے نام پر جان دیگا تب یہہ تھوڑی سی محبت ترقی کرکے بڑی محبت ہو جائیگی۔ روایت ہی کہ ۶۴ء عیسوی میں پطرس
رسول درمیان شہر روم کے بت پرستوں کے ہاتھ سے باندھا گیا تھا اور صلیبی موت سے شہید ہوا تھا اور مسیح کی یہہ پیشینگوئی
پوری ہوگئی تھی

(۱۹) اُس نے ان باتوں سے بتا دیا کہ وہ کس موت سے خدا کا جلال ظاہر کریگا اور یہہ کہکے ۱۹
اُسے کہا میرے پیچھے ہو لے

اریجن صاحب کہتے ہیں کہ وہ اپنی موت کے وقت اپنی درخواست سے سر نیچے ہو کے مصلوب ہوا تھا اُسنے آپ کو مسیح کی مانند
مصلوب ہونے کے لایق نہ سمجھا مگر سرنگوں ہو کے جاندی گو یا کہ نالایق ہی (موت سے خدا کا جلال) شہدا کی موت سے
خدا کی بزرگی ہوتی ہی جب وہ گواہی پر جان نثار کرتے ہیں یہہ دکھلا کے کہ خدا بزرگ ہی اور اُس کی راہیں پاک ہیں اور کہ ہم دنیا
کے ساتھہ نہیں مگر خدا کی طرف ہیں اور اپنے خون سے اُس کی صداقت پر گواہی دیتے ہیں (میرے پیچھے ہو لے) کیونکہ
اب وہ وقت آگیا کہ تو میرے پیچھے ہو نے سکتا ہی (۱۳-۳۶) دکھہ اُٹھانے میں برداشت و صبر میں روحانی مزاج میں اور
اُس راہ میں جس سے میں گذر کر آسمان کو چلا ہوں اُسی راہ میں اب تو میرے پیچھے ہو لے اور صلیبی موت تک پیروی کر۔ اب پطرس مسیح
کے پیچھے ہو لے سکتا ہی کیونکہ اب راہ کھل گیا ہی اور روح القدس قوت بخشنے کے لئے مومنین کو ملجاتا ہی تو اب اُسکی پیروی وہ کر سکتے ہیں

(۲۰) اور پطرس نے پھر کے اُس شاگرد کو جسے یسوع پیار کرتا تھا اور جسنے شام کے کھانے میں اُسکے سینہ پر گر کے پوچھا کہ ای خداوند تیرا حوالہ کرنیوالا کون ہی پیچھے آتے دیکھا

معلوم ہوتا ہی کہ خداوند مسیح پطرس کو وہ باتیں فرما کے چلا اور کہا کہ تو میرے پیچھے ہو لے اور پطرس اُس کے پیچھے ہولیا اور سب شاگرد وہاں مچھلیوں کے اور جال وکشتی کے پاس کھڑے رہے لیکن یوحنا رسول اپنی مرضی سے پطرس کے پیچھے پیچھے آپ چل پڑا پس خداوند مسیح آگے تھا پطرس اُس کے پیچھے تھا اور یوحنا اُسکے پیچھے تھا اور وہ سب اپنے مقام پر کھڑے دیکھتے ہونگے پطرس نے پیچھے مڑ کے اوروں کی طرف دیکھا ہوگا کہ کھڑے ہیں یا وہ بھی آتے ہیں پس معلوم کیا کہ یوحنا پیچھے آتا ہی اور سب اپنے مقام پر ہیں تب پطرس محبت کے سبب سے یوحنا کا احوال خداوند سے پوچھنے لگا

(۲۱) اُسے دیکھ کے پطرس نے یسوع کو کہا ای خداوند اِسکا کیا ہوگا

یونانی کا لفظی ترجمہ یوں ہی (خداوند اِس آدمی سے کیا) یعنے اِس آدمی کا انجام کیا ہوگا پطرس کو ایسا سوال کرنا مناسب نہ تھا اِسلئے خداوند نے اُسے صاف جواب بھی نہیں دیا بلکہ یوں فرمایا

(۲۲) یسوع نے اُسے کہا اگر میں چاہوں کہ میرے آنے تک یہاں ٹھہرے تو تجھے کیا تو میرے پیچھے ہو لے

(تجھے کیا) یعنے اُس کی کیفیت آیندہ کا دریافت کرنا تجھے مناسب نہیں ہی اِن باتوں کے دریافت کرنے سے تیرا کیا علاقہ ہی (تو میرے پیچھے ہو لے) یہہ تیرا فرض ہی کہ میرے نقش قدم پر میرے پیچھے چلا آنے اور لوگوں کی نسبت جو الٰہی انتظام ہی اُسکے دریے ہونا تیرا کام نہیں ہی (اگر میں چاہوں) مسیح خداوند جو چاہتا ہی سو کر سکتا ہی کیونکہ حق تعالیٰ ہی کہ (میرے آنے تک) یعنے آمد ثانی تک کہ قیامت کے وقت ہوگی۔ یا یروشلم کی بربادی تک کہ اُسوقت بھی مسیح کی آمد یہودیوں سے انتقام لینے کے لئے روحانی طور پر ہوئی تھی۔ یا جزیرہ پتمس میں یوحنا رسول پر ظہور کے وقت تک کہ اُسوقت بھی مسیح خداوند یوحنا کے پاس وہاں آیا تھا دیکھو (مکاشفات ۱۔۱۰ و ۱۱ و ۱۷ و ۱۸) لیکن عام خیال یہہ ہی کہ قیامت کی آمد تک (یہاں ٹھہرے) یعنے دنیا میں زندہ رہے تو ہو سکتا ہی یہہ میری مرضی پر موقوف ہی لیکن تیرا کچھ علاقہ ان باتوں سے نہیں ہی۔ یہہ فرما کے شاید مسیح غایب ہو گیا ہوگا کہ یہہ دو نو رسول بھائیوں میں واپس لوٹ آئے یا جنگل میں چلا گیا ہوگا واللہ اعلم

(۲۳) سو بھائیوں میں یہہ بات پھیل گئی کہ وہ شاگرد نہ مریگا۔لیکن یسوع نے اُسے نہیں کہا ٣
کہ وہ نہ مریگا بلکہ یہہ کہ اگر چاہوں کہ میرے آنے تک ٹھہرے تو تجھے کیا

(بھائیوں) لفظ بھائیوں تمام انجیلوں کے درمیان صرف اسی جگہہ آیا ہے لیکن اعمال وغیرہ میں یہہ عام محاورہ ہے۔یہہ باتیں جو یوحنا کی نسبت ہوئیں انہیں دو رسولوں نے آ کے باقی شاگردوں کو سنائیں ہونگی اور اُنہوں نے اپنے گمان سے یہہ مطلب کہ یوحنا قیامت تک نہ مریگا نکال لیا لیکن یوحنا خود کہتا ہے کہ مسیح کا یہہ مطلب نہ تھا۔یہہ بات کہ یوحنا قیامت تک نہ مریگا ایسی مشہور ہو گئی تھی کہ جب یوحنا رسول وفات پا کے افسس شہر میں مدفون ہو گیا تو اُسوقت بھی نادانی سے عیسائی لوگ کہتے تھے کہ وہ نہیں موا بلکہ قبر میں سوتا ہے اور کہتے تھے کہ اُس کی سانس لینے سے قبر ہلتی ہے یہہ خیال دیر تک مشہور رہا دیکھو حدیثوں کی اور عوام کی یہہ کیفیت ہے غلط باتیں بہت بنا لیتے ہیں اور اُنپر اعتقاد جما لیا کرتے ہیں۔میرا گمان یہہ ہے کہ آیت ۲۲ میں یوحنا کی عمر درازی پر کچھہ اشارہ مسیح سے ہوا تھا اور وہ رسول عمر دراز ہو کے موا ہے

(۲۴) یہہ وہ شاگرد ہے جو ان باتوں کا گواہ اور لکھنیوالا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اُس کی گواہی سچ ہے ۴

مفسرین گمان کرتے ہیں کہ (آیت ۲۴ و ۲۵) یوحنا نے نہیں لکھیں اُسنے (آیت ۲۳) پر اِس کتاب کو ختم کر دیا ہے شاید افسس کے بزرگوں نے رسول کے ہاتھہ سے یہہ انجیل پا کے اُسکے جاری ہونے سے پہلے یہہ دو آیتیں بطور تتمہ کے لکھدی ہوں۔مگر یہہ صرف گمان ہے نہ یقین تو بھی ان آیتوں میں بعض لفظ ایسے ہیں جو یوحنا کے محاورے تھے

(۲۵) پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے کہ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان ۵
کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں آمین

(میں گمان کرتا ہوں) تتمہ لکھنیوالا بولتا ہے اگر وہ کوئی بزرگ ہے تو یہہ اُسکا گمان ہے اور اگر یوحنا رسول بولتا ہے تو یہہ اُسکا خیال ہے (دنیا میں نہ سما سکتیں) اسکا یہہ مطلب نہیں ہے کہ اُن کتابوں کے رکھنے کی جگہ دنیا میں نہ ہوتی اسلئے کہ یہہ ایک عام محاورہ کی بات ہے کہ کتابیں بہت ہو جاتیں کیونکہ بڑا دفتر لکھا جاتا لیکن یہہ مختصر کیفیت چھوٹی سی کتاب میں لکھدی ہے کہ آسانی سے سب لوگ سمجھہ کر ایمان لائیں اور نجات پائیں فقط

تمت بالخیر بفضلہ تعالیٰ

226.5

Cl. No. I[redacted]

Author Imaddudin, Padri

Title Tafsir - o - Injil - e - Y
Youhanna (Urdu)

Accession No. 5220

Date	Signature
27 MAY 1997	